تاریخ ابن خلدون

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

جلد سوم

3

حصہ سوم و چہارم

خلافت عباسیہ کے بانی منصور السفاح سے لے کر خلیفہ مکتفی باللہ تک، بغداد کی تعمیر ابو مسلم خراسانی، ابن مقفع، البرامکہ ہارون و مامون الرشید کے حالات

كتابُ العِبَر وديوانُ المبتدا والخبرِ في أيّامِ العَرب والعجمِ والبربرِ ومَن عاصرهُم مِن ذوي السُّلطانِ الأكبر

المعروف بہ

تاریخ ابن خلدون

جلد سوم

حصہ سوم، چہارم

اس جلد میں خلافت عباسیہ کے عروج کی داستان پوری تفصیل اور جامعیت سے بیان کی گئی ہے۔ بنو عباس کا زمانہ بجا طور پر تاریخ اسلام میں عہد زرین کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عہد جہاں دلفریب اور دلچسپ ہے، وہاں طویل بھی ہے کہ ڈیڑھ سو سال تک پھیلا ہوا ہے۔ بنو امیہ سے بنو عباس کی طرف خلافت کی منتقلی کی داستان دردانگیز ہی نہیں، عبرت ناک بھی ہے۔ نئے دار الخلافہ بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی شورش، نقاب پوش جھوٹے نبی ابن مقنع کا ظہور و خروج، چاہ نخشب سے چاند کا طلوع ہونا، خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے حالات، آل برامکہ کی علم دوستی، اور ابن خلدون کا تحقیق زا قلم

تصنیف

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب وتبویب

منیر احمد نعیم ایم۔اے

الفیصل

ناشران و تاجران کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

AI-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 7230777 Fax :09242-7231387
http:www.alfaisalpublishers.com
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

جولائی 2004ء
محمد فیصل نے
ندیم یونس پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

باب ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

باب ۸

عبداللہ ابو جعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

باب ۹

ابواسحٰق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

باب ۱۴

مستعین کی خلافت سے معزولی

۲۴۸ھ تا ۲۵۵ھ

باب ۱۵

سلطنت صفاریہ کا قیام ۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

حصہ چہارم

باب ۲۰

احمد بن موفق معتضد باللہ ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

باب ۲۱

علی بن معتضد مکتفی باللہ ۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

باب ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

باب ۲۳

ابو منصور محمد القاہر باللہ ۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

باب ۲٦

محمد بن مقتدر الراضی باللہ ۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

باب ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ ۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

باب ۲۶

عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

باب ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطائع اللہ ۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

باب ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ ۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

باب ۲۹

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ ۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

باب ۳۰

عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

باب ۳۲

فضل بن مستظہر مسترشد باللہ ۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

باب ۳۵

احمد بن مستضی الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

باب ۳۶

منصور بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

احمد بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

حصہ سوم

خلافت بنو عباس (حصہ اوّل)

باب ا

تحریکِ شیعانِ حیدر کرّار

آغازِ سلطنت

دولتِ شیعہ کا آغاز یوں ہوا کہ بعد وصال رسول اللہ ﷺ اہل بیت کا خیال ہوا کہ ہم ہی حکومت و فرماں روائی کے حق دار ہیں اور خلافت ہمارے ہی نفوس کے ساتھ مخصوص ہے' ہمارے سوا قبیلہ قریش میں کوئی شخص اس حق کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

تحریر کا قصہ

صحیح میں وارد ہوا ہے کہ عباسؓ نے علیؓ سے اس دور میں رسول اللہ ﷺ سے مشورتاً کہا تھا' جس میں آپؐ نے انتقال فرمایا ہے کہ "آؤ ہم اور تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور یہ دریافت کریں کہ آپ کے بعد زمامِ حکومتِ اسلام کس کے ہاتھ میں ہو گی' اگر ہمارے حصہ میں آئے گی' ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا دوسروں کے قبضہ میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی"۔ حضرت علیؓ نے کہا' "یہ مناسب نہیں ہے' اگر ہم اس سے روک دیئے گئے تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے"۔ صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وصال فرمایا' ارشاد فرمایا تھا "آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں' تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو"۔ صحابہؓ نے جو اس وقت حاضرِ خدمت تھے' فرمان لکھانے میں اختلاف کیا' باہم بحث و مباحثہ کرنے لگے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فرمانِ عالی شان نہ لکھا گیا۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے' جو رسول اللہ ﷺ اور فرمانِ تحریر کے درمیان بوجہ اختلاف اور شور و غل صحابہؓ کے واقع ہوا۔

اس سے شیعہ نے یہ سمجھ لیا کہ نبی ﷺ نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیّت علیؓ کے حق میں کی ہے' حالانکہ اس کی صحت کسی وجہ سے اس حد تک نہیں ہوئی کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔ اور بے شک عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیّت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا کافی ہے' یہی بات اہل بیت اور ان کے خیر خواہوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خیال

منجملہ اس کے جو اہل آثار نقل کرتے ہیں' یہ ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے ابن عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ "چونکہ تمہاری قوم (یعنی قریش) کے یہ نہیں چاہا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے' اس وجہ سے وہ تم سے رنجیدہ دل ہوئے"۔ ابن عباسؓ نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی حمایت کا خیال تھا' اس کے موافق کہا۔ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس امر سے آگاہ تھے کہ اہلِ بیت کے دلوں میں امرِ خلافت اور ان کے قبضہ میں اس کے نہ جانے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

واقعۂ شوریٰ

واقعۂ شوریٰ میں یہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا حضرت علیؓ کا خیر خواہ تھا اور وہ لوگ انہیں کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے' لیکن جب خلافت دوسرے کے قبضہ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا' مثلاً زبیرؓ' عمارؓ بن یاسر اور مقدادؓ بن اسود وغیرہم' مگر چونکہ ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوتِ اسلامی کا بہت بڑا خیال تھا' اس وجہ سے مشوروں میں سوائے افسوس کے اور کسی قسم کی بات

بڑھا کر بیان نہ کی گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رنجش

پھر جب حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو رنجش پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علیؓ کی تعریف و توصیف کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ کو خلافت نہ دی تھی۔ ایسے ایسے لعن کرتا تھا' جس سے خود حضرت علیؓ راضی نہ تھے۔

عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہربدر کیا' مصر پہنچا۔ ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال والوں کا مجتمع ہو گیا' جو......... حد سے زیادہ تجاوز کرنے والا اور مذاہب فاسدہ کے قبول کرنے کی طرف مائل تھا۔ مثلاً خالد بن ملجم' سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر وغیرہ' اس کے بعد خلافت علیؓ کی بیعت ہوئی' پھر واقعہ جمل و صفین پیش آیا۔ خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور الگ ہو گئے۔ اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ جنگ معاویہؓ میں مرنے پر تیار ہو گئے۔

شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد

اس اثناء میں حضرت علیؓ شہید کر ڈالے گئے اور آپ کے صاحبزادے حسنؓ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ امام حسنؓ نے مصلحتاً زمام حکومت امیر معاویہؓ کے حوالے کر دی۔ شیعہ کو اس سے خفگی پیدا ہوئی' وہ خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور ان کی امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسنؓ سے بھی اس وجہ سے ناراض ہو گئے اور امام حسینؓ کو طلبی کا خط لکھا۔ آپ نے فوری طور پر آنے سے انکار کر دیا' مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد میں اس عہد کو پورا کروں گا۔ پھر شیعہ' محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور خفیہ طور پر ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا' محمد بن حنفیہ نے ہر اک شہر پر اپنی جانب سے ایک ایک آدمی مقرر کیا جو خفیہ طور پر ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد میں

ایک عرصہ تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور امیر معاویہؓ ان کی روک تھام کرتے جاتے تھے' کسی کو بہ نظر سیاست ملکی شہربدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع و قمع بھی کر دیتے تھے' جیسا کہ حجر بن عدی اور اُن کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا گیا' لیکن ساتھ ہی ان کے امیر معاویہ اہل بیت کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے اور ان کے استحقاق دعوی سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے منہ نہ آتا تھا یہاں تک کہ امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کا دورِ حکومت

یزید کے دور میں امام حسینؓ نے خروج کیا اور آپ کا واقعۂ شہادت جیسا کہ مشہور ہے' پیش آیا۔ یہ واقعہ اسلام میں نہایت برا گزرا ہے' جس سے عام طور پر مسلمانوں کے دل بھر آئے۔ شیعوں نے اس میں بے حد مبالغہ کیا اور اُس شخص پر علانیہ طعن و تشنیع کرنے لگے جو اس امر کا سرپرست ہوا تھا یا ان کی امداد سے رک گیا تھا' پھر اس امر پر باہم ملامت کرنے لگے کہ امام حسینؓ کو خود ان لوگوں نے ضائع کر ڈالا' خود بلایا اور ان کی مدد نہ کی' آخر پشیمان ہو کے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ان کے معاوضہ میں خون لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

شیعوں کا حملہ

انہوں نے اس اعتبار سے اپنے آپ کو توابین کے نام سے موسوم کیا اور انکی سرافسری سلیمان بن صرود خزاعی نے خروج کر دیا۔......... اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہو گئی تھی۔ ابن زیاد عراق سے شام چلا آیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر بہ ارادہ عراق جا رہا تھا۔ شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی۔ سلیمان اور بہت سے اس کے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے' جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

اختلافِ رائے

اس کے بعد مختار ابن ابی عبید نے خروج کیا اور محمدؒ بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی' جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہلِ بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ حدودِ حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بات پر اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امامت و خلافت ہے' ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی' یہ اسی سوچ و بچار میں تھے کہ ملک و حکومت پر بنو امیہ کے قدم مضبوطی کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے دلوں میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور باوجود کثرتِ اختلاف کے ان عقائد کو سینہ بسینہ چھپاتے رہے' جیسا کہ ہم نے کتاب اوّل کی فصلِ امامت میں ان کے مذاہب کے نقل کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

رافضیوں کی علیحدگی

جب زید بن علی بن حسینؓ بڑے ہوئے تو واصل بن عطاء سے تعلیم حاصل کی جو اپنے وقت کا امامِ معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں علیؓ کے بر سرِ صواب ہونے میں' اس کو شک تھا' ایک روز زید بن علی بن حسینؓ نے اس عقیدہ کو بر سبیلِ تذکرہ بیان کیا۔ محمد باقر (انکے بھائی) نصیحت کرنے لگے۔ "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے"۔ زید بن علی باجودیکہ افضلیتِ علیؓ کے قائل تھے' بیعتِ شیخین کو صحیح سمجھتے اور برخلاف عقیدہ شیعہ مفضول علیہ کو مفضول کے ہوتے امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا' گو بعد میں ایسے حالات پیش آئے' جس سے انہوں نے ۱۲۱ھ مقام کوفہ میں خروج کیا' شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے پاس مجتمع ہو گیا' مگر ان میں سے بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ شیخین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کبھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا' ان شیعوں نے یہ کہہ کر ان لوگوں (یعنی بنو امیہ) نے بھی تم پر کچھ ظلم نہیں کیا' زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی' اسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ رافضی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

زیدیہ کا خاتمہ

اس کے بعد یوسف بن عمر نے زید کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا۔ لاش کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔ آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے' بعد ازاں شیعوں نے ان کو پھر خروج پر ابھارا' چنانچہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا۔ نصر بن سیار نے ایک لشکر بسرافسری سالم بن اموز مازنی مقابلہ پر روانہ کیا' سالم نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاش کو جوزجان میں صلیب پر چڑھا دیا' اس وقت سے زیدیہ کا خاتمہ ہو گیا' باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور خفیہ طور پر ممالکِ اسلامی میں آلِ محمدؐ کی حمایت کی دعوت دینے لگے اور اس شخص کو جو آپ کی دعوت قبول نہ کرتا تھا' حاکمِ وقت کے خوف سے مجبور نہ کرتے تھے۔

محمد بن حنفیہ کے خیر خواہ

محمدؒ بن حنفیہ کے خیر خواہوں میں اکثر وہی لوگ تھے' جو اہلِ بیت کے خیر خواہ تھے اور وہ اس امر کے معتقد تھے کہ محمدؒ بن حنفیہ کے بعد آپ کے لڑکے ابو ہشام عبداللہ امامت و خلافت کے مستحق ہیں۔ یہ اکثر سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمدؒ بن علی بن عبداللہ بنؓ عباس مقامِ حمیمہ (مضافات بلقاء) میں ہو کے گزرے' جہاں کہ ابو ہشام عبداللہ خیمہ زن تھے۔ محمدؒ بن علی اتر پڑے' آخری وقت آ پہنچا تھا' مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ مرتے وقت امامت کی وصیت ان کے حق میں کر گئے۔

خفیہ بیعت

ان شیعوں کو جو عراق و خراسان میں تھے' اس امر سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت و خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے' پس جب عبداللہ نے وفات پائی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کے درپردہ آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد

حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالکِ اسلامیہ کی جانب بھیج دیا۔ اہلِ خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی' بعدازاں ان پر نقباء مامور کیے گئے۔ ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا' تاآنکہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا ولی عہدہ بنا گئے اور دعاۃ کو اس کی ہدایت و وصیت کر گئے۔ دعاۃ ان کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے' انہوں نے اپنی طرف سے ان لوگوں کی طرف جو خراسان میں دعوت دیتے تھے' ابو مسلم کو سندِ ولایت عنایت کر کے روانہ کیا' تاکہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایات کو جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا' چنانچہ وہیں آپ کا انتقال بھی ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ حاصل کر کے عراق کا قصد کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا' جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت و امارت میں مغلوب کر دیا اور ان کی امامت و حکومت کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

باب ۲

خلافتِ عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

حکومتِ عباسیہ

اس حکومت کی ابتداء دولتِ شیعہ سے ہوئی ہے' جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ شیعوں کے بعض فرقے کیسانیہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں' جو امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد ان کے لڑکے ابو ہاشم عبداللہ کو امام جانتے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امامت کے گرویدہ ہیں' بوجہ اس وصیّت کے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے' بعدازاں ان کے لڑکے ابراہیم امام ابن محمد کو بعدہٗ ان کے بھائی ابو العباس سفاح (یعنی عبداللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانیوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانیہ کو حماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں' اس وجہ سے کہ ابو مسلم کا لقب حماق بھی تھا۔

سفاح کی حمایت

شیعانِ بنو عباسؓ میں سے جو خراسان میں رہتے تھے ایک فرقہ روا ندیہ کے نام سے بھی مشہور ہے' جس کا خیال یہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد مستحق امامت عباسؓ ابن عبدالمطلب ہیں' کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے وارث اور رشتہ دار ہیں۔ "بدلیل (قولہ تعالٰی) واولوالارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ" لوگوں نے آپ کو خلافت و امارت سے روکا اور ان سے ظلماً" اس کو لے لیا' تا آنکہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا۔ شیخین اور عثمانؓ سے بیزاری کرتے ہیں اور علیؓ کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں' کیونکہ عباسؓ ابن عبدالمطلب نے علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا تھا' ابن اخی ھلم ابایعک فلا تختلف علیک اثنان (اے برادر زادہ آؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں' میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہ کریں گے) اور نیز اس وجہ سے کہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جا رہی تھی منبرِ کوفہ پر کھڑے ہو کہا تھا یا اہل کوفۃ انہ لم یقم فیکم امام بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاعلی ابن ابی طالب وھذا القایم فیکم (اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام بعد رسول اللہ ﷺ نہیں قائم ہوا' سوائے علیؓ ابن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت تم میں موجود ہے) مقصود اس سے سفاح تھا۔

ابو العباس سفاح کی خلافت ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

اس سے قبل ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس دولت کا آغاز کیونکر ہوا اور خراسان میں ابو مسلم کے ہاتھ سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی' پھر ان کے شیعوں کا خراسان و عراق میں کس طرح غلبہ ہوا' بعدازاں ۱۳۲ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت ہوئی' اس کے بعد مروان بن محمد مارا گیا اور دولتِ امویہ منقرض ہو گئی' ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض خیر خواہوں اور سپہ سالاران نے ابو العباس سفاح پر خروج کیا۔

بغاوتوں کا آغاز

سب سے پہلے جس نے علمِ مخالفت بلند کیا' وہ حبیب بن مرّہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا' جو حوران و بلقار میں مامور تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے رخلع خلافت کیا' سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی جھنڈے نصب کئے' جو شعارِ عباسیہ کے خلاف تھا' قیس اور جو لوگ اس کے قرب و جوار میں تھے' انہوں نے اس کی اتباع کی۔ سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا' انہی دنوں یہ خبر آئی کہ ابو الورد مجزاۃ بن کوثر بن

زفر بن حرث کلابی بھی قنسرین میں باغی ہو گیا۔ یہ بھی مروان کے سپہ سالاران میں سے تھا' مگر جس وقت مروان کو شکست ہوئی تھی اور عبداللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے مع اپنے لشکر کے سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ سلمہ بن عبدالملک کے اہل و عیال اسی کے قریب بالس[1] او ناعورہ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ان لوگوں نے ابو الورد سے اس کی شکایت کی۔ ابو الورد نے اس سپہ سالار کو جس نے مسلمہ بن عبدالملک کے اہل و عیال کو نکال دیا تھا' قتل کر کے علم خلافت بلند کر دیا' اہل قنسرین اس کے ساتھ ہو گئے اور اہل حمص کو بھی خط و کتابت کر کے مخالفت پر ابھار دیا۔ ان سب لوگوں نے متفق ہو کر ابو محمدؑ عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی سفیانی ہے' جس کا تذکرہ کیا تھا' جب یہ خبر وحشت اثر عبداللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے بہ ارادہ جنگ ابو الورد قنسرین کی طرف کوچ کر دیا۔ دمشق پہنچا تو ابو غانم عبدالحمید بن سرا بی طائی کو زیر قیادت چار ہزار سواروں کے اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل و عیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کر حمص کی طرف روانہ ہوا'

جونہی حمص پہنچا' اہل دمشق کی بغاوت کی خبر پہنچی کہ انہوں نے بھی سفید جھنڈے نصب کئے ہیں اور عثمان بن عبدالاعلیٰ ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انہوں نے ابو غانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دے کر ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور جو کچھ مال و اسباب چھوڑ آیا تھا' اس کو انہوں نے لوٹ لیا ہے' مگر عبداللہ نے اس سے اعراض کر کے سفیان و ابو الورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی' جنگ چھیڑنے کے بعد عبداللہ کا بھائی عبدالصمد بن علی دس ہزار فوج کی جمعیت سے آ پہنچا اور دوسری جانب سے لڑائی شروع کر دی' مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد پسپائی اختیار کی اور اپنے بھائی کے پاس بھاگ آیا۔

عبداللہ بن علی کی کامیابی

عبداللہ بن علی نے فوراً از سر نو اپنی فوج کو مرتب کر کے بہ ہمراہی مشہور سپہ سالاروں کے فرج اخرم میں ابو الورد کے لشکر پر حملہ کر دیا' اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی۔ سفیانی اور ابو الورد کا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا' لیکن ابو الورد پانچ سو کی جمعیت سے جو اس کی قوم اور قبیلہ کے تھے' میدان جنگ میں کمال ثابت قدمی سے لڑتا رہا' تاآنکہ سب کے سب مار ڈالے گئے اور ابو محمدؑ عبداللہ بن یزید تدمر کی طرف بھاگ گیا اور اہل قنسرین نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

اہل دمشق کی اطاعت

عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کر اہل دمشق سے جنگ کرنے کو لوٹا۔ عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابو محمد سفیانی کا قتل

ابو محمدؑ سفیانی ایک زمانہ دراز تک تدمر میں رہا' بعد ازاں ارض حجاز میں چلا آیا اور برابر عہد حکومت المنصور تک روپوش رہا' تاآنکہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابو محمدؑ سفیانی کو قتل کر ڈالا اور اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر کے مع اس کے سر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

ایک اور بغاوت

اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی اور سفید جھنڈے بلند کئے' سفاح نے تین ہزار فوج بسر افسری اپنے نامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے روانہ کیا۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحاق بن مسلم عقیلی مروان کی جانب سے آرمینیہ کا گورنر تھا' جب اس کو مروان کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے آرمینیہ سے کوچ کر دیا۔ اہل جزیرہ نے متفق ہو کر اسحاق کے سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حران میں پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہے' سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا۔ یہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے تھا' چنانچہ ابو جعفر واسط سے بہ ارادہ جنگ اسحاق بن مسلم قرقیسیا و رقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہوا۔ اہل قرقیسیا و رقہ بھی

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد نمبر ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

بائی ہو گئے تھے اور سفید جھنڈے بنائے تھے۔ اسحاق بن مسلم یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کے الرہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائلِ ربیعہ کے پاس اطراف ماردین کے جانب بھیج دیا۔ اہلِ ماردین کا سردار ان دنوں بریکہ نامی ایک شخص حروریہ سے تھا' ابو جعفر یہ سن کر ماردین پر جا پہنچا' لڑائی ہوئی۔ بریکہ لڑائی میں کام آ گیا۔

ابو جعفر کی گورنری

بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الرہا لوٹ آیا۔ اسحاق اس کو الرہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کر سمیساط چلا آیا۔ عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الرہا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابو جعفر بھی آ گیا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ بکار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں' لیکن کسی میں عبداللہ و ابو جعفر کو کامیابی نہ ہوئی' بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ "میں خلع بیعت نہ کروں گا' جب تک میں اس کی موت کی خبر نہ سن لوں گا' جس کی میں بیعت کر چکا ہوں' ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی۔ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی' امان دیدی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا۔ اسحاق بھی ابو جعفر کے پاس چلا آیا اور اس کے معتمدین اصحاب میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد اہلِ جزیرہ و شام نے پھر سرتابی نہ کی۔ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مقرر کر دیا۔ اس زمانہ سے برابر ابو جعفر اسی عہدہ پر رہا' تا آنکہ ولی عہد بنایا گیا۔

ابو امیہ کی گرفتاری و رہائی

یزید بن ہبیرہ حسن بن قحطبہ سے شکست کھا کے بھاگ گیا تھا اور واسط میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ حوثرہ اور اس کے بعض ہمراہیوں نے بعد شکست کوفہ چلے جانے کی رائے دی' لیکن اس نے انکار کیا تھا' تب یحییٰ بن حفظ نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا۔ ابن ہبیرہ نے یہ بھی منظور نہ کیا' کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مجبوراً واسط میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو اس کے محاصرہ پر مامور کیا۔ ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لے کر مقابلہ پر نکلا' اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قحطبہ کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ۔ لڑائی ہوئی۔ لشکرِ اہلِ شام ہزیمت اٹھا کر مضطربانہ دجلہ کی طرف بھاگا۔ کثیر التعداد آدمی ڈوب مرے اور اکثر کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ابن ہبیرہ نے مع بقیہ ماندہ فوج شہر میں جا کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے سات دن بعد دوبارہ جنگ کرنے کو نکلا' مگر پھر ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک مدت تک فریقین لڑائی سے رکے رہے' لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر بازی کر دیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ابن ہبیرہ کو یہ خبر لگی کہ ابو امیہ تغلبی نے بغرض اظہار بہی خواہی دولت عباسیہ سیاہ کپڑے پہنے ہیں' ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس میں سرگوشی شروع کی' معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابو امیہ کے عوض گرفتار کر لیا اور معن و عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے بیٹھ رہے۔ ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابو امیہ کو رہا کر دیا اور ان لوگوں سے معافی چاہی' یہ لوگ پھر جیسا کہ باہم متفق تھے' آپس میں متحد ہو گئے۔

امیر لشکر کی تقرری

اسی اثناء میں سجستان کی طرف سے ابو نصر مالک بن ہیثم آ پہنچا' حسن بن قحطبہ نے ایک وفد کو زیر قیادت غیلان بن عبداللہ خزاعی سفاح کی خدمت میں ابو نصر مالک کے آنے کی خبر دینے کے لئے روانہ کیا۔ غیلان نے عرض و معروض کر کے سفاح کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کرے' چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا اور حسن بن قحطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا "اگرچہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور سپہ سالار فوج تمہارے ہی ماتحت ہیں' لیکن مابدولت کو یہ منظور ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ پر بھیج دوں' پس تم کو مناسب ہے کہ تم اس کی بطیب خاطر اطاعت کرو اور کمال عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو"۔ حسن بن قحطبہ نے نہایت عزت و احترام سے ابو جعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اس کی محافظت پر مامور کیا۔

بیٹے کا انتقام

اس کے بعد مالک بن ہیثم اہل شام و ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو نکلا۔ اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ و ابو یحییٰ

کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کی' تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے' جس وقت مالک بن ہیثم کمین گاہ سے آگے بڑھا' معن بن زائدہ و ابو یحییٰ نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی' پھر خود بخود لڑائی رک گئی' چند دنوں تک لڑائی رکی رہی' بعد ازاں' اہلِ واسط نے معن بن زائدہ و محمد بن نباتہ کے ساتھ ہو کر حملہ کیا' حسن بن قحطبہ کے ہمراہیوں نے ان کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا' اکثر اہل واسط دجلہ میں گر گر کر مرگئے' جب لڑائی ختم ہو چکی تھی' فتح مند گروہ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن ہیثم کی نظر ایک لاش پر پڑی' جو مقتل میں خاک و خون پر پڑی ہوئی تھی' ٹھہر کر غور سے دیکھتا رہا' معلوم ہوا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے' جوش میں آ کر اہلِ واسط پر اس زور کا دوبارہ حملہ کیا کہ اہلِ واسط نے شہر میں جا کر دم لیا۔

مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کی' کشتیوں پر لکڑیوں کو بار کراتا اور ان کو جلا دیتا تھا' اس غرض سے کہ جس سمت سے یہ ہو کر گذریں' اس کو جلا دیں' ابن ہبیرہ ان کو بڑے بڑے آگ اٹھانے والے آنکسے بجھوا دیتا تھا۔ گیارہ مہینے اسی حالت میں گذر گئے اور جنگ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا کہ اسمٰعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی' یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور اربیہ ان سے اس معاملہ میں متفق ہوئے' اس کے بعد ابنِ ہبیرہ کے ساتھ میدانِ جنگ میں سوائے اس کے خاص خادم و ملازمین کے اور کوئی لڑنے کو نہ آیا۔

صلح کی کوشش

روزانہ جنگ سے تنگ ہو کر ابن ہبیرہ نے محمد بن عبداللہ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ آ جائیں میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔ محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کی۔ سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمانیین سے خط و کتابت شروع کر دی اور ان کو انعام و اکرام کا لالچ دیا' جس سے زیاد بن صالح و زیاد بن عبیداللہ حرثیان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے ہم درمیان میں پڑ کر سفاح سے صلح کرا دیں گے'' ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے آئے' مگر ایفاءِ وعدہ نہ کیا۔ سرِ فریقین صلح کرانے کی فکر کرنے لگے' بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ امان ان شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابنِ ہبیرہ منظور کرے' چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس دن تک مشورہ کرتا رہا' تاآنکہ عہد نامۂ صلح لکھ بھیجا۔ ابو جعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دے دیا' چونکہ سفاح کوئی کام خلاف مشورہ ابو مسلم نہ کرتا تھا' اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کو اس واقعہ سے مطلع کیا' ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ جب راستہ میں کوئی پتھر آ جائے تو اس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے' جس راستہ میں ابنِ ہبیرہ ہو گا' درست و سیدھا نہیں ہو سکتا''۔ تکمیلِ عہد نامہ کے بعد ابنِ ہبیرہ ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے کو آیا' حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا' عزت و احترام سے بٹھا کر کہا کہ ذرا صبر کیجئے' ابو جعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار رؤساء کسی امر پر گفتگو کر رہے ہیں''۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی' ابو جعفر المنصور دیر تک ابنِ ہبیرہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا' بعد ازاں ابنِ ہبیرہ رخصت ہو کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔

سفاح کا سخت فرمان

ایک عرصہ تک ہر دوسرے دن ابو جعفر کے پاس ابنِ ہبیرہ شان و شوکت سے جاتا رہا' لوگوں نے ابو جعفر کو یہ باور کرایا کہ ابنِ ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کی جمعیت لے کر آپ کی خدمت میں آیا کرتا ہے' اس سے لشکریوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھتی جاتی ہے۔ ابو جعفر اس دھوکے میں آ گیا' حکم دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کرے۔

ابنِ ہبیرہ بیس آدمیوں کے ساتھ جانے لگا' آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے۔ سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا' لکھ بھیجا کہ ابنِ ہبیرہ کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو' مگر ابو جعفر اس عہد نامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا' اس کام سے رکتا تھا' تاآنکہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ ''فوراً ابنِ ہبیرہ کو بارِ حیات سے تم سبک دوش کر دو' ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کروں گا' جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کے قتل کر ڈالیں گے''۔ ابو جعفر نے سردارانِ قیس و مضریہ کو ابنِ ہبیرہ کے ساتھ بلا بھیجا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا' جب وہ لوگ بیس آدمیوں کی تعداد سے جس کے سردار محمد بن نباتہ اور خوثرہ بن سہیل تھے

دارالامارت کے دروازہ پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکیں باندھنے لگے' جس وقت یہ سب قید کر لیے گئے' اس وقت ابو جعفر نے خازم بن کزیمہ اور ہیثم بن شعبہ کو ایک سو کی جمعیت سے ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مامور کیا۔ خازم و ہیثم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے کو آئے ہیں۔ ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے' خزانوں کی کنجیاں دے دیں' کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے۔ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا قصد کیا۔ ہیثم نے اس پر تلوار چلائی حاجب تیورا کے گر پڑا۔ داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا۔ داؤد اور اس کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مار ڈالا گیا' آخر میں ابن ہبیرہ بھی قتل کیا گیا اور سب کے سر اتار کر ابو جعفر کے پاس بھیج دیئے گئے۔ باستثناء حکیم بن عبدالملک بن بشرؓ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمر بن دز کے باقی ماندہ لوگوں کے امان کا اعلان کر دیا گیا۔ حکیم تو بھاگ گیا۔ خالد بن مسلمہ کو ابو جعفر نے امان دے دی' لیکن سفاح نے اس کو منظور نہ کیا اور مار ڈالا گیا' البتہ زیاد بن عبیداللہ نے عمر بن دز کی سفارش کی' جس کو امن دیا گیا اور یہ بچ گیا۔

قتل کا حکم

اس سے قبل ہم ان واقعات کو بیان کر آئے ہیں' جو ابو سلمہ خلال سے دربارۂ حکومت ابو العباس سفاح میں واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات پر اس کو متہم کیا تھا اور سفاح کو اس سے رنجش پیدا ہوئی تھی' جس وقت کہ سفاح اپنی لشکر گاہ حمام اعین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا' اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ میں چلا آیا اور اپنے محل میں قیام کیا' مگر ابو سلمہ کی طرف سے خفگی کی وہی کیفیت تھی۔ ابو مسلم کو اس کی سرکشی کے حالات لکھ بھیجے اور مشورہ طلب کیا۔ ابو مسلم نے ابو سلمہ کے قتل کی رائے دے دی۔ داؤد بن علی نے کہا "تم یہ فعل نہ کرو' یہ امر تمہارے شایان شان نہیں ہے"۔ ابو مسلم اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ ہیں' اس میں نکتہ چینی کریں گے اور وہ لوگ اس کے مطیع زیادہ ہیں' بہتر یہ ہے کہ ابو مسلم کو لکھ بھیجو وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دے' جو اس کو قتل کر ڈالے۔ سفاح نے ایسا ہی کیا۔ ابو مسلم نے مرار بن انس ضبی کو ابو سلمہ کے قتل پر مامور کیا۔ مرار نے سفاح سے آنے کا سبب ظاہر کیا۔ سفاح نے منادی کرا دی کہ امیر المومنین ابو سلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور طلب فرمایا ہے' چنانچہ ابو سلمہ سفاح کی خدمت میں گیا' تمام رات باتیں کرتا رہا' صبح کو اپنی فرودگاہ کی طرف آ رہا تھا' اثناء راہ میں مرار بن انس اور اس کے ہمراہی مل گئے' مرار نے لپک کر ابو سلمہ پر تلوار چلائی' ابو سلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ ہمراہی چلا اٹھے "افسوس' افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا"۔ دن چڑھے یحییٰ برادر سفاح نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا گیا۔ ابو سلمہ وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا' جیسا کہ ابو مسلم امیر آل محمدؐ کے لقب سے مشہور تھا' ابو سلمہ کے مارے جانے کے بعد ابو مسلم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کی سرکوبی کی فکر شروع کر دی' دو ہی چار روز بعد اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مامور کر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ابن ابو سلمہ کو مار ڈالنا' پس محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

قتل و غارت گری کی انتہا

جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا' اس وقت اس نے کوفہ و سواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا' پھر بعد ازاں اس کو کوفہ و سواد سے برطرف کر کے حجاز' یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی اور بجائے اس کے کوفہ و سواد پر اپنے برادر زادہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو مقرر فرمایا۔ ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کر جانے پر اپنے ماموں یزید بن عبیداللہ بن عبدالمدان حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن کی گورنری عنایت کی' گزشتہ (یعنی ۱۳۳ھ) میں سفیان بن عیینیہ مہلبی بصرہ کا عامل بنایا گیا' لیکن ۱۳۲ھ میں اس کو برطرف کر کے بجائے اس کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو سندھ گورنری دے دی اور کور دجلہ' بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ میں ملحق کر دیا' اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسمٰعیل بن علی اہواز کا دوسرا چچا عبداللہ بن علی شام کا' ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا اور ابو مسلم خراسان و جبال کا گورنر' اور خالد بن برمک' دیوان الخراج (محکمہ مال گزاری) کا متولی تھا' اس سن میں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سندِ گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا' لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن اشعث ابو مسلم کی جانب سے گورنر ہو کر فارس پہنچ گیا تھا۔ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے درپے ہوا' لوگ مانع ہوئے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابو مسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو

شخص میرے سوا کسی دوسرے کی طرف سے والیٔ فارس ہو کر آئے‘ اس کو قتل کر ڈالنا‘ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور بہ حلف شرعی یہ اقرار لے لیا کہ تازندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہ جائے گا اور نہ جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا‘ چنانچہ عیسیٰ نے اس اقرار کو پورا کیا۔ محمدؐ بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا۔ اہلِ موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ خثعم کو ہمارا حاکم بناؤ‘ یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے۔ سفاح نے غصہ میں اپنے بھائی یحییٰ بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر جامع مسجد کے قریب قصرِ امارت میں قیام کیا اور حیلہ و فریب سے اہلِ موصل کو بلا کر ان میں سے بارہ آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہلِ موصل میں اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی‘ معاوضہ لینے کی غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر منادی کرا دی کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا‘ اس کو امان دے دی جائے گی‘ لوگ یہ سن کر جامع مسجد کی جانب دوڑ پڑے‘ یحییٰ نے پہلے سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا‘ جو شخص جامع کے اندر جاتا تھا‘ اس کو یہ لوگ مار ڈالتے تھے‘ اس مکر و فریب سے بیان کیا جاتا ہے گیارہ ہزار آدمی مار ڈالے گئے‘ یہ تعداد ان لوگوں کی ہے‘ جو آمادہ بہ جنگ ہوئے تھے‘ ان کے ماسوا اور لوگ بھی قتل کئے گئے‘ جن کا کچھ شمار نہیں ہے‘ رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں ان عورتوں کے رونے کی آواز آئی‘ جن کے بھائی‘ باپ‘ بیٹے اور شوہر مار ڈالے گئے تھے‘ صبح ہوتے ہی حکم دے دیا کہ عورتیں اور لڑکے بھی قتل کر ڈالے جائیں‘ تین دن تک خون مباح کر دیا گیا‘ پھر کیا تھا‘ قتلِ عام کا بازار گرم ہو گیا‘ اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی تھے‘ انہوں نے عورتوں کی عصمت و پاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی‘ ہزاروں عورتوں کو جبراً پکڑ لے گئے‘ اس قتلِ عام کے بعد چوتھے روز یحییٰ شہر کے دیکھنے کی غرض سے سوار ہو کر نکلا‘ جلوس میں گرد بہ گرد ہزاروں آدمی برہنہ شمشیر اور آلاتِ حرب لئے ہوئے تھے‘ ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی‘ کہنے لگی "کیا تم بنو ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم کو اس کی خبر نہیں پہنچی کہ مومنات و مسلمات سے زنگیوں نے جبراً نکاح کر لیا ہے"۔ یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا‘ چلا گیا‘ اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کو بلایا‘ جب تمام زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ سفاح کو اہلِ موصل کے ساتھ بد عملی‘ ظلم اور خوں ریزی کی خبر ہوئی تو اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اسمٰعیل بن علی کو مامور کیا اور بجائے اسمٰعیل بن علی کے اس کو اہواز فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

ملطیہ و قالیقلا پر چڑھائی

۱۳۳ھ میں روم کے حکمران قسطنطین نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کر لیا‘ اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی‘ ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن ہسان تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہلِ ملطیہ امان حاصل کر کے بلادِ جزیرہ کی طرف چلے آئے‘ جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے‘ اپنے ہمراہ اٹھا لائے‘ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا کا قصد کیا اور مرج خفی پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ قسطنطین نے ایک لشکر زیر قیادت اپنے نامی سپہ سالار کوشان ارمنی کے قالیقلا (اطرف ماردین) کی جانب روانہ کیا۔ کوشان نے قالیقلا پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ شہر ہی کے ایک ارمنی نے کوشان سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں کھڑکی کر دی۔ کوشان رات کے وقت بحالتِ غفلت مع اپنی قوم کے گھس پڑا اور قالیقلا پر بہ زورِ تیغ قبضہ کر لیا۔ ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں کام آ گئے۔

مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا‘ جب اس کا باپ مارا گیا تو اس نے یمامہ پر سفاح کے عامل کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا۔ یزید بن عبید اللہ بن عبد المدان نے مدینہ سے ایک لشکر بہ سرافسری ابراہیم بن حبان سلمی یمامہ کی طرف روانہ کیا۔ ابراہیم بن حبان نے مثنیٰ بن یزید کو مع اس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا‘ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

شریک کی بغاوت

اسی سنہ میں شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں برخلاف ابو مسلم کے خروج کیا اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم و برہم کر ڈالا۔ تین ہزار سے زیادہ لوگ اس کے پاس مجتمع ہو گئے۔ ابو مسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شریک و زیاد میں لڑائی ہوئی‘ شریک مارا گیا‘ اسی سن میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے بلادِ ختل پر چڑھائی کی۔ حبش بن تبل‘ بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ دہقانیوں نے مقابلہ کیا‘ ابو داؤد نے ان کو شکست دے کر اس قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا‘ جس میں حبش چھپا ہوا تھا‘ ایک مدت کے محاصرہ کے

بعد جنگ مع دہقانیوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چین چلا گیا اور ابو داؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا' ان کو مع مالِ غنیمت ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

اخشید کا تنازعہ

اسی سن میں مابین اخشید فرغانہ و بادشاہ شاش کے فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ اخشید نے بادشاہِ چین سے امداد طلب کی۔ بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج سے اخشید کی مدد کی۔ اخشید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ کر لیا' تا آنکہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا۔ اخشید و بادشاہِ چین نے اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور نہ اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی۔ ابو مسلم کو یہ خبر لگی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ زیاد بن صالح کی سنجہ طراز پر مڈبھیڑ ہو گئی' ایک خوں ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی' تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو ان میں سے مسلمانوں نے قتل کر ڈالا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا' باقی جو رہے' وہ ملکِ چین بھاگ گئے' یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کا علمِ بغاوت

۱۳۴ھ کا دَور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم نے جو خراسان کا ایک نامی سپہ سالار تھا' علمِ بغاوت بلند کیا اور لشکرِ سفاح سے ایک گروہ کو اپنا ہم ضمیر بنا کر مع ان کے مدائن کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفاح نے اس کے بعد ہی خازم بن خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ بسام اور خازم میں لڑائی ہوئی۔ بسام کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا۔ خازم تھوڑی دیر تعاقب کر کے واپس ہوا۔

اتفاق سے مقام ذات المطامیر کی طرف ہو کر گذرا' جہاں پر کہ سفاح کے ماموں بنو عبد المدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد سے جس میں ان کے اعزہ' اقارب اور خدام بھی تھے' مقیم تھا' لوگوں نے بیان کیا کہ بسام کے ہمراہیوں میں سے ایک ان کے پاس مقیم ہے۔ خازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال دریافت کیا' ان لوگوں نے جواب دیا۔ "وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا' ایک شب رہ کر چلا گیا"۔ خازم نے ان لوگوں کو ڈرایا' دھمکایا' وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے۔ خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مکانات کو منہدم کرا دیا۔ یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور اکٹھے ہو کر زیاد بن عبید اللہ حارثی کے پاس گئے۔ زیاد بن عبید اللہ حارثی ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا۔ خازم کے اس فعلِ ناشائستہ کی شکایت کی اور اس کو خازم کے قتل پر آمادہ کر لیا۔

موسیٰ بن کعب و ابو جہم بن عطیہ یہ خبر پا کر سفاح کے پاس دوڑے آئے' عرض کیا۔ "امیر المومنین خازم آپ کا قدیمی جان نثار ہے' اس نے آپ کی بے حد اعانت کی ہے' آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ و اقارب سے لڑا ہے اور جو شخص آپ کا مخالف ہوا ہے' اس کو اس نے قتل کر ڈالا ہے' مناسب ہے کہ اس سے در گذر کیجئے اور بغیر قتل کئے ہوئے چارہ نہ ہو تو کسی سرحد پر بھیج دیجئے' اگر جنگ میں مار ڈالا گیا تو نعم المراد اور اگر کامیاب ہو گا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا' ہمارے نزدیک خازم کو ان خوارج کی سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے' جو عمان و جزیرہ ابن کاوان میں شیبان بن عبد العزیز لشکری کی ماتحتی میں ہیں"۔ سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ آوروں کو خازم کے ساتھ مامور کیا۔

خازم کی کامیابیاں

سلیمان علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کرا کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کیا۔ خازم کے ساتھ علاوہ اس سات سو فوج کے اس کے اہل و عیال' خاندانی اعزہ یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے۔ خازم نے جزیرہ ابن کاوان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ شیبان مع اپنے ہمراہیوں کے ہزیمت کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگا' یہ فرقہ صفریہ سے تھا' عمان پہنچا تو جلندی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا' اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ کیا' چنانچہ شیبان اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا' جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہ شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے' جو خراسان میں مارا گیا تھا' بسا اوقات ان دونوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خازم جیسے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلندی سے لڑائی چھیڑ دی' ایک مدت تک اسی حالت سے لڑائی ہوتی رہی'

فریقین ایک دوسرے سے مغلوب نہ ہوتے تھے' بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کیا اور آگ سے جلا کر جلندی کی فوج کے گھروں پر پھینکنا شروع کیا۔ تیروں کا مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی' مجبوراً جلندی کے ہمراہی اہل و عیال کے بچانے کی غرض سے آگ بجھانے کی طرف مشغول ہوئے۔ خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ جلندی اور اس کے ہمراہی جو تعداد میں دس ہزار تھے' مار ڈالے گئے۔ خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دارالخلافہ میں سفاح کے پاس بھیج دیا' اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کش پر چڑھائی اور لوٹ مار

بعدازاں اسی سنہ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر جہاد کیا اور بادشاہ کش کو مار ڈالا' حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کش کے خون کو مباح کر دیا' قیمتی قیمتی ظروف' چینی منقوش' مذہب (سنہری) ریشمی کپڑے سامان آرائش اور نفیس نفیس اسباب چینی جس کو زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا' لوٹ کر سمرقند میں ابو مسلم کے پاس بھیج دیا اور چند دہقانانِ کش کو بھی اس واقعہ میں قتل کر دیا اور طازان برادر اخرید کو تخت نشین کر کے بلخ لوٹ آیا۔

ان دنوں ابو مسلم زیاد بن صالح کو بخارا و سمرقند کا نائب بنا کر بعد خوں ریزی اہلِ صغد و بخارا اور سمرقند میں شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو میں واپس آ گیا تھا۔

منصور کی بغاوت

ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی و بغاوت کی خبر پہنچی اس نے اپنے افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور بجائے اس کے اس عہدہ پر مسیب بن زہیر کو مامور کیا۔ موسیٰ اور منصور سے سرحد ہند پر مقابلہ ہوا۔ منصور کے ہمراہ بارہ ہزار فوج تھی' بایں ہمہ موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگا اور ریگستان میں شدتِ تشنگی سے مر گیا۔ منصور کا گورنر جو سندھ میں تھا' یہ سن کر مع اہل و عیال و اسباب کے بلادِ خزر چلا گیا۔

وراء النہر میں بغاوت

۱۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے وراء النہر میں خروج کیا۔ ابو مسلم اس سے جنگ کرنے کو مرو سے روانہ ہوا۔ اور ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کی دست برد سے بچانے کے لئے ترمذ بھیج دیا' جوں ہی نصر ترمذ پہنچا' چند لوگوں نے طالقان سے نکل کے عیسیٰ بن ماہان کو قاتلینِ نصر کے تعاقب پر مامور کیا' چنانچہ عیسیٰ نے قاتلینِ نصر کو چن چن کر قتل کر ڈالا' اس اثناء میں ابو مسلم آمد پہنچ گیا' اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا' جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت و موقع ملے تو ابو مسلم کو مار ڈالنا' کسی نے یہ خبر ابو مسلم تک پہنچا دی۔ ابو مسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا' اثناء راہ میں زیاد کے چند سپہ سالار ملے' جو اس کی سرداری سے منحرف ہو گئے تھے۔ ابو مسلم بخارا میں داخل ہوا' زیاد دوڑ کر ایک دہقان کے گھر جا چھپا۔ دہقان نے اس کو قتل کر ڈالا اور سر ابو مسلم کے پاس لا کر رکھ دیا۔ ابو مسلم نے قتل زیاد کی خبر ابو داؤد کو لکھ بھیجی۔ ابو داؤد ان دنوں طالقان میں مصروف تھا' فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کیا' مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی' اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابو مسلم کے ہمراہیوں کے پاس بھیجے تھے' جس میں ابو داؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں' ابو مسلم نے ان خطوں کو ابو داؤد کے پاس بھیج دیا اور ابو داؤد نے عیسیٰ کو پکڑ کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد قید سے رہا کر دیا' رہا ہوتے ہی لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو مار ڈالا اور ابو مسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

ابو جعفر و ابو مسلم کی روانگی حج

۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے سفاح سے حج کی ادائیگی کی غرض سے جانے کی اجازت طلب کی' کیونکہ یہ جس زمانہ سے والی خراسان ہوا تھا خراسان سے جدا نہ ہوا تھا۔ سفاح نے پانچ سو لشکر کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ "مجھ سے اکثر لوگوں کو عداوت ہے' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے"۔ اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لے جانے کی اجازت دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ اس قدر لشکر کے

رسد کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ابو مسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا اہل و اسباب کو رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشاپور و رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار کی جمعیت دارالخلافت کے قریب پہنچا۔ سفاح نے اپنے نامور سپہ سالاروں کو ابو مسلم کے استقبال پر مامور کیا' جوں ہی ابو مسلم دربار میں داخل ہوا۔ سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اور حسب درخواست ابو مسلم کو حج کی اجازت دی اور یہ کہا کہ اگر ابو جعفر کا ارادہ حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا' اس سے پیشتر ابو جعفر کو یہ جواب خط لکھ چکا تھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دے دی ہے اور اس کا قصد امیر حج ہونے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت چاہتے ہو' ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ امیر بنایا جائے' بہرکیف میں تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں"۔ اس بناء پر ابو جعفر انبار آ گیا۔

ابو جعفر و ابو مسلم میں باہم ناراضگی اس زمانہ سے چلی آ رہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابو جعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت لینے کو بھیجا تھا اور ابو مسلم کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی۔ ابو مسلم نے ابو جعفر کی انہیں ایام میں کسی قدر تحقیر کی تھی' جب اس مرتبہ ابو جعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پچھلی شکایت پیش کر کے اس کے قتل کر ڈالنے کی اجازت طلب کی۔ سفاح نے اجازت دے دی' پھر خود بخود اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور ابو جعفر کو اس فعل سے روک دیا' غرض ابو جعفر و ابو مسلم ساتھ ساتھ حج کرنے کو گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم مامور کیا گیا۔

باب ۳

ابو جعفر عبدالمنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

سفاح کا انتقال

ذی الحجہ ۱۳۴ھ میں ابو العباس سفاح حیرہ سے انبار چلا آیا تھا۔ (اور اسی کو دارالخلافت بنا لیا تھا)۔ دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں ماہ مذکور کی گذر چکی تھیں وہ اپنی حکومت کے پانچویں برس (یعنی چار برس آٹھ مہینے پر) انتقال کر گیا' اس کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انبار میں دفن کیا گیا۔ ابو جہم بن عطیہ اس کا وزیر تھا' اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابو جعفر[1] اور بعد ابو جعفر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولیعہدی کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتّب کر کے عیسیٰ کے پاس رکھوا دیا تھا' جس وقت سفاح نے وفات پائی' اس وقت ابو جعفر مکہ میں تھا۔ ابو جعفر کی طرف سے عیسیٰ ابن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس حادثہ سے اس کو مطلع کیا۔ ابو جعفر کو اس حادثہ کے سننے سے صدمہ ہوا۔ ابو مسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا۔ ابو مسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے لگا' جب ابو جعفر کو قدرے سکون ہوا تو ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے اور کسی کا اندیشہ نہیں ہے' البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھ خطرہ پیدا ہو رہا ہے"۔ ابو مسلم نے عرض کی "میں اس کے لئے کافی ہوں۔ اور اس کے لشکر میں عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے مطیع ہیں"۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی ابو جعفر کی باچھیں کھل گئیں۔ ابو مسلم اور حاضرین نے بیعت کی۔ اور دونوں مراجعت کر کے کوفہ آ پہنچے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابو مسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ اور اسی نے ابو جعفر کو تعزیت اور خلافت کی تہنیت کا خط لکھا تھا۔ اور دو دن کے بعد بیعتِ خلافت کی عرض داشت بھیجی تھی۔

عبدالمنصور کی تخت نشینی

۱۳۷ھ میں ابو جعفر المنصور وارد کوفہ ہوا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خزائن اور دواوین کو ابو جعفر المنصور کے سپرد کر دیا اور ابو جعفر المنصور مستقل طور سے خلافت کی مسند پر بیٹھ گیا۔

المنصور کی مخالفت

عبداللہ بن علی قبل وفات سفاح کے دربارِ خلافت میں آیا تھا۔ اسے سفاح نے لشکر شام و خراسان کے ساتھ صائفہ کی طرف بھیج دیا تھا۔ رفتہ رفتہ دلوک پہنچا ہنوز کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط مشعر وفات سفاح و بیعت ابو جعفر المنصور و ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا' جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا۔ عبداللہ بن علی نے لوگوں کو جمع کر کے خط پڑھا۔ اور اس واقعہ کو یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے حرّان کی طرف لشکر بھیجنے کا قصد کیا تھا' اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا' اس پر سفاح نے کہا تھا۔ "جو شخص اس مہم پر جائے گا' وہی میرا ولی عہد ہو گا"۔ اس وقت سوائے میرے کسی نے مہم حرّان کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا۔ ابو غانم طائی خفاف مروزی اور اس کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی شہادت دی' سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی' جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان' شام اور جزیرہ کے مشہور و معروف سردار تھے۔ بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا' اثناء محاصرہ میں اہلِ خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک

[1] ابو جعفر المنصور کا نام عبداللہ بن علی عبداللہ بن عباس تھا۔ سلامہ بربریہ ام الولد کے بطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ تاریخ الخلفاء

خط دیا اور حلب روانہ کیا۔ جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو۔ حمید نے راستہ میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

بغاوت کی سرکوبی

ابو جعفر المنصور نے حج سے لوٹ کر ابو مسلم کو جنگ عبداللہ بن علی پر مامور کیا۔ حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا' اس خبر کے سنتے ہی ابو مسلم سے آملا' اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم خزاعی تھا۔ عبداللہ بن علی نے ابو مسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے' امان دے دی اور حران پر قبضہ کر لیا' بعدازاں مقاتل کو مع ایک خط کے عثمان بن عبدالاعلیٰ کے پاس (رقہ) روانہ کر دیا۔ عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر دیا۔ اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی' اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔ ابو جعفر المنصور نے بعد روانگی ابو مسلم محمد بن صول کو آذربائیجان سے طلب کر کے عبداللہ بن علی کے پاس دھوکا دینے کی غرض سے روانہ کیا' چنانچہ محمد بن صول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ "میں نے سفاح سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہو گا"۔ عبداللہ بن علی بولے۔ "تو جھوٹا ہے' میں تیرے فریب کو سمجھ گیا"۔ محمد بن صول یہ سن کر تھرّا اٹھا۔ عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر گردن مار دی' یہ وہی محمد ہے' جو ابراہیم بن عباس صولی کاتب کا دادا تھا' اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا' اس اثناء میں ابو مسلم مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے' آ پہنچا' اس سے پیشتر المنصور نے حسن بن قحطبہ والی آرمینیہ کو ابو مسلم کی کمک کو لکھ بھیجا تھا' چنانچہ حسن بن قحطبہ نے ابو مسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین آیا تھا۔ ابو مسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا اور یہ کہلا بھیجا کہ "مجھے صوبہ تمام کی گورنری ملی ہے' مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا"۔ اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے' انہوں نے عبداللہ بن علی سے کہا۔ "اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلئے' تاکہ ہم اپنے اہل و عیال کو ابو مسلم کے پنجہ غضب سے بچائیں"۔ عبداللہ بن علی نے ہر چند ان لوگوں کو سمجھایا کہ ابو مسلم ہمارے ہی مقابلہ پر آیا ہے اور وہ ہم کو دھوکا دیتا ہے' لیکن ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی' مجبور ہو کر عبداللہ بن علی نے اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا۔ اور ابو مسلم یہ سن کر اس مقام پر گیا' جہاں عبداللہ بن علی کے لشکر کا پڑاؤ تھا' سطح پانی کو نیچا کر کے اس میں مردار جانور ڈلوا دیئے۔ عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ "کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمہارے مقابلہ پر آیا ہے' ہمراہیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابو مسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا' اس کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی تھا۔ میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد علی (یعنی عبداللہ کا بھائی)۔ ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا' مہینوں لڑائی ہوتی رہی' مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا' ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ہمراہیوں نے لشکر ابو مسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابو مسلم کا لشکر تاب نہ لا سکا' اپنے مورچہ سے ہٹ گیا' ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا' جس میں اٹھارہ آدمی ابو مسلم کے مارے گئے' ہنوز وہ سنبھلنے نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا' جس سے ابو مسلم کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی' لشکر کی تمام صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے۔

ابو مسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عریش بنوا دیا جاتا تھا' جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا' جس طرف کی جماعت یا ان کی کمزوری کا احساس کرتا تھا' اس طرف اور سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا' غرض مابین ابو مسلم کے قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب لوٹ آئے اور اپنی گئی ہوئی قوت کے سنبھالنے میں مصروف ہوئے' جب یوم چہار شنبہ آیا اور جمادی الثانی ۱۳۷ھ کی سات تاریخیں گزر گئیں تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑی۔ ابو مسلم نے اثناء جنگ میں حسن بن قحطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں معدودے چند آدمیوں کے چھوڑ آنے کا حکم دیا' جونہی حسن میمنہ سے میسرہ میں آیا' اہل شام یہ سمجھ کر شاید ابو مسلم ہمارے میمنہ کے ضعف سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ میسرہ سے بہ غرض مقابلہ و تقویت میمنہ میں چلے آئے۔ ابو مسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ ملا کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ لشکر شام گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا' ابو مسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ طلب کیا' ابن سراقہ نے کہا۔ "میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دے دینا بہتر ہے' اس سے کہ آپ جیسا شخص شکست اٹھا کر بھاگ جائے"۔ عبداللہ بن علی

بولے "نہیں! یہ موقع اظہار مردانگی کا نہیں ہے' میرا قصد عراق کا ہے"۔ اور جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں" جان بچا کر بھاگا۔ ابو مسلم مظفر و منصور اہل شام کے لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا' لوٹ لیا' فتح کا اطلاع نامہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا' لوگوں کو شکست کے بعد امن دے کر لشکریوں کو قتل و غارت سے منع کر دیا۔

انجام کار

عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی۔ المنصور نے امان دے دی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا' تا آنکہ جمہور بن مرار عجلی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا وارد رصافہ ہوا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر ابو الخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا۔ باقی رہا عبداللہ اس نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا' ایک مدّت تک چھپا رہا' تا آنکہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دارالخلافت انبار کو روانہ ہوا۔

ابو مسلم کی ناراضی

جن دنوں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے کو گیا تھا' ان دنوں اس نے سفرحج و نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے' کنوئیں کھدوائے' پانی کا انتظام کیا اور وفود کے ساتھ بہ سلوک احسن پیش آیا' اس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا کھلوایا' بعد انقضا موسم حج ابو مسلم المنصور سے آگے بڑھ آیا تھا۔ اور پیشتر اسی کو خبر وفاتِ سفاح ملی تھی' اس نے ابو جعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا' لیکن خلافت کی مبارک باد نہ دی اور نہ اس نے اس کی طرف واپسی کی اور نہ اس کا انتظار کیا۔ ابو جعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک عتاب آلود خط لکھ بھیجا' تب ابو مسلم نے تہنیتِ خلافت کی عرض داشت لکھی' مگر انبار پہنچ کر یہ رنگ لایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابو جعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا مسندِ خلافت پر بیٹھ گیا' اسی زمانہ میں عبداللہ بن علی نے اپنی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ المنصور نے اس مہم پر ابو مسلم کو مامور کیا' پس اس نے اس کو ہزیمت دے دی' جیسا کہ اوپر بیان کی گیا اور عبداللہ بن علی کے لشکر کے مالِ غنیمت کو مجتمع کرایا۔ المنصور نے اپنے غلام ابو خصیب کو مالِ غنیمت کی فہرست مرتب کرنے کو روانہ کیا۔ ابو مسلم کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہنے لگا۔ "میں لوگوں کی جانوں کا محافظ و امین ہوں' یہ ناممکن ہے کہ مال و اسباب میں خیانت کروں' خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا' اچھا کیا"۔ ابو مسلم کی یہ برہمیٔ مزاج اس حد تک بڑھی کہ اب خصیب کی جان کا دشمن ہو گیا' مگر کچھ سوچ کر چھوڑ دیا۔

المنصور کی حکمتِ عملی

المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ ابو مسلم مبادا خراسان نہ چلا جائے' مصر و شام کی سندِ گورنری لکھ کر ابو مسلم کے پاس بھیج دی۔ ابو مسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہوئی۔ جزیرہ سے بہ ارادہ خراسان نکل کھڑا ہوا المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم کو بلا بھیجا۔ ابو مسلم نے حاضری سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں دور ہی سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ اور کسی امر پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کر دوں گا۔ المنصور نے اس رائے کو منظور نہ کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر نہ کی' یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ بھیجا گیا تھا' اس غرض سے کہ ابو مسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات بدل جائیں۔

۱؎ مسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظر دلچسپی ناظرین درج کرتے ہیں۔

ترجمہ: امیر المومنین کا اللہ آپ کو بزرگ کرے۔ اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو۔ بے شک ہم سے ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے جب کہ ہنگامہ و فساد فرو ہو جاتا ہے پس اب ہم محاربہ سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں خلع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دینے کا گناہ کیا ہے' اس سے میں نے اب توبہ کر لی ہے۔

ابو مسلم نے خط روانہ کر کے حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو طلب کر کے ابو مسلم کا خط دکھلایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متفق ہو کر ابو مسلم کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کریں کہ "اطاعت امیر المومنین سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے' بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا' جو کام تم کر رہے تھے' اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المومنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آ جاؤ"۔ یہ خط المنصور کا آزاد غلام ابو حمید مرورذی لے کر گیا تھا۔ المنصور نے بہ وقت روانگی ابو حمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابو مسلم سے اولاً" بہ نرمی و ملاطفت گفتگو کرنا' منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابو مسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تجھ کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المومنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کام کو دوسرے کے سپرد نہ کروں' میں خود بہ نفس نفیس تیری مہم پر آؤں گا' اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیری جستجو میں غوطہ ماروں گا' اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا' یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں یا خود جان بحق تسلیم کر دوں۔ ابو حمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابو مسلم کو خط دیا' نرمی ملاطفت اور منت و سماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت و فرماں برداری کی ترغیب دی۔ ابو مسلم نے مالک بن ہیثم سے مخاطب ہو کر کہا "تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے"۔ مالک بن ہیثم بولا۔ "تم ایسی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ' واللہ اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ بے شک تم کو قتل کر ڈالے گا"۔ ابو مسلم یہ سن کر سہم گیا' نزک والئ رے سے مشورہ طلب کیا' اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ تم رے میں آ کر مابین خراسان و رے قیام پذیر ہو جاؤ' یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہو گا"۔ ابو مسلم نے اس رائے کو پسند کر کے ابو حمید کو انکار کر دیا۔

اس وقت ابو حمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابو مسلم کا چہرہ خوف و غصہ سے متغیر ہونے لگا' اس سے پیشتر المنصور نے ابو داؤد گورنر خراسان کو (جو ابو مسلم کی جانب سے مامور تھا) ابو مسلم سے منحرف ہو جانے کو لکھا تھا اور اس صلہ میں خراسان کی سند امارت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو داؤد نے اس کو درپردہ منظور کر لیا تھا اور اسی زمانہ میں ابو مسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت و بغاوت سے احتراز کرنے کے لئے ایک خط لکھا تھا' اتفاق سے یہ خط ابو مسلم کے پاس اس وقت پہنچا' جب کہ ابو حمید پیام زبانی ادا کر رہا تھا۔ ابو مسلم کے دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا۔ ابو حمید سے قبل واپسی مخاطب ہو کر بولا۔ "اگرچہ میں نے خراسان جانے کا مصمم قصد کر لیا تھا' لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کی غرض سے بھیج دوں' کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے"۔ جس وقت ابو اسحٰق دربار خلافت کے قریب پہنچا' سرداران بنو ہاشم اور کل اراکین دولت استقبال کو آئے اور المنصور نے کمال احترام و عزت سے بٹھلایا ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا۔ "اگر تم ابو مسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دے دوں گا"۔ ابو اسحٰق یہ سن کر خوش ہو گیا' واپسی کر کے ابو مسلم کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بجھا

تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے۔ دوری سے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسر و چشم اطاعت کے ہم سزاوار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامان غلام بنے رہیں گے۔ اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے۔ بایں طور کہ ہماری سلامتی کے نہ خواہاں ہوں گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو شکست دیں گے۔ المنصور نے اس خط کو پڑھ کر ابو مسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا۔ (ترجمہ) میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا۔ تم اُن دغاباز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت و سلطنت کے اضطراب کی بجہ اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ ان کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت و اتفاق منتشر رہے۔ تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کر لیا۔ تم تو اس وقت تک ہماری فرماں برداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے ہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھائے تھے اور اس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعاً و طاعۃً میں نہیں لگائی تھی۔ امیر المومنین محض تمہارے تسلی خاطر کیلئے عیسیٰ ابن موسیٰ کے ہاتھ خط روانہ کرتے ہیں بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہو جائے کیونکہ اس کمبخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد ڈالنا اپنے نزدیک مضبوط' بہتر اور آسان اس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اُس نے تم پر کھولا ہے۔

کرا لمنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا' چنانچہ ابو مسلم اپنے لشکر کو حلوان میں زیرِ قیادت مالک بن ہیثم ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت ابو ایوب کو ابو مسلم کے اس کرّوفر کے داخلہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کوئی ایسا حادثہ ابو مسلم کے ہمراہیوں کی جانب سے پیش آ جائے' جس سے خلیفۂ وقت اور ساتھ ہی اس کے میری جان خطرے میں پڑ جائے' اس خطرہ سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اس کے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس کے ذریعہ سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی اس سے سفارش کراؤ' اس میں تم کو بہت بڑا تموّل حاصل ہو جائے گا' مگر شرط یہ ہے کہ اس نفع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کرنا' کیونکہ امیر المومنین ابو مسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں' وہ شخص اس دم پٹی میں آ گیا۔ ابو ایوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابو مسلم سے ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی' پس یہ شخص ابو مسلم سے اثناءِ راہ میں ملا اور اس واقعہ سے مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ ابو مسلم کا دل یہ خبریں سنتے ہی باغ باغ ہو گیا' رنج و غم جس قدر تھا' دور ہو گیا۔

قتلِ ابو مسلم کا حکم

جوں ہی دارالخلافۃ کے قریب ابو مسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی۔ سردارانِ بنو ہاشم و ارکینِ سلطنت حسب حکم المنصور ابو مسلم کے استقبال کو آئے ابو مسلم نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کرنے کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا' صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار محافظین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابو حنیفہ حرب بن قیس تھا' بلوایا اور ان کو پسِ پردہ بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے ہاتھ کو ہاتھ پر ماروں ابو مسلم کو فوراً" قتل کر ڈالنا" اس کے بعد ابو مسلم کو بلوایا گیا' باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا' جو ابو مسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں۔ (اتفاق سے وقت سے اس وقت ابو مسلم ان میں سے ایک کو اپنی کمر سے لگائے ہوا تھا)۔ عرض کیا "یہ ایک منجملہ انہیں دو کے ہے" المنصور بولا۔ "لاؤ ذرا میں تو دیکھوں"۔ ابو مسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دے دی۔ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹا پلٹتا اور دیکھتا رہا' اس کے بعد اپنے فرش کے نیچے رکھا' عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا۔ "کیوں ابو مسلم تم نے سفاح کو نزولی زمینوں کے نہ لینے کو لکھا تھا؟" ابو مسلم "ہاں! مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امر ان کے لئے جائز نہ ہو گا' لیکن پھر میں نے انہیں کے فرمان کے مطابق عمل کیا' یہ سمجھ کر کہ آپ لوگ معدنِ علم ہیں"۔

المنصور:۔ "اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ معرج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟" ابو مسلم:۔ "مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ ہم اور آپ ایک چشمے پر جمع ہوں"۔ المنصور:۔ "کیا تم یہ بتلا سکتے ہو کہ تم کو کس امر نے میری طرف مراجعت کرنے سے روکا تھا' جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرنے سے کون سی خبر مانع ہوئی تھی' تاکہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا"۔

ابو مسلم:۔ "لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نے مراجعت نہیں کی اور نہ قیام کیا"۔

المنصور:۔ (بد خلقی) سے تو "تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قابض ہو جاؤ"۔

ابو مسلم:۔ "نہیں خداوندا میں نے اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے' جو اس کی حفاظت کرے گا"۔

المنصور:۔ "اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے؟"

ابو مسلم:۔ "میں آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کر لوں گا"۔

المنصور:۔ "وہ مال کہاں ہے' جو تم نے حرّان میں جمع کیا تھا؟"

ابو مسلم:۔ "میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا' تاکہ ان کو تقویت ہو اور ان کا دل بڑھے"۔

المنصور:۔ (چیں بہ جبیں ہو کر) "کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا' اور کیا تو نے آسیہ بنت علی سے خطبہ (منگنی) نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی کینے تو نے سخت دشوار راستہ اختیار کیا"۔

ہنوز ابو مسلم جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ و غصہ کے لہجہ میں کہنا شروع کیا:۔
"کیوں خود سرا تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا' باوجودیکہ وہ ہمارا بہت خیر خواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا مدح خواں تھا' جب کہ تو اس کام میں شریک بھی نہیں کیا گیا تھا"۔
ابو مسلم:۔ "اس نے میری مخالفت کی' اس وجہ سے میں نے اس کو قتل کر ڈالا"۔
المنصور کا چہرہ یہ فقرہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا' لیکن کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ابو مسلم جرأت کر کے بول اٹھا۔
"یہ میری ان کار گذاریوں کا صلہ ہے' جو اس وقت تک میں کرتا رہا؟"
المنصور:۔ (ڈانٹ کر) "اے شیطان کے بچے' اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کار گذاری کا صلہ دیتا' لیکن تو نے کیا کیا ہے' ہماری بدولت تو نے بھی عیاشیاں کی ہیں"۔
ابو مسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا' سر نیچا کر لیا۔ المنصور کا غصہ لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا جاتا تھا۔
ابو مسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا۔
"جا میں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا"۔
اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ محافظین پردہ سے نکل آئے۔ عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری' جس سے ابو مسلم کی تلوار کا پر تلہ کٹ گیا۔
ابو مسلم نے گھبرا کر کہا۔ "امیر المومنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے"۔
المنصور بولا۔ "اللہ مجھے زندہ نہ رکھے' اگر میں تجھ ایسے زبردست دشمن کو پناہ دوں"۔
اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی محافظین نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابو مسلم کو بے دم کر دیا' یہ واقعہ پچیس شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

قتل ابو مسلم کے بعد

ابو مسلم کے مارے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابو جہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ امیر اس وقت امیر المومنین کی خدمت میں رہیں گے' تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ ہمراہیان ابو مسلم یہ سن کر محل سرائے شاہی سے واپس آئے اور المنصور کے حکم سے ان لوگوں کو صلے دیئے گئے' چنانچہ ابو اسحٰق نے ایک لاکھ درہم پائے' اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر ابو مسلم کو دریافت کیا اور اثنائے گفتگو میں اس کی خدمات و کار گذاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا۔ المنصور چلا کر کہنے لگا۔ "واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں نہیں جانتا اور وہ اس تخت کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے"۔
عیسیٰ بن موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ اناللہ وانا الیہ راجعون نکلا' المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا۔ "کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحب حکومت شمار کئے جاتے تھے"۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلا کر ابو مسلم کے قتل کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی۔ المنصور کہا۔ "اللہ تجھے توفیق خیر دے"۔ جعفر کی نظر جونہی المنصور کے دامن جانب پڑی۔ ابو مسلم کو مقتول دیکھ کر جوش مسرت سے بول اٹھا۔ "اے امیر المومنین آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی"۔ المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا' تھوڑی دیر کے بعد ابو مسلم کے ماتحتوں میں سے ابو اسحٰق کو طلب کیا۔ ابو اسحٰق کے دل پر ابو مسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ المنصور نے تسلی آمیز الفاظ میں کہا۔ "جو تمہارے دل میں ہونے والے خوف و ہراس ہیں بیان کرو۔ (ابو مسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا"۔
ابو اسحٰق نے یہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا' اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا:۔
"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے مجھے امان دی' واللہ میں اس کے پاس کبھی نہیں آتا تھا' مگر یہ کہ میں اپنے اہل و عیال کو وصیت کر آتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا"۔

اس قدر کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ المنصور کے دل میں یہ حال دیکھ کر رحم آ گیا' ہنس کر بولا:۔

"تم امیر المومنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو' جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے' جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو"۔

یہ واقعات ابو مسلم کے قتل کے دن سے بعد کے ہیں۔

ابو نصر کی وضاحت

دوسرے روز المنصور نے ابو نصر مالک بن ہیثم کو ابو مسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا:۔

"کہ جس قدر تمہارے پاس مال و اسباب میں چھوڑ آیا ہوں' وہ میرے پاس روانہ کر دو اور بعد روانگی مال و اسباب تم بھی چلے آؤ"۔

چونکہ ابو مسلم نے ابو نصر مالک بن ہیثم کو بہ وقتِ روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ میں نے وہ خط نہیں لکھا ہے' اس وجہ سے ابو نصر المنصور کے بھیجے ہوئے خط کو دیکھ کر مشتبہ و مشکوک ہو گیا اور بہ ارادہ خراسان ہوران کی طرف روانہ ہو گیا۔ المنصور نے یہ خبر پاکر شہرزور کی سندِ گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی' ساتھ ہی اس کے زہیر بن ترکی گورنرِ ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا' جونہی ابو نصر ہمدان پہنچا۔ زہیر ترکی نے دعوت کے بہانہ سے بلا کر گرفتار کر لیا' اس کے بعد المنصور کی لکھی ہوئی شہرزور کی سندِ گورنری ابو نصر کے نام کی پہنچی' زہیر نے اس کو رہا کر دیا' اس کے دوسرے روز المنصور کا فرمان ابو نصر کے قتل کا آ پہنچا' زہیر نے جواباً" لکھ بھیجا کہ میں نے اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا' لیکن جب سندِ گورنریٔ شہرزور اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

ابو نصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ المنصور نے اس کو ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی' ابو نصر نے عرض کیا۔ "ہاں مجھ سے ابو مسلم نے مشورہ طلب کیا تھا' میں نے اس کو مشورہ ٹھیک دیا' اگر امیر المومنین مجھ سے کسی امر میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورۂ خیر دینے سے دریغ کروں گا' میری اس میں کوئی خطا نہیں"۔ المنصور یہ جواب سن کر اس کو سزا دینے سے باز آیا اور گورنریٔ موصل پر بھیج دیا۔

ابو مسلم کے قتل ہونے سے ابو جعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا' خطرات جس قدر اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے' سب سے رفع ہو گئے' قتل کے بعد ایک دن لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا' انتہائی محبت انگیز الفاظ میں خطبہ[1] دیا۔ اور اس کے ہمراہیوں کو مختلف مقامات میں منتشر و پراگندہ کر دیا۔

فیروز کی بغاوت

ابو مسلم ہی کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص سباد معروف بہ فیروز اسبہد (مجوسی) نے اطرافِ خراسان میں خروج کیا' اکثر اہلِ جبل نے

---

[1] ابو جعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲۸ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظرِ دلچسپی ناظرین درج کرتے ہیں:۔

(ترجمہ): اے لوگو! تم لوگ انس طاعت سے وحشت معصیت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ چلو، بے شک ابو مسلم کا آغاز خوبی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی سے اور اس نے لوگوں سے زیادہ اس سے کہ ہم نے اس کو دیا تھا تفوق حاصل کیا اور اس کی بد باطنی اس کے حسن ظاہر پر غالب آ گئی اور ہم اس کی خبث باطنی اور فساد نیتی سے ایسے آگاہ ہو گئے ہیں کہ اگر اس کو اس بابت کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو اس کے قتل کرنے اور اتنے دنوں چھوڑ رکھنے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی حقارت کرتا تھا۔ تا آنکہ ہم کو اس کی عقوبت حلال ہو گئی اور اس کا خون ہم کو مباح ہو گیا اور اس کے حقوق ہم کو حق کے جاری کرنے سے مانع نہ ہوئے اور کیا خوب نابغہ ذبیانی نے نعمان سے کہا تھا: جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہو نفع پہنچاؤ اور اس کو رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہاری نافرمانی کرے اس کو ایسی عقوبت کرو کہ جس سے ظالم تھرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو۔

اس کی اتباع کی' یہ لوگ ابو مسلم کے خون کا معاوضہ طلب کرتے تھے' انہوں نے نیشاپور اور رے پر قبضہ کر لیا اور مال و اسباب و خزائن لے لئے جو ابو مسلم بہ وقتِ روانگی جانب سفاح رے میں چھوڑ گیا تھا' اس کے علاوہ اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا' عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیں' مگر تجاوز سے متعرّض نہ ہوتا تھا' ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو منہدم کرنے کو جارہا ہوں۔ المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار عجلی کو مامور کیا۔ مابین ہمدان و رے کے ایک سنسان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ جمہور بن مرار نے کمال مردانگی سے لڑ کر فیروز کو شکست دی' تقریباً ساٹھ ہزار آدمی فیروز کے مارے گئے' اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا' فیروز نے طبرستان میں جاکر جان بچالی' مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہ ملی۔ عاملِ طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کر کے جو کچھ اس کے پاس تھا' لے لیا۔ اور المنصور کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ المنصور نے عاملِ طبرستان سے فیروز کے مال و اسباب کا مواخذہ کیا۔ عاملِ طبرستان مکر گیا' تب المنصور نے ایک لشکر عاملِ طبرستان کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ عاملِ طبرستان یہ سن کر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

جمہور کا قتل

فیروز کی شکست کے بعد جمہور نے اس کے لشکر گاہ کا مال و اسباب لوٹ لیا' اس میں ابو مسلم کا خزانہ بھی تھا' مگر مالِ غنیمت دار الخلافت کو روانہ نہ کیا۔ اور جب المنصور کے خوف نے اپنی خطرناک شکل دکھلائی تو خلع خلافت کا اظہار کر کے رَے میں جاکر قلعہ بندی کر لی۔ المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمدؐ بن اشعث کو روانہ کیا۔ جمہور خبر پاکر رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا۔ اصفہان پر اس نے اور رے پر محمد نے قبضہ کر لیا' اس کے بعد محمد نے اصفہان کا رخ کیا۔ جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑے' بالآخر جمہور شکست کھا کر آذربائیجان پہنچا' اس کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا' یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

سلیمان کی معزولی

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابو مسلم سے شکست کھا کر بصرہ چلے گئے تھے اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا' اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومتِ بصرہ سے معزول کر دیا۔ عبداللہ بن علی اور ان کے ہمراہی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے سردارانِ لشکر اور خدّام کو امان دیتا ہوں' تم ان کو میرے پاس لے آؤ۔ سلیمان و عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداروں اور خدّام کو لے کر دار الخلافت میں حاضر ہوئے' انہوں نے دربار میں حاضری چاہی۔ المنصور نے سلیمان و عیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصرِ خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا' قید کر دینے کا حکم دے دیا' جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان و عیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پا کر سمجھ گئے کہ وہ غریب قید کر دیئے گئے اور ان کی ذمہ داری کالعدم کر دی گئی' الٹے پاؤں المنصور کے پاس لوٹے' مگر ان سے ملنے نہ دیا گیا' باقی رہے ہمراہیانِ عبداللہ بن علی ان میں سے کسی کو قید کر دیا گیا' کسی کو مار ڈالا گیا اور بعض کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ ابو داؤد خالد نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن علی کا انجام

عبداللہ بن علی اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہے' تا آنکہ المنصور نے ۱۴۹ھ میں عیسیٰ بن کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمدؐ بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کی تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دے دیا اور خود بہ ارادہ حج مکہّ معظمہ کی طرف چلا گیا۔ المنصور کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سیکرٹری) یونس بن فروہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کے متعلق مشورہ کیا۔ یونس نے کہا۔ "میرے نزدیک تم عبداللہ کو قتل نہ کرو' ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے عوض قتل کر ڈالے گا اور اگر احیاناً" وہ تم سے عبداللہ کو طلب کرے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو اس راز کو کسی سے نہ کہنا"۔ غرض عیسیٰ نے عبداللہ کو قتل نہ کیا اور اپنے مکان میں چھپا رکھا'

چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بجھا کر اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش کرنے پر آمادہ کریں' چنانچہ ان لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بجھانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کی۔ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا۔ عیسیٰ نے عرض کیا۔ "میں نے اس کو جیسا کہ آپ نے حکم دیا تھا' قتل کر ڈالا"۔ المنصور بولا:۔

"میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا"۔ ہنوز عیسیٰ اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے اعمام سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا دیکھتے ہو' اس کو اپنے بھائی کے عوض گرفتار کر لو' میں نے عبداللہ کو اس کے سپرد قتل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا' بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے اس کے حوالہ کیا تھا"۔

المنصور کے اعمام نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کی غرض سے باہر لے آئے' تماشائیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عیسیٰ شش و پنج میں پڑا ہوا تھا اور وہ لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے' ہر شخص کی زبان پر یہی قصہ تھا۔ عیسیٰ نے پہلے تو کمال صبر و استقلال سے کام لیا' مگر جب دیکھا کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھا۔ "للہ مجھے قتل نہ کرو' عبداللہ بن علی زندہ ہیں"۔ المنصور کے رُوبرو لا کر حاضر کر دیا۔ المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کر دیا' جس کی بنیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دے دیا' پانی کا ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں۔ عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

راوندیہ کی بغاوت

یہ لوگ خراسان کے رہنے والے تھے۔ ابو مسلم کے دوسرے جنم اور حلول کے قائل تھے' ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک میں' اللہ جل شانہٗ نے المنصور میں اور جبرئیل نے ہیثم بن معاویہ میں حلول کیا ہے۔ المنصور نے ان میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کر دیا' باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا' مجتمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جاتے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا' خود اندر گھس گئے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو نکال لائے' اس کے بعد اطمینان سے تمام تے چھ سو کی جمعیت کے ساتھ المنصور کے محل کا قصد کیا۔ المنصور پیادہ پا محل سے نکل آیا۔ معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر پا کر آ گیا' یہ اس وقت تک رُوپوش تھا' اس وجہ سے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنے آیا تھا اور المنصور ایک مدت سے اس کی جستجو میں تھا۔ معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جاں نثاری ظاہر کی' پیادہ پا ہو کر لڑا۔ مخالفین کی صفوں میں گھس جاتا تھا اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے واپس آ جاتا تھا' دو ایک بار سخت سے سخت مصائب میں بھی مبتلا ہو گیا' اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور کے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی۔ معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ "تم ہٹ جاؤ' ایسی حالت میں میں اس لگام کے لینے کا مستحق ہوں"۔ ربیع کے ہاتھ سے لگام لے لی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ پر فتح یاب ہو گیا۔ المنصور نے اس وقت تک معن کو نہیں پہچانا تھا' دریافت کیا کہ "تم کون ہو؟" معن نے اپنا نام و نسب بتلایا۔ المنصور نے اس کو امان دے دی اور اس کی اس جان نثاری سے خوش ہو گیا' اس واقعہ کے بعد ابو نصر مالک بن ہیثم آیا اور محل سرائے شاہی کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولا۔ "انا الیوم تواب" بازاریوں کے کان میں جوں ہی یہ آواز پہنچی' سب کے سب ابو نصر پر ٹوٹ پڑے' لڑائی ہونے لگی' شہر کا دروازہ کھول دیا گیا' لوگ گھس گئے' خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ نے حملہ کر دیا' آن کی آن میں سب کے سب ڈھیر کر دیئے گئے' اس واقعہ میں اتفاقیہ عثمان بن نہیک کو ایک تیر آ لگا' جس سے وہ چند روز بعد مر گیا۔ المنصور نے اس کے بعد اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی فوج جاں نثاران کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابو العباس طوسی کو اس عہدہ سے سرفراز فرمایا' یہ تمام واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

معن کو صلہ

بغاوتِ راوندیہ کے فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو طلب کر کے کمال عزت و احترام سے بٹھایا' دیر تک اس کے کارہائے نمایاں کی ثناء و صفت کرتا رہا۔ معن نے عرض کیا۔ "واللہ اے امیر المومنین میں ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا' جب میں نے

لکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا' بے تابانہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا' وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے"۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن ابن زائدہ ابو الخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس رُوپوش تھا اور ابو الخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی غلطی معاف کرا کر امان حاصل کر لے' جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابو الخصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا۔ معن نے رائے دی کہ "بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے۔ ع

"کہ مزدورِ خوش دل کند کارِ بیش"

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا۔ "مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی گوشمالی کی جائے"۔ معن نے عرض کیا۔ "بہتر' لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں"۔

معن بلا انتظارِ جواب اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی میدانِ جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا' بڑے بڑے مصائب اٹھائے' تا آنکہ تقریباً" کل راوندیہ مارے گئے' واقعہ جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا۔ المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایتِ یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان میں بغاوت

خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت کے بعد بسام بن ابراہیم ابو داؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا' جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض لشکریوں نے بغاوت کی' جب کہ یہ کشماہن مقیم تھا۔ لشکریوں نے اس ایک مکان کا محاصر کر لیا۔ ابو داؤد رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کی غرض سے چڑھا اتفاق سے پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اسی دن جاں بحق ہو گیا۔ ابو داؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس "عصام" اس کی قائم مقامی کرتا رہا' تا آنکہ خلیفہ المنصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کیا۔

عبدالجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی' سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولت علویہ کی دعوت دیتے تھے' قید کر دیا' جن میں مجاشع ابن حریث انصاری گورنرِ بخارا' ابو المغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنو تمیم' گورنرِ کوہستان اور حریش بن محمد ذہلی یعنی ابو داؤد کا چچا زاد بھائی شامل تھے' پھر چندے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور ابو داؤد کے مقرر کئے ہوئے مزدوروں پر مال کے حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی۔ ابو ایوب سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ابو الجبار تو ہمارے خیر خواہوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کئے دیتا ہے"۔ ابو ایوب نے رائے دی کہ آپ لشکرِ خراسان کے بڑے حصے کو جہادِ روم پر بھیج دینے کو لکھ بھیجئے اور جب عبدالجبار لشکرِ خراسان کو جہادِ روم پر بھیج دے تو جس کو چاہے خراسان بھیج دیجئے ایک لحظہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی دب جائے گی"

المنصور نے اس رائے کے مطابق عبدالجبار کو لکھ بھیجا۔ عبدالجبار نے جواباً" لکھا کہ "چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہے' اس صورت میں اگر لشکرِ خراسان کو کسی دوسری طرف منتقل کیجئے گا تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے"۔ المنصور نے یہ خط ابو ایوب کو دے دیا۔ ابو ایوب نے عرض کیا۔ "آپ یہ لکھئے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے' میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیجتا ہوں' جو اس کی مکمل طور سے حفاظت کرے گا"۔ عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اس قدر بارِ عظیم کی متحمل نہیں ہو سکے گی"۔ ابو ایوب نے یہ جواب دیکھ کر عرض کیا۔ "لیجئے اس کے ذہن کی شرارت ظاہر ہو گئی' اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا' آپ ذرا جلدی کیجئے"۔

عبدالجبار کا انجام

المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے لڑکے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ رَے میں پہنچ کر قیام کرنا' چنانچہ المہدی نے رے میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی۔

عبدالجبار میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا اور مقطنہ میں پہنچ کر چھپ گیا۔ مجشر بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہلِ مرورود کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہوا۔ خازم نے عبدالجبار کو ایک جبّہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور تمام شہر میں تشہیر کرا کے مع اس کے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ المنصور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا' تاآنکہ جس قدر مال ان لوگوں نے غبن کیا تھا' سب کا سب حاضر کر دیا' تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالنے کا حکم دیا' یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے' باقی رہے اس کے اہل و عیال' وہ دہلک میں قید کر دیئے گئے۔

اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان ہی میں ٹھہرا رہا' تاآنکہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

عینیہ کی سرکوبی

۱۴۲ھ میں عینیہ بن موسیٰ بن کعب عاملِ سندھ نے بغاوت کی' یہ اپنے باپ کے بعد عاملِ سندھ مقرر کیا گیا تھا' اس کے باپ نے مسیب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا۔ مسیب کو یہ خیال پیدا ہو کہ مبادا عینیہ کو المنصور طلب کر کے محکمہ پولیس پر نہ مقرر کر دے لہٰذا عینیہ کو بہلا پھسلا کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر دیا۔ المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو وہ دارالخلافت سے بصرہ میں آیا اور بصرہ میں عمر بن حفص بن ابی صفوۃ عتکی کو سندھ و ہند کی سندِ گورنری مرحمت کر کے جنگ عینیہ پر مامور کر دیا' چنانچہ عمر بن حفص سندھ میں پہنچ کر عینیہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

اصبہبد کا انجام

اسی سن میں اصبہبد والئ طبرستان نے بھی سرکشی کی اور ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا' جو اس کے ملک میں تھے۔ المنصور نے اس کی گوشمالی کے لئے اپنے آزاد خادم ابو الخصیب' خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا' چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان میں پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا' ایک مدت تک محاصرہ کیے رہے' بالآخر دھوکے سے دروازہ کھلوا کر گھس گئے' لڑنے والوں کو مار ڈالا اور عورتوں' بچوں کو قید کر لیا' اصبہبد نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

المنصور کی جستجو

جس وقت مروان بن محمدؒ کی حکومت میں لرزش و بے چینی پیدا ہوئی' اس وقت بنو ہاشم نے ایک مجمع کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا' آخر کار سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن علی کو خلیفہ بنانا چاہیے' بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس شب کو بیعت کی تھی المنصور بھی تھا۔ اور جب المنصور اپنے بھائی سفاح کے عہدِ خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گیا تھا اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے پاس نہیں آیا تھا' اس نے ان دونوں کو دریافت کیا۔ زیاد بن عبیداللہ حارثی نے عرض کیا۔ "میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں"۔ المنصور ان دنوں مکہ میں تھا۔ زیاد بن عبیداللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا' اس کے بعد المنصور تختِ خلافت پر متمکن ہوا' مگر محمد کا حال برابر دریافت کرتا جاتا تھا اور بنو ہاشم سے درپردہ استفسار کرتا رہتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی جستجو حد سے بڑھا لی ہے' اس وجہ سے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور علاوہ اس کے اور بھی کئی عذر کر دیا کرتے تھے' مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے اور وہ تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو نہیں سوتا"۔ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے۔ اللھم اطلب الحسن بدمائنا (اے اللہ احسن کو ہمارے خون کے بدلے لے)۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے لڑکے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ سلیمان بن علی نے کہا۔ "اگر وہ (المنصور) درگذر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگذر کرتا"۔ عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے لڑکے کو چھپا دینے کی کوشش کرنے لگے۔

محمد بن عبداللہ کی تلاش

المنصور نے جاسوسوں کو تمام وادیٔ حجاز میں محمد کی جستجو کے لئے پھیلا دیا' کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں' جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمدؐ کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا' جس میں اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور عجلت کی رائے دی تھی' اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہ کے پاس بھیجا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ یہ ان کے خیر خواہوں کے پاس سے آیا ہے' بہت سا مال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا' اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو درپردہ خیر خواہ محمد کا تھا' اس نے عبداللہ بن حسن کو تفصیلی حالات کے ساتھ ایک خط لکھ بھیجا' ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ قاصد نے محمد کو دریافت کرنے کی بہت کوشش کی' اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے خیر خواہوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔ عبداللہ بن حسن نے قاصد سے کہا۔ "تم علی بن حسن کے پاس جاؤ' وہ تم کو محمد کے پاس جہینہ کی جیل میں پہنچا دیں گے' چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا' اس کے بعد المنصور کاتب کا خط تفصیلی حالات کے ساتھ آیا۔ عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد و علی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دی اور اس قاصد سے احتراز کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابو ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا' اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا۔ محمد نے کہا۔

"تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے"۔

ابو ہبار نے کہا۔ "مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے"۔

محمد بولے۔ "میں ایک مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا"۔

تب ابو ہبار نے کہے۔ "اچھا اس کو مقید کر کے اپنے ہمراہ رکھیے"۔

محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا' اس وجہ سے کہ روزانہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے' پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کر دیجئے۔ محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا' لیکن جب لوٹ کر اپنی مجلس میں آئے تو وہ شخص ہی غائب تھا۔

جعلی خط

یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ سے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کل حالات بیان کئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ ان کے ساتھ ایک شخص وبر نامی ہے۔ ابو جعفر المنصور نے وبر کو طلب کر کے محمد کا حال دریافت کیا۔ وبر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پکڑ کر قید کر دیا' اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک خط جعلی محمد کے ہوا خواہانِ خراسان کی جانب سے لکھ کر دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کر عبداللہ بن حسن کے پاس روانہ کیا' جوں ہی عقبہ نے عبداللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر ہوا خواہانِ خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا۔ عبداللہ بن حسن نے خط پھینک دیا' جھڑک کر بولے۔

"میں ان لوگوں کو نہیں جانتا' تم میرے پاس سے چلے جاؤ"۔

اس وقت تو عقبہ چلا آیا' لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا' یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے' عقبہ نے عرض کیا۔

"اس خط کا جواب لکھ دیجئے"۔ عبداللہ بن حسن نے جواب دیا۔ "خط کا جواب تو نہ لکھوں گا' مگر ان لوگوں سے میرا اسلام کہہ دینا۔ اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں لڑکے فلاں وقت خروج کریں گے"۔

عبداللہ کی گرفتاری

عقبہ کو جب محمد و ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا' کل حالات عرض کیے۔ المنصور نے بہ قصد حج کوچ کیا اور مکہ پہنچا۔ بنو حسن ملنے کو آئے۔ عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے۔ المنصور نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے بٹھایا' اگلے دن دعوت کر دی' جب یہ لوگ وقتِ مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن سے خطاب کر کے کہا۔ "کیوں صاحب آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری حکومت میں خلل اندازی کریں گے"۔ عبداللہ بن حسن بولے۔ "میں اس وقت تک اسی اقرار پر ہوں"۔ المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کنکھیوں سے دیکھا، عقبہ بن سالم عبداللہ بن حسن کے رُوبرو آ کھڑا ہو گیا۔ عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف پھر گیا۔ عبداللہ بن حسن نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ المنصور دریافت کرتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا۔ المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

زیاد کی گرفتاری

محمد بے چارہ جو اطراف و جوانب شہروں میں چھپا پھرتا تھا' رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا۔ بنو راہب یا بقول بعض بنو مرہ بن عبید میں قیام کیا۔ المنصوز کو اس کی خبر لگ گئی' یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا' لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا۔ عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا۔ المنصور نے کہا۔ "اے ابو عثمان کیا' بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو"۔

عمر بن عبید نے عرض کیا۔ امیر المومنین! بصرہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے' جو آپ کی خلافت و حکومت کا مخالف ہو"۔ المنصور نے یہ سن کر مراجعت کر دی۔ اور محمد و ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے' وہاں اطمینانِ خاطر حاصل نہ ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ آ پہنچے۔

پھر ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے کو آیا تھا۔ محمد و ابراہیم بھی حج کو آئے ہوئے تھے۔ ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا قصد کیا' مگر محمد نے اس کی مخالفت کی' اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے دونوں لڑکوں محمدؐ و ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا۔ زیاد عاملِ مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی۔ المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دار الخلافت کو لوٹا' اس کی روانگی کے بعد محمد وارد مدینہ منورہ ہوا۔ زیاد نہایت الطاف و مرحمت سے پیش آیا۔ امان دی اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہئے چلے جائیے۔ المنصور نے یہ خبر پا کر ابو الازہر کو جمادی الثانی ۱۴۱ھ زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو سندِ گورنری دینے کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ابو الازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا عامل بنایا اور زیاد کو مع اس کے مصاحبین کے گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ابو المنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے' اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی جستجو کی سخت تاکید کی۔ اور اس مقدمہ پر دریا دلی سے مال و دولت خرچ کرنے کی اجازت دے دی' چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال و دولت خرچ کیا' مگر محمد دستیاب نہ ہوا' اس وقت المنصور نے اس کے اسراف سے تنگ آ کر اس کی معزولی کے متعلق مشورہ کیا' اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمی نے رباح بن عثمان بن حیان مزنی کے مقرر کرنے کی رائے دی۔ المنصور نے اس کو پسند کیا اور رمضان ۱۴۴ھ میں سندِ امارت مرحمت فرما کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

اس نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر بڑا اودھم مچایا۔ عبداللہ بن حسن کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی' عتابِ شاہی سے ڈرایا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا۔ "واللہ تو آج ایسا شقی القلب ہو رہا ہے' جیسا کہ قصاب بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے"۔ رباح یہ فقرہ سن کر چوکنا ہو گیا۔ ابو البختری حاجب بولا ان غریب کو غیب کی کیا خبر ہے' آپ ان سے ناحق محمد کا حال دریافت کرتے ہیں۔

ریاح نے جواب دیا۔ "تف ہو تجھ پر' اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے' ٹھیک کہا ہے' تو اس کی بات کے مطلب کو نہیں سمجھا"۔ ابو البختری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ ریاح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا آیا اور محمد بن خالد کو گرفتار کرا کر پٹوایا اور محمد کی جستجو میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا۔ دریافت کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مضافات ینبع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے' فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا' محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔

بنو حسن کی گرفتاری

اس کے بعد ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا' جن کے نام یہ تھے۔ "عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی' حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن بن حسن' سلیمان و عبداللہ پسران داؤد بن حسن بن حسن' محمد و اسمٰعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن حسن بن حسن' عباس بن حسن بن حسن' موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن"۔ ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے' وہ اگلے دن ریاح کے پاس گئے' فرمایا۔ "میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میری قوم کے ساتھ قید کر دے"۔ ریاح نے ان کو بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا۔ المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا۔ "انہیں لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو"۔ یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے' کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسینؓ ہیں۔ ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا' انہیں ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا تھا' ان کو ان کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا۔ المنصور نے ان کو قید کر دیا' اس وقت سے یہ برابر قید خانہ ہی میں رہے' انہوں نے اپنے باپ کے ہوا خواہوں میں سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی و ابو جبر کے نام بھی بتلا دیئے تھے۔ المنصور نے ان دونوں کو بھی گرفتار کرا کر پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے' بعد میں المنصور کے مشیروں نے بقیہ اولادِ حسن بن حسن کو بھی قید کر دینے کی رائے دی' چنانچہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے اور قید خانہ بھیج دیئے گئے۔

المنصور کی زیادتی

اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھ میں المنصور حج کرنے کو گیا۔ مکہ معظمہ پہنچا تو قید خانہ میں اولادِ حسن بن حسن کے پاس محمد بن عمران ابن ابراہیم بن طلحہ و مالک بن انس کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کو ہمارے سپرد کر دو۔ عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ المنصور نے کہا۔ "واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی' جب تک وہ اپنے دونوں لڑکوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا"۔ عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے' جس سے جو کچھ کہتے تھے' وہ قبول کر لیتا تھا۔

ادائے حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریاح بھی اس کی پیروی کرتا ہوا ساتھ ساتھ آیا۔ المنصور نے اولادِ حسن کو مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے' عراق بھیج دینے کا حکم دیا' چنانچہ ریاح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں طوق اور بیڑیاں پہنا کر بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ جعفر الصادق پردہ کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے' دوران سفر میں محمد و ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے باپ عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے' عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے۔ "میرے نورِ نظر! عجلت نہ کرو' جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے' اگر ابو جعفر المنصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کریمانہ موت مرو"۔ قافلہ پہنچا تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا' گالیاں دیں' اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس درے لگوائے'۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ریاح نے المنصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے خیر خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہ کرے گا۔

محمد بن عبداللہ کا قتل

اس واقعہ کے بعد ابو عون عامل خراسان نے المنصور کے پاس ایک عرض داشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ المنصور نے اس سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کر دیا اور اس کا سر اتروا کر خراسان بھیج دیا' اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے' جنہوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم تھا' پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کئے گئے' اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے' بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی' کہا جاتا ہے کہ المنصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کئے گئے' ان میں سے بجز سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور اسحاق و اسمٰعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی زندہ نہ بچا' سب کے سب کمال بے کسی سے المنصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے' واللہ اعلم۔

ریاح کی حکمت عملی

جس وقت المنصور عراق کی جانب روانہ ہوا اور قیدیان اولاد حسن اس کے ہمراہ کر دیئے گئے ریاح لوٹ کر مدینہ منورہ آیا اور محمد کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے' اس روپوشی اور بھاگ دوڑ کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی' اس بھاگ دوڑ میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑیں' جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ریاح کو یہ خبر لگی کہ محمد مذار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ محمد یہ سن کر چھپ رہے۔ ریاح مجبور ہو کر خائب و خاسر واپس آیا' غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے' جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو بہ صلاح و مشورہ اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کر دیا۔ ریاح کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ آج شب کو محمد خروج کرنے والے ہیں۔ ریاح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ وغیرہ کو بلا کر کہا: "امیر المومنین محمد کی جستجو میں شرق و غرب ایک کر کے دیں گے' حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پس پشت ہے' واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا"۔ پھر قاضیٔ مدینہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا' ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر مجتمع ہو گیا۔ ریاح نے ان لوگوں کے دروازہ پر بٹھایا' اس کے بعد چند نفوس بلند مرتبہ میں بلائے گئے' جن میں جعفر بن محمد بن حسین' حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا لڑکا خالد تھا' یہ لوگ ریاح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ دفعتہً تکبیر کی آواز سنائی دی' کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے خروج کر دیا۔ ابن مسلم عقبہ مری نے ریاح سے کہا: "میرا کہنا مانئے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے دیجئے"۔ ریاح نے اس سے انکار کیا۔

ریاح کی گرفتاری

محمد بن عبداللہؒ مذار سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا' قید خانہ کی طرف آئے محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے' قید خانہ سے نکالا' پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن خبیر کو مامور کیا اور دارالامارت میں پہنچے' وہ اپنے ہمراہیوں کو ندا کرتے جاتے تھے۔ "کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا" باب مقصورہ سے دارالامارۃ میں داخل ہوئے' ریاح اور اس کے بھائی عباس و ابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا' بعد ازاں مسجد کی طرف آئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا' جس میں المنصور کی ان عادات خسیسہ و خصائل رذیلہ کا ذکر کیا' جس کا وہ خوگر ہو گیا تھا اور لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا' ان سے مدد کے خواستگار ہوئے اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن ازبیر کو عہدۂ قضا پر عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر' عبدالعزیز داؤدی کو محکمہ پولیس پر ابو قلمش عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کو دیوان عطاء پر مقرر کیا اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن کے پاس' بیٹھ رہنے پر ملامتانہ پیام بھیجا۔ محمد بن عبدالعزیز نے امداد کا وعدہ کر لیا۔

محمد المہدی کی کامیابی

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے' روساءِ شہر سے ان کے ہمراہیوں میں سوا ان چند لوگوں ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن خرام' عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد' ابو سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے کسی نے تخلف نہ کیا' بہ وقتِ خروج اہلِ مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ "ہماری گردنوں میں المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے"۔ امام مالک نے جواب دیا۔ "تم لوگوں نے باکراہ بیعت کی تھی اور مکروہ پر حمایت نہیں ہے"۔ اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بطیب خاطر محمد کے اعوان و انصار میں شامل ہو گئے' مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا۔ محمد المہدی نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا تھا' یہ ایک معمر شخص تھے' انہوں نے کہلا بھیجا:۔

"اے برادر زادہ واللہ تم مارے جاؤ گے' میں تمہاری بیعت کیسے کروں؟" تھوڑے سے آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں عجلت کی' حمادہ بنتِ معاویہ نے اپنے چچا اسمٰعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ "اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہو گئے ہیں اور ہنوز میرے بھائی انہی کے ہمراہ ہیں' مجھے خوف ہے کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے جائیں"۔ اسمٰعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عدوات پیدا ہو گئی' چنانچہ موقع پر کر اس نے اسمٰعیل کو قتل کر ڈالا' اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو ریاح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا تھا' پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط و کتابت کرتا ہے' اس وقت سے محمد بن خالد برابر قید خانہ ہی میں رہا۔

المنصور کو خبر

محمد المہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آلِ ادریس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا)۔ مسافت طے کر کے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا۔ المنصور بولا۔ "تو نے اس کو دیکھا ہے؟"

عرض کیا' ہاں! میں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہے' منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں"۔ المنصور کو اس کے کہنے کا یقین نہ آیا' اگلے دن سے محمد المہدی خروج کی متواتر خبریں آنے لگیں' تب تو المنصور کو خوف و ہراس پیدا ہوا۔ اور اپنے اہل بیت و اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت تک قید کی مصیبتیں جھیل رہے تھے، محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی' انہوں نے کہلا بھیجا کہ تم فوراً کوفہ چلے جاؤ' کیونکہ یہ کوفہ والے خیر خواہ اہلِ بیت ہیں اور اس کی ناکہ بندی کر لو' تا کہ کوفہ میں آنے جانے والوں کی تم کو اطلاع ہوتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو رے سے طلب کر کے جنگ آور ان شام کو اس کے ہمراہ محمد المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو"۔ المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا آیا' اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبدالمدان بھی تھا۔ کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا۔ سفاح اس سے اکثر مشورہ کیا کرتا تھا' اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو' تا کہ پوری پوری حفاظت ہو سکے۔ المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا۔ "اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے"۔ یزید نے جواب دیا، لیکن اہواز ان کی کامیابی کا دروازہ ہے"۔ اور جعفر بن حنظلہ بھرانی نے بہ وقت مشورہ بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی' پس جب ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آراء کی خوبیاں ظاہر ہوئیں۔ المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ کا کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہہ بیان کی تھی کہ اہلِ مدینہ جہاں محمد نے خروج کیا ہے' جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہیں' وہ اپنے ہی حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہلِ کوفہ تمہارے قدموں کے نیچے ہیں۔ اور اہلِ شام تو پہلے ہی سے آلِ ابی طالب کے جانی دشمن ہیں' اب سوائے بصرہ کے اور کون سا مقام باقی رہا' جس کی حفاظت امیر المومنین کے لئے ضروری ہو"۔ المنصور یہ سن کر خاموش رہا۔

خط و کتابت

اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط[۱] مشعر امان لکھ کر روانہ کیا۔ محمد المہدی نے اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا' جیسا کہ اس نے لکھا تھا' غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے' حالانکہ بہ صحت تمام ان کی روایت کی گئی ہے' ان خطوط کو طبری نے کتاب الکامل میں نقل کیا ہے۔ فمن ارادالوقوف علیھا طیلمسھا فی اماکنھا۔

---

[۱] ان خطوط کو مورخ علامہ نے اطالت فقال کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے لیکن بہ نظر دلچسپی ناظرین ہم اس کو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

(ترجمہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بے شک سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں۔ یا صلیب پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں دوسرے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے مگر جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تم ان پر غالب آ ؤ تو بہ کر لی ہو۔ جان رکھو کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اس کے رسول کا عہد میثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے کل لڑکوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کی جان اور ان کے مال و اسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے درگزر کرتا ہوں جو اس وقت تک خونریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں۔ علاوہ اس کے جو تمہاری حاجت ہو گی پوری کر دی جائے گی۔ اور جہاں تم کو منظور ہو گا اسی شہر میں تم ٹھہرائے جاؤ گے اور نیز جس قدر تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں، انکو میں رہا کر دوں گا اور اس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی ہو اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہارے اس نے شرکت کی ہو اور اس کو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی قسم کا مواخذہ نہ کروں گا۔ پس اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان، عہد اور اقرار جس پر تم کو وثوق ہو سکے لے لو۔ والسلام۔

محمد بن عبداللہ بن حسن نے اس کا جواب حسب ذیل تحریر کیا۔

(ترجمہ): طٰسم یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں۔ ہم تجھ کو کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیقی سناتے ہیں اس قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں۔ بے شک فرعون ملک میں بڑا ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی جتھے کر رکھے تھے ایک گروہ کو ان میں سے کمزور کر دیا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدین سے تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم ان کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور دکھادیں فرعون وہامان کو اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمہارے روبرو ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لئے پیش کیا تھا کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے مدعی ہوئے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر ہم پر حکومت حاصل کرنے کو نکلے اور اسی کی بدولت کامیاب بھی ہو گئے، کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا پس کیسے تم اس کی ولایت کے وارث ہو گئے۔ حالانکہ ان کے لڑکے بقید حیات ہیں۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب و شرف و شریف خاندان والے شخص نے نہیں کی۔ ہم ملعونوں کے لڑکے نہیں ہیں اور نہ مردودوں کے، اور نہ ان لوگوں کے جو بحالہ چھوڑ دیئے گئے تھے۔ بنو ہاشم میں کسی شخص کا سلسلہ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلہ قرابت، سابقیت اور فضل کا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمرو مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہیں اور اسلام میں آپ کی لڑکی فاطمہ کی نسل سے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا ہے۔ نبیوں میں ہمارے والد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور بیبیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور لڑکیوں میں بہترین دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ سیدہ نساء عالمین اور اہل جنت ہیں اور مولودین اسلام میں حسن و حسین سردار جوانان جنت ہیں۔ بے شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوہرا

مکہ مکرمہ پر قبضہ

پھر محمد المہدی نے مکہ مکرمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحٰق کو اور شام پر موسیٰ بن عبداللہ کو مامور کیا' چنانچہ محمد بن حسن بقصد مکہ روانہ ہوئے' ان کے ہمراہ قاسم بن اسحٰق بھی تھے' "اتفاقاً" بطن اذاخر میں سری بن عبداللہ عامل مکہ سے مڈبھیر ہوگئی' دو ہی چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ کھڑا ہوا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا' تاآنکہ محمد المہدی نے اس کو جنگِ عیسیٰ بن موسیٰ پر جانے کا حکم دیا' چنانچہ محمد اور قاسم ابن عبداللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے نکلا۔ اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر پہنچی' چنانچہ محمد' ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اس کے ہمراہ بصرہ میں رہا' باقی رہا' قاسم وہ مدینہ میں چھپا رہا' یہاں تک کی عیسیٰ کی

سلسلہ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ ﷺ سے میرا بھی منجانب حسن وحسینؓ دوہرا سلسلہ قرابت ہے۔ اور بلاشبہ میں بہ اعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ ان کے مشاہیر میں ہے مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں ہے اور نہ مجھ میں امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے۔ ہمیشہ سے میرے آباء وامہات جاہلیت واسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے لئے خیر الاشرار کو منتخب کیا۔ میں بیٹا ہوں اس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہیں) اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری اطاعت قبول کرلو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر امر سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگزر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہدہ کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا کیوں تم یہ خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں میں مجبور ہوں۔ اور بلاشبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کا پورا کرنے والا ہوں اس وجہ سے کہ تم نے امان وقول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا پس تم کون سی امان مجھے دیتے ہو۔ امان ابن ہبیرہ کی۔ یا امان اپنے چچا عبداللہ بن علی والی' یا امان ابومسلم کی۔

ابن ہبیرہ اور عبداللہ بن علی اور ابومسلم کو المنصور نے امان دے کر دھوکہ دیا تھا۔ جب المنصور کے پاس اس نوک جھوک کا خط پہنچا' پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا۔ اسی وقت ابوایوب کو طلب کر کے خط دکھلایا اور ذیل کا خط لکھ کر روانہ کیا۔

(ترجمہ)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہارے فخر کا دارومدار عورتوں کی قرابت پر ہے جسے سے جہال اور بازاری دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں' باپوں' عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب ترین ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ وپاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں سے اولیٰ ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گزر گئے ہیں' اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہؓ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو بوجہ قرابت دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبداللہ کو۔ اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا وآخرت میں بہتر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' "بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔" اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت تھے۔ پس اللہ عزوجل نے آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین (اور ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزوں کو) نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس ابن عبدالمطلب اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا۔ ان میں سے ایک تمہارا باپ تھا (یعنی ابوطالب بن عبدالمطلب اور دوسرا ابولہب بن عبدالمطلب) اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیزداری وذمہ ومیراث نہ قائم کی۔ تمہارا یہ زعم ہے کہ تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کمتر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی صغیر نہیں ہوتا اور عذاب میں خفیف وآسان نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا۔ کسی مرد مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دوزخی ہونے پر فخر کرے اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ الٹے پلٹے جائیں گے۔ حسن کے متعلق جو تم نے یہ لکھا ہے کہ عبدالمطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوطرفہ قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین وآخرین رسول اللہ

بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی' باقی رہے' موسیٰ بن عبداللہ' وہ شام کی طرف چلے گئے' جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منوّرہ سے بصرہ میں آ کے چھپ گئے' اتفاق سے ایک روز ان کو اور ان کے لڑکے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند محافظین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم وعبدالمطلب سے ایک پدری تعلق تھا اور تمہارا یہ زعم کہ بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے باپ وہاں ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں ہے اور یہ کہ تم میں کسی کنیز کا لگاؤ نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنو ہاشم سے اپنے کو مفتخر بنا دیا ہے غور کرو تم پر تف ہو کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے اپنے کو حد سے متجاوز کر دیا ہے اور تم نے اس سے اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً وصفاتاً بہتر ہے۔ یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفتہً بھیجا تھا) بالخصوص تمہارے باپ کی اولاد میں کوئی بہتر واہل فضل سوائے بنو امہات الاولاد (کنیزک زادوں کے) نہیں ہے۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص نہیں پیدا ہوا اور وہ ام ولد (کنیزک) کے لڑکے اور بلاشبہ تمہارے دادا حسن بن حسین سے بہتر ہیں اور کوئی شخص تم میں بعد ان کے محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھیں اور ہر آئینہ وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے لڑکے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہیں اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم (محمد ﷺ تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے) لیکن تم لوگ ان کی لڑکی کے لڑکے ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کو امامت جائز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعے سے تم وارث ہو سکتے ہو اور تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا پایں ہمہ لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کسی کو منظور نہ کیا اس طریقہ میں مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا، ماموں اور خالہ مورث نہیں ہوتے۔ اور جو تم نے علی اور ان کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ وقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازاں لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور علیؓ کو منتخب نہ کیا حالانکہ یہ بھی اُن چھ بزرگوں میں تھے لیکن سب نے انکو اس امر کے قابل نہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے پاس میں ان کو حق دار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور وہ اس معاملہ میں مہتم بھی ہیں اور طلحہ وزبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا اور دروازہ بند کر لیا بعد ازاں معاویہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد تمہارے باپ نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے مصاحبین علیحدہ ہو گئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے ان کے ہوا خواہ ان کے مستحق ہونے کی بابت مشکوک ہوئے، پھر انہوں نے دو شخصوں کو بہ رضا مندی حَکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد ومیثاق دیا، ان دونوں شخصوں نے انکی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ پھر حسن خلیفہ ہوئے، انہوں نے حکومت وخلافت کو معاویہؓ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہؓ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو ان کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق وجواز مال لے لیا۔ پس اگر تمہارا اس میں کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی۔ پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خروج کیا لوگوں نے برخلاف تمہارے چچا کے اس کا ساتھ دیا تا آنکہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر ڈالا اور ان کا سر کاٹ کر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم لوگوں نے بنو امیہ پر خروج کیا ان لوگوں نے تم کو قتل کیا۔ خرما کی ڈالیوں پر سولی دی۔ آگ میں جلایا اور شہر بدر کیا۔ یحییٰ بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے ذکور کو انہوں نے مار ڈالا۔ لڑکے اور عورتوں کو قید کیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کے تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا۔ یہاں تک کہ ان پر ہم نے خروج کیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ طلب کیا چنانچہ تمہارے خونوں کا بدلہ ہم نے لے لیا اور ہم نے تم کو ان کے ملک وزمین کا مالک بنایا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی۔ کیا تم حسن کے ذریعہ سے ہم کو معقول کرنا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہارے باپ کو حمزہؓ، عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسے صاف ہو گئے ہیں کہ سب ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا باپ جدال وقتال میں مبتلا کیا گیا۔ بنو امیہ ان پر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض میں کہی جاتی ہے۔ پس ہم نے جھگڑا کیا، ان کے فضائل بیان کئے ان پر سختی کی اور یہ وجہ

اس کے بعد المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا' اس کے ہمراہ محمد بن ابی العباس السفاح' کثیر بن حصین عبدی' حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے' روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو نیام میں داخل کر لینا' امان دے دینا اور اگر روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا' یہ اس کے حالات کو جانتے ہیں اور آل ابو طالب میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے' اس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے' اس کا مال و اسباب ضبط کر لینا' چنانچہ جعفر الصادق منجملہ ان لوگوں کے تھے' جو روپوش ہو گئے تھے' چنانچہ عیسیٰ ابن موسیٰ نے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور وارد مدینہ منورہ ہوا تھا تو جعفر الصادق نے اس سے اپنا مال و اسباب طلب کیا تھا اور المنصور نے جواب دیا تھا کہ اس کو تو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کر لیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے قید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کی طلبی کے خطوط روانہ کیے' منجملہ ان کے عبدالعزیز بن مطلب مخزومی' عبیداللہ بن محمد بن صفوان جمحی اور عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب تھے' پس عبداللہ معہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ منورہ سے نکل آئے۔ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کر کے یا اس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی' مصاحبین میں باہم اختلاف ہوا تو مہدی نے بہ نظر اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا' جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب میں کھدوایا تھا' اس اثناء میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا' اس سے پیشتر محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا' لیکن بعد کو اجازت دے دی' ایک جم غفیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا' معدودے چند مہدی کے پاس رہ گئے' اس وقت اس کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ ابو القلمش کو ان لوگوں کے واپس لانے پر مامور کیا' لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

بہرحال عیسیٰ نے اعوض سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا' تاکہ بہ وقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب و سنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں۔ مہدی نے جواب دیا۔ "میں ایک ایسا شخص ہوں' جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے"۔ عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ بارھویں رمضان ۱۴۵ھ کو مقام جرف میں آ اترا اور دو روز ٹھہرا رہا' تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا

"اے اہل مدینہ میں تم کو امان دیتا ہوں' بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان میں حائل نہ ہو"۔ اہل مدینہ گالیاں دینے لگے'

حرکات ناشائستہ کے ان کی ہم نے گوشمالی کی۔ بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں سے صرف عباسؓ ہی کیلئے مخصوص تھی۔ تمہارے باپ نے اس بابت ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ کیا پس اس کے برابر مالک ہم ہی جاہلیت و اسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمرؓ نے اپنے رب کی طرف توسل و تقرب ہمارے ہی باپ کے ذریعہ سے کیا تھا اور انہیں کے توسل سے پانی مانگا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمہارے باپ اس وقت موجود تھے ان کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو یہ معلوم ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص سوائے عباسؓ کے باقی نہ تھا پس وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد شخصوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے لڑکے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا۔ سقایہ تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہو گئی اور خلافت ان کے لڑکوں میں چلی آئی غرض دنیا و آخرت کی جاہلیت و اسلام میں کوئی شرف و عزت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ عباسؓ اس کے وارث و مورث نہ ہوئے ہوں اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام شائع ہوا اس وقت عباس ابو طالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے ان کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں باکراہ عباسؓ نکالے جاتے تو طالب و عقیل بھوکوں مر جاتے اور عتبہ و شیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباس تو ان کو کھانا کھلا رہے تھے۔ انہوں ہی نے تمہاری آبرو رکھی، غلامی سے بچایا کھانے کپڑے سے تمہاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو

عیسیٰ لوٹ آیا' دوسرے دن پھر اسی مقام پر بہ ارادہ جنگ گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو اطرافِ مدینہ منورہ میں پھیلا دیا۔ محمد المہدی بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے مدینہ جنگ میں آیا' اس کا پھریرہ عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا' سب سے پہلے ابوا غلمش صفِ لشکر سے نکل کر میدان میں آیا خم ٹھونک کر آواز دی۔ "ہے کوئی لڑنے والا' جو مجھ سے آکر ہم نبرد ہو"۔

عیسیٰ کے لشکر سے اس کا بھائی نکلا ابو غلمش نے قریب پہنچتے اس کو مار ڈالا' دوسرا شخص آیا' اس کا بھی ابو غلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوشِ مردانگی میں آکر بول اٹھا۔ "انا ابن الفاروق"۔

محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا' بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوا' ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے' اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کو لے کر خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا' محمد کے ہمراہیوں نے تیر باری شروع کی' مگر حمید کے قدمِ استقلال کو لغزش نہ ہوئی' دیوار تک جوں توں کر کے پہنچ گیا اور اس کو منہدم کر کے خندق کو بھی عبور کر لیا اور محمد المہدی کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا' عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا' ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا' لشکریوں نے خندق کو عرق گیر' زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے' جوازان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا ٹھہرے' گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ محمد نے میدانِ جنگ سے واپس آکر غسل کیا۔ خوشبو لگائی' پھر میدانِ جنگ کی طرف لوٹا' عبداللہ بن جعفر بولے۔ "آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے' کاش مکہ چلے گئے ہوتے"۔ جواب دیا۔

"میں اہلِ مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا' واللہ میں یہ فعل نہ کروں گا' اس سے زیادہ کیا ہو گا مارا جاؤں گا اور تم کو یہ نسبت میرے آسانی ہے' جہاں چاہو چلے جاؤ"۔

محمد المہدی کی شکست

عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے' پھر لوٹ آئے' اسی طرح تقریباً" کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے' صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے' ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا۔ "آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے' جو اہلِ بدر کی تعداد تھی"۔ عیسیٰ ابن حصیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا۔

"واللہ تم لوگ میرے ساتھ گرفتارِ مصیبت نہ ہو' جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ"۔

فدیہ دے کر چھوڑا یا پس تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تمہارے عیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے۔ فدیہ تمہارا دیا ہے۔ تمہارے بزرگوں کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھا ہے۔ خاتم الانبیاء کے تمہارے سوا ہم وارث ہوئے ہیں اور تمہارا معاوضہ بھی ہم نے طلب کیا چنانچہ جس سے تم عاجز ہو گئے تھے اور جس کو تم اپنے لئے حاصل نہ کر سکے تھے اس کو ہم نے حاصل کر لیا۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ

(مترجم): المنصور نے جواب خط کے لکھنے میں جادہ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے۔ علی ابن ابی طالب اور امام حسنؓ پر فضول بے سروپا کے بہتان قائم کئے ہیں اس کا یہ تحریر کرنا کہ "تمہارے باپ نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی' بالکل غلط ہے جناب امیر نے بھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کیلئے دن میں باہر نکالا تھا۔ علی ہذا امام حسنؓ کی نسبت یہ لکھنا کہ انہوں نے خلافت کو بعوض کپڑے اور درہم کے فروخت کر ڈالا محض بہتان ہے انہوں نے خلافت سے دست کشی کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کو کہ یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہو گا" پوری کی تھی۔ اس کا یہ لکھنا بھی افترا ہے کہ عباس' ابو طالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے چونکہ محمد بن عبداللہ کے ہوا خواہ علی ابن ابی طالب کے فضائل بیان کرنے کے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے اس وجہ سے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔ غریب محمد نے اپنے خط میں عباس کی نسبت ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا اور اس نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی کا نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفی

اس کے بعد مہدی نے ظہر کی نماز ادا کی عیسیٰ بن حصیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا' جس میں بیعت کرنے والوں کے نام تھے' پھر قید خانہ کی طرف آیا۔ ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا۔ محمد بن قسری نے یہ خبر پا کر دروازہ بند کر لیا۔ اور بچ گیا۔ ابن حصیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے لگا۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھا۔ اس کے رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی' ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے نیام توڑ کر مر جانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے۔ عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی' کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر منارۂ مسجد پر جھنڈے کی طرح سے اڑا دیا۔ محمد کے ہمراہیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے' یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے' طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں کو اپنی جانب سے راستہ دے دیا۔ عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے سے آ پہنچے' محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا۔ حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن حصیر کو پکار کر بولا۔ "تم جنگ نہ کرو' میں تم کو امان دیتا ہوں"۔ ابن حصیر اس پر ملتفت نہ ہوا برابر لڑتا رہا' یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا' محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا۔ عیسیٰ کے لشکری ہر چہار طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے' کمال استقلال سے للکار للکار کر ان کے حملوں کا جواب دیتا جاتا تھا' ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا' صدمۂ زخم سے جوں ہی جھکے حمید ابن قحطبہ نے سینہ پر ایک برچھا رسید کر دیا' تیورا کر گر پڑا۔ ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سر اتار لیا اور عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے محمد کے سر کو معہ سرہائے بنو شجاع محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور نامۂ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے' یہ واقعہ قبل نصف رمضان المبارک (۱۴۵ھ یوم دو شنبہ بعد عصر چودہ تاریخ) کو واقع ہوا۔

فتح کے بعد

خاتمۂ جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی جھنڈے امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات میں نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو معہ ان کے ہمراہیوں کے مابین ثنیۃ الوداع و مدینہ منورہ سولی پر چڑھا دیا' پھر ان کی بہن زینت نے اجازت حاصل کر کے بقیع میں دفن کر دیا۔

اسی زمانہ سے المنصور نے رسد و غلہ کو براہ دریا مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا' اس کے بعد المہدی نے اجازت دی۔

اس واقعہ میں المہدی کے قبضہ میں ذوالفقار علیؓ تھی' جس کو اس نے بہ عوض ایک مطالبہ کے جو اس پر واجب الادا تھا' ایک تاجر کو دے دیا تھا' چنانچہ جب جعفر بن سلیمان والیٔ مدینہ منورہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کر کے ذوالفقار علی تاجر سے لے لی' خلیفہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی' رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی۔ الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا' اس میں اٹھارہ فقارہ تھے۔

محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ' حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین و علی پسران زید بن علی بن حسین تھے۔ المنصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ "میں نے تو انہیں دونوں کے باپ کا بدلہ لیا ہے' پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی"۔ علی و زید پسران حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور ان دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے۔ اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر' قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا باپ المنصور کے لشکر میں تھا۔

قیدیوں سے سلوک

بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک ہوئے تھے' وہ حسب ذیل تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن سعید بن العاصی' محمد بن عجلان' عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم' ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کر لیے گئے تھے اور درے سے پٹوا کر قید کر دیئے گئے تھے' یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت عبداللہ بن ربیع حارثی میں مدینہ میں

قدم رکھا عبداللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا۔ ابن ابی سبرہ پابہ زنجیر قید خانہ سے نکل کر مسجد میں آئے' محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کے سمجھانے کو کہا' چنانچہ یہ لوگ معہ ابن ابی سبرہ کے سودان کے پاس گئے اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کر کے لوٹا دیا' اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی' عشاء کا وقت آیا' جماعت کھڑی ہوئی تو اصبغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان نے پکار کر کہا۔ "میں فلاں بن فلاں ہوں' بہ اطاعت امیر المومنین نماز پڑھتا ہوں"۔ اور نماز ادا کر کے چلتا پھرتا نظر آیا' کسی نے کچھ تعرض نہ کیا' صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے سے سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا' واپس کر دیا' اس کے بعد ابن الربیع عامل مدینہ بطن نخل سے واپس آیا اور وثیق و ۔عقل رؤساء سودانیوں کے ہاتھ کاٹے' عبدالواحد بن ابی عون و مولیٰ ازد) عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ بن عبدالعزیز بن محمد........ عبدالحمید بن جعفر' عبداللہ بن عطاء بن یعقوب (مولیٰ بنی سبع) اور اس کے نو[1] لڑکے' عیسیٰ و عثمان پسران حضیر' عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کیا تھا)۔ عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع' علی بن مطلب بن عبداللہ بن حنطب' ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر' حسام بن عمارہ بن ولید بن عدد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن یزید ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش

ابراہیم بن عبداللہ برادر المہدی محمد کی جستجو پانچ سال سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا۔ گاہے فارس' گاہے کرمان' گاہے جبل' گاہے حجاز' گاہے یمن اور کبھی شام میں بھی جا پہنچتا تھا' ایک بار موصل میں المنصور کے دستر خوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں' جن دنوں المنصور منجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات رکھنے کو آیا تھا۔ المنصور کو اس کی خبر لگ گئی' فوراً" آدمیوں کو اس کے گرفتاری پر مامور کر دیا۔ ابراہیم لوگوں میں ایسا چھپ رہا کہ وہ لوگ بے نیل و مرام واپس گئے' تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا' اس وقت ابراہیم سفیان بن حیان قمی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم و اتحاد ہے۔ سفیان نے ابراہیم کی مصیبت سے نجات کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا' عرض کیا "میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں' بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانۂ راہداری میرے اور میرے غلام کے لئے مرحمت فرما دیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین کر دیں"۔ المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانۂ راہداری لکھ کر دے دیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا۔ سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا' ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر لایا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک ایک مکان ڈھونڈھتا ہوا بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرہ پہنچ کر اس نے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کر آیا' جب تن تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا۔ سفیان بن معاویہ والیٔ بصرہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو مجتمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی' لیکن کامیاب نہ ہوا' کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے اہواز پہنچ گیا تھا۔

ابراہیم عبداللہ اہواز میں

محمد بن حصین امیر اہواز کو ابراہیم کے آنے کی خبر لگی تو وہ بھی اس غریب کی جستجو کے درپے ہو گیا' بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا' ایک روز اتفاق سے اثنائے راہ میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا' جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن و ابراہیم خچروں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ ابراہیم جھٹ خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ رہا۔ محمد بن حسن نے دریافت کیا۔ "اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھہرے ہو؟" حسن نے جواب دیا۔ "میں ایک ضرورت سے فلاں موضع کی طرف گیا

---

[1] عبداللہ بن عطا بن یعقوب کے نو بیٹوں کے نام یہ تھے: ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبداللہ، عطاء، یعقوب، عثمان، عبدالعزیز۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱۔

تھا وہاں سے واپس آرہا ہوں' میرا فلاں غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر کر گیا ہے' میں اس کا انتظار کر رہا ہوں"۔ محمد یہ سن کر چلا گیا اور ابراہیم و حسن بھی اپنی فرود گاہ پر چلے آئے۔

بصرہ میں آمد

اس کے بعد ابراہیم ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد ظہور کے بعد حسب طلب یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی بھروار د بصرہ ہوا' یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا' ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا' سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی' وہ نمیلہ بن مرہ عبسی' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے' پھر ان لوگوں نے اس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلایا' ایک جماعت کثیر فقہاء و اہل علم کی مجتمع ہو گئی۔ رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد میں چار ہزار تھے۔ بصرہ کے ہر کوچہ و گلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہو گئی' بعد ازاں ان لوگوں نے مصلحتاً ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (مولیٰ بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بنی یشکر میں تھا' ٹھہرایا' تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو۔

جنگ کی تیاری

محمد المہدی نے ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظہور کا خط لکھا تھا' ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر پڑا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بہ وقت ظہور ابراہیم' سفیان کی مدد کرنا۔ رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم نے بہ قصد خروج ظہور کیا۔ جامع مسجد میں آئے' نماز صبح ادا کی' پھر مسجد سے نکل کر دارالامارۃ میں داخل ہوئے اور سفیان کو معہ ان سپہ سالاروں کے جن کو المنصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا' قید کر دیا۔ جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن القاسم جدری[1] کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا' اس نے ان دونوں کو باب زینت تک سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا' انہیں کی طرف زینبی' عباسی منسوب کئے جاتے ہیں۔

کامیابی کی طرف قدم

جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کی شکست اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کی منادی کرا دی اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے' بعد ازاں مغیرہ کو زیر قیادت ایک سو پیادوں کے اہواز کی جانب روانہ کیا' باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی جمعیت سے اس کے مقابلہ پر آیا تھا' لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن شداد کو فارس پر بھیجا' اسمٰعیل و عبدالصمد پسران علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گورنر فارس تھے' یہ سن کر دارالجبرد میں قلعہ بند کر لیا عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو بسرافسری سترہ ہزار فوج کے واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی تھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی' میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا' ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا' ہارون عجلی نے قبضہ حاصل کر لیا۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عامر بن اسمٰعیل کو پانچ ہزار یا بہ روایت ثمن بیس ہزار کی جمعیت سے ہارون عجلی کی جنگ پر مامور کیا ایک مدت تک عامر و ہارون عجلی میں لڑائی ہوتی رہی' بالآخر دونوں نے بہ انتظار نتیجہ آخر جنگ المنصور و ابراہیم' لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر چڑھائی

اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عیدالفطر پہنچی' لوگوں کے ساتھ عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس جانکاہ سے مطلع کیا' لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہو گئی' اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ اور اپنے لڑکے حسن کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی و فوج کشی کی بابت ارباب مشورہ میں اختلاف پیدا ہوا' بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۹ جلد پنجم مطبوعہ مصر میں جندری لکھا ہوا ہے۔

اطراف و جوانب ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور بہ وقت ان کی مدد کرنے کی رائے دی' کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے بیان کیا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا' آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے"۔ ابراہیم نے انہیں کی رائے پر عمل کیا۔

المنصور کی حکمتِ عملی

المنصور نے یہ سن کر ایک خط عیسیٰ ابنِ موسیٰ کو عجلت کے ساتھ آنے کو لکھا' دوسرا مسلم بن قتیبہ کو رے میں طلبی کا' تیسرا سالم کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کا تحریر کیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو مامور فرمایا' چوتھا خط المہدی کے نام تھا' جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کو لکھا تھا' اسی اثناء میں فارس' مداین' واسط اور سواد کی بد عملی کی پیہم خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی۔ المنصور نے نہایت حزم و احتیاط سے ہر سمت کی محافظت پر فوجیں روانہ کیں اور ہر فساد کے دروازہ کو کمال ہوشیاری سے بند کیا۔ پچاس روز تک مصلٰی پر بیٹھا رہا' کسی وقت اس کا جبہ و قمیض نہ اتاری گئی اور وہ میلا ہو گیا تھا' جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا' مگر جس وقت اندر پہنچتا اتار دیتا تھا' انہیں دنوں مدینہ منوّرہ سے دو عورتیں فاطمہ بنتِ محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امتہ الکریم بنتِ عبداللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفتہً بھیجی گئی تھیں' مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی اور یہ کہا یہ "ایام عورتوں کے ساتھ لہو و لعب کرنے کے نہیں ہیں' جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے رُوبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے"۔

جنگ کا آغاز و نتائج

جوں ہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہوا' پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیج دیا' اس کے مقدمتہ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا۔ ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے تقریباً ۱۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا' مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ "اپنے اردگرد خندق کھود لو' تاکہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو"۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا' ان لوگوں نے جواب دیا۔ "ہم تو خندق نہیں کھودیں گے' بفضلہ ہم غالب ہیں اور ابو جعفر گویا ہمارے قبضہ میں ہے"۔ مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا' اگلے دن بقصدِ جنگ صف آرائی شروع کی' ہمراہیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ دستہ دستہ فوج لڑاؤ کہ ایک دستہ کے انہزام پر دوسرا دستہ تازہ دم کمک پر پہنچ جائے۔ ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہل اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا' بقیہ ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہو گئی۔ حمید بن قحطبہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کو کہا۔ حمید بولا۔ "شکست میں امیر لشکر کی اطاعت کا لحاظ نہیں کیا جاتا"۔ غرض اکثر لشکری بھاگ گئے۔ عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی' مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے کہ اس اثناء میں جعفر و محمد پسران علی ایک لشکر لئے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آ پہنچے' ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کر ان کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا' بھاگنے والے یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب لوٹ پڑے' ہر چہار طرف سے لڑائی شروع ہو گئی' درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ ہر چہار طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کر مقابلہ کر سکتا تھا' مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے' صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی۔ حمید برابر حملہ پر حملہ کر رہا تھا' اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا۔ ہمراہیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے۔ حمید نے اپنی رکاب کی کل فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا' ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بد حواس ہو کر منتشر ہو گئے۔ حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کر عیسیٰ کے رُوبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا' یہ واقعہ پچیس ذیقعدہ الحرام ۱۴۵ھ کا ہے۔

المنصور کا دربار

جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے رُوبرو رکھا گیا' رو کر کہنے لگا۔ "واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہ کرتا تھا' لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے"۔ اس کے بعد المنصور نے دربارِ عام منعقد کیا' جو شخص حاضر ہوتا تھا۔ المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں کرتا تھا' تاآنکہ جعفر بن حنظلہ بزانی دربار عام میں حاضر ہوا' حسبِ آدابِ شاہی سلام کر کے عرض کیا۔ اللہ جل شانہ امیر المومنین کو آپ کے چچا زاد بھائی کے بارے میں اجرِ عظیم عطاء فرمائے اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کیا ہو' اس سے در گذر کرے۔ المنصور کے چہرے پر یہ فقرہ سنتے ہی مسرّت کے آثار نمایاں ہو گئے' مخاطب ہو کر اسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔

نئے شہر کی تعمیر

چونکہ ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہلِ کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہا کرتا تھا' اس وجہ سے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہے' آیا۔ بطارقہ کو جو وہاں پر موجود تھے' بلا کر ان مقامات کے حالات' حرارت' برودت' بارش' کیچڑ اور خشکی دریافت کئے اور ان سے مشورہ کیا' ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے' اس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایسا مقام ہے' جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ سے شام' رقّہ' مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آ سکتی ہے اور نیز چین' ہند' بصرہ' واسط' دیار بکر' روم اور موصل سے راہ دجلہ اور آرمینیہ اور اس کے ملحقات سے براہِ خشکی غلہ وغیرہ بہ خوبی پہنچ سکتا ہے' اس مقام پر قیام مناسب ہے' جن کو سوائے جسور[1] اور قناطیر[2] کے اور کسی ذریعہ سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ ان کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ و کوفہ اور واسط و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قرب مقیم رہیں گے"۔ المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دار السّلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا' چنانچہ ۱۴۶ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام' جبل' کوفہ' واسط اور بصرہ سے صنّاع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضل' عدالت' عفت' امانت اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی' ان کو بھی طلب کیا' حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ فقیہ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ تعمیر شہر سے پیشتر حسب حکم المنصور شہر بغداد کا خط کو نکلوں سے دیا گیا تھا۔ دروازے' فصلیں' طاقات اور تخنچیں قائم کی گئیں اور اس خط پر جو کو نکلوں سے دیا گیا تھا' روئی سے تیل ڈال کر آگ روشن کی' تب المنصور نے اس کو دیکھ کر سمجھا اور اسی خط پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا' چار سردارانِ لشکر ہر چہار طرف اس کی تعمیر پر مقرر کئے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے چونکہ عہدۂ قضا و فصلِ خصومات کے اختیار کرنے سے انکار کیا تھا' اس وجہ سے وہ اینٹیں اور چونا وغیرہ کے شمار اور انتظام پر مامور کئے گئے' کیونکہ المنصور نے قسم کھائی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا' چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

تعمیر کا آغاز

المنصور نے محل کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز کھودائی اور بنیاد میں پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "بسم اللہ والحمد للہ و الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین" بعدازاں معماروں سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ابنو علی برکۃ اللہ"۔ جس وقت دیواریں ایک قدم آدم پہنچیں محمد المہدی کے ظہور کی خبر آئی' تعمیر موقوف کر کے کوفہ چلا آیا' تاآنکہ محمد اور اس کے بھائی کی لڑائی سے فارغ ہو کر پھر بغداد میں آیا اور تعمیر کا کام شروع کرایا۔ خالد بن برمک سے مدائن اور ایوانِ کسریٰ کو توڑ کر بغداد میں اس کے اسباب کے لانے کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن برمک نے عرض کیا۔ "میرے نزدیک یہ امر غیر مناسب ہے' کیونکہ یہ آثارِ اسلام اور فتوحاتِ عرب کی نشانی ہے اور اس میں علی ابنِ ابی طالب کا مصلیٰ ہے"۔ المنصور نے اس کو محبتِ عجم سے متہم کر کے قصر ابیض کے توڑے جانے کا حکم دے دیا' چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں بہ نسبتِ جدید اسباب کے صرفہ زیادہ پڑتا تھا' اس وجہ سے اس کے تڑانے اور

---

[1] جسور جمع جسر بالفتح والکسر الذی یعبر علیہ یعنی پل۔

[2] قناطیر جمع قنطرۃ وھو ما یبنی الناس للعبور جو چیز پانی پر اترنے کی غرض سے بنائی جائے۔ مثلاً پل باندھنا وغیرہ۔

اسباب کے لانے سے رک گیا۔ خالد نے عرض کیا۔ "اب اس وقت قصر ابیض کا توڑنا موقوف کرنا خلافِ مصلحت ہے' کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہو گا کہ مسلمان ایسے کمزور ہیں کہ جن کو عجمیوں نے بنایا تھا' اس کو بھی توڑ نہ سکے"۔

بغداد کی تعمیرات

المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی' منہدم کرانا موقوف کر دیا' مگر واسط، شام اور کوفہ سے دروازے اکھڑوا کر بغداد میں لایا اور شہر کو مدوّر آباد کیا' وسط میں محل سرائے شاہی بنوایا' تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا بعد و قرب ایک حد معین پر رہے' جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں' اندر کی باہر کے شہر پناہ سے بلند تھی' مسجد کی سمت حجاج بن ارطاۃ نے درست کی تھی۔ اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا' ہر ایک وزن میں ایک ایک من ۱۸ سیر تھیں' طول و عرض ایک ایک گز کا تھا' پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے اور بازار شہر کے اندر تھا' لیکن بعد تیاری قصر و جامع مسجد ان کو نکلوا کر رخ کی جانب کر دیا تھا' کیونکہ مسافر وقت بے وقت چلا کرتے اور راتوں کو وہیں رہا کرتے تھے' سڑکیں چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں' شہر' بازار' مسجد' قصر خلافت' فصیلوں' خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم صرف ہوئے تھے' معماروں کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں کو دو حبہ دیا جاتا تھا' اختتام تعمیر کے بعد سپہ سالاروں سے حساب لیا گیا' جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا' واپس لے لیا۔ خالد بن الصلت کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے' اسے قید کر دیا' جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

ولی عہد کا تقرر

ابو العباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا' اس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ برابر کوفہ میں رہا' جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کو یہ منظور ہوا کہ عیسیٰ کی ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے' دستور یہ تھا کہ بہ نظر تکریم عیسیٰ ہمیشہ المنصور کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب' ایک روز المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی' عیسیٰ نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کیونکر ممکن ہے' اس میں میری اور کل مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں' اس امر کو منظور نہ کروں گا"۔ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گزرا' نظروں سے گرا دیا' عیسیٰ سے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دیتا تھا' جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی' بعد ازاں عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا' ایک مدت تک المنصور اس سے رنجیدہ دل رہا' بالآخر اس کو گورنری کے تیرھویں برس میں حکومتِ کوفہ سے معزول کر دیا اور بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو مامور کیا' اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے لطائف الحیل سے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم صرف کئے تھے' بازاریوں اور لشکریوں کو راستہ میں عیسیٰ کی تکلیف دہی پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو مع اپنے خیرخواہوں کی ایک جماعت کے اس امر کی شہادت دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے' ان سب واقعات کو میں نے ابن وجہ سے ترک کر دیا کہ یہ المنصور کی شانِ عدالت کے شایان نہ تھے اور ان کی وجہ سے اس کی عدالت پر حرف آتا تھا' عجب نہیں کہ ان خبروں میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

مدعیٔ نبوت کا خروج

(۱۵۰ھ میں) ایک شخص مدعیٔ نبوت (مسمی بہ استاد سیس) اطرافِ خراسان میں ظاہر ہوا' تقریباً تین ہزار جنگ آور اہل ہرات' باذغیس اور بجستان وغیرہ کے اس کے پاس ہو گئے اور اس نے اکثر مضافات خراسان پر قبضہ کر لیا' اجشم گورنر مرورود نے یہ سن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استاد سیس سے جا لڑا۔ استاد سیس نے اس کو شکست دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا' اس کے بعد جو جو سپہ سالار اس کے مقابلہ پر آئے' ان کو اس نے ہزیمت دے دی۔ المنصور نے جن دنوں بہ رواق (راذان) میں خیمہ زن تھا' خازم بن خزیمہ کو اپنے ولی عہد المہدی کے پاس بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ المہدی نے خازم کو جنگ استاد سیس پر بھیج دیا' چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج سے استاد سیس پر

دھاوا کیا' اس کے میمنہ پر بن ہیثم بن شعبہ بن ظہر تھا' میسرہ پر نہار بن حصین سعد اور مقدمہ پر بکار بن مسلم عقیلی لشکر کا جھنڈا زبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ خازم نے موقع کارزار میں پہنچ کر استاد سیس کو دھوکہ دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کئے اور ایک خندق کو دوسری خندق سے بذریعہ سرنگ ملا دیا۔ اور ایک بہت بڑی خندق اپنے کل لشکر کے لئے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنوائے' (ہر دروازہ پر منتخب ایک ہزار سپاہی بسر افسری کار آزمودہ سرداروں کے متعین کئے۔ استاد سیس کے ہمراہی بھی مرتب ہو کر مقابلہ پر آئے' ان کے ساتھ پھاوڑے' کدالیں اور ٹوکریاں تھیں اور اس دروازے پر سے جنگ شروع کی' جس طرف بکار بن مسلم تھا۔ بکار اور اس کے ہمراہی ایسا جی توڑ کر لڑے کہ استاد سیس کے ہمراہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے' منہ موڑ کر اس طرف جھکے' جس دروازہ پر خود خازم تھا اور ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل بجستان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بہ قصدِ جنگ آگے بڑھا خازم نے حریف کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ہیثم بن شعبہ کو دوسری طرف سے نکل کر لشکر حریف پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ (یہ لوگ ابو عون و عمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود خازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے بازارِ کارزار گرم کر دیا' اس اثناء میں حریش کے پیچھے ہثیم کے لشکر کے جھنڈے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے' خازم کے لشکریوں نے جوشِ مسرت سے تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر پر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ حریف مقابل کا لشکر جونہی فرار کے قصد سے پیچھے ہٹا۔ ہیثم کے رکاب کی فوج نے تلوار اور نیزوں پر رکھ لیا' عرصہ تک قتل و خوں ریزی کا دور دورہ رہا' ستر ہزار مارے گئے' چودہ ہزار قید کر لئے گئے' معدودے چند ہمراہیوں کے ساتھ استاد سیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں جا چھپا خازم نے فوراً محاصرہ کیا' اس کے بعد ہی ابو عون بھی آ پہنچا اور اس کے فیصلۂ ثالثی پر استاد سیس مع اپنے لڑکوں کے قید کر لیا گیا' باقی رہا کر دیئے گئے' بشارت نامہ فتح المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے المنصور کی خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ بھیجا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ استاد سیس مراجل مادر المامون کا باپ تھا اور اس کا لڑکا غالب المامون کا ماموں جس نے فضل بن سہل کو قتل کیا ہے۔

عبداللہ اشتر

عہد خلافت المنصور میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیطہ بن ابی صفرہ ملقب بہ ہزار مرد تھا' پس جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا' جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے لڑکے عبداللہ معروف بہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ کیا۔ عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خرید کی اور اس پر سوار ہو کر عمر بن حفص کی طرف روانہ ہوا' کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی' چنانچہ عبداللہ اشتر کی دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور سے ٹھہرا لیا اور اپنے سردارانِ لشکر و امراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی' ان سب نے منظور و مقبول کر لیا' اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا لباس درباری اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے' اس اثناء میں دفعتہ "محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر آ پہنچی۔ عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی' عبداللہ بولے۔ "اللہ میرا محافظ ہو' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے"۔ عمر بن حفص نے رائے دی کہ "ملوکِ سندھ میں سے فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیں"۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عزت کرتا ہے اور ایفاءِ عہد میں مشہور ہے"۔ عبداللہ اشتر اس امر پر راضی ہو گئے۔ عمر بن حفص نے خط و کتابت کا معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا' رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ مجتمع ہو گئے۔

عمر بن حفص کی معزولی

المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو سخت ناراض ہوا' اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا گیا' مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے' ایک روز ہشام بن عمرو تغلبی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا' انہیں محل سرائے شاہی تک پہنچا کر اپنے مکان پر واپس آیا' تھوڑی دیر کے بعد پھر المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا۔ المنصور نے ربیع سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر مجھے نکاح کی حاجت ہوتی' میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا' پھر ہشام سے خطاب کر کے بولا' "اللہ تجھے جزائے خیر عطاء فرمائے' میں تجھے سندھ کی گورنری پر مامور کرتا ہوں"۔ ہشام بن عمر نے ادب سے سر

نیچا کر لیا اور المنصور نے سندِ گورنری سندھ لکھ کر مرحمت کر دی' سامان سفر درست کرا کر روانہ کیا روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہِ سندھ سے عبداللہ اشتر کو طلب کرنا' اگر بادشاہ سندھ' عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالے کر دے تو فبہا' ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا' چنانچہ ہشام بن عمرو تغلبی نے ایسا ہی کیا اور المنصور اس کو برابر اس امر پر ابھارتا رہا' اس اثناء میں سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا' اتفاق سے سفیح کا گذر اس بادشاہ کے ملک کی طرف ہوا' جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا' ایک روز عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آیا' سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا قصد کیا' باہم لڑائی ہونے لگی' آخر عبداللہ اشتر مع کل ہمراہیوں کے قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمرو نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ بھیجا۔ المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا' جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا' چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ پر فتح پائی' اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کے حرموں کو مع ان کے لڑکے عبداللہ کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا' جس سے عبداللہ اشتر نے اپنے زمانۂ قیام میں نکاح کر لیا تھا۔ المنصور نے ان لوگوں کو معہ ان لڑکے کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا' تاکہ ان کے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومتِ سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقیہ میں بلوہ ہو گیا۔ المنصور نے اس کے فرو کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا' جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

چار گروہ

جس وقت المہدی نے خراسان سے واپسی کی' اس کے خاندان والے شام' کوفہ اور بصرہ سے ملنے کو آئے۔ المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے' المنصور نے بھی ایسا ہی کیا' اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یلغار کی' قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے' یہی تدبیر ان کی یلغار سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قثم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دارالخلافتہ میں داخل ہو جاؤں' مجھ سے یہ سوال کرنا کہ "بحق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و عباس و امیر المومنین ابو الحسن" یہ بتلایئے کہ اشرف یمن والے ہیں یا قبیلہ مضر؟ قثم بن عباس نے جواب دیا۔ "مضر! اسی قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے' اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی ہے' اس میں بیت اللہ ہے' اسی میں خلیفہ ہے"۔ یمنیوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا' اس وجہ سے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی نہیں بیان کی گئی' اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قثم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا۔ مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ ڈالا' جس نے قثم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی' اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ و جدل کی نوبت پہنچ گئی۔ ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مضر کے ہمدرد معین ہو گئے' جس سے المنصور کے لشکر کے چار گروہ بن گئے۔ قثم نے المنصور سے کہا۔ "تمہارا لشکر کئی گروہوں میں منقسم ہو گیا ہے' اب ایک کو دوسرے سے لڑاتے رہو اور ہاں اپنے لڑکے المہدی کو ایک حصہ لشکر کے ساتھ اس طرف ٹھہراؤ اور تم دوسری جانب رہو' تاکہ ایک دوسرے سے خائف رہیں"۔ المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور صالح صاحب مصلی کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

خوارج کی کارروائی

المنصور نے سجستان پر معن بن زائدہ کو مامور کیا تھا۔ معن نے سجستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج طلب کیا' جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا۔ رتبیل نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی۔ معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور لشکر مرتب کر کے رخج کی طرف روانہ ہو گیا' اس کے مقدمہ پر اس کا برادر زادہ یزید بن مزید بن زائدہ تھا۔ معن نے رخج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو قید کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر ڈالا اور رتبیل خود زابلستان چلا گیا۔ معن کامیابی کے بعد بست میں لوٹ آیا ایام سرمایہں گذارے۔ خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہوئی' وہ اکٹھے ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اس کو مار ڈالا۔

معن کے مارے جانے کے بعد بجستان میں یزید اس کا قائم مقام ہوا' اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گذرنے لگی' کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا' جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس کے معاملہ سے در گذر کرنے کی درخواست کی تھی۔ المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا المہدی نے اس کے خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا' بعد ازاں ایک شخص کی سفارش سے مدینۃ السلام میں طلب کر لیا' پس یزید اس زمانہ سے برابر معتوب رہا' تا آنکہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا' جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

حکومتی عہدیدار

سفاح نے اپنی بیعت خلافت کے وقت کوفہ اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو' محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیوان الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا' اس کے مقدمتہ الجیش پر ابو عون عبدالملک بن یزید بن قحطبہ تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطبہ تھا) اور ابو مقاتل عثمان بن عروہ بن عمار ابن یاسر کو اہواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک کو بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری ابو مسلم کو دی تھی' چنانچہ ابو مسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو والی بنایا۔ اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمتہ الجیش پر اپنے بھائی صالح کو ابو عون بن یزید کے ساتھ مامور کیا' جس وقت کامیابی کے ساتھ واپسی کی ابو عون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے بالاستقلال اپنے قبضہ میں لے لیا۔

(۱۳۲ھ) سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو جزیرہ' آرمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مامور کیا ابو جعفر نے اپنی جانب سے آرمینیہ پر یزید بن اسد کو' آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہوا' اس سے پیشتر ابو مسلم نے بہ وقت قتل ابو سلمہ خلال محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دے دی تھی' بعد ازاں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا۔ محمد بن اشعث نے عیسیٰ کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی' تب سفاح نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو حکومت فارس پر مامور کیا۔ اور کوفہ کی گورنری اپنے برادر زادہ موسیٰ کو' بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہلبی کو' سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کو (کوفہ و سواد کوفہ سے) تبدیل کر کے حجاز' یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی' پھر (۱۳۳ھ) میں سفاح نے بصرہ' بلاد دجلہ' بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مامور کیا' اسی سنہ میں داؤد بن علی نے وفات پائی تو بجائے اس کے یمن میں محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو' مکہ و مدینہ' طائف اور یمامہ میں اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبدالملک حارثی کو (یہ محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا۔ اور اسی سنہ میں محمد بن اشعث کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا تھا' چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر اعلیٰ موسیٰ بن کعب کو جنگ منصور بن جمہور پر بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی تھی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیب بن زہیر کو مامور کیا تھا' اسی سنہ میں محمد بن یزید عامل یمن کے مرنے کے بعد گورنرئ یمن پر علی بن ربیع بن عبیداللہ حارثی کو مامور کیا گیا۔

جس وقت المنصور (۱۳۶ھ) میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عبداللہ بن علی نے نقض بیعت کی اور ابو مسلم نے خراسان پر ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا' ان دنوں مصر میں صالح بن علی' شام میں عبداللہ بن علی کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ' بصرہ میں سلیمان بن علی' مدینہ منورہ میں زیاد بن عبیداللہ حارثی مکہ میں عباس بن عبداللہ عبدہٖ گورنری پر مامور تھے)۔ پھر ۱۴۰ھ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم عامل خراسان مر گیا تو بجائے اس کے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن خراسان کا گورنر ہوا' اس نے اپنی گورنری کے ایک برس بعد بغاوت کی' اس وقت المنصور نے اپنے لڑکے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا' اس کے مقدمتہ الجیش پر خازم بن خزیمہ تھا' چنانچہ المہدی نے عبدالجبار پر فتح حاصل کی' اسی سنہ میں سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی' بجائے اس کے سفیان بن معاویہ مقرر کیا گیا اور (۱۴۱ھ میں) موسیٰ بن...

اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوڑی ہوئی ہے' با این ہمہ بین الہلالین کا مضمون تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۲۰ ... مترجم

سندھ نے انتقال کیا' تو بجائے اس کے اس کا لڑکا عینیہ گورنر سندھ بنایا گیا۔ (۱۴۲ھ) میں اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ پر مامور کیا۔

اسی سنہ میں مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلادِ انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو دی' اس سے پیشتر جزیرہ بلادِ انطاکیہ میں یزید بن اسید تھا اور اسی سنہ میں اپنے چچا اسمٰعیل کو حکومتِ موصل سے معزول کر کے بجائے اس کے مالک بن ہیثم خزاعی کو مقرر کیا۔ اور ۱۴۶ھ میں سفاح نے ہیثم بن معاویہ کو گورنری موصل سے معزول کر دیا مکہ و طائف میں سری بن عبداللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ سے تبدیل کر کے مقرر کیا اور اس کے بجائے قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس کو یمن سے تبدیل کر کے یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو حکومت مصر سے برطرف کر کے بجائے اس کے نوفل بن فرات کو مامور کیا' پھر اس کو بھی برطرف کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ ابن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مدینہ منوّرہ کی گورنری پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری تھا' لیکن ابن الحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس کو متہم کر کے برطرف کر دیا[1] اور ریاح بن عثمان مزنی کو سندِ گورنری مرحمت کی اور جب اس کو محمد المہدی کے ہمراہیوں نے قتل کر ڈالا تو بجائے اس کے عبداللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم (برادرِ مہدی) کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کی گورنری پر بجائے مالک بن ہیثم کے اپنے لڑکے جعفر کو مامور کیا اور اس کے ساتھ حرث بن عبداللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا' پھر ۱۴۶ھ میں سلام بن قتیبہ کو حکومتِ بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو' حکومتِ مدینہ سری بن عبداللہ کو حکومتِ مکہ مکرمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبدالصمد کو متعین کیا۔

۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بہ وجہ مخالفتِ ولی عہدی حکومتِ کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا اور بجائے محمد بن سلیمان کے بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی' مگر محمد بن السفاح حکومتِ بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا آیا اور یہیں مر گیا' بوقتِ روانگی بغداد محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ المنصور نے اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا۔ ۱۴۸ھ میں بوجہ بغاوتِ اکراد حکومت موصل پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبدالصمد کو مکہ مکرمہ کی حکومت سے برطرف کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کی سندِ گورنری مرحمت کی۔ ۱۵۰ھ میں گورنریٔ مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو برطرف کر کے حسن بن زید بن حسن کو حکومت دی اور ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقیہ کی گورنری پر بھیج دیا اور بجائے اس کے سندھ میں ہشام بن عمر تغلبی کو مقرر کیا' بعد ازاں یزید بن حاتم کو مصر سے اس کی کمک پر بھیجا اور مصر میں بجائے زید کے محمد بن سعید کو مامور کیا' اسی سنہ میں معن بن زائدہ سجستان میں مارا گیا' جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا' تب بجائے اس کے یزید بن یزید (برادر زادۂ معن بن زائدہ) کام کرنے لگا۔ المنصور نے اس کو بالفعل بحال رکھا' لیکن کچھ عرصہ بعد معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے بجائے اپنے نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عدوی کو قتل کر ڈالا۔ المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومتِ بصرہ سے معزول کر کے جابر بن مومنہ کلابی کو مامور کیا' پھر اس کو بھی برطرف کر کے عبدالملک بن ظبیان نمیری کو اور کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن ظبیان کو برطرف کر کے ہیثم بن معاویہ علی کو مقرر کیا' اسی سنہ میں مکہ و طائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا' پھر اس کو برطرف کر کے بجائے اس کے ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اسی کے برادر زادہ) کو حکومت مکہ و طائف پر اور حکومتِ موصل پر اسمٰعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ اسید بن عبداللہ امیر خراسان کے مر جانے کے بعد حمید بن قحطبہ کو سندِ امارت دی گئی۔ ۱۵۳ھ میں عبیداللہ ابن بنتِ ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے وفات پائی۔ شریک بن عبداللہ نخعی .... عہدۂ قضاء پر مامور کیے گئے' اسی سنہ میں یمن کی گورنری پر یزید بن منصور تھا۔ ۱۵۴ھ میں المنصور نے حکومت جزیرہ سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے ایک کثیر التعداد مال بطور تاوان وصول کیا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب خثعمی کو متعین کیا' اس کے پیچھا کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے' بہرکیف عباس بن محمد اس وقت سے برابر معتوب رہا' تا آنکہ المنصور کو بھی برہمی پیدا ہوئی' اس وقت اسمٰعیل کے بھائیوں یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسمٰعیل کے معاملہ میں سفارش

[1] واقعہ معزولی محمد بن خالد و تقرری ریاح بن عثمان کو ابن اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے۔ غالباً علامہ کا بھی مقصود ہوگا۔ مترجم

کی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا۔ "اے امیر المومنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کی اور وہ مقبول و منظور بھی ہو گئی' مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں' اس میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا"۔ المنصور یہ سن کر راضی ہو گیا۔

۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیر ضبی (برادر مسیب افسر اعلیٰ پولیس) کو مقرر کیا' اس کی معزولت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابو العوجاء کو (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا)۔ بجرم زندقہ قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ صدورِ حکم ثانی عبدالکریم کو قتل نہ کرنا' اس کے بعد المنصور کا امتناعی حکم صادر ہوا۔ المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا۔ "مجھے یہ فکر پیدا ہو گئی ہے کہ محمد بن سلیمان کو بعوض اس کے قید کر دوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی' اس وجہ سے اسی کے مشورہ سے محمد بن سلیمان کوفہ کی گورنری کی سند دی گئی تھی' اسی سنہ میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ منورہ سے برطرف کر کے بجائے اس کے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا۔ ۱۵۶ھ میں اہواز فارس اور بلادِ دجلہ کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ ۱۵۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کی سندِ گورنری سعید بن دعلج بصرہ کے افسر پولیس کو دی' اس نے اپنے لڑکے تمیم کو بھیج دیا' اسی سنہ میں سوار بن عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کی گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کی معبد بن خلیل کو مرحمت کی۔ ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی' جس کی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی برطرفی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم رقہ کو بہ راہ موصل روانہ ہو جاؤ' مگر یہ ظاہر کرو کہ بیت المقدس کی زیارت کو جاتا ہوں اور موصل پہنچ کر برطرفی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

اسی سنہ میں المنصور نے تیس لاکھ درہم خالد بن برمک کو بطور جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی' بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ قتل کر دیا جائے گا۔ خالد نے اپنے لڑکے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ' مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلیٰ وغیرہ جیسے رؤساء کے پاس قرض لینے کو بھیجا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا' بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہ دی اور کسی نے انکار کر دیا' مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی' جس وقت میں اس کے پاس گیا' اس وقت اس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا' میری طرف متوجہ تک نہ ہوا' میں نے سلام کیا تو جواب سلام بہت آہستہ آواز سے دے کر خالد کا حال دریافت کیا' میں نے تمام حالات بتائے اور قرض طلب کیا۔ عمارہ نے جواب دیا۔ "جس قدر ممکن ہو گا' تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا"۔ میں اس کے پاس سے واپس چلا آیا' اس کے بعد اس نے روپے بھیج دیئے' غرضیکہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے' لیکن تین لاکھ مہیا کرنے سے میں معذور رہا تھا' اتفاق سے اسی اثناء میں موصل و جزیرہ کی شورش کی خبریں دربار خلافت میں پہنچیں اور اکراد کی شرارتوں سے موصل و جزیرہ میں بدنظمی پھیل گئی۔ موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا' ایک دوسرے حاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑی۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا۔ "خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے"۔ المنصور نے کہا۔ "یہ کیونکر ہو سکتا ہے' ابھی تو ایک معاملہ میں اس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کیے ہیں"۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا۔ "میں اس کا ضامن ہوں' آپ اسے موصل کی گورنری پر مامور فرمایئے"۔

اس کے دوسرے دن خالد دربار خلافت میں پیش کیا گیا اور کل روپیہ بھی داخلِ خزانہ کر دیا گیا' بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی سندِ گورنری خالد کو اور اس کے لڑکے یحییٰ کو آذربائیجان کی سندِ گورنری مرحمت کی گئی' چنانچہ دونوں باپ و بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لئے گئے۔ عمارہ نے دیکھتے ہی کہا۔ "کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا' جاؤ' ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا۔ (یحییٰ یہ سن کر درہم واپس چلا آیا)۔ اس وقت سے خالد برابر تا زمانۂ وفات المنصور موصل کا گورنر رہا' اسی سنہ میں المنصور نے مسیب بن زہیر کو افسری پولیس سے برطرف کر کے قید کر دیا تھا' اس جرم میں کہ مسیب نے ابان بن بشیر کاتب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا

۱۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱ مطبوعہ مصر۔

کہ ابان مر گیا۔ یہ مسیب کے بھائی عمر بن زہیہ کے ساتھ کوفہ میں تھا اور فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبداللہ کو' بغداد کی پولیس پر عمر بن عبدالرحمٰن برادر عبدالجبار کو اور عہدۂ قضاء پر عبداللہ بن محمد بن صفوان کو مامور کیا' کچھ عرصہ بعد المہدی نے مسیب کی سفارش کی اور المنصور نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

ممالک سے جنگیں

۱۳۰ھ سے بوجہ باہمی فتنہ و فسادات صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی۔ ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعۂ بلخ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا۔ مقابلہ کی نوبت آئی' رومیوں نے ان کو شکست دے کر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا۔ اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطین کے حوالہ کر دیا اور خود جس قدر اسباب و مال اٹھا سکے' اٹھا کر بلاد جزیرہ میں چلے آئے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا' اسی سنہ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم بلاد اختل کی طرف بھیجا گیا' کسی نے روک ٹوک نہ کی' بلاد اختل پر قبضہ کرتا چلا گیا' جیش بن شبل بادشاہ اختل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ ابو داؤد ایک مدت تک اس قلعہ کا محاصرہ کیے رہا' بادشاہ اختل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر ملکِ چین میں جا کر دم لیا' اسی سنہ میں صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبداللہ صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب گورنر افریقیہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا' اس قدر مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پیشتر کسی کو ایسی کامیاب حاصل نہیں ہوئی تھی' اس کے بعد حکمرانان افریقیہ بغاوت و شورش برابر کے فرو کرنے میں مصروف ہو گئے' اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا قلعہ' شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کی محافظت پر مامور کر دیئے' بسا اوقات مسلمان سوداگروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے' پھر ۱۳۸ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلادِ اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزورِ تیغ قبضہ حاصل کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا' مگر جنگ آور ان اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا۔ عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح و عیسیٰ بھی تھے' عباد نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال کر اس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہلِ ملطیہ کو پھر ملطیہ میں کر لا کر آباد کیا حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی قائم کی' عباس اس سے فارغ ہو کر (۱۳۹ھ میں) شاہراہِ عام سے دار الحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالکِ رومیہ کو تہ و بالا کر دیا' انہیں دنوں جعفر بن حنظلہ مہرانی نے بھی براہِ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا' ابھی ۱۴۰ھ میں المنصور اور بادشاہ روم میں ایک معاہدہ ہوا' جس کی رو سے المنصور نے قیدیان قالیقلا کو فدیہ دے کر رہا کرایا' اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا' اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا۔ قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا' مقام جیجان پر پہنچا تو عساکرِ اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال واپس چلا گیا' اس کے بعد ۱۴۶ھ تک بنو حسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے کو نہیں نکلا' اسی سنہ میں ترک و خزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ آرمینیہ تک مسلمانوں کو قتل و غارت کرتے ہوئے بڑھ آئے' آرمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔ ۱۴۷ھ میں اشتر خاں خوارزمی نے ترکوں کو اکٹھا کر کے آرمینیہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا' شہر میں جو پایا لوٹ لیا۔ آرمینیہ سے فارغ ہو کر تفلیس میں جا پہنچا اور وہیں ٹھیرا رہا۔

ان دنوں حسب بن عبداللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں پڑا ہوا تھا' کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے۔ المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ہمراہ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا' باہم لڑائی ہوئی' جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدانِ جنگ سے کھوکھٹ کھا گئی۔ حرب بن عبداللہ معہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کے شہید ہو گیا' اسی سنہ میں مالک بن عبداللہ خثعمی اہل فلسطین کو مجتمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا۔ مالک بن عبداللہ ملک الصوائف کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے' بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا' جس کو مالک نے درب حرث

بیں بیٹھ کر تقسیم کیا۔ ۱۴۹ھ میں عباس بن محمد حسن بن قحطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ جہاد پر روانہ ہوا۔ ممالکِ رومیہ میں داخل ہو کر قتل وغارت کرتا رہا' واپسی کے وقت راستے میں ۱۵۱ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی۔ ۱۵۴ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلادِ روم پر جہاد کیا' اس کے بعد ہی ۱۵۵ھ میں بادشاہِ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا' اسی سنہ میں یزید بن اسید سلمی نے بھی صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۱۵۶ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کی غرض سے دارالحرب کی طرف بڑھا' دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی' پھر فریقین خودبخود جنگ سے رک گئے۔

المنصور کی وصیت

۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے کو جا رہا تھا' مقام بیر میمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گذر چکی تھیں المنصور نے وفات پائی۔ اور قبل وفات رخصتی کے وقت المہدی کو طلب کر کے یہ وصیت کی تھی:

"عزیز من! میں نے کوئی ایسا امر نہیں باقی چھوڑا' مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے سبقت نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں' گو میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے تم ایک کی بھی تعمیل نہ کرو گے"۔ المنصور کے پاس ایک صندوقچہ تھا' جس میں اس کے علوم کے دفاتر رہا کرتے تھے' یہ صندوقچہ ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا' سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا' اس صندوقچہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "دیکھو' اس صندوقچہ کی کامل حفاظت کرنا' اس میں تمہارے آباؤ اجداد کے علوم "ماکان و مایکون الی یوم القیامۃ" ہیں' اگر تم کو کسی امر کا خطرہ پیش آئے تو تم دفترِ کبیر کو دیکھنا' اگر اس میں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے تو فبہا ورنہ دفترِ ثانی کو دیکھنا' اسی طرح ساتویں دفتر تک دیکھتے جانا' اگر ان میں بھی تم اپنا مقصد نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا' اس میں ضرور جو تم چاہو گے' پاؤ گے' لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری محافظت کرنا' خبردار کبھی اس کی تبدیلی نہ کرنا' میں نے اس میں اس قدر مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک خراج کا ایک حبہ وصول نہ ہو تو بھی یہ لشکریوں کے روزینے' مصارف' خاندان والوں کے خرچ اور روانگی فوج کے لئے کافی ہو گا' تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو' کیونکہ جب خزانہ معمور ہو گا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے' مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو تمہارے خاندان والوں کی بابت بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بہ حسن سلوک پیش آنا' نیکی کرنا' ہمیشہ ان کو ہر کام کا پیشوا بنانا اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ اور ان کو عہدہ ہائے جلیلہ دینا' کیونکہ تمہاری عزت ان کی عزت ہے اور ان کے نمایاں کام تمہارے ہیں' مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اس وجہ سے کہ وہ تمہارے قوت بازو ہیں اور ایسے خیر خواہ ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کیا ہے' مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہ نکلے گی' تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا' ان کی غلطیوں سے درگذر کرنا' جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں' اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے' اس کے اہل و عیال میں تم اس کے نائب ہونا' مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے۔ اور خبردار شہر کا شرقی حصہ ہرگز ہرگز نہ بنوانا' کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد نہ طلب کرنا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخل نہ دینے دینا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا' ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا' میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سنہ کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھ کو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے' میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں اور مسلمین کے متعلق تم سے اقرار لیتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' جس معاملہ میں تم کو پریشانی پیدا ہو گی' اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کر دے گا اور تم کو سلامتی اور نیک عاقبت اپنی عنایت سے نصیب کرے گا' جس کو تم شمار نہ کر سکو گے' اے صاحب زادہ امتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا' اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے کاموں کی حفاظت کرے گا' خبردار (ناحق) خونریزی کے قریب نہ جانا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہِ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے باعثِ ذلت ہے اور حدودِ الٰہی کی پوری طور سے پابندی کرنا' اس میں تمہارے

جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط و تفریط نہ کرنا' ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی امر کو جان جاتا ہے' یہ اس کے دین کے لئے ٹھیک اور اس کے گناہ سے روکنے کو کافی ہے تو اپنی کتاب قرآن مجید میں اس کی بابت حکم دے دیتا۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود وعید عذاب الیم بہت بڑا غصہ اس شخص پر کیا اور اپنی کتاب قرآن مجید میں دگنے عذاب کا حکم دیا ہے' جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے' ارشاد فرمایا ہے۔ "انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا الآیۃ"۔ اے صاحب زادۂ بادشاہ اللہ تعالیٰ کے حبل المتین' عروۃ الوثقی' اور دین قدیم ہے' پس اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور نقصان کو اس سے رفع کرو۔ ملحدین پر حملہ کرو' بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں' ان سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے' اس سے متجاوز نہ ہو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال سے نہ بڑھو' کیونکہ یہ فتنہ و فساد اور دشمنوں کا قلع و قمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو' مال غنیمت لشکریوں کے لئے چھوڑ دو' کیونکہ میں اس قدر چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کو اس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم و قرابت کا بہت لحاظ کرنا خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانے اور رعیت کے مال لینے سے احتراز' سرحدوں اور شہروں کے اطراف کی پوری نگہبانی کرنا' راستوں میں امن قائم رکھنا' عوام کو بلوہ و فساد سے روکنا' نرمی سے ان سے پیش آنا' جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو' اس کو دفع کرتے رہنا' مال و اسباب کو شمار کر کے خزانہ میں رکھوانا' خبردار تفریق جماعت سے احتراز کرنا' کیونکہ مصائب کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادتوں میں ہے۔ اور جس قدر ممکن ہو' سواریاں' پیادے اور لشکر ہر وقت مہیا رکھنا' خبردار آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھنا' اس سے تمہارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسااوقات اکثر امور فوت بھی ہو جائیں گے اور حوادث و مصائب کے آنے سے پہلے احکام صادر کر دینا اور اس کے دفع کر دینے کی خوب جی توڑ کر کوشش کرنا' جو واقعہ دن کو ہونے والا ہو' اس کے دفع کرنے کو رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو' اس کے دفع کرنے کے لئے دن سے سامان مہیا رکھنا' ہر کام کو بذاتہٖ کرنا' سستی و کاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا' حسن ظن اور بدظنی کے برتاؤ اپنے عمال اور کاتب کے ساتھ کرنا' ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمہارے دروازہ پر رہتا ہو' اس کو دریافت کرتے رہنا اور لوگوں پر حاضریٔ دربار کو آسان کرنا اور جو نزاع تمہارے روبرو پیش کی جائے' اس پر غور کرنا اور لوگوں پر ایسے شخص کو مامور کرنا' جو غافل و بے خبر نہ ہو اور تم بھی بے خبر و غافل نہ رہنا' کیونکہ جب سے میں نے زینۂ خلافت پر قدم رکھا ہے' اس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں' مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا' یہ میری وصیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے بعد تیرا محافظ ہو"۔

المنصور کا انتقال

یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ کوفہ میں پہنچ کر حج و عمرہ کا احرام باندھا' قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا' ان کاموں کو المنصور نے ذیقعدہ کے چند ایام گزر جانے پر انجام دیا تھا۔ کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا' جس سے اس کی وفات ہو گئی' پھر یہ درد رفتہ رفتہ بڑھا۔ ربیع سے جو اس کا ہم نشین تھا' دوران علالت میں کہا کرتا تھا۔ "یادربی الی حرم انی هاربا من ذنوبی"۔ بیر میمون پر پہنچا تو ٦ ذی الحجہ ١٥٨ھ کی فجر کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر راہیٔ ملک بقاء[1] ہوا۔ وفات کے وقت سوائے اس کے خدام اور ربیع (اس کے آزاد غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا' اس روز ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا' اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی' عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد' اراکین دولت رؤساء' عالی نسب اور عوام الناس حسب

[1] المنصور نے بائیس برس خلافت کی تریسٹھ برس کئی مہینہ کی عمر پائی ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ گندم گوں نحیف العارضین اور طویل القامت تھا۔ اس کے لڑکے (۱) ابوجعفر المہدی محمد، (۲) جعفر اکبر (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصور ہمشیرہ یزید بن منصور حمیری تھی) (۳) صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) (۴) سلیمان (۵) عیسیٰ (۶) یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے تھیں)۔ (۷) جعفر اصغر (۸) قاسم (۹) عبدالعزیز (۱۰) عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی۔ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۹۔

مدارج دربار میں بلائے گئے۔ ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی' بعدازاں سرداران لشکر اور عوام نے بیعت کی۔ عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ مکرمہ چلے گئے اور مابین رکن و مقام لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ یا بروایت بعض ابراہیم بن یحییٰ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور مقبرۂ معلاۃ میں دفن کر دیا' یہ حادثہ المنصور کی خلافت کے بائیسویں برس واقع ہوا۔

باب ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

المہدی کی تخت نشینی

علی بن محمد النوفلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ (یہ شخص صرّہ کا رہنے والا اور ان دنوں المنصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ میں مکّہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح کو لشکر میں آیا تھا' اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور ایستادہ تھا' مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ المنصور نے وفات پائی' اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آ گئے' یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی' رونے کی آواز آنے لگی' اس کے بعد ابو العنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے وا امیرالمومنین وا امیرالمومنین کہتا ہوا نکلا۔ قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے' ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا' اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحیم من عبدالله المنصور امیر المومنین الی من خلف من بنی ہاشم و شیعة من اهل خراسان و عامة المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از بندۂ خدا المنصور امیر المومنین بجانب پس ماندگانِ بنی ہاشم و ہوا خواہانِ خراسان و عامۂ المسلمین

اس قدر پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے' پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا۔ "رونا تو تمہارے آگے ہی اتر گیا ہے' خاموش ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے"۔ سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا۔

اما بعد فانی کتبت کتابی هذا وانا حی فی یوم اخر یوم من ایام الدنیا اول یوم من ایام الاخرة اقرء علیکم والسلام واسال الله لا یفتنکم بعدی ولا یذیق بعضکم باس بعض

امابعد! میں نے یہ عہدنامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے پہلے دن میں میرا اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں میرا تم کو سلام پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو کئی فرقوں پر متفرق کرے اور نہ تم میں سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے۔

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیّت کی تھی اور ایفاء عہد پر ان کو آمادہ کیا تھا۔

ربیع نے عہد نامہ پڑھ کر حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اٹھو بیعت کرو"۔ چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی' بعد ازاں حاضرین یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے' پھر بنو ہاشم بلائے گئے' اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا پڑا تھا اور سر کھلا ہوا تھا' پس اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

المہدی کا پہلا کام

عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کی خلافت کی بیعت کر رہے تھے' بیعت کرنے سے انکار کیا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا۔ "واللہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا"۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بہ مجبوری بیعت کر لی۔ تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی خبر وفات وبیعت اور رسول اللہ ﷺ کی چادر و عصا اور خاتم خلافت المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے' جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی' پہلا جو کام المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا' یہ تھا کہ جس قدر قیدی المنصور کے قید خانہ میں تھے' سب کو رہا کر دیا' مگر وہ قیدی رہا نہ کئے

کئے جو خونی یا غاصب یا باغی تھے۔

دینی بھائی

منجملہ رہائی یافتہ قیدیوں کے یعقوب بن داؤد تھا' جو حسن ابن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا۔ حسن بن ابراہیم کو اس سے بدظنی پیدا ہوئی۔ اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کو کہلا بھیجا۔ اتفاق سے یعقوب کو ابو عبیداللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے کو بھیج دیا۔ ابو عبیداللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا' جب تک قاضی اور وزیر بیٹھ رہے۔ یعقوب نے کچھ باتیں نہ کیں' جب یہ لوگ اٹھ کر چلے آئے تو حقیقت حال کہہ سنائی۔ المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا' مگر پھر بھی حسن موقع پر بھاگ گیا۔ المہدی نے ہرچند تلاش کرائی' مگر کامیاب نہ ہوا' یعقوب بن داؤد کو طلب کر کے حسن کی بابت مشورہ کیا۔ یعقوب نے عرض کیا۔ "آپ حسن کو امان مرحمت فرمایئے' میں اس کو حاضر کر دوں گا"۔ المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا' بعد ازاں المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربار خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور' عساکر اسلامیہ' تعمیر قلعات' رہائی قیدیاں' معافی زر جرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے بارے میں رائے دیتا تھا' اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا اعزاز بڑھ گیا اور ابو عبیداللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا۔ المہدی نے ان خدمات کے صلہ میں بنام حسن ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب سے مخاطب کر کے ایک لاکھ درہم مرحمت کئے۔

الوہیت کا داعی

مقنع مرو کا رہنے والا اور حکیم وہاشمی کے نام سے معروف و موسوم تھا۔ تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا' بعدہٗ صورت نوح میں بعد ازاں ابو مسلم پھر ہاشم میں اور یہی مقنع ہے' پس (۱۵۹ھ) مقام خراسان میں ظاہر ہو کر الوہیت کا دعویٰ کیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا' اسی وجہ سے مقنع کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا بھی منکر تھا' اس کا یہ زعم تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے' بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے۔ عوام الناس کا ایک گروہ کثیر اس کا متبع ہو گیا اور اس کو سجدہ کرنے لگا۔ مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بسیام و سنجردہ میں قیام کیا' اسی اثناء میں سفید پوشان بخاری و صغد نے ظاہر ہو کر برخلاف خلافت عباسیہ اس کا ساتھ دیا' کفار نے بھی اس کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے' اسی جانب سے حملہ کر دیا۔ ابو النعمان' جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آئے۔ لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کے بھائی تمیم کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آیا۔ المہدی نے ان کی کمر پر جبرئیل بن یحییٰ کو روانہ کیا اور باغیان بخاری و صغد سے جنگ کرنے پر جبرئیل کے بھائی یزید کو مامور کیا۔ چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی' عساکر اسلامیہ نے بہ زور تیغ اس قلعہ پر قبضہ حاصل کر لیا' سات سو آدمی مارے گئے' باقی جو رہے' وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرئیل نے ان کا تعاقب کیا۔

داعی الوہیت کا خاتمہ

اس کے بعد المہدی نے ابو عون کو جنگ مقنع پر متعین کیا' چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کئے' اس وجہ سے عساکر اسلامیہ اور ایک جماعت سپہ سالاروں کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا' اس کے مقدمتہ الجیش پر سعید حرشی تھا۔ عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پا کر زم سے اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ مقام طواویس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے بالاتفاق مقنع کے لشکر پر حملہ کیا۔ مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا' سینکڑوں آدمی مار ڈالے گئے' باقی ماندہ جان بچا کر بھاگے اور بسیام میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا۔ مقنع نے قلعہ بندی کر لی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا' اثناء جنگ میں حرشی اور معاذ میں چل گئی۔ حرشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ "اگر مجھے تنہا جنگ مقنع پر آپ مامور کریں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کر دوں گا"۔ المہدی نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ سعید حرشی بلا مشارکت معاذ جنگ مقنع میں مصروف ہوا' پھر بھی معاذ نے اپنے لڑکے کو اس کی مدد کے لئے

بھیج دیا۔ عساکرِ اسلامیہ آلاتِ حصار شکن لے کر قلعہ کی طرف بڑھی مقنع کے ہمراہیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کی۔ سعید حریشی نے امان دے دی' تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے' مقنع کے پاس تقریباً" دو ہزار جنگ آور باقی رہ گئے۔ سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کی' مقنع نے اپنی ہلاکت کا یقین کر کے اپنے اہل و عیال کو جمع کیا' بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا اور بعض کہتے ہیں کہ جلا دیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود پڑا' عساکرِ اسلامیہ مظفر و منصور قلعہ میں داخل ہوئیں۔ حریشی نے مقنع کا سر اتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا' یہ سر حلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ[1] میں پہنچا۔

المہدی کے حکومتی عہدے دار

۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسمٰعیل کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن صباح کندی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن خاطب جمحی کو بعد برطرفی اسمٰعیل گورنری کوفہ پر بھیجا تھا' اسی سنہ میں سعید بن دعلج کو احداث بصرہ سے اور عبیداللہ بن حسن کو امامت سے برطرف کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری کو متعین کیا' کچھ عرصہ بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے سپرد کر دیا' اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبیداللہ باہلی کو اس کا متولی کیا' اسی سنہ میں قثم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے' مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو' مصر پر ابو حمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ الکثیری کو مقرر کیا' پھر اس کو برطرف کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان کو پھر اس کو بھی برطرف کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت کی۔ اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قحطبہ والیٔ خراسان کے مرجانے پر بادشاہ ابو عبیداللہ وزیر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابوعون عبدالملک بن زید کو' بعد ازاں ۱۶۰ھ میں ابوعون معتوب ہوا اور برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم کو خراسان پر' حمزہ بن یحییٰ کو بجستان پر اور جبرئیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مامور کیا۔ جبرئیل نے اپنے زمانۂ گورنری میں سمرقند کی فصیل اور قلعہ تعمیر کرایا' ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدۂ قضاء پر شریک' خراج پر ثابت بن موسیٰ' فارس' اہواز اور دجلہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدۂ قضاء بصرہ پر عبیداللہ بن حسن تھا' پھر اس کو عہدۂ قضاء بصرہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو' سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کی گورنری نصر بن محمد بن اشعث کو دی اور غافیہ قاضی کو معہ ابن علاثہ کے رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا۔ فضل بن صالح کو حکومتِ جزیرہ سے برطرف کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر' عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر' یزید بن منصور کو سوادِ کوفہ پر' حسان شعروی کو موصل پر اور بسطام بن عمرو تغلبی کو سندھ سے برطرف کر کے آذربائیجان پر مقرر کیا' اسی سنہ میں نصر بن مالک عارضۂ فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا' تب بجائے اس کے حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو مامور کیا۔ ابان بن صدقہ الرشید کے سیکرٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہارون کی اتالیقی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین کیا' پھر اسی سنہ میں ضمرہ محمد بن سلیمان کو حکومتِ بصرہ سے برطرف کر کے سلیمان بن رجاء کو مرحمت کی' اس سنہ میں سوادِ کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

۱۶۲ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومتِ یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارتِ مصر سے سبک دوش کر کے عبداللہ بن سلیمان کو بسند گورنری یمن اور عیسیٰ بن لقمان کو سند امارت مصر مرحمت فرمائی' پھر اس کو چند ہی مہینے بعد معزول کر کے اپنے آزاد خادم واضح کو پھر اس کو بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا۔ طبرستان میں عمر بن علاء سجستان میں تمیم بن سعید بن دعلج اور جرجان میں مہلل بن صفوان تھا اور محکمۂ نزول قائم کر کے عمر بن بزیع اپنے آزاد خادم کے سپرد کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی برطرفی

ایک مدت سے بنو ہاشم کی ایک جماعت اور شیعانِ المہدی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور موسیٰ الہادی بن المہدی کی ولی عہدی کی بیعت کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے' رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ خوش ہو گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی جائے

---

[1] کاتب نے غلطی سے ثلاث و تسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہیں لیکن یہ غلط ہے بجائے ستین کے تسعین لکھ دیا ہے۔ کمافی التاریخ الکامل ابن اثیر الجزری الجلد السادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

رحبہ (مضافات کوفہ) سے بلا بھیجا۔ عیسیٰ نے حاضری سے انکار کر دیا' تب المہدی نے کوفہ کی گورنری پر رَوح بن حاتم کو مامور کیا اور اس کو آزردہ عیسیٰ کی ایذادہی کی ہدایت کر دی' مگر رَوح کو ایذادہی کا موقع نہ ملا' کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا۔ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا' پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو مع اپنے خط مشعر طلبی عیسیٰ کے پاس روانہ کیا۔ عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہ کی' بعدازاں المہدی نے اپنے گروہ والوں میں سے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کے حاضر کرنے پر متعین کیا' چنانچہ عیسیٰ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا' چند دنوں المہدی کے خدمت میں آتا جاتا رہا۔ نہ تو کسی امر میں گفتگو کرتا تھا اور نہ کسی صلاح و مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

ایک روز دارالخلافت میں حاضر ہوا' اس وقت رؤساءِ شیعانِ المہدی عیسیٰ کے خلع ولی عہدی پر متفق ہو رہے تھے' سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے' عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا' بند کر لیا' ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا۔ المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی' مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے' یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی۔ محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا۔ عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا' جو اس سے بوقت بیعت ولی عہدی لی گئی تھی۔ المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو اس مسئلہ کے حل کرنے کو جمع کیا' جن میں محمد بن علاثہ اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھا' ان لوگوں نے یہ جواب امتعنا بیان کیا کہ عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دے کر ولیعہدی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں"۔ المہدی نے ان کو دس ہزار درہم مرحمت کئے' ابو کسکر میں جاگیریں دیں' چنانچہ عیسیٰ نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے جب کہ چار دن ماہ محرم ۱۶۰ھ کے باقی تھے' خلع کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولی عہدی کی بیعت کر لی' اگلے دن المہدی نے دربار عام منعقد کیا' خاندانِ شاہی رؤساء ملت مجتمع ہوئے۔ المہدی نے ان لوگوں سے بیعت لی' جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا' خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولیت اور ہادی کی ولی عہدی کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا' سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے اپنے دستبرداریٔ ولی عہدی کی شہادت دی۔

باربد کا معرکہ

۱۵۹ھ خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضا کار (والنٹیر) بھی تھے' باربد ہند کی طرف روانہ کیا' ایران سے کشتیوں پر سوار ہو گئے اور سرزمینِ ہند میں پہنچ کر باربد پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا' اہل باربد نے بد میں جا کر پناہ لی' عساکرِ اسلامیہ نے بد میں آگ لگا دی' بعض جل گئے' باقی جو رہے' وہ عساکرِ اسلامیہ کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تقریباً" بیس آدمی شہید ہوئے۔ دریا کا جوش ٹھنڈا ہونے کے انتظار میں چند دن ٹھہرے رہے' اتفاق سے ایک بیماری وبائی (جو منہ میں ہوتی تھی)۔ پیدا ہو گئی' جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے' ازانجملہ ابراہیم بن صبیح تھا' بعدازاں کشتیوں پر سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے' ساحلِ بحرِ احمر پر پہنچے رات کے وقت ہوا کا ایک ایسا طوفان آیا' جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا۔

دینی خدمت

۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی۔ بغداد پر اپنے لڑکے الہادی اور اس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو معہ چند لوگوں کے جو خاندانِ خلافت سے تھے' الہادی کی مصاحبت پر مامور کیا اور خود معہ وزیر یعقوب بن داؤد کے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا' جس کی امان یعقوب نے اس سے پیشتر حاصل کر لی تھی۔ المہدی حسن اخلاق سے پیش آیا۔ جاگیر دی۔ خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبدالملک اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی و نفیس اطلس کا تھا' اتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا۔ مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے۔ عراق سے تین ہزار درہم' مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے' مسجد نبوی (صلعم) کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں' جاگیریں دیں اور اپنی محافظت پر ان کو مامور کیا۔

حج سے واپسی

واپسی[1] کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ (یہ مکانات ان مکانات سے بڑے اور شان دار بنوائے گئے تھے، جو المنصور نے قادسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے)۔ اور تمام مقامات و مکانات میں حوض اور کنوئیں بنوائے، میلوں کے جدید نشان نصب کرائے، ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا، مسجد بصرہ کی بھی توسیع کی۔ منبروں کو بقدر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا کرنے کا حکم صادر کیا اور ۱۶۷ھ میں حرمین شریفین کے بڑھائے جانے کا حکم دیا، اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی کے سپرد ہوا، بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا، تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری رہا تھا۔

ابو عبداللہ اور ربیع

ابو عبداللہ اشعری عہدِ حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا، المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہدۂ وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ہمراہ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابو عبداللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہو گیا تھا، اس لئے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دیا۔ ربیع وقتاً فوقتاً اس کا دفعیہ کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا، اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ "ابو عبداللہ کے متعلق کسی کے کہنے سنے پر کچھ خیال نہ کرنا" پس جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعتِ خلافت کو بحسن و خوبی انجام دے کر بغداد آیا۔ المہدی اور اپنے اہل کے آنے سے پیشتر ابو عبداللہ کے مکان پر ملنے کو گیا، اس کا لڑکا فضل بن ربیع اس امر پر ربیع کو ملامت کرنے لگا۔ ربیع نے جواب دیا۔ "تم صاحب زادہ ہو، ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہو، وہ وزیر ہے، اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے، جو اس سے پیشتر کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو سلوک ہم اس کے ساتھ کریں گے، ان میں دخل اندازی تم نہ کرنا اور نہ اس کا کسی سے تذکرہ کرنا"۔ مغرب کے وقت سے ابو عبداللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا رہا، جب نمازِ عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت لی۔ ابو عبداللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا، استقبال کرنا درکنار، اٹھ کر بیٹھا تک نہیں۔ ربیع نے بیعتِ خلافتِ المہدی کے تذکرہ کرنا شروع کیا۔ ابو عبداللہ نے روک کر کہا۔ "ہاں ہم کو تمہاری کار گزاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے"۔ ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا، پھر اٹھ کر چلا آیا، فضل ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا۔ "آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا"۔ ربیع نے جواب دیا۔ "نہیں! جو میں نے کہا، وہی مناسب تھا، واللہ باللہ ثم باللہ میں اپنی عزت، آبرو اور مال اس کی تذلیل میں مٹا دوں گا"۔

ربیع کی کامیابی

ربیع اس گفتگو کے بعد ابو عبداللہ کے نقائص کی جستجو کرنے لگا، لیکن اس وجہ سے کہ ابو عبداللہ اپنے فرائضِ منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں کمال احتیاط کرتا تھا، ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے لڑکے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا، ایک روز المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ "محمد بن ابو عبداللہ مرتد ہو گیا ہے اور امیر المومنین کے حرم سے تعرّض کرتا ہے"۔ المہدی کے دل میں جب اس تہمت و الزام کا پورا پورا اثر ہو گیا تو بہ وقت عدم موجودگی ابو عبداللہ کے، محمد کو دربار خلافت میں پیش کیا، اس کے بعد ابو عبداللہ کو طلب کیا گیا۔ المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا۔ "کچھ پڑھو"۔ محمد کچھ نہ پڑھ سکا، تب المہدی نے ابو عبداللہ سے کہا۔ "تم تو کہتے تھے کہ میرا لڑکا قرآن پڑھتا ہے؟" عرض کیا یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے، شاید بھلا دیا"۔ المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر ڈالو اور عبداللہ تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا، مگر فرطِ محبت سے غش کھا کر گر پڑا، اس وقت المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کیا، اسی روز سے المہدی کو ابو عبداللہ سے نفرت سی ہو گئی، دن بدن یہ نفرت بڑھتی گئی، جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے) دیوان انشاء سے اس کو برطرف کر کے ربیع کو مقرر کیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی گئی، رفتہ رفتہ اس قدر توقیر بڑھی کہ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے مقرر کئے ہوئے امین نظر آتے تھے۔ المہدی جو حکم صادر کرتا تھا، اس کا نفاذ بغیر دستخط وزیر یعقوب کے نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتا تھا۔

---

[1] یہ واقعات ۱۶۱ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری

۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری نے افریقیہ سے بہ قصدِ دعوت خلافتِ عباسیہ اندلس کا قصد کیا' چنانچہ ساحلِ مرسیہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقظان گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کو لکھا' سلیمان نے بحکم ع "جواب جاہلاں باشد خموشی"- کچھ جواب نہ دیا۔ عبدالرحمٰن نے غصہ میں آکر معہ ان بربریوں کے جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی' مقابلہ ہوا' عبدالرحمٰن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا' اس اثنا میں امیر عبدالرحمٰن والئ اندلس بھی اپنا لشکر لئے ہوئے عبدالرحمٰن کے سر پر آپہنچا اور عبدالرحمٰن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوا دی' عبدالرحمٰن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ عبدالرحمٰن والئ اندلس نے منادی کرا دی کہ جو عبدالرحمٰن کا سر لائے گا' اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا' کسی بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی' اس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمٰن کا سر اتار کر عبدالرحمٰن والئ اندلس کے روبرو پیش کر دیا اور ہزار دینار لے کر چلتا پھرتا نظر آیا' یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمٰن والئ اندلس کو اشتعال پیدا ہوا' اس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے بلادِ شمالیہ کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی' اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقظان اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا' بہ مجبور عبدالرحمٰن والی اندلس جنگ شام سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف جھک پڑا اور ان کی سرکوبی و گوشمالی نے اسے اس قصد سے روک لیا۔

بازنطینی مہمیں

۱۶۳ھ میں المہدی نے بہ قصدِ جہادِ روم فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہ عجلت تمام خراسان اور اپنے کل ممالکِ مقبوضہ سے لشکر مجتمع کر کے کوچ کر دیا' روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اس کے چچا عیسیٰ بن علی کا آخر ماہ جمادی میں انتقال ہو گیا' بایں ہمہ دوسرے دن بغداد میں اپنے لڑکے موسیٰ الہادی کو اپنی نیابت پر مامور کر کے ہارون کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلادِ روم کی طرف روانہ ہو گیا' دورانِ سفر میں جزیرہ و موصل ہو کر گذرا۔ عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے قید کر دیا' بعدازاں ۱۶۶ھ میں رہا کر دیا' جس وقت مسلمہ بن عبدالمالک کے قصر کے مقابل پہنچا' عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے اس واقعہ کو یاد دلایا' جو مسلمہ[1] نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا۔ المہدی نے یہ سنتے ہی مسلمہ کے لڑکوں' غلاموں اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار مرحمت کئے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے' پھر فرات کو عبور کر کے حلب[2] پہنچا اور اپنے لڑکے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیحان تک مشائیعت کی غرض سے ہارون کے ساتھ آیا۔ ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ' عبدالمالک بن صالح' حسن بن قحطبہ' ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا' مگر سرداری لشکر اور رسد و غلہ کا انتظام ہارون ہی کے سپرد تھا' وہ قلعہ سالو کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا' اکتالیسویں روز امان کے ساتھ اس کو مفتوح کیا' اس کے بعد اور چند قلعات فتح کئے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آیا۔ المہدی نے اس اثناء میں اطرافِ حلب کے زنادقہ[3] پر بے رحمی شروع کر دی تھی' چن چن کر قتل کرا رہا تھا۔ ہارون کی واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا۔ بیت المقدس کی زیارت کو گیا' مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آیا۔

ہارون الرشید کی ولی عہدی

خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے لڑکے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

---

[1] ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف ہو کر گزرا تھا۔ مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے۔ منہ رحمتہ اللہ

[2] اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

[3] زندیق معرب زندہ ہے جس کے معنی معتقد زند کے ہیں اور زند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زنادیق و زنادقہ اور بقول مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان ظاہر کرے۔ کذافی اقرب الموارد۔

وزیر یعقوب کی گرفتاری

داؤد بن ملہان شیعی نصر بن سیار کا سیکرٹری تھا اور فرقہ زیدیہ کے عقائد کا پابند تھا' جن دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں خروج کیا تھا' ان ایام میں بھی ابو داؤد و نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا' پس جب ابو مسلم خراسانی نے یحییٰ کے خون کا معاوضہ لیا تو داؤد ابو مسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور ابو مسلم نے اس کو امان دی' مگر اس کا مال و اسباب جو اس نے زمانۂ گورنریٔ نصر میں حاصل کیا تھا' لے لیا' تھوڑے دنوں بعد داؤد مرگیا' اس کے لڑکے ذی علم' باادب اور ہوشیار نکلے' چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سیکرٹری تھا' اس وجہ سے عباسیہ کے دربار میں ان کی کچھ عزت نہ ہوئی۔ زیدیہ ہونے کی وجہ سے خاندانِ بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کیا اور اسی بناء پر داؤد بھی ابراہیم بن عبداللہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا' اس کے لڑکوں نے اس کے مرنے پر وہی رویہ اختیار کیا۔ ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ یعقوب علی کو بھی قید کر دیا' پھر جب خلیفہ منصور مرگیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے ان کو بھی رہائی یافتہ قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا' رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے' حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کی اطلاع کی' پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی سے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا' یہی بڑا سبب یعقوب کی قدر افزائی کا ہوا' خلیفہ مہدی کی نظروں میں اس کی اس قدر توقیر بڑھی کہ اس کو وزارت کا معزز رتبہ مرحمت فرما دیا۔

یعقوب نے رتبۂ وزارت پر پہنچتے ہی زیدیہ کو کل ممالکِ مقبوضہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا۔ خلیفہ مہدی کے آزاد غلاموں کو یہ امر شاق گذرا' شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سن لیتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے' شب کو آپس میں اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح کو ضرور یعقوب گرفتار کر لیا جائے گا' مگر جب صبح ہوتی اور یعقوب دربارِ خلافت میں حاضر ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے بہ خندہ پیشانی پیش آتا' ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے جی بہلانے کو عورتوں ہی کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبیعت راغب تھی' انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا' ایک روز شب کو دیر تک قصہ کہتا رہا' نصف شب کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا' غلام سو گیا تھا' سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارا اٹھانے لگا' گھوڑا بدکا' یعقوب زمین پر آ رہا' پنڈلی ٹوٹ گئی' چوٹ آ جانے کی وجہ سے حاضریٔ دربار سے معذور ہو گیا' دشمنوں کو موقع مل گیا' شب و روز شکایت کر کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا' تا آنکہ مہدی نے اس کو اور اس کے کل عمال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کی غرض سے یعقوب کے سپرد کیا تھا اور یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا' کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچا دی اور اس شخص کو بھی پیش کر دیا۔ مہدی نے یعقوب کو طلب کر کے اس علوی کا حال دریافت کیا' عرض کیا۔ "میں نے اس کو امیر المومنین کے حکم سے قتل کر ڈالا"۔

مہدی نے علوی کو پردہ سے نکال کر یعقوب کے روبرو کر دیا۔ یعقوب نے شرما کر سر جھکا لیا۔ خلیفہ مہدی نے قید خانہ کے قید خانہ میں قید کر دیا۔ ہادی کے زمانہ خلافت تک محبوس رہا۔ ہارون الرشید کے عہدِ حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا' آنکھوں سے معذور ہو گیا' اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں قیام کیا۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے زوال کا بڑا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ یعقوب' مہدی کے مصاحبین کو نبیذ[1] کے پینے سے منع کیا کرتا تھا' بلکہ کبھی کبھی اس برے فعل پر جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا:

"افسوس ہے کہ بعد نمازِ پنج گانہ جامع مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ کا دور چلایا کرتے ہیں' واللہ ان حرکات پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ میں نے یہ کہہ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے"۔ خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گذری موقع پا کر قید کر دیا۔

---

[1] نبیذ' کھجور کی تاڑی ہے اس کو زمانہ سابق میں بجائے شراب کے پیتے تھے۔

باغیوں کی سرکوبی

۱۶۷ھ میں وندا ہرمز شروین والیانِ طبرستان نے علم بغاوت بلند کیا تھا' خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتشِ بغاوت کے ٹھنڈا کرنے کو اپنے ولی عہد ہادی کو روانہ کیا۔ ہادی کے لشکر کا جھنڈا محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا' عہدۂ نجابت پر یفع (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) دستہ فوج جاں نثاران پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمۂ پیام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور تھا' ابان بن صدقہ کی وفات پر خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے ابو خالد احول کو مقرر کیا۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہو کر لشکر مرتب کیا اور تمام لشکر پر اپنی طرف سے یزید بن مزید کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا' چنانچہ ہادی کے لشکر نے دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کر لیا' تاآنکہ تنگ آ کر وہ دائرۂ اطاعت میں آ گئے' اسی بغاوت و بدنظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے برطرف کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اور اپنے آزاد غلام فراشہ کو جرجان کی گورنری پر بھیج دیا' اس کے بعد پھر ۱۶۸ھ میں یحییٰ حرشی کو چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

تقرریاں و تبدیلیاں

خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے لڑکے ہارون کو آذربائیجان' آرمینیہ اور کل بلادِ مغرب کا والی مقرر کر کے اس کے محکمۂ مال کا سیکرٹری ثابت بن موسیٰ کو اور سررشتہ پیام رسانی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین فرمایا اور زفر بن عاصم کو حکومتِ جزیرہ سے' معاذ مسلم کو گورنری خراسان سے' یحییٰ حرشی کو امارت اصفہان سے' سعید بن دعلج کو طبرستان سے اور مہلل بن صفوان کو جرجان سے برطرف کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو' خراسان کی مسیب بن زہیر ضبی کو' اصفہان کی حکم بن سعید کو طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کی' ان دنوں حجاز و یمامہ میں جعفر بن سلیمان' کوفہ میں اسحاق بن صباح' بحرین' بصرہ' فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھا۔

۱۶۴ھ میں اس کو برطرف کر کے اس کے بجائے صالح بن داؤد کو متعین کیا' اس سنہ میں سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد بن اشعث تھا۔

۱۶۵ھ میں خلیفہ بن عبداللہ کو حکومت رے سے برطرف کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو' بحرین' عمان' اہواز' کرمان اور فارس کی امارت نعمان (خود خلیفہ مہدی کے آزاد غلام) کو دی۔ محمد بن فضل کو حکومتِ موصل سے فارغ کر کے بجائے اس کے احمد بن اسمٰعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبیداللہ بن حسن عنبری عہدۂ قضاء بصرہ سے برطرف کر دیا گیا اور بجائے اس کے خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا' مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی' تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا' جب کہ وہ جرجان کو جا رہا تھا' اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیب بن زہیر سے بغاوت کی' اس وجہ سے ابو العباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور بجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا' پس اس نے اپنی طرف سے بجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو متعین کیا۔ اور اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچا زاد بھائی کو مامور کیا اور منصور بن یزید کو حکومتِ یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربعی کو عنایت کی' ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی' اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرشی کو حدودِ طبرستان اور رویان سے معزول کر کے اس کے بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے مولیٰ فراشہ کو مرحمت کی۔ اور ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچا زاد بھائی تھا' حج کرنے گیا اور ادائے حج کے بعد انتقال کر گیا۔ خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا' اس سنہ میں عمال باین تفصیل تھے' یمن پر سلیمان بن یزید حارثی' یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری' بصرہ پر محمد بن سلیمان' عہدۂ قضاء پر عمر بن عثمان تیمی' موصل پر احمد بن اسمٰعیل ہاشمی۔ اور بروایت بعض مورخین موسیٰ بن کعب۔

اسی سنہ میں عرب نے بادیہ بصرہ میں مابین یمامہ و بحرین فتنہ و فساد برپا کیا تھا اور' راستہ بند ہو گیا تھا' محرماتِ شرعی کا پاس باقی نہ رہا تھا اور نماز بھی چھوڑ بیٹھے تھے۔

جنگی مہمات

۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا' اس کے مقدمتہ الجیش پر حسن و صیف تھا' رفتہ رفتہ اہرہ پر پہنچے اور اس کو کمال مردانگی سے فتح کر کے صحیح و سالم واپس آئے' اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان ضائع نہیں ہوا۔
۱۶۱ھ میں ثمامہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے وابق پر فوج کشی کی' رومیوں نے زیرِ قیادت میخائیل اسی ہزار کی جمعیت سے مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلادِ مرعش میں پہنچ کر اکثر کو قتل کر ڈالا' بعض کو قید کر لیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر کو قتل کر کے جیجان کی طرف واپس آئے' مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہ چھوڑا۔ خلیفہ مہدی کو رومیوں کی یہ پیش قدمی شاق گذری' اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً" حکم صادر کر دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حرث پر چڑھائی کی تھی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا تھا' اسی سنہ میں حسن بن قحطبہ نے لشکرِ صائفہ کی اسی ہزار کی جمعیت سے بلادِ روم پر جہاد کیا' وہ قتل و غارت کرتا ہوا بہت دور تک چلا گیا' مگر نہ تو کسی قلعہ کو اس نے فتح کیا اور نہ رومیوں کے کسی لشکر سے جنگ آزما ہوا' بہرکیف صحیح و سالم واپس آیا اور یزیدہ بن اسید علمی نے فالیقا کی جانب سے جہاد کیا تھا' تین قلعے فتح کئے اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا' اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفسِ نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا' جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا' پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے حدود حرث سے جہاد کا علم بلند کیا' میخائیل و طار دار منی بطریقوں نے نوے ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا' عبدالکبیر کثرتِ فوجِ مخالف سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال لوٹ آیا' خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر قتل کا ارادہ کیا' مگر چند لوگوں کی سفارش سے بجائے قتل کے قید کر دیا۔

۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے لڑکے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ ہارون نے بلادِ روم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی' بطریق قبیط کا لشکر مقابلہ پر آیا۔ لشکرِ اسلام سے یزید بن مزید نے نکل کر حملہ کیا' بطریق کا لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ یزید کے ہمراہی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق جا پہنچے' مسلمانوں کا افسر میگزین بہ لحاظ ضرورت جنگ دمشق ہی میں رہتا تھا' اس نے ان کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے۔ ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً" ایک لاکھ تھی' فتح و غارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا' ان دنوں قسطنطنیہ کے تختِ سلطنت پر ایک نابالغ لڑکا تھا اور اس کی ماں غطسہ بادشاہِ الیوک کی بیگم حکومت کر رہی تھی۔ غطسہ نے ستر ہزار دینار سالانہ زر جزیہ دے کر تین برس کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کی آمد و رفت خرید و فروخت کی ممانعت نہ کی جائے گی۔ عساکرِ اسلامی نے ان لڑائیوں میں صلح سے قبل پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چوّن ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو قتل کیا تھا' اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتۂ صلح کو جب کہ چار مہینے صلح کی مدت پوری ہونے کو باقی رہ گئے توڑ ڈالا۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ و قنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن بطال کو بسرافسری عساکرِ اسلامیہ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا' چنانچہ کامیاب و کامران بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔

مہدی کا انتقال

۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ امورِ سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کی بہ نسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے' اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس نے فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے ہٹا کر کے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تختِ خلافت کا مالک سمجھا جائے' ان دنوں ہادی' جرجان میں مقیم تھا۔ مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا' ہادی نے خلافِ توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوا دیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا' مجبور ہو کر خلیفہ مہدی[1] نے خود جرجان کا قصد کیا'

---

[1] خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی تینتالیس برس کی عمر پائی۔ ۱۲۷ھ مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کی ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھا۔ سخی' ملیح صورت رعایا کا خیر خواہ، عقائد کا درست اور زنادقہ کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرا کر قتل کرایا تھا۔ سب سے پہلے اسی کے حکم سے زنادقہ ملحدین کی رد میں
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اتفاق وقت سے ماسبذان میں پہنچ کر وہ انتقال کر گیا۔

اس کی موت کے اسباب میں علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دے دیا تھا' اس وجہ سے مر گیا' بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی' اتفاق سے اس امرود کو دھوکہ کھا کر خلیفہ مہدی کے روبرو رکھ دیا۔ خلیفہ مہدی نے کھا لیا' جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا' ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا' شکار بھاگ کر ایک ویران مکان میں گھس گیا' خلیفہ مہدی بھی اس مکان میں گھس گیا' دروازے چھوٹے تھے' ٹکر کھا کر گر پڑا اور اسی دن چوٹ کے صدمہ سے مر گیا' اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی' ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور موافق عہد سابق کے موسیٰ الہادی نے اپنے باپ کی موت کی خبر سن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا' اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

کتابیں تصنیف کی گئی تھیں۔ حدیث کی سماعت اس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم متجر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان، ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء و فضلاء رہا کرتے تھے۔ علم دوست نیک مزاج تھا۔ ملخصاً من الکامل ابن اثیر صفحہ ۳۳ الجلد سادس و تاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۱۸۵ و سبائک الذہب صفحہ ۸۵۔

باب ۵

ابو محمد موسیٰ الہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

ہادی کی تخت نشینی

خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور خوشنودی کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم مرحمت کئے اور بغداد کی طرف واپسی کی منادی کرا دی' بغداد میں پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ ربیع کے مکان پر چڑھ گئے' آگ لگا دی روزینہ طلب کیا اور قید خانہ توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا' اس کے بعد ہی ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا۔ خیزران (مادرِ ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بلا بھیجا۔ یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا' البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بجھایا۔ لشکریوں کا شوروغل اس کے کہنے سے ختم ہو گیا۔ خلیفہ ہادی کو اسی کی خبر لگی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا' ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھلا کر مشورہ طلب کیا۔ یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے لڑکے فضل کو تحائف و ہدایا دے کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو' معذرت کر آئے' امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی جاتی رہے گی۔ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اس تدبیر سے راضی بھی ہو گیا۔

ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان مشعر خلافتِ ہادی و موت مہدی روانہ کر دیا۔ اور نصیر وصیف کو ان واقعات سے مطلع کرنے کو خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا۔ خلیفہ ہادی نے کوچ کا حکم دے دیا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا۔ ربیع کو خلعتِ وزارت سے سرفراز فرمایا' لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنادقہ پر عتاب

خلیفہ ہادی تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی طرح زنادقہ کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گیا' جس کو جہاں پایا' قتل کر ڈالا' ازانجملہ علی بن یقطین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا' اس نے خلیفہ مہدی کے روبرو زندقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشمیوں کے قتل نہ کرنے کی قسم کھالی تھی' اس کو قتل نہ کیا' قید کر دیا' مگر ساتھ ہی اس کے اپنے لڑکے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم بیعتِ خلافت پر متمکن ہونا تو اس کو قتل کر دینا' اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی وصیت کی تھی' چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

تخت نشینی کے وقت عمال

خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال اس تفصیل سے تھے۔ "مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب مکہ و طائف پر عبداللہ بن قثم' یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ' یمامہ و بحرین پر سوید قائد خراسانی' عمان پر حسن بن سلیم حواری' کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ' بصرہ پر ابن سلیمان' جرجان پر حجاج (خود خلیفہ ہادی کا آزاد غلام) قومس پر زیاد بن حسان' طبرستان و رویان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی' موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی بد خلقی کی وجہ سے برطرف کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ہمراہ حرث کی طرف خروج کیا تھا والیٔ حرث بخوفِ روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا' معیوب یہ خبر پا کر حدودِ راہب سے بلادِ روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

لشکرِ حسین بن علی کا حملہ

حسین علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی ابی طالب کے لڑکے ہیں' اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا' سبب ظہور کا یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو مامور کیا تھا' ایک روز ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسین' مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا' عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازارِ مدینہ میں تشہیر کرائی' حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا۔ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے' سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ سے حد نہ جاری کرنا چاہئے' کیونکہ علماءِ عراق نے اس کی اباحت کا فتویٰ دے دیا ہے' تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کی بجائے قید کر دیا' پھر دوبارہ حسین مع اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پنجہ ظلم سے چھڑایا' غرض آلِ ابی طالب برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور والیٔ مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے' دو روز تک یہ وقت حاضری نہ دکھائی دیئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے دریافت کیا اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر دی۔ یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ آج ہی شب کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا"۔ عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اٹھ کر چلے آئے' راستہ میں یحییٰ حسن سے کہنے لگے کہ آج اس کا دروازہ نیزہ و تلوار سے کھٹکھٹانا چاہئے' تاکہ یہ سمجھ جائے کہ حسین بن محمد آ گیا ہے"۔ حسین نے جواب دیا' ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے' ہم لوگوں میں جو معاہدۂ خروج کی بابت ہوا ہے' وہ ٹوٹ جائے گیا۔ یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا' اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا باہم معاہدہ کیا تھا' لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سن کر ان لوگوں کو قبل از وقت مقررہ خروج کرنے پر تیار کر دیا' چنانچہ اسی شب کو مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے' یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور بات ہی بات میں مسجد میں عوام کا ایک جمِ غفیر جمع ہو گیا۔ نمازِ صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہل مدینہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول (صلعم) پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے' اس اثناء میں خالد یزیدی دو سو لشکر کی جمعیت سے آ پہنچا' دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز' وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد واقد ایک گروہ کثیر لئے ہوئے آ گیا۔ لڑائی ہونے لگی۔ حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ یحییٰ و ادریس پسرانِ عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر ڈالا۔ خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے' اہلِ مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا اور ان لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً" دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لئے۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کے گروہ والے اکٹھے ہو کر جنگ کرنے کو نکلے' صبح سے ظہر تک کمالِ شدت سے جنگ ہوتی رہی' فریقین کے ہمراہ کثرت سے زخمی ہو گئے' بعد نماز ظہر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' اس کے بعد تیسرے روز مبارک ترکی یہ ارادہ حج پہنچا اور عساکرِ عباسیہ کے ساتھ ہو کر دوپہر تک آلِ ابی طالب سے لڑتا رہا' بعد ازاں اگلے دن پر لڑائی ملتوی کر دی گئی۔ حسین کے ہمراہ مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حسین پھر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے اور بہ حالت غفلت اس پر حملہ کر دیا۔ مغرب کے وقت سے بڑے زور و شور سے لڑائی شروع ہوئی۔ عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسین سے سازش کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے غفلت کی حالت میں حملہ کر دینا" میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوں گا' یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہلِ بیت کی اذیت گوارا نہ تھی' بہرکیف لشکرِ عباسیہ کی ہزیمت کے بعد حسین نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا' آخری ماہ ذی القعدہ میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا۔ اور منادی کرا دی کہ جو "غلام ہمارے پاس آئے گا' ہم اس کو آزاد کر دیں

گے"۔ اس ندا کے سنتے ہی غلاموں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا' اسی سنہ میں چند لوگ خاندان خلافتِ عباسیہ کے حج کرنے کو آئے تھے' ازانجملہ سلیمان بن منصور' محمد بن سلیمان بن علی' عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسمٰعیل پسران عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

حسین بن علی کی شکست

چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی' محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کر دیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ وغیرہ مامون ہونے کی وجہ سے آلاتِ جنگ اور فوج کی کافی تعداد اپنے ہمراہ لے گیا تھا' چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو مجتمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا' جس کا انہوں نے احرام باندھا تھا' مکہ معظمہ میں پہنچتے ہی عباسیہ کے خیر خواہ خدام اور سپہ سالارانِ لشکر بھی آ ملے' جو حج کرنے کو بلادِ مختلفہ سے آئے ہوئے تھے' یوم الترویہ کو صف آرائی کی نوبت آئی ایک خوں ریز جنگ کے بعد حسین مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑا ہوا' بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے' خاتمۂ جنگ کے بعد محمد بن سلیمان نے اپنے رکاب کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ کی جانب مراجعت کی' مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو دفعتہ" ایک خراسانی شخص حسین کا سر لئے ہوئے البشریٰ البشریٰ چلاتا ہوا آ پہنچا' دیکھا گیا تو درحقیقت حسین ہی کا سر تھا' پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ تھی' مقتولین کے سر جمع کئے گئے تو تعداد میں تقریباً" سو تھے' انہیں سروں میں سلیمان برادر مہدی بن عبداللہ کا بھی سر تھا' شکست خوردہ گروہ حجاج کے ساتھ مل جل گیا' جو ان کی جاں بری کا قوی سبب ہوا۔ فتح مند گروہ نے امان کی ندا کرا دی' ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آ کھڑا ہو گیا' موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

انجام کار

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ خلیفہ ہادی کے گوشِ ہوش تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا' مبارک ترکی کے بھی مال و اسباب کو ضبط کر کے جانوروں کی سائیسی پر مقرر کیا' پس مبارک ترکی اس وقت سے اسی حالت میں رہا' تاآنکہ خلیفہ ہادی نے وفات پائی' منجملہ منہزمین کے ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی بچ گئے تھے' جوں توں مسافت کر کے مصر پہنچے ان دنوں سر رشتہ ڈاک واضح مولیٰ صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آلِ علی بن ابی طالب کے خیر خواہوں میں سے تھا' اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے پر سوار کرا کر بلادِ مغرب کی طرف روانہ کر دیا' رفتہ رفتہ شہر ولیلہ مضافات طنجہ میں وارد ہوئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا' چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی' اس نے واضح اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرا کے سولی پر چڑھا دیا۔

ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی پچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو خلفاءِ بنو امیہ اندلس سے ہوئی تھی' وہ ہم آئندہ بیان کریں گے' انشاء اللہ تعالیٰ۔

یحییٰ بن خالد کا مشورہ

چونکہ خلیفہ مہدی اپنے اواخر میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا' اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا تھا کہ "میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں لڑکوں (ہادی و ہارون) کو دیں' ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب سے قدرے سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تروتازہ ہو گئی' اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدتِ خلافت کوتاہ اور ہارون الرشید کی عمدگی و خوبی کے ساتھ طول و طویل ہو گی"۔

ہادی نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ارکینِ سلطنت سے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا' چنانچہ یزید بن مزید' علی بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مالک اس امر پر مستعد ہو گئے اور اپنے گروہ والوں کو یہ سمجھا دیا کہ جلسۂ عام میں ہارون الرشید کے عیوب بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ ان کی ولی عہدی سے ناراض ہیں۔

اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کرنے کو منع کر دیا۔ یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا وزیراعظم تھا۔ ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب خوب دھمکیاں دیں' یحییٰ بن خالد نے عرض کیا۔ "امیرالمومنین! آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی وزارتِ عظمیٰ کی خدمت میرے سپرد کی ہے' اگر یہ امر آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو یہ جان نثار فوراً علیحدہ ہو جائے' مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا"۔

ہادی کا غصہ اس بات کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا' تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ یحییٰ بن خالد نے عرض کیا۔ "امیرالمومنین! اگر آپ اعیانِ سلطنت اور عوام الناس کو بدعہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تختِ حکومت کا مالک مقرر کئے جاتے ہیں' اس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزارہا ایسی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھانا دشوار ہو گا اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہو گا"۔ یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اتر گئیں اور خاموش ہو گیا۔

یحییٰ کی گرفتاری اور رہائی

یحییٰ بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا' پھر ان لوگوں نے جو جعفر کی بیعتِ ولی عہدی کا بیڑہ اٹھا چکے تھے' سرگوشیاں شروع کیں۔ ہادی کے کان بھر دیئے کہ ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحییٰ روکتا ہے' ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔ ہادی نے طیش میں آ کر یحییٰ کو جیل میں بھیج دیا۔ یحییٰ نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت چاہی' چنانچہ ہادی نے یحییٰ کو خلوت میں بلایا۔ یحییٰ نے دست بستہ عرض کیا۔ "امیرالمومنین! کیا آپ کو اس کا خیال ہے کہ لوگ آپ کے لڑکے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے' حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوٰۃ و حج و غزوات میں اس کی امامت سے راضی ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ آپ کا سایۂ عاطفت ہم پر نہ رہا اور جعفر تخت نشین ہوا تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے نچلے بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت و سلطنت کرنے دیں گے' میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی' واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو اپنا ولی عہد نہ بنا جاتے تو بہ لحاظِ معاملاتِ سلطنت و سیاست ضرورت وقت اس خطرہ سے بچنے کے خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے' مصلحت وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو اپنا ولی عہد بنائے رکھئے' میں اقرار کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ خلافت سے دست کش ہو کر جعفر کی بیعت قبول کر لے"۔ ہادی نے یحییٰ کی کل باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا' مگر وہ اراکینِ سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے' الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی مشورے دینے لگے' ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کیا۔ یحییٰ بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف چلے جایئے اور جس طرح ممکن ہو' ایام گزاری کیجئے۔ ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصرِ مقاتل کی طرف چلا گیا' چالیس دن تک غائب رہا' ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گزاری بلا بھیجا۔ ہارون نے بیماری کا بہانہ کیا' اس وقت تمام خدام و اراکینِ سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے' نکتہ چینی کرنے لگے۔

ہادی کا انتقال

اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہادی بلادِ موصل کی طرف چلا گیا' اتفاقِ وقت سے بیمار ہو گیا اور رفتہ رفتہ مرض کا زور بڑھتا گیا' ممالک مقبوضہ کے گورنروں کو بلا بھیجا اور جب ہادی کی صحت سے ایک گونہ ناامیدی ہوئی تو ان امراء و اعیانِ دولت نے جنہوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی' یحییٰ بن خالد کو قتل کر ڈالنے کا عہد و پیمان کیا' پھر یہ سوچ کر شاید ہادی اچھا ہو جائے۔ ہادی کے خوف سے رک رہے' اس کے بعد ہی ماہ ربیع الاول ۷۰ھ میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بعد واپسی بلادِ موصل وفات پائی تھی۔ اور یہ[1] بھی کہا جاتا ہے کہ ہارون کی ماں خیزران کے اشارہ سے

[1] خیزران کا ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبق پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا (جس میں سے نصف کھا لیا تھا اور نصف

ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا' اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانۂ خلافت سے خیزران تمام معاملاتِ سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امراءِ دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی' صبح و شام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراءِ دولت اور فوجی سردار ہروقت اس کے محل میں آیا جایا کرتے تھے' ایک روز ایک معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا۔ ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہ دیا' خیزران نے کہا۔ "میں نے عبداللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لے لیا ہے"۔ ہادی نے غضب ناک ہو کر عبداللہ بن مالک کو سخت و سست کہا اور اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی۔ خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی' ہادی نے کہا۔ "آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں' واللہ اگر میں رسول اللہ (صلعم) کا قرابت دار ہوں گا تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازہ پر آئے' اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال و اسباب ضبط کر لوں گا' افسوس کی بات ہے کہ سردارانِ لشکر اور ارکینِ دولت میرے ہوتے ہوئے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں' کیا آپ کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے' جس میں آپ مشغول ہوں' آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہیئے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے' خبردار! خبردار آئندہ کسی مسلم و ذمی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا"۔

خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگو سن کر رنج و غصہ میں لوٹ آئی' ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربارِ عام میں چلا آیا' امرائے سلطنت اور افسرانِ فوج سے دریافت کیا۔ "تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کرے اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں' اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا اور اس طرح کیا"۔ حاضرین نے عرض کیا۔ "ہم لوگ اس بات کو پسند نہ کریں گے"۔ فرمایا۔ "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کی خدمت میں جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو"۔ اعیانِ سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کر دیا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے لڑکے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' اتفاقِ وقت سے اسی زمانہ میں ہادی بیمار ہو گیا اور بیماری زور پکڑتی گئی۔ خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا' اس نے ہادی کو زہر[1] دے دیا۔ ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہر ثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام لا کر تختِ خلافت پر بٹھا دیا۔ ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا اور تمام ممالکِ محروسہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خلافت کی خبر لکھ بھیجی۔ اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا' تب ہارون اٹھ کر ہادی کے سرہانے پر گیا' مردہ پایا' تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی' دفن کر دیا۔ اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی قلمدانِ وزارت اور نیز انگشتریٔ خلافت یحییٰ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیارِ کامل دے دیا۔

(عرض مترجم)

خلیفہ ہادی[1] کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا۔ خلیفہ المہدی بن المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا لڑکا تھا' ام ولد بربریہ خیزران نامی کے بطن سے مقام رے۔ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا' بائیس برس کی عمر میں ولی عہدی خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تختِ خلافت پر

میں زہر ملا دیا تھا) یہ کہلا بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ نفیس پکا ہوا ہے۔ مجھے زیادہ پسند آیا' اس وجہ سے آپ کیلئے بھیجتا ہوں چونکہ خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے خطرہ اس سے پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے رکھ دیا' جونہی کتے نے کھایا مر گیا۔ اسی سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی۔ تاریخ الخلفاء۔

[1] اس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولی عہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دیدیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرمائش سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے ہادی کو زہر دلوا دیا۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۹۰

بیٹھا ایک برس تین مہینہ خلافت کر کے ۱۷۰ھ میں مرگیا۔ تیئیس برس کی عمرپائی' آزاد و مزاج' عشرت پسند' شرابی اور لہو لعب میں زیادہ مصروف رہتا تھا' بہ ایں ہمہ فصیح بلیغ اور مؤدب تھا' اس کو موسیٰ اطبق بھی کہا کرتے تھے' اس وجہ سے کہ اس کا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دانت بڑے بڑے تھے' جس سے ہروقت اور اکثر بہ وقت کلام منہ کھلا رہتا۔ خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کر دیا تھا' جو ہروقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا رہتا' جہاں ہادی کا منہ کھلا' خادم نے کہا۔ "یا موسیٰ اطبق" موسیٰ یہ سن کر منہ بند کر لیتا تھا' رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہو گیا' سب سے پہلے اسی کے ہمراہی میں سوار برہنہ شمشیر لے کر چلتے تھے کہ اس کے زمانے میں آلاتِ حرب کی بہت زیادتی ہوئی' کبھی کبھی شعر بھی نظم کر لیتا تھا' چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون نے اس کے لڑکے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا' مشہور ہیں:

نصحت لهارون فرد نصیحتے وکل امراء لا یقبل النصح نادم وادعو للامر المولف بنیننا فیعبد عنه وهو فی ذاک ظالم ولو لا انتظاری منه یوما الی غد لمعاد الی ماقلة وهو راغم

میں نے ہارون کو نصیحت کی' مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت نہیں قبول کرتا وہ نادم ہوتا ہے میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہیں اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے' اگر مجھے امروز فردا کا انتظار ہوتا تو چار ناچار میری بات اس کو ماننا پڑتی۔

خلیفہ ہادی[1] باوجود شراب نوشی اور لہو و لعب میں مصروف رہنے کے حق پسند بھی تھا' عبداللہ بن مالک جو خلیفہ مہدی کا ایک نامور فوجی سردار تھا' روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر و پیشتر ہادی کے ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کرانے پر ہادی کو صحبتِ بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیلِ کمال مستعدی سے کرتا تھا۔ ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا' چنانچہ یہ ہادی تختِ خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا یقین ہو گیا' ایک روز دوپہر کے وقت خلیفہ ہادی[2] نے مجھے بلا بھیجا' ہوش و حواس جاتے رہے' زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی' تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر ہادی کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا تھا) بچھا ہوا تھا اور برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی' میں نے جھک کر سلام کیا' ہادی نے جواب دیا' لاسلم اللہ علیک' پھر تیوری چڑھا کر بولا۔ "کیوں عبداللہ تجھے فلاں روز کا واقعہ یاد ہے' جب کہ تو حرانی اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا اور میں نے سفارش کی تھی' مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی"۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں امیرالمومنین مجھے یاد ہے' مگر مجھے کچھ گذارش کی اجازت ہو تو عرض کروں"۔ خلیفہ ہادی نے عرض معروض کی اجازت دے دی' میں نے گذارش کی۔ "میں امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں' جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں' جیسا کہ خلیفہ مہدی نے حکم دیا تھا اور اپنے کسی لڑکے کی طرف مجھے بھیجیں' جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس لڑکے کی موافقت کروں گا"۔ ہادی نے جواب دیا۔ "نہیں!"۔ میں نے عرض کیا۔ "پھر اب ایسا ہی میں آپ کا مطیع ہوں' جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا"۔ ہادی یہ سن کر ہنس پڑا' قریب بلایا' میں نے بڑھ کر دست بوسی کی' دعائیں دینے لگا۔ ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔

خلیفہ[3] ہادی نے اپنے مرنے پر نو اولادیں چھوڑیں' سات لڑکے تھے۔ جعفر (جس کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا)۔ عباس' عبداللہ' اسحاق' اسمٰعیل' سلیمان اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ و ام عباس تھیں۔

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔

[2] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۳۔

[3] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۰۔

باب ٦

ہارون الرّشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

ہارون الرّشید کی تخت نشینی

خلیفہ[1] ہارون الرشید نے تختِ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد ہی انتظامی نقطۂ نظر عمّال[2] کے تقرّر و تبدیلی کے احکام صادر فرمائے' چنانچہ عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا اور یزید بن حاتم گورنرِ افریقیہ کے انتقال کر جانے پر روح بن حاتم کو اور پھر روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے لڑکے فضل کو سندِ گورنری مرحمت کی' پھر جب یہ مارا گیا تو ہرثمہ بن اعین مامور کیا' جیسا کہ آئندہ حالاتِ افریقیہ میں بیان کیا جائے گا' اسی زمانہ میں کل سرحدی بلاد کو جزیرہ و قنسرین سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ صوبہ قرار دے کر عواصم کے نام سے موسم کیا۔ طرطوس کی تعمیر اور اسے آباد کرنے کا حکم دیا۔ زمانۂ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے کو گیا اور حرمین شریفین میں کمال دریا دلی سے خیر و خیرات کی۔ اور صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ البکائی جہاد کرنے کو گیا تھا' ان دنوں مکّہ و طائف کی گورنری پر عبداللہ بن قثم' کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ' بحرین' بصرہ' یمامہ' عمان' اہواز اور فارس کی گورنری پر محمد بن سلیمان بن علی اور خراسان کی گورنری پر ابو الفضل بن سلیمان طوسی تھا' اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث کو مامور فرمایا۔ جعفر نے خراسان پہنچ کر اپنے لڑکے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا' چنانچہ عباس نے کمال مردانگی سے کابل و سابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا' لوٹ لیا' اس کے بعد ہارون الرّشید نے جعفر کو دربارِ خلافت میں طلب کر کے معزول کر دیا اور بجائے اس کے اس کے لڑکے عباس کو سندِ گورنری مرحمت

---

[1] خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا یہ پانچواں تاجدار ربیع الاول ۱۷۰ھ کی سولھویں تاریخ کو مقام عیسیٰ باد میں تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بائیس برس کی تھی۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس سے سات دن پیشتر پیدا ہوا تھا۔ فضل کی ماں نے اس کو اور اس کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا اس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جونہی ہادی نے دم توڑا، ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کا مژدہ سنایا اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت سپرد کر دی اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی۔ رشید اس وقت سو رہا تھا۔ یحییٰ نے جگا کر کہا، اٹھیے امیر المومنین، رسید نے یاس سے جواب دیا "تم کب تک مجھے خلافت کا مژدہ سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ جائیگی تو میری کیا حالت ہوگی؟" یحییٰ نے عرض کیا "موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ لیجیے یہ خاتم خلافت حاضر ہے" ہنوز یہ گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ محل سرائے شاہی سے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا مژدہ آیا رشید نے اس کا نام عبداللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آئندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا جائے گا۔ یہ رات بھی عجیب رات تھی، اسی شب میں ایک خلیفہ (ہادی) کا انتقال ہوا اور دوسرا (ہارون) سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تیسرا (مامون الرشید) عالم وجود میں آیا۔ ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کی تہنیت میں یہ اشعار پڑھے۔

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بیمار تھا۔ جب ہارون تخت نشین ہوا تو اس کی روشنی چمک اٹھی۔ دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا کیونکہ ہارون ان کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر" اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا۔ لوگوں نے کہا "وہ کیا لے کر آیا ہے" عرض کیا "میں ایک پیام لایا ہوں" کہا "بیان کرو" گزارش کی "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یہ ابیات ان کے حضور میں پہنچاؤ"

تو نے ورثہ میں قریش سے خلافت پائی ہے۔ وہ ہمیشہ تم دونوں کے پاس دلہن بن کر آئے گی۔ موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے اور ایسی حالت میں وہ کیوں نہ ناز کرے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۴۳ و ۴۴ (اعلام الناس صفحہ ۸۴)

فرمائی‘ موصل کی عنانِ امارت عبد الملک بن صالح کے ہاتھ میں تھی‘ ہارون الرشید نے اس کو معزول کر کے اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا‘ کچھ عرصہ بعد ابو حنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دار الخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربارِ خلافت میں حاضر ہوا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے[1] اور آرمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ (برادر زادہ معن) کو معزول کر کے عبد اللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی کو مامور کیا گیا تھا‘ اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر فراہم کیا۔ بنو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی‘ انہوں نے رات کے وقت مجتمع ہو کر روح پر شب خون مارا اور انہیں معہ ایک جماعت کے جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھے‘ مار ڈالا۔

۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان والیٔ بصرہ نے وفات پائی‘ چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرّشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مالِ غنیمت کو غصب کر کے اسباب و سامان مہیا کیا ہے اور اپنے آپ کو خلافت و حکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہارون الرّشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا‘ جو وفات کے بعد محمد بن سلیمان اس طرح سے نکلا کہ اس کے مال و اسباب‘ گھوڑے اور اثاث البیت کو ضبط کر کے خزانہ شاہی میں داخل کر لیا‘ جس کا کوئی شمار نہیں ہے‘ ساٹھ ہزار دینار نقد تھے۔ محمد بن سلیمان کا سوائے جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا‘ وہ محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعوے دار ہوا‘ ہارون الرّشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول کر دیا۔

۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری مرحمت کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو امام موصوف کی زندگی ہی میں عہدۂ قضاء پر مامور فرمایا۔

۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کی ولی عہدی کی بیعت لی‘ اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی‘ اسی سنہ میں ہارون الرّشید نے عباس بن جعفر کو امارتِ خراسان سے معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو مامور فرمایا تھا۔

یحییٰ برمکی کی گرفتاری

۱۷۵ھ میں یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن برادر مہدی نے دیلم میں خلافتِ عباسیہ کے خلاف خروج کیا‘ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب و جلال بڑھ گیا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی‘ چاروں طرف سے جوق در جوق لوگ اڈے چلے آتے تھے۔ ہارون الرّشید نے ان کی جلوہ گری کے لیے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور جرجان‘ طبرستان اور رے وغیرہ کی سندِ گورنری بھی دے دی۔ فضل نے بغداد سے نکل کر لشکر مرتب کیا اور سامان و اسباب سفر مہیا کر کے کوچ کر دیا۔ طالقان میں پہنچ کر یحییٰ بن عبد اللہ کے نام ایک خط لکھا‘ جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافتِ عباسیہ کے رعب و داب سے ڈرایا تھا‘ اس کے ساتھ ہی صلح کر لینے پر انعام و جاگیرات کی امید بھی دلائی تھی۔ والی دیلم سے بھی اس بارے میں خط و کتابت کی تھی اور صلح کر لینے کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کو لکھا تھا۔

یحییٰ کے دل پر اس خط کے پڑھنے سے ایسی ہیبت چھا گئی کہ اس نے مصالحت منظور کر لی اور لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قلم سے صلح نامہ لکھ کر دے اور اس پر فقہاء قضاۃ معہ‘ سرداران بنو ہاشم اور ان کے مشایخین کے دستخط بھی ہوں‘ بجملہ ان کے عبد الصمد کے بھی دستخط ہوں۔ فضل نے ان تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا۔ ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کر مع ہدایا اور تحائف کے فضل کے پاس روانہ کیا‘ چنانچہ یحییٰ نے معہ فضل کے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا و تحائف کا اس کو گرویدہ بنا لیا‘ اس واقعہ کے بعد سے فضل کا اعزاز ہارون الرّشید کے دربارِ خلافت میں بڑھتا گیا۔ بالآخر ہارون الرشید نے یحییٰ برمکی کو قید کر دیا اور پھر وہ قید خانہ سے مر کر ہی نکلا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

گورنر کی تبدیلی

موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے ملک مصر کی گورنری پر مقرر کیا تھا' چند دنوں بعد اس کے متعلق دارالخلافت میں یہ خبریں پہنچے لگیں کہ یہ امیرالمومنین کا دشمن اور خلافت سینہ کے انقلاب کا خواہاں ہے' ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کیا اور عمر بن مہران کو سندِ گورنری دینے کے لے پیش کرنے کا حکم دیا' یہ شخص نہایت بدشکل' عجیب الخلقت احول (بھینگا) اور پست قامت تھا' صورت و شکل نازیبا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی ذلیل و کم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا' جب دربارِ عام میں اسے پیش کیا گیا اور گورنریٔ مصر کا اس کو مژدہ سنایا گیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ بعد انتظام ممالک مصر سے واپسی میرے اختیار میں رہے' دارالخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ رہے' خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر کو روانہ ہوا' اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا' اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسۂ عام میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اربابِ حاجت اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے' جب سب لوگ منتشر ہو گئے تو عمر بن مہران نے فرمان شاہی موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا۔ موسیٰ نے تمام پڑھ کر کہا' جناب ابو حفص کب تشریف لائے گئے۔ (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی)۔ عمر بن مہران نے جواب دیا۔ "ابو حفص میں ہی ہوں"۔ موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا۔ "لعن اللّٰہ فرعون حیث قال الیس لی مذک مضر" (اللہ کی فرعون پر لعنت ہو' کم بخت اسی ملک مصر کی بادشاہی پر دعوائے خدائی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ "میں مصر کا مالک مستقل نہیں ہوں)۔

غرض موسیٰ نے گورنریٔ مصر کا چارج دے کر بغداد کا راستہ لیا اور عمر بن مہران ملک مصر کے انتظام میں مصروف ہوا' کاتب (سیکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا کوئی تحفہ و نذر سوائے زر نقد کے قبول نہ کیا جائے' لوگ ایک زمانہ سے اس کے عادی ہو رہے تھے کہ گورنرِ مصر کو ہدایا و تحائف دے کر خراج ملتوی کرا لیا کرتے تھے' اسی دستور کے مطابق مصر والوں نے نذرانے و تحائف پیش کیے۔ عمر بن مہران نے سب پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھا کر بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے' جب قسطِ اول و دوم کو عمر بن مہران نے کمال سختی و تشدد سے وصول کیا تو تیسری قسط میں لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں کہ ہم نذرانے و تحائف بھی دیتے ہیں اور پھر ہم سے خراج بھی سختی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔

عمر بن مہران نے ان نذرانوں و تحائف کو خزانہ سے نکلوا کر دینے والوں کے سامنے پیش کر کے پائی پائی کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری ہی قسط میں ملکِ مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آیا۔

قیسنیہ اور یمانیہ میں فساد

اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مضریہ و یمانیہ کے مابین مقام دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ مضریوں کا سردار ابوالہیذام عامر بن عمارہ تھا' جو خارجہ بن سنسان بن ابی حارثہ مری کی اولاد میں سے تھا' اصل فساد بنو قین و یمانیہ میں پیدا ہوا تھا' اس سبب سے کہ یمانیہ نے بنو قین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ بنو قین اس کا معاوضہ لینے کے لئے جمع ہوئے' ان دنوں دمشق کی گورنری پر عبدالصمد بن علی فائز تھا' اس نے اس ہنگامہ کی خبر رؤساء و اراکین حکومت کو دونوں قبیلوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے جمع کیا' قیسنیہ تو سمجھانے بجھانے سے رک رہے' مگر یمانیہ نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا اور رات کے وقت بحالتِ غفلت مضریہ پر حملہ کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو افراد کو کاٹ ڈالا۔ بنو قین نے قبائل قضاعہ و سلیم سے مدد طلب کی' ان لوگوں نے مدد نہ دی' تب بنو قین قیس میں آئے اور اپنی بے کسی' کمزوری اور مجبوری ظاہری کر کے اعانت کی درخواست کی۔ قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا' فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور لڑائی طول کھینچ گئی۔ دربارِ خلافت تک یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتقاماً عبدالصمد کو معزول کر کے ابراہیم بن صالح کو مامور کیا' دو برس تک برابر آتش فساد بھڑکتی رہی' دو برس کے بعد فریقین نے مصالحت کر لی۔

شورش میں اضافہ

ابراہیم بن صالح کو بھی شب روز کے انتظام اور تگ و دو سے فرصت نہ ملی' دمشق پر اپنے لڑکے اسحاق کو اپنا نائب بنا کر دربارِ خلافت میں آیا چونکہ دونوں باپ بیٹوں (یعنی ابراہیم و اسحاق) کا میلِ خاطر یمانیہ کی جانب تھا۔ ابراہیم نے تو خلیفہ سے قیس کی شکایت جڑ دی' اگرچہ عبدالواحد بن بشر نے معذرت کر کے صفائی کر لی اور اس کے لڑکے (یعنی اسحاق نے دمشق میں پھر ایک شورش برپا کر دی اور قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے پٹوا دیا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا' ایک روز غسان نے قیس بن عیسیٰ کے لڑکے پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا' اس کے بھائی خوران نے دوا قبیل سے فریاد کی اور مدد کا خواست گار ہوا' دوا قبیل امداد کی غرض سے یمانیہ پر چڑھ آئے اور ان میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا' اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عرم بن جنید بن عبدالرحمٰن پر حملہ کر دیا' کلیب تو بچ گیا' مگر اس کے مہمان کو جو ان کے یہاں مقیم تھا۔ یمانیہ نے مار ڈالا' اس مہمان کی ماں (سابہ) ابو ہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی اور ہیدام نے کہا۔ "صبر کرو' ہم اس کو امیر کے رُوبرو پیش کریں گے' اگر اس نے اس پر توجّہ کی تو فبہا' ورنہ امیر المومنین تو انصاف کریں گے"۔

یمانیہ کی شکست

اسحاق کو اس واقعہ کی خبر پہنچی' اس اثناء میں ابو ہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا اور حاضری کی اجازت چاہی' اجازت نہ دی گئی' اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کا وارا نیارا کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو اس کے ہمسایہ تھے' لوٹ لیا' محارب نے ابو ہیدام سے اس کا شکوہ کیا' ابو ہیدام معہ ان لوگوں کے اسحاق کے پاس گیا۔ اسحاق نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر تفتیشِ مقدمہ کا وعدہ کیا اور درپردہ یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی' چنانچہ یمانیہ مجتمع ہو کر بابِ جابیہ کی جانب آئے' ابو ہیدام بھی یہ خبر پا کر مسلح ہو کر میدانِ جنگ میں آیا اور کمال مردانگی سے ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا۔

یمانیہ نے یہ رنگ دیکھ کر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی' ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھا کر مدد دی اور مضریہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی باب توما پر فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی۔ اسحاق نے گھبرا کر جنگ روک دینے کا حکم صادر کیا۔ ابو ہیدام نے جنگ سے اپنے ہاتھ روک لیے۔ اسحاق نے یمانیہ کو اس سے مطلع کر کے بحالتِ غفلت حملہ کرنے کو کہلا بھیجا۔ ابو ہیدام کے جاسوسوں نے بھی یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچا دی' وہ آگ بگولا ہو گیا' پھر سوار ہو کر میدانِ جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی' پھر اس کے بعد یمانیہ اردو' خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے۔ ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کی غرض سے مامور کیا۔ جاسوسوں نے خبر لانے میں تاخیر کی تو ابو ہیدام نے شہر میں جا کر کمر کھول دی۔ اسحاق نے موقع پا کر ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے جائے قیام کی خبر لانے کو بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کی حالت سے واقفیت ہو گئی تو اس نے یمانیہ کو شہر کی پرلی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ ابو ہیدام نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کر سامنے سے حملہ کیا۔ یمانیہ کو اس معرکہ میں بھی شکست ہوئی۔

غرہ صفر ۱۷۶ھ کو اسحاق نے قصرِ حجاج کے قریب اپنے لشکریوں کو جمع کر کے مرتّب کیا۔ ابو ہیدام کے ہمراہی جو اطراف دمشق میں قصبات و دیہات کے لوٹنے کو گئے ہوئے تھے' یہ خبر پا کر واپس آئے تو اسحاق کی فوج کے چند دستوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ابو ہیدام کے ہمراہیوں نے ان کو شکست دے دی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا۔ دمشق کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی' ابو ہیدام نے امان دے دی' جس سے فتنہ ٹھنڈا ہو گیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی۔ ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے اطرافِ دمشق میں پھیلا دیا' تھوڑے سے آدمی اس کے پاس رہ گئے' اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا عذافر سکسکی کو امیر مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا' اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کر دیا' مگر اسحاق کے لشکری تین روز تک برابر لڑتے رہے۔ چوتھے روز اسحاق بھی تیار ہو کر میدان جنگ میں آیا' اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی' علاوہ اس کے یمانیہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ ابو ہیدام نے شہر سے نکل کر باب جابیہ پر مقابلہ کیا' اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کر

پیچھے ہٹ گئی' اس کے بعد حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک گاؤں پر شب خون مارا۔ ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو ان کی روک تھام کو روانہ کیا' ان لوگوں نے حمص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے' جلا کر خاک سیاہ کر دیا' اس واقعہ کے بعد تقریباً (۷۰) ستر یوم تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔

خاتمہ فتنۂ دمشق

غرۂ ربیع سنہ مذکور کو سندی خلیفہ ہارون کی جانب سے ایک لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا۔ یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی جانب سے برہم کر دیا۔ ابو ہیدام نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المومنین کا مطیع ہوں' میری یہ مجال نہیں ہے کہ خلافت پناہی کے حکم سے سرتابی کروں۔ سندی یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق دارِ حجاج میں جا اترا' دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا۔ ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدانِ کارزار میں نکالا' سپہ سالاران ہزار جوانوں کی وضع و صورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا اور لوٹ کے سندی کے پاس آیا' اسے یہ رائے دی کہ یہ لوگ موت کو زندگی سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح ممکن ہو' ان سے مصالحت کرنا مناسب ہے۔ سندی نے نامہ و پیام کر کے ابو ہیدام سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کے بعد ابو ہیدام نے حوران کی طرف کوچ کر دیا اور سندی تین دن تک دمشق میں ٹھہرا رہا' چوتھے روز موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر ہو کر آیا' اس نے لشکریوں کو ابو ہیدام کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا' لشکریوں نے ابو ہیدام کے مکان کو جا گھیرا ابو ہیدام معہ اپنے لڑکے اور ایک غلام کے مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' موسیٰ کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے' اس اثناء میں ابو ہیدام کے ہمراہی اس واقعہ سے مطلع ہو کر چاروں طرف سے دریا کی طرح امڈ آئے۔ ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا' موسیٰ نے اس کے تعاقب پر لشکر مامور کیا' ابو ہیدام ان کو پسپا کر کے بصرہ کی جانب چلا گیا' یہ واقعہ رمضان ۱۷۷ھ کا ہے۔

اسبابِ شورش

بعض لوگوں نے اس شورش کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا' اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا' لیکن شام میں آ کر بہت بڑا گروہ جمع کر لیا اور آتشِ فساد مشتعل کر دی۔ خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کو گرفتار کرانے پر متعین کیا' چنانچہ وہ ابو ہیدام کو بحیلہ و فریب گرفتار کرا لایا۔ خلیفہ رشید نے ترس کھا کر اس کی خطائیں معاف کر دیں اور رہا کر دیا۔ ۱۸۰ھ میں خلیفہ رشید نے اس فتنہ کے ختم کرنے کی غرض سے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا' چنانچہ جعفر اپنے حسنِ انتظام سے اس فتنہ کو ختم کر کے نیک نامی کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔

بغاوت کا خاتمہ

۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان و موصل پر قبضہ کر لیا تھا' ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک بن صالح تھا' بہرحال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں پر میں چار ہزار جنگ آوروں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل دبا دبایا پڑا رہا' یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ عطاف بھاگ کر آرمینیہ پہنچا' پھر آرمینیہ سے رقہ چلا آیا اور وہیں مکان بنا لیا۔

۱۷۸ھ میں جوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس و قضاعہ سے تھے) گورنر مصر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور کھلے میدان لڑنے کو آئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا)۔ مصر کی بغاوت ختم کرنے کی غرض سے مصر جانے کو لکھا' جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا' جوفیہ کا دماغ درست ہو گیا اور بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ خلیفہ ہارون نے انتظاماً مصر کی گورنری ہرثمہ کو دے دی' پھر ایک ماہ کے بعد اس کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مامور کیا۔

عمال کی تبدیلیاں

عہد خلافت مہدی و ہادی میں خراسان کی گورنری پر ابو الفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا۔ خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا' اس نے خراسان پہنچ کر ۱۷۳ھ میں اپنے لڑکے عباس کو ایک لشکرِ جرار کے ساتھ کابل کی جانب روانہ کیا اور طخارستان پر جہاد کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ عباس نے کابل و سابہار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کر دیا اور جعفر طخارستان سے مراجعت کر کے تیسری رمضان ۱۷۳ھ کو عراق پہنچا' اس کے بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو معزول کر کے اس کے لڑکے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطاء کیا' پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۱۷۵ھ میں خراسان' بحستان اور جرجان کی سندِ گورنری مرحمت کی۔

خوارج کا علم بغاوت

خالد غطریف نے اپنی جانب سے داؤد بن یزید کو اپنی قائم مقامی دی اور بحستان کا عامل مقرر کیا' اسی کے عہدِ گورنری میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا)۔ اہل اوق کی سازش سے علمِ بغاوت بلند کیا۔ عثمان بن عمار عاملِ بحستان نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا۔ حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور جوشِ کامیابی میں باذ غیس' بوسنج اور ہرات کی طرف کوچ کر دیا خالد غطریف نے بارہ ہزار لشکر حصین کی گرفتاری و جنگ پر مامور کیا حصین نے چھ سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو نیچا دکھا کر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا' اس وقت سے حصین برابر اطرافِ خراسان میں قتل و غارت کرتا رہا اور کسی معرکہ میں عامل خراسان کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی' تاآنکہ ۱۷۷ھ میں اس کی دلیرانہ و باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

گورنر خراسان

۱۸۰ھ میں ماوراء النہر پر جہاد کیا گیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مامور کیا' وہ بیس برس تک اس عہدہ پر فائز رہا' اسی کے عہد میں حمزہ بن اترک خارجی نے بقصد بوسنج خروج کیا' ان دنوں ہرات کی گورنری پر عمرویہ بن یزید ازدی تھا' اس نے چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ سے معرکہ آرائی کی' حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا' عمرویہ بن یزید اسی غوغا میں دب کر مر گیا' تب علی بن عیسیٰ نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے اپنے دوسرے لڑکے عیسیٰ بن علی کو مامور کیا۔

حمزہ کی شکست

اس سے اور حمزہ سے لڑائی ہوئی' حمزہ نے شکست دے دی۔ علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر جنگِ حمزہ پر واپس کیا' مقام نیشاپور میں صف آرائی کی نوبت آئی اور ایک خونریزی جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قستان کی طرف بھاگا۔ عیسیٰ کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ حمزہ کے ہمراہیوں میں چالیس آدمیوں کے سوا جو اس کے ہمراہ قستان بھاگ گئے تھے اور کوئی جانبر نہ ہوا۔ عیسیٰ نے اوق' جوین اور ان قصبات و دیہات کی جانب اپنے لشکریوں کو روانہ کیا جو حمزہ کی اعانت و امداد کر رہے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندی بہا دی' تقریباً تیس ہزار خوارج اس قتلِ عام میں مارے گئے' خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے مقامِ زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے مراجعت کی۔

حمزہ کی لوٹ مار

عبداللہ بن عباس نے خراج اور مالِ غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کر دیا۔ حمزہ کو اس کی خبر لگ گئی' اثناءِ راہ میں بحالت غفلت عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی' عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا' حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا' اس کے

اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے' اس واقعہ کے بعد حمزہ نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ اطراف و جوانب کے دیہات و قصبات پر بحالتِ غفلت شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لاتا تھا' کسی خاص گاؤں میں قیام پذیر نہ ہوتا تھا' اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشخ پر مامور کیا تھا۔ حمزہ نے یہ سن کر طاہر کا رخ کیا' اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں اثناء راہ میں مل گیا' اسے لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا۔ طاہر بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ خوارج کے ایک گاؤں میں پہنچا۔ خوارج طاہر کی آمد کی خبر سن کر جان کے خوف سے بھاگ گئے' یہ وہی خوارج تھے' جو تقررِ حکم کے خلاف تھے' مگر لڑتے نہ تھے اور محکمۂ خوارج کا یہ وہ گروہ ہے جو وقتاً" فوقتاً" موقع پا کر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کا شعار "لاحکم الا اللّٰہ" تھا' ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خونریزی و بغاوت سے باز آنے کو لکھا۔ حمزہ نے وعدہ کر لیا' لیکن اس کی فتنہ پرداز طبیعت کو چین نہ ملا اور چند دنوں کے بعد ہی بدعہدی کر کے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور امنِ عامہ میں خلل انداز ہو گیا' اسی وجہ سے اس کے اور علی کے ہمراہیوں کے مابین متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

المامون کی ولی عہدی کی بیعت

۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے لڑکے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی کہ امین کے بعد تختِ خلافت کا یہ وارث ہو گا اور المامون کے مبارک لقب سے ملقب کر کے خراسان اور اس کے ملحقات صوبہ کی ہوان تک کی سندِ گورنری مرحمت کی' اس کے بعد عیسیٰ بن علی گورنر خراسان کو طلب کر کے مامون الرّشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

ابو خصیب کی سرکوبی

اسی سنہ میں ابو خصیب وہب بن عبداللہ نسائی مقام خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے اطراف و جوانب کو لوٹنے لگا' مگر پھر سطوتِ شاہی سے خائف ہو کر امان کا خواستگار ہوا' امان دے دی گئی' اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بلادِ باز غیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلا دی ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر فوج کشی کر دی' مقابلہ ہوا' عیسیٰ نے حمزہ کے ہمراہیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا اور جوشِ کامیابی میں کابل وزا بلستان تک بڑھتا چلا گیا۔ ابو خصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کر دی اور بلوائیوں کا ایک گروہ کثیر جمع کر کے بیورد' نساء کلوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو کا قصد کیا' چونکہ اہلِ مرو اس کے فتنہ و شر سے غافل تھے' محاصرہ میں آ گئے' مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابو خصیب پسپا ہو کر سرخس کی جانب لوٹ آیا۔ ۱۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان' ابو خصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا اور مرو سے ایک جرّار لشکر لے کر ابو خصیب پر چڑھ گیا' مقام سنار میں لڑائی ہوئی' ابو خصیب مارا گیا اور اس کے عیال و اطفال قیدی بنا لئے گئے۔ ابو خصیب کی زندگی کے خاتمہ سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا اور آتشِ بغاوت جو ایک مدت سے بھڑک رہی تھی' سرد ہو گئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایات

۱۸۹ھ میں امراءِ خراسان نے علی بن عیسیٰ کی بداخلاقی' بے مروّتی' ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کر دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہم لوگوں کو تیرِ ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے' بلکہ شیرازۂ خلافت و سلطنت کو درہم برہم کر ڈالنے کی بھی فکر کر رہا ہے' خلیفہ رشید نے یہ خبر پا کر رے کا قصد کر دیا' جوں ہی خلیفہ ہارون کا لشکر رے میں پہنچا۔ علی بن عیسیٰ نذرانے' تحائف اور قیمتی قیمتی اسباب لئے ہوئے حاضر ہوا۔ خلیفہ' کل اراکینِ دولت اور شاہی خاندان کے کل ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں' اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے اور اس نے خوش ہو کر گورنریٔ خراسان پر واپس کر دیا اور رے' طبرستان' دنباوند' قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیا' اس واقعہ سے قبل ۱۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مامور کیا تھا' چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کر لایا تھا۔

علی بن عیسیٰ کی معزولی

۱۹۰ھ میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں آتش بغاوت بھڑکادی اور شاہی فوج سے ایک مدتِ دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں' انہیں لڑائیوں میں اس کے لڑکے عیسیٰ نے وفات پائی تھی' اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات کی وجہ سے (۱۹۱ھ میں) معزول کر دیا' اس کے علاوہ یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ذلیل سمجھتا تھا۔ اور رؤساءِ شہر کی توہین کرتا تھا' ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے)۔ علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے' علی بن عیسیٰ بدتمیزی سے پیش آیا اور سخت کلامی کی' اور گندے الفاظ سے مخاطب کر کے قتل کر ڈالنے کی بھی دھمکی دی' ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو[1] کے ساتھ پیش آیا تھا' ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی' ہر چند لوگوں نے مکان سے نکلنے کو کہا' پر نہ نکلا' یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو معزول کیا گیا' باقی رہا' حسین وہ بحال پریشان دربارِ خلافت میں پہنچا' شکایت کی اور امان کا خواستگار ہوا۔ خلیفہ ہارون نے اسے امان دے دی۔

خزانے کا راز

منجملہ ان امور کے جس سے خلیفہ ہارون نے اس کو گورنریٔ خراسان سے معزول کیا تھا' ایک یہ بھی تھا کہ جب اس کا لڑکا عیسیٰ جنگ رافع میں مارا گیا تو ایک لونڈی نے جو اس راز سے واقف تھی' عیسیٰ کے بعض خدام کو اس سے مطلع کر دیا کہ بلخ کے باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ نے دفن کر دیئے ہیں' اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا' رفتہ رفتہ عوام الناس میں یہ راز افشاء ہو گیا۔ عوام الناس یہ سن کر دوڑ پڑے' باغ میں گھس کر دینار لوٹ لائے۔ اور اس سے پیشتر یہ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی شکایت کیا کرتا تھا اور خلیفہ ہارون کو یہ یقین دلایا تھا کہ جنگ رافع میں میں نے اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی۔ خلیفہ رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے ہرثمہ کو اس کو معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کی سندِ گورنری مرحمت فرمائی۔ اور رجاء خادم کو اُس کے ہمراہ روانہ کیا۔ خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خود کو یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار و معاون مقرر کر کے روانہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری

ہرثمہ نے نیشاپور میں پہنچ کر انتظام شروع کر دیا' اپنے ہمراہیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا۔ علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی' اس کو مع اس کے اہل و عیال اور متعلقین کے گرفتار کر کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا' جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی' جو خلیفہ ہارون کے پاس پانچ سو اونٹوں پر لدوا کر بھیج دیا۔ اور علی بن عیسیٰ کو اونٹ پر بغیر کجاوہ اور پردہ کے سوار کرا کے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ کیا' اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کر دیا اور رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا' آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کر رافع نے امان طلب کی ہرثمہ نے امان دے دی۔ اور چند دنوں سمرقند میں قیام پذیر رہا' مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۲ھ میں ہوا ہے۔

ہارون الرشید کا سفرِ حج

۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون نے انبار سے بقصدِ حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا' اس کے ساتھ اس کے تینوں لڑکے محمد امین' عبداللہ مامون اور قاسم تھے' سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو عراق' شام اور عرب کی حکومت عطاء کی تھی' اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبجات تا اقصائے مشرق دیئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو موتمن کا لقب دیا تھا' مگر مامون الرشید کو اس کی معزولی کا بصورت نالائق ثابت ہونے کے اور بحالی کا بصورت لائق ہونے کے اختیار دیا تھا' اس کو جزیرہ ثغور اور عواصم کی حکومت دی تھی۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ سے نقل کیا ہے۔ (مترجم)

تجدیدِ بیعت

مدینہ منورہ پہنچ کر اہلِ مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی۔ امین' مامون اور اپنی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار راہِ خدا میں صرف کئے' اسی طرح مکہ معظمہ میں داد و دہش سے کام لیا' فقہاء و قضاۃ اور سرداران لشکر کو طلب کر کے دونوں شہزادوں کی جانب سے جدا جدا عہد نامے لکھوائے۔ ایک امین کی طرف سے تھا۔ مامون کے ساتھ وفا کرنے کا' دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ ایفاءِ عہد کا' پھران دستاویزات کو شہادتوں سے مکمل کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا۔ اور پھر رجب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو سردارانِ لشکر و اراکینِ دولت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ میرے لشکر میں مال' خزانہ' آلاتِ حرب اور سازو سامان ہے' اس کا مالک مستقل طور پر صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولی عہدی کی تجدیدِ بیعت کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا' اسی طرح بغداد میں روساءِ شہر و سردارانِ لشکر کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

برامکہ کا اثر و رسوخ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک اکابر شیعہ میں سے تھا اور دولتِ عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا' وہ اور اراکین سلطنت کو نصیب نہ تھا' بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحیٰی کو آرمینیہ کی حکومت مرحمت کی تھی۔ اور خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی اتالیقی اسی کے سپرد فرمائی تھی اور اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جب کہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا' کھلم کھلا مخالفت کی تھی' اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کر دیا تھا' چنانچہ جب ہارون مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو قلمدان وزارت یحیٰی کے سپرد کر کے امورِ خلافت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔

فضل و جعفر

اس سے پیشتر یحیٰی خیزران (مادر ہارون الرشید) کی رائے سے امورِ مملکت انجام دیتا تھا' لیکن جب یہ مرگئی تو اس کا قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ سلطنت میں جم گیا' اس کا بہت بڑا خاندان تھا' حقیقی اور چچیرے بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے' اس کے بیٹے جعفر' فضل اور محمد امورِ سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے۔ خلیفہ کے ورثہ کا ان کو بہت بڑا حصہ ملا تھا۔ خلیفہ سے ان کو خاص نسبت تھی اور فضل تو خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی تھا۔ فضل کی ماں نے ہارون اور اور ہارون کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحیٰی کی گود میں پرورش پائی تھی' اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحیٰی کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا اور (یحیٰی کے معمر ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا تھا' قبل ازیں جعفر کو مصر و خراسان کی گورنری بھی دی تھی اور جن دنوں مضریہ و یمانیہ کے مابین شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا' اس کو ہی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے منتخب کیا تھا' چنانچہ اس نے بکمال خوبی اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا۔ فضل کو بھی حکومت مصر و خراسان دی گئی تھی اور جب یحیٰی بن عبداللہ علوی نے دیلم کی سازش سے سر اٹھایا تھا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے یحیٰی بن کو اتالیقی کی خدمت سپرد کی گئی تھی' ان تمام مہمات' انتظامات اور ملکی خدمات کو ان لوگوں نے نہایت حسن و خوبی سے سرانجام دیا' رعایا سے خلیفہ تک سب ہی ان کے مداح تھے۔

خلیفہ کی ناراضگی

رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ و جلال حکومت و سلطنت میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا تھا۔ امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے یہی مالک تھے' امراءِ دولت کو اس سے حسد پیدا ہوا اور وہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے۔ کثرتِ شکایات سے خلیفہ کے دل میں بھی برامکہ علی الخصوص جعفر کی طرف سے ایک خیال پیدا ہو گیا' چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور فروگذاشتوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا

...ے سنگین اور ناقابل معافی جرائم دیکھے جاتے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کی برہمی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ ...یحییٰ بن عبداللہ کو جب کہ فضل برمکی اس کو ویلم سے بہ حکمت عملی لے آیا تھا۔ جعفر برمکی کے پاس نظربند کر دیا تھا اور اس نے اس کو ...کی اجازت و اطلاع کے بغیر رہا کر دیا۔ فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کانوں تک اس واقعہ کو پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے استفسار کیا۔ جعفر ...اس خبر کی تصدیق کر دی' خلیفہ کو جعفر کی اس خودرائی اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی ...ل سے یہ ناراضگی بڑھتی گئی آخرکار صاف طور سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

ایک روز یحییٰ بن خالد حسب دستور قدیم خلیفہ کی خدمت میں بلا اطلاع حاضر ہوا' اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا' خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیوں جبرئیل تمہارے مکان میں بھی یوں ہی بلا اطلاع لوگ چلے آتے ہیں؟" ...ن کیا۔ "یہ کیونکر ممکن ہے"۔ پھر یحییٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ یحییٰ نے جواب دیا۔ "امیرالمومنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' میں ہمیشہ بلا ...ت حاضر ہوتا تھا' اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری حاضری مزاج ہمایوں کو ناگوار خاطر ہوتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا"۔ ...نے شرم سے گردن جھکا کر کہا۔ "تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی"۔ ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحییٰ ...ر خلافت میں آتا تو حاجب' دربار اور خدام تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے' مگر شکر رنجی کے بعد خلیفہ ہارون کے اشارہ سے مسرور (...) نے تعظیم کرنے کی ممانعت کر دی' چنانچہ جس وقت یحییٰ دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے' ایک ...سی حالت سے گذر گئی۔

...ل کا حکم

...ے اھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا۔ جعفر بھی ہمراہ تھا' ایک روز رات کو خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے ...خاص) کو سرہنگوں کی ایک جماعت کے ساتھ طلب کر کے حکم دے دیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور خیمہ کے دروازے پر بلا ...اس کا سر اتار لا' مسرور یہ سن کر کانپ اٹھا' وہ بار بار عرض کر رہا تھا کہ آپ اس حکم پر غور کر کے صادر فرمایئے۔ خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر ..."نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہو گی"۔ مسرور ڈر گیا' پھر خلیفہ نے زمین پر چھڑی پٹکی اور بولا۔ "جا اسی وقت اس حکم کی تعمیل کرو' ...تیری خیر نہیں ہے"۔

مسرور یہ دیکھ کر کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے' رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے روبرو لا کر رکھ ...خلیفہ نے اسی شب کو فضل برمکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحییٰ کے تمام مکانات' جاگیریں خدام اور مال و اسباب کی ضبطی کا ایک گشتی ...ل تمام ممالک میں بھیج دیا اور برامکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا' اگلے دن جعفر کی نعش بغداد کو روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس ...دو ٹکڑے کر کے (پل پر) نصف نصف دونوں جانب آویزاں کر دیئے جائیں' اس عتاب شاہی سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا۔

...عبدالملک پر الزام

خلیفہ ہارون کا یہ ایک احسان تھا کہ اس نے کسی قسم کی سختی یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل محمد اور موسیٰ پر نہیں کی' اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا خیرخواہ اور دوست ہے' خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کی تھی کہ ...ن کو کی دعوائے خلافت ہے۔ خلیفہ نے اس کو فضل بن ربیع کے پاس نظربند کر دیا' دوسرے دن سر دربار طلب کر کے دھمکا کر حال دریافت ...کرنے لگا۔ عبدالملک نے حلفیہ طور پر اس سے انکار کیا اور اپنی خدمات سابقہ کا اظہار کر کے اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کیا' شہادت کی ...گیا ہے اس کے کاتب کو پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا۔ "یہ جھوٹا ہے"۔ تب اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلایا گیا۔ عبدالملک نے عرض کیا' ...اس کی شہادت بھی قابل اعتبار نہیں ہے' کیونکہ یہ مامور معذور ہے یا عاق فاجرہ ہے"۔ خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "تو ...دشمن سے زیادہ عادل شاہد کہاں سے آ سکتے ہیں' خیر میں اس بارے میں غور کروں گا' دیکھو اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے' کیونکہ وہی میرے اور ...ے درمیان میں حکم ہے"۔ عبدالملک نے جواب دیا' بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیرالمومنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں' ...کہ مجھے یقین کامل ہے کہ امیرالمومنین اپنی خواہش نفسانی کو رضائے باری تعالیٰ پر مقدم نہ کریں گے۔

عبدالملک کی گرفتاری اور رہائی

پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو سر دربار طلب کیا' وہ جان کے خوف سے کانپتا ہوا حاضر ہوا اور اپنے تعلقات' خدمات اور خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا۔ "واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحۂ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کر ڈالتا ۔ اور یہ کہہ کر پھر جیل میں بھیج دیا' اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا)۔ حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آگیا' عبداللہ بن مالک نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا خیر خواہ اور جان نثار ہے' میں نے آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی"۔ خلیفہ ہارون نے فرمایا۔ "اگر تم کو اس کی حرکات و سکنات اور افعال سے اطمینانِ کلی ہے تو میں اس کو رہا کیے دیتا ہوں"۔ عرض کیا۔ "چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے' اس لئے یہ امر نامناسب ہے' مگر نرمی کیجیے"۔ خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا' یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کو رہا کیا۔

یحییٰ سے سلوک

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے قیدیان برامکہ پر سختی شروع کر دی' یحییٰ برمکی کے پاس ملامتانہ کہلا بھیجا کہ "تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے' تم کو یہ زیب نہ تھا"۔ یحییٰ نے یہ پیام سن کر جواب دیا۔ "امیر المومنین! خود یہ خیال فرما سکتے تھے کہ عبدالملک مجھ سے اپنے ایسے پوشیدہ راز کیوں بتلائے گا' میں تو خیر خواہِ دولت و حکومت تھا اور اگر مجھے یہ امر اشارے و کنایہ بھی معلوم ہو جاتا تو میں اس کو آپ سے زیادہ دشمن ہوتا' نعوذ باللہ آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجیے' ہاں یہ ضرور تھا کہ میں بہ وجہ تقدسِ مذہبی اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے"۔ پیامبر نے یہ پیام خلیفہ ہارون تک پہنچایا' خلیفہ نے پیامبر کو پھر الٹے پاؤں یحییٰ کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر ڈالوں گا۔ یحییٰ نے جواب دیا۔ "امیر المومنین کو اختیار ہے' ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضہ میں ہیں' جو چاہیں کریں' پیامبر نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور لے چلا۔ یحییٰ زار زار رونے لگا' فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہوا۔ یحییٰ نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی دعاء دی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے حکم کے مطابق پیامبر نے فضل کو تین روز تک دوسرے مکان میں مقید رکھا' جب ان دونوں آدمیوں میں سے کسی کے حال کا انکشاف نہ ہوا تو پھر دونوں کو ایک ہی جگہ پر قید کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان سے سلوک

ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برمکی کے قتل کے بعد اکثر برامکہ کا ذکر کر کے رویا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی' ابراہیم کی روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا بدلہ مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلسِ عیش میں نبیذ پینے کو بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا۔ واجعفر الاو اسیدالا واللہ لاثارن بک ولا قلن قاتلک (ہائے جعفر ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور میں قتل کروں گا)۔ ابراہیم کا یہ جوشِ انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے اور حفص نے جا کر خلیفہ ہارون سے اطلاع کر دی' خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو طلب کر کے جعفر کے قتل پر افسوس و ندامت ظاہر کی' ابراہیم نے رو کر جواب دیا۔ "واللہ امیر المومنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی"۔ ہارون الرشید یہ سن کر جھلا اٹھا اور جھڑک کر بولا۔ "چل اٹھ کھڑا ہو"۔ ابراہیم جوں ہی اٹھا' اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا' جس کے صدمہ سے وہ چند راتوں کے بعد مر گیا' کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ کام کیا تھا۔

یحییٰ برمکی برابر کوفہ ہی کے جیل میں رہا' تاآنکہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا' اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی' خاندان برامکہ محاسنِ عالم میں سے تھے اور ان کی دولت منجملہ بڑی دولتوں کے تھی اور یہ لوگ دولت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

عرض مترجم

علامہ مؤرخ نے جس قدر حالات خاندانِ برامکہ کے تحریر فرمائے ہیں' وہ نہایت جچے اور تلے ہوئے ہیں' کسی مقام پر تعلق تک رکھنے کی

جگہ نہیں ہے مگر ہیں اختصار کے ساتھ۔
بہ نظرِ دلچسپی ناظرین خاندانِ برامکہ مشاہیر کے حالات اور کتبِ تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں' امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خالد برمکی

خاندانِ برامکہ میں سے جو سب سے پہلے عہدۂ وزارت پر فائزہ کیا گیا' وہ خالد برمکی تھا' اس کے اجداد آتش کدۂ نوبہار کے متولی تھے' جس کو منوچہر بادشاہ فارس نے ماہتاب کے نام پر بنوایا تھا اور مشہور آتش کدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا' جب ۳۱ھ عہدِ خلافت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ میں خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی' اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو عہد منو سے آباد چلا آتا تھا' ویران ہو گیا اور خاندانِ برامکہ رنج و مصیبت کے محاصرہ میں آ گیا' پھر ۸۶ھ عہدِ خلافت ولید بن عبدالملک اموی میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر ہو کر واردِ خراسان ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مرو پر فوج کشی کر دی' اس لڑائی میں جہاں اور مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا' وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئیں تھیں' ان میں ایک عورت برمک کی تھی' تقسیم مالِ غنیمت کے وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (برادر قتیبہ) کے حصہ میں آئی' اتفاق سے یہ اس سے حاملہ ہو گئی' چند روز بعد اہلِ بلخ سے صلح ہوئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہو گئیں' مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی برمک کے پاس واپس کر دیا' مگر یہ شرط قرار پائی کہ "اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے" حمل کی مدت گذرنے کے بعد خالد پیدا ہوا' اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسے اور کہاں گذرا' اس کے متعلق ہم خامہ فرسائی نہیں کرنا چاہتے۔

اس کا عروج ۱۳۲ھ عہدِ خلافت سفاح سے شروع ہوتا ہے' ابو سلمہ[1] خلال وزیر آلِ محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو مرحمت کیا گیا۔ سفاح کے مرنے تک اس نے وزارت کی۔ المنصور[2] سر مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے بھی اس کو وزارت ہی کے عہدہ پر رکھا' لیکن ایک سال ایک مہینہ کے بعد ابو ایوب موریانی کی حکمتِ عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو بغاوتِ اکراد کے فرو کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے بعد ابو ایوب موریانی کو قلمدانِ وزارت کا مالک بنا دیا گیا' اگرچہ پھر خالد کو عہدۂ وزارت نصیب نہیں ہوا' لیکن بڑے بڑے ذمہ داریوں کے کام اسی کے سپرد رہے' وہ خلیفہ مہدی کا زمانۂ ولی عہدی میں اتالیق بھی رہا' موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی' غرض جب تک زندہ رہا' ممتاز عہدوں سے سرفراز رہا' آخر الامر بقول ابن القادسی ۱۶۳ھ میں وفات پائی' اس کا ایک لڑکا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی

یحییٰ برمکی' ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا' اس کے ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا' اس کی تعلیم و تربیت اور زمانۂ طفولیت کے حالات سے ہم کو چنداں واقفیت نہیں ہوئی' مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کے شباب کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ دولتِ عباسیہ کے ارکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کار گذاریوں اور یحییٰ[3] کی قابلیت پر نظر کر کے یحییٰ کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا اتالیق مقرر کر دیا' چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوشِ تربیت اور نگرانی میں تعلیم پائی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدودِ مغرب آذربائیجان اور آرمینیہ کی گورنری مرحمت کی تو منجملہ اور خاص خاص آدمیوں کے جو ہارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے۔ یحییٰ برمکی بھی تھا' جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم کرنے کی فکر کی تھی' اس وقت یحییٰ نے اسی رائے سے مخالفت کی تھی' جس کی پاداش میں اس کو سزائے قید جھیلنا پڑی تھی اور ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا' انہیں خیر خواہوں اور دل سوزیوں کے صلہ میں ہارون نے تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی یحییٰ کو امورِ مملکت میں سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا' اس کے زمانۂ وزارت میں دربارِ خلافت اہلِ علم و اہلِ کمال سے بھرا رہتا تھا' اس کے عہد میں علوم اور فنون کے ترجموں کی ترقی ہوئی' یہ بہت فیاض' رحیم' کریم اور رقیق القلب انسان تھا' اس

۱۔ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۹۲۔
۲۔ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۱۔
۳۔ ابن خلکان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲۔

کی معلومات وسیع تھیں، شاعری بھی تھی اور علمِ نجوم میں اس کو ایک خاص مہارت حاصل تھی۔ اوائلِ عمر کے زمانہ سے اس کی درمیانی عمر کا حصہ نہایت اچھا رہا، مگر آخری حصہ عمر نہایت برے طور سے گذرا، تیسری محرم ۱۹۰ھ میں کوفہ کے جیل میں وفات پائی، اس کے آٹھ بیٹے فضل، محمد، جعفر، موسیٰ، عباس، احمد، خالد، عبداللہ تھے، لیکن ان میں سے فضل و جعفر زیادہ مشہور ہیں اور انہیں کے اقتدار اور جاہ و جلال کے افسانے عہدِ خلافتِ ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ آٹھ کے ایک لڑکا اور تھا، جس کا نام باوجود تحقیق و تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل برمکی

فضل[1] برمکی تیسویں ذی الحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا، اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی، دونوں ایک دوسرے کے دودھ شریک بھائی تھے، ہارون الرشید جیسا یحییٰ کو باپ کہا کرتا تھا، ویسا ہی فضل و جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا۔ مہدی نے یحییٰ کے سپرد ہارون کی اتالیقی کی تھی اور ہارون[2] نے جعفر و فضل کی آغوشِ تربیت میں اپنے بیٹوں امین و مامون کو دیا تھا۔ ہارون الرشید کا پہلا وزیراعظم یحییٰ بن برمکی تھا، لیکن ضعیف ہو جانے پر ۱۷۸ھ میں قلم دان وزارت فضل کے سپرد کیا گیا، مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قائم رہا اور معاملاتِ ملکی اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے۔ یحییٰ بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانہ میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا اور اس نے اس خدمت کو بغیر جنگ اور خونریزی کے نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا تھا، اس حسن خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے صوبہ خراسان کی گورنری اسے مرحمت کی تھی اور طبرستان، رے، نہاوند، ہمدان، جرجان، آذربائیجان اور آرمینیہ کے بلاد بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیئے تھے۔ فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا۔ جواد، کریم، فیاض اور علم و ہنر کا قدر دان تھا، اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہئے، اس کی داد و دہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا، علوم و فنون کو ترقی دینے میں بھی اس کا بہت بڑا حصہ تھا، کاغذ[3] بنانے کا کارخانہ اسی نے جاری کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں یوم جمعہ محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کے جیل میں انتقال کیا۔

جعفر برمکی

جعفر برمکی یحییٰ برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا، اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی، وہ ایک لحہ بغیر اس کے چین نہ پاتا تھا۔ مصر اور خراسان کی گورنری پر رہا اور فضل کے بعد عہدۂ وزارت پر فائز کیا گیا۔ عقیل فہیم اور تجربہ کار تھا، اس کی لیاقت پر ہارون الرشید کو ناز تھا، وزارت کا اقتدار اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ تھا، حکم و احکام تمام ممالکِ محروسہ میں اسی کے جاری تھے، جہاں دیکھئے، اسی کی جاگیر تھی، عالی شان مکانات دجلہ کے کنارہ اسی کے نظر آتے تھے، ہر وقت اس کے دروازہ پر حاجت مندوں کا میلہ سا لگا رہتا تھا، انہیں اسباب سے وہ اس کا خاندان تباہ و برباد کر دیا گیا، اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ اور عجیب و غریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ اسے دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں، اس بے سروپا افسانہ کے ذکر سے...... تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

عباسہ کا واقعہ

اس غلط واقعہ کا ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں اور رسائل کے ذریعے ہو گئی ہے، تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہے، جس نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی، اس وقت سے آج تک برابر مؤرخین ایک دوسرے سے اس واقعہ کو نقل کرتے چلے آئے، عام طور سے اس واقعہ کی تنقید و تحقیق کی طرف توجہ نہ کی گئی، مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے، ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر یقین نہ تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں!

---

[1] ابن خلکان جلد اصفحہ ۴۰۸۔

[2] ابن خلکان جلد اصفحہ ۴۰۹۔

[3] مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ صناعۃ الوراقۃ صفحہ ۳۴۵۔

قد حدثنی احمد بن زھیر ابسبه عن عمه زاھر بن حرب ان سلب ھلاک جعفر والبرا مکته ان الرشید کان لا یصبر عن جعفر وعن اخته عباسته بنت المھدے وکان یحصر ھما اذا جلس للشرب فقال لجعفر از وجکھا لیحل لک النظر ولا یکون منھا شئی سما یکون للرجل الی زوجته فزوجھا منه علی ذلک

مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا' معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اس نے اپنے چچا زاہر بن حرب سے کی ہے سبب ہلاکت جعفر اور برامکہ کا یہ ہے کہ رشدی کو بغیر جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے ایک ساعت صبر نہیں آتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کے جلسہ میں شریک ہوا کرتے تھے' اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسہ کا عقد تمہارے ساتھ کیا چاہتا ہوں' تاکہ تم کو اس کو دیکھنا مباح ہو جائے لیکن زن و شوی کے تعلقات نہ ہوں' چنانچہ اس شرط پر عباسہ کا عقد جعفر سے کر دیا۔

یہی الفاظ ہیں' جن کی بناء پر بعض مؤرخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کرلی ہیں' طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے' وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے' اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا' اس کا یہ کہنا۔ "احبه عن عمه زاہر بن حرابب" صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مؤرخانہ حیثیت سے نہیں ہے' بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔

قطع نظر اس کے اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ اخیر روایت طبری کا جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے' زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورۂ عقدِ عباسہ میں شریک ہونا یا جعفر کے قتل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا' خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں' جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہم راز و شریک تھے۔ اور بفرضِ محال اگر طبری اس واقعہ کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل کے اور اسباب تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا' مگر اس نے ایسا نہیں کیا' بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک ہوئے تھے' بلا ترجیح لکھ دیئے ہیں' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ اس کے نزدیک مسلّمہ نہیں ہے' محمد دیاب اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۱۵۳ میں بروایت ابراہیم بن اسحاق نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابوثور زاہر بن مقلاب اور بجائے عباسہ کے میمونہ کے نام لکھا ہے۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تابہ کجا' خلیفہ مہدی کی چار لڑکیاں باتوقہ' عباسہ' عالیہ اور سلمہ تھیں' علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نامی نہ تھی اور عباسہ کا عقد ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا' جب یہ مر گیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کیا گیا' دیکھو کتاب المعارف لابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کاتب دینوری المتوفی ۲۷۶ھ صفحہ ۱۳۰' علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں ریمارک دیا ہے' وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے' مگر افسوس ہے کہ اس کو بخیال طوالت مقال اعادہ نہیں کیا چاہئے' "فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیھا انتہی کلام المترجم"

ہارون الرشید کی خوبیاں

ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے' ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال زیارتِ کعبہ کو جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نماز پڑھا کرتا اور ایک ہزار درہم خیرات دیتا تھا اور جب حج کرنے کو جاتا تو ایک سو فقہا کو اپنی جیبِ خاص سے اپنے ہمراہ لے جاتا تھا اور جس سال حج کو نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کرنے کو روانہ کرتا تھا۔ انتظامِ ملکی اور سیاست میں خلیفہ منصور کا پیرو تھا' مگر داد و دہش میں اس کا مخالف تھا' اس سے پیشتر کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی' جواد اور بے دریغ مال کا دینے والا نہیں گزرا' جہاد کا بے حد شائق تھا' نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے سربر آوردہ لوگوں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا'

چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکرِ صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مامور کیا تھا' بعض کا بیان ہے کہ خود بہ نفسِ نفیس اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا' چنانچہ بلادِ روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا' ہزارہا آدمی قیدی بنا لئے گئے۔ ۱۷۴ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح کو صائفہ کی فوج کا سردار بنا کر جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک کو بھیجا گیا تھا' چنانچہ اس نے رومیوں کو خوب تکلیف دی' شدتِ سرما سے لشکریوں کے ہاتھ کٹ کر گر گئے' بعد ازاں ۱۷۷ھ میں عبدالرزاق بن حمید ثعلبی' ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم اور ۱۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے بلادِ روم پر بہ قصدِ جہاد فوج کشی کی اور قلعہ صفصاف کو بہ زورِ تیغ فتح کر لیا۔

قیدیوں کی رہائی

اسی ۱۸۱ھ میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور جوشِ کامیابی میں الفرہ تک بڑھتا چلا گیا۔ مطمورہ کو اسی نے اپنے زورِ تیغ سے مفتوح کیا' اسی سنہ میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔ یہ پہلی مصالحت تھی' جو دولتِ عباسیہ میں ہوئی' اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ مقام لامس میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقد کی گئی' جو طرسوس سے تقریباً ساٹھ کلو میٹر کے فاصلہ پر تھا۔ علماء اعیانِ سلطنت' سرحدی باشندے اور ابو سلیمان کے ہمراہ تیس ہزار انتظامی فوج اس میں شریک ہوئی' والئ طرسوس بھی اس موقع پر آ گیا تھا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے' جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی۔ قسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو دے کر مسلمان قیدیوں کو رہا کرا لیا۔

روم پر چڑھائی

۱۸۲ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا' رفتہ رفتہ افسوس شہر اصحاب کہف تک پہنچ گیا' اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اس کی ماں ربی کو تخت حکومت پر جانشین کیا اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے' یہ خبر سن کر اسلامی لشکر نے کمال مردانگی سے بلادِ روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

شاہِ خاقان سے جنگ

۱۸۳ھ میں خاقان بادشاہِ خزر کی لڑکی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ ہوئی' کسی اتفاق سے وہ مقام بروعہ میں پہنچ کر مر گئی' اس کے ہمراہیوں نے واپس ہو کر اس کے باپ سے یہ ظاہر کیا کہ وہ مکر و حیلہ سے ماری گئی ہے۔ خاقان کو یہ سن کر طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے بلادِ اسلام پر حملہ کے ارادہ سے باب الابواب سے خروج کیا' ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی بدعتیں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جن سے اس وقت تک کان آشنا نہیں ہوئے تھے' خلیفہ ہارون نے اس مہم کو سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ آرمینیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت کو بھی اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہلِ آرمینیہ کی کمک کے لئے ٹھہرایا۔ اور بعض نے خاقان کے خروج کا یہ سبب ظاہر کیا ہے کہ سعید بن مسلم نے نجم سلمی کو کسی وجہ سے مار ڈالا نجم کا لڑکا خزر کے پاس فریاد لے گیا۔ خزر نے لشکر مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور آرمینیہ میں قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سعید بن مسلم یہ خبر پا کر بھاگ کھڑا ہوا اور خزر بھی قتل و غارت کر کے واپس چلے گئے۔

رومیوں کو شکست

۱۸۷ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کی گورنری پر مقرر کر کے بسر افسری لشکر صائفہ بلادِ روم پر جہاد کرنے کو روانہ کیا' چنانچہ اس نے قرہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اہلِ قرہ کو روزانہ جنگ و خونریزی سے تنگ کرنے لگا' انہیں دنوں قاسم نے عباد بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا۔ رومی تابِ مقابلہ نہ لائے اور تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے مصالحت کر لی' چنانچہ مصالحت کے بعد شہزادہ قاسم معہ اپنے لشکر کے واپس آیا۔

ملکہ ربنی کی معزولی

ان دنوں روم کی حکومت ملکہ ربنی کے قبضہ میں تھی' رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور و نیکفورس کو تخت نشین کیا' یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مال گزاری یا بورڈ آف ریونیو) کا افسر تھا' اس واقعہ کے پانچ مہینہ بعد ملکہ ربنی مر گئی اور نقفور نے ادائیگی خراج مقررہ سے انکار کر کے بہ صلاح و مشورۂ ارکانِ سلطنت ہارون الرشید کو ایک خط[1] لکھ بھیجا۔

---

[1] مضمون خط یہ تھا " کہ ملکہ سابق نے اپنی نادانی سے تمہیں رخ کا قائم مقام کیا تھا اور خود کو پیادہ کا قائم مقام بنا رکھا تھا۔ اس وجہ سے بہت سا مال و اسباب اس نے تمہارے

بلادِ روم پر چڑھائی

خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور لشکر تیار کر کے بہ قصدِ جہاد بلادِ روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل (ہر یکلی) پائے تخت رومیوں پر جا پڑا کہ نقفور حیرت زدہ رہ گیا' کچھ نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور مصالحت کی درخواست کی' مگر مصالحت کے بعد ہی پھر بدعہدی کی' اس خیال سے کہ شدت سرما کہ وجہ سے خلیفہ ہارون واپسی کا قصد نہ کرے گا' اس کا یہ خیال غلط ہوا' خلیفہ ہارون یہ خبر پا کر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بلادِ روم میں پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج کو پھیلا دیا' بات ہی بات میں بہت سے مشہور قلعے ملک روم کے فتح کر کے واپس آیا۔

۱۸۸ھ میں بسرافسری لشکر صائفہ ابراہیم بن جبرئیل نے حدودِ صفصاف سے بلادِ روم پر حملہ کیا۔ نقفور والیٔ روم مقابلہ پر آیا' لیکن پہلے ہی حملہ میں تابِ مقابلہ نہ لا سکا' شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا' تقریباً چالیس ہزار فوج کام آگئی' اسی سنہ میں شہزادہ قاسم بن رشید نے وابق میں رابطہ قائم کیا۔

۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے جب کہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا شروین بن قارن' تداہر مزحد مازیار اور مرزبان بن جستھان والیٔ دیلم کو امان مرحمت کی اور حسین خادم کی معرفت امان نامہ لکھ کر طبرستان کی طرف روانہ کیا' چنانچہ مرزبان اور تداہر امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر ہوئے' خلیفہ نے نہایت اعزاز و احترام سے اپنا مہمان بنایا اور انعامات و صلے مرحمت کئے' تداہر مز اور مرزبان نے اطاعت و فرماں برداری کا اقرار و اعتراف کر کے شروین کے ادائے خراج کا بھی ذمہ کر لیا' اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا اور کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں بحالتِ قید باقی نہ رہا۔

داؤد بن عیسیٰ کی فتوحات

۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور کل انتظام مملکت اسکے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج نظامی سے علاوہ فوج مجاہدین و رسالا (والنٹیر کے بلادِ روم پر حملہ کر دیا' اس مرتبہ سوائے ان لوگوں کے جن کا نام درج رجسٹر نہ تھا اور کوئی دار الخلافہ بغداد میں باقی نہیں رہا' سب کے سب) کمربستہ ہو کر عساکرِ اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے بوقتِ روانگی سے اپنے ممالکِ مقبوضہ میں ایک گشتی فرمان بلادِ سرحدی پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہرقلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تیس یوم کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر فتح کر کے اہلِ قلعہ کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب جو کچھ تھا' لوٹ لیا' بعد ازاں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ بلادِ روم کے اور قلعات کو فتح کرنے کو روانہ کیا۔ اللہ جل شانہٗ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے مفتوح کئے اور جس کو اس نے چاہا' لوٹ لیا اور ویران کر دیا۔

اہلِ قبرص کو شکست

انہیں دنوں شرجیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ سقالیہ (سسلی) اور دبسہ کو' یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکلاع کا محاصرہ کر لیا اور حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا' اس نے سواحلِ شام و مصر کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرص پر چڑھائی کر دی۔ اہل قبرص کو شکست ہوئی' حمید نے جزیرہ قبرص کو منہدم کر کے آگ لگا دی اور مال و اسباب جو کچھ پایا'

پاس روانہ کیا حالانکہ اس کا دو چند تم کو ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا' پس بغور معائنہ خط ہذا جس قدر اب تک تم نے ملک روم سے خراج وصول کیا ہے' واپس کر دو اور خود کو آئندہ مصائب سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا۔ اس خط کو پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا۔

(ترجمہ) "ہارون الرشید امیر المومنین کی جانب سے نقفور سگ روم کو معلوم ہو کہ میں نے تیرا خط اے کافر زادہ پڑھا اس کا جواب بجائے سننے کے تو اپنی آنکھوں سے دیکھے

لے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۷۴ مطبوعہ مصر۔

لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور رافقہ میں لے جا کر فروخت کر ڈالا' اسقفِ قبرص نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی' ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے صوانہ کا محاصرہ کر لیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا۔ نقفور نے روزانہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزیہ چار دینار' اپنے لڑکے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ قیدیانِ ہرقلہ میں سے فلاں عورت مجھے مرحمت فرمائی جائے' کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر بیوی ہے' چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

اسلامی فوج کی کامیابیاں

اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا تھا' جس کو معیوب بن یحییٰ نے بہ زورِ تیغ اپنی مردانہ کوششوں سے سر کیا اور وہاں کے سرکشوں اور متکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا' جوں ہی خلیفہ ہارون نے جہادِ روم سے مراجعت کی' رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنیسہ سوداء کی طرف خروج کر دیا اور حالتِ غفلت میں عین زربہ و کنیسہ سوداء کو لوٹ کر واپس چلا آیا' مگر واپسی کے وقت اہلِ مصیصہ نے رومیوں سے کل مال و اسباب چھین لیا۔ ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ ملکِ روم پر جہاد کیا۔ رومیوں نے ایک تنگ راہ میں ان لوگوں کو گھیر لیا۔ یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں شکست ہوئی' طرسوس سے دو منزلوں کے فاصلہ پر معہ پچاس آدمیوں کے شہید کر ڈالا گیا' اسی سنہ میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو قبل گورنریٔ خراسان سالفہ کی سرداری مرحمت فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور بعد روانگی، ہرثمہ نے خود بھی عساکرِ اسلامیہ کے ساتھ بلادِ سرحدی کی طرف کوچ کر دیا سرحدِ حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مامور فرمایا اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر بہ حالتِ غفلت شب خون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر واپس گئے۔ بایں ہمہ سعید بن مسلم نے اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی جانب روانہ کیا اور خود سرحد حرث پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی بلاد کے کلیسوں کے منہدم کرنے کو بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع و قطع اور لباس میں مسلمانوں سے مخالفت شروع کر دی۔

اسی ۱۹۱ھ میں ہرثمہ کو طرسوس کی تعمیر پر مامور کیا گیا فرخ خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا منتظم تھا تعمیر طرسوس میں تاخیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ و انطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے طلب کر لی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اسی سنہ میں خرمیہ نے اطراف آذربائیجان میں باغیانہ حرکت شروع کی جس کی سرکوبی پر عبداللہ بن مالک دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ خرمیہ کا ایک گروہ کثیر قتل و قید کر لیا گیا۔ یہ لڑائی مقام قرماتین میں ہوئی تھی۔ خاتمہ جنگ کے بعد وہ قیدی جو میدانِ جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے خلیفہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے اور ان قیدیوں کو جو جنگ کے بعد گرفتار کئے گئے تھے فروخت کر ڈالا گیا اسی سنہ میں سرحدی بلاد پر ثابت بن بلک خزاعی کو مامور کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ مفتوح ہوا۔ اسی سنہ میں اسی کے ذریعہ سے مقام بروزن میں رومیوں اور مسلمانوں کے مابین مصالحت ہوئی فریقین نے زرِ فدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کرا لئے۔ پھر دوبارہ اسی سنہ میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس مصالحت میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس تھی۔

افریقیہ کی گورنری پر مزید بن حاتم فائز تھا۔ وہ ۱۷۱ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنا کر مر گیا خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے طلب کر کے افریقیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور ابو ہریرہ محمد بن فرخ کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے قتل کر

والا اور بجائے اس کے (ابو حنیفہ حرب بن قیس) کو مامور فرمایا۔ ۱۷۱ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے اطراف نصیبین کو لوٹ کر دار یا، اردن اور خلاط کا قصد کیا پھر اس ارادہ کو ملتوی کر کے نصیبین کے قصد سے موصل کی طرف آیا حکم نے یہ خبر پا کر اپنا لشکر آراستہ کیا مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے نہایت عجلت سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا اسی معرکہ میں فضل مع اپنے ہمراہیوں کے کام آ گیا۔

افریقیہ میں بغاوت

روح بن حاتم کا اسی سال افریقیہ میں انتقال ہو گیا' حبیب بن نصر مہلبی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا' مگر پھر جب فضل بن روح نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو برطرف کر کے فضل کو افریقیہ کی سند گورنری عنایت کی۔ محرم ۱۷۷ھ میں فضل افریقیہ میں داخل ہوا اور اس کے پہنچتے ہی افریقیہ میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی اور خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ فضل نے ان کو راضی کرنے کی کوشش کی' مگر وہ راضی نہ ہوئے اور دن بدن جوش بغاوت بڑھتا گیا' آخر کار خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مرحمت کر کے ایک لشکر کے ساتھ افریقیہ روانہ کیا' چنانچہ اس کی عمدہ کارگزاریوں سے بغاوت ختم ہو گئی' کچھ عرصہ بعد چونکہ اہل افریقیہ میں نفاق و مخالفت پیدا ہو رہی تھی' ہرثمہ بن اعین نے گورنری سے استعفا دے دیا۔ خلیفہ نے منظور فرمالیا' جو روانگی افریقیہ کے ڈھائی سال بعد عراق چلا آیا۔

مصر میں شورش

اسی سال میں فضل بن یحییٰ کو اس کے بھائی جعفر بن یحییٰ کی جگہ پر مصر کی گورنری علاوہ حکومت رے اور بجستان کے عنایت کی گئی' پھر چند دنوں کے بعد حکومت مصر سے برطرف کر کے اسحاق بن سلیمان کو تعینات کیا۔ اور اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں جوقیہ نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ (جوقیہ قیس و قضاعہ کا ایک گروہ ہے)۔ خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مصر دے کر مقرر کیا' جوقیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی اور بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی' ایک ماہ بعد ہرثمہ کو برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالملک بن صالح کو تعینات کر دیا گیا۔

شام میں بغاوت

اسی سال میں اپنی سلطنت و حکومت کا نظام یحییٰ بن خالد کے حوالے کیا تھا اور ۱۸۰ھ میں جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغاوت شام کے ختم کرنے کو بھیجا' جس میں بہت بڑا ساز و سامان جنگ اور نامی گرامی سپہ سالار اور مشہور مشہور جنگ جو تھے۔ جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس فساد کو ختم کیا' واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے عزت افزائی کے طور پر خراسان و بجستان کی گورنری عنایت کی۔ جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مامور کیا اور خود مرکز کے ملکی و مالی انتظامات میں لگا رہا۔

محمد بن مقاتل کی گورنری

اسی دوران میں ہرثمہ بن اعین افریقیہ سے واپس آیا' جعفر نے اپنی طرف سے خلیفہ کا افسر باڈی گارڈ مقرر کیا' اس کے بعد فضل بن یحییٰ حکومت طبرستان اور رویان سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر عبداللہ بن خازم کو طبرستان اور رویان کا' سعید بن مسلم کو جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی موصل کا والی تعینات کیا گیا' اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ سلوک کئے اور سنین ماضیہ کی مال گزاری ظلم و تشدد کے ساتھ وصول کرنے کی کوشش کی' جس سے اکثر اہل موصل جلاء وطن ہو کر چلے گئے' خلیفہ ہارون نے اس کو برطرف کر دیا اور ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکیم علی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقیہ کی گورنری عنایت کی' اس کا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ میں سے تھا۔ اور یہ خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی اور بچپن میں ایک ساتھ کھیلا ہوا تھا۔

باغیوں کی سرکوبی

ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد اہلِ افریقیہ نے پھر علم بغاوت بلند کر دیا‘ تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب ان دنوں والیٔ زاب تھا اور لشکر افریقیہ اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کو آتا تھا اور یہ خفیہ طور پر ان کی امداد کرتا تھا‘ مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمتِ عملی سے لشکرِ افریقیہ کو اپنا گرویدہ بنالیا اور تمام افریقیہ میں امن و امان کا دور ہو گیا۔ لشکرِ افریقیہ نے جو مجبوراً‘‘ محمد کا مطیع ہو گیا تھا ابراہیم کو دربارِ خلافت میں گورنریٔ افریقیہ کی درخواست پیش کرنے پر آمادہ کیا‘ اس شرط پہ کہ خراج مصر سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقیہ کے مصارفِ فوج کے لئے جایا کرتا ہے‘ بجائے اس کے چار لاکھ سالانہ علاوہ اس ایک لاکھ کے خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کروں گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ہرثمہ بن اعین نے مشورہ دیا کہ ’’ابراہیم بن اغلب کو افریقیہ کو گورنری دے دیجئے‘ کوئی حرج نہیں ہے‘‘۔ چنانچہ سندِ گورنریٔ افریقیہ محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی گئی۔ ابراہیم نے افریقیہ میں پہنچ کر تمام امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی‘ بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کرا کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا‘ جس سے شورش و بغاوت ختم ہو گئی‘ بلوہ ختم ہونے کے بعد اس نے قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل و عیال خاص ساتھیوں اور خادمین کے ہمراہ عباسیہ میں سکونت اختیار کی‘ اسی وقت سے ملکِ افریقیہ میں اس کی حکومت و سلطنت کا آغاز ہوا‘ جو آئندہ اس کے سلسلہ نسل میں باقی رہا‘ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا‘ تاآنکہ اس پر شیعی عبیدی خلفاء نے غلبہ حاصل کیا۔

گورنروں کی تبدیلی و تقرری

آذربائیجان کی گورنری پر یزید بن مزید تعینات تھا۔ ۱۸۸ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ آرمینیہ کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کی گورنری مرحمت کی۔ ۱۸۴ھ میں یمن و مکہ کی حکومت حماد بربری کو‘ سندھ کی داؤد بن یزید بن حاتم کو‘ جبل کی یحییٰ حرشی کو اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عنایت کی۔ ۱۸۵ھ میں اہلِ طبرستان نے چڑھائی کر کے مہرویہ کو مار ڈالا‘ پھر اس کی جگہ پر عبداللہ بن سعید حرشی کو مقرر کیا‘ اسی سنہ میں یزید بن مزید شیبانی جو آذربائیجان و آرمینیہ کا گورنر تھا‘ مقام برفعہ میں انتقال کر گیا‘ اس کی جگہ پر اسد بن یزید (اس کے بیٹے) کو مقرر کیا گیا۔ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو رے جانے کی ضرورت پیش آئی‘ اس زمانہ میں طبرستان‘ رے‘ دنباوند‘ قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو عنایت کی۔ اور ۱۹۰ھ میں موصل کی گورنری پر خالد بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔ ہرثمہ کی گورنری سلیمان کی برطرفی اور علی بن عیسیٰ کے زوال کے واقعات جو ۱۹۱ھ میں گذرے تھے‘ وہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں‘ اسی سنہ میں حماد بربری نے ہیصیم یماق پر فتح حاصل کی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کرلایا۔ خلیفہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا‘ نیز اسی سنہ میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کی گورنری پر فائز کیا‘ ان دنوں مکہ مکرمہ کی حکومت پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور و سفاح کا بھائی) متمکن تھا۔

رافع بن لیث کی گرفتاری

رافع بن لیث بن نصر بن سیار کا شمار عساکرِ ماوراءالنہر کے نامی گرامی سرداروں میں ہوتا تھا۔ یحییٰ بن اشعث نے ایک انتہائی حسین و جمیل اور پری چہرہ عورت سے نکاح کر لیا تھا‘ جس کے پاس اکثر فرصت کے وقت آیا جایا کرتا تھا‘ اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے اس عورت کو یحییٰ سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ اس سے علیحدگی کی فکر میں ہوئی‘ رافع نے موقع مناسب پا کر یہ سکھلا دیا کہ تم دو شخصوں سے اپنے ارتدادِ کفر کی گواہی دلا دو تو تمہاری جان خلاصی ہو جائے گی اور یحییٰ کا نکاح ٹوٹ جائے گا‘ بعد ازاں تم توبہ کر کے پھر اسلام قبول کر لینا‘ میں تم سے شرعی طور پر نکاح کرلوں گا‘ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے نکاح بھی کر لیا۔ یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون تک پہنچا دی اور تمام صورتِ حال حرف بہ حرف بیان کر دی‘ خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا کہ رافع اور اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرع جاری کرو اور شہر سمرقند میں گدھے میں زیر حراست سوار کرا کے تشہیر کرا دو‘ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو‘ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں رافع کو اس عورت سے علیحدہ کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔

رافع کا فرار

ایک دن موقع پر کر رافع جیل سے فرار ہو گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچا‘ علی بن عیسیٰ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا‘ مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ کی سفارش پر قتل نہ کیا اور سمرقند پھر واپس جانے کی ہدایت کی‘ رافع نے سمرقند میں واپس ہو کر یہ حرکت کہ حالت غفلت میں عامل سمرقند کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے تھا‘ قتل کر کے سمرقند پر قابض ہو گیا‘ یہ واقعہ ۱۹۰ھ کا ہے۔ علی بن عیسیٰ نے اس خبر کے سنتے ہی اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا‘ رافع نے اس کو شکست دے کر حالتِ فرار میں قتل کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کر رافع سے لڑائی کی نیت سے رافع لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کی درستی شروع کر دی اور اس خیال سے کہ کہیں رافع مرو پر قبضہ کرنے بلخ سے مرو چلا آیا‘ انہیں واقعات کے دوران میں سال اختتام پذیر ہو گیا اور دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا‘ اسے برطرف کر دیا گیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی گورنری پر تعینات کر دیا گیا۔

حمزہ خارجی سے لڑائی

بہت سے نامی گرامی سپہ سالار بھی رافع کے ہمراہ تھے‘ لیکن اس کی بدمزاجی کے باعث اس سے الگ ہو کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے‘ ان میں عجیف بن عنسبہ وغیرہ تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے ایک لمبی مدت تک محاصرہ کئے رہا‘ اسی دوران طاہر بن حسین کو خراسان سے بلا لیا‘ اس کے آ جانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا۔ ہرات و بجستان کے نمک حرام عمّال نے بہت سا مال اس کے پاس بھیج دیا‘ جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا‘ بعدازاں ۱۹۴ھ میں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے جنگ کرنے کے لئے نیشاپور کی طرف پیش قدمی کی‘ تقریباً ”(۲۰٬۰۰۰) بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا‘ پہلی ہی جھڑپ میں حمزہ کو شکستِ فاش ہوئی‘ اس کے بہت سے ساتھی کام آ گئے۔ ہرات تک عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتا گیا‘ تا آنکہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب کرنے سے روک دیا۔

بخارا کی فتح

۱۹۳ھ میں ہرثمہ و رافع کے مابین لڑائی ہوئی تھی‘ جس میں فتح و کامرانی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی‘ اسی واقعہ میں ہرثمہ نے ارفع کے بھائی بشر کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخارا کو فتح کر لیا۔

رافع کی سرکوبی

خلیفہ ہارون اس سے پیشتر صائفہ سے واپسی کرنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقہ چلا آیا تھا اور رقہ سے بہ ارادہ خراسان رافع کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے بیماری کا آغاز ہو گیا تھا‘ رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑا دارالخلافت بغداد پہنچا اور بغداد سے سامانِ جنگ و سفر درست کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کر کے شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا‘ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم صادر کیا۔ فضل بن سہل نے مامون الرشید کو مشورہ دیا کہ ”آپ خلیفہ ہارون کے ہمراہ خراسان چلے جائیے‘ ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے“۔ مامون الرشید نے خلیفہ ہارون سے عرض کیا‘ خلیفہ ہارون نے مامون کی اس درخواست کو قبول کر لیا۔

انتقال

خلیفہ ہارون خراسان جانے کی غرض سے بغداد سے روانہ ہو کر ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا‘ چونکہ بیماری نے طول کھینچ لیا تھا‘ یہاں قیام کیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی گرامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک‘ یحییٰ بن معاذ‘ اسد بن خزیمہ‘ عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث‘ سندی حرشی اور نعیم بن خازم تھا‘ مرو کی جانب روانہ کیا اور مامون کو روانہ کرنے کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا

گیا۔ بیماری دن بدن زور پکڑتی گئی اور وہ ہلنے جلنے سے اس قدر مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا شور مچ گیا' رفتہ رفتہ اس کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچی' لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے سوار ہونے کا ارادہ کیا' مگر کمزوری نے اٹھنے نہ دیا اور بستر مرض پر پڑا رہ گیا' اس وقت جب کہ یہ طوس میں تھا' رافع کے بھائی بشیر جسے ہرثمہ نے قید کر کے روانہ کیا تھا' پہنچا' سامنے بلا کر کہا۔ "واللہ اگر میری موت کے آنے میں اس قدر بھی وقفہ ہو تا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں تو میں یہی حکم دیتا کہ اس کو مار ڈالو"۔ اس کے بعد ایک قصاب کو طلب کر کے حکم دیا کہ "اس کا عضو عضو کاٹ کر علیحدہ کر دو"۔ اس قدر کہنے کے بعد بے ہوش ہو گیا' حاضرین اٹھ کر چلے گئے' جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا' جس مکان میں مقیم تھا' اس کے ایک کونے میں قبر کھودی گئی' قرآن کے حفاظ کرام نے قبر میں جا کر ختم قرآن کیا اور یہ خود قبر کے پاس لیٹا ہوا دیکھتا رہا' بار بار کہتا جاتا تھا "واسوآتاہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" تا آنکہ انتقال کر گیا' اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی' اس کے انتقال وقت فضل بن ربیع' اسمٰعیل بن صبیح' مسرور حسین اور رشید موجود تھا۔ (۲۳) تیئس سال یا کچھ زیادہ حکومت کی اور نوے کروڑ دینار بیت المال میں چھوڑے[1]۔

سیرت اور کارنامے:[1] یہ خلیفہ جو ابھی لوگوں سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا ہے بہت بڑا اولوالعزم، علم و ہنر کا قدردان، فہم و فراست، عزم و ثبات فیاضی اور شجاعت میں ممتاز دیکتا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم و ہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرہ آفاق ہوئی کے بڑے بڑے اہل کمال ہر چہار طرف سے دربار خلافت میں کھنچے چلے آتے تھے۔ خود بھی ذی علم تھا، فقہ حدیث، ادب اور ایام العرب سے خوب ہی واقف تھا، یحیٰی، فضل اور جعفر اس کے نامور وزراء تھے۔ جبرئیل اور بختیشوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے۔ سواروں کی تنخواہ پچیس روپے پیادہ کی دس روپے تھی۔ سپہ سالاری کا کام بوقت جنگ صوبہ کے والی، وزیر اعظم، قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کر لیا کرتے تھے۔

اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کے ممالک محروسہ کی حدیں ہندو تاتار سے بحر اوقیانوس تک تھیں۔ سوائے اندلسٔ عظمیٰ (اسپین) کے اور کل اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم و یونان جس پر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گذار تھے۔ اس کے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا کہ ایک قنطار ۴۰۰ دینار کا ایک دینار پانچ روپیہ کا ہوتا ہے)

مذہبی عقائد اور خیالات کا پابند تھا۔ زندقہ والحاد سے سخت نفرت تھی۔ بزرگان دین سے معتقدانہ ملتا تھا فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا۔ علماء و فضلاء کی نصیحتوں کو گوش ہوش سے سنتا تھا۔

شعر اور شعراء سے دلی محبت رکھتا تھا۔ اپنے مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ علی الخصوص شاعر خوش کلام کے کلام کو کمال رغبت و شوق سے سنتا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا۔ مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا ایک شعر یہ ہے۔

"وسدت بھرون الثغور فاحکمت   بہ من امور المسلمین المرائر"

پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس غلام رومی اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے چوگان کھیلا اور آویزاں نشانہ پر تیر باندھ کر تیر اندازی کی اور شطرنج بھی کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں نغمہ و سرود کو شوق ذوق سے بیٹھ کے سنا گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کئے۔ ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانہ میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا۔ دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا۔ رقیق القلب اس درجہ تھا کہ تھوڑی سی تحریک پر زار زار رو اٹھتا تھا۔ محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابو العتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اس کے روزانہ گفتگو و کلام سے اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابو العتاہیہ نے دیوار جیل پر جوش میں آ کر یہ شعر لکھ دئیے۔

اما واللہ ان الظلم لوم   ومازال المسی ھو الظلوم
الی دیان یوم الدین نمضی   وعند اللہ تجتمع الخصوم

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچادیا۔ سن کر رو پڑا قدرے سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ کو طلب کر کے رہا کر دیا اور ایک ہزار دینار مرحمت کئے۔

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا۔ بقائے سلطنت اور خلافت کی شان وشکوہ کا بے حد کوشاں تھا۔ انہیں وجوہ سے برامکہ کا قتل وقوع پایا اور اسی معاملہ سے لوگوں نے ایک الزام اس کے سر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف گزیں تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصالح سے اس کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر وعباسیہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث سے جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مورخوں کے ذریعہ سے عوام میں مشہور ہو رہا ہے ہارون کا عقد پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انہیں کو ام جعفر بھی کہتے ہیں۔ یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھیں محمد امین انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امۃ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولد ہوئے۔ بعد ازاں ام محمد بنت صالح مسکین اور عباسہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور زینب بنت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر، بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسہ اور عثمانیہ زندہ تھیں۔ بارہ بیٹے تھے۔ (۱) محمد امین زبیدہ خاتون کے بطن سے، (۲) عبداللہ المامون مراجل نامی کنیز سے، (۳) باقی قاسم الموتمن، ابواسحاق محمد المعتصم، (۵) صالح، (۶) ابوعیسی محمد، (۷) ابو یعقوب محمد، (۸) ابوالعباس محمد، (۹) ابو سلیمان محمد، (۱۰) ابو علی محمد (۱۱) ابو محمد، (۱۲) اور (۱۳) ابو احمد محمد۔ امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، قاسم اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ لڑکیاں چودہ تھیں۔ سکینہ، ام حبیب، اروی، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریحانہ اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت پھیل گئی۔ شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے ”مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی امر کا نہیں ہوا مجھے یہ گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا“

میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء، ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔ (مترجم)

باب ۷

امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

امین کی تخت نشینی

جب خلیفہ ہارون الرّشید کا انتقال ہوا تو اس سے اگلے دن صبح کے وقت لشکرِ ہارون میں امین خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرّشید اس وقت مرو میں تھا۔ حمونیہ (خلیفہ مہدی کا آزاد غلام تھا) افسرِ ڈاک نے اپنے نائب سلام ابنِ مسلم کو جو بغداد میں تھا' اس واقعہ کی اطلاع دی اور دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارک باد دینے کی ہدایت کی' سب سے پہلے جس نے امین کو خلافت کی مبارک باد دی' وہ یہی تھا۔ شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط خلافت کی مبارک باد اور وفات ہارون الرّشید معرفت رجاء خادم کے روانہ کیا اور ساتھ ہی اس کے خلافت کی انگوٹھی' عصا اور چادر بھیج دی۔ رجاء کے پہنچنے پر امین اپنے محل سے' جو خلد میں تھا' نکل کر قصرِ خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرّشید کے انتقال کی خبر سنا کر اپنی آپ اور لوگوں کی تعزیت کی' بعدازاں تمام خاندانِ خلافت نے بیعت کی' سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ و ماں کا چچا تھا' سب سپہ سالاروں سے اور عوام الناس سے بیعت لینے پر مقرر کیا گیا۔ بغداد کی ملازمی فوج کو دو سال کا روزینہ دیا گیا' اس کے بعد زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں۔ خلیفہ امین مع ارکینِ سلطنت و امراء بغداد انبار تک ان کے استقبال کرنے کے لئے گیا' شاہی خزانہ بھی زبیدہ کے ساتھ تھا۔

ہارون کی موت سے قبل جس وقت کہ اس کی بیماری بڑھتی جا رہی تھی' اس کے لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیا تھا' دوسرا خط ماموں و موتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا۔ اور تیسرا خط اپنے بھائی صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ معہ لشکر' خزائن اور مال و اسباب کے فضل کے مشورہ کے مطابق چلے آؤ' ان خطوط کے علاوہ ایک علیحدہ خط فضل کے نام مال و اسباب اور شاہی خزانے کی حفاظت کے بارے میں تحریر کیا تھا۔ اور ہر محکمہ کے افسر کو اس کے عہدہ پر بحال و قائم رکھا تھا' (مثلاً پولیس باڈی گارڈ اور حجابت وغیرہ)۔ اتفاق سے اس کی خبر ہارون کو ہو گئی' بکر کو طلب کر لیا' آنے کی وجہ پوچھی۔ بکر نے صاف جواب نہ دیا۔ ہارون کو شبہ پیدا ہوا' استفسار فرمایا۔ "کوئی خط لایا ہے"۔ جواب دیا' نہیں' خلیفہ ہارون نے غصے میں آ کر درے پڑوا کر قید خانہ میں ڈال دیا' اس واقعہ کے بعد ہی ہارون کی وفات ہو گئی۔ فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا' بکر نے امین کے خطوط اس کے سپرد کر دیئے' ارکینِ سلطنت خطوط پڑھ کر امین سے مل جانے کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ فضل بن ربیع نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت لشکر گاہ میں تھے' اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی خواہش تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا' اس نے اور تمام لشکریوں نے مامون کے عہد اور میثاق کی بالکل پرواہ نہ کی۔

مامون الرّشید کی خط و کتابت

اس بات کی خبر مامون الرّشید کو ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک' یحییٰ بن معاذ' شبیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو جو ہمراہِ رکاب تھے' ایک جلسہ میں جمع کیا' علاء اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن مسیب بن زہیر افسرِ اعلیٰ پولیس' ایوب بن ابی سمیر کاتب (سیکرٹری) تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل اکابرین و معزز معتمدین میں سے تھے حاضرین میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع کو معہ اس کے ساتھیوں کے واپس لایا جائے' لیکن فضل بن سہل

ے اختلاف کر کے رائے دی کہ "مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ مبادا وہ لوگ آپ کو دھوکا دیں' میرے خیال میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاءِ عہد و میثاق اور پابندی بیعت کا حکم دیجئے اور بدعہدی و نقض بیعت کے برے انجام سے ڈرایئے مامون الرشید نے اس مشورہ کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل خادم کی معرفت ایک خط فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس نیشاپور میں بھیجا۔

ل سے بدسلوکی

خط پڑھتے ہی فضل بن ربیع بولا۔ "کیا میں اکیلا ہی اس لشکر میں ہوں"۔ عبدالرحمٰن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا ارادہ پھر کچھ سوچ سمجھ کر نیزہ کا پھل دکھاتے ہوئے بولا۔ "اگر تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا"۔ سہل حیران ہو کر الرحمٰن کا منہ دیکھ رہا تھا۔ اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جاتا تھا۔ سہل و نوفل بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس ے اور تمام واقعات سے آگاہ کیا۔

ل بن سہل کی حکمتِ عملی

فضل بن سہل نے عرض کیا۔ "اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہے' چونکہ آپ خراسان میں ہیں' ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی ان نہ پہنچے گا۔ خراسان میں مقنع نے خروج کیا تھا' بعد ازاں یوسف البرم نے سر اٹھایا' اس سے دولتِ عباسیہ کو بغداد میں خطرہ پیدا ہوا' مگر تعالیٰ کی مہربانی سے بہت جلد رفع ہو گیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ اور آج اللہ تعالیٰ فضل سے آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے' صبر و استقامت سے کام لیجئے' میں آپ کی خلافت کا دار ہوں"۔ مامون نے کہا۔ "انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کا انتظام تمہارے حوالے کرتا ہوں"۔ فضل بن ل نے عرض کیا۔ "عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکینِ سلطنت بوجہ شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں گے اور میں یں سے ان کا جو آپ کے اس کام کو انجام دیں' خادم ہوں' تاآنکہ حکومت کی باگ ڈور آپ کے قبضہ میں آ جائے"۔ مامون نے اس کا جواب نہ دیا۔ فضل مامون سے رخصت ہو کر اراکینِ سلطنت کی قیام گاہوں پر آیا اور مامون کی بیعت کا معاملہ پیش کیا' بعض نے انکار کر بعض نے جھڑک کر نکال دیا۔ فضل مامون کے پاس واپس آیا اور ان حالات سے مطلع کیا۔ مامون نے کہا۔ "بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کا اپنے ہاتھ میں لو"۔ فضل نے عرض کیا۔ "موجودہ حالات میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہِ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں' سنّت کے احیاء اور مظالم کو رد کرنے کی تعلیم دیں"۔

ہائی طلبی

چنانچہ اسی وقت مامون نے فقہاء کو بلایا اور وعظ و نصیحت کرنے کی ہدایت کی اور سپہ سالارانِ لشکر و اراکینِ سلطنت کی دلجوئی کرنے لگا' ہی سے کہتا تھا کہ "مجھے مسندِ خلافت پر بیٹھنے تو دو' میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ پر مامور کروں گا"۔ ربیعی سے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے دینے کا وعدہ کرتا تھا۔ یمانی کو بجائے قحطبہ و مالک بن ہیثم کے بغاوت کرنے کا وعدہ تھا' یہ سب سلطنتِ عباسیہ کے نقباء تھے' باقی رہے اہل خراسان' ان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا' جس سے اہلِ خراسان خوش ہو گئے۔ اور فرطِ مسرت سے کہتے لگتے تھے۔ "کیوں نہ ہو ہماری بہن کا بیٹا' ہمارے نبیؐ کے چچا کا بیٹا ہے"۔ مامون انتہائی توجہ اور حکمتِ عملی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور رے وغیرہ کے تھے' انتظام کرنے لگا اور اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے اور مؤدبانہ خط لکھا۔

یمانی کی معزولی

ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤتمن کو حکومت جزیرہ سے برطرف کر دیا' مگر سرحدین اور عواصم کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں اس کی جگہ پر خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا۔

ابراہیم بن عباس کی گورنری

مسندِ خلافت کے آغاز میں مکہ مکرمہ کی گورنری داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کی گورنری پر اسحاق بن سلیمان تعینات تھا' مگر اہلِ

حمص نے اس سے مخالفت و بغاوت کی' اسحاق حمص سے سلیمہ چلا آیا۔ خلیفہ امین نے اس کو برطرف کر کے عبداللہ بن سعید حرشی کو مقرر کیا' چنانچہ اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور اطراف حمص کو نذرِ آتش کر دیا۔ باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی۔ عبداللہ بن سعید نے امان دے دی' مگر وہ کچھ عرصہ بعد پھر باغی ہو گئے' عبداللہ بن سعید نے پھر ان میں سے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا' اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کا گورنر مقرر کر کے حمص میں بھیجا۔

سمرقند پر قبضہ

ہرثمہ بن امین ۱۹۳ھ میں سمرقند میں بہ زورِ شمشیر داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہیں سکونت بھی اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ طاہر بن حسین بھی تھا۔ رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر آراستہ کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا۔ ہرثمہ کی حکمتِ عملی سے ترکوں اور رافع میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس گئے' جس سے رافع کے کاموں میں کمزوری واقع ہو گئی' اس دوران مامون کے حالات سے اس کو معلوم ہوا' چنانچہ امان طلب کر کے حاضر خدمت ہو گیا۔ مامون انتہائی احترام سے پیش آیا اور بہت عزت کی' اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا۔ مامون نے اس کو اپنے باڈی گارڈ کی افسری دے دی' لیکن خلیفہ امین کو یہ تمام کارروائیاں اچھی نہ لگیں۔

بادشاہِ روم کی ہلاکت

اسی سال بادشاہ روم نقفور اپنی حکومت کے ساتویں سال جنگِ برجان میں ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا استبراق جانشین کیا گیا' یہ بہت دلیر اور بہادر تھا' دو ماہ حکومت کر کے انتقال کر گیا' بعد ازاں اس کی بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا' اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی۔ میخائیل دار السلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی' تب رومیوں نے میخائیل کے بعد الیون پر سالار کو تخت پر بیٹھا دیا۔

فضل کی کارستانی

جس وقت فضل بن ربیع مامون کی نقضِ بیعت اور مخالفت کر کے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کو انجامِ کار امور کے خطرات پیدا ہوئے' دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مامون سے تمام تعلقات قطع کر کے خلیفہ امین کے کان بھرنے لگا' رفتہ رفتہ اس کو اس کام پر تیار کر لیا کہ مامون کو ولی عہدی سے برطرف کر کے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ اور نیز ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے خوف زدہ تھے' اس مشورے سے اتفاق کیا' لیکن خزیمہ بن خالام اور اس کے بھائی عبداللہ نے اس سے مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس کام سے باز رہنے اور لوگوں کو عہد توڑنے اور تردیدِ بیعت کر کے مشکل میں ڈالنے سے منع کیا' مگر خلیفہ امین اس بات پر مسلسل اصرار کر رہا تھا' اسی دوران یہ خبر پہنچی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے برطرف کر دیا اور یہ کہ ہرثمہ امین کو باڈی گارڈ کی افسری دے دی ہے اور یہ کہ رافع بن لیث نے امان کی درخواست کی تھی اور مامون نے اس کو امان دے دی اور رافع اس کے خیر خواہوں میں شامل ہو گیا ہے۔

امین کا فرمان

پس خلیفہ امین نے بغیر سمجھے سوچے اپنے عمال کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ "خطبوں میں مامون اور موتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعاء کی جائے"۔ مامون کو اس کی خبر ہوئی' تو اس نے امین کے نام کو سرنامہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی' اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ' عیسیٰ بن جعفر بن المنصور' صالح والیٔ موصل اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کو اپنی ولی عہدی پر مقدم کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کر دو' جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے' مامون نے امراءِ خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں رائے طلب کی' ان لوگوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ "ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے"۔ مامون نے خلیفہ کے وفود

طلب کر کے اس درخواست کی منظوری سے انکار کر دیا' جو وہ لے کر آئے تھے۔ فضل بن سہل اس موقع پر ایک یہ چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو چالاکی سے کام لے کر اپنا جاسوس و مخبر بنا لیا' جو وقتاً" فوقتاً" خلیفہ امین اور اس کے دربار کے حالات لکھتا رہتا تھا۔

فضل بن سہل کا مشورہ

خلیفہ امین نے ان وفود کی واپسی کے بعد مامون سے خراسان کے بعض شہروں کی درخواست کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ خراسان میں دربارِ خلافت کے افسر سررشتہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے۔ مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہ کیا اور ساتھ ہی اس کے دور اندیشی اور احتیاط رہے اور سرحدی شہروں پر اپنے معتمد اور خواص کو نگرانی و محافظت کی غرض سے متعیّن فرما دیا' تاکہ کوئی شخص اجنبی بغیر اجازت خراسان میں داخل نہ ہو سکے' باوجود اس احتیاط کے مامون انجامِ کار مخالفت سے خائف تھا' انہی دنوں خاقان بادشاہِ تبت نے اپنے ملک مقبوضہ کے سرحدی شہروں پر شب خون مارنے کا ارادہ کر لیا تھا' جیغونہ نے بغاوت کر دی تھی اور ملوکِ ترک نے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ مامون کو ان سے بے حد خطرہ پیدا ہوا۔ فضل بن سہل نے یہ رائے دی کہ اپنے کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی خاطر خاقان و جیغونہ کو خود مختار حکمران کر دیجئے اور بادشاہِ کابل سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجئے' باقی اور ملوک ترک کا خراج معاف کر دیجئے' اس انتظام کے بعد سوار اور پیادوں کا لشکر مرتب کر کے برسرِ مقابلہ آئے گا' اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور' ورنہ خاقان کے پاس پناہ لے لے گا۔

مامون کا جواب

اس مشورے کو مامون نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو یہ جواب اس کے خط کے ارادت مندانہ اس مضمون کی لکھ بھیجی۔ امیرالمومنین' آپ کا فرمان عالی شان مجھے ملا' میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر ہوں' چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اسی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر رہنے سے بے شمار فوائد ہیں' جس کے باعث میں حاضر نہیں ہو سکتا' میری اس غیر حاضری کو معاف فرمایئے گا' میں آپ کا حاضر و غائب مطیع ہوں' اس خط کے پڑھنے سے خلیفہ امین کے خیالات تبدیل ہو گئے اور یہ بات اس کے ذہن میں بیٹھ گئی کہ مامون میری مخالفت نہ کرے گا' چنانچہ اسی بنا پر اوائل ۱۹۵ھ میں مامون کو ولی عہدی سے برطرف کر کے اپنے بیٹے (موسیٰ) کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور الناطق بالحق کے لقب سے ملقّب کیا' اسی تاریخ سے مامون اور مؤتمن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے۔

موسیٰ کی تربیت

خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرّر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کو اس کی تربیت پر مامور کیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی پولیس پر' عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ پر اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کے دفتر انشاء پر مقرر کیا' اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنایا' چنانچہ خطبوں میں پہلے خلیفہ امین کا نام لیا جاتا تھا' بعدازاں موسیٰ اور عبداللہ کے لئے دعاء کی جاتی تھی اور اسے القاسم بالحق کے لقب سے نوازا تھا۔

مامون کی تیاریاں

اس عہد نامہ کو بھی خانہ کعبہ سے اتار کر پھاڑ ڈالا' جو امین و مامون کی ولی عہدی کے بارے میں تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا۔ مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے' ان تمام واقعات سے مامون کو آگاہ کیا۔ مامون نے غور سے سن کر کہا۔ "جن امور کی اطلاع مخبروں نے دی ہے' اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لئے کافی ہوں گے"۔ اور انتظاماً" فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات' وظائف اور رسد و غلہ تقسیم کرنے کے لئے بھیج دیا۔ فضل بن سہل نے اپنی انتظامی صلاحیت سے فوج نظامی کے علاوہ اطراف رے میں جس قدر جنگ آزمودہ سپاہی تھے' سب کو اکٹھا کر لیا' بعدازاں طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق ابن اسعد خزاعی نے ابو العباس خزاعی کو امیر لشکر مقرر کر کے لشکر رے کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمان میں نامی گرامی سپہ سالاروں اور فتح مند افواج کو بھیجا ابو

العباس نے رے میں پہنچ کر لشکر نئے سرے سے ترتیب دیا' مسالح اور مراصد مقرر و متعین کئے' خلیفہ امین نے بھی عصمت بن حماد بن سالم کو ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے ہمدان کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں قیام کرنا اور اپنے مقدمتہ الجیش کو ساوہ کی طرف روانہ کرنا۔

امین کی تیاریاں

خلیفہ امین نے ان حالات کے پیش نظر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کی جانب مامون سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا[1] بیان کیا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوسوں نے علی بن عیسیٰ ابن ماہان کی روانگی پر اس وجہ سے آمادہ کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی' یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں بے جگری سے لڑے تھے اور اکثر کا یہ کہنا ہے کہ اہل خراسان نے دھوکہ دہی سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ "اگر آپ امیر لشکر ہو کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کریں گے"۔ خلیفہ امین نے اس بناء پر ابن ماہان کو روانگی کا حکم صادر کیا۔ اور بطور جاگیر نہاوند' ہمدان' قم' اصفہان اور تمام بلادِ جبل کو حربا" و خراجا" عنایت فرمایا اور خزانۂ شاہی سے کافی زیادہ رقم لے جانے کا اختیار دیا' سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے کافی زیادہ عنایت کیا' پچاس ہزار سوار ہمراہ رکاب کر دیئے اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس۔ عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضرمی کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا کہ بوقتِ ضرورت جنگ ابنِ ماہان کی مدد کرنا۔ علی بن عیسیٰ ابنِ ماہان خلیفہ امین سے رخصت ہو کر زبیدہ خاتون کی محل سرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا' بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتھکڑی و بیڑی دے کر یہ سمجھایا کہ میں اس کو محبت و شفقت میں اپنے بیٹے امین کی طرح سمجھتی ہوں' اگر تجھ کو فتح نصیب ہو جائے تو انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اس میں اس کو قید کر کے لانا' خبردار مامون کے ساتھ کسی طرح کی بے ادبی نہ کرنا"۔

دونوں لشکروں کا آمنا سامنا

ماہِ شعبان میں علی بن عیسیٰ ابن ماہان بغداد سے روانہ ہوا' خلیفہ امین مع اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کو رخصت کرنے کی غرض سے سوار ہوا' معززینِ بغداد کا کہنا ہے کہ اس شان و شوکت اور سامان و اسباب کا لشکر اس سے قبل نہیں دیکھا گیا۔ ساہلہ میں پہنچا تو رے سے آنے والوں نے بتایا کہ طاہر رے میں ٹھہرا ہوا لشکر مرتب کر رہا ہے' ہر لحہ جنگ کے لئے تیار ہے' یہ سن کر ابن ماہان نے ملوک ویلم اور طبرستان کے پاس خطوط بھیجے اور باہمی تعلقات بڑھانے' انعامات و جاگیرات دینے کا وعدہ کیا اور بیش قیمت زیورات تحائف میں بھیجے' اس معاوضہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کر لیں' چنانچہ ملوک ویلم اور طبرستان نے اس کو منظور کر لیا' بعدازاں ابنِ ماہان ساہلہ سے روانہ ہو کر رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا' اس کے مشیروں اور ساتھیوں نے جاسوس' ہراول اور مورچے قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ ابن ماہان نے اس سے اختلاف کیا اور کہا۔ "طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اس قدر تیاری کی ضرورت نہیں ہے' وہ یا رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر بھاگ جائے گا' پہلی صورت میں اہالیان رے ہی اس کا خاتمہ کر دیں گے اور دوسری صورت میں ہم کو کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے"۔ رفتہ رفتہ جب ابن ماہان رے سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر پہنچا تو طاہر کے ساتھی ابنِ ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور کرنے لگے' آخر کار اس پر متفق ہوئے کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہئے' لیکن طاہر نے یہ مشورہ دیا کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے' ایسا نہ ہو کہ اہلِ رے فریقِ مخالف سے مل جائیں اور ہم پر حالت غفلت میں شب خون ماریں' بہتر ہے کہ رے سے باہر نکل کر جنگ کرنی چاہئے"۔ حاضرین نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اسی کے مطابق رے سے نکل کر پچیس کلومیٹر کے فاصلہ پر صف آرائی کی' ان کی تعداد چار ہزار سواروں سے کم تھی۔

احمد بن ہشام کا مشورہ

احمد بن ہشام نے جو لشکرِ خراسان کا افسر اعلیٰ تھا' یہ مشورہ دیا کہ "لشکر گاہ میں امین کی برطرفی اور مامون کی خلافت کا اعلان کرا دینا چاہئے تاکہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا حامی ہوں' اہلِ خراسان و امین کی اطاعت کا دھوکہ نہ دینے پائے"۔ طاہر نے ایسا ہی کیا' علی بن عیسیٰ نے طاہر کی کم تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بہادرو! کیا دیکھتے ہو' بات ہی بات میں ان کو لے لو'

[1] یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء

تُرک اس قدر کم ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوک دار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے' بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو"۔ ان فقروں کو سنتے ہی سپاہیوں کی ہمت بڑھ گئی' علی نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے قائم کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ایک جھنڈے کو دوسرے جھنڈے سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں' طاہر نے بھی اپنی فوج کو متعدّد دستوں پر تقسیم کر کے جنگ کے لئے ابھارا اور ثابت قدمی کے ساتھ لڑنے کی ہدایت کی۔

اتفاق سے عین صف آرائی کے وقت طاہر کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا' علی بن عیسیٰ کے اس فعل سے طاہر کے باقی ساتھی رک رہے اور لڑائی میں بے جگری سے کوشش کی' پھر احمد بن ہشام کے مشورہ سے طاہر نے قبل آغاز جنگ علی بن عیسیٰ کے لشکر میں اس بات سے اور بے دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا' دونوں لشکروں کے درمیان نیزہ پر آویزاں کر کے علی بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور انجام کار . . بدعہدی و عہد شکنیٔ بیعت سے ڈرایا"۔ جنگ شروع ہو گئی' پہلے علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا' جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہو گئی' پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اس نے پسپا کر دیا' طاہر نے اپنی رکاب کی فوج اور ہمراہیوں کو اپنی پرجوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا' پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہو گئی۔ طاہر کا میمنہ و میسرہ اپنے ہمراہیوں کو کامیاب دیکھ کر واپس پلٹا' جس سے طاہر کے ہمراہیوں کی قوت میں اضافہ ہو گیا اور علی کے ساتھیوں نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی' علی ان کو بلند آواز سے واپس بلانے لگا' اس دوران طاہر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے ایک تیر ایسا مارا کہ علی کے گلے میں پیوست ہو گیا' علی نے زمین پر گر کر دم توڑ دیا' اس شخص نے پہنچ کر سر قلم کر لیا اور لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لایا اور اس کے حکم سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا' کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے حضور میں دعا کی اور علی کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ہمراہیوں نے علی کے لشکر کا دس کلو میٹر تک تعاقب کیا.............

اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں طاہر کے ہمراہی ان کو قتل و قید کرتے تھے' تا آنکہ فتح مند اور شکست خوردہ گروہ میں رات حائل ہو گئی' جس سے فتح مند گروہ تعاقب سے رک رہا اور شکست خوردہ قتل و قید ہونے سے بچ گئے۔

کامیابی کی خبر

جنگ کے اختتام اور فتح یابی کے بعد طاہر رے میں واپس آیا اور فتح کی خبر فضل بن سہل کی وساطت سے مامون کی خدمت میں بھیجی' جس کی یہ عبارت تھی'

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کتابی الی امیر المومنین و راس علی بین یدی و خاتمہ فی اصبعی و جندہ متصرفون تحت امری - و السّلام	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ چٹھی امیر المومنین کے نام روانہ کرتا ہوں دراں حالیکہ علی کا سر میرے سامنے ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے - و السلام

تین دن کی مدت میں یہ خط ڈاک کے ذریعہ سے خراسان پہنچا۔ فضل بن سہل خط لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کامیابی کی خوش خبری سنائی' مبارک باد دی' بعدازاں اور ارکانِ سلطنت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا' اس کے دو یوم کے بعد علی کا سر بھی آیا' جسے تمام خراسان میں پھرایا گیا۔

امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کے حال سے آگاہی ہوئی۔ فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال و اسباب تھا' ضبط کر لیا' جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی' جو خلیفہ ہارون کی وصیّت کے مطابق دیا گیا تھا' اس واقعہ سے امین کو خود کردہ پر شرمندگی ہوئی۔ لشکریوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا مطالبہ کیا۔ عبداللہ بن حاتم نے زور شمشیر ان کو خاموش کرنے کا ارادہ کیا' لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر کے ان لوگوں کی تنخواہیں اور روزینے تقسیم کر دیئے۔

طاہر کی مزید کامیابیاں

علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان کی طرف بھیجا تاکہ ہمدان اور تمام بلادِ خراسان کی جانب کو ابن جبلہ فتح کرے' ان کی سند گورنری عنایت فرمائی' اس کے علاوہ مال اسباب اور بہت سا سامان جنگ بھی دیا' غرض ابنِ جبلہ دارالخلافہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

یہ خبر ملتے ہی طاہر اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے ہمدان آپہنچا' ابنِ جبلہ نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا' مگر طاہر نے اس کو پہلی ہی جھڑپ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا' پھر دوبارہ عبدالرحمٰن ابنِ جبلہ اپنی فوج کو مرتب کر کے میدانِ جنگ میں آیا اور طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا' طاہر نے شہر ہمدان کا محاصرہ کر لیا' اہلِ شہر کو اس طویل محاصرہ سے بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

عبدالرحمٰن نے اس خوف سے کہ مبادا اہلِ شہر طولِ حصار کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں' طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان کو چھوڑ دیا۔ طاہر نے اس واقعہ سے پہلے محاصرہ کے وقت ہمدان اس خطرہ کو پیش نظر کر کے والئ قزوین دوسری طرف سے حملہ نہ کر دے' ایک ہزار سواروں کو لے کے قزوین پر چڑھائی کر دی تھی' عاملِ قزوین کو خبر ہوئی تو وہ بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا تھا' اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور تمام بلادِ جبل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمٰن کا قتل

عبدالرحمٰن بن جبلہ کافی عرصہ تک بے خوف و خطر جہاں چاہتا تھا' آتا جاتا تھا' طاہر کے امان دے دینے کے باعث کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا' جب اس کو طاہر اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے مکمل اطمینان ہو گیا تو ایک دن اپنے ساتھیوں کو مجتمع کر کے بہ حالتِ غفلت حملہ کر دیا' طاہر کی فوج کمالِ عجلت سے تیار ہو کر مقابلہ پر آ گئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا' فریقین جی توڑ توڑ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے' آخر کار عبدالرحمٰن کے ساتھی میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ عبدالرحمٰن مارا گیا اور اس کے شکست خوردہ ساتھی بھاگ کر عبداللہ و احمد پسرانِ حریشی کے پاس پہنچے' جس کو امین نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ عبدالرحمٰن کی کمک پر روانہ کیا تھا' مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا قائم ہوا کہ بغیر کسی جنگ و جدال کے بغداد کی طرف فرار ہو گئے' طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کر مورچے قائم کئے اور نئے سرے سے اپنی فوج کو مرتب و جمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔

انجام کار

مامون نے اس کے بعد منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو تمام ممالکِ شرقی جبل ہمدان سے تبت تک طولہ" اور بحرِ فارس سے بحرِ دیلم و جرجان تک عرضاً" سب کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا اور ایک نیزہ پر جس کی دو شاخیں تھیں' فضل کے لئے ایک جھنڈا مقرر کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف و قلم) کا مبارک لقب دیا' پرچم جنگ کا منتظم علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد قلمدانِ وزارت کیا گیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کا افسر مقرر کر دیا گیا۔

ابو العمیطر

سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی والدہ تھیں۔ ابو العمیطر اس کی کنیت تھی' کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ یہ کنیت حزدون کی ہے' لوگوں نے اس کو اسی لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا' یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علیؓ و معاویہؓ) کا بیٹا ہوں' سرزمینِ شام میں یہی ایک شخص خاندانِ بنوامیہ کا باقی رہ گیا تھا' جو صاحبِ علم اور صاحبِ روایت تھا' اخیر ۱۹۵ھ میں خلافت و سلطنت کا دعوے دار ہوا۔

سفیانی کی کارروائی

خطاب بن وجہ العلس نے (بنوامیہ کا آزاد کردہ غلام تھا) جو صیدا پر قابض تھا' اس کی حمایت کی' جس سے سفیانی کی قوت میں اضافہ ہو

کیا اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا' اس کے بیشتر ساتھی قبیلہ کلب کے تھے' دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کے پاس ایک خط روانہ کیا' جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات وصلے دینے کا وعدہ کیا اور سر کشی کی صورت میں قتل و غارت کی دھمکی دی تھی۔ محمد بن صالح نے اس کا کوئی جواب نہ دیا' سفیانی نے قیسیہ کا رخ کیا' قیسیہ نے محمد بن صالح سے اعانت طلب کی' چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ پہنچا' جس میں اکثر و بیشتر اس کے غلام اور احباب تھے۔ سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ یزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' تقریباً" دو ہزار آدمی مار ڈالے گئے اور تین ہزار گرفتار کر لئے گئے' جن کو ابن بیہس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کر دیا۔

سفیانی کی گرفتاری اور فرار

اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کر کے اپنے بیٹے قاسم کے ہمراہ ابن بیہس کے مقابلہ پر روانہ کیا' اس معرکہ میں بھی سفیانی کے ساتھیوں کو شکست ہوئی' لڑائی کے دوران میں قاسم مارا گیا' اس کا سر اتار کر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ سفیانی کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے پھر لشکر فراہم کر کے زیر قیادت اپنے آزاد غلام معتمر کے میدانِ جنگ میں بھیجا' اس مرتبہ بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور معتمر مار ڈالا گیا' ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں کمزوری واقع ہو گئی۔ قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا' بعد ازاں ابنِ بیہس بیمار ہو گیا' روساء بنی نمیر کو جمع کر کے یہ وصیت کی کہ "تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ' بن عبدالملک کی خلافت کی بیعت کر لو اور اس ذریعہ سے سفیانی پر کامیابی حاصل کرو' کیونکہ بغیر اس حیلہ کے تم کامیاب نہ ہو سکو گے"۔ بنو نمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا' ابنِ بیہس ان لوگوں سے رخصت ہو کر حوران چلا آیا اور بنو نمیر نے جمع ہو کر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مسلمہ بن یعقوب بن نمیر کی بیعت کرنے سے خوش ہو گیا' اپنے خاندان اور غلاموں کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو مع اور روساءِ بنو امیہ کے قید کر لیا اور قیسیہ کو اپنے مقربین اور معتمد مشیروں میں داخل کر لیا' اس اثناء میں ابنِ بیہس صحت یاب ہو گیا اور لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق کو ابنِ بیہس کے حوالہ کر دیا' مسلمہ و سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مرہ کی جانب بھاگ گئے' اس وقت سے ابن بیہس دمشق پر متصرف اور قابض ہو گیا' تاآنکہ عبداللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا' مصر گیا' پھر مصر سے واپس ہو کر دمشق آیا اور ابنِ بیہس کو اپنے ساتھ عراق لے گیا' پس ابنِ بیہس نے وہیں پر انتقال ہو گیا۔

اسد بن یزید کی گرفتاری

عبدالرحمٰن بن جبلہ کے قتل ہونے پر دارالخلافت بغداد میں ایک تہلکہ مچ گیا' فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو طلب کر کے جنگِ طاہر پر جانے کی درخواست کی' اسد حیران ہو کر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا۔ فضل بن ربیع نے تسلی و تشفی دی اور اس کی خدمات اور کارگزاریوں کا ذکر کر کے بہادری' مردانگی اور فرماں برداری کی تعریف کی' اس نے کہا۔ "مجھے جنگِ طاہر پر جانے میں کچھ عذر نہیں ہے' میں آپ کا اور امیرالمومنین کا مطیع ہوں' مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور روزینہ کے نہیں لڑ سکتا' آپ میرے لشکریوں کے لئے ایک سال کا روزینہ عنایت فرمائیں' کمزوروں اور بوڑھوں کی چھانٹی کر دیجئے' طاقتور جنگجو اور بہادر سپاہیوں کو میرے ہمراہ کیجئے' خاص طور پر میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و دولت دے کر ان کی غربت کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں' ان کا کچھ حساب و کتاب مجھ سے نہ طلب کیجئے گا"۔ فضل بن ربیع نے جواب دیا۔ "تمہاری شرطیں ناجائز ہیں' میں امیرالمومنین کے مشورے کے بغیر اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"۔

یہ گفتگو کرنے کے بعد فضل بن ربیع امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات بیان کئے' امین نے طیش میں آ کر اسد بن یزید کو جیل بھیج دیا۔ اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ اس نے ماموں کے دونوں بیٹوں کو جو بغداد میں اپنی ماں دختر ہادی کے پاس تھے' طلب کر کے کہا میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے اطاعت کی تو فبہا تمہارے بیٹے تم کو مبارک' ورنہ میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا"۔ امین نے غضب ناک ہو کر قید میں ڈال دیا۔ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کو کہا' اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں' تب احمد بن مزید کو طلب کر کے اسد کو بھیجنے کی معذرت کی اور جنگِ طاہر پر روانگی کا حکم جاری کیا۔

لشکر کی روانگی

خلیفہ امین کے حکم کے مطابق فضل بن ربیع نے بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا' روانگی کے وقت احمد نے اس کی سفارش کی' خلیفہ امین نے رہا کر دیا۔ احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ہمراہ احمد ہی کے ساتھ روانہ ہو گیا' رفتہ رفتہ یہ دونوں حلوان پہنچے اور خانقین[1] میں پڑاؤ ڈالا دیا' یہ خبر سن کر طاہر بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں بھیس بدل کر پھیلا دیا' ان لوگوں نے ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر افواہ پھیلانا شروع کی کہ "خزانۂ بغداد خالی ہو گیا ہے' لشکریوں کی تنخواہیں بند ہو گئیں ہیں' لشکر پریشان پھر رہے ہیں' جہاں جو پاتے ہیں' اس پر قبضہ کر لیتے ہیں"۔ اس افواہ کے پھیلنے سے احمد و عبداللہ کی لشکر گاہ میں تشویش پھیل گئی' کوئی اس خبر کو درست سمجھتا تھا اور کوئی غلط' غرض یہ کہ رفتہ رفتہ آپس میں اس کی بحث اس حد تک بڑھی کہ آپس ہی میں متصادم ہو گئے اور بغیر جنگ کیے بغداد کو واپس گئے' پھر کیا تھا' طاہر بڑھ کر حلوان پر جا اترا' اس دوران میں ہرثمہ مع ایک لشکرِ جرار کے مامون کا فرمان لئے ہوئے آ پہنچا' طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اس کے مطابق اپنے تمام مفتوحہ شہر ہرثمہ کے سپرد کر کے اہواز کی راہ لی۔

عبدالملک بن صالح کا انتقال

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو قید میں ڈال دیا تھا' چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں رہا' تاآنکہ خلیفہ ہارون کا انتقال ہو گیا اور امین مسندِ خلافت پر رونق متمکن ہوا۔ امین نے تختِ خلافت پر بیٹھے ہی عبدالملک[2] کو رہا کر دیا' جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا۔ عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ امیر المومنین اہلِ شام کو جنگ طاہر پر مامور فرمایئے' یہ لوگ اہل عراق سے زیادہ بہادر اور دشمنانِ خلافت پناہی کے حق میں ستم قاتل ہیں۔ اور میں ان کی اطاعت کی ذمہ داری لیتا ہوں"۔ امین نے اس بناء پر عبدالملک کو شام و جزیرہ کا گورنر مقرر کر دیا اور بہت سا مال و سامان جنگ دے کر رخصت کیا۔ عبدالملک دربارِ خلافت سے روانہ ہو کر رقہ پہنچا اور رؤساءِ شام سے خط و کتابت شروع کی۔ رؤساءِ شام یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آئے اور خوشی سے فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔ عبدالملک بھی ان لوگوں کو انعامات' صلے اور خلعتیں دیتا جاتا تھا' چند ہی روز میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع و مرتب ہو گیا' ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ عبدالملک بیمار ہو گیا اور دن بدن اس کا مرض بڑھتا گیا' اسی دوران اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہلِ شام کے مابین اس وجہ سے تنازعہ پیدا ہو گیا کہ جنگ سلیمان بن ابی جعفر میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا' اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا۔ خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور رفتہ رفتہ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ عبدالملک نے فریقین کو لڑائی سے منع کیا' مگر دونوں باز نہ آئے' برابر لڑتے رہے' لاشوں کے ڈھیر لگ گئے' آخر کار اہلِ حمص و قبائل کلب اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہو گئے' جس سے اہلِ شام کو شکست ہوئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا کہ عبدالملک بن صالح رقہ میں ہی فوت ہو گیا۔

رجب ۱۹۶ھ میں

عبدالملک بن صالح کے انتقال کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کرا کر کوچ کر دیا۔ بغداد پہنچا' رؤساء و امراءِ بغداد اور سپہ سالارانِ لشکر ملنے کو آئے' تقریباً آدھی رات گذر جانے پر امین نے بلا بھیجا' حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا' صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کی برطرفی اور بیعت کا عہد توڑنے پر آمادہ کر لیا' بعد ازاں پل عبور کرنے کا حکم دیا۔ امین کے لشکر سے آمنا سامنا ہوا' لیکن پہلی ہی جھڑپ میں امین کی فوج بھاگ گئی' یہ واقعہ پندرھویں رجب ۱۹۶ھ کو پیش آیا۔

[1] یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۳ جلد ششم سے لکھا ہے' ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔ مترجم
[2] یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۹۳ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۳۔

اس واقعہ کے دوسرے دن حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی۔ عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصرِ خلافت پر چڑھائی کر دی اور امین کو قصرِ خلد سے نکال کر قصرِ منصور میں لا کر قید کر دیا' اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی' اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے اپنے روزینے طلب کئے' حسبِ خواہش نہ پانے پر سرگوشیاں کرنے لگے۔ محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین کے حسب نسب' سرداری اور امین کی برطرفی پر اعتراض کیا' اسد حرشی بڑا۔ "اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو' لوگ امین کے برطرف کرنے کو گئے ہیں' تم بھی ان کی روک تھام کو چلو"۔ اس فقرہ کے سنتے ہی لوگوں کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی' یک زبان ہو کر بولے۔ "بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے' اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل و خوں ریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔ تمام کے تمام یہ سنتے ہی بھڑا اٹھے اور شور و غل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے' اہلِ ارباض ان کے ہمراہ ہو لئے' حسین بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا' ایک زبردست جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا' اسد حرشی نے قصرِ منصور میں پہنچ کر امین کو قید و تنہائی کی مصیبت سے رہائی دلائی اور تختِ خلافت پر بٹھایا۔ امین نے مسلح ہونے کا حکم دیا' بلوائیوں کا ہجوم تھوڑی ہی دیر میں تتر بتر ہو گیا۔

حسین بن علی کا خاتمہ

حسین کو زنجیروں میں جکڑ کر دربار میں پیش کیا گیا' امین نے سخت لعن طعن کی' حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معذرت کی' امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا' ساتھ ہی اس کے ایک بیش قیمت خلعت مرحمت فرما کر دارالخلافت کے علاوہ اپنے تمام ممالکِ مقبوضہ کا گورنر مقرر کر کے انتہائی عزت سے رخصت کیا' لوگ مبارک باد دیتے ہوئے پل تک آئے' جب لوگوں کا ہجوم کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا' امین نے حسین کے تعاقب پر سوارانِ لشکر کو متعین کیا' چنانچہ بغداد سے پانچ کلو میٹر کے فاصلہ پر یہ لوگ حسین سے جا ملے' ایک ہی جھڑپ ہوئی' حسین[1] مارا گیا' اس کا سر اتار کر امین کے پاس لایا گیا' اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع ایسا روپوش ہو گیا کہ اس کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا۔

محمد بن یزید کی روانگی

اہواز کی طرف روانگی کے بارے میں مامون کا فرمان جب طاہر کو ملا تو طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی طرف روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی اہواز کی جانب روانہ ہو گیا' اس دوران اس کے مخبروں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک عظیم الشان لشکر لئے ہوئے طاہر اور اس کے ہمراہیوں کے قبضہ سے اہواز کو بچانے کے لئے آ رہا ہے۔ طاہر نے اپنے ہمراہیوں میں سے محمد بن طالوت' محمد بن علاء اور عباس بن بخارا کو چند دستہ فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ انتہائی تیزی سے فاصلہ طے کر کے رستمی کے لشکر سے جا ملو اور پھر ان لوگوں کی حمایت و امداد پر قریش بن شبل کو روانہ کیا' بعد ازاں خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں پڑا ہوا تھا' طاہر کا لشکر قریب آ جانے سے محمد بن یزید کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ کھلے میدان میں لڑنے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ اہواز واپس چلئے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجئے' تاکہ آپ کی قوم (ازد) بصرہ سے آ جائے۔

جنگ کا آغاز

اس تجویز کے مطابق محمد بن یزید نے اہواز کی جانب واپسی کی اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب پر مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے قبل محمد بن یزید کو معہ اس کے ساتھیوں کے گرفتار کر لو' لیکن اس میں قریش کو کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی دن پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور زبردست لڑائی ہوئی' محمد بن یزید کے ہمراہیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے' مگر محمد اور اس کے جاں نثار غلام مر مٹنے پر تیار ہو گئے اور دادِ شجاعت دے کر میدان جنگ میں تلواروں کے سایہ کے نیچے اپنی جانیں دے دیں۔

[1] یہ واقعہ پندرہویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر۔

جنگ کا خاتمہ

جنگ کے اختتام کے بعد طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے والی مقرر کیے، بعد ازاں واسط کا رخ کیا، ان دنوں واسط میں سندھی بن یحییٰ حرشی اور ہیثم بن سعید تھا، ان دونوں نے طاہر کی آمد کی خبر سن کر راہ فرار اختیار کی، طاہر نے واسط پر بھی انتہائی آسانی سے قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی جانب بھیج دیا، کوفہ کی گورنری پر عباس بن ہادی فائز تھا، اس نے فوری طور پر خلیفہ امین کی برطرفی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی خط یہ خبر لکھ کر بھیج دیا۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور مطلب بن عبداللہ بن مالک گورنر موصل نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا[1] طاہر نے ان سب کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ حریث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن رہا۔

طاہر کی فتح یابی

یہ تمام اطلاعات جب خلیفہ امین کو پہنچیں تو اس نے اپنے مشہور سپہ سالار محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو قصر ابن ہبیرہ کی طرف روانہ کیا۔ حرث اور داؤد سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑنے کو آئے اور انتہائی بے جگری سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی جانب پسپا کر دیا، انہیں دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا۔ طاہر نے اس سے مطلع ہو کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ پر تعینات کیا، راستے میں محمد و فضل سے ملاقات ہوئی، فضل بن موسیٰ نے یہ کہہ دیا کہ "میں مامون کا مطیع ہو کر آیا ہوں، تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آئے ہو"۔ مگر محمد اس چال کو سمجھ گیا، جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شبخون مارا محمد نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا، لڑائی ہوئی، آخرکار فضل اور اس کا لشکر بغداد کی جانب بھاگ کھڑا ہوا، اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رخ کیا، ان دنوں مدائن کا گورنر برمکی تھا، اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا، علاوہ ازیں دارالخلافۃ بغداد سے برابر امدادی فوجیں اور رسد آ رہی تھی۔ طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو پیش قدمی کا حکم دیا، جیسے ہی قریش حملہ کی زد پر آیا، برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی اور لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دیں، مگر لشکر کا شیرازہ بکھرتا جاتا تھا، جب ایک صف کو درست کر کے دوسری صف کی درستی کی طرف مصروف ہوتا تو درست و مرتب صف منتشر ہو جاتی تھی، برمکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دے دینے کا حکم دیا، پھر کیا تھا، لشکریوں نے بغداد کا راستہ لیا اور طاہر مدائن اور اطراف مدائن پر قبضہ کر کے صرصر پر جا اترا اور وہیں ایک پل بنوایا۔

داؤد بن عیسیٰ کی تقریر

جس وقت امین نے خانہ کعبہ سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر پھاڑ ڈالا اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حجاز کو مامون کی برطرفی کا حکم دیا، داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو جمع کر کے امین کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر کے کہا۔ "کیا تم لوگوں کو یہ یاد نہیں کہ خلیفہ ہارون نے اپنے تینوں شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا، ظالم سے لڑنا، دیکھو محمد امین نے ظلم و جبر سے کام لیا ہے اور اپنے دونوں بھائیوں (مامون و موتمن) کو خلافت سے محروم کر کے اپنے ایک چھوٹے بیٹے کو جو شیر خوار ہے، اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو بیت اللہ سے نکلوا کر ظلماً "پھاڑ ڈالا ہے"، میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ امین کی بیعت کا عہد توڑنے اور مامون کی بیعت خلافت سے تم پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو گا، بلکہ تم لوگوں سے راضی و خوش ہو گا، کیونکہ تم اقرار و عہد کو پورا کرتے ہو، جو اس سے قبل خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے"۔ حاضرین نے اپنی خوشی سے داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی، داؤد نے مکہ مکرمہ کے اطراف و جوانب میں اس کا اعلان کرا دیا، خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان کو مدینہ طیبہ کا گورنر تھا، لکھ بھیجا، اس نے بھی ایسا ہی کیا، یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کو پیش آیا۔

---

[1] یہ واقعات رجب ۱۹۶ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ مصر۔

داؤد کو صلہ

اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے براہ بصرہ و فارس و کرمان مرو کی طرف کوچ کر دیا اور مامون کی خلافت میں حاضر ہو کر تمام واقعات گوش گزار کئے۔ مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا' علاوہ ازیں صوبہ عک کو بھی اس کے صوبجات مقبوضہ سے ملحق کر دیا اور رخصت کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام عنایت کئے اور اپنے بھتیجے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا ناظم مقرر کر کے اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کو ایک لشکر کا افسر بنا کر یمن کی سند گورنری مرحمت کر کے یمن کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ طاہر کی طرف سے اس وقت ہو کر گزرے تھے' جب کہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوا تھا۔ طاہر نے ان لوگوں کو انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا' دعوت کی' بعد ازاں یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہلِ یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی برطرفی کا خطبہ دیا' حاضرین اور تمام اہلِ یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرماں برداری و اطاعت کے لئے سر تسلیم خم کر دیا۔

طاہر کی حکمتِ عملی

جس وقت امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کی اطلاع ملی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا' اس وقت وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر جنگِ طاہر پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا' چنانچہ ماہ شعبان ۱۹۶ھ میں چار سو[1] جھنڈے سپہ سالاروں کے لئے منعقد کئے اور پھر ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا' اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہِ رمضان سنہ مذکور میں ہرثمہ سے جنگ کی' مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ پہلی ہی جھڑپ میں بھاگ کھڑا ہوا' اس کا مشہور سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا۔ ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا' ان دنوں طاہر صرصر میں مورچہ قائم کئے تھا' خلیفہ امین کی طرف سے برابر فوجیں آ رہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جاتا تھا۔ خلیفہ امین نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کر سازباز سے کام لیا' تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کے لشکر گاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی' امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے راضی کر دیا' اس میں امین کو ایک طرح کی کامیابی ہو گئی تو سردارانِ لشکر کو بلانے لگا' رفتہ رفتہ ان کی بھی ایک بڑی تعداد امین سے جا ملی' امین نے ان لوگوں کو حسبِ لیاقت و حیثیت انعامات دیئے اور اپنے دوستوں اور ہمراہیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے دستوں پر تعینات کر کے جنگ کی ترغیب دی اور بہ صورت کامیابی و مستعدی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا' لڑائی ہوئی' تمام دن لڑائی ہوتی رہی' شام ہوتے ہوتے امین کے لشکر کو شکست ہوئی' طاہر کی فوج نے امین کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جب یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچی تو امین نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو بہت سا مال و اسباب دیا' اس لشکر میں شکست خوردہ میں سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں کو فوج کے الگ الگ دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا' طاہر نے اپنی حکمتِ عملی سے اس لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا' لشکری بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے لوٹ پڑے' امین نے اس جدید فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا' جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے مرتب کی گئی تھی۔ طاہر نے ان سے بھی سازباز کر لی اور بہت سا مال و اسباب دے کر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن کے اپنے یہاں نظر بند کر لیا۔

بعد ازاں مع اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پر جا اترا اور اپنی حکمتِ عملی سے امین کے لشکر سے ایک بہت بڑا گروہ اپنے ساتھ ملا لیا' عوام الناس میں شور و غل مچ گیا' قیدی جیل کے دروازے توڑ توڑ کر نکل آئے' بدمعاشوں' آوارہ گردوں اور اوباشوں نے لوٹ کا بازار گرم کر دیا' غریبوں اور بے کسوں پر پل پڑے' زہیر بن مسیب ضبی نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا' خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں۔ ہرثمہ نے دوسری طرف یہی اہتمام و انتظام کیا' عبیداللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا مورچہ قائم کر کے محاصرہ کر لیا' امین کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی' باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل بھی[illegible] تنگ ہو گیا۔ رسد و

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔ میں نے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم۔

غلہ کی بندش سے مصیبت پر مصیبت نازل ہو گئی' مجبوراً توشہ خانہ کے مال و اسباب اور خزانوں کے سامان سونے چاندی کے برتنوں کو فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں کو طاہر کے لشکر پر آتش بازی کرنے اور گرم تیل پھینکنے کا حکم دیا' جس سے ایک گروہ کثیر اس طرح مارا گیا۔ سعید بن مالک بن قادم امان حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا۔ طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا والی مقرر کر کے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور دمدموں کے باندھنے کا حکم دیا' جن پر اس جنگ میں قبضہ ہو جائے اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سا اسباب و سامان دیا اور اس کے ہمراہ ایک فوجی دستہ بھی کر دیا۔

قصر صالح کا مورچہ

امین کی جانب سے قصرِ صالح اور قصرِ سلیمان بن منصور میں جو کنارۂ دجلہ پر تھے' چند سپہ سالار متعین تھے' ان لوگوں نے اپنے محاصر کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتش بازی سے کام لیا اور منجنیقوں سے بہت زیادہ سنگ باری کی' جس کا مسلسل جواب طاہر کا لشکر بھی دے رہا تھا' اس بناء پر بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا' مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تھا' حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس کام میں مزاحمت کرتا تھا' اس سے لڑتا تھا' اس جنگ کے دوران خلیفہ امین نے ان رؤساءِ بنی ہاشم اور سرداران لشکر کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا' جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ میں نہ آئے تھے' اس سے بغداد کی ریزرو فوج میں اور بے دلی پیدا ہو گئی اور میدانِ جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی' وہ روزانہ کی جنگ سے تھک کر بیٹھ گئی' سوائے بازاریوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی کار آزمودہ شخص میدانِ جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا نظر نہ آتا تھا' بدمعاشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ کا بازار گرم کر دیا' ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے طاہر کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی' جو قصرِ صالح کے مورچہ میں متعین تھا۔ طاہر نے اس کو امان دے دی' اس نے جمادی الثانی ۱۹۷ھ میں قصرِ صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا' اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی۔ بازاریوں اور رضاکاروں نے جمع ہو کر قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا' مگر بچگانہ حرکت سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا' بہت سے لوگ اس جھڑپ میں مارے گئے۔

خلیفہ امین کی ناکامی

قصرِ صالح پر قبضہ کرنے کے بعد طاہر نے امین کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت شروع کی اور بشرطِ بیعت امان دینے کا وعدہ کیا' ان لوگوں نے برضا و رغبت منظور کر لیا' سب سے پہلے تمام بنو قحطبہ نے اس کے بعد یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کی' اس سے امین کے کاموں میں سخت بے چینی پھیل گئی اور وہ گھبرا گیا' جنگ کے تمام کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے سپرد کر دیا' ان لوگوں کے ساتھ شور مچانے والے اور کرائے کے سپاہیوں کا ایک ہجوم تھا اور وہی معرکہ جنگ کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے' امراؤ رؤساءِ بغداد شہر چھوڑ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے' چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا۔ طاہر نے قصرِ صالح پر قابض ہو کر بغداد کی فصیل کو توڑے جانے کا حکم دیا اور رسد کی درآمد بند کر دی' کشتیوں کو براہِ فرات بغداد میں جانے سے روک دیا' جس سے غلہ بہت مہنگا ہو گیا' طولِ حصار کی سختی' غلہ کی کمیابی اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی' جس کا برداشت کرنا انسانی طاقت سے باہر تھا' پھر بھی انتہائی ثابت قدمی کے ساتھ اہلِ بغداد لڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن وضاح کو اس نو آزمودہ فوج نے شکست دے کر شماسیہ پر قبضہ کر لیا۔ ہرثمہ کو یہ اطلاع ہوئی تو وہ اس کی مدد کو آیا' مگر اس نے بھی منہ کی کھائی' شکست کھا کر بھاگا' گرفتار کر لیا گیا' بڑی مشکل سے اس کے ساتھیوں نے اپنی حکمتِ عملی سے رہا کرایا' طاہر نے جنگ کا نقشہ بدلتا ہوا دیکھ کر شماسیہ میں ایک پل بنوا کر عبور کیا اور انتہائی جرأت سے امین کے لشکر پر پہنچ کر اس شدت کا حملہ کیا' امین کے لشکر کو شکست ہوئی' وہ مجبوراً پیچھے کو ہٹا۔ عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا' ایک بہت بڑی تعداد اس لڑائی ہی جاری رکھی' خلیفہ امین کے مکاناتِ شاہی جو خیزرانہ میں تھے' وہ نذرِ آتش کر دیئے گئے' جن کی تعمیر میں (۲۰٬۰۰۰٬۰۰۰) بیس لاکھ درہم خرچ ہوئے تھے۔

...تمن کی گورنری

خلیفہ امین کو اپنے قتل اور اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا۔ عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن کی طرف فرار ہو گیا' کیونکہ امین ...ں کی طرف سے شک میں پڑ گیا تھا اور اسے نقصان پہنچانے پر بدمعاشوں اور کمینوں کو مقرر کر دیا تھا' اکثر کا یہ کہنا ہے کہ طاہر نے اس سے ...کتابت کی تھی اور بہ صورتِ سرکشی مال و اسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی تھی' اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا' اس ...کے بعد ہرثمہ نے مع اپنے ہمراہیوں کے بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کی طرف کوچ کیا۔ طاہر کے لشکریوں نے جنگ کا آغاز ...کیا' لڑائی ہوئی' ایک گروہ کثیر دریا میں ڈوب کر مر گیا' باقی ماندہ تلوار سے مارے گئے' ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ پہنچا' اس کے ...کاموں میں کمزوری واقع ہو گئی' اس دوران میں موتمن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مامون نے اسے جرجان کا ...گورنر مقرر کر دیا۔

...ین کی محصوری

طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے برطرف کرنے پر قائل کر لیا' چنانچہ ان دونوں نے آخر ...حرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی برطرفی کا اعلان کر دیا اور ہرثمہ کو جو ان کے مقابلہ پر تھا' بلا بھیجا' ہرثمہ نے جنگ و جدال ...ن کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا' اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا' اہلِ شہر و کرخ نے دفاعی مقابلہ کیا۔ طاہر نے ان کو ...ست دے کر قبضہ کر لیا اور امان کی منادی کرا دی اور لشکریوں کو بازارِ کرخ اور قصرِ وضاح میں ٹھیرا کر مدینہ المنصور قصرِ زبیدہ اور قصرِ خلد ...دروازہ پل سے بصرہ کے دروازے تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں پر دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی' اپنے لشکر کو پھیلا دیا اور ...ب جگہوں پر منجنیقوں کو نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دے دیا۔ خلیفہ امین مع اپنی والدہ اور بیٹوں کے شہر مدینہ المنصور میں ...گزیں رہا اور انتہائی صبر و استقامت سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا' اس کے اراکینِ حکومت میں سے صرف حاتم بن صقر اور ...کی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی کیا لشکری اور کیا لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے' کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ تھا' محمد بن حاتم بن صقر اور محمد ...بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "اس گئی گذری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر ...المومنین کے حکم کے منتظر ہیں' مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی قدر امراء و روساء اور اراکینِ سلطنت کے لڑکوں کو منتخب کر کے ان کا افسر ...مقرر کریں اور کسی دروازہ سے بہ حالتِ غفلت نکل کر جزیرہ و شام کی طرف چلے جائیں اور ایک نئی سلطنت کی بنا ڈالیں' عجب نہیں کہ اس ...میں عوام الناس کا میلانِ طبع آپ کی طرف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کر دے"۔ خلیفہ امین نے اس مشورے ...کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ و شام کی طرف چلے جانے کا پکا ارادہ کر لیا۔

...مین کا پیامِ امان

اس بات کی خبر جب طاہر کو ہوئی تو اس نے سلیمان بن منصور' محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا' دھمکی دی کہ اگر تم ...نے امین کو اس ارادہ سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہو گا' ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ زرگری ...شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المومنین کے لیے یہ مناسب نہیں کہ خود کو ابن اغلب اور ابن صقر کے قبضہ میں دے دیں' یہ لوگ خائن ...اور غیر معتبر ہیں' مناسب یہ ہو گا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے' ابن صقر نے اس مشورے کی مخالفت ...کی اور کہا۔ "اگر امیر المومنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس جائیے"۔ امین نے اس ...سے انکار کیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو برا شگون تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ ہرثمہ نے اس درخواست کو ...منظور کر کے کہلا بھیجا کہ "میں باستثناء آپ کے اور لوگوں سے جنگ کروں گا اور اگر وہ بھی امان کے طلب گار ہوں گے تو ان کو بھی میں امان ...دے دوں گا"۔

ہرثمہ کی چالاکی

اس بات کی خبر جب طاہر کو ہوئی تو اس کو یہ امر ناگوار گذرا' فتح یابی کا تاج ہرثمہ کے سر پر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آئے۔ ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری اطوار سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ہمراہیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے اس بات کا اظہار کیا کہ طاہر سے موجودہ حالات میں ناراضگی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے' بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی وضاحت کر لینا چاہیے' چنانچہ ہرثمہ مع اپنے ہمراہیوں اور سلیمان' سندھی اور ابن نہیک وغیرہ کے طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین بذاتہٖ سوائے ہرثمہ اور کسی کے پاس نہ جائے گا' مگر ہاں خلافت کی انگوٹھی' عصا اور چادر جو در حقیقت شعار خلافت میں سے ہے آپ کے حوالہ کر دے گا' طاہر اس بات پر راضی ہو گیا' جیسے ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے' ہرش پہنچا اور طاہر کو بھڑکا دیا کہ یہ آپ سے وعدہ کر گئے ہیں۔ "خلیفہ امین اپنے ہمراہ خلافت کی انگوٹھی' عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لیے جائے گا"۔ طاہر یہ سن کر طیش میں آ گیا' اسی وقت چند لوگوں کو امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین کا فرار' گرفتاری اور قتل

ہرثمہ نے ۲۵ محرم ۱۹۸ھ کو امین کے پاس پیغام بھیجا کہ "آج کی رات مزید انتظار فرمایئے' کیونکہ آج صبح دریا کے کنارہ پر کچھ ایسی باتیں مجھے نظر آئی ہیں' جن سے مجھے خطرہ پیدا ہوتا ہے"۔ امین نے جواب دیا۔ "میرے جس قدر احباب اور خیر خواہ تھے' وہ سب کے سب مجھ سے الگ ہو گئے' میں یہاں اب ایک لحہ بھی قیام نہیں کر سکتا' ایسا نہ ہو کہ طاہر کو اس کی خبر ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالیں' اس کے بعد امین نے اپنے دونوں بیٹوں کو گلے لگایا' پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے پر آیا۔ ہرثمہ کے حراقہ[1] پر سوار ہو گیا۔ ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں پر بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص مزاحمت کرے' اس پر بے تامل آتش باری کرنا' جیسے ہی حراقہ آگے بڑھا' طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آ گیا۔ حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اس شدت سے تیر باری کی کہ حراقہ کو بے کار کر دیا' غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا' تھوڑی دیر میں حراقہ پانی میں ڈوب گیا۔

ناظم فوج داری احمد بن سالم کا کہنا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین' ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے' ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور پانی کی سطح پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچا' لوگوں نے گرفتار کر لیا' طاہر کے پاس لے گئے' اس نے میرا نام پوچھا' میں نے اپنا نام و نسب بتلایا' پھر امین کے بارے میں پوچھا' میں نے جواب دیا۔ "کہ وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا"۔ اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں ہی قید کر دیا گیا' قید ہی کی مصیبت میرے لئے کچھ کم نہ تھی کہ اچانک یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے' اس خبر کو سنتے ہی میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال و اسباب تھا' اس کو میں نے دے کر اپنی جان بچائی' مگر قید سے رہائی نہ پائی۔ تھوڑی رات گذری ہو گی کہ ان لوگوں نے یکایک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر لیا' اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک میلا کپڑا تھا۔ میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر رونے لگا' امین نے مجھے پہچان کر کہا۔ "تو مجھے اپنے گلے لگا' میں سخت بے چین ہوں' میں نے امین کے کہنے کے مطابق اس کو گلے سے لگا لیا' اس وقت اس کے دل کی عجیب حرکت تھی' معلوم ہوتا تھا کہ خوف کے باعث سمٹا جاتا ہے' تھوڑی دیر بعد جب اس کے ذرا ہوش ٹھکانے آئے تو مجھ سے مامون کا حال دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا۔ "وہ ابھی زندہ ہے"۔ امین نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وکیل سے سمجھے' مجھ سے وہ کہتا تھا کہ مامون مر گیا' غالباً" اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اس کی جنگ سے غافل ہو جاؤں"۔ میں نے کہا۔ "اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کہ انہوں نے آپ کو دھوکا دیا"۔ امین نے ٹھنڈی آہ بھر کے کہا۔ "کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدہ امان وفا نہ کریں گے؟"

---

[1] حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس میں آتش باری کے مقامات ہوتے ہیں جس کے ذریعہ سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے۔ اقرب الموارد صفحہ ۱۸۳ جلد اول۔

میں نے کہا۔ ”جی ہاں! انشاء اللہ تعالیٰ۔
ہم لوگ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آ پہنچا‘ دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا‘ یہاں تک کہ وہ امین کو پہچان کر واپس چلا گیا‘ اس کے بعد تقریباً ایک گروہ عجمیوں کا چمکتی ہوئی برہنہ تلواریں لئے ہوئے آیا‘ امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا‘ ان میں سے ایک نے بڑھ کر امین کو پکڑ لیا‘ زمین پر گرا دیا اور ذبح کر کے سر اتار لیا اور طاہر کے سامنے لے جا کر رکھ دیا‘ صبح ہوئی تو لاش کو بھی اٹھا کر لے گئے۔
طاہر نے امین کا سر شارع عام پر لٹکا دیا‘ جب لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے دیکھ لیا تو اپنے ابن عم محمد بن حسن بن مصعب کی معرفت فتح کا اطلاع نامہ مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر‘ خلافت کی انگوٹھی‘ عصاء اور چادر بھی بھیج دی‘ مامون نے تمام چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

باب ۸

عبداللہ ابو جعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

امین کے قتل ہونے کے بعد طاہر نے امان کا اعلان کرا دیا اور جمعہ کے روز شہر بغداد میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑتے ہوئے جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں' شاہی محل سراؤں کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا اور زبیدہ مادر امین اور امین کے دونوں بیٹوں موسیٰ و عبداللہ کو بالائی زاب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر دیا' چند یوم کے بعد موسیٰ و عبداللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

بغداد میں بغاوت

امین کے قتل کے بعد بغداد میں لشکر اور نیز طاہر کی فوج کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی' مگر اس ندامت سے کیا حاصل تھا۔ طاہر سے روزینہ طلب کیا' وہاں کیا تھا' بہانے سے ٹال دیا۔ لشکریوں میں سرگوشی ہونے لگی' رفتہ رفتہ اشتعال اس قدر پھیلا کہ امین کے قتل کے پانچویں دن لشکریوں نے ہنگامہ کر دیا۔ طاہر مع اپنے ایک گروہ سپہ سالاروں کے عقرقوبا کی طرف فرار ہو گیا اور وہاں سے ان کی گوشمالی کے لئے ایک لشکر مرتب کر کے بغداد کی طرف آیا' بلوائیوں نے معذرت کی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے ذمہ لگا دیا۔ طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط سے کہ وہ حسب دستور سابق مطیع و فرمان بردار ہو جائیں' معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا' رؤساء و مشائخ بغداد نے اہلِ بغداد کی صفائی پیش کی اور قصور وار نہ ہونے کی قسمیں کھائیں' تب طاہر کا غصہ ختم ہوا اور لڑائی کا بازار ٹھنڈا ہو گیا' مشرق سے مغرب تک تمام صوبجات اور ممالک میں مامون کی حکومت کا دور دورہ ہو گیا۔

حسن کی سرکشی

۱۹۸ھ میں ہی حسن ہرثمی نے بغاوت کر دی' ایک گروہ بازاریوں کا اس کے ساتھ ہو گیا اور بہت سے بدویوں نے اس کا ساتھ دیا' حسن ہرثمی یہ کہتا ہوا کہ "لوگو آلِ محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور انہیں کی حمایت کرو" نیل کی طرف آیا' رعایا سے جبراً خراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی مخالفت کی' اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد کے فتح ہونے کے بعد حسن بن سہل برادر فضل بن سہل کو طاہر کی مفتوحات جبل' عراق' فارس' اہواز' حجاز اور یمن کا گورنر مقرر کر دیا' پس حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے صوبجات میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے عمال کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ موصل' شام اور مغرب کا گورنر مامور کر کے نصر بن شیث کی جنگ پر جانے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی طرف بھیج دیا۔

امین کا ایک خیر خواہ

نصر بن شیث' بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر سے مقام کیسوم شمالی حلب میں رہتا تھا' یہ شروع ہی سے امین کا خیر خواہ تھا' چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کے ایفاء کا اظہار کیا اور اپنے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے سمساط پر بھی قابض ہو گیا' چند ہی دنوں میں عرب کے صحرا نشینوں کا ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا' جنگ کی تیاری کر کے فرات کو جانب شرقی عراق کی طرف عبور کیا اور حران پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا' اسی دوران طالبیین کے خیر خواہوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آلِ علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی استدعا کی' کیونکہ آئے دن بنو عباس اور ان کے عمال طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے تھے۔ نصر نے جواب دیا۔ "میں سیاہ جھنڈے والوں کی

لا کی بیعت نہ کروں گا' ورنہ وہ کہے گا کہ میری ذات سے نصر سربر آوردہ ہوا ہے"۔ حاضرین کہنے لگے۔ "اچھا بنوامیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجیے"۔ اس نے کہا "یہ لوگ برباد ہو گئے ہیں اور برباد گروہ ترقی نہیں کر سکتا' اگر مجھے کوئی تباہ حال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ خطرہ ہو گا کہ اس کی تباہ حالی سے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے' حقیقت یہ ہے کہ میرا رجحان بنو عباس کی طرف ہے' لیکن اس میں سے میں اس بناء پر ملالت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم کو عرب پر مقدم کر دیا ہے"۔ اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیالات سے خائف ہو کر مطیع بن جاؤ' اس نے کوئی جواب نہ دیا' اس دوران طاہر کو اپنے والد حسین بن زریق بن مصعب کی خراسان میں انتقال کرنے کی اطلاع ملی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے قبر میں اتارا تھا' اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا تعزیت نامہ جاری ہوا۔

نزاریہ کی شکست

امین کے قتل کے بعد موصل میں یمانیہ اور نزاریہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی' اس بناء پر کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر قابض تھا' اس نے نزاریہ پر ظلم و ستم شروع کر دیا تھا' جس وقت عثمان بن نعیم برجمی دیارِ مصر میں داخل ہوا۔ نزاریہ کے اعزّہ و اقارب اور ان کے سرداروں نے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت ولائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا' چنانچہ بیس ہزار افراد مصر سے عثمان کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوئے' علی بن حسن کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کے لئے کہا' لیکن عثمان نے ذرا نہ سنی' مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج کو مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ متعدد جھڑپیں ہوئیں' آخر کار نزاریہ شکست کھا کر بھاگ گئے' ہزارہا آدمی مارے گئے اور علی اپنے دار الحکومت میں لوٹ آیا۔

ابو السرایا کی کارستانیاں

خلیفہ مامون نے جب حسن بن سہل کو تمام مفتوحات طاہر کا گورنر تعیّنات کر کے عراق کی جانب بھیجا' لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ مامون کوئی کام فضل کی منشاء کے خلاف نہیں کر سکتا' تمام خاندانِ خلافت و آئین سلطنت اور سپہ سالارانِ لشکر کو اس نے دبا لیا ہے' بنو ہاشم اور امراءِ شہر کو اس سے شکر رنجی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایات کرنے لگے' رفتہ رفتہ ایک فتنہ پیدا ہو گیا'

ابو السّرایا سری بن منصور نے جس بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنو شیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا' بنو تمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر ڈالا' والیٔ جزیرہ نے بدلہ لینے کی غرض سے ابو السرایا کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ابو السرایا کو اس کی اطلاع ہو گئی' وہ فرات کو عبور کر کے شرقی جانب فرات چلا آیا اور رہزنی کرنے لگا' کچھ مدت بعد تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس آرمینیہ چلا گیا' یزید بن مزید نے اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دے دی' چنانچہ یزید بن مزید کے ہمراہ خزیمہ سے جنگ کی اور ان میں سے ستر افراد کو گرفتار کر لیا' ان میں ابو شوک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے اسد کے ساتھ رہنے لگے اور جب اسد کو حکومت آرمینیہ سے برطرف کر دیا گیا تو وہ احمد بن یزید کے پاس چلا گیا' اس دوران امین و مامون میں ٹھن گئی' امین نے احمد بن مزید کو جنگ ہرثمہ پر تعینات کیا' اس وقت احمد بن مزید نے ابو السرایا کو اپنے لشکر کے ہراول دستے کا سردار مقرر کیا۔ ہرثمہ نے اس سے سازباز کرنے کی کوشش کی اور اس سے سازباز کر کے اس کے پاس چلا گیا' بنو شیبان یہ خبر پا کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے' تھوڑے ہی دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہوئے' اس نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روزینے مقرر کرائے' چنانچہ جب امین کو قتل کر دیا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا۔ ابو السرایا جل بھن کر کوئلہ ہو گیا' حج کی اجازت طلب کی' ہرثمہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار درہم سفر خرچ بھی عنایت کیا۔

ابو السرایا کی لوٹ مار

اس رقم کو ابو السرایا نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور روانہ ہوتے وقت یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک' ایک' دو' دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا' ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے۔ ابو السرایا نے ان لوگوں کو مجتمع کر کے عین التمر پر

حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا' مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا' اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا' اس کے بعد اتفاقاً" ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی' جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لادے ہوئے لئے جا رہا تھا۔ ابو السرایا نے اس کو بھی لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس اثناء میں ہرثمہ کا لشکر آ پہنچا' جس کو اس نے اس کی گوشمالی پر تعینات کیا تھا۔ ابو السرایا اس لشکر کو شکست دے کر جنگل میں گھس گیا بعد ازاں اس کے بقایا ساتھی بھی اس سے آ ملے' جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا' دوقوقہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ابو ضرغامہ نے سات سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا' مگر پہلی ہی جھڑپ میں شکست کھا کر محل میں جا چھپا۔ ابو السرایا نے ان کا بھی مال و اسباب لے کر انبار کا رخ کیا۔ انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) تعینات تھا۔ ابو السرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو تاخت و تاراج کر دیا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا' کچھ دور جا کر پھر انبار کی جانب پلٹ آیا۔

اس کے بعد رقہ کی طرف روانہ ہوا۔ طوق بن مالک تغلبی کی طرف ہو کر گزرا اور اس نے قیس کے خلاف اس کی امداد کی' چار ماہ تک قیام کیا' ربیعہ کی حمایت کی وجہ سے قیس سے لڑتا رہا' یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی اور ابو السرایا رقہ کی جانب چلا گیا' وہاں پر محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن مثنیٰ بن علی سے ملاقات ہو گئی' اس کا والد ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابو السرایا نے ابن طباطبا کی بیعت کر لی۔ ابن طباطبا نے ابو السرایا کو دریا کے راستے کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا' چنانچہ ایک معین اور مقرر وقت پر ابو السرایا اور ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے۔ ابن طباطبا نے اہل کوفہ سے آل محمد ﷺ کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابو السرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ پر چڑھائی کر دی اور اس کا مال و اسباب اور جواہرات لوٹ لئے' یہ واقعہ پندرہویں جمادی الثانی ۱۹۹ھ میں پیش آیا۔

ابو السرایا کی کامیابیاں

بعض کا یہ کہنا ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے منتخب اشخاص میں سے تھا' لیکن تنخواہ بند کر دینے کی وجہ سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا۔ اور ابن طباطبا کی بیعت کر لی اور جب کوفہ پر قابض ہو گیا تو اردگرد کے رہنے والوں نے جوق درجوق حاضر ہو کر بیعت کی' ان دنوں کوفہ کی گورنری پر حسن بن سہل کی جانب سے سلیمان بن منصور تھا۔ حسن بن سہل نے یہ خبر سن کر زہیر بن مسیب ضبی کی زیر قیادت دس ہزار سواروں کو کوفہ روانہ کیا۔ ابن طباطبا اور ابو السرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑ کر' زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا' اگلے دن صبح کو محمد بن طباطبا مردہ پایا گیا۔ ابو السرایا نے اس کی بجائے ایک نو عمر علوی محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود تمام کاموں کا بندوبست و انتظام کرنے لگا' زہیر جنگ کے اختتام کے بعد قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروروزی کی زیر قیادت چار ہزار فوج کو زہیر کی کمک پر روانہ کیا۔ ابو السرایا نے اس کو بھی نصف رجب ۱۹۹ھ کو میں شکست دے دی اور اس کے اکثر ساتھی اس لڑائی میں مارے گئے' جو باقی بچے وہ قیدی بنا لئے گئے۔

اس کے بعد ابو السرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فوجوں اور عمال کو بصرہ اور واسطہ کی جانب روانہ کیا' بصرہ کی گورنری عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو' مکہ کی حسین بن حسن بن علی زید العابدین معروف بہ افطس کو' یمن کی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو' فارس کی اسمٰعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کی زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو عنایت کی' چنانچہ عباس نے بصرہ میں پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مدائن کی طرف نکال باہر کیا۔ ابو السرایا نے اس کو یہ حکم دیا کہ بغداد پر مشرقی جانب سے حملہ کرو۔ عباس نے ایسا ہی کیا' واسط میں حسن بن سہل کی جانب سے عبداللہ بن سعد حرشی تھا' اس نے ابو السرایا کے سپہ سالاروں کی آمد سن کر واسطہ چھوڑ دیا' حسن بن سہل نے اپنے ساتھیوں کی یہ صورت حال دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابو السرایا پر جانے کی استدعا کی اور اس سے پہلے ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا' لیکن بہت زیادہ اصرار کے بعد واپس آیا اور ایک لشکر تیار کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابو السرایا کو شکست

اسی عرصہ میں حسن نے مدائن اور واسطہ کی حفاظت کی خاطر علی بن ابی سعید کو مدائن کی جانب بھیجا' اتفاق یہ کہ ابو السرایا کو اس کی اطلاع ملی' اس وقت یہ قصر ابن ہبیرہ میں تھا' فوری طور پر ایک لشکر مرتب کر کے مدائن روانہ کیا' جس نے ماہ رمضان المبارک میں مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا اور خود قصبہ ابن ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آ ٹھہرا' ہرثمہ بھی اپنا لشکر لے ہوئے اس کے مقابلہ پر اترا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مدائن پہنچ کر ابو السرایا کے ساتھیوں کو محاصرے میں لے لیا' ابو السرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی جانب واپسی کی۔ ہرثمہ اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی کوچ کر گیا' راستے میں ابو السرایا کا گروہ مل گیا۔ ہرثمہ نے ان کو گھیر کر قتل کر دیا' اس کے بعد انتہائی تیزی سے ابو السرایا کو جا گھیرا۔ ہرثمہ اور ابو السرایا سے متعدد جھڑپیں ہوئیں' ایک گروہ کثیر ابو السرایا کے ہمراہیوں کا مار ڈالا گیا' بالآخر جان بچا کر کوفہ کی طرف بھاگا۔ طالبین بنو عباس اور ان کے خیر خواہوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے' جو کچھ پایا' لوٹ لیا' مکانات تباہ و برباد کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں' انکو زبردستی چھین لیا۔

حسین افطس مکہ میں

مکہ مکرمہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا' جس وقت اسے حسین افطس کی آمد کی اطلاع ہوئی' خیر خواہان بنو عباس کو جمع کیا' اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا' وہ ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا۔ مسرور الکبیر نے جنگ کی تیاری کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی' داؤد نے جواب دیا۔ "میں حرم شریف میں قتل و خون پسند نہیں کرتا' اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستہ سے نکل جاؤں گا"۔ مسرور الکبیر یہ سن کر چپ ہو گیا اور داؤد مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہو گیا' اس کے بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی طرف روانہ ہو گیا' اس وقت حسین افطس اس خوف سے کہ مکہ میں جانے سے لڑائی ہو گی' سرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا' جب اس کو اطلاع ملی کہ بنو عباس سے مکہ مکرمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ساتھ لئے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا' طواف کیا' مابین صفا و مروہ سعی کی' عرفہ میں ایک رات قیام کیا' الغرض تمام حج کے مناسک ادا کئے۔

کوفہ پر قبضہ

ہرثمہ کوفہ کی اطراف میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا' اس نے اسی دوران منصور بن مہدی کو طلب کر لیا اور رؤساء کوفہ سے خط و کتابت کی اور علی بن سعد مدائن سے واسط کی طرف آیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ کی طرف چل دیا' انہیں واقعات پر ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے۔ اور ۲۰۰ھ کے دور کا آغاز ہو جاتا ہے' ہرثمہ جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں' کوفہ کا محاصرہ کئے ہوا تھا' حصار کی شدت سے تنگ آ کر ابو السرایا آٹھ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مع محمد بن جعفر بن محمد کے کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہرثمہ نے پندرہویں محرم ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ غسان کو (جو خراسان کی فوج باڈی گارڈ افسر تھا) کوفہ کی امارت مرحمت کی اور ایک دن قیام کرنے کے بعد واپس چلا گیا۔

ابو السرایا کا قتل

ابو السرایا نے کوفہ سے نکل کر قادسیہ کا رخ کیا اور پھر قادسیہ سے سوس کی طرف روانہ ہوا' مقام خوزستان میں ایک قافلہ مل گیا' جو اہواز سے بہت سا مال و اسباب لئے جا رہا تھا۔ ابو السرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا' ان دنوں حسن بن علی ماموئی اہواز کا گورنر تھا' یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' حسن بن علی نے ابو السرایا کو شکست دے دی۔ ابو السرایا کے ساتھیوں نے راہ فرار اختیار کی۔ حسن بن علی مع محمد اور اپنے غلام ابو الشوک کے ابو السرایا کی قیام گاہ مقام راس عین (مضافات جلولا) کی طرف آیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حماد کند غوش نے انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابو السرایا وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان میں لے کر پہنچ گیا۔ حسن بن سہل نے ابو السرایا کو قتل کر کے اس کا سر مع محمد بن محمد کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور لاش کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا' اس کو زید النار کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے' اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور خیر خواہان سلطنت عباسیہ کے مکانات بصرہ میں نذر آتش کروا دیئے۔

تھے۔ زید نے علی بن سعید سے امان کی درخواست کی۔ علی بن سعید نے امان دے دی' ساتھ ہی اسے کسی خطرے کے پیش نظر بند بھی کر دیا۔

ابراہیم جزر

اس عظیم کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکّہ معظمہ' مدینہ منوّرہ اور یمن کی طرف علویّین سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں' مکّہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا' جب کہ اس کو ابو السرایا کے قتل کئے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرّر کیا اور یمن کی طرف روانہ ہو گیا' یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کی جانب سے تعیّنات تھا' اس پر ابراہیم کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ وہ یمن چھوڑ کر مکہ کی جانب بھاگ نکلا' پھر کیا تھا' ابراہیم نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا' چونکہ اس نے یمن میں قتل و خونریزی حد سے زیادہ کی تھی' اس وجہ سے یہ جزار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا' اس کے بعد ابراہیم جزر نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی طرف لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا' مگر اس عقیلی کے مکہ مکرمہ پہنچنے سے قبل ابو الحسن معتصم مع ایسی جماعت سپہ سالاروں کے جس میں ہرویہ بن علی بن ماہاب بھی تھا' پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کی سندِ گورنری بھی دی تھی۔ عقیلی نے یہ خیال کر کے کہ مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے' بستان ابنِ عامر میں سکونت اختیار کر لی۔

عقیلی کی سرکوبی

اتفاق سے ایک قافلہ مکہ مکرّمہ سے آ رہا تھا' اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا۔ عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہل قافلہ کے تمام مال و اسباب تجارت اور نیز خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا' اہل قافلہ پریشانی کے عالم میں بے سرو سامانی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ معتصم نے جلودی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جلودی راتوں رات عقیلی کے سر پر پہنچ گیا اور صبح ہوتے ہی نقارۂ جنگ بجوا دیا۔ لڑائی ہوئی' عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا' اس کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے' جس قدر مال و اسباب تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا' تمام کا تمام اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا۔ معتصم نے قیدیوں کو دس دس درے لگوا کر رہا کر دیا اور حجاج کے ساتھ اطمینان سے حج کے تمام مناسک ادا کئے۔

محمد بن جعفر الصّادق

محمد بن جعفر الصّادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین ملقب بہ دیباچۂ عالم' زاہد اور نیک سیرت تھے' اپنے والد جعفر الصّادق کی روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم و ادب سیکھنے کے لئے آتے تھے' چنانچہ جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر دوسرا غلاف چڑھایا' جس کو ابو السّرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے تھے اور لوگوں کے مال و اسباب کو جبراً چھیننے لگے' تب اکثر اہل مکہ جان و مال کے خوف سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ساتھیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ ڈالا۔ خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جس قدر سونا چڑھا ہوا تھا' اس کو اتار لیا اور جس قدر نقدی و جنس خانہ کعبہ کے خزانہ میں تھا' نکال کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا' اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت برا اثر پڑا' اسی دوران ابو السّرایا کے مارے جانے کی خبر عام ہو گئی' اہل مکہ نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں' اس وقت حسین افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا اور گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی۔ "یہ موقع مناسب ہے' لوگوں کے دل آپ کی جانب مائل ہیں' آیئے میں آپ کی بیعت کر لیتا ہوں' کوئی شخص آپ کی مخالفت نہ کرے گا"۔ محمد بن جعفر الصّادق نے اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا' لیکن یہ اور ان کا بیٹا علی برابر اسی بات پر اصرار کرتا رہا' آخر کار محمد بن جعفر الصّادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے اور "طوعاً" و کرہاً" بیعت خلافت لینے پر آمادہ ہوئے' ان لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

اہل مکہ کی برہمی

کچھ ہی مدت کے بعد آپ کے بیٹے علی اور ابن افطس نے پر پرزے نکالنا شروع کئے اور طرح طرح کی بداعمالیاں کرنے لگے' زنا اغلام

اور سربازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا' خوب صورت عورتوں کو اپنی عزت بچانا مشکل ہو گیا' جہاں کوئی حسین عورت یا لڑکا نظر آ جاتا' یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے زبردستی پکڑ لے جاتے تھے' لوگوں نے صورت حال دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کے برطرف کرنے اور قاضی مکہ کے بیٹے[1] کو واپس لینے پر متفق ہو گئے۔ قاضیٔ مکہ کا لڑکا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے علی کے مکان میں مقید تھا' چنانچہ جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کے مکان کو شوروغل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا تو آپ ان لوگوں سے امان حاصل کر کے اپنے بیٹے کے مکان پر گئے اور اس لڑکے کو اپنے بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

عباسیوں کی کامیابی

اس واقعہ کے چند یوم بعد اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آ پہنچا۔ طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ مکرمہ کے اردگرد خندقیں کھودیں' اطراف و جوانب کے بدویوں کو اکٹھا کر کے مقابلہ پر آئے۔ اسحٰق نے بھی صف آرائی کی' لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے ہاتھ کھینچ کر عراق کی جانب روانہ ہو گئے' راستے میں اس لشکر سے ملاقات ہو گئی' جس کو ہرثمہ نے جلودی اور رجاء بن جمیل کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف بھیجا تھا۔ (یہ حسین بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا)۔ چنانچہ اسحٰق ان لوگوں کے ہمراہ پھر مکہ مکرمہ واپس آیا' طالبیوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا' چونکہ عباسیوں کا ستارۂ اقبال بلندی پر تھا۔ طالبیوں کو شکست ہوئی۔ محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی' امان دے دی گئی۔ عباسیوں نے مکہ مکرمہ پر کامیابی سے قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر الصادق مکہ مکرمہ سے جحفہ کی جانب اور پھر جحفہ سے بلادِ جہینہ چلے گئے۔ بلاد جہینہ میں پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر مرتب کرنے لگے' رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع و مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب والیٔ مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلے' متعدد جھڑپیں ہوئیں' آخر کار محمد بن جعفر کو شکست فاش ہوئی' شکست کھا کر اپنی قیام گاہ پر واپس آئے' انہیں لڑائیوں میں ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور ان کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔

محمد بن جعفر الصادق کا خطبہ

اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امان حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور ان کاموں کی جو اس سے قبل آپ سے سرزد ہوئے تھے' یہ معذرت کی کہ "چونکہ مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ مامون وفات پا گیا ہے اور اس وقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے' اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اس بیعت کا ایفاء کر رہا تھا' بعد ازاں اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ مامون زندہ ہے' لہٰذا میں خود کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے سبکدوش کرتا ہوں' اس قدر معذرت کر کے منبر سے اتر آئے اور بعد ادائے حج ۲۰۱ھ میں عراق چلے گئے۔ حسن بن سہل نے خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا' چنانچہ یہ ایک زمانے سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے' حتیٰ کہ جب خلیفہ مامون عراق کی طرف روانہ ہوا تو آپ راستے میں مقام جرجان میں پہنچ کر انتقال کر گئے۔

ہرثمہ کی پیش قدمی

مہم ابوالسرایا سے فارغ ہو کر ہرثمہ واپس ہوا' اس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا' اس سے بغیر ملے ہوئے براہ عقرقوبا نہروان کی جانب بہ ارادہ خراسان روانہ ہوا' راستے میں خلیفہ مامون کا فرمان اس مضمون کے تحت جاری ہوا کہ "تم بجائے خراسان آنے کے شام و حجاز کی جانب واپس جاؤ"۔ مگر ہرثمہ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اور نیز اس خیال سے کہ میرے آباؤ اجداد ہمیشہ سلطنتِ عباسیہ کے خیر خواہ تھے اور میں بھی اب اور اس سے قبل برابر خیر خواہ سلطنتِ عباسیہ رہا ہوں' خراسان جانے کا ارادہ ملتوی نہ کیا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کی غرض سے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے اور لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا ہے۔ خراسان کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔

[1] اس لڑکے کا نام اسحٰق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا۔ اسحاق ایک نوعمر حسین لڑکا تھا۔ ایک روز بازار مکہ میں جا رہا تھا۔ اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی، دیکھتے ہی دل اٹک پڑی، جھٹ پٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحٰق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے کو اپنے مکان میں اٹھا لے گیا۔ نعوذ باللہ۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸)

ہرثمہ کی گرفتاری اور قتل

فضل بن سہل ہرثمہ کے ان ارادوں سے آگاہ ہو گیا' موقع پا کر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ ابو السّرایا کا فتنہ دراصل اسی کا اٹھایا ہوا تھا' اس کی جسارتِ حکم عدولی کی کوئی انتہا نہیں رہ گئی' خلافت پناہی کے قانون کی تعمیل اس نے پروا نہیں کی' جہاں پناہ نے تو شام و حجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا' لیکن ہرثمہ خراسان چلا آ رہا ہے' اس معاملہ میں اگر چشم پوشی اختیار کی جائے تو دوسروں کو حکم عدولی اور خلاف وزری کی جرأت پیدا ہو گی۔ خلیفہ مامون کے خیالات اس بات سے تبدیل ہو گئے' اپنے غصّہ کو ضبط کرتے ہوئے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا' تا آنکہ ہرثمہ مرو میں داخل ہوا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے اس کے آنے کی خبر پوشیدہ نہ رہے' نقارّہ بجانے کا حکم صادر کیا۔

خلیفہ مامون کے کانوں تک نقارّہ کی آواز پہنچی پوچھا۔ "کون آتا ہے؟" عرض کی گئی۔ "ہرثمہ آ پہنچا' وہی گرجتا اور تڑپتا ہے"۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلا بھیجا اور اعتراض کرتے ہوئے پوچھا۔ "تو نے کوفہ کے علویوں کو ابو السّرایا کو مقرر کر کے یوں تباہ و ہلاک کیا' اگر تو بدنیتی کو دخل نہ دیتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کر سکتا تھا"۔ ہرثمہ معذرت کرنے لگا۔ خلیفہ مامون نے اس کی ایک بھی نہ سنی' پیٹ پر ایک لات رسید کی' ناک توڑ ڈالی اور اسی وقت قید میں ڈال دیا' اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل پر متعیّن کر دیا' جس نے اس کو جیل کی تکلیف سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔

بغداد میں بغاوت

جب ہرثمہ کی یہ خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام والئ بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ جند حربیہ کو ایک حیّہ نہ دو حیلہ حوالہ سے ٹالتے رہو۔ حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے قبل روانگی ہرثمہ اس کے برطرف کرنے اور اس کے عمّال کے نکال دینے کا ارادہ کر لیا تھا' چنانچہ اس کے مقرر کئے ہوئے عامل کو بغداد سے نکال کر اسحٰق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانے کر کے ٹالتا جاتا تھا' تا آنکہ اس نے اپنی حکمتِ عملی سے ان لوگوں میں اختلاف پیدا کر دیا اور اسی کے اشارہ سے علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک طرف سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس آئے' تین دن تک جند حربیہ سے جنگ ہوتی رہی' آخر کار وظائف اور روزینہ دینے پر مصالحت ہو گئی' ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق معہ ابو السرایا کے بھائی کے جس کو علی ابن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظربند کر دیا' جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔ جیل سے فرار ہو گیا اور اطراف انبار میں خروج کر دیا اور اراکین سلطنتِ عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری پر فوجیں متعیّن کر دیں' جنھوں نے انتہائی مختصر مدّت میں اس کو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کر حاضر کر دیا' اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کی خبر پہنچی کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے۔

علی بن ہشام کی شکست

اسی دوران محمّد بن ابی خالد نے علی بن ہشام کی مخالفت کا اعلان کر دیا' کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نظروں سے دیکھا کرتا تھا' اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے ناراض کر جند حربیہ سے جا ملا اور جنگ شروع کر دی۔ علی بن ہشام شکست کھا کر صرصر کی طرف بھاگ گیا اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی' اس وجہ سے حربیہ ناراض ہو گئے اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا' اس واقعہ کی خبر حسن بن سہل کو مدائن میں ہوئی' جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے' وہ شروع ۲۰۱ھ میں مدائن سے واسط کی طرف بھاگ آیا۔ فضل بن ربیع جو زمانہ خلیفہ امین سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے واسط میں رُوپوش تھا' بدستور رُوپوش رہا' اس عرصہ میں عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقّہ سے طاہر کے پاس سے آ پہنچا' اس نے اور اس کے والد نے مشورہ کر کے جنگ حسن کا ارادہ کیا اور لشکر مرتّب کر کے واسط کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے' راستے میں حسن کے ہمراہیوں میں سے جو مقابلہ پر آیا' اس کو

دست دیتے گئے۔ زہیر بن مسیب کو حسن کی طرف سے خوخی (اطرافِ سواد) کا عامل تھا اور سپہ سالاران بغداد سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ محمد بن خالد نے اس کو گرفتار کر لیا' مال و اسباب جو کچھ پایا' لوٹ کر اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا' بعد ازاں واسط کی جانب پیش قدمی کی اور اپنے بیٹے ہارون کو نیل کی طرف بھیجا۔ حسن کا نائب یہ اطلاع سن کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط کی طرف جانب چلا گیا۔

امان کی درخواست

میدان خالی دیکھ کر ہارون نے نیل پر قبضہ کر کے اپنے والد کی جانب واپسی کر دی۔ محمد ہارون نے واسط کا ارادہ کیا۔ حسن بن سہل نے اس خبر کو سن کر واسط سے کوچ کر دیا' لیکن فضل بن ربیع جو ایک عرصہ دراز سے واسط میں روپوش تھا' ٹھہرا رہا۔ محمد ہارون کے داخل ہونے کے بعد محمد سے امان کا طلب گار ہوا۔ محمد نے خوشی کے ساتھ فضل کو امان دے کر بغداد کی طرف روانہ کر دیا اور خود باقی لشکر کو اپنے ساتھ لئے ہوئے حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا' چنانچہ حسن کے فوجیوں اور سپہ سالاروں سے آمنا سامنا ہوا۔ متعدد جھڑپوں کے بعد محمد اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی' میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حسن نے تعاقب کر لیا۔ محمد نے جرجرایا میں پہنچ کر قیام کر لیا اور اپنے بیٹے ہارون کو غرایا کی طرف روانہ کر دیا۔

محمد کا انتقال

ان لڑائیوں میں محمد شدید زخمی ہو گیا تھا' حالت ٹھیک نہ ہوئی تو ابو زنبیل (محمد کا دوسرا بیٹا) محمد کو بغداد لے آیا۔ بغداد پہنچ کر محمد انتقال کر گیا' رات کے وقت خفیہ طور سے اپنے ہی مکان میں دفن کر دیا گیا' اسی رات کو ابو زنبیل نے زہیر بن مسیب کو قتل کر ڈالا۔ خزیمہ بن خازم نے بغداد کی حکومت اپنے قبضہ میں کر لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے۔ حسن بن سہل کو محمد کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی طرف نیل کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس لشکر نے نیل پر پہنچ کر ہارون کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کر لیا۔ ہارون نیل سے مدائن کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

منصور بن مہدی

اہل بغداد نے اس واقعہ کے بعد ایک جلسہ منعقد کیا اور منصور بن مہدی کو تختِ خلافت پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔ منصور بن مہدی نے اس سے انکار کر دیا' تب ان لوگوں نے حسن بن سہل سے خوف زدہ ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا نائب بغداد و عراق مقرر کیا' بعض کا یہ کہنا ہے کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے پر موافقت اور سازباز کر لی تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہل بغداد کا مقابلہ و مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ عیسیٰ بن محمد سے خوشامدانہ باتیں کرنے لگا' رشتہ داری و قربت کا وعدہ کیا' اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار اور اس کو مع اس کے خاندان اور اہل بغداد کے امان دینے اور صوبجات کی گورنریوں پر متعین کرنے کا وعدہ کیا۔ عیسیٰ نے ادھر ان تمام امور کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہلِ بغداد کو لکھ بھیجا کہ "تم لوگ نہ گھبرانا میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں' تم بنو ہاشم میں سے کسی شخص کو اپنا سردار منتخب کر لو"۔

اس پر اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا' اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں (۱۲۵٬۰۰۰) ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا۔ منصور بن مہدی نے حسان بن عباس بن ابی الفرج کو اطراف کوفہ کی جانب تعینات کیا' اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی جانب سے کوفہ پر تعینات تھا۔ لڑائی کی' حمید نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا' یہ واقعہ ۴ رجب ۲۰۱ھ میں پیش آیا اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈال دیا۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مقام کوثی میں حمید سے لڑائی ہو گئی۔ حمید نے اس کو بھی شکست دے دی اور اس کے بیشتر ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اطراف و جوانب کوثی کو لوٹ کر نیل کی طرف بڑھا اور ابن یقطین نے نہر صرصر پر پڑاؤ ڈالا۔

بدمعاشوں کی گرفتاریاں

جب بغداد میں بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی اور چاروں طرف سے بدمعاشوں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا اور دن دہاڑے دکان داروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے۔ اعلانیہ اور فخریہ طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے اور حکومت اندرونی جھگڑوں اور ارکینِ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے ان کو روکنے میں ناکام ہو گئی تو جرائم پیشہ اور بدمعاشوں نے اطراف و جوانب کے قصبات اور دیہات میں بھی کاروائیاں شروع کر دیں جو سامنے آیا مار ڈالا"۔ جو پایا' لوٹ لیا' رعایا ان کے ظلم سے پریشان ہو کر حکام کے پاس آتی' لیکن یہ ان کی داد رسی نہ کر سکتے تھے' اس وقت قوم کا درد رکھنے والے چند لوگ اس کے انسداد کے ارادے سے اکٹھے ہوئے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کرنے کے تذکرے کرنے لگے اور یہ خیال کر کے کہ ہر حلقہ اور محلّہ میں بہ نسبت اوباشوں اور بدمعاشوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے' اصلاحِ قوم و ملک اور منکراتِ شرعیہ کی مدافعت کرنے کا مصمم عزم کر لیا۔

سب سے پہلے خالد مدایوش نامی ایک شخص نے جو بغداد کے بااثر لوگوں میں سے تھا' اپنے ہمسایہ اور محلّہ والوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی' اس طرح کہ شاہی شان و شوکت سے کسی قسم کا تعارض نہ ہونے پائے' اہلِ محلّہ نے آمادگی ظاہر کی' چنانچہ اس کے محلّہ میں جس قدر بدمعاش اور جرائم پیشہ لوگ تھے' سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکام وقت کو اطلاع کر دی' اس کے بعد دوسرے محلوں کی طرف توجّہ کی' اس کی دیکھا دیکھی چند حربیہ سے سہل[1] بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہلِ خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو حاتم تھی لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور اپنے گلے میں قرآن مجید کو لٹکا کر ہر خاص و عام اور ارکینِ سلطنت سے ملا اور ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی' سب نے خوشی سے اس کی اس بات پر اور نیز اس پر کہ جو شخص اس کی مخالفت کرے گا' اس سے ہم لڑیں گے' بیعت کر لی۔

مصالحت

رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی اطلاعات پہنچ گئیں۔ منصور اور عیسیٰ اس خبر سے سخت ناراض ہوئے' اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اکثر رفقاء انہیں جرائم پیشہ اور آبرو باختہ لوگوں سے میل ملاقات رکھتے تھے' مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا چپ رہے' جب کچھ مدّت بعد حسن بن سہل نے اپنے اور تمام اہلِ بغداد کے لئے امان حاصل کر کے مصالحت کر لی' تب اطمینان کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ مامون کے فرمان کا انتظار کرنے لگے' اہلِ بغداد کو اس مصالحت سے بے حد خوشی ہوئی اور ان لوگوں کی رضامندی سے خالد مدریوش اور سہل کی مہمات میں بہت آسانی ہو گی۔

علی بن موسیٰ کاظم

جب اہلِ بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ[2] مامون نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کی بیعت لی ہے اور الرضا من آلِ محمد لقب انہیں عنایت فرما کر لشکریوں کو سیاہ وردی پہننے کی ممانعت کر کے سبز وردی پہنائی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان اس بارے میں روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے واپس کر کے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس بات سے مطلع کر کے تحریر کیا کہ تم اپنے تمام لشکریوں سے جو تمہارے پاس ہیں اور نیز بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی اور بجائے سیاہ لباس کے سبز لباس کے استعمال کی بیعت لے لو' اس وقت بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس کام پر راضی نہ ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت و خلافت کا اقتدار نکل کر آلِ علی منتقل ہو جائے۔

---

[1] ۴ رمضان ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو روز پیشتر خالد مدایش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

[2] خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسہ عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۴)

مامون کی معزولی کا اعلان

اس مخالفت و ناراضی کی بنیاد پر رکھنے والے منصور و ابراہیم مہدی کے بیٹے تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی' اس کو مطلب بن عبداللہ بن مالک' سندی' نصر و سیف اور صالح صاحب مصلیٰ نے مزید پکا کر دیا۔ اور مصلحت کے تحت جمعہ[1] کے روز خلیفہ مامون کی برطرفی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تخت و خلافت ہونے کا اعلان کرنے کو منع کر دیا' لیکن تھوڑے ہی دن بعد محرم ۲۰۲ھ میں ہاشم بردگان اور تمام اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے لقب سے ملقب کیا۔ ابراہیم نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکریوں کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہیں دینے کا اعلان کیا اور انتہائی اطمینان کے ساتھ کوفہ و سواد پر قبضہ حاصل کر کے آگے بڑھا اور مدائن پہنچ کر لشکر کو درست کرنے میں مصروف ہوا اور بغداد کی جانب غربی پر عباس بن موسیٰ بن ہادی کو اور جانب شرقی پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو تعینات کر دیا۔

حمید بن عبدالحمید

قصر ابن ہبیرہ میں ان دنوں حسن بن سہل کی جانب سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا' اس کے ہمراہ سپہ سالاروں میں سے سعید بن ساجور' ابو البط' غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے' ان لوگوں کی حمید سے کسی بات پر ناراضگی تھی' ان لوگوں نے حمید کی دشمنی کے پیش نظر ابراہیم بن مہدی سے سازباز کر لی اور یہ وعدہ کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابن ہبیرہ سے باہر نہ نکلنے دیں گے' تم آ کر کیمپ پر قبضہ کر لو بلکہ اس کو احتیاط کے طور پر قتل کر دیں گے۔ حسن بن سہل کو کسی ذریعہ سے اس اطلاع ہو گئی۔ فوراً دربار خلافت میں حمید کو بلا بھیجا اور ان لوگوں کو قصر ابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا' چنانچہ ابراہیم نے ان لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو بھیج کر قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ کر لیا' حمید کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا' لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے گھر کی خواتین کو لے کر اپنے والد کے پاس چلا گیا۔

کوفہ میں بغاوت

حسن بن سہل نے اس کے بعد کوفہ کی طرف توجہ کی' عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کی سند گورنری عنایت کر کے یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم تخت خلافت کا وارث ہو گا' تم لوگ بغاوت کی کوشش نہ کرو' مگر حد سے تجاوز کرنے والے شیعوں نے اس بات کو بھی منظور نہ کیا اور یہ کہہ کر کہ "ہم کو مامون سے کوئی سروکار نہیں ہے' ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں"۔ گھر بیٹھ رہے۔ ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کی غرض سے اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابو البسط کو مقرر کیا۔ عباس نے اپنے چچا زاد بھائی علی بن محمد بن جعفر عرف دیباچہ کو مقابلہ پر بھیجا' لڑائی ہوئی' علی بن محمد کو شکست ہوئی' سعید اور ابو البسط نے بڑھ کر حیرہ میں چڑھائی کرنے کے لئے نکلے' اہل کوفہ اور خیر خواہان سلطنت عباسیہ بھی تیار ہو کر میدان جنگ میں آئے' متعدد جھڑپیں ہوئیں' آخر کار اہل کوفہ امان حاصل کر کے عباس کو مکان سے باہر لے آئے۔ لڑائی کا زور و شور ٹھنڈا ہو گیا۔ فتح مند گروہ نہایت کامیابی میں خوشی خوشی کوفہ میں داخل ہونے لگے۔ عباس کے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو ناگوار گزرا' پھر دوبارہ لڑ پڑے۔ تلواریں نیام سے نکل آئیں' قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ سعید کے ہمراہیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکانات کو نذر آتش کر دیا' وہ جل کر خاکستر ہو گئے۔

---

[1] یہ واقعہ ربیع الاخر ۲۰۲ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو ان وجوہات سے جن کا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے۔ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کی جائے اور بعد اس کے ابراہیم کے حق میں جو بعد خلیفہ مامون وارث تخت خلافت ہو گا اور دوسرے شخص کو یہ تعلیم کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ ہم کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ بن ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۴)

کوفہ میں قتل و غارت

اس دوران یہ خبر جبرہ میں سعید کے پاس پہنچ گئی کہ عباس نے بدعہدی کی اور حاصل کی ہوئی امان کی پروانہ کی' وہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا' فوری طور پر سوار ہو کر کوفہ آیا اور جو سامنے آیا' اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رؤساءِ کوفہ گھبرائے ہوئے سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ یہ فعل بازاریوں کا تھا۔ عبّاس کا اس فتنہ و فساد سے کوئی واسطہ نہیں ہے' وہ اپنے عہد و اقرار پر قائم ہے۔ سعید نے یہ سن کر لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ اگلے دن سعید و ابو البسط نے بازار کوفہ میں امان کی عام منادی کرا دی' کسی شخص سے کسی قسم کا تعرّض نہ کیا اور اپنی جانب سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو والی تعینات کیا' کچھ مدت بعد اس کو برطرف کر کے غسّان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی' پھر جب اس نے ابو السّرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اس کو سند گورنری دی' پھر اس کو برطرف کر کے ہول برادر زاد سعید سپہ سالار کو متعین کیا' اس کے بعد حمید بن عبدالحمید لشکر تیار کر کے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے کوفہ کی طرف بڑھا۔

عیسیٰ کو شکست

ہول پر حمید کا ایسا خوف طاری ہوا کہ کوفہ چھوڑ کر فرار ہو گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی طرف روانہ ہوا۔ حسن نے ان دنوں شہر واسط میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی' لیکن عیسیٰ کی آمد سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہو گیا' چنانچہ اپنے ہمراہیوں میں سے چند آزمودہ و تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا' جنھوں نے انتہائی بے جگری سے لڑ کر عیسیٰ کو شکست فاش دے کر اس کے لشکر کو لوٹ لیا۔ عیسیٰ ناکام ہو کر بغداد لوٹ آیا اور شہرِ واسط کی شرمندگی دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ متطوع سے لڑ پڑا اور اس کے ہمراہیوں سے سازباز کر کے اس پر فتح حاصل کر لی۔

سہل بن سلامہ کی گرفتاری

سہل بن سلامہ اپنے مکان کے کسی کونہ میں چھپ گیا' چند راتوں کے بعد گرفتار ہو کر اسحٰق کے سامنے پیش کیا گیا' باہم گفتگو ہونے لگی۔ اسحاق نے کہا۔ "اچھا تم مجمع عام میں کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو راہ باطل کی طرف بلاتا تھا' میں تم کو رہا کر دوں گا"۔ سہل بن سلامہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اسحٰق یہ سمجھا کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے۔ سہل کو مجمع عام میں لایا۔ سہل نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی بات کی اب بھی ہدایت دیتا ہوں"۔ اس فقرہ کے مکمل ہوتے ہی اسحٰق کے ساتھی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے' خوب دل کھول کر پیٹا اور قید کر دیا اور دو چار دن کے بعد زنجیروں میں جکڑ کر ابراہیم کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل میں بھجوا دیا اور پھر اس خیال سے کہ کہیں لوگوں میں اشتعال پیدا ہو' یہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا' لیکن درحقیقت اس کو رہا کر دیا اور وہ جان کے خوف سے رُوپوش ہو گیا تھا' تا آنکہ ابراہیم کا دور دورہ ختم ہو گیا۔

عیسیٰ کی گرفتاری

۲۰۳ھ میں حمید بن عبدالحمید نے بہ ارادہ جنگ ابراہیم بن مہدی بغداد کا رُخ کیا۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ابراہیم بن مہدی کی طرف سے سپہ سالار جنگ تھا۔ حمید نے اس سے سازباز کر لی اور انعامات اور صلے دینے کا اقرار کیا' جس کے باعث سے عیسیٰ نے حمید کو نہ روکا اور مقابلہ میں پہلو تہی کرتا تھا' ادھر ہارون بن محمد نے (عیسیٰ کا بھائی) ابراہیم بن مہدی کو اس کی خبر کر دی۔ ابراہیم یہ خبر سن کر سخت ناراض ہوا' ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ منادی کرا دی کہ حمید کی ہم سے مصالحت ہو گئی ہے' اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے برا بھلا کہا۔ عیسیٰ نے اس سے انکار کیا' معذرت کی' ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور پٹوا کر اس کو اس کے چند اور سپہ سالاروں کو قید کر دیا' لیکن اس کا نائب عباس نامی اس موقع پر بچ کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

عیسیٰ کی گرفتاری پر رد عمل

اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات میں تبدیلی واقع ہو گئی اور ایک دوسرے سے باہم ملنے لگے۔ اور عیسیٰ کی گرفتاری سے ناراضگی کا اظہار کرنے لگے' آخر کار سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کو برطرف کرنے پر اتفاق کر لیا' پھر کیا تھا' دیوانہ وار اس کام کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابراہیم کے گورنر کو جسر اور کرخ سے نکال دیا۔ عباسؑ نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر ہذا دیکھتے ہی تم چلے آؤ' میں بغداد تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ حمید یہ خبر ملتے ہی صرصر میں آ اترا۔ عباس اور سپہ سالارانِ بغداد اس سے ملنے کے لئے آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو برطرف کرنے کا اقرار کیا کہ ہر سپاہی کو پچاس پچاس درہم دیئے جائیں۔ ابراہیم کو یہ اطلاع ملی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کی استدعا کی' ان لوگوں نے انکار کر دیا' جمعہ کے دن حمید بغداد میں داخل ہوا' نماز ادا کی' خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر حسبِ اقرار انعام دینے میں مصروف ہوا۔ حمید کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا۔ "ان لوگوں کے انعام میں سے دس دس درہم وضع کر لینا چاہئے' کیونکہ انہوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ پر پہلوتہی کی تھی"۔ لشکریوں کو اس سے ناراضگی ہوئی۔ حمید نے کہا۔ "تم لوگ نہ گھبراؤ' میں تم کو دس دس درہم مزید دوں گا"۔

قتل کی دھمکی

ابراہیم نے بخشش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگ حمید کی پھر استدعا کی اور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور کر لیا' فوجیں تیار کر کے میدانِ جنگ میں آئے' تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے' پھر اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا۔ لشکر شکست کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آیا اور حمید نے جا کر وسطِ شہر میں اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ ابراہیم کے اکثر ساتھی فرار ہو کر مدائن پہنچے اور اس پر قابض ہو گئے اور باقی ہمراہیوں نے حمید سے لڑائی جاری رکھی۔

ابراہیم کا فرار

فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا' اس واقعہ کے بعد حمید سے آ ملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس سمت کو میرے حوالہ کر دو۔ میں ابراہیم کو اس جانب سے نہ نکلنے دوں گا۔ سعید بن ساحوار اور ابو البسط وغیرہ سپہ سالارانِ لشکر نے بھی علی بن ہشام کو اسی طرح کا خط لکھا' جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس سازش کے بارے میں معلوم ہوا تو ان کی دل جوئی کرنے لگا' یہاں تک کہ شام ہو گئی اور نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ کو اپنے دل پر پتھر رکھ کر فرار ہو گیا' اس واقعہ کے بعد چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے' ایک ایک کونے کو ڈھونڈا' مگر اسے نہ پایا' یہ واقعہ ابراہیم کی بیعت کے دو سال بعد کا ہے۔ علی بن ہشام نے بغداد کی شرقی جانب اور حمید نے غربی بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے قبل لوگوں کو ترغیب دیتا تھا' دینے لگا۔ حمید نے اس کو اپنے تقرّب کا اعزاز دیا اور انعام و اکرام سے نوازا۔

فضل بن سہل کی چالاکی

عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے آئے دن فساد بپا ہونے لگا اور لوگوں کی نفرت میں دن بدن اس وجہ سے مزید اضافہ ہونے لگا کہ یہ اور اس کا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہو گیا تھا' جس کام کو یہ دونوں چاہتے' بلا اجازت خلیفہ کر گزرتے تھے اور جس کام کو چھپانا چاہتے تھے' خلیفہ کے کان تک اس کی آواز تک نہ پہنچتی تھی' اراکینِ سلطنت میں کسی کی جرأت نہ تھی کہ اس کا تذکرہ زبان تک لا سکتا' طرّہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس طرح سے اقتدارِ خلافت کو بنو عباسؓ سے آل علیؓ میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا' اس سے عوام و خواص میں سخت ناراضگی پیدا ہو گئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون سے ظاہر نہ کرتا تھا اور اس کو خفیہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا' اس خیال سے کہیں خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے تبدیل نہ ہو جائے اور جب ہرثمہ دربارِ خلافت میں حاضر ہونے اور ان واقعات کو بتانے کے لئے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے آگاہ ہو کر اور اس بات کا یقین

کر گئے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھے گا' خلیفہ کے کان بھر دیئے اور اس قدر بھڑکا دیا کہ خلیفہ نے ہر ثمہ کی ایک بھی نہ سنی اور ہی قتل کر کے ہی دم لیا' ان وجوہات و اسباب سے خیر خواہانِ سلطنت اور اہلِ بغداد کی نفرت ترقی پذیر ہو گئی اور آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگے۔ سپہ سالاران و سردارانِ لشکر اپنی اپنی فوجوں میں سرگوشیاں کرنے لگے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ فضل بن سہل کا وہ رعب و دبدبہ تھا کہ کسی کی جرات نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا۔

خلیفہ مامون کو خبر

لیکن کچھ لوگ ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ استدعا کی کہ آپ ان واقعات کو خلیفہ کے گوش گزار کر دیجئے' آپ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق دربارِ خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ و فسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس بات سے کہ اہلِ بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی' خلیفہ مامون کو مطلع کر دیا' خلیفہ مامون بولا: "اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی' بلکہ اہلِ بغداد نے اس کو اپنا امیر بنا لیا ہے' جو ان کے امورِ دینی اور دنیاوی کو انجام دیتا رہے گا"۔ آپ نے جواب دیا۔ "آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے' اس وقت تک ابراہیم اور فضل بن سہل میں جنگ ہو رہی ہے اور ہر خاص و عام آپ سے اس وجہ سے ناراض و متنفر ہو رہے ہیں کہ فضل و حسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولی عہدی کی بیعت بھی لے لی ہے"۔ خلیفہ مامون نے کہا: "آپ کے علاوہ ان امور سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہے" ۔ جواب دیا۔ "یحییٰ بن معاذ' عبدالعزیز بن عمران اور ان کے علاوہ دیگر سردارِ لشکر"۔

چنانچہ خلیفہ مامون نے اسی وقت ان لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کے بارے میں پوچھا' ان لوگوں نے فضل بن سہل کے خوف سے لاعلمی کا اظہار کیا' مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ پھر دریافت کیا اور ان لوگوں کے جان اور مال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری لی' تب انہوں نے ویسے ہی واقعات اور حالات بیان کیے جیسے کہ علی رضا نے کہے تھے اور یہ بھی بیان کیا کہ "اہلِ عراق آپ کو بوجہ ولی عہدی علی رضا فضل سے متہم کرتے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جاں نثاری اور خیر خواہی سے امیر المومنین بھی واقف ہیں' رقہ میں بھیج دیا' جہاں پر اس کی حکمرانی کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے' حالانکہ ممالکِ مقبوضہ میں چاروں طرف بغاوت و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے' اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں بعد یہ مرض لاعلاج ہو جائے' جس کے نتیجہ میں خلافت کی بھاگ ڈور ہاتھ سے نکل جائے گی"۔ خلیفہ مامون کو ان ارکینِ سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا' فوراً" خراسان پر غسان بن عباس کو (جو فضل بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا)۔ اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا۔ فضل بن سہل کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان ارکینِ حکومت کو جنہوں نے ان واقعات سے خلیفہ مامون کو مطلع کیا تھا' ستانا شروع کر دیا' لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

فضل بن سہل کا قتل

جیسے ہی خلیفہ مامون مقامِ سرخس میں داخل ہوا' چار اشخاص نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور بھاگ گئے' خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص فضل بن سہل کے قاتلوں کو گرفتار کر کے لائے گا' اس کو (دس ہزار دینار) انعام دیا جائے گا' چنانچہ عباس بن ہیثم دینوری نے قاتلوں کو حاضر کیا' بوقت پیشی قاتلوں نے مقدمہ میں یہ بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مقرر فرمایا تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ ملزموں کے بیان میں تضاد پیدا ہو گیا تھا' بعض نے تو یہ بیان کیا کہ ہم کو فضل بن سہل کے بھائی نے اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ اور کسی نے کہا۔ "عبدالعزیز بن عمران سپہ سالار اور علی و موسیٰ وغیرہ نے"۔ خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے پوچھا تو ان لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ خلیفہ مامون نے ان کے اس انکار پر کوئی توجہ نہ دی اور سب کے قتل کا حکم دیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی طرف روانگی اختیار کی۔

... پر قبضہ

اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کو یہ اطلاع ملی کہ حسن بن سہل کو مالیخولیا ہوگیا اور اس کا دماغ بے کار ہو گیا ہے' خلیفہ مامون نے اپنے خادم ... کو حسن بن سہل کے پاس بھیج دیا۔ اور تمام لشکر کا انتظام ان کے سپرد کر دیا' اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے۔ ابو ... اور سعید نیل میں۔ اور ان لوگوں کے درمیان مسلسل جنگ ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک بہانہ کر کے مدائن سے بغداد ... آیا تھا' وہ خفیہ طور پر لوگوں کو سمجھاتا بجھاتا رہا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کرلو۔ ابراہیم بن مہدی کو برطرف کر دو' خلیفہ مامون کے ... مسند خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہو گا' اس کے کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے مطلب بن عبداللہ سے ... بار کرلی' اس پر مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی طرف بڑھنے کے لئے لکھ بھیجا۔ حمید نے پیش قدمی کرتے ہوئے نہر صرصر پر ... ڈال دیا اور علی نے نہروان پر۔ ابراہیم بن مہدی کو یہ اطلاع ملی تو اس نے نصف صفر ۲۰۲ھ کو مدائن سے بغداد کی جانب واپسی کی۔ زندرود ... پہنچ کر منصور خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا' ان لوگوں نے حیلہ و بہانہ کر کے ٹال دیا۔ ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مقرر کیا۔ منصور و خزیمہ تو گرفتار کے لئے گئے اور مطلب کے خدام نے مطلب کو گرفتار نہ ہونے دیا۔ ابراہیم نے غصے میں آ کر مطلب کے مکان کو ... نے کا حکم دے دیا[1]' لیکن پھر بھی مقصد پورا نہ ہوا۔ حیدر علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کر مدائن پہنچے اور قبضہ کر لیا اور ... پر سکونت اختیار کرلی۔

علی رضا کا نکاح

۲۰۲ھ میں سفر مدائن کے دوران راستے میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی[2] کا نکاح علی رضا سے کر دیا تھا اور ان کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحاج مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اور یمن کی سندِ گورنری عنایت فرمائی تھی' ان دنوں یمن پر جودیہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان ... و متصرف تھا۔

علی رضا کی وفات

جب خلیفہ طوس میں پہنچا ولی عہدِ خلافت علی رضا کا انتقال[3] اخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کھا لینے کی وجہ سے ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے حسن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا۔ اور اہلِ بغداد اور اپنے گروہ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی لکھا کہ آپ نے وفات پائی' اب تم لوگ بدستورِ سابق ہمارے دائرہ اطاعت میں آجاؤ۔

مامون کی روانگی

اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا' تقریباً ایک ماہ مقیم رہا اور زمانۂ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عنایت فرمائی' پھر ۲۰۴ھ میں برطرف کر دیا اور غسان بن عباد کو بوجہ رشتہ داری فضل بن سہل کے' خراسان' جرجان' طبرستان' بجستان' کرمان اور دہار بر کی گورنری عنایت کی' کچھ مدت بعد اس کو برطرف کر کے طاہر کو مامور کیا' جیسا کہ اگلے صفحات میں بیان کیا جائے گا الغرض جرجان سے روانہ ہو کر نہروان میں داخل ہوا' اس کے رشتہ دار' خیر خواہانِ سلطنت' سپہ سالاران لشکر اور رؤساء عمائدین ملنے کے آئے' چونکہ طاہر کو اس سے قبل نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا' لہٰذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا' آٹھ دن قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف روانگی اختیار کی۔

---

[1] یہ واقعہ سترھویں صفر ۲۰۲ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۳)

[2] خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا عقد علی رضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کا عقد محمد بن رضا سے کیا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

[3] بعض کہتے ہیں خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر ملا کر کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور از عقل و خلاف قیاس ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

طاہر کی خواہش

پندرہ صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا' پھر رصافہ سے نکل کر اپنے شاہی محل میں جو کنارۂ دجلہ پر تھا' آ اترا اور سپہ سالار لشکر گاہ میں ٹھہرے رہے' فساد ختم ہو گیا' بغاوت کی آگ اس کے آتے ہی ٹھنڈی ہو گئی' لیکن خیر خواہانِ سلطنت عباسیہ سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر معترض رہے' تا آنکہ خلیفہ مامون نے ایک موقع خاص پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا۔ "طاہر تیری جو خواہش ہو' اس کو ظاہر کر میں اس کو ضرور پوری کروں گا"۔ طاہر نے عرض کیا۔ "دربارِ خلافت میں سیاہ کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیجئے"۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربارِ عام میں اس کو اور تمام سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں عنایت کیں[1]' اس سے اہلِ بغدا اور تمام اراکینِ سلطنت کو بے حد خوشی ہوئی اور بدستورِ سابق سب نے اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا۔

ازد اور علی کی لڑائی

ان واقعات سے قبل ۲۰۰ھ میں بنو اسامہ اور بنو ثعلبہ کے درمیان مقام موصل میں تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے سائے تلے جا کر پناہ لی۔ علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر آرائی کا حکم دیا۔ بنو اسامہ نے خبر سنی تو ایک ہزار پیادوں کی جمعیت کے ساتھ بنو ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجاء میں پہنچ کر بنو ثعلبہ کا محاصرہ کر لیا' علی و محمد پسران حسن ہمدانی کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بنو ثعلبہ کی کمر پر ایک فوج بھیج دی' ایک زبردست جھڑپ ہوئی اور لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد بنو اسامہ اور کچھ آدمی بنو ثعلبہ کے جھڑپ میں مارے گئے اور بعض بنو اسامہ گرفتار کر لئے گئے' اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب تغلبی علی بن حسن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ و خون ریزی نہ ہونے کی ذمہ داری لی۔ علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا اور فتنہ و فساد کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

پھر ۲۰۲ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے ازد پر جو اس وقت موصل میں تھے' ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا' اس وجہ سے کہ انہوں نے علی بن حسن کے اس راز کو ظاہر کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر جا کر قابض ہو جانے کی ہدایت کی تھی' ازد اس کے ظلم و ستم سے پریشان ہو کر اپنے سردارِ قوم سید بن انس کے پاس جا کر جمع ہوئے اور اس کے ناقابلِ برداشت ظلم کی شکایت کی۔ سید ابن انس نے ان کو تسلی و تشفی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا' دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے علی بن حسن سے جا لڑا۔ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے پاس جا کر پناہ لی اور اس کی بیعت کر کے اس کو شہر میں لایا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی' پھر اس کی امداد سے لڑنے کو نکلا۔ ازد خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے' انتہائی زبردست لڑائی ہوئی' آخر کار ازد نے علی بن حسن اور اس کے تمام ہمراہیوں کو شہر سے نکال باہر کیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر سے نکل آئے۔

مامون کے دربار میں حاضری

اس لڑائی میں علی اور اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا ہلاک ہو گیا۔ محمد بن حسن فرار ہو کر بغداد پہنچا' ازد اور سید بن انس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب خلیفہ مامون بغداد پہنچا تو سید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کے مارے جانے کا استغاثہ پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے جواب لینے کی غرض سے سید بن انس کی طرف رخ کیا' اس نے دست بستہ عرض کیا۔ "ہاں' اے امیر المومنین! میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا ہے' کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے ممالکِ مقبوضہ میں خارجی کو بلا لیا تھا اور آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی"۔ خلیفہ مامون نے یہ سن کر ان کی خونریزی کو معاف کر دیا۔ اور اس کو موصل کا گورنر مقرر کر دیا۔

[1] یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۴ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

مامون کو امین کا خیال

عراق میں پہنچنے کے بعد خلیفہ مامون نے طاہر بن حسین کو جزیرہ بغداد شرقی و غربی اور سواد کی حکومت عنایت کی' کچھ مدت بعد ایک دن طاہر بن حسین مامون کی خلوت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا' طاہر نے دست بستہ عرض کی۔ "اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے' آپ کے رونے کا سبب مجھے نہیں معلوم ہوا"۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا۔ "میں ایک ایسی وجہ سے روتا ہوں جس کا ذکر کرنا ذلت ہے اور چھپانا باعث رنج و ملال ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی شخص دکھ تکلیف سے خالی نہیں ہے"۔ طاہر کو جو کچھ عرض داشت پیش کرنا تھی' پیش کر کے واپس آیا' اس وقت حسین خالد بھی حاضر تھا۔ طاہر نے اپنے مکان پر پہنچ کر حسن کے سیکرٹری محمد بن ہارون سے سازباز کی اور ایک لاکھ درہم اس کو اور اتنے ہی حسین خادم کو نذر کرنے کا وعدہ کیا' اس معاوضہ میں کہ خلیفہ سے رونے کا سبب دریافت کر دے۔

اگلے روز خلوت خاص میں حسین نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا۔ "امیر المومنین آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' کل بہ وقت حاضری طاہر دشمنان خلافت کی آنکھوں میں آنسو کیوں آ گئے تھے"۔ خلیفہ مامون نے کہا۔ "تجھے یہ خیال کیونکر پیدا ہوا"۔ عرض کیا۔ "رات اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی"۔ ارشاد کیا۔ "اس وقت میرے دل میں کچھ ایسے خیالات آ گئے تھے' جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے' دیکھ خبردار اگر سہواً بھی تیری زبان پر آ گئے تو تیری خیر نہ ہو گی"۔ حسین خادم نے دست بوسی کر کے عرض کیا۔ "میری کیا جرأت! بھلا میں نے کبھی حضور کے راز کو ظاہر کیا ہے"۔ خلیفہ مامون نے کہا۔ "اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کو اسی طاہر نے کس قدر ذلیل کیا اور یہی طاہر آج میرے سامنے کسی ایسے کام کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا' جو شان خلافت کے خلاف ہو' اس سے مجھے عبرت ہوئی اور میرے آنسو نکل پڑے"۔ حسین نے طاہر سے یہ بات بیان کر دی' طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ "اب میری خیر نہیں ہے' جس قدر جلد ممکن ہو' مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور کر دیجئے"۔

طاہر کی حکمت عملی

اسی وقت احمد بن ابی خالد مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مامون نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب پوچھا' اس نے کہا کہ "میری ساری رات اسی فکر میں گزر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہوا چاہتا ہے' کیونکہ امیر المومنین نے غسان بن عبادہ کو والی مقرر کیا ہے اور وہ اس کا اہل نہیں ہے' ایسا نہ ہو کہ اتراک' بغاوت کر دیں اور ولایت خراسان زوال پذیر ہو جائے"۔ خلیفہ مامون نے کہا۔ "تمہاری یہ تشویش درست ہے' اچھا بتلاؤ خراسان کے والی ہونے کا اہل کون ہے؟" عرض کیا۔ "طاہر بن حسین"۔ ارشاد ہوا' اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے' وہ بہت جلد بغاوت کے لئے تیار ہو جاتا ہے"۔ عرض کیا۔ "میں اس کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ ہرگز سرتابی نہ کرے گا"۔ خلیفہ مامون نے طاہر کو طلب کر کے مدینۃ السلام (بغداد) سے اقصائے ممالک مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی سند گورنری عنایت کی' طاہر اسی دن بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر مرتب کرنے میں مصروف ہوا' تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور آخر ذی قعدہ ۲۰۵ھ کو بغداد سے خراسان کی طرف روانہ ہوا' روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے دس لاکھ درہم جو والی خراسان کی تنخواہ تھی' عنایت کی اور اس کی جنگ پر جزیرہ میں اس کے بیٹے عبداللہ کو متعین فرمایا' جو سررشتہ پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا' لیکن طاہر نے اس کو اپنے چچا زاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لئے رقہ کی طرف روانہ کر دیا۔

اکثر نے طاہر کے گورنر خراسان ہونے کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ عبدالرحمان مقصوعی نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج حروریوں سے جنگ کرنے کے لئے بغیر اجازت والی خراسان غسان بن عباس جمع کی تھی' مگر اس خیال سے کہ یہ کام کہیں خلیفہ مامون کی منشاء کے خلاف نہ کرے اور حسن بن سہل سے ان کو ایک طرح کی دشمنی سی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا بدلا رنگ دیکھ کر طاہر کو سند گورنری عنایت کر دی' چنانچہ طاہر خراسان گیا اور ۲۰۹ ہجری تک ٹھہرا رہا' اس کے علاوہ خلافت عباسیہ کی مخالفت کی ہوا دماغ میں سمائی' چنانچہ ایک دن خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہ کی' منبر سے نیچے اتر آیا' پرچہ نویس نے اس بات سے خلیفہ مامون کو اطلاع پہنچا دی۔

طاہر بن حسین کا انتقال

خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلب کیا اور کہا۔ "چونکہ تم ہی اس کے ضامن ہوئے تھے' اب جاؤ اور اس کو میرے سامنے پیش کرو"۔ ابھی احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اس کے اگلے روز طاہر کے انتقال کی اطلاع آ گئی' خلیفہ مامون نے یہ اطلاع سن کر کہا۔ "الحمد للّٰہ الذی قدمہ و اخرنا" اور اس کی جگہ پر اس کے بیٹے طلحہ کا تقرر کر دیا۔ اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس ان کے کاموں کے انتظام و انصرام کی غرض سے روانہ کیا' چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب عبور کیا۔ اشروسنہ کو فتح کر کے کاؤس ابن خالد اور ان کے بیٹے فضل کو قید کر لیا اور دونوں کو مقید کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ طلحہ نے تین لاکھ درہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا سامان احمد بن ابی خالد کی عنایت کیا اور اس کے سیکرٹری کو پانچ لاکھ درہم دیئے' اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں بغاوت کر دی' احمد بن ابی خالد اس کی گوشمالی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کیا' خلیفہ مامون نے اس کو معافی عطاء کر دی۔

عاملِ جزیرہ کی موت

۲۰۶ھ میں یحییٰ بن معاذ عامل جزیرہ کے انتقال کی خبر آئی اور یہ کہ اس نے مرنے سے قبل اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے' چنانچہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو مقرر کیا اور رقہ و مصر کے مابین قیام کر کے نصر بن شیث سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور بوقتِ روانگی عبداللہ بن طاہر بغداد میں محکمہ پولیس پر اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب (عبداللہ بن طاہر کے چچا زاد بھائی) کو مامور کیا' بعض کا کہنا ہے کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مقرر کیا تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ ۲۰۷ھ میں بہرصورت طاہر کو یہ اطلاع ملی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا' جس میں سیاست کے اصول' آداب' اخلاقی تقاضے اور آئینِ ملک داری تحریر کئے تھے۔

نصر کی شرط

غرضیکہ عبداللہ بن طاہر نے رقہ و مصر کے درمیان پہنچ کر نصر بن شیث پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے اپنی فوج کو چاروں طرف پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقام کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے محمد بن جعفر عامر کو نصر بن شیث کے پاس یہ شرط اطاعت امان دینے کا پیام لے کر بھیجا۔ نصر نے اس شرط سے منظور کیا کہ میں دربار میں حاضر نہ ہوں گا' خلیفہ مامون اس شرط کو سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا' پھر مہرِ سکوت توڑ کر بولا۔ "اللہ اکبر! نصر کی یہ شان ہے کہ وہ میری شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں ہے"۔

محمد بن جعفر نے دست بوسی کر کے عرض کیا۔ "وہ اس لئے حاضر ہونے سے کتراتا ہے کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے"۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا۔ "کیا' تو اس کی غلطی کو فضل بن ربیع کی غلطیوں سے زیادہ سمجھتا ہے' اس نے تو میرے ان مال و اسباب اور جنگی ہتھیاروں کو ضبط کر لیا تھا' جس کی خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور سپہ سالارانِ لشکر کو اکسا کر میرے بھائی سے جا ملا تھا اور مجھے تن تنہا مرو میں چھوڑ کر دشمنوں کے حوالہ کر کے چلا گیا تھا اور بہت زیادہ فتنہ و فساد برپا کئے تھے' تم نے بھی وہ حالات و واقعات دیکھے اور سنے ہیں' جو اس نے میرے ساتھ کئے اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اس کی خطاء بہت زیادہ ہے؟ اس حق ناشناسی نے میرے ہی شہر میں بغاوت کی آگ بھڑکا دی تھی اور میرے دارالخلافہ کو تہس نہس کر دیا تھا' طرّہ اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی"۔ محمد بن جعفر نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! دولتِ علیہ پر ان لوگوں کے حقوقِ سابقہ تھے' جس کے باعث ان لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولتِ علیہ پر نہیں ہے' یہ تو بنو امیہ کے لشکر کا آدمی ہے"۔ خلیفہ مامون نے کہا۔ "جو کچھ ہو' میں نصر کی اس شرط کو منظور کروں گا"۔

امان طلبی

اس بات چیت کی اطلاع جب نصر کو ملی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا۔ عبداللہ بن طاہر نے حصار میں سختی شروع کر دی' مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا' چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربارِ خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم پر قبضہ حاصل کر کے پانچ سال کے محاصرہ جنگ کے

اور اس کو لوٹ کر منہدم کر دیا۔
اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ کی طرف واپس آیا اور ۲۲۱ھ میں بغداد پہنچا' عباس بن مامون' معتصم اور ارا کینِ سلطنت سے ملاقات کی۔

بلوائیوں کی سرکوبی

ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم امام معروف بہ ابن عائشہ ان لوگوں میں سے تھا' جنہوں نے بڑھ چڑھ کر ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی' اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تھا' خلیفہ مامون کے داخلے کے وقت یہ لوگ اطرافِ بغداد میں رُوپوش ہو گئے تھے' چنانچہ جس وقت نصر بن شبث بغداد کے قریب پہنچا' جاسوسوں نے یہ اطلاع پہنچا دی کہ ابنِ عائشہ وغیرہ معہ اپنے چند ہمراہیوں کے جس دن نصر بغداد میں داخل ہو گا' ہنگامہ کرنے والے ہیں' پولیس بغداد نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور تشدد کر کے ان لوگوں سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت کیا' لیکن خلیفہ مامون نے ان لوگوں کی طرف توجہ نہ دی اور ان لوگوں جیل بھیج دیا' جیل میں ان لوگوں سے نہایت سختی کا سلوک کیا گیا' ان لوگوں نے جیل میں نقب زنی کر کے فرار ہونے کا منصوبہ بنایا' خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی' خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابنِ عائشہ کو پھانسی دے دی' اس کے بعد پھانسی سے اتروا کر نمازہ جنازہ پڑھی اور سپرد خاک کر دیا۔

ابراہیم کی گرفتاری اور رہائی

ابراہیم بن مہدی کو بھی اسی سال گرفتار کر لیا گیا' یہ عورتوں جیسے کپڑے پہنے ہوئے عورتوں میں ملا جلا ہوا جا رہا تھا' کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی' چال ڈھال سے تاڑ گیا' آگے بڑھ کر پوچھا۔ "ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟" ابراہیم یہ سن کر ڈر گیا' فوراً انگوٹھی یاقوت کی ہاتھ سے اتار کر پیش کر دی' افسرِ پولیس کا شبہ یقین میں بدل گیا' گرفتار کر کے کوتوال شہر کے پاس لایا' کوتوال شہر نے زنجیروں میں جکڑ کر خلافت میں بھیج دیا' خلیفہ مامون نے بنو ہاشم اور ارا کینِ حکومت کو دکھلانے کی خاطر ابراہیم کو اسی حالت سے دربار میں پیش کئے جانے کا حکم دیا' اس کے بعد زیرِ نگرانی احمد بن ابی خالد قید کر دیا' کچھ مدت بعد جس وقت حسن بن سہل بہ غرضِ مصالحت روانہ ہوا' اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا' بعض کا یہ کہنا ہے کہ اس کی بیٹی بوران اور بعض کہتے ہیں' ابراہیم جس وقت گرفتار کیا گیا ابو اسحٰق معتصم کے مکان پر لایا گیا' اتفاق سے اس وقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا' یہ خبر معلوم ہوئی تو بلا بھیجا اور جو غلطیاں اس سے سرزد ہوئی تھیں' ایک ایک کر کے اس کو یاد دلائیں۔
ابراہیم نے اپنے کلام منظوم و منثور سے معذرت کی جو فصیح و بلیغ تھا اور وہ کتبِ تواریخ میں مذکور ہے۔

باغیوں کی سرکوبی

سری محمد بن حکم صوبہ مصر کا والی تھا۔ ۲۰۵ھ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا عبیداللہ جانشین ہوا' کچھ مدت بعد اس نے بغاوت کر دی اور خلافت کی اطاعت سے سرکشی اختیار کی' ان ہی دنوں اندلس سے ایک گروہ اسکندریہ میں آ اترا' جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطرافِ قرطبہ سے ممالکِ مشرقیہ کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' جب یہ گروہ اسکندریہ میں داخل ہوا تو اس دفعتہ "بحالتِ غفلت والیٔ اسکندریہ پر حملہ کر کے نکال دیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو کر ابو حفص عمر بلوطی کو اپنا امیر بنا لیا' یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر جنگ نصران شبث میں مصروف تھا' اس مہم سے فارغ ہو کر مصر کی طرف پیش قدمی کی اور قریبِ مصر پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا' ابھی لڑائی کا کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن طاہر انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے آ پہنچا اور عبداللہ بن سری کے لشکر پر دوسری طرف سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن سری کو شکست ہوئی۔ مصر جا کر پناہ گزین ہوا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس پر محاصرہ ڈال دیا' بالآخر عبداللہ بن سری نے طویل محاصرے سے تنگ آ کر امان طلب کی' فریقین میں مصالحت ہو گئی' یہ واقعہ ۲۱۱ھ میں پیش آیا' اس کے بعد عبداللہ بن طاہر نے اس گروہ کی گوشمالی کی طرف توجہ کی' جنہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا' ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر امان کی درخواست پیش کی' عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحرِ روم کے کسی جزیرے میں جو اسکندریہ سے متصل ہو' چلے جائیں' چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور جزیرہ اقریطش پر جا کر قبضہ کر لیا اور وہیں مکانات بنا لئے' اسی

زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسی گروہ کے لوگ اس پر قابض رہے' تا آنکہ (فرانس) ان کے قبضے سے اس کو چھڑا لیا۔

عمال کی تبدیلی

خلیفہ وقت مامون ۲۰۴ھ میں جب بغداد میں داخل ہوا اور فتنہ و بغاوت کی آگ ٹھنڈی، ہو گئی، اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً و عملاً کئی تبدیلیاں و تقرریاں کیں کوفہ پر اپنے بھائی ابو عیسیٰ کو، بصرہ پر اپنے دوسرے بھائی صالح کو، حرمین پر عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو موصل پر سید بن انس ازدی کو اور بغداد کے سر رشتہ پولیس پر طاہر بن حسین کو مامور فرمایا۔ یہ ان دنوں رقہ میں تھا۔ حسن بن سہل نے اس کو یہاں کا والی مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقہ میں طلب کر کے بغداد کے سر رشتہ پولیس کی افسری مرحمت فرمائی تھی۔ چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بنا کر بغداد چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ مامون نے اس کو خراسان اور کل صوبہ جات شرقیہ کی گورنری عنایت کی اور اس کے بیٹے عبداللہ کو طلب کر کے بجائے اس کے سر رشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دی۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو اومینیہ، آذربائیجان کی گورنری اور جنگ بابک کا انتظام سپرد کیا۔ اس اثنا میں سری بن محمد بن حکم والی مصر نے وفات پائی۔ اس کے بیٹے عبداللہ کو جانشین مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ بشیر بن داؤد مقرر کیا گیا۔ اس شرط پر کہ دس ہزار درہم سالانہ دارالخلافت میں بھیجا کرے۔ اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مر گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی ساتھ ہی اس کے مصر کو بھی اسی کی گورنری سے ملحق کر کے جنگ نصر ثبت پر جانے کا حکم دیا عیسیٰ بن یزید جلودی ۲۰۵ھ میں مہم زط پر مامور فرمایا۔ بعد ازاں ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن منحور کو متعین کیا اور مضافات بصرہ، دجلہ۔ یمامہ اور بحرین کو اس کی گورنری مین شامل کر دیا ۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان، ودیان و نہاوند کی گورنری دی گئی۔ اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنو شیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا۔ اس وجہ سے کہ بنو شیبان آئے دن فتنہ وفساد برپا کرتے تھے۔ مقام وسکرہ میں بنو شیبان سے معرکہ آرائی ہوئی اور نہایت بے رحمی سے پامال کیے گئے۔ ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ معروف بہ زریق کو امینیہ اور آذربائیجان کی گورنری دی گئی اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا۔ اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مامور کیا۔ جس کو بابک نے قید کر لیا۔ اور ابراہیم بن لیث بن فضل آذربائیجان کی گورنری پر بھیجا گیا۔ ان دنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا۔ جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا اور اس کا بیٹا سابور جانشین مقرر کیا گیا۔ ازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی۔ لڑائی ہوئی۔ سابور گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور طبرستان وغیرہ پر مازیار بن قارن کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس والی موصل پر چڑھائی کی۔ زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذربائیجان قبضہ کر لیا تھا۔ اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں ارمینیہ وغیرہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ چونکہ اس سے اور سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ موقع پا کر ایک فوج کثیر مجتمع کر کے بہ مقصد جنگ سیر بن انس موصل پر چڑھائی کر دی سید بن انس نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ نہایت شدت سے لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں سید بن انس کام آ گیا۔ خلیفہ مامون کو اس خبر وحشت اثر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اوائل ۲۱۳ھ میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرما کر جنگ زریق و بابک خرمی کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زریق کو شکست دی۔ موصل پر کمال خوش اسلوبی سے قبضہ کر لیا۔ انہیں ایام میں موسیٰ بن حفص گورنر طبرستان نے وفات پائی۔ خلیفہ مامون نے اس کے بیٹے کو بجائے اس کے مقرر کیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی۔ بشیر بن داؤد سابق والی سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کر دیا۔ دونوں میں معرکہ

آرائی ہوئی۔ آخرالامر بشیر بن داؤد شکست کھا کر مان بھاگ گیا۔ ۲۱۴ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا واقعہ قتل یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے مہم موصل سے فارغ ہو کر اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچا۔ بابک خرمی دامنِ کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ محمد بن حمید نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا۔ جب تقریباً تین کوس چڑھ گیا تب بابک کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر حملہ کیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا۔ محمد بن حمید کے ہمراہی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش نہ ہوئی اس کے ہمراہ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی و استقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ اتفاق سے بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروہ کی ایک جماعت کو خاک و خون میں ملا رہا تھا۔ محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور بات ہی بات میں تڑپ کر دم توڑ دیا۔ خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

یمنیوں کی گوشمالی

اسی سال عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا' اس کا بھائی طلحہ بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر فائز تھا۔ عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں بہ ارادہ جنگ بابک لشکر کے انتظام و انصرام میں مصروف تھا اور خوارج نے میدان خالی دیکھ کر قریۂ حزاء مضافات نیشاپور میں ہنگامہ کر دیا تھا' خلیفہ مامون نے اطلاع ملتے ہی عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا' عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہل نیشاپور سے والی نیشاپور کی عادات و اطوار کے بارے میں پوچھا' کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو برطرف کر دیا' ہنگامہ ختم ہو گیا۔ ۲۱۲ھ میں احمد بن عمری معروف بہ احمر العین نے یمن میں برخلاف خلافت عباسیہ بغاوت کر دی' خلیفہ مامون نے انتظاماً" محمد بن عبدالحمید معروف بہ ابو الرازی کو یمن مقرر کیا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ ثغور اور عواصم پر اور اپنے بھائی ابو اسحاق معتصم کو شام و مصر پر مامور فرمایا۔ عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی طرف روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام عنایت کیے۔

ابن عمیرہ کا قتل

ابو اسحاق معتصم نے اپنی طرف سے ابن عمیرہ باذغیسی کو مصر کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروہ نے بلوہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو قتل کر دیا' مجبوراً ابو اسحاق معتصم خود مصر گیا اور بزورِ شمشیر ان لوگوں کو شکست دی اور وہیں قیام کر کے بلادِ مصر پر یہ اپنی طرف سے عمال تعینات کیے' چند ہی دنوں میں فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور امن و امان قائم ہو گیا۔ ۲۱۳ھ میں چونکہ بشیر بن داؤد نے دارالخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا' اس وجہ سے خلیفہ نے غسان بن عباس کو سندھ کا گورنر مقرر کر دیا۔

ابو دلف سے حسنِ سلوک

۲۱۱ھ میں خلیفہ مامون نے ابو دلف کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ ابو دلف خلیفہ امین کے ساتھیوں میں سے تھا' جو علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ہمراہ طاہر بن حسین سے جنگ کرنے کے لیے آیا تھا' وہ علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد ہمدان میں واپس آیا۔ طاہر بن حسن نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور خلیفہ مامون کی بیعت کرنے کے لیے کہا۔ ابو دلف نے جواب دیا میں فی الحال خلیفہ مامون کی بیعت نہیں کروں گا ساتھ ہی ان کے فریقین میں سے کسی کا ساتھ بھی نہ دوں گا۔ طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کر لیا اور ابو دلف نے کرخ مضافاتِ ہمدان میں پہنچ کر قیام کیا۔ اس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہا' تا آنکہ خلیفہ مامون کے رے کے ارادہ سے کوچ کیا اور اس کو بلا بھیجا' چنانچہ ابو دلف باوجودیکہ اس کے ساتھیوں اور رشتہ داروں نے منع کیا' خوف زدہ حالت میں دربارِ خلافت کو روانہ ہوا' خلیفہ مامون نے خلاف توقع اس

کی عزت افزائی کی اور کمال عزت سے اپنا مہمان بنایا' اسی سنہ میں ابو الرازی والی یمن کا قتل ہو گیا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبل قم' اصفہان اور آذربائیجان کی گورنری عنایت کی۔

ادائیگی خراج سے انکار

انہی دنوں میں اہلِ قم نے بغاوت کر دی' اس وجہ سے کہ اہلِ قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست دی تھی' اس امید پر کہ خلیفہ مامون نے قیام عراق کے زمانہ میں اہلِ عراق کا خراج کم کر دیا تھا' لیکن ان کی درخواست منظور نہ ہوئی' تب ان لوگوں نے ادائی خراج سے انکار کر دیا۔ خلیفہ مامون نے اس کی گوشمالی پر علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا' متعدد جھڑپیں ہوئیں' آخر کار ان لوگوں نے بلوائیوں کو تتر بتر کر دیا۔ یحییٰ بن عمران قتل ہو گیا' شہرپناہ کی فصیلیں مسمار کر دی گئیں اور سات لاکھ تاوانِ جنگ قم والوں سے وصول کیا گیا۔

عبدوس کو سزا

۲۱۶ھ میں عبدوس فہری نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمّال کو موت کے گھاٹ اتار دیا' خلیفہ کو اطلاع ہوئی تو دمشق سے مصر آیا' اس کے آتے ہی ہنگامہ ختم ہو گیا' لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے سامنے پیش کر دیا' خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔

علی بن ہشام کی گرفتاری و قتل

اسی سنہ میں خلیفہ مامون علی بن ہشام سے ناراض ہو گیا اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کے مال اسباب اور اسلحہ کے ضبط کر لینے پر مقرر کیا گیا۔ علی بن ہشام کو یہ اطلاع ہوئی تو عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا ارادہ کیا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ عجیف نے اس کو گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم جاری کر دیا اور اس کا سر شام' عراق' خراسان' اور مصر میں نیزہ پر رکھ کر پھرا کر دریا میں ڈال دیا' اسی سنہ میں غسان بن عباس سندھ سے مع بشیر بن داؤد کے بغداد میں داخل ہوا۔ اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کا گورنر مقرر کر دیا۔

جعفر بن داؤد کا انجام

جعفر بن داؤد قمی مصر کی جیل سے قم کی طرف فرار ہو گیا اور قم پہنچ کر بغاوت کر دی' یہ اس زمانہ سے مصر کی جیل میں قید تھا' جب خلیفہ مامون نے اس کو حکومتِ قم سے برطرف کیا تھا' مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار ہو کر دار الخلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔

اہم معرکے

یہ ۲۰۰ھ کا واقعہ ہے کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جب کہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا' قتل کر ڈالا اور میخائیل ابن جرجیس برطرف بادشاہ کو دوبارہ تختِ سلطنت پر بٹھایا' نو سال تک اس نے ان پر حکومت کی اور ۲۱۵ھ میں فوت ہو گیا' اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا نوفل تخت نشین ہوا۔ ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرداذبہ والیٔ طبرستان نے بلاد اور شیر بلاد دیلم سے اور جبال طبرستان کو فتح کیا اور ابن شروین جبال طبرستان سے باہر کر دیا گیا اور مازیار بن قارن بہ ارادہ حاضری دربارِ خلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا اور ابولیلی نے والی ... کو گرفتار کر لیا۔

بابک خرمی کا دعویٰ

اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں ظاہر ہوا' یہ جاویدان بن سہل کے ساتھیوں میں سے تھا' اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے' جاویدان کے معنی دائم و باقی کے اور خرم کے معنی خوشی و مسرت کے ہیں' یہ فرقہ معتقدات[1] مجوس کا قائل تھا۔

ابو بلال کی سرکوبی

۲۱۴ھ میں ابو بلال صادق شاری نے خروج کیا' خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو معہ ایک گروہ سپہ سالاران جنگجو کے اس گوشمالی پر مامور کیا' متعدد جھڑپیں ہوئی۔ ابو بلال انہیں جھڑپوں میں مارا گیا۔ محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچا زاد بھائی) کو اپنا قائم مقام بنا کر لشکر صائفہ کے ساتھ بغرض جہاد بلاد روم میں داخل ہوا' ساتھ ہی اس کے اس کو سودا' حلوان اور دجلہ کا گورنر بھی مقرر کر دیا۔

محمد بن علی رضا دربارِ خلافت میں

خلیفہ مامون جب مقامِ تکریت میں پہنچا تو محمد بن علی رضا ملنے کے لئے آئے' خلیفہ مامون نے خوشنودیٔ مزاج کی خلعت عنایت فرمائی اور اپنی بیٹی ام فضل سے (نکاح کے تیرھویں سال) خلوتِ صحیحہ کرا دی' اس کے بعد محمد بن علی رضا معہ اپنے اہل و عیال کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

اہم مہمات

خلیفہ مامون موصل کے راستے منج گیا اور منج سے رابق پھر انطاکیہ بعد ازاں مصیصہ و طرسوس ہوتا ہوا بلادِ روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو بہ زورِ شمشیر فتح کر کے اس کی فصیل کو مسمار کرا دیا' بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ قلعہ بہ صلح و امان فتح کیا گیا' بہرحال اس سے قبل اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا جھنڈا لہرایا اور انہیں دنوں اشناس کو قلعہ سندس کی طرف اور عجیف و جعفر کو قلعہ سنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا' چنانچہ والیان قلعہ سندس و سنان نے اطاعت قبول کر لی اور اس کا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں بہ ارادہ جہاد داخل ہوا اور معتصم مصر سے واپسی کے بعد موصل پہنچنے سے پہلے مامون کی خدمت میں حاضر ہو اور اس میں اس کا بیٹا عباس آ ملا' خلیفہ مامون نے بلاد روم سے واپس ہو کر دمشق کی طرف روانگی اختیار کی۔

رومیوں سے جنگ

خلیفہ مامون کے واپس ہوتے ہی رومیوں نے اپنی قوت کو مجتمع کیا اور اطراف و جوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کر کے طرسوس و مصیصہ پر حملہ کر دیا اہلِ طرسوس و مصیصہ مصالحت کے خیال میں بے خبر بیٹھے ہوئے تھے' نہایت بے دردی سے قتل کر دیئے گئے' طرّہ اس پر یہ ہوا کہ والیٔ روم نے اس جوشِ کامیابی میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا تو اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا' خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر طیش میں آگیا اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں' پورا خط بھی نہ پڑھا اور بجائے جواب لکھنے کے خود ہی لوٹ پڑا۔ بلادِ روم میں اس کی واپسی سے ایک ہل چل سی مچ گئی' بتعدد قلعہ جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے' بہ زور شمشیر فتح کرتا ہوا ہر قلہ پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہلِ قلعہ مقابلہ پر آئے' لڑائیاں ہوئیں' لیکن آخر میں مجبور ہو کر امان کے طلب گار ہوئے۔ اور مصالحت کے ساتھ قلعہ سپرد کر دیا' اسی زمانہ میں معتصم نے بھی جو بلادِ روم میں دوسری طرف جنگ کر رہا تھا' تیں قلعات فتح کئے' ان میں ایک مطمورہ ہے' تیسری طرف یحییٰ بن اکثم جنگ کرنے میں مصروف تھا' اس نے بھی اس جہاد میں بہت بڑا حصہ نیک نامی اور کامیابی کا حاصل کیا' ملک روم کے بہت سے شہروں کو اجاڑا اور

---

[1] اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے اور ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اسی اعتبار سے ان مذہب کو دین خرم کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۶۴)

ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سینکڑوں قیدی پکڑ لایا' والیٔ روم نے تنگ آ کر اپنی گستاخی کی معافی مانگی' خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا' واپس ہو کر کیسوم آیا' دو دن قیام کر کے دمشق کی طرف روانگی اختیار کی' یہ واقعات ۲۱۶ھ میں پیش آئے۔

قلعہ لولوہ کا محاصرہ

یہ ۲۱۷ھ کا واقعہ ہے کہ رومیوں کی بدعہدی اور ناشائستہ حرکت سے خلیفہ مامون نے بلادِ روم کی طرف بہ ارادہ جہاد پیش قدمی کی اور قلعہ لولوہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا' تین مہینے دس دن کے محاصرہ کے بعد عجیف کو حصار پر چھوڑ کر واپس آیا' نوفل والیٔ روم کو یہ اطلاع ملی تو اس نے عجیف کو جا کر گھیر لیا' خلیفہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کو روانہ کیا' نوفل یہ سن کر کوچ کر گیا' اہلِ قلعہ لولوہ نے امان کی اور نوفل نے مصالحت کی درخواست کی' جو منظور نہ کی گئی اور یہ سنہ انہیں لڑائیوں میں ختم ہو گیا' خلیفہ مامون ان دنوں سلوین میں تھا۔

نئے شہر کی تعمیر

آغاز ۲۱۸ھ میں پھر بلادِ روم کی طرف جہاد کرتا ہوا لوٹا اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر متعین کیا' چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک مربع میل میں آباد کیا۔ ۱۵۲۸ گز کی شہر پناہ بنوائی' چاروں اطراف ایک ایک دروازہ رکھا اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کر آباد کیا۔

انتقال

خلیفہ مامون[1] ۲۱۸ھ میں نہر بربروں پر پہنچ کر بیمار ہو گیا' دن بدن بیماری شدید ہوتی گئی' اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرطوس میں پہنچ کر انتقال کر گیا' یہ واقعہ اس کی خلافت کے بیسویں سال کا ہے۔

مامون اور مسئلہ خلق قرآن: [1] خلیفہ مامون کی کنیت ابوالعباس اور نام عبداللہ تھا۔ پندرہ ربیع الاول ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال ہوا اور ان کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا بطن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا۔ عالم طفلی ہی میں کل علوم کی تکمیل کر لی تھی۔ اس نے ہشیم عباد بن عوام یوسف بن عطیہ' ابومعاویہ ضریر' اسمٰعیل بن علیہ اور حجاج امور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم' جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبداللہ بن طاہر نے روایت کی ہے کہ فقہ و علوم عربیہ اور ایام الناس کا بہت بڑا عالم تھا۔ بڑے ہونے پر علوم فلسفہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی دست گاہ حاصل کر لی' آخر اسی کم بخت فلسفہ کی بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔ ۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قاضی القضاۃ' علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا۔ جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتا اس کو سزا دی جاتی۔ جیل کی مصیبتیں جھیلتا' درے لگتے۔ شہر بدر کیا جاتا۔ غرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا۔ امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا۔ خلیفہ معتصم نے اس قدر درے لگوائے کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ تمام بدن زخموں سے چور چور ہو گیا۔ اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا۔ اڑتالیس برس کی عمر پائی۔ بیس برس پانچ مہینے تئیس یوم خلافت کی با استثناء اس دو برس کے جب کہ مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اور اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔ خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ معاویہ عمرو بن العاص کی وجہ سے عبدالملک حجاج کی وجہ سے اور میں بذاتہ مشہور ہوا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ میں ایک فاتح ایک درمیانی ایک خاتم ہوا ہے۔ فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا۔ اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت معتقد ہے۔ خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا۔ جواد' کریم' عالم' علم دوست اور شجاع تھا۔ خاندان برامکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور عزت افزائی کی۔ مگر فضل و جعفر کے نہ ہونے سے نامور پیدا نہ ہوئی۔

(ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوات الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۹۔)

باب ۹

ابو اسحاق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

معتصم باللہ کی تخت نشینی

مامون کا ولی عہد اس کا بھائی معتصم تھا' اس کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ اور نام محمد تھا' خلیفہ مامون کے انتقال پر معتصم کی خلافت کی بیعت کی گئی یہ واقعہ پندرہ رجب ۲۱۸ھ میں پیش آیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ عباس بن مامون کو تخت خلافت پر فائز کیا جائے' خلیفہ معتصم نے عباس بن مامون کو دربارِ خلافت میں طلب کیا' عباس نے حاضر ہو کر اپنی مرضی سے بیعت کر لی' ہنگامہ ختم ہو گیا' خلیفہ معتصم نے اسی وقت طوانہ کو مسمار و ویران کرنے کا حکم صادر کیا' سامان و اسباب جس قدر اٹھا سکے' اٹھا لائے' باقی نذرِ آتش کر دیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

محمد بن قاسم کی شورش

محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسینؓ مدینہ طیبہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ عابد' زاہد اور نیک سیرت تھے۔ خراسان کا ایک شیطان صورت انسان ان کے پاس آ کر رہنے لگا' اس نے یہ خیال دل میں راسخ کر دیا کہ "آپ مستحق امامت ہیں" اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے کے لئے آتے' وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے' ایک عرصہ اسی طرح سے گزر گیا' جب خراسان کے معتقدین کی کثرت ہوئی تو محمد بن قاسم معہ اس خراسانی شیطان کے جو رجان گئے اور مصلحتاً چند دن دونوں روپوش رہے' مگر خفیہ طور پر لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور رؤساء اور امراء کو آپ سے ملاتا رہتا' چند یوم کے بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو خروج کرنے کا مشورہ دیا اور لوگوں کو اعلانیہ رضا من آلِ محمد کی شیعوں کی طرح دعوت دینا شروع کر دی۔

محمد بن قاسم کی سرکوبی

خراسان کے مشہور سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے اس طوفان کو روکنے کی طرف توجہ کی' اطرافِ طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی' آخر کار تن تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر فرار ہوئے' نساء پہنچے' کسی نے والیٔ نساء سے آپ کے آنے کی اطلاع کر دی' والیٔ نساء نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہ ربیع الاول ۲۱۹ھ کو "دار الخلافہ" یعنی بغداد خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کے زیرِ نگرانی قید کر دیا' سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سنہ کی عید الفطر کو جیل سے نکل کر فرار ہو گئے' کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

زط کی بغاوت

زط ایک گروہ عوام الناس کا تھا' جنہوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور دن دہاڑے مسافروں اور تاجروں کو لوٹ لیتے تھے اور اردگرد کے قصبات و دیہات کو اجاڑ دیتے تھے۔ محمد بن عثمان ان کا سردار اور سماق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منتظم تھا۔ خلیفہ معتصم نے اسی ۲۱۹ھ کی جمادی الآخر میں عجیف بن عنبسہ کو اس باغی گروہ سے جنگ پر متعین کیا' چنانچہ عجیف واسط سے ایک لشکر عظیم الشان مرتب کر کے زط کے مقابلہ پر پہنچا' پہلی ہی ضرب میں تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کیا اور مقتولوں کے سروں کو دار الخلافت بغداد پہنچا دیا' اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ چھڑپوں میں مصروف رہا۔ زط نے مجبور ہو کر ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں امان کی درخواست کی اور سب

کے سب جو بغداد میں مع عورتوں اور بچوں کے ستر ہزار تھے' جن میں بارہ ہزار جنگجو تھے' حاضر ہو گئے' بجنسہٖ ان سب کی اس حالت و صورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے' کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشورہ ۲۲۰ھ میں بغداد پہنچا' خلیفہ معتصم ان کو دیکھنے ایک کشتی پر سوار ہو کر شماسیہ کی طرف آیا اور معائنہ کے بعد زربہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ رومیوں نے موقع پا کر ان پر شب خون مارا' ایک بھی ان میں سے بچ نہ سکا۔

مطاربہ اور فراغنہ

خلیفہ معتصم نے اپنے عہدِ خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کر کے مطاربہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند' اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے فراغنہ کا لقب دیا تھا' یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار اور عام گذر گاہوں میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے اکثر بچے' بوڑھے اور عورتیں اس طرح زخمی ہو جاتے تھے' عام باشندگان بغداد کو اس سے تکلیف ہونے لگی' جس وقت ان میں سے کوئی تنہا مل جاتا تو اہلِ بغداد اس کو مار دیتے مگر' اس پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی' واویلا کا شور مچانے لگے' وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی' اس نے رفاہِ عام کے طور پر قاطون تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جا کر آباد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا' یہ وہ شہر ہے کہ جس کی خلیفہ رشید نے بنیاد ڈالی تھی' مگر اتفاق سے اس کی تعمیر مکمل نہ ہوئی' فصیلیں اور شہرپناہ کی دیواریں منہدم و خراب ہو گئیں' خلیفہ معتصم اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کر قاطون آیا اور دوبارہ تعمیر کا آغاز کیا' چنانچہ ۲۲۰ھ میں سلسلہ تعمیر تکمیل کو پہنچا کر سرمن رائے کے نام سے موسوم کیا۔ عوام الناس اسے کثرتِ استعمال سے سامرا کہنے لگے' اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا۔

فضل بن مروان

یحییٰ جرمقانی خلیفہ معتصم کا زمانۂ ولی عہدی میں دیوان تھا' اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بروانی رہتا تھا' چونکہ یہ خوشخط تھا یحییٰ جرمقانی اسی سے خطوط لکھوایا کرتا تھا اور منشی کا کام لیتا تھا' اتفاق سے یحییٰ جرمقانی مر گیا تو معتصم نے فضل بن مروان کو اپنے دیوان کا عہدہ مرتب کیا اور اپنے ہمراہ شام اور مصر لے گیا' اس کے کچھ مدت بعد جب معتصم مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ فضل بن مروان کے اختیار بہت وسیع ہو گئے' ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا' قلمدانِ وزارت کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان و خزانہ کا بھی افسر ہو گیا۔ شامت آئی تو اس خیال سے کہ میں خلیفہ معتصم کے ناک کا بال ہو گیا ہوں' اکثر انعامات اور صلے دینے میں خلیفہ معتصم کے حکم کی تعمیل سے گریز کرنے لگا' حاضرینِ دربار نے خلیفہ معتصم کے کان بھرنا شروع کر دیئے' وقت بے وقت جب موقع مل جاتا فضل کے بارے میں دو چار باتیں اس کی مخالفت میں کہتے اور اس امر کو بھی مناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگے کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا' معتصم کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲۰ھ میں حساب فہمی کے بعد اس کو مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ پر محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مامور کیا' پھر چند دنوں بعد فضل کو جیل سے نکال کر موصل کے کسی گاؤں کی طرف جلاوطن کر دیا۔

بابک خرمی کی سرکوبی

بابک خرمی کے حالات اور ۲۰۴ھ میں اس کے خروج و ظہور کے واقعات اور یہ کہ جاویذ بن سہل کا پیرو ہے' ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے' اس نے شہربذ کو اپنا ملجاء و مسکن بنا رکھا تھا۔ خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جس قدر فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں' سب کو اس نے شکست دی' بہت سے سپہ سالارانِ لشکر کو قتل کر ڈالا اور اکثر قلعہ جات کو جو اردبیل اور آذربائیجان کے مابین تھے' اجاڑ کر دیا' جب خلیفہ معتصم مسندِ خلافت پر فائز ہوا تو اس مہم پر ابو سعید محمد بن یوسف کو مامور کیا' چنانچہ ابو سعید نے حسب حکم خلیفہ معتصم ان قلعات کو جن کو بابک خرمی نے اجاڑ کر منہدم کر دیا' نئے سرے سے تعمیر کرایا' فوج جنگی ہتھیار اور غلہ کی کافی مقدار ذخیرہ کر کے قلعہ کو مضبوط و مستحکم کیا' اس دوران بابک خرمی کے کسی دستے نے شہروں پر شب خون مارا' ابو سعید نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت چابک دستی سے جو کچھ وہ لوٹ کر لے گیا تھا' اس سے چھین لیا' بہت سے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اکثر کو گرفتار کر لیا۔ مقتولوں کے سروں اور قیدیوں کو ایک عرض داشت کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا' (یہ پہلی شکست تھی' جو کہ بابک خرمی کے ساتھیوں کو حاصل ہوئی)۔

عصمت کی گرفتاری

اس کو دوسری شکست محمد بن .بعیث نے دی' یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابن داؤد سے لے لیا تھا' قیام پذیر تھا اور بابک خرمی کا حمایتی و مددگار تھا اور اس کی فوجوں کے لئے رسد رسانی کا کام دیتا تھا' اتفاق سے واقعہ مذکورہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزرا' اپنی عادت کے مطابق محمد بن .بعیث نے دعوت کی اور انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا' رات کے وقت حالتِ غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے شہروں اور قلعات کی خفیہ معلومات حاصل کیں' عصمت نے رہائی کی امید پر سب کچھ بتا دیا' خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا گورنر مقرر کر کے جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین نے میدان جنگ میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطرات سے پاک و صاف کرنے کی غرض سے تھوڑی تھوڑی دور چوکیاں بٹھائیں اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو پر متعین کیا' جو رات دن اردبیل سے اس کے لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد و غلہ اور تمام سامان کو بحفاظت تمام لشکر گاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افشین اس سے بابک کے حسنِ سلوک اور احسانات کے بارے میں پوچھتا اور اس سے دوگنا ان لوگوں کو دے کر رہا کر دیتا۔

افشین کی حکمتِ عملی

اس کے بعد خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو مع کثیر التعداد فوج اور مال و اسباب کے افشین کی کمک پر بھیجا' بابک یہ سن کر بغا الکبیر پر شب خون مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی۔ افشین نے بغا الکبر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد مع اپنے ساتھیوں کو پھر اردبیل واپس چلے جاؤ بغا الکبیر نے اسی طرح کیا۔ بابک یہ خبر پا کر کہ بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا' شب خون مارنے کے ارادہ سے اپنے منتخب کئے ہوئے ساتھیوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔ افشین خاموشی سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا' نکل کر اردبیل کی طرف چلا گیا' اور بحفاظت تمام بغا کو مع مال و اسبب کے ابو سعید کے مورچہ میں لا کر ٹھہرایا۔

بابک سے مقابلہ

اس دوران میں بابک قافلہ تک پہنچ گیا۔ قافلہ کے ہمراہ والئ قلعہ نہر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو لڑائی ہوئی' والئ قلعہ نہر کے سامنے پڑ گیا' لڑائی ہونے لگی۔ بابک کے ساتھیوں نے ان لشکریوں کو جو قافلہ کے ہمراہ تھے قتل کر کے جو کچھ مال و اسباب تھا' لوٹ لیا' اتفاق یہ کہ راستے میں افشین کے سپہ سالاروں میں سے شیم نامی ایک سپہ سالار سے آمنا سامنا ہو گیا۔ بابک نے اس کو بھی شکست دے دی' شیم ایک قلعہ میں جا کر چھپ رہا' بابک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا' اس عرصہ میں افشین اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا اور اچانک بابک کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر اچانک حملہ سے گھبرا گیا اور بے سرو سامانی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں مارا گیا' بابک گنتی کے چند آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کر موقان پہنچا اور اپنے بقیہ لشکر کو موقان میں بلا لیا۔

بابک کی جنگی چال

دو چار دن قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام بذ پر آیا۔ افشین اس کامیابی کے بعد اپنے لشکر گاہ برزند میں آیا۔ لشکریوں کو انعامات اور صلے عنایت کئے اور بابک کو شکست دینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ یہ اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمتِ عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا۔ رسد و غلہ کا آنا بند ہو گیا۔ افشین کا لشکر رسد کے نہ آنے سے بھوکوں مرنے لگا۔ افشین نے والئ صراغہ سے رسد طلب کی۔ لیکن بدقسمتی سے راستے میں ہی بابک کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بغا الکبیر یہ خبر پا کر مع اس مال و اسباب کے جو اس کے پاس تھا بابک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کی لشکر گاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قلعہ بذ سے دس کلو میٹر کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قائم کئے اور بغا الکبیر نے قریہ بذ میں داخل ہو کر لڑائی کا آغاز کر دیا اور ایک خونریز جھڑپ کے بعد اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سالار کے

مورچہ میں واپس آ گیا۔ افشین نے اس کے بعد امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابوجوش اور جناح الاعور (جو حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں دن فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں بھی اسی روز اور اسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے سردی کی شدت اور بارش کی وجہ سے وقت اور مقررہ دن پر حملہ نہ کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا تاب نہ لا سکا' پسپا ہو گیا۔ افشین ان کے مورچہ پر قابض ہو گیا۔

بابک کا شبخون

اگلے روز بغا وغیرہ سردی کی شدت و بارش سے تنگ آ کر کسی رہبر کی رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کے لشکر گاہ کے نزدیک تھی۔ یہاں پر بھی ان کو اسی سردی اور بارش سے واسطہ پڑا اس پر طرّہ یہ ہوا کہ برف بھی پڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دے دیا۔ دو دن تک اسی حالت میں پڑے رہے۔ ادھر بابک نے موقع پا کر افشین کے لشکر پر شبخون مارا اور لڑ کر پیچھے دھکیل دیا۔ ادھر بغا کی زیرِ کمان فوج نے رسد و غلہ کے ختم ہونے کی وجہ سے شور و غوغا مچایا۔ بغا نے مجبور ہو کر بہ ارادہ قلعہ بذ و نیز افشین کا حال دریافت کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کچھ دور نکل آنے پر افشین کا حال معلوم ہوا۔ بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی طرف لوٹا اور بوجہ تنگی راہ و کثرت فوج دوسری راہ اختیار کی بابک کے پٹرول نے تعاقب کیا۔ بغا کے ساتھیوں نے ان کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے۔ اس اثناء میں رات آ گئی۔ بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہرہ پر مقرر کیا۔ سب کے سب تھکے تو تھے ہی سو گئے۔ بابک نے موقع پا کر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ بغا مع اپنے ہمراہیوں کے خندقِ اول میں چلا آیا جو اشغل کوہ میں تھا۔

بابکی سالار کا قتل

طرہ خاں بابک خرمی کا ایک مشہور سپہ سالار تھا۔ بابک کی اجازت سے مراغہ کے ایک گاؤں میں ایام شاگزار کرنے کو چلا گیا تھا۔ افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا۔ طرہ خاں کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ سپہ سالار مراغہ نے رات کے وقت طرہ خاں کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور قتل کر کے اس کا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

اذین کی صف بندی

انہیں واقعات پر ۲۲۱ھ ختم ہو جاتا ہے اور ۲۲۲ھ کے دور کا ہوتا ہے۔ خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کی قیادت میں ایک عظیم الشان فوج افشین کی کمک پر روانہ کی اور ایتاخ کی معرفت تیس لاکھ درہم فوج کے خرچے کے لئے بھیجے۔ اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت بڑھ گئی۔ اوائلِ فصل ربیع میں بہ ارادہ جنگِ بابک کوچ کر دیا۔ رودکلاں پر پہنچ کر خندق کھدوا دی مورچے قائم کئے اس دوران یہ خبر ملی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام اذین ہے اسی مورچہ کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اپنے اہل و عیال کو اس نے کسی پہاڑی قلعہ پر بھیج دیا ہے۔

اذین سے جھڑپ

اس پر افشین نے اپنے سپہ سالار کو معہ ایک دستہ فوج کے اذین کے اہل و عیال کو گرفتار کر لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے انتہائی چابکدستی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اذین کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بھی ان کا راستہ روکنے کی غرض سے سوار ہو کر نکلا راستے میں آمنا سامنا ہو گیا۔ فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کیا جو پہلے مختلف بلند مقامات پر سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کو ہدایات کر دی گئی تھیں کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھو تو انہیں سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اطلاع دینا۔ افشین نے فوراً ایک گروہ کو ان کی کمک کے لئے بھیجا۔ اس گروہ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس کھو گئے گھبرا کر بھاگا اور افشین کے ساتھی مع اذین کی بقیہ عورتوں کے

واپس آ گئے۔

قدرتی قلعہ

افشین نے اس واقعہ کے بعد رفتہ رفتہ قلعہ بذ کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ رات کے وقت لوگوں کو پہرہ پر مقرر کرتا اور خود بھی رات کے وقت بابک کے خوف سے پٹرول کے ساتھ گشت کرنے کے لئے نکلتا اگرچہ لشکری رات کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے لیکن امیر لشکر کے حکم کی تعمیل انتہائی خوش دلی سے کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ بذ کے سامنے ایسے مقام پر پہنچے جہاں کہ قدرتی طور سے تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل واقع تھیں اور ان تینوں پہاڑیوں کے درمیان میں ایک وسیع میدان تھا۔ افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں مع غلہ تمام ضروری سامان کے ٹھہرایا اور تمام راستوں کو ایک راستہ کے سوا پتھروں سے چن دیا۔ انہیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی پڑا ہوا تھا۔ افشین روزانہ غلس میں نماز صبح ادا کر کے نقارہ بجواتا۔ لشکری اسی نقارہ کی آواز سن کر تیار ہو جاتے۔ افشین جب تک جنگ میں مصروف رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ کو روکنا مقصود ہوتا نقارہ کا بجانا بند کر دیتا۔ غرض لشکری نقارہ کی آواز پر کام کرتے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا تو درہ پہاڑ پر ایک لشکر کو متعین کر جاتا جو اس قدرتی قلعہ کی محافظت کرتا' اس کو اس نے اپنی ضرورت کے لئے بنا لیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ آور ہوتا وہ چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمین گاہ میں بٹھا دیتا۔ افشین نے اس کی تلاش کی بہتری کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

جنگ کا نظارہ

اکثر اوقات ابو سعید' جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام تین تین دستہ فوج کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے روانہ کرتا کہ یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا لڑائی کا نظارہ کرتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرائے بھی دکھائی دیتا تھا۔ ہمیشہ بابک ان کے مقدمہ میں گنتی کے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے' عیش و عشرت کرتے' گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین یہ منظر دیکھتا رہتا۔ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی خندق میں واپس آتا اس کے واپس ہوتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آجاتی تھیں۔

زبردست لڑائی

بابک کا لشکر اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔ ایک دن حسب دستور افشین کا لشکر واپس ہوا۔ اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا۔ بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا جعفر نے حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ افشین کا لشکر لوٹ پڑا۔ لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی۔ جعفر کے ہمراہیوں میں سے ابو دلف کے ساتھ ایک گروہ رضا کاروں کا تھا ان لوگوں نے بلا حکم افشین بابک پر اس زور شور سے حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے۔ جعفر نے میدان جنگ سے افشین سے پانچ ہزار تیر اندازوں کی امداد طلب کی۔ افشین نے کہلا بھیجا کہ تم امدادی فوج کا انتظار نہ کرو جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ بہ حکمت عملی واپس چلے آؤ۔ جنگ کا نقشہ خطرناک ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں رضا کار حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔ فریقین کے شور و غل سے میدان گونج رہا تھا۔ بابک کے ان لشکریوں نے جو کمین گاہ میں تھے یہ سمجھ کر قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا ہے۔ کمین گاہ سے نکل آئے۔ افشین پر اس قلعہ کا راز اور کمین گاہ کا حال کھل گیا۔ لڑائی طویل ہو گئی تھی۔ فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور سورج بھی مغرب کی طرف پہنچ گیا تھا جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچے کی طرف واپس ہوا۔ مغرب کے وقت تک لڑائی بند ہو گئی اور دونوں فریق اپنی اپنی قیام گاہ پر آئے کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا۔ افشین نے حکم عدولی اور خلاف مرضی جنگ کرنے پر ناراضی کا اظہار کیا۔ جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہار افسوس کیا۔ غرض دونوں نے معقول وجوہات بتائیں تو راضی ہو گئے۔

رضا کاروں کی شکایت

اس کے بعد رضا کاروں نے خرچ کی کمی و رسد کی شکایت کی۔ افشین نے جواب دیا جو محض خرچ کی کمی اور بھوک کی تکالیف برداشت

کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے۔ امیر المومنین کے لشکر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنگ آوروں کی کمی نہیں ہے۔ رضا کار یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ ہم تو قلعہ بذ کو ایک ہی ہلے میں فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ناحق ہم لوگوں کو جہاد کے ثواب سے محروم کرتا ہے۔ اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نتیجہ دکھلا دیں۔ افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں۔ رضا کاروں کو طلب کر کے تسلی دی۔ جنگ کا حکم دیا اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کیا۔ مال، اسباب، خوراک، پانی اور جنگی ہتھیار خاطر خواہ ان لوگوں کو دیا۔ زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اسی مورچہ کی طرف بڑھنے کو کہا جہاں تک کل اس نے پیش قدمی کی تھی۔

زبردست معرکہ آرائی

اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، نفاطوں اور نامی گرامی جنگ آوروں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضا کاروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے میدان جنگ میں آیا۔ بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر پھینکنے شروع کر دیئے۔ جعفر کی زیر کمان فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر جرأت سے دروازہ بذ پر پہنچ کر لڑنے لگا۔ لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی۔ افشین نے حسب ضرورت ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو مع پھاوڑوں اور کدالوں کے جعفر کے پاس بھیجا۔ اس دوران بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضا کاروں کو اپنے بھرپور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا۔ منظر جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیتا تھا اور کبھی وقت رضا کار بابک کے لشکر کو قلعہ کے اندر داخل کر دیتے۔ غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں سورج کو چھپا لیا۔ افشین نے اپنے لشکر کو میدانِ جنگ سے واپسی کا حکم دیا۔ آخر فریقین اپنی اپنی قیام گاہ میں آئے۔ لطف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی ہو گئی اکثر رضا کار اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے۔

بابکی سالار کی پسپائی

افشین نے دو ہفتہ کے بعد پھر جنگ کی تیاری کی۔ لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی طرف بھیجا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن میں بابک کا مشہور سپہ سالار اذین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنا، تیر اندازی کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا۔ دوسرے حصہ کو اس ٹیلہ کے نیچے کمین گاہ میں چھپا دیا، جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے۔ تیسرے حصہ کو محافظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جس پر حسب عادت گزشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا تھا۔ جعفر خیاط چند مشہور سپہ سالاروں کے ہمراہ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں اذین سپہ سالار بابک نے صف آرائی کی تھی۔ اذین نے جعفر کو پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کی۔ ادھر سے جعفر کے ساتھیوں نے بھی برابر جواب دیا۔ ادھر سے ان تیر اندازوں نے اذین پر تیروں کی بارش کر دی جو آدھی رات سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اذین کے ساتھی اس دو طرفہ مار سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلہ کے نیچے سے دوسری کمین گاہ والوں نے خارا شگاف تیروں سے ان پر حملہ کر دیا۔

اسلامی فوج کی کامیابی

بابک نے صورتِ حال بگڑتی ہوئی دیکھ کر افشین سے یہ درخواست کی کہ مجھے اس قدر جنگ سے مہلت دیجئے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دوں۔ اس کے بعد قلعہ بذ کی چابیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ ابھی یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ اسلامی فوج نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بلند میناروں پر اسیری کی کامیابی کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ افشین سجدہ شکر ادا کر کے قلعہ بذ میں داخل ہوا اور بابک کے محل سراؤں کو نذر آتش کر دیا۔ جس قدر ان کے لشکر سامنے آئے قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر قریب مغرب اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس کی واپسی کے بعد بابک نے اپنے اہل و عیال کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا اٹھا لے گیا۔ اس کے دوسرے دن پھر افشین

...بذ کے معائنہ کے لئے آیا پہلے دن کی آتشزدگی سے جو مکانات شاہی بچ گئے تھے ان کو بھی آگ لگوا دی اور ملوک آرمینیہ اور ان کے ...لیقوں کو بابک کے فرار کا لکھ کر اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ اس کے بعد کسی جاسوس نے آکر یہ اطلاع دی کہ بابک اس وقت اس ...ادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ آرمینیہ تک پھیلا ہوا ہے۔ افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو ...س کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو اوجھل کر دیا۔

...مان کی نامنظوری

اس دوران خلیفہ معتصم نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا۔ افشین نے اس فرمان کو بابک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو اس ...امان کا مدعی تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا بابک نے اس امان ہی کو منظور نہ کیا۔ بلکہ غصہ میں آکر دو ایک آدمیوں کو جو افشین کے لشکر ...تھے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس وادی سے معہ اپنے بھائی عبداللہ و معاویہ اور اپنی ماں کے بہ ارادہ آرمینیہ نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق ...محافظین میں سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے اس نے اپنے سردار ابو السفاح سے جا کر کہہ دیا۔ ابو السفاح نے ...تعاقب کا حکم دے دیا۔ ایک چشمہ پر جا کر ان لوگوں نے گھیر لیا۔ بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر اس کی ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو کر ...فشین کے پاس روانہ کر دیئے گئے۔

...بک کی اسیری

اس کے بعد بابک جبال آرمینیہ میں جا کر روپوش ہوا۔ جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے زاد راہ ختم ہو گیا تھا۔ ایک شخص کو اپنے ...ساتھیوں میں سے کچھ روپیہ دے کر کھانا خریدنے کو بھیجا۔ کسی پولیس افسر کی اس شخص پر نظر پڑ گئی' وہ حلیے سے تاڑ گیا۔ سہل بن ساباط کے ...اس کہلا بھیجا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا آیا ہے مجھے اس پر شبہ ہوتا ہے کہ وہ بابک کے ساتھیوں میں سے ہے' سہل بن ساباط یہ سن ...بھاگا آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس گیا۔ بابک کا چہرہ اس کو دیکھتے ہی فق ہو گیا۔ سہل بن ساباط بابک کو چاپلوسی سے چکر ...دے کر اپنے قلعہ میں لایا اور چپکے سے افشین کو اطلاع کر دی۔ افشین نے سپہ سالاروں کو بابک کے گرفتار کرانے پر متعین کیا اور روانگی کے ...وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابن ساباط کے مشورے پر چلنا ذرہ بھر اس کی مخالفت نہ کرنا۔ ابن ساباط نے ان لوگوں کو قلعہ کی ایک طرف چھپا دیا ...بابک کو شکار کھیلنے کے بہانہ سے میدان کی طرف لے چلا۔ ان دونوں سالاروں نے موقع پا کر حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا' افشین ...کے پاس لائے' ان لوگوں کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن ساباط بھی تھا۔ افشین نے بابک کو قید کر دیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں معاذ بن ...کو ایک ہزار درہم اور سہل کو ایک لاکھ درہم اور ایک پٹی جواہر نگار عنایت کی۔ اس کے بعد افشین کی طلبی پر عیسیٰ یوسف بن اسطقانوس ...بیلقان نے عبداللہ برادر بابک کو جو ایک عرصہ سے اس کے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی ...نظر بند کر دیا اور خلیفہ معتصم کی خدمت میں ایک اطلاعی چٹھی بھیج دی۔

...فشین کی عزت افزائی

سامرہ تک راستے کی ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق افشین کا انتہائی عزت و احترام سے استقبال کیا گیا اور ایک قاصد خاص ...خلیفہ کا مع خلعت فاخرہ ایک راس عربی گھوڑے کے افشین سے ملتا تھا جس وقت سامرہ کے نزدیک پہنچا خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق معہ سرداران و ...اراکین سلطنت کے استقبال کی غرض سے سامرہ سے باہر آیا اور نہایت عزت سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا۔ افشین نے اسی محل میں بابک کو بھی ...اپنے زیر حراست رکھا۔ خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی لباس پہنایا گیا۔ بیس لاکھ درہم بطور صلے کے عنایت کئے اور ...دس لاکھ درہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۲۲۳ھ میں پیش آیا۔

...بک کا انجام

انہی دنوں جبکہ بابک قصر مطیرہ میں مقید تھا' احمد بن داؤد بابک کو دیکھنے کے لئے آیا۔ تھوڑی دیر تک بہ نظر غور دیکھتا رہا اس کے بعد کچھ ...بن کر کے واپس گیا۔ پھر ایک دن خلیفہ معتصم خود تشریف لایا اور سر سے پاؤں تک دیکھ کر چلا گیا۔ اگلے دن خلیفہ معتصم دربار عام میں رونق

افروز ہوا اور لوگوں کو حسبِ مراتب دربار عام سے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کر کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو۔ اس حکم کی ان لوگوں نے انتہائی تیزی سے تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مقرر تھے۔ سر کو خراسان بھیج دیا۔ لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحٰق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا جا سکے۔

بابک کے محاصرے کے دنوں میں افشین غلہ اور سفر و قیام کے علاوہ جس دن میدانِ جنگ میں جاتا تھا دس ہزار درہم یومیہ خرچ کرتا اور جس دن اپنے مورچے میں رہتا پانچ ہزار۔ بابک نے اس بیس سال کے عرصہ میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ، عیسیٰ بن محمد، بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی۔ تین ہزار تین سو آدمی اس کے ہمراہ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو نفر مسلمان عورتیں اور ان کے بچے اس کے پنجۂ غصب سے آزاد کرائے گئے۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں ٹھہرائے گئے۔ جو شخص ان لوگوں میں سے کسی کا والی وارث آتا اس سے گواہی لی جاتی اور ثبوت کے بعد ولایت و وراثت حوالہ کر دیا جاتا۔ اسی معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل و عیال سے سترہ مردوں اور تین عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

والئ روم کا حملہ

والئ روم نوفل بن میخائیل نے ۲۲۳ھ میں اسلامی شہروں کی طرف پیش قدمی کی اور غفلت میں اہلِ زبطرہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ دلیری کی یہ وجہ ہوئی کہ بابک خرمی جب اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دو لڑائیوں کی طرف منقسم ہو جائے اور عجب نہیں یہی حیلہ میرے بچاؤ کا ہو، نوفل بن میخائل والی روم کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا تمام لشکر بھیج دیا ہے امراء و افسرانِ فوج کا کیا ذکر کرے اپنے جیاط جعفر بن دینار اور طباخ ایتاخ کو بھی میری مہم پر روانہ کر دیا ہے۔ یہ موقعہ اچھا ہے تم اس کو غنیمت جانو اور مملکتِ اسلامیہ پر چڑھائی کر دو، اب کوئی شخص دارالخلافت میں ایسا باقی نہیں رہا جو تمہارے مقابلہ کا ارادہ بھی کر سکے۔ نوفل نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ اسلامی مملکت پر حملہ کر دیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے قبل شکست دی تھی اور وہ اپنی جانیں بچا کر بلادِ روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پر پہنچ کر شبخون مارا، مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا حالتِ غفلت میں ان کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اس کے بعد ملطیہ کی طرف سے واپس آیا اور اہلِ ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا۔

خلیفہ معتصم کی تیاری

خلیفہ معتصم تک جب یہ خبر پہنچی بہت ناگوار گزرا۔ کسی نے حاضرین میں سے واقعاتِ زبطرہ و ملطیہ بیان کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی پکڑ کر لے جاتے تھے اور وہ وامعتصماہ وامعتصماہ کہتی جاتی تھی۔ خلیفہ معتصم اس پردرد قصہ کو سن کر بے چین ہو گیا۔ لبیک لبیک کہہ کر مسندِ خلافت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قصرِ خلافت میں کوچ کی منادی کرا دی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دارالعوام کی طرف آیا۔ امرائے لشکر کو جمع کر کے قاضی بغداد عبدالرحمٰن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو معہ تین سو تین معزین علماء و صلحاء کے طلب کیا اور اپنے تمام مال و اسباب کی ایک فہرست مکمل تیار کی۔ ایک حصہ اپنے لڑکوں کو ایک حصہ خادموں کو دیا اور ایک حصہ وقف بوجہ اللہ کیا۔ دستاویز تقسیم کی تکمیل کرا کے ان لوگوں سے لکھوائی اور لشکر کی تیاری کے سلسلہ میں دوسری جمادی الاول ۲۲۳ھ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کر دیا۔ انتہائی مختصر مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو مع ایک گروہ سپہ سالارانِ لشکر کے اپنی روانگی سے قبل اہلِ زبطرہ کی امداد کے لئے بھیج دیا۔

فوجوں کی روانگی

یہ لوگ اس وقت زبطرہ میں داخل ہوئے جبکہ رومی اس کو اجاڑ کر چکے تھے۔ مجبوراً خلیفہ کے اگلے حکم کے انتظار میں قیام کر دیا۔ اہلِ زبطرہ رومیوں کی لوٹ مار ختم ہونے اور اسلامی فوجوں کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ زبطرہ میں آ کر آباد ہونے لگے۔ اس دوران اسلامی فوجوں

حاصلہ ایک فتح یابی حاصل ہو گئی۔ خلیفہ معتصم نے اپنے حاشیہ نشینوں سے پوچھا کہ رومیوں کے نزدیک کون سا شہر عمدہ اور عالی شان ہے۔ عرض کیا۔ "عموریہ" خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم صادر فرمایا اور انتہائی مختصر مدت میں اس قدر ساز و سامان جنگ اور آلاتِ حرب مہیا کیے کہ اس سے قبل کسی جہاد میں نہیں مہیا کیے تھے۔ مقدمتہ الجیش پر اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو' میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو متعین کر کے کوچ کر دیا' بلادِ روم میں داخل ہوا' مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہرسن پر دریا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ مقام طرطوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔ نہرسن پر پہنچنے کے دوسرے روز افشین کو درب حدث سے سروج کی جانب اور اشناس کو درہ طرطوس کی طرف روانہ کیا اور حملہ کرنے کا دن اور وقت مقرر کر دیا اور اشناس کو یہ ہدایت کر دی کہ صفصاف میں پہنچ کر لشکر ہمایوں کے آنے کا انتظار کرنا۔ اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جب کہ کچھ راتیں ماہ رجب کی باقی رہ گئی تھیں خود بھی روانہ ہو گیا۔

جاسوسوں کی کارروائی

اس دوران جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی کہ بادشاہِ روم اسلامی مقدمتہ الجیش پر شبخون مارنے والا ہے۔ خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا کہ "تم کو جس مقام پر فرمانِ ہذا ملے اسی مقام پر تین دن کے لئے قیام کر دینا۔ اس عرصہ میں میں آ پہنچوں گا"۔ اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا ملا کہ تم اپنے لشکر کے سپہ سالاروں میں سے کسی ہوشیار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ والئ روم اور رومی لشکر کے حالات معلوم کرنے پر متعین کر دو"۔ اشناس نے عمر فرغانی کو دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس حکم کی تعمیل پر مامور کیا۔ عمر فرغانی نے انقرہ میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو رومیوں کی تلاش میں پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر فرغانی کی خدمت میں پیش کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے ان لوگوں نے بتایا کہ والئ روم ایک ماہ سے مقدمتہ الجیش کے انتظار میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ تیسرے روز کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر پا کر اسلامی فوج (یعنی افشین کا لشکر) بلاد آرمینیہ کی طرف سے ممالک مقبوضہ روم میں داخل ہو گیا ہے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے لشکر پر متعین کر کے آرمینیہ کی جانب کوچ کر گیا۔ عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے براہِ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا۔

"تم اگلا حکم ملنے تک قیام کرو' بادشاہِ روم تم پر حملہ کرنے کے ارادہ سے تمہاری جانب پیش قدمی کر رہا ہے"۔ اور افشین تک اس خط کے پہنچانے کا دس ہزار درہم صلہ مقرر کیا۔

غلے پر قبضہ

اتفاق سے افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا۔ اس وجہ سے کہ اقصائے بلادِ روم میں افشین داخل ہو گیا تھا' دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام حملہ کرنے کی ہدایت کے لئے روانہ کیا۔ اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی۔ خلیفہ معتصم اپنا عظیم الشان لشکر لئے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ جس وقت انقرہ تین منزل باقی رہ گیا' اشناس نے رومیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے دست بستہ عرض کیا "تم میرے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟ اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ کے نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے۔ تم مجھے رہا کر دو میں تم کو ایک ایسے گروہ کا پتہ بتلا دوں جو کہ انقرہ سے جنگ کے خوف سے فرار ہو گیا ہے اور اس کے پاس غلہ کی کافی مقدار ہے"۔ اشناس نے مالک بن کرد کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس بوڑھے عیسائی کے ہمراہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہل نقرہ کا پتہ ٹھیک ٹھیک بتا دے تو رہا کر دینا۔ بوڑھے عیسائی نے رہائی کی امید پر اہلِ انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا۔ مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا غلہ و اسباب جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔

رومی فوج کے حالات

ان لوگوں کے ساتھ رومی زخمی بھی تھے جو بادشاہِ روم کے ہمراہ جنگ افشین میں شریک تھے۔ ان زخمیوں نے پوچھنے پر بتایا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کی زیر کمان تھے جس وقت یہ اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر اطراف آرمینیہ کے بلادِ روم میں داخل ہو گیا ہے بادشاہِ روم نے اپنے

عزیزوں میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر کا سردار بنا کر آرمینیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ہم لوگ بھی بادشاہ کے رکاب میں تھے۔ اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس وقت جا کر گھیر لیا جب کہ وہ نماز فجر ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا' ان کے جنگ آوروں کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی۔ ظہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے۔ لڑائی ہوئی وہ لوگ ہم پر غالب آئے' ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر خیموں کو جلا دیا۔ ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہو گیا۔ ہم لوگ میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اسی کیمپ کی طرف آئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو متعین کیا تھا۔

یہاں پر یہ واقعہ پیش آیا کہ تمام لشکر اپنے سردار سے ناراض ہو گیا تھا کیمپ میں چاروں طرف ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی آ پہنچا اور ہنگامہ ختم ہو گیا۔ بادشاہ نے بغاوت کے الزام میں اپنے نائب کو سزائے موت دی اور اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں ایک گشتی مراسلہ اس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف فرار ہونے والے جائیں ان کو زد و کوب کر کے فلاں فلاں مقام پر مسلمانوں سے لڑنے کی غرض سے جمع کرو اور انتظاماً اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ کو بچانے پر متعین کیا یہ سردار انقرہ میں اس وقت پہنچا جبکہ اہل انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلا وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کی طرف چلے جانے کا حکم دے دیا' مالک بن کردیہ حالات سن کر خوش ہو گیا اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے اشناس کے پاس آیا اشناس نے اس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ اس کے بعد افشین کی سلامتی و عافیت کا خط آ گیا۔

عموریہ کی طرف پیش قدمی

مذکورہ بالا واقعہ ۲۵ شعبان المعظم کا ہے۔ خط پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے بہ ارادہ جنگ کوچ کیا۔ میمنہ پر افشین' میسرہ پر اشناس کو متعین کیا اور خود بہ نفس نفیس قلب میں رہا۔ ہر لشکر دوسرے لشکر سے چھ ہزار آٹھ سو چوراسی گز کے فاصلہ پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ مابین انقرہ و عموریہ جس قدر قصبات و دیہات ملیں ان کو تہس نہس کرتے جانا۔ افشین سب سے پہلے عموریہ پہنچا اس کے بعد خلیفہ معتصم اور پھر اشناس خلیفہ معتصم نے عموریہ کو غور و فکر کی نظروں سے دیکھ کر ہر ایک سمت کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔

ابھی لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنا ڈالا تھا۔ خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتایا جس پر بہ ظاہر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی جبکہ حقیقت میں وہ دیوار خالی تھی۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت میں اپنا مورچہ قائم کیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں' دو ہی چار پتھر دیوار پر پڑنے پائے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا شگاف ہو گیا۔

زبردست لڑائی

بطریق باطیس اور والئ قلعہ عموریہ نے ایک خط بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کیا۔ اتفاق سے یہ خط مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا خط میں لکھا ہوا تھا کہ "چونکہ شہرپناہ کی شمالی دیوار گر گئی ہے اور اسلامی فوج بہت جلد عموریہ میں داخل ہوا چاہتی ہے اس وجہ سے بطریق باطیس اور والئ قلعہ آج رات کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے"۔ خلیفہ معتصم نے سرداران لشکر کو اس سے مطلع کر کے محافظت کی سخت تاکید کی' اس کے بعد دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اس قدر سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر آ رہی۔ فصیل کی دیوار کی بنیاد میں جو خندق تھی اس کو اسلامی فوج نے جانوروں کی کھالوں سے جس میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد دبابہ تیار کرا کے ہر ایک میں دس دس آدمیوں کو ٹھہرا لیا اور اہل عموریہ نے دبابوں پر آتش باری شروع کی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئیں قلعہ کی جانب بڑھیں۔ اہل دبابہ بڑی مشکل سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے۔ دونوں فریقین بے جگری سے لڑنے لگے ساری رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برساتے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگے بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی جانب بڑھا راستہ دشوار ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو باوجود گھمسان کی جنگ ہونے کے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

امان کی منظوری

اگلے دن پھر اشناس نے لڑائی کا آغاز کیا۔ منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی۔ افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسری جانب سے حملہ کیا' سارا دن بڑے گھمسان کی جنگ ہوتی رہی نہ تو اہلِ قلعہ اسلامی فوج کو پیچھے ہٹا سکے اور نہ اسلامی فوجیں قلعہ تک پہنچ سکیں دوسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا' ایتاخ نے دوسری طرف سے حملہ کیا' افشین قلعہ کی طرف بڑھا' رومیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ فصیلوں اور برجوں سے پتھروں اور تیروں کی بارش برسانے لگے مگر اسلامی لشکر انتہائی دلیری سے بڑھتا جاتا تھا' لڑائی کا بازار گرم تھا اور رات تک لڑائی اسی زور و شور سے جاری رہی جس طرح سے شروع ہوئی تھی۔ اس لڑائی میں اہلِ عموریہ زیادہ مارے گئے' زخمیوں کی تعداد تندرستوں کے مقابلے میں دوگنی ہو گئی۔ جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر متعین تھا اس نے اور بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا' ان لوگوں نے انکار کر دیا تب اس نے خلیفہ معتصم سے امان کی درخواست کی خلیفہ معتصم نے اسے امان دے دی۔

شہر میں داخلہ

اگلے روز وہ صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام "وندوا" تھا اس دوران جبکہ وندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا' عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا' تمام کے تمام اسی راستہ سے جو سنگ باری کی وجہ سے دیوار میں ہو گیا تھا شہر میں گھس پڑے' وندوا گھبرا کر دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دے کر کہا "گھبراؤ نہیں تمہاری منشاء کے مطابق کام کیا جائے گا" وندوا خاموش ہو گیا اور اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہو گئیں۔ رومیوں نے کلیسہ میں جا کر پناہ لی۔ مسلمانوں نے آگ لگا دی۔ ایک بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا تا آنکہ خلیفہ معتصم کے امان دینے پر برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک مسلمان دو یا پانچ پانچ دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے ہوئے لاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہو گیا۔ خلیفہ معتصم نے شرفاء اور رؤساء کو علیحدہ کر کے بقیہ لوگوں کو قتل کا حکم صادر فرمایا اور مالِ غنیمت کو پانچ دن میں جس قدر فروخت کر سکا فروخت کیا اور باقی ماندہ کو نذر آتش کر دیا' اثناء بیع میں ایک دن بعض لشکریوں نے مالِ غنیمت کو لوٹنا شروع کیا خلیفہ معتصم کو یہ اطلاع ملی تو سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا۔ لشکری خلیفہ معتصم کی شکل دیکھتے ہی لوٹنے سے باز رہے اور اس کے حکم سے چند لمحوں میں عموریہ کے مضبوط و مستحکم قلعہ کو مسمار کر کے نذر آتش کر دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب روانگی اختیار کی۔

خلیفہ معتصم اس قلعہ کا پچپن دن ۶ رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رہا اس زمانہ سے توفل رومیوں پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ [illegible]ھ عہد خلافت واثق میں فوت ہو گیا اس وقت رومیوں نے اس کی جگہ پر اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں ندورہ کے زیرِ سرپرستی تخت نشین کیا اس نے چھ سال حکومت کی اس کے بعد اس کے بیٹے میخائیل نے اسے کسی مصاحب سے بدنام کر کے گھر میں بٹھا دیا۔

عجیف کی چال

چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ ترجیح دیا کرتا تھا' اسی وجہ سے جس وقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسے کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دی تھی' اس کے علاوہ اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کے حرکات و سکنات اور کاموں پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا اس وجہ سے عجیف کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی۔ بغاوت اور بدعہدی کی طرف مائل ہوا۔ عباس بن مامون سے ملاقات کی باتوں باتوں میں نصیحت کرنے لگا "آپ نے خلیفہ مامون کے انتقال پر بڑی غلطی کی' ناحق خاموشی اختیار فرمائی' خلیفہ معتصم کی نسبت آپ مستحق خلافت ہیں مگر آپ نے ذرا سا اشارہ کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کے ازالہ کا اقرار کیا اور عجیف کی اتفاق رائے سے اپنے سرداروں میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا رشتہ دار تھا اس بات پر مامور کیا کہ امراء و رؤساءِ لشکر کو خفیہ طور پر معتصم سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے چند دنوں میں سپہ سالارانِ لشکر اور مقربین بارگاہ خلافت کا ایک گروہ عباس بن مامون کی طرف مائل ہو گیا اور ان کی خلافت کی بیعت کر لی اور باہم یہ عہد و پیمان ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہی سپہ سالار کو خواہ وہ خلیفہ

معتصم کے استاف کا ہو یا افشین و اشناس کے ساتھیوں میں سے موت کے گھاٹ اتار دے۔

لوٹ مار کا مشورہ

عجیف نے رومی شہروں کی حدود میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا "یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد و اقرار کو پورا کر کے بغداد کو واپس جائیں" عباس بن مامون نے انکار کر دیا پھر جب عموریہ فتح ہوا اس وقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت لوٹ لینے کا مشورہ دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہو کر تمہاری جانب آئے اچانک حملہ کر دینا' چنانچہ لوگوں نے عجیف کے پہلے مشورے پر عمل کیا لیکن اس مشورے کی دوسری شق پر عمل درآمد کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ فرغانی کا ایک نوعمر عزیز خلیفہ معتصم کے مصاحبین میں تھا۔ اتفاق سے اسی شام کو یہ لڑکا فرغانی کے مصاحبین کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں مار رہا تھا' باتوں کے علاوہ لوگوں کے مال غنیمت لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہو کر آنے کا مقصد کہنے لگا' فرغانی نے روک کر کہا "بیٹے! تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو' امیر المومنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو' اگر کسی وقت شور و غل سنتا دیکھو تو گھبرا کر نکل نہ آنا کیونکہ تم ابھی بچے اور سادہ لوح ہو"۔

عمر اور احمد کی گرفتاری

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی شہروں کی جانب کوچ کیا' راستے میں اشناس اور عمر فرغانی اور احمد بن خلیل میں تنازعہ ہو گیا اشناس نے ان دونوں کو سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں لگا دیں۔ خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے بغرض تنبیہ اشناس کے حوالہ کر دیا' اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتصم صفصاف میں داخل ہوا اس لڑکے نے جو فرغانی کا رشتہ دار تھا خلیفہ معتصم سے اس رات کا قصہ بیان کیا۔ خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو گرفتار کر لاؤ تاکہ اس سے اس رات کا واقعہ معلوم کیا جائے۔ فرغانی نے بے ہوشی کا بہانہ کر کے واقعہ بیان کرنے سے انکار کیا۔ خلیفہ معتصم نے فرغانی کو ایتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالے کر دیا' احمد بن خلیل نے اشناس سے عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے اور حرث سمرقندی کے حالات بتا دیئے۔

عباس بن مامون کا انجام

حرث کو اشناس نے گرفتار کرا کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ (حرث اس وقت مقدمۃ الجیش میں تھا) حرث نے تمام واقعات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے خلعت و انعام دے کر رہا کر دیا اور اس وقت سپہ سالاران لشکر سے بوجہ کثرت جماعت معترض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے نفس واقعہ کو دریافت کیا۔ عباس بن مامون نے تمام واقعات بیان کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے افشین کی زیر نگرانی قید کر دیا۔ اس کے بعد سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا' کسی کو قتل کیا منجملہ ان لوگوں کے سب سے پہلے مشاء بن سہیل کو قتل کیا۔ منبج میں پہنچ کر عباس بن مامون نے کھانا طلب کیا' کھانا دیا گیا لیکن پانی نہ دیا۔ کھانا کھانے کے بعد ایک بوری میں بھر کر سی دیا وہ دم گھٹ کر مر گیا۔ نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کرا دیا۔ موصل پہنچا تو عجیف کو اسی طرح مارا جس طرح عباس کو مارا تھا غرض تھوڑے ہی دنوں میں رفتہ رفتہ تمام سپہ سالاروں کو جنہوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر ڈالا اور عباس بن مامون کو عباس لعین کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی بقیہ اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب جاں بحق ہو گئے۔

مازیار کی سرکشی

مازیار بن قارن بن ونداہرمز والی طبرستان اور عبداللہ بن طاہر سے کسی معاملہ میں ان بن ہو گئی مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج نہ دوں گا۔ تمہارے سوا بارگاہ خلافت سے جو کوئی آئے گا اس کو خراج دوں گا۔ عبداللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار ناراض ہو گیا۔ فریقین کی رنجش نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کر لی۔ عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایات لکھ لکھ کر خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی طرف سے برہم کر دیا' افشین کو جس وقت مہم بابک میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی عزت بڑھ گئی اس وقت

وزری خراسان کا لالچ پیدا ہوا، مازیار سے خط و کتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بہ بوجہ عداوت عبداللہ بن طاہر بغاوت و سرکشی پر ابھارنے لگا، اس بدگمانی کے تحت کہ عبداللہ بن طاہر کو اس سے لڑنے کی جرات نہ ہو گی خواہ مخواہ بارگاہِ خلافت سے مجھے خراسان کی سند وزری عنایت ہو گی اور جنگِ مازیار پر بھیجا جاؤں گا، یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور قابض ہونے کا ہو گا۔ مازیار اس چکر میں آ کر باغی لیا لوگوں سے زبردستی اپنی بیعت لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا۔ آمل اور ساریہ کے شہر پناہ کو منہدم کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلاء وطن کر دیا جو ساریہ و آمل کے مابین واقع اور ہرمزیاد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی فصیلوں کے توڑنے کے بعد مازیار کے مشہور سپہ سالار سرخاستان نے طمیس سے دریا تک پانچ کلو میٹر لمبائی والی فصیل کو درست کرایا جس کو شاہانِ فارس نے ترکوں کے ہاتھوں سے طبرستان کے بچانے کے لئے بنوایا تھا اور اس فصیل کے چاروں طرف ایک خندق کھدوائی، اہلِ جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور کی طرف بھاگ گئے۔

سرخاستان کا گھیراؤ

جرجان کی حفاظت کے لئے عبداللہ بن طاہر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جس کو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر زیرِ قیادت حیان بن جیلہ تومس کی جانب بھیجا، حیان بن جیلہ نے حسب ہدایت عبداللہ بن طاہر شروین پر صف آرائی کی دربارِ خلافت تک یہ اطلاع پہنچی تو خلیفہ معتصم نے دار الخلافت بغداد سے متعدد سپہ سالاروں کو اس طوفانِ بدتمیزی کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا، محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہِ راست سرخاستان کی طرف بھیجا اور منصور بن حسن والیٔ نہاوند کو رَے کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ابو الساج کو دنباوند کی حفاظت پر متعین کیا۔ غرض شاہی افواج نے چاروں طرف سے سرخاستان کو گھیرے میں لے لیا۔

سرخاستان کا خاتمہ

حسن بن حسین اور سرخاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی۔ اکثر اوقات لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوا کرتا۔ حسن بن حسین کے لشکری ایک دن اپنے سرداروں سے چھپ کر سرخاستان کے مورچہ میں گھس گئے۔ حسن بن حسین کو اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ کہیں میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں، سوار ہو کر چلاتا ہوا دوڑا، اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آتا ہے، اپنا جھنڈا سرخاستان کے مورچہ پر لہرا دیا، سرخاستان اس وقت حمام میں تھا۔ یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے۔ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے لشکریوں نے سرخاستان کی لشکر گاہ پر اطمینان سے قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کر کے حسن بن حسین کے سامنے پیش کر دیا۔ حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرخاستان کو جا کر گرفتار کیا اور زنجیروں میں جکڑ کر حسن بن حسین کے پاس لائے۔ حسن بن حسین نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

قارن سے مصالحت

اس کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہریار برادر زادہ مازیار کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بلا جنگ و جدل ریزی شہر ساریہ کو حدودِ جرجان تک ہمارے حوالے کر دو، ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ شہر دیں گے جو تمہارے آباء و اجداد کے ہیں۔ قارن اس پر راضی ہو گیا۔ حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس بات کی خبر کر دی۔ عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی۔ چونکہ قارن تنہا اس مصالحت کو خلافِ مرضی اپنے سپہ سالاروں کے نہ کر سکتا تھا دعوت کے بہانہ سے تمام کو اپنے خیمہ میں بلایا، انہیں لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا، جب سب نے اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیاروں کو کھول کر رکھ دیا اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا۔ حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا، سوار ہو کر حیان قارن میں گیا اور بلا جنگ و جدال قبضہ کر لیا۔ مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی سخت پریشان ہو گیا۔ کچھ بن نہ پڑتا تھا اس کے بھائی قوہیار نے مشورہ دیا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو رہا کر دو تاکہ وہ اپنے وطنوں کو چلے جائیں۔

لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی طرف سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے۔ مازیار نے اس مشورے کے مطابق سب کو اپنے اپنے وطن جانے کا اختیار دے دیا۔ چنانچہ افسرِ پولیس' افسرِ مال اور سیکرٹری مازیار کے لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر کو واپس چلے گئے۔

مازیار کی ناکامی

ان واقعات کی اطلاع اہل ساریہ کو ہوئی تو انہوں نے حاکم ساریہ مہرستان بن شہرین پر جو مازیار کی طرف سے متعین تھا حملہ کر دیا۔ مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے جس قدر قیدی تھے نکل پڑے اس دوران حیان شہر ساریہ میں پہنچ گیا۔ قوہیار برادرِ مازیار نے یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص والیٔ طبرستان کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ تم مجھے امان دے دو اور میرے آباء و اجداد کے مقبوضہ جبال پر میری حکومت تسلیم کر لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ قوہیار کے بعض ساتھیوں نے قوہیار کو اس حرکت پر کہ وہ بجائے حسن کے حیان سے امان کا خواستگار ہوا فضیحت و ملامت کی قوہیار ان لوگوں کی باتوں میں آ گیا۔ پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیام دیا کہ یہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آیئے' ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ چنانچہ حسن بھی لشکر گاہِ طمیس سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے مقررہ دن پر ساریہ کے قریب پہنچ گیا' حیان نے حسن کا ایک کوس سے استقبال کیا۔ حسن نے حیان کو جبالِ شروین سے چلے آنے پر لعنت ملامت کی اور اسی وقت جبال شروین کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا' حیان نے جبالِ شروین کی جانب روانہ ہونے کی غرض سے ساریہ کی طرف واپسی کی۔ اتفاق سے اس کی موت کا وقت آ گیا اور اس کا انتقال ہو گیا۔

عبداللہ بن طاہر نے اس کی جگہ پر محمد بن حسین بن مصعب کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ قارن کے کسی کام میں دخل اندازی نہ کرنا۔ الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن خرماباد وسط جبال مازیار میں پہنچا۔ حسبِ وعدہ قوہیار ملنے آیا' دونوں فریقوں نے ایک دوسرے سے بہ توثیق عہد و پیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے مشہور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ حسبِ قرارداد شرائط باہمی لکھ کر قوہیار کے حوالے کر دیا۔ قوہیار لوٹ کر مازیار کے پاس آیا اور اس کو اطمینان دلا دیا کہ میں نے بڑی احتیاط سے آپ کے لئے امان حاصل کر لی ہے۔ اگلے دن حسن معہ اپنی فوج کے سوار ہو کر قوہیار کی طرف روانہ ہوا اور محمد ابن ابراہیم کو دوسرے راستے سے روانہ کیا حسنِ اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے جس مقام پر ملنے کا وعدہ تھا پہنچ گیا' بعد ازاں قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ہمراہ آیا' محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد اور خرماباد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھر ان لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا اسی دوران حسن آ پہنچا محمد بن ابراہیم نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ حسن نے جواب دیا "مازیار" محمد بن ابراہیم نے کہا "وہ تو ساریہ پہنچ گیا ہوگا" حسن یہ سن کر ہنس پڑا دوسری طرف نظر اٹھی تو مازیار کے بھائی کو حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب واپس چل پڑا۔

مازیار کا انجام

ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح مقیّد و محبوس کیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا' انہیں دنوں میں عبداللہ بن طاہر کا خط اس مضمون کے تحت ملا کہ مازیار کو اس کے بھائی اور اہل و عیال کے ساتھ محمد بن ابراہیم کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں روانہ کر دو۔ حسن نے مازیار سے چلتے وقت اس کے مال و اسباب کے بارے میں پوچھا مازیار نے ساریہ کے چند رؤساء کو نامزد کیا اور یہ بتلایا کہ میرا تمام مال و اسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔ حسن نے قوہیار کو مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے پر متعین کیا جس وقت قوہیار مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے کو جبال کی طرف روانہ ہوا' کچھ دور چل کر مازیار کے دیلمی خادمیوں نے حملہ کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے معاوضہ میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے۔ راستے میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے آمنا سامنا ہو گیا ان لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض کا کہنا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچا زاد بھائی تھا جو جبل طبرستان کا مالک و حکمران تھا اور مازیار طبرستان کے شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے' جبلِ وندا و ہرمزا جبلِ وندا سبخان اور جبلِ شروین بن

روانہ کی۔ جس وقت جبال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچا زاد بھائی کو انتظام و امن قائم کرنے کی غرض سے فوج کی ضرورت پیش آئی اس وقت اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلاد طبرستان سے بلا کر معتصم بالشان مقامات کا والی بنا دیا۔ کچھ مدت بعد یہ شک پیدا ہوا کہ اس کو ایک گونہ استحکام ہو گیا ہے۔ اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کی اور افشین و مازیار کو نامہ و پیام سے مطلع کر کے اس سے ساز باز کر لی کہ میرے آباء و اجداد کے مقبوضات پر میری حکومت تسلیم کر لو۔ چنانچہ حسن نے بتوسط عبداللہ بن طاہر بارگاہ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کر لی اور جس دن اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اسی دن اور اسی وقت سوار ہو کر جبال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچا زاد بھائی کی مدد اور ساز باز سے مازیار کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ مازیار نے حسن کے کہنے سے اپنے آپ کو حسن کے لشکریوں کے حوالے کر دیا۔

بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اس کی گرفتاری کے بعد دوسرے والیٔ جبل سے لڑنے کے لیے گیا اس کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا' لڑائی ہونے لگی سامنے تو گھمسان کی جنگ ہو ہی رہی تھی۔ پس عقب سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ گھبرا کر شہر دیلم کی طرف بھاگ کھڑا ہوا' اسلامی فوجوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا' اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط طلب کئے' مازیار نے پیش کر دیئے۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو ان خطوط کے ساتھ خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا' خلیفہ معتصم نے اس قدر دُرّے لگوائے کہ مر گیا۔ بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا۔

جعفر بن فہر کی شورش

سرداران اکراد میں سے ایک سردار جعفر بن فہر بن حسن نے ۲۲۸ھ میں موصل کے اطراف میں خلافت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ اکراد وغیرہ کا ایک گروہ کثیر اس کا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ معتصم نے اس کی سرکوبی کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو مامور کیا اور موصل کی سند گورنری عنایت کی۔ چنانچہ عبداللہ بن سید نے اطراف موصل میں پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور بے جگری سے لڑ کر ماتعیس پر قبضہ کر لیا۔ جعفر ماتعیس سے نکل کر کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا۔ کوہ داسن کی دشوار گزار گھاٹیاں تھیں اس کی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں' راستہ انتہائی دشوار تھا عبداللہ بن سید نے تعاقب کیا اور بڑی مشکل سے ان دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر کو جا لیا' دونوں فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جعفر کے بہت سے ساتھی اس معرکہ میں مارے گئے' لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن سید کا چچا) شہید ہوا' انہیں واقعات پر ۲۲۴ھ کا اختتام ہو جاتا ہے مگر جنگ کا میدان بدستور گرم رہتا ہے' ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی طرف عبداللہ بن سید کی کمک کو روانہ کیا' ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلی ہی جھڑپ میں جعفر کو نیچا دکھا کر میدان جنگ میں قتل کر ڈالا۔ جعفر کے ساتھی منتشر ہو کر تکریت کی جانب فرار ہو گئے اور باقی قابو آ گئے' گرفتار کیے گئے قتل کر دیئے گئے۔

افشین کی لوٹ مار

افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں خلیفہ معتصم کے زیر سایہ پرورش پائی۔ خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو مال و اسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا' وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی۔ خلیفہ معتصم نے جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال و اسباب میدان جنگ سے اشروسنہ روانہ کیا۔ عبداللہ بن طاہر کو اطلاع ہو گئی' تمام مال و اسباب چھین لیا' مال و اسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ مال افشین کا ہے۔ عبداللہ بن طاہر نے بظاہر غصے سے ڈانٹ کر کہا اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے آگاہ کرتے۔ یقیناً تم لوگ چور ہو' وہ لوگ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا۔ مال و اسباب کو لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ اس قدر مال و اسباب فلاں فلاں شخص لائے تھے اور وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال و اسباب آپ کا ہے' مجھے ان کے کہنے کا یقین نہیں ہوا' میں نے وہ مال و اسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں ان کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں نے جیل میں ڈال دیا ہے۔

افشین نے ندامت دور کرنے کی غرض سے لکھ بھیجا۔ "بھائی جان! میرا مال اور امیر المومنین کا مال ایک ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں۔ آپ ان کو رہا کر دیجئے۔ والسلام"۔

عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا کر دیا لیکن دونوں دلوں کی کدورتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

افشین کا قائم مقام

ادھر عبداللہ بن طاہر نے اس بات کی خبر بھی خلیفہ کو پہنچا دی۔ ادھر افشین اس امید پر کہ خراسان کی گورنری مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت و مخالفت پر ابھار رہا تھا تاکہ خلیفہ معتصم مجھے سندِ گورنریٔ خراسان اور جنگ مازیار پر مامور کرے لیکن افشین کا یہ مشورہ غلط فہمی پر مبنی تھا۔ مازیار کی مخالفت و بغاوت کا کچھ نتیجہ نہ ہوا وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہ گرفتار ہو کر بغداد بھیج دیا گیا اور جنگِ بابک کے اختتام پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذر بائیجان کا والی مقرر کیا' افشین نے اپنے رشتہ داروں میں سے منکجور نامی ایک شخص کو آذر بائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا' اتفاق سے آذر بائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سامال و اسباب منکجور کے ہتھے چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو۔ پرچہ نویسوں کے افسر نے دربارِ خلافت میں اس کی اطلاع پہنچا دی منکجور سے جواب طلبی ہوئی۔ منکجور نے اس واقعہ سے انکاری کی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہو گیا۔

منکجور کی بغاوت

اہلِ اردبیل نے منکجور کو اس کام سے منع کیا۔ منکجور اہلِ اردبیل سے متصادم ہو گیا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اس کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس منکجور کی برطرفی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو منکجور کی جگہ پر بھیج دیا۔ منکجور اپنی برطرفی کی خبر پا کر باغی ہو گیا۔ اردبیل سے نکل کر صف آرائی کی۔ دار و گیر اور قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہوتے منکجور کو شکست ہوئی' وہ فرار ہو کر آذر بائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا' جس کو بابک نے اجاڑ دیا تھا اور اس کو درست کر کے تسلی سے رہنے لگا۔ تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا۔ اس کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کو بحالتِ غفلت گرفتار کر کے اس سپہ سالار کے پاس لایا جو اس کی جگہ پر بارگاہِ خلافت سے مامور ہو کر آیا تھا اور وہ سپہ سالار اس کو لئے ہوئے سامرا پہنچا۔ خلیفہ معتصم نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔ غرض ان معاملات سے خلیفہ کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہو گیا' وہ عزت و توقیر جو اس سے قبل اس کی نظروں میں تھی جاتی رہی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار منکجور کی جگہ پر بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجور اس کے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہو گیا تھا۔

خادم کی کارگزاری

افشین کو جب خلیفہ معتصم کی برہمی کا احساس ہوا' بدحواسی سی چھا گئی' سمجھ میں کچھ نہ آتا کبھی یہ خیال کرتا کہ چپکے سے بھاگ کر آرمینیہ چلا جاؤں اور آرمینیہ سے شہر خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشہروسنہ آرہوں مگر پھر یہ سوچ کر کہ چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادہ میں مجھے کامیابی نہ ہو گی' رک جاتا تھا اور کبھی یہ ارادہ کرتا کہ ایک دن خلیفہ معتصم کی مع تمام سرداران و ارکینِ سلطنت کے دعوت کر دوں' سارا دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے۔ شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور موقع پا کر سرِشام سے نکل جاؤں گا۔ افشین انہیں خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کوئی رائے مستقل نہیں قائم کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آ گیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا۔ خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند روزہ مہمان ہے۔ ایتاخ کے پاس گیا' ایتاخ نے اس کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خادم نے افشین کے تمام حالات اور خیالات کا نقشہ کھینچ دیا۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر فرمایا اور شاہی لباس اتروا کر جوسق میں قید کر دیا۔

کمیشن کی تشکیل

حسن بن افشین ماوراء النہر کے بعض شہروں کا والی تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ کسی بہانہ سے اس کو گرفتار کر کے بارگاہِ خلافت میں بھیج دو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد والیٔ بخارا کی شکایت کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افشین کے پاس

بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی اور خفیہ طور پر نوح کو لکھ بھیجا کہ جس وقت حسن ابن افشین تمہارے پاس سندِ حکومت بخارا لے کر پہنچے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا' نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن قائم کیا اور کمیشن کے سامنے افشین کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

مقدمہ کی کارروائی

اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات' قاضی احمد بن ابی داؤد' اسحاق بن ابراہیم اور اراکین سلطنت و سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی۔ علاوہ ان لوگوں کے مازیار قید خانہ سے طلب کیا گیا۔ موبذ و مرزبان میں بر کش بادشاہ صغد اور صغد کے دو شخص جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے ان کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام و مؤذن تھے بلائے گئے وزیر السلطنت کے روبرو مقدمہ پیش ہوا۔

وزیر السلطنت:۔ (صغدیوں سے مخاطب ہو کر) تمہارا کیا دعویٰ ہے؟

دونوں صغدی:۔ (کپڑے اتار کر اور زخم دکھلا کر) دیکھ لیجئے ۔ افشین نے ہم لوگوں کو ناحق کوڑوں سے اس قدر پٹوایا ہے کہ ہمارے جسم پر گوشت تک نہیں بچا۔

محمد بن عبدالملک:۔ (افشین سے) کیوں افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟

افشین:۔ ہاں حضور' میں ان کو جانتا ہوں (ایک طرف اشارہ کر کے) یہ اشروسنہ کا مؤذن ہے۔ (دوسرے کی طرف اشارہ کر کے) یہ مسجد کا امام ہے۔

محمد بن عبدالملک:۔ تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟

افشین:۔ اس لئے کہ مجھ سے اور بادشاہ صغد سے یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب میں دخل اندازی نہ کی جائے' ہر شخص اپنے مذہب و ملت پر چھوڑ دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے برخلاف اہلِ صغد کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا اور بت خانہ کو مسجد بنا لیا لہٰذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک:۔ تم اپنے اس بیان کی تائید میں شہادت پیش کر سکتے ہو؟

افشین نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

محمد بن عبدالملک:۔ وہ کتاب کس مضمون پر ہے جو سونے کا ملمع کی ہوئی تمہارے پاس ہے۔ اور اس میں نگینے بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفر بھی ہیں۔

افشین:۔ وہ ایک کتاب ہے جو میرے آباء و اجداد سے مجھ تک نسل در نسل پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہیں میرے بزرگ باپ نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب سیکھ لیتا ہوں اور کفریات چھوڑ دیتا ہوں۔

محمد بن عبدالملک: اس کتاب کی اس قدر عزت کیوں کرتے ہو؟

افشین:۔ مجھے اس کتاب پر سے سونا' چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے میرے اسلام میں کوئی فرق نہ آئے گا' وزیر السلطنت' افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر گہری نظر سے دیکھنے لگا' اس کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت نہیں پیدا ہوئی۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد مؤبذ کی طرف اشارہ کیا۔ مؤبذ نے دست بستہ کھڑے ہو کر افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ "گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت کھاتا ہے اور مجھے بھی ایسے گوشت کو کھانے پر مجبور کرتا اور کہتا ہے کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت' ذبح کئے ہوئے جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزیدار ہوتا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا اعلانیہ کہہ رہا تھا کہ اس کمبخت قوم میں داخل ہو کر مجھے ہر مکروہ چیز کا سامنا کرنا پڑا۔ زیتون میں نے کھایا' اونٹ پر سوار ہوا' جوتیاں پہنیں مگر اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیرِ ناف سے جدا کیا ہے؟

افشین:۔ (غصہ میں آکر) کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟

محمد بن عبدالملک:۔ نہیں

افشین :- پھر میرے مقابلہ میں اس کی گواہی کیوں قبول کی جاتی ہے۔ (مؤید کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں مؤید تونے یہ بیان کیا ہے تا کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کرتا تھا اور جب تونے میرے راز کو افشا کر دیا تو نہ تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ صادق العہد والا قرار ہوا۔ پھر تیری گواہی میرے مقابلہ میں کیوں قبول کی جائے گی"۔

محمد بن عبدالملک :- بس بس تمہاری زبان درازی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔ گواہی پیش ہو لینے دو۔ گواہی ختم ہونے کے بعد بحث و مباحثہ کرنا۔ (مرزبان سے مخاطب ہو کر) کیوں مرزبان! افشین کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

مرزبان :- کیوں افشین تمہیں اہل اشروسنہ اپنے خطوط میں کیا لکھتے ہیں؟

افشین :- مجھے اس وقت یاد نہیں ہے۔

مرزبان :- کیا وہ تمہیں اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں اِلیٰ اِلٰہِ الْاٰلِہَۃ مِنْ عَبْدِہٖ فُلَاں (بخدمت خدائے خدایگاں از بندۂ فلاں) ہے۔

افشین :- ہاں اب یاد آیا غالباً" یہی لکھتے ہیں۔

محمد بن عبدالملک :- پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟

افشین :- حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباء و اجداد کو اور اسلام لانے سے قبل مجھ کو بھی اسی القاب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے۔ اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب سے مخاطب کرنے سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے"۔

محمد بن عبدالملک :- (مازیار کی طرف اشارہ کر کے) تم نے اس سے بھی کبھی خط و کتابت کی ہے؟

افشین :- میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔

محمد بن عبدالملک :- کیوں مازیار (افشین کی طرف اشارہ کر کے) اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار :- ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا مختصر مضمون یہ ہے۔ "اس دین کا کوئی ناصر و مددگار میرے، تمہارے اور بابک کے سوا نہیں مگر بدنصیب بابک نے اپنی بے وقوفی کے باعث خود کو ہلاکت میں ڈال دیا' میں چاہتا تھا کہ وہ اس مصیبت میں نہ مبتلا ہو' اس نے اپنی حماقت سے میرے کہنے پر توجہ نہ دی۔ اس حالت میں اگر تم علم مخالفت بلند کر دو تو تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو متعین نہ کریں گے اس وقت میری زیر کمان کار آزمودہ فوجیں اور سپہ سالار ہیں میں تم سے ساز باز کر لوں گا تو یہ جان رکھو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی لشکروں کے اور کوئی نہ آئے گا' عربوں کی یہ حالت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں۔ کتوں کی طرح ایک لقمہ دے دو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو۔ مغربی فوجیں ایک تو وہ خود تھوڑی تعداد ہیں جن کی گنتی انگلیوں پر ہو سکتی ہے۔ دوسرے ان کی سرکوبی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ کافی ہے' باقی رہے ترکی۔ ان کا جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور ختم ہو گیا تھوڑی سی ہمت سے ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ بادشاہ عجم کے عہد حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا۔ دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو ہاتھ سے جانے نہ دو"۔

افشین :- (قطع کلام کر کے) مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی نے اس کے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عائد ہوا بالفرض اگر میں اس قسم کا خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کی معرفت اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ بات امیر المومنین سے پوشیدہ رہتی۔ عبداللہ ابن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد نے اس کہنے پر افشین کو جھڑک دیا۔ وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک نے غضبیلی نظروں سے دیکھ کر اشارہ سے خاموشی کا حکم دیا۔ لیکن افشین سے خاموش نہ رہا گیا۔ قاضی احمد بن داؤد سے مخاطب ہوا' بولا۔ "کیوں حضرت جب آپ' عباد قبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ گھر میں جاتے ہیں اور نہ عبا کو اتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیبہ، چیز ہیں"۔

محمد بن عبدالملک :- بس بس زیادہ تیزی اچھی نہیں ہوتی۔ نمک حرام' بدتمیز تہذیب کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھ' یہ بتا کہ تیرے ختنے ہوئے ہیں یا نہیں؟

افشین نے انکاری جواب دیا۔ محمد بن عبدالملک نے غصے سے کہا' کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعائرِ اسلام سے ہے۔

افشین:۔ (دھیمی آواز سے) میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا۔

محمد بن عبدالملک:۔ کیا خوب' جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف (طنز سے) کیوں افشین لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے' شمشیر بکف دشمن میں گھس جاتا ہے۔ اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ نہیں پیدا ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کے کٹانے سے اس قدر خوفزدہ ہوا۔

افشین:۔ لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں بہ مجبوری اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے۔ اپنے ہاتھوں کوئی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا۔

افشین کا انجام

محمد بن عبدالملک نے بانتظارِ صدر حکم قاضی احمد بن ابی داؤد کی طرف دیکھا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا: اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا بغا کبیر افشین کو زد و کوب کرتا ہوا جیل میں لے گیا۔ اس کے بعد محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو درے مارنے کا حکم دیا جس کی تاب نہ لا کر مازیار مر گیا۔ کچھ مدت بعد افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد کو بھیج دیجئے۔ میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسمٰعیل کو افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کا طلب گار ہوا۔ حمدون بن اسمٰعیل نے ابھی خلیفہ معتصم تک یہ پیغام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو اتیاخ کے مکان میں لے جانے کا حکم صادر ہوا۔ خدّام سلطنت افشین کو اتیاخ کے مکان میں لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل کر کے باب عامہ پر سولی دے دی جب سب لوگ دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اتار کر نذرِ آتش کر دیا یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے انتقال کر گیا۔

مبرقع کی شورش

مبرقع معروف بہ ابو حرب یمانی فلسطین کا رہنے والا تھا' اس کی غیر موجودگی کے زمانہ میں کسی لشکری نے اس کے مکان میں اترنے کا ارادہ کیا۔ عورتوں نے ممانعت کی۔ لشکری نے ان کو مارا' جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس لشکری کی شکایت کی۔ مبرقع کو لشکری کے اس فعل ناروا سے اشتعال پیدا ہوا۔ سیدھا لشکری کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا' اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو اس سے ملنے آتا اس کو نیکی کے کرنے برائی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے نقائص بیان کرتا۔ چونکہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب سے کسانوں اور زمین داروں کا ایک گروہ تبع و مطیع ہو گیا اور اس کو سفیانی کے لقب سے وہ پکارنے لگا۔ کچھ مدت بعد سردارانِ یمانیہ کی ایک جماعت بھی اس کے گروہ میں شامل ہو گئی' ان میں ابن بیہس بھی تھا جو اپنی قوم اور دوسرے قبائل میں عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک بڑھ گئی۔ خلیفہ معتصم نے اس کی سرکوبی کے لئے رجاء بن ایوب کی زیرِ قیادت ایک ہزار فوج بھیجی۔ رجاء بن ایوب نے مبرقع کی کثرت جماعت سے ڈر کر معرکہ آرائی کی۔ مقابلہ پر پڑاؤ کئے پڑا رہا' تا آنکہ کاشت کاری و زراعت کا زمانہ آ گیا مبرقع کے ساتھی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے۔ کاشت کاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس دوران خلیفہ معتصم کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ واثق مسندِ

خلافت پر متمکن ہوا اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دمشق میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا' خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کو قتل کرنے کا عام حکم دے دیا اور مبرقع سے جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ رجاء بن ایوب نے اس حکم کی انتہائی دلیری سے تعمیل کی اور مبرقع کو معہ ابن بیس کے گرفتار کر کے سامرا روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ساتھیوں میں سے تقریباً" بیس ہزار آدمی مارے گئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ میں پیش آیا۔

انتقال

خلیفہ معتصم[1] ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید کا ۱۵ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ برس آٹھ مہینے خلافت کر کے انتقال ہو گیا۔

[1] بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد مولدات کوفہ سے تھی۔ نام ماردہ تھا۔ صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا اور علامہ ابوالحسن علی معروف بہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۱۷۹ھ میں عالم وجود میں آیا روایت اول کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی۔ دوسری روایت کی رو سے انچاس مرحلے عمر کے طے کئے اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال بقید حیات رہا۔ خلد قاد میں پیدا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رنگ سفید سرخی مائل، داڑھی گھنی، متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت، ہمت، قوت، خلق حسن اور استقلال کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ خلفاء بنو عباس کا آٹھواں تاج دار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا۔ آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی۔ آٹھ لڑکے، آٹھ لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی۔ آٹھ فتوحات حاصل کیں، آٹھ محل سرائیں بنوائیں، آٹھ دشمنوں بابک، باطش، زیار، افشین، عجیف، قارن، قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا (آٹھ لاکھ) دینار سرخ اسی قدر درہم سفید (آٹھ ہزار) گھوڑے، آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں متروکہ چھوڑا، علم معمولی تھا۔ فتح عموریہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اسی قدر کو گرفتار کیا۔ خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علماء کا اس نے بھی امتحان لیا۔ ملخص الکامل ابن اثیر جلد ۶۔ صفحہ ۲۱۵۔ فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی۔

باب ۱۰

ابو جعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

ابو جعفر کی تخت نشینی

صبح کے وقت اس کا بیٹا واثق باللہ ہارون مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوا' اراکینِ سلطنت و سردارانِ لشکر نے بیعت کی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

دمشق میں بغاوت

خلیفہ واثق کے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی اہل دمشق نے بغاوت کر دی۔ اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں بہ ارادہ مقابلہ' لشکر مرتب کیا۔ رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے جنگ کر رہا تھا' مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوتِ دمشق کے ختم کرنے کے لئے آیا۔ متعدد جھڑپیں ہوئیں' بالآخر رجاء نے اہلِ دمشق کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے میدانِ جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا' اس کے ساتھیوں میں سے تین سو آدمی مارے گئے۔ اس خوں ریز جنگ کے بعد اہلِ دمشق کے دماغ کی گرمی ٹھنڈی ہو گئی۔ آتشِ بغاوت بھی ٹھنڈی ہو گئی۔ چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا اور رجاء مبرقع سے لڑنے کے لئے رملہ کی طرف لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔

اشناس پر عنایات

دمشق کا ہنگامہ ختم ہونے پر خلیفہ واثق نے اشناس ترکی پر اپنی خاص توجہ مبذول کی' اپنی سلطنت اور تمام ممالک مقبوضہ کے سیاہ و سفید کرنے کا مکمل اختیار دے دیا۔ رات کے وقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفاء و وزراء گزشتہ زمانہ کے واقعات بیان کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آ گیا۔ دیر تک ان کی فیاضی' اولوالعزمی اور دولت مندی کا چرچا رہا' خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور تمام امورِ سلطنت پر قابض ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے۔ ان واقعات کو سنتے ہی خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے۔ اگلے دن ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور ان سب کو گرفتار کر کے جبر و ظلم سے مال و اسباب لینے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار زد و کوب کر کے وصول کئے۔ سلیمان بن وہب سے (یہ ایتاخ کا سیکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار ابراہیم بن رباح اور اس کے سیکرٹری سے ایک لاکھ اور ابو الوزیر سے ایک لاکھ چالیس ہزار۔ ولایتِ یمن پر خلیفہ معتصم نے بعد برطرفیٔ جعفر بن دینار ایتاخ کو مامور کیا تھا اور پھر اس کو معتوب کر کے قید کر دیا لیکن کچھ مدت بعد اپنی خوشی سے رہا کر دیا' جب خلیفہ واثق مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوا تو اس نے اپنی طرف سے ایتاخ کو یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔ رسالہ باڈی گارڈ پر خلیفہ معتصم کے عہدِ خلافت میں افشین کی برطرفی کے بعد اسحاق بن یحییٰ بن معاذ تعینات کیا گیا خلیفہ واثق نے اس کو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس مدینہ منورہ پر مقرر کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ مکرمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر والیٔ صوبجات خراسان' کرمان' طبرستان اور رے کی فوتگی کے بعد بارگاہِ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو صوبجاتِ مذکورہ کی سندِ گورنری عنایت کی گئی۔

اعراب کی بغاوت

مدینہ کے گرد و نواح میں بنو سلیم کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا' خلافت اور عمال کی تبدیلی سے ان لوگوں کی ہمت بڑھ گئی' جرأت ہو

گئی۔ دن دہاڑے مسافروں اور نیز اہلِ شہر کو لوٹنے لگے' ایک مرتبہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بحالتِ غفلت چھاپہ مارا' مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا' محمد بن صالح والئ مدینہ نے ایک دستہ فوج جس میں قریش و انصار کے رضاکار بھی تھے بنو سلیم کو راہِ راست پر لانے کے لئے روانہ کیا بنو سلیم نے ان کو بری طرح شکست دی۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ مال و اسباب کو لوٹ لیا' خیموں کو جلا دیا' جنگی ہتھیار چھین لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ قافلوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ خلیفہ واثق نے اس شورش کے ختم کرنے پر بغاکبیر کو متعین کیا۔ بغاکبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ طیبہ پہنچا' بنو سلیم مقابلہ پر آئے' لڑائیاں ہوئیں' بغاکبیر نے ان کو شکست دے دی اور ان میں سے تقریباً پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اسی قدر کو قید کر لیا۔ باقی ماندہ بنو سلیم نے امان کی درخواست کی' خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق امان دے دی گئی۔ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور فسادیوں کو بغاوت و فتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ طیبہ کی جیل میں قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۳۰ میں پیش آیا۔

قیدیوں کا قتل

اس ہنگامہ و بغاوت کو ختم کر کے بغاکبیر نے فریضۂ حج ادا کیا اور ذاتِ عرق میں پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنو سلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو فسادیوں کو گرفتار کر کے مدینہ طیبہ کی جیل میں بھیج دیا اور پھر فوج کو مرتب کر کے بنو مرہ کی طرف چلا گیا۔ ان فسادی قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظینِ جیل کو قتل کر کے نکل گئے اہلِ مدینہ کو خبر ہوئی' رات ہی کے وقت جمع ہو کر راستہ روکا' قیدیوں نے مزاحمت کی' صبح تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر اہل مدینہ غالب آئے اور قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بغاکبیر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے بہت دکھ ہوا۔

بنو مرّہ پر حملہ

بنو مرہ کی طرف بغاکبیر کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنو مرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغاکبیر نے یہ خبر پا کر بنو مرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بنو مرہ کے پاس سمجھانے کی غرض سے روانہ کیا بنو مرہ اس کی شان و شوکت اور رعب داب سے خوفزدہ ہو کر شام کی طرف فرار ہوئے بغاکبیر کے سپہ سالار نے سرزمینِ شام تک تعاقب کیا اور بغاکبیر چالیس یوم تم فدک میں مقیم رہا' اس کے بعد مع ان لوگوں کے جن کو بنو مرہ اور فزارہ سے گرفتار کر لیا تھا مدینہ طیبہ واپس آیا۔ بطون غفار' فزارہ' اشجع اور ثعلبہ کے رؤسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔ بغاکبیر کو ان لوگوں کی طرف سے ایک طرح کی تسلی ہو گئی اور بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار آدمی پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو بغاوت کے الزام میں مدینہ طیبہ کی جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

بنو نمیر کی سرکوبی

۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی گوشمالی کی غرض سے یمامہ گیا۔ شرفاء بنو نمیر کے ایک گروہ سے جھڑپ ہو گئی۔ دونوں فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا' بغاکبیر نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور چالیس کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اہل یمامہ کا ارادہ کیا اور اطاعت قبول کر لینے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ رعایت منظور نہ کی' جبلِ سندہ کی طرف کوچ کر دیا۔ بغاکبیر نے یمامہ کا ایک چکّر لگا کر اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کے ہر حصے کو بجائے خود ایک مستقل فوج قرار دے کر یمامہ کے اطراف میں پھیل جانے کا حکم دیا' اس سے چاروں طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا' جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت و خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ دکھائی نہ دیتا' اضاخ کے قریب پھر اہلِ یمامہ سے بغاکبیر نے ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں اس کے مقدمۃ الجیش اور میسرہ کو شکست ہوئی۔ قتل و غارت کا قیامت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا شام تک اہلِ یمامہ غارت گری میں مصروف رہے۔ رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود راہِ فرار اختیار کی۔

اہلِ یمامہ کو شکست

ان لوگوں کا بغاکبیر نے تعاقب کیا لیکن اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کر لیا۔ تھوڑی دور چل کر اپنی زیر کمان لشکر

نے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھانے کے لئے بھیجا۔ اہل یمامہ نے اس کی کمی فوج کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ بغاکبیر شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس دوران بغاکبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ کے پیچھے سے آ گیا جو یمامہ کے گرد و نواح پر شبخون مارنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اہل یمامہ اس فوج کے دستہ کو اپنی پشت پر سے آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے قتل و خوں ریزی سے خود بخود رک گئے فوج سواران اہل یمامہ اپنے پیادوں کی پلٹنوں کو بغاکبیر کی فوج کے حوالے کر کے فرار ہو گئی۔ بغاکبیر کی فوج نے اہل یمامہ کے پیادوں کی پلٹنوں کو ذرا سی دیر میں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے اختتام کے بعد بغاکبیر ایک دن میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اگلے دن کامیابی کے ساتھ یمامہ میں داخل ہوا' امراء یمامہ نے امان کی درخواست کی۔ بغاکبیر نے ان لوگوں کو بہ حکمت عملی قید کر کے بصرہ جیل میں بھیج دیا' اس کے بعد درجن اشروسنی سات سو فوجیوں کی قیادت میں بغاکبیر کی کمک پر آیا۔ بغاکبیر نے اس تازہ دم فوج کو سواران اہل یمامہ کے تعاقب میں بھیج دیا۔ تا بہ مضافات یمن تک اس نے ان کا تعاقب کیا۔ بغاکبیر نے مع ان قیدیوں کے جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے اور جن کی تعداد بائیس سو تھی' بغداد کی جانب واپسی کی اور محمد بن صالح والی مدینہ کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے زیر حراست تھے بغداد میں ملنے کے لئے تحریر کیا۔ چنانچہ محمد بن صالح بغاکبیر کے کہنے کے مطابق مع قیدیان مدینہ بغداد میں آیا اور ان قیدیوں کو بغاکبیر کے حوالہ کر دیا۔

احمد بن نصر کا قتل

احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے کبار میں سے تھا جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے' احمد بن نصر کا شمار محدثین میں تھا۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا اصحاب حدیث کی صحبت میں اکثر رہا کرتا تھا' ان میں سے ایک گروہ نے جس میں ابن حسین' ابن دورقی اور ابو زہیر وغیرہ تھے احمد بن نصر کو بھڑکایا۔ آدمی سیدھا سادہ تھا' خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے لعن و طعن کرنے لگا' رفتہ رفتہ لعن طعن نے گالیوں کی صورت اختیار کر لی۔ خنزیر و کافر کہنے لگا۔ عوام الناس میں یہ بات پھیل گئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے دو اشخاص ابو ہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کی ترغیب دی۔ ایک خلق نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی' ابو ہارون اور طالب نے ایک لشکر ترتیب دے کر لشکریوں کو انعامات اور صلے عنایت کئے اور شب پنجشنبہ ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو بغرض اظہار دعوت خروج کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے احمد بن نصر کی بیعت کی تھی بنو اشرس کا ایک شخص وعدہ سے پہلے ہی آ پہنچا' وہ حالت نشہ میں تھا' نقارہ بجا دیا' اسحاق بن ابراہیم افسر پولیس اس وقت موجود نہ تھا' اس کا نائب اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا۔ ایک شخص کو صورت حال دریافت کرنے کی غرض سے روانہ کیا' کوئی شخص دکھائی نہ دیا' اتفاق سے ایک اعور (بھینگا) شخص عیسیٰ نامی حمام میں مل گیا' اس نے بنو اشرس احمد بن نصر' ابو ہارون اور طالب کا پتہ بتلا دیا۔ اس کے بعد احمد بن نصر کا ایک خادم گرفتار کیا گیا۔ اس نے عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی۔ محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستۂ فوج احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا' ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرا روانہ کر دیا۔

یہ سب خلیفہ واثق کے سامنے دربار عام میں پیش کئے گئے۔ اس جلسہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی تھا خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ نہ پوچھی بلکہ خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا' احمد بن نصر نے عرض کیا "وہ کلام الٰہی ہے" پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ پوچھا احمد بن نصر نے کہا "اللہ تعالیٰ کی رویت اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حدیث مبارکہ کی مخالفت نہ کیجئے"۔ خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کے بارے میں رائے پوچھی۔ "عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضی جانب غربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا "امیر المومنین! اس شخص کا خون جائز ہے" قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا "یہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ کی ہدایت کی جائے"۔ خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف چلا احمد بن نصر نے گردن جھکائی۔ خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری' دوسری سر پر رسید کی' پھر پیٹ پر اسی تلوار سے ناف سے سینہ تک چاک کر دیا۔ اس کے بعد سیا الدمشقی نے بڑھ کر سر قلم کر کے بغداد بھیج دیا جو جسر بغداد میں لٹکا دیا گیا اور لاش کو دروازۂ بغداد پر صلیب پر آویزاں کر دیا۔

قیدیوں کی رہائی

۲۳۱ ہجری کے اختتام پر خلیفۂ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کا گورنر مقرر کیا اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو بعوض مسلمان قیدیوں کے والیٔ روم کو دے کر مصالحت کر لو لیکن ساتھ ہی اس کے مسلمان قیدیوں سے قرآن کی مخلوق ہونے اور رویت اللہ کا مسئلہ پوچھتے جانا جو شخص خلقِ قرآن کا قائل اور رویت اللہ کا منکر ہو اس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑا لینا اور ایک دینار زادِ سفر کے علاوہ بطور انعام عنایت کرنا اور جو شخص خلقِ قرآن کا منکر اور رویتِ اللہ کا قائل ہو نہ اس کے معاوضہ میں کسی عیسائی قید کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی۔ مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کی قید سے رہائی دلائی گئی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سو لڑکے اور عورتیں ایک سو اہلِ ذمہ تھے۔

احمد بن سعید کی معزولی

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر مہم سرما کے آغاز میں ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی شہروں پر جہاد کر دیا راستے میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفرِ جہاد کرنے سے راستے کی تکلیف کی وجہ سے منع کیا۔ احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی وجہ سے ہلاک ہو گئے' اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور بہت بڑی تعداد بدندون میں ڈوب کر مر گئی۔ مجبوراً ناکام ہو کر واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس غلط حکمتِ عملی پر لعن طعن کی اور برطرف کر کے اس کی جگہ پر نصر بن حمزہ خزاعی کو مقرر کر دیا۔

انتقال

خلیفہ واثق باللہ[1] ابو جعفر ہارون بن معتصم پانچ برس نو مہینے خلافت کر کے مرض استسقاء میں مبتلا ہو کر جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئی تھیں انتقال کر گیا۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک روز قبل گرم تنور میں بٹھایا گیا' اس سے بیماری میں افاقہ محسوس ہوا۔ دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گزشتہ روز کی نسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا' بخار آ گیا۔ تنور سے نکال کر محفہ[2] میں سوار کرایا' چند لمحوں کے بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مر چکا تھا۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ قاضی ابن ابی داؤد نے خلیفہ واثق کے انتقال کے بعد اس کے جسم کو چھوا تھا جس پر سب سے پہلے اس کو اس کی موت کے بارے میں معلوم ہوا۔

---

[1] خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا۔ ام ولد (کنیزک) تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا، چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی، احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا۔ یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خلق قرآن کا قائل اور رویت باری کا منکر تھا مذہباً اعتزال کی جانب مائل کیا بلکہ معتزلہ تھا۔ ۲۳۱ھ میں اس نے بھی آئمہ اور موذنین سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری کا امتحان لیا۔ جس نے خلق قرآن سے انکار کیا اور رویت باری کا اقرار کیا اس کو سزا دی۔ صولی کہتا ہے کہ خلیفہ واثق ادب و فضل کی وجہ سے مامون اصغر کہلاتا تھا۔ خود شاعر فن شاعری اور غنا سے واقف تھا۔ عود اچھا بجاتا تھا۔ فضل یزیدی کا بیان ہے کہ خلفاء بنو عباس میں اس سے زیادہ کوئی راوی شعر کا نہ تھا۔ کسی نے کہا، کیا مامون اعظم سے زیادہ یہ کثیر الروایت ہے۔ فضل یزیدی نے جواب دیا ہاں مامون نے علم عرب میں نجوم، طب، منطق اور فلاسفہ خلط ملط کر دیا تھا اور خلیفہ واثق علم عرب میں کسی چیز کو نہیں لاتا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۴۔

[2] محفہ کبسر میم و فتح دار و تشدید فا مثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا تھا جیسا کہ ہودج پر قبہ بنایا جاتا ہے۔ اقرب الموارد جلد اول صفحہ ۲۱۲۔

جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷

متوکل کی تخت نشینی

جب خلیفہ واثق باللہ انتقال کر گیا تو قاضی احمد بن ابی داؤد' ایتاخ' وصیف' عمر بن فرج اور ابن الزیات وغیرہ قصرِ خلافت میں جمع ہوئے بن واثق باللہ کو جو ایک نوعمر لڑکا تھا' مسند خلافت پر بٹھانے کی غرض سے سیاہ زرہ پہنائی' اتفاق سے بوجہ نوعمری چھوٹا نکلا' وصیف نے ین کو مخاطب کر کے کہا۔ ''کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر لڑکے کو تخت خلافت پر فائز کرنا چاہتے ہو؟'' یہ سن کر رین کے کان کھڑے ہو گئے۔ مستحقین خلافت کے بارے میں آراء قائم کرنے لگے' بالآخر سب نے اتفاق رائے جعفر بن معتصم کو طلب احمد بن ابی داؤد نے عمدہ لباس پہنایا' عمامہ باندھا' دست بوسی کر کے کہا ''السّلام علیک یا امیر المومنین رحمتہ اللہ وبرکاتہ'' اور المتوکل علی لقب عطا کیا۔

واثق کی نماز جنازہ

بیعت لینے کے بعد خلیفہ متوکل نے خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا' اس کے بعد شاہی لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ بٹ کی' بلادِ فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو مقرر کیا' غانم بن محمد طوسی کو حکومتِ موصل پر بحال رکھا' ابنِ عباس محمد بن صول کو دیوان ات سے برطرف کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین' یمن اور طائف کی حکومت پر مامور کر دیا۔

ی احمد کا احسان

اپنے دورِ خلافت میں خلیفہ واثق نے محمد بن عبدالملک ابن الزیات کو قلمدانِ وزارت سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا ر دے دیا تھا اور محمد بن عبدالملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام اراکینِ سلطنت پر حاوی ہو رہا تھا۔ متوکل اور نیز خاندانِ خلافت کے کسی رکن کا پاس و لحاظ نہ کرتا تھا' ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل سے ناراض ہوا۔ متوکل ابن الزیات کے پاس گیا۔ حالات بیان کئے اور واثق کو راضی کرنے کی التجا کی۔ ابن الزیات نے نہ تو گرم جوشی سے سلام کا جواب دیا' نہ خوش اخلاقی سے پیش آیا اور نہ متوکل کی باتوں جہ دی بلکہ انتہائی بے رخی سے کہا ''آپ تشریف لے جائیے اگر آپ کے طور طریقے ٹھیک ہو جائیں گے تو امیر المومنین بغیر کسی سفارش آپ سے راضی ہو جائیں گے۔ میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔ متوکل یہ روکھا جواب پا کر رنجیدہ خاطر ہوا اور قاضی احمد بن اود کی خدمت میں گیا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد' متوکل کی شکل دیکھتے ہی فوراً'' تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آیا' ت و احترام سے بلند مقام پر بٹھایا' اور آنے کا شکریہ ادا کیا؛ متوکل نے کہا ''میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے اض ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے'' قاضی احمد نے نہایت خوشی سے اس کام کے انجام دینے کا وعدہ کیا اور اسی دن ے ''لوٹا'' خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تھا تو متوکل کی سفارش کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف ے صاف ہو گیا اور وہ متوکل سے راضی ہو گیا۔

ن الزیات کا انجام

متوکل سے ملاقات کے وقت ابن الزیات نے جو غلط رویّہ اختیار کیا تھا اس کا کیا ذکر' طرّہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں

ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ "جعفر میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیرالمومنین کو راضی کرنے کی درخواست کی تھی" خلیفہ واثق اس رپورٹ کو سن کر غضبناک ہوا۔ اسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیج دیا کہ "جعفر کو بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر کرو" ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہ کی لیکن متوکل کو بلا بھیجا۔ متوکل اس خیال میں کہ امیرالمومنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔ دل ہی دل میں ہنستا ہوا دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا۔ حجام نے لپک کر متوکل کے بال پکڑ لئے اور دو چار جھٹکے دے کر کاٹ ڈالے۔ متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بہت غصہ آیا لیکن اس وقت کیا کر سکتا تھا چپ رہا جس وقت تختِ خلافت پر فائز ہوا ایک ماہ کے بعد ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام ممالکِ مقبوضہ میں ابن الزیات کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کے لئے بھیج دو۔ یہ واقعہ ماہِ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کرا کے دارالخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارہ سے ابن الزیات کو دن بدن طرح طرح کی اذیتیں دینے لگا' جب ان تکالیف اور مصائب سے ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں جانب لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور جو اس قدر تنگ تھا کہ آدمی پوری طرح سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور نہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا۔ چند دن زندہ رہ کر نصف ربیع الاول ۲۳۲ھ میں مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابن الزیات پر گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر تشدد کیا تھا کہ وہ مر گیا ابن الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمۂ اُف نہ نکلا تھا۔

عمر بن فرج سے سلوک

خلیفہ واثق سے ناراضگی کے زمانہ میں عمر بن فرج رخجی نے بھی متوکل کے ساتھ ابن الزیات جیسا سلوک کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد ماہِ رمضان میں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور مال و اسباب ضبط کر لیا لیکن پھر گیارہ لاکھ زرِ جرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کی غلط حرکت

ایتاخ اسلام ابرص کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ قد کاٹھ میں طویل' ہاتھ پاؤں کا سڈول اور بہادر تھا۔ خلیفہ معتصم کی نظروں میں سما گیا۔ ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی عقل مند' مزاج شناس تھا۔ خلیفہ معتصم اور واثق کے دورِ خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی۔ چاروں طرف اسی کا چرچا ہو گیا۔ بڑے بڑے صوبجات کا انتظام اسی کے سپرد ہوا۔ سامرا میں بہ لحاظِ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا۔ اراکینِ سلطنت کی بربادی اور تباہی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی۔ اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ مثل اولادِ مامون' ابن الزیات' صالح' عجیف' عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہ قید کئے جاتے تھے۔ سفارت' حجابت اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی' شامی اور خراسانی پلٹنیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جس قدر اہم اور ذمہ داری کے منصب تھے وہ سب اسی کے ذمے تھے۔

ایک دن شام کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا۔ دونوں نشہ میں چور تھے' لڑنے لگے' خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی۔ خواصوں نے دوڑ کر ایک کو دوسرے سے الگ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی ایتاخ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر قدموں پر گر پڑا۔ رات کی گستاخی کی معذرت کی۔ بظاہر بات آئی گئی ہو گئی لیکن خلیفہ متوکل کے دل میں رنجش پیدا ہو گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس ہو گیا۔

ایتاخ کا زوال

اس دوران زمانۂ حج آ گیا۔ ایتاخ نے حج کی اجازت چاہی۔ متوکل نے اجازت دے دی' اس کے ساتھ ہی ایک بیش قیمت خلعت مرحمت کی۔ ایک دستہ فوج کا ساتھ کر دیا اور ان شہروں کی اس کو سندِ امارت عنایت کی۔ جو سفرِ حجاز میں اس کے راستے میں پڑتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ بہ ارادہ حج ماہ ذیقعد ۲۳۳ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا' اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے حجابت پر اپنے خادم وصیف کو تعینات کیا اور جب ایتاخ نے سفرِ حج سے واپسی کی تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ ایتاخ کو کسی بہانہ سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو' جیسے ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کے

ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا "امیر المومنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد میں تشریف لائیے' سرداران بنو ہاشم و اہل حکومت سے ملاقات کیجئے اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں تمام کو جمع کر کے حسبِ مراتب انعامات اور صلے عنایت کیجئے"۔

ایتاخ کا انجام

اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایتاخ بغداد میں داخل ہوا' اسحاق بن ابراہیم دروازہ پر استقبال کے لئے کھڑا تھا' جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا۔ اسحاق نے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازہ پر پہرہ بٹھا دیا۔ اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں منصور و مظفر اور دونوں سیکرٹریوں سلمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا' ایتاخ کو اس بات کا پتہ چلا تو اسحاق بن ابراہیم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ میرے دونوں بیٹوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیجئے اگر قصور وار ہوں تو میں ہوں' اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔ ایتاخ اس زمانہ سے مسلسل قید ہی رہا حتی کہ انتقال کر گیا' بعض کا کہنا ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا گیا تھا' اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں بیٹے قید ہی میں رہے یہاں تک کہ متوکل کے بعد منتصر تختِ خلافت پر متمکن ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

ابن بعیث کا محاصرہ

محمد بن بعیث بن جلیس آذربائیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند میں پناہ گزین تھا زمانۂ خلیفہ متوکل میں بحکمتِ عملی قلعہ سے نکل کر سامرا میں قید کیا گیا لیکن کچھ مدت بعد جیل سے فرار ہو کر پھر مرند میں جا کر اپنی جان بچائی کہا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں قید نہ تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیرِ نگرانی نظربند تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے بہ ضمانت محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی رہا کیا گیا۔ رہائی کے کچھ عرصہ بعد سامرا میں ادھر ادھر پھرتا رہا تاآنکہ خلیفہ متوکل بیمار ہوا محمد بن بعیث فرار ہو کر مرند چلا گیا اور اس کو اور سامانِ جنگ سے کافی حد تک مضبوط کیا' اس دوران قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے فسادیوں اور باغیوں کا ایک گروہ جو تعداد میں بائیس سو کے قریب تھے۔ مرند میں جمع ہو گیا' ان دنوں آذربائیجان کا والی محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی کثرت جماعت سے ڈر کر خاموش رہا' کسی قسم کی روک تھام نہ کی۔ خلیفہ متوکل نے اس کو برطرف کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو مامور کیا' چنانچہ حمدویہ نے ایک عرصہ تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ جاری رکھا۔

ابن بعیث کا انجام

خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں لیکن کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی' مجبور ہو کر بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مرند کی فوج کی کمک پر روانہ کیا۔ بغا الشرابی نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر قلعہ مرند کے اطراف ایک چکر لگایا اور دل ہی دل میں یہ رائے قائم کی کہ حکمتِ عملی اور دھوکے کے بغیر یہ قلعہ لڑائی کے بغیر فتح نہیں ہو سکتا' رات ہو چکی تھی۔ محمد بن بعیث کے ساتھی قلعہ میں اور اپنے مورچہ میں واپس آئے' اگلے روز بغا الشرابی نے جنگ کے شروع ہونے سے قبل عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ "میں تمہیں اور تمہارے تمام سرداران کو امان دیتا ہوں۔ تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھول دو" محمد بن بعیث کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ساتھیوں کی ایک بہت بڑی تعداد قلعہ کا دروازہ کھول کر بغا الشرابی کے پاس چلی گئی۔ محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اور اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں' اس کے بعد وہ خود بھی معہ اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں بن معتر اور بعیث کے راستے میں گرفتار کر لیا گیا' بغا الشرابی ان قیدیوں کو لئے ہوئے بغداد کی طرف روانہ ہوا' بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے محمد بن بعیث کو معہ اس کے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار کرایا۔ خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں پہنچ کر ایک ماہ بعد ۲۳۵ھ میں انتقال کر گیا۔ خلیفہ متوکل نے ان کے بیٹوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں شامل کر لیا۔

ولی عہدی کے بارے میں حکم

۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد' طلحہ اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ بعض مؤرخین نے بجائے طلحہ کے زبیر کا

نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ قرار دیا کہ پہلے میرے بعد محمد تاج و تخت کا مالک ہو گا اور اس کو المنتصر کا لقب دے کر افریقہ، مغرب، قنسرین، ثغور شامیہ، جزریہ، دیار مصر، دیار ربیعہ، ہیت، موصل، عانہ، خابور، کوروجلہ، سواد، بحرین، حضرموت، حرمین، سندھ، کرمان، قندابیل، کو راہواز، بحر کوفہ، بحر بصرہ اور سرا کے مستغلات کو جاگیر میں دیا اور اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو تخت خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کو المعز کا لقب دے کر صوبجات خراسان، طبرستان، رے، آرمینیہ، آذربائیجان اور صوبجات فارس مرحمت کچھ مدت بعد ۲۴۰ھ میں اپنے تمام ممالک مقبوضہ خزائن اور دارالضرب کو اس کی جاگیر میں اضافہ کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ المعز کا نام سکہ کندہ کیا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کے بعد ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص، دمشق، فلسطین اور صوبجات شام مرحمت کئے۔

خلیفہ کا بیان

اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں کو لباس کی تبدیلی کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کمبلوں کے جبے پہنے۔ بجائے پٹی کے کمر ڈوریاں سے باندھی اور خدام کے لباس میں جھالریں لگوائیں۔ پٹی باندھنے کی ممانعت کی اور رومیوں کی عبادت گاہوں کو جو جدید تعمیر ہوئی تھیں مسمار کر دینے کا گشتی فرمان جاری فرمایا اور اس بات کی ممانعت کی کہ ممالک مقبوضہ میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور ذمی اپنے جلوس میں صلیب نہ نکالیں اور ان کے دروازوں پر نشانی کی غرض سے شیاطین کی شکلیں لکڑی کی بنا دی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کا خاتمہ

طاہر کا بھتیجا محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب بلادِ فارس کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس عہد خلافت مامون اعظم، معتصم، واثق اور متوکل میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دارالخلافہ کے دروازہ پر اس کی قائم مقامی کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کے انتقال کے بعد خلیفہ متوکل نے اس کو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس تعینات کیا اور تمام صوبجات جو اس کے باپ کے تھے۔ اسے عنایت کئے اور معتز نے اپنی طرف سے یمامہ، بحرین اور سرکی قائم مقامی عطا کی۔ محمد بن اسحاق نے تمام بیش قیمت سامان اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے، خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے۔ محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ متوکل اور نیز اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا، محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے کہہ دیا، خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کی گورنری عنایت کر کے محمد بن ابراہیم کی جگہ فارس بھیج دیا۔ محمد بن اسحاق نے فارس میں پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو برطرف کر کے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن اسمٰعیل بن مصعب کو متعین کیا اور ساتھ ہی اس کے محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا حسین بن اسمٰعیل نے ان کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم مرگیا۔

آرمینیہ کی شورش

یوسف بن محمد صوبہ آرمینیہ کا گورنر تھا۔ بطریق بقراط میں اسواط جو بطریقیوں کا سردار تھا۔ امان کا طلبگار ہو کر دارالامارت میں حاضر ہوا یوسف بن محمد نے اس کو مع اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا۔ یوسف کے اس فعل سے آرمینیہ کے بطریقیوں میں سخت اشتعال پھیل گیا۔ بقراط میں اسواط کے چچا زاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور باتفاق رائے سب نے یوسف بن محمد کو قتل کر دینے کی قسمیں کھائیں۔ چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یوسف بن محمد کو یہ اطلاع ملی تو وہ اہل آرمینیہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اہل آرمینیہ نے پہلی ہی جھڑپ میں یوسف ابن محمد کو شکست دے کر اس کو مع اس کے ساتھیوں کے قتل کر ڈالا بارگاہ خلافت سے حسب حکم خلیفہ متوکل بغا کبیر اس ہنگامہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ ہوا موصل اور جزیرہ ہوتا ہوا اردن میں داخل ہوا اور بزور شمشیر اس پر قبضہ حاصل کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا۔

شہر کی تباہی

اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ساتھیوں میں سے تیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور ایک بہت بڑی تعداد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس

بغاکبیر نے شہر دبیل میں جا کر پڑاؤ کیا' ایک ماہ تک ٹھہرا رہا' پھر شہر دبیل سے روانہ ہوا تفلیس پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور زیرک ترکی کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور مقدمتہ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا' اسحاق بن اسمٰعیل بن اسحاق نے (یہ بنو امیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا' خوب قتل و غارت گری ہوئی' شہر تفلیس کے مقامات نیز دارالامارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ بغاکبیر کے حکم سے نفاطین نے شہر پر آتش باری شروع کر دی قصر امارت میں آگ لگ گئی وہ جل گیا' اس کے علاوہ ہزارہا مکانات جل کر خاکستر اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے۔ باقی جو بچے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ترکی اور مغربی پلٹنوں نے اسحاق بن اسمٰعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغاکبیر نے اسی وقت اسحاق کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بغاکبیر کی مہمات

اسحاق کے اہل و عیال معہ اپنے مال و اسباب کے شہر صغدبیل چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر ہرکرمن کے شرقی جانب تھا جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کے پیش نظر پہلے ہی سے رسد و غلّہ جمع کر کے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان بے چاروں کو اس قلعہ نے بھی بغاکبیر کے پنجۂ استبداد سے نہ بچایا۔ اس کے بعد بغاکبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی طرف جو مابین بروعہ اور تفلیس کے واقع تھا روانہ کیا۔ اہل قلعہ نے مقابلہ کیا' لڑائی ہوئی' بالآخر بغاکبیر کے لشکریوں نے بزور شمشیر فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین میں تھا اور جس کا والی عیسٰی بن یوسف تھا' عیسٰی بن یوسف نے بڑی کوشش کی مگر بغاکبیر کے لشکریوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغاکبیر نے اس کو معہ چند بطریقوں کے بغداد کی طرف بھیج دیا' یہ واقعہ ۲۳۸ھ میں پیش آیا۔

قاضیوں کی معزولی

خلیفہ متوکّل ۲۳۷ھ میں قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراض ہو گیا اور یہ کشیدگی و ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ خلیفہ متوکّل نے قاضی احمد کا تمام مال و اسباب اور جاگیریں ضبط کر کے اس کے بیٹوں کو قید کر دیا۔ قاضی احمد کے بیٹوں میں سے ابو الولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار کی مالیت کے جواہرات پیش کئے۔ اس پر بھی خلیفہ متوکّل کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم مزید پیش کئے' امراء و رؤساء شہر نے گواہی دی کہ ابو الولید نے اپنا مال و اسباب فروخت کر کے یہ رقم حاضر کی ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا' خلیفہ متوکّل نے یحیٰی بن اکثم کو طلب کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ مرحمت فرمایا اور ابو الولید بن ابی داؤد کو صیغہ فوج داری کے اختیارات دیئے۔ کچھ مدت بعد اس کو برطرف کر کے ابو الربیع محمد بن یعقوب کو متعیّن کیا پھر اس کو بھی برطرف کر کے اس صیغہ کے بھی اختیارات قاضی القضاۃ یحیٰی بن اکثم کو عنایت کئے۔ پھر ۲۴۰ھ میں قاضی یحیٰی بن اکثم بھی خلیفہ کی طرف سے عتاب نازل ہوا اور برطرف کیا گیا۔ پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب زمین جو بصرہ میں قاضی یحیٰی بن اکثم کی مملوکہ تھی' ضبط کر لی گئی۔ اس کی جگہوں پر جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کی تقرری کی گئی۔

اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد کا اپنے بیٹے ابو الولید کے انتقال کے بیس روز بعد انتقال ہو گیا۔ مذہباً" معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد[1] ابن ادہم معلم مروان سے ان خیالات اور افکار کو حاصل کیا۔

عیسائیوں پر عتاب

چونکہ ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم رافعی والی حمص نے بعض رؤسا حمص کو بغیر کسی جرم و خطا کے قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ۲۴۰ھ

---

[1] جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان بن سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعلم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا اس مذہب کی تعلیم پائی تھی' لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا' سب سے پہلے طالوت ہی نے اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۵)

میں اہل حمص نے جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ساتھیوں میں سے چند افراد کو قتل کر ڈالا خلیفہ متوکل نے اس کی جگہ پر محمد بن عبدویہ انباری کو مقرر کیا' اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ سلوک کئے اور سختی سے پیش آیا' اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے۔ دارالخلافہ سے دمشق اور مکہ کی فوجیں اس ہنگامہ کو ختم کرنے پر مامور کی گئیں۔ چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتح حاصل ہوئی' بہت بڑی تعداد بلوائیوں کی اس معرکہ میں ماری گئی۔ عیسائی شہربدر کر دیئے گئے گرجے مسمار کر دیئے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قرب و جوار میں تھے' جامع مسجد میں شامل کر لئے گئے۔

بجاۃ کا فتنہ

جن دنوں اسلامی لشکر کی فتوحات مصر کی سرزمین تک پہنچ گئی تھی' اسی زمانہ سے اہل مصر اور بجاۃ کے مابین مصالحت ہو گئی تھی' اس عہد نامہ کے لحاظ سے بجاۃ کے شہروں میں جس قدر سونے کی کانیں تھیں وہ ان کا خمس والی مصر کو دیا کرتا تھا مگر عہد خلافت متوکل میں خمس دینا بند کر دیا اور ان مسلمانوں کو جو معاون کام کرتے تھے' اپنی نادانی اور بزدلی سے قتل کر ڈالا پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ متوکل نے ارکین دولت سے بجاۃ پر جہاد کرنے کے بارے میں رائے پوچھی۔ اراکین سلطنت نے عرض کیا کہ اقوام صحرا نشین ہیں' ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ ان کے شہروں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کے شہروں اور اسلامی شہروں کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے اور راستہ انتہائی دشوار گزار ہے۔ ایسی حالت میں رسد و غلہ کا انتظام کافی ہونا چاہیے ورنہ اسلامی لشکر کا بغیر جنگ و جدل خاتمہ ہو جائے گا' خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا' اس سے بجاۃ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعید بجاۃ کی شرارت اور آئے دن کے فتنہ سے خوف میں مبتلا ہو گئے' بارگاہ خلافت میں ایک عرضداشت روانہ کر دی۔

بجاۃ کی سرکوبی

محمد بن عبداللہ قمی کو خلیفہ متوکل نے اسوان' قفط' اقصر' اسفا اور ارمنت کا گورنر مقرر کر کے بجاۃ سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا اور عتبہ بن اسحاق قمی والی مصر کے نام محمد بن عبداللہ قمہ کی مالی اور فوجی مدد کرنے کا فرمان بھیج دیا' چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ہمراہ جس میں شاہی فوجیں اور رضاکار کی فوج بھی شامل تھی۔ بلاد بجاۃ کی طرف خشکی کے راستے سے روانہ ہوا اور براہ قلزم متعدد کشتیاں آٹا' ستو کھجوروں اور روغن زیتون سے بار کرا کے بلاد بجاۃ کی طرف روانہ کر دیں۔ رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی ان کے قلعوں تک پہنچ گیا۔ بادشاہ بجاۃ علی بابا نامی محمد بن عبداللہ قمی سے دگنا لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور انتہائی ہلکی رفتار سے لڑائی کا آغاز کیا' اس امید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد و غلہ ختم ہو جائے گا' اس وقت ہم ان کو بلا جدال و قتال کے گرفتار کر لیں گے۔ اس دوران وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے براہ قلزم روانہ کیا تھا تو محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے لشکریوں کو حسب ضرورت کافی مقدار میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کر دیں۔

بجاۃ میں کامیابی

اس انتظامی حکمت عملی کو دیکھ کر علی بابا حیران ہو گیا۔ اگلے دن سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا اور نہایت بے جگری سے لڑائی کا آغاز کیا چونکہ اس کے اونٹوں میں وحشت زیادہ تھی' ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے' خلاف توقع کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے دن محمد بن عبداللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کر حملہ کرنے کا حکم دیا' علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سن کر بدک کر بھاگے' اونٹ سواروں نے ہر چند سنبھالا نہ سنبھلے۔ مجبور ہو کر علی بابا بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا' محمد بن عبداللہ قمی نے تعاقب اور قتل و غارت کا حکم دیا' ہزاروں آدمی مارے اور قید کئے گئے تاآنکہ علی بابا نے امان و مصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قمی نے یہ شرط کی کہ تم بقایا اور حالیہ خراج ادا کر دو' ہم تم کو تمہارا ملک جس کو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دے دیں گے۔ علی بابا نے بادل نخواستہ ان شرائط کو منظور کر لیا اور عہد نامہ کی تحریر و تکمیل کے بعد محمد بن عبداللہ قمی کے ہمراہ خلیفہ کے دربار میں حاضری کے لئے روانہ ہوا اور اپنی جگہ پر اپنے بیٹے (لیعس) کو مقرر کر گیا۔ خلیفہ متوکل نے علی بابا کو انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا' بیش قیمت لباس سے سرفراز کیا' اس کے اونٹوں پر ریشم اور قیمتی قیمتی کپڑوں

کی جولیں واپس اور بہ نظر عزت افزائی مصر سے مکہ تک کی راہ کی حکومت مرجمت کی اور اس کے شہروں پر سعد ایتاخی خادم کو بطور انچارج کے مقرر فرمایا' سعد نے اپنی طرف سے محمد قمی کو متعین کیا' چنانچہ محمد قمی اس کے ساتھ واپس آیا اور چاروں طرف بلادِ بجاۃ میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

رومیوں کی لوٹ مار

۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں تھیں' ساحل دمیاط پر پہنچا۔ اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والیٔ مصر نے کسی ضرورت سے مصر میں طلب کر لیا تھا۔ گنتی کے چند سپاہی ساحل دمیاط پر موجود تھے۔ رومیوں نے موقع غنیمت جان کر دمیاط میں خوب لوٹ مار کی۔ جامع مسجد کو نذر آتش کیا اور کشتیوں کو مال و اسباب اور قیدیوں سے بھر کر تینس کی جانب پیش قدمی کی یا تینس میں پہنچ کر رومیوں نے یہی سلوک کئے اور کسی نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی افسر صوائف نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں ندورہ ملکۂ روم نے مسلمان قیدیوں کو ظلم و جبر سے عیسائی بنایا' جس نے ذرا بھی مزاحمت کی اس کو قتل کیا' بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی جو عیسائی ہو گئی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر خود ہی مفاہمت کی طلبگار ہوئی' خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو بہ ہمراہی قاضیٔ بغداد جعفر بن عبدالواحد مفاہمت کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں عہدۂ قضاء پر ابن ابی الشوارب کو متعین فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر ایک دوسرے کی قید سے رہا کرایا اس کے بعد پھر رومیوں نے بدعہدی کی' عین زربہ پر شبخون مارا۔ جس قدر وہاں زط تھے سب کو مع عورتوں اور لڑکوں کے گرفتار کر لیا اور صائفہ سے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے سیمساط کی طرف پیش قدمی کی۔ آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا' ہزارہا مکانات لوٹ لئے' سرحدی اور جزریہ شہروں کو تاخت و تاراج کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔ قرشاس عمر بن عبدالاقطع اور ایک گروہ مجاہدین نے تعاقب کیا مگر ناکام ہو کر واپس آئے۔

رومیوں کی سرکوبی

خلیفہ متوکل نے اسی سنہ میں علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ بلادِ روم میں جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا اور ۲۴۴ھ میں بغداد سے دمشق چلا آیا۔ اس کے ساتھ تمام اراکین سلطنت بھی دمشق میں آ گئے۔ شاہی دفاتر اور تمام محکمہ جات کو دربارِ خلافت سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو آئے' دو ماہ تک مقیم رہا۔ اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وباء پھیل گئی۔ اس وجہ سے پھر بغداد لوٹ گیا۔ روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلادِ روم میں جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے بلادِ روم میں داخل ہو کر جنگ و خوں ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ روم کے بڑے بڑے بہادر اور سورما پہلوان مارے گئے۔ سینکڑوں دیہات قصبات اور شہر اجاڑ ہو گئے۔ جب ہر طرف سے الامان الامان کی پکار ہوئی تو بغا کبیر نے مملکتِ اسلامیہ کی طرف واپسی کی۔

قیدیوں کا تبادلہ

اس کے بعد رومیوں نے ۲۴۵ھ میں سمیساط پر چڑھائی کر دی جو کچھ پایا لوٹ لیا اور صائفہ نے زیرِ قیادت علی بن یحییٰ ارمنی کرکرہ پر جہاد کیا۔ اہل کرکرہ اپنے بطریق سے ناراض ہو گئے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خدام کے حوالے کر دیا' بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو رہا کرایا۔ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبیداللہ اقطع نے صائفہ کے ساتھ بلادِ روم پر حملہ کیا' چار ہزار روس نویسان ہاتھ آئیں' قرشاش پانچ ہزار راس گرفتار کر لایا' فضل بن قاران ایک بیڑہ جنگی جہازوں کا لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں' قلعہ انطاکیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بہ زور شمشیر فتح کر کے ملیکا جور پر جا اترا' بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا' ہزاروں عیسائی گرفتار کر لئے گئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی' دس ہزار راس جانور گرفتار کئے۔ اسی سنہ میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ فریقین نے دو ہزار تین سو قیدی رہا کرالئے۔

متوکّل کے عمّال

خلیفہ متوکّل نے ۲۳۲ھ میں بلادِ فارس پر محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مامور کیا تھا' ان دنوں موصل کی حکومت پر غانم بن حمید طوسی مامور تھا۔ اس کے اوائل زمانۂ خلافت میں محمد بن عبداللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج (محکمہ مال کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازد کا غلام) افسرِ اعلیٰ تھا' اسی زمانہ میں فضل بن مروان برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن حتول مقرر ہوا۔ ۲۳۲ء میں محمد بن عیسیٰ کو برطرف کر کے حرمین' یمن اور طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو مرحمت کی اور جب ایتاخ حج کو چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو متعیّن کیا۔ ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس پر تعینات کیا۔ اس کا (یعنی اسحاق بن ابراہیم کا) اور حسن بن سہل کا انتقال ایک ہی سنہ میں ہوا۔

۲۳۶ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان عہدۂ سیکرٹری سے اس کے بعد وزارت سے سرفراز کیا گیا اور صوبہ آرمینیہ و آذربائیجان کے صیغۂ جنگ و خراج پر یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف سرورزی کو اس کے باپ کے انتقال کے بعد تعینات کیا۔ چنانچہ اس نے آرمینیہ و آذربائیجان میں پہنچ کر بطارقہ کے ساتھ بے مروتی کے سلوک کئے' اہلِ آرمینیہ اور آذربائیجان نے علم بغاوت بلند کر دیا اور اسے قتل کر دیا جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں' ان لوگوں کی گوشمالی پر خلیفہ متوکّل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو متعین کیا' چنانچہ اس نے ان لوگوں سے یوسف کے خون کا معاوضہ لیا اور معاون سواد پر عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو مقرر کیا۔

قاضی یحییٰ کی تقرری

قاضی احمد بن ابی داؤد کو ۲۳۹ھ میں عہدۂ قضاء سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے منصب پر تعینات ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے دارالخلافت بغداد میں آیا' خلیفہ متوکّل نے پولیس بغداد کی افسری اور جزیرہ و عمّال سواد کی حکومت مرحمت فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن داؤد

مکہ مکرّمہ کا گورنر ان دنوں عمی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا' یہی امیر الحاج تھا' اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا۔ اس کے بعد آئندہ سال اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ مقرر کیا گیا' اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ مکرمہ اور حجاز کے تمام شہروں کے راستوں کی محافظت پر مامور ہوا۔

یحییٰ بن اکثم کی معزولی

حمص میں ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی متعیّن تھا۔ اسی ۲۳۶ھ میں اہلِ حمص نے اس سے سرکشی کی چنانچہ اس کی جگہ محمد بن عبدویہ کو حمص کا گورنر مقرر کیا گیا اور اسی سنہ میں یحییٰ بن اکثم عہدۂ قضاء سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان مامور کیا گیا۔ ۲۴۲ھ میں مکہ عہد کی گورنری عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو عنایت ہوئی دیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس صولی کے انتقال کے بعد حسن بن مخلد بن جراح مقرر ہوا' اس سے قبل حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کا قائم مقام تھا یعنی نائب تھا۔

جدید شہر کی تعمیر

۲۲۵ھ میں خلیفہ متوکّل نے ایک نیا شہر جو جعفریہ کے نام سے موسوم ہوا تعمیر کرایا' سپہ سالاران لشکر اور اراکین سلطنت کو اس میں آباد کیا' دو لاکھ دینار اس کی تعمیر میں خرچ ہوئے' شہر کے وسط میں ایک بہت بڑا محل بنام نہاد لولوہ بنوایا' جس کی بلندی تمام شاہی محل سراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف و شفاف پانی کی نہر بھی جاری کی گئی' جو پہاڑ سے نکال کر لائی گئی' اس شہر کے بہت سے نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور کوئی ماحورہ کہتا تھا۔

نجاح کا خاتمہ

اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے انتقال کے بعد مکہ مکرمہ اور حجاز کے راستہ پر ابو السّاج اور دیوان ضیاع و توقیع پر نجاح بن سلمہ مقرر ہوا۔ نجاح بن سلمہ بڑے رعب و دبدبے کا آدمی تھا' اراکین دولت اور وزراء اس کا لحاظ کرتے تھے۔ خلیفہ متوکل بھی اس کی عزت کرتا تھا' حسن بن مخلد اس کے ساتھ دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا' نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے شکایت کر دی اور یہ کہہ دیا کہ یہ دونوں چالیس ہزار غبن کر گئے ہیں۔

خلیفہ متوکل یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ نجاح کو حسن و موسیٰ کو سزا دینے کی اجازت دے دی۔ حسن و موسیٰ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبرائے ہوئے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السّلطنت کی خدمت میں گئے اور ان حالات سے آگاہ کیا۔ وزیر السّلطنت نے نجاح سے ان دونوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد و جنس لے کر خطا معاف کرنے پر راضی ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا۔ نجاح نے بغیر سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار علاوہ فروش و سامانِ آرائش اور اسباب کے حاضر کرو تو میں تمہاری کوتاہی سے درگزر کروں۔ وزیر السلطنت نے اس دستاویز کو جس سے نجاح کے کاموں کا راز فاش ہوتا تھا خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا' خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر تشدّد کروایا کہ وہ مر گیا اور اس کے بیٹوں اور وکلاء سے جو مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے' بطور جرمانہ کافی زیادہ مال وصول کر لیا۔

مذہبی اختلاف

اگرچہ خلیفہ متوکل نے اراکینِ دولت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ لیکن اس وجہ سے کہ منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ بات سما گئی تھی کہ یہ جلد باز' ناعاقبت اندیش ہے خود کئے ہوئے پر پشیمان اور شرمندہ تھا۔ خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں جلد بازی کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر بلاتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس وجہ سے ناراضگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بعض اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی ابنِ ابی طالبؓ پر چوٹ کرتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوا ہنستا رہتا تھا منتصر کو یہ حرکات ناگوار گزرتی تھیں' مصاحبین کو موقع و محل دیکھ کر دھمکی دے دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ کر سکتا تو خلیفہ متوکل سے کہہ دیتا تھا "یہ بات اچھی نہیں ہے۔ علیؓ ہم لوگوں کے بزرگ' سردار اور بنو ہاشم کے شیخ ہیں' اگر آپ کے نزدیک وہ (عیاذاً باللہ) برے ہیں تو آپ جو چاہے کہہ لیجئے۔ مگر ان کمینوں اور ذلیلوں کو منع کر دیجئے"۔

متوکل کی مخالفت

خلیفہ متوکل اس کے کہنے پر منتصر کی تحقیر و تذلیل کرتا' گالیاں دیتا' برطرفی و قتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السّلطنت عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دے دیتا کہ اس کو گردنی دے کر نکال دو۔ کبھی کبھی اپنے بیٹے منتصر کو نماز و خطبہ پر مامور کرتا اور کبھی برطرف کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن سے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی' انہیں دنوں متوکل نے بغا وصیف کبیر' وصیف صغیر اور دواجن لوگوں کی اپنے چھچھورے پن سے بددل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں) کو خلیفہ کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اسی زمانہ میں بغا کبیر بحکم خلیفہ متوکل سمیساط کی طرف بہ انتظار صوائف کوچ کر گیا اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا' محل سرائے شاہی کی حفاظت پر تعینات ہوا اور سراپردہ خلافت پر بغا شرابی صغیر مامور کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب اور جاگیر جو اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دے دی' وصیف کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی' منتصر سے ملا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار نکالتے رہے بالآخر اس بات پر ان دونوں کا اتفاق ہو گیا کہ خلیفہ متوکل کو قتل کر دینا چاہئے۔

متوکل کا خاتمہ

چنانچہ اس مقصد کو پانے کے لئے خدّام کی ایک جماعت کو متعین کیا اور اپنے بیٹے صالح اور احمد' عبداللہ اور نصر کو ان کے ساتھ کر دیا

جس رات کو خلیفہ متوکل کو قتل کرنے کا عہد و پیمان ہوا تھا' اس رات کو یہ سب محل سرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے۔ حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا۔ چند لمحے بیٹھ کر حسبِ سابق اپنے خادم زرافہ کو لئے ہوئے واپس آیا' منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے دیگر مصاحبین اور حاضرین کو واپسی کا اشارہ کیا۔ وہ ایک ایک دو دو کر کے چلے گئے۔ خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان معہ چار مخصوص مصاحبین کے باقی رہ گئے' تمام دروازے بند تھے' صرف بابِ دجلہ کھلا ہوا تھا' اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آئے جس میں خلیفہ متوکل بیٹھا ہوا تھا مگر خلیفہ متوکل اور اس کے مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا سر اٹھا کر دریافت کیا"۔

بغا شرابی! یہ کیا معاملہ ہے؟"

"عرض کیا۔ "حضور آج انہیں لوگوں کے پہرہ کی باری ہے"۔ خلیفہ متوکل یہ سن کر چپ ہو گیا۔ ان لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ مارنے اور مرجانے کی قسمیں کھائیں اور سب کے سب شمشیر بکف خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے۔ فتح بن خاقان بچانے کے ارادہ سے خلیفہ متوکل پر جا پڑا' ان لوگوں نے ان کو بھی قتل کر ڈالا اور خون آلود تلواریں لئے ہوئے منتصر کے پاس آئے' اس وقت منتصر نہ زار کے مکان میں سو رہا تھا' ان لوگوں کے شور و غل سے جاگ کر باہر آیا' ان لوگوں نے آدابِ خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کیا' نہ زار نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا حاضرین نے بیعت کی اور یوسف کو لکھ بھیجا کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے والد کو قتل کیا تھا۔ قتل کر ڈالا"۔ وصیف یہ خبر سن کر حاضر ہوا اور بیعت کی۔

منتصر باللہ کی تخت نشینی

خلیفہ منتصر نے اسی وقت اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو بھی طلب کر کے اپنی خلافت کی ان سے بیعت لے لی' رفتہ رفتہ یہ خبر عبیداللہ بن یحییٰ تک پہنچی' وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا لیکن ملاقات نہ ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے' جس میں نزدی' ارمنی اور عجمی تھے' ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا "آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا مع ان کے ساتھیوں کے خاتمہ کر دیں۔ عبیداللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس کام سے روکا اور خود بھی اپنے خیالات پریشان و منتشر کو جمع کر کے جو نیت اس کی تھی اس سے باز آیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل اور فتح کے کفن دفن کیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ واقعہ ۴ شوال ۲۴۷ھ میں پیش آیا۔

متوکل کے قتل پر ردِ عمل

خلیفہ متوکل کے قتل کی خبر عام ہونے پر لشکریوں میں ایک ہلچل سی پیدا ہو گئی۔ بازاری اور اوباش ان کے پیچھے ہوئے' شور و غل مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے' اراکینِ سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس گیا۔ بعد ازاں خلیفہ منتصر بہ نفسِ نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا' اس کے گرد و پیش فوج جان نثاران کا ایک دستہ تھا ان لوگوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔ تمام کے تمام بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد ان میں سے چھ آدمی مارے گئے۔

۱۔ خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیزک) تھی۔ شجاع نام تھا' ۱۸۶ھ میں پیدا ہوا' ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں بعد خلیفہ واثق باللہ کے خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کیے۔ چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی۔ اس کا میلان اہل سنت و جماعت کی طرف تھا۔ ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ممالک محروسیہ میں اعلان کر دیا۔ محدثین کو گراں بہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا عام حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان جس کی سماعت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۳۸ تاریخ الخلفاء۔

باب ۱۲

بنو عباس کا زوال

اخبارِ خلفاءِ عباسیہ جنہوں نے عہدِ خلافت منتصر سے زمانۂ حکومتِ مستکفی تک خلافت و حکمرانی کی جبکہ فتنہ کی آگ ہر جانب بھڑک رہی تھی اور اراکینِ سلطنت ممالکِ مقبوضہ کو دبائے جاتے تھے اور بوجہ خود سری و خود مختاری گورنرانِ صوبجات حکومت کی طاقت کمزور ہو رہی تھی۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ

جس وقت بنو عباس مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تمام ممالکِ اسلامیہ میں ان کا سکّہ چل گیا جیسا کہ اس سے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا‘ اسی زمانہ میں جب کہ بنو امیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندانِ خلافت کا آئندہ ایک رکن ہو گا قتل ہو رہا تھا۔ ہاشم بن عبدالملک کی اولاد سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خونریزی سے کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگا‘ دریا کو عبور کر کے اندلس پہنچا‘ چونکہ حکمرانی کی بُو دماغ سے نہ گئی تھی‘ اندلس کو عبدالرحمٰن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔ ایک سال تک خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھا گیا‘ اس کے بعد جب عبدالرحمٰن بن معاویہ کے خاندان والے مشرق سے اندلس آگئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی اور نصیحت کی‘ عبدالرحمٰن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور اپنی قومی تباہی کا صدمہ موجود تھا‘ سفاح کی دعوت پر اس کے نام کا خطبہ ترک کر دیا۔

ادریس بن عبداللہ

پھر جب عہد خلافت خلیفہ ہادی ۱۶۹ھ میں علی بن حسن بن علی کا واقعہ پیش آیا اور ان کے سرگروہ حسین بن علی بن حسن مثنی معہ ایک گروہ کے جو ان کے خاندان میں سے تھا قتل کر ڈالے گئے تو کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ ان میں سے ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور بربریوں میں اسی زمانہ سے اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرۂ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی ایک حکومت مستقل قائم ہو گئی۔

خود مختاری کی وباء

کچھ مدت بعد جس وقت خلیفہ متوکل قتل ہوا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور کمزور ہو گئی‘ چاروں طرف سے گورنرانِ صوبجات اسلامیہ کی خود مختاری کی صدائیں آنے لگیں۔ حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے جدا ہو کر بجائے خود ایک مشین کے قائم ہو گئے۔ بغداد میں بغاوت پھیل گئی۔ علویہ نے اسلامی شہروں میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقیہ فتح کر کے اس میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبیداللہ المہدی کی

خلافت کی بیعت لے لی اور افریقیہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ مصراور شام پر قابض ہو گئے پس ان تمام صوبجات نے خلفاءِ عباسیہ کے قبضۂ اقتدار سے نکل کر ایک جدید سلطنت کی شکل اختیار کر لی جو دو سو ستر سال تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور اخبار میں بیان کیا جائے گا۔

طبرستان پر قبضہ

پھر کچھ عرصہ بعد ۲۵۰ھ عہدِ خلافت مستعین میں علویہ سے حسن بن زیدی بن محمدی بن اسٰعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط معروف بہ داعی نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم میں گئے ان لوگوں نے ان کی ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور انہوں نے طبرستان اور اطراف طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک اور حکومت سلطنت کا سنگ بنیاد ۳۰۱ھ میں بنو حسین سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا پھر بنو علی سے عمر داعی طالقان کی حکومت زمانہ مقتدر میں قائم ہوئی جیسا کہ آئندہ صفحات میں بیان کیا جائے گا۔

دعوتِ زیدیہ

اس اطروش کا نام حسن بن حسین بن علی بن عمر تھا۔ پھر ان پر دیلم غالب آئے جس سے ایک دوسری حکومت کی بنا پڑی۔ یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبا بن اسٰعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ کا ظہور ہوا' انہوں نے دعوتِ زیدیہ کا آغاز کیا۔ صعدہ' صنعاء اور بلادِ یمن پر قابض ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہوئی جو ایک مدت تک قائم رہی۔

یحییٰ بن حسین

ان میں سے سب سے پہلے جن کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے جنہوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا بعد ازاں زمانۂ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعوئی سے کہ وہ احمد بن عیسٰی بن زید شہید ہے ۲۵۵ھ عہد خلافتِ مہتدی میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید برجان کی طرف منسوب کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے خود کو طاہر بن حسین بن علی کی طرف منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک یہ علی بن عبدالرحیم بن عبدالقیس ہے۔ چنانچہ اس کو اور اس کی اولاد کی ایک حکومتِ اطرافِ بصرہ میں زمانۂ فتنہ سے قائم ہوئی جس کا خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھوں ہوا۔

قرظ کی حکومت

بحرین اور عمان کے اطراف میں قرظ کا ظہور ہوا۔ یہ ۲۷۹ھ عہد خلافت معتضد میں بحرین میں داخل ہوا اور اپنے کو بنو اسٰعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعوے سے منسوب کیا۔ حسن جنابی اور زکرونہ قاشانی اس کے ساتھیوں اور مشیروں میں سے تھا' ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبداللہ مہدی کی خلافت و امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر قابض ہو گئے بعد ازاں اس سے منقطع ہو کر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے اور وہاں پر ایک الگ حکومت قائم کر لی جس کا خاتمہ قبائلِ عرب کے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں چوتھی صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حکومت کا دائرہ

انہیں واقعات کے دوران بنو سامان نے اطرافِ ماوراء النہر میں خود مختاری کا اخیر ۳۲۰ھ میں اعلان کیا مگر دعوتِ خلافت کو بدستور قائم رکھا بایں ہمہ خلفاء کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے ان کی حکومت آخری چوتھی صدی ہجری تک قائم رہی۔ اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی محزنہ میں چھٹی صدی ہجری تک ان سے ملحق و متصل رہی اور ابتدائے ۲۵۰ھ زمانۂ فتنہ سے اغالبہ قیروان و افریقیہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خود مختاری و خود سری کی وجہ سے آخری تیسری صدی ہجری تک قائم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک علیحدہ حکومت ان کے موالی بنو طغج کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۶۰ھ تک رہا' ان واقعات کے دوران سلطنت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہو تا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد و جزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد ان کے قبضہ و تصرف میں باقی رہ گیا۔

بغداد پر قبضہ

اس کے بعد ایک دوسری حکومت دیلم کی قائم ہوئی جس نے تمام صوبجات ممالکِ اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا رُخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۳۳۰ھ۔ خلافتِ مستکفی سے خلیفہ برائے نام کرسئ خلافت پر فائز رہا' درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں خلافت کی باگ ڈور رہی یہ سلطنت تمام سلطنتوں سے جو بحالتِ کمزوری' دولت عباسیہ قائم ہوئی تھی' باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شان و شوکت والی تھی۔ پھر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت سلجوقیہ نے غز سے جو ترک کی ایک شاخ ہے لے لیا۔ چنانچہ ۴۴۰ھ سے لے کر آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت و سلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنیاد پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں۔

خلیفہ مستعصم کا انجام

اس کمزوری کی حالت میں خلفاءِ بنی عباس مابین دجلہ' فرات' صوبجات سواد اور بعض صوبہ فارس میں اپنا قدم مضبوطی کے ساتھ جمائے رہے تاآنکہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے خروج کیا اور سلطنتِ سلجوقیہ پر حملہ آور ہو گئے اس وقت تک وہ لوگ مذہب مجوسی کے پابند تھے' اس کے بعد بغداد پر چڑھائی کر دی خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافتِ اسلامیہ کے شیرازۂ حکومت کو درہم و برہم کر دیا' یہ واقعہ ۵۵۶ھ میں پیش آیا۔ اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے' ان کی بہت بڑی سلطنت ہوئی' بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف و جوانب میں باقی ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

مستنصر باللہ

مؤید و معتز پر عتاب

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ خلیفہ منتصر نے بیعتِ خلافت لینے کے بعد دیوانِ مظالم پر ابو عمر اور احمد بن سعید کو' دمشق پر عیسٰی بن محمد نوشری کو متعین کیا۔ قلمدانِ وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا' ممالکِ مقبوضہ میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں واقع ہوئی' چونکہ وصیف' بغا اور احمد بن خصیب کو خلیفہ متوکل کے قتل کی وجہ سے معتز اور موید کے رعب داب سے آئندہ خطرہ کا اندیشہ تھا' خلیفہ منتصر کو تخت نشینی کے چالیسویں دن ان دونوں کو برطرف کرنے پر تیار کر دیا' خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس برطرفی کا پیغام روانہ کیا' مؤید نے منظور کر لیا اور معتز نے انکار کر دیا' وصیف وغیرہ کی بن آئی' طرح طرح کی اس پر سختی کی اور قتل کی بھی دھمکی دی۔ مؤید یہ صورت حال دیکھ کر معتز سے تنہائی میں ملا' نرمی اور اخلاق سے اونچ نیچ سمجھائی۔ یہاں تک کہ معتز بھی اس کی بات سے متفق ہو گیا اور خود کو دستبردار کر لیا۔

معزولی کا پروانہ

اس کے بعد دونوں اپنے قلمِ خاص سے اپنی دستبرداری کا پروانہ لکھ کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے' منتصر نے انتہائی عزت سے اپنے پاس بٹھا لیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے اراکینِ سلطنت کے کہنے سے تم لوگوں کو معزول کرنے کا اس وجہ سے ارادہ کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ تم کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں' اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی دستبرداری اپنے قلم خاص سے لکھی ہے' وہ خطرہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی' شکریہ ادا کیا' قضاۃ سرداران بنو ہاشم' سپہ سالاران لشکر' اراکینِ سلطنت اور رؤساء نے اس پروانہ پر اپنی اپنی شہادت لکھی۔ خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام ممالکِ مقبوضہ اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

رومیوں کی سرکوبی

جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے احمد بن خصیب کو تسلی ہو گئی اور ان کی معزولی میں اس کو مکمل طور پر کامیابی ہو گئی تو وصیف کے درپے ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے سرد جنگ جاری تھی۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو طلب کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر دست بوسی کی' خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا "وصیف! ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی ممالک میں داخل ہو کر بدنظمی پھیلا دی ہے۔ اس حالت میں ان کی گوشمالی کے لئے تم کو یا مجھ کو لشکر کے ساتھ ضرور جانا چاہیے"۔ وصیف نے عرض کیا "خادم کے ہوتے ہوئے امیر المومنین کو زحمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا لشکریوں کو حسبِ حالات آلاتِ حرب اور رسد و غلہ عنایت کر کے روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام سے حدودِ ملطیہ میں جا ملنا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانیٔ لشکر اور مالِ غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابو الولید قیروانی قاصد در حکم ثانی تعیّنات کیا گیا۔

(وفات منتصر)

خلیفہ منتصر[1] اپنی مسند نشینی کے چھٹے مہینے پانچویں ربیع الاول ۲۴۸ھ میں بعارضہ ذبحہ انتقال کر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے نشتر زہر آلودہ لگا دیا تھا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

مستعین باللہ کی بیعت

خلیفہ منتصر کے انتقال پر اراکینِ سلطنت اور خدامِ خلافت محل سرائے شاہی میں جمع ہوئے' جس میں بغاصغیر' بغاکبیر اور اتامش وغیرہ تھے' خلیفہ بنانے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے' سپہ سالارانِ اتراک اور سرداران مغاربہ اور افروشیہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغاکبیر' بغاصغیر اور اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کریں گے۔ چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک الگ کمرہ میں گئے' اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ کسی قسم کا نقصان نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد سے اعراض کر کے اولاد خلیفہ معتصم کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے' بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدۂ کتابت (یعنی منشی گری شپ) اور اتامش کو عارضی طور سے عہدۂ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ ۶ ربیع الثانی ۲۴۸ھ دوشنبہ کو پیش آیا۔

بلوائیوں کا ہنگامہ

اگلے روز صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دار العوام میں آیا ابراہیم بن اسحاق ننگی تلوار لئے ہوئے آگے آگے تھا' شاہی فوج اور خدام سلطنت دو رویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے' سرداران عباسیہ اور طالبیہ علیٰ حسب مراتب موجود تھے یکایک شور و غل کی آواز آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دار العوام کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھی ہیں اور معتز کو کرسئ خلافت پر بٹھانے کے خواہشمند ہیں ان لوگوں کے ساتھ بد معاشوں اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ وہ اجن کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے' نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس دوران سفید جھنڈے لئے اور شاکریہ آپہنچے' دوسری طرف سے مغاربہ اور اشروشیہ نے حملہ کر دیا اور لڑائی کا میدان گرم ہو گیا' زرہیں اور آلاتِ حرب شاہی خزانے اور دار العوام سے لوٹ لئے گئے۔ بغاصغیر پہنچ کر ان بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر ڈالا' اسی ہنگامہ کے دوران بلوائیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا' قیدی نکل آئے اور اس اثناء میں ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں کو انعامات اور صلے ملنے لگے۔ اس کی بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بیعت کرنے کا پیام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمال کی تقرری

بیعت کے بعد یہ اطلاع ملی کہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر والئ خراسان' خراسان میں اور اس کا چچا حسین بن طاہر مرو میں وفات پا گیا۔ خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو طاہر بن عبداللہ کی جگہ مرو پر اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر تعیناتّ کیا اور اس کے بجائے نیشاپور کی' اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو' سرخس اور خوارزم کی' اس کے چچا حسین بن عبداللہ کو صوبجات ہرات کی۔ اس کے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو طبرستان کی اور اس کے برادر عم زاد عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت مرحمت فرمائی۔ بغاکبیر کے انتقال پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبجات پر مامور کیا۔

---

[1] ابو جعفر منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی۔ ۲۲۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوا چھ مہینے خلافت کی پچیس برس چھ ماہ کی عمر پائی۔ سامرہ میں انتقال ہوا' احمد بن معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ملیح صورت' گندم رنگ اور بارعب دداب تھا' علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۳۳۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۱۸۳۔ ۲۔ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴۔

احمد بن خصیب پر عتاب

ترکی سپہ سالاروں میں سے ابوجور کی زیر قیادت ایک لشکر کو محمود تغلبی کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی ۲۴۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائیگیٔ حج کی اجازت مانگی۔ خلیفہ مستعین نے اجازت دے دی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبداللہ بن یحییٰ کو جلاء وطن کر دینے پر مقرر کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقہ کی طرف جلاء وطن کر دیا' انہیں دنوں ترکوں نے معتز اور مؤید کے قتل کا ارادہ کیا۔ احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس غلط کام سے روکا۔ خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جو سق میں نظر بند کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن خصیب پر خلیفہ کا عتاب نازل ہوا' خدّامِ سلطنت نے اس کا اور اس کے بیٹوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قرطیش کی طرف جلاوطن کر دیا۔

قلعہ فروریہ کی فتح

اس کے بعد اتامش کو عہدۂ وزارت پر کنفرم کیا۔ مصر اور مغرب کی سند حکومت عنایت کی بغا شرابی کو حلوان' ماسبذان اور مہرجانقذق پر' شاہک خادم کو محل سرائے شاہی' فوج جاں نثاران اور خاص خاص کاموں پر اور اشناس کو بقیہ اراکینِ سلطنت پر مامور کیا۔ علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامہ سے صوبجات آرمینیہ اور آذر بائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔ صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا۔ اہلِ حمص نے ہنگامہ کر کے اس کو نکال باہر کیا۔ دربارِ خلافت سے فضل بن قارن برادر مازیار متعین ہوا اس نے اہلِ حمص کا خون جائز کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کر لایا۔ وصیف کو جو ثغور شامی میں تھا' صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا۔ چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق بلادِ روم میں داخل ہو کر قلعہ فروریہ کو فتح کر لیا۔

جہاد کی اجازت

پھر جعفر بن دینار کی زیر قیادت ایک لشکر ۲۴۹ھ میں صائفہ جہاد کرنے کو گیا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبداللہ اقطع نے بلادِ روم پر جہاد کرنے کی دربارِ خلافت سے اجازت حاصل کی' مجاہدین اہلِ لمنیہ کی ایک جماعت کے ساتھ بلادِ روم پر چڑھائی کر دی' بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے فرج استعف میں مقابلہ پر آیا۔ اسلامی فوجوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ عمر بن عبداللہ مع دو ہزار مسلمانوں کے شہید ہو گئے۔ اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر حملہ آور ہوا' علی بن یحییٰ کو جس وقت کہ وہ آرمینیہ سے میافارقین کو جا رہا تھا' یہ اطلاع ملی تو قومی جذبے سے سرشار ہو کر لوٹ پڑا' ایک عظیم خوں ریزی کے بعد معہ چار سو آدمیوں کے شہید ہو گیا۔

بغداد میں ہلچل

جس وقت ان دونوں مشہور سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہلِ بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا' اس وجہ سے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص' اسلام اور اسلامیوں کے دلی دوست تھے' ملک و قوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگایا' خلیفہ متوکل کے قتل اور امورِ سلطنت پر ترکوں کے قابض و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی تمام جوشِ انتقام سے تھرا اٹھے۔ عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کا شور برپا کر دیا' فوجِ شاکریہ اس منادی کو سن کر ان لوگوں سے جا ملی۔ دربارِ خلافت سے اپنی تنخواہیں طلب کیں اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ بغداد کا پل توڑ ڈالا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے کاتبوں کے مکانات لوٹ لیے گئے۔

آپس میں لڑائی

امراءِ بغداد نے بہت سا مال و اسباب مجاہدین کو دیا' جبال فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروہ دل بادل کی طرح امنڈ آیا۔ مرتب و مسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے' خلیفہ مستعین اور اراکینِ سلطنت نے دم تک نہ مارا۔ اس کے بعد عوام الناس نے سامرہ میں

سامرا میں آگ بھڑکا دی' جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ خدامِ سلطنت کی ایک جماعت اس طوفان کو روکنے کے لئے آئی عوام النّاس ان پر ٹوٹ پڑے خدامِ سلطنت کو شکست ہوئی۔ بغا' وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آ پہنچے۔ ایک گروہ کثیر عوام النّاس کا قتل ہو گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے اور فساد کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

اتامش کا خاتمہ

خلیفہ مستعین نے کرسئ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اور شاہک خادم کو اس قدر آزادی دے دی کہ یہ لوگ بغیر پوچھے بیت المال اور خزانۂ شاہی سے جس قدر چاہتے لے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف تصرف کر ڈالتے اور جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے بچتا اس کو اتامش عباس بن مستعین کے خرچ کے بہانے سے لے لیتا کیونکہ یہ اس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا' اس سے بغا اور وصیف کی کشیدگی پیدا ہوئی' اتراک اور فراعنہ کی حالت پتلی ہو گئی' بغا اور وصیف کو اس بات کا احساس ہو گیا' انہوں نے ان لوگوں سے ساز باز کر کے ابھار دیا چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور محل سرائے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے' جوسق کا ارادہ کیا جہاں پر اتامش نے خلیفہ مستعین کے پاس پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کیا' خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی دو دن تک محاصرہ میں رہا تیسرے دن بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ ڈالا ہلڑ مچا کر گھس پڑے اس کو اور اس کے کاتب شجاع بن قاسم کو مار کر مال و اسباب کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ ابو صالح عبداللہ بن محمد بن علی کو وزارت کا عہدہ دیا' وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی سندِ حکومت عنایت کی۔ کچھ مدّت بعد بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابو صالح سے ان بن ہو گئی' ابو صالح بخوفِ بغا صغیر فرار ہو گیا۔ تب مستعین نے قلمدانِ وزارت محمد بن فضل جرجانی کے سپرد کر دیا اور دیوانِ رسائل پر سعید بن حُمید کو مقرر کیا۔

یحیٰی بن عمر کا ظہور

یحیٰی بن عمر بن یحیٰی بن حسین بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابو الحسین تھی ان کی والدہ عبداللہ بن جعفر کی نسل میں سے تھیں بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور بے کسی کے باعث افلاس اور تنگ دستی نے گھیر لیا تھا۔ دانے دانے کو محتاج ہو رہے تھے۔ انہیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں دورِ حکومتِ متوکل میں بنو طالب کا سردار مامور ہو کر خراسان لے آیا ابو الحسین اس سے ملنے کو گئے۔ اپنی مقروضی' افلاس' تہی دستی نئے اور کثرتِ عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کے طلبگار ہوئے۔ عمر بن فرج نے انتہائی درشتی سے مخاطب کر کے قید کر دیا' جب لوگوں نے ضمانت دی تو پھر رہائی عمل میں آئی۔

کوفہ میں شورش

ابو الحسین جب قید سے رہا ہوئے تو بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے' وصیف سے ملاقات کی' اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کی بابت عرضداشت پیش کی۔ وصیت بھی بدمزاجی سے پیش آیا۔ سخت نامناسب الفاظ کہہ کر نکلوا دیا۔ مجبوراً پریشانی کی حالت میں کوفہ واپس آئے۔ ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی طرف سے ایوب بن حسین بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی ذالی کوفہ تھا۔ ابو الحسین نے کوفہ میں پہنچ کر صحرا نشینانِ عرب اور اہلِ کوفہ کو بہ ارادہ خروج جمع کیا' اور آلِ محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی دعوت دی۔ سب نے بڑی خوشی سے اس دعوت کو منظور قبول کیا جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ شاہی عمّال کو شہر سے نکال باہر کیا۔ شاہی دفاتر کو نذرِ آتش کر دیا بیت المال کے دروازے توڑ ڈالے' دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

ابو الحسین کی کامیابیاں

اس پر پولیس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود فرّخی گورنر سواد کو تحریر کیا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ جنگ یحیٰی بن عمر پر چلے جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ایوب نے ابو الحسین سے صف آرائی کی ابو الحسین نے

پہلی جھڑپ میں ہی ان کو شکست دے دی' جو کچھ ان کے ساتھ تھا' اس کو لوٹ کر سوادِ کوفہ کی طرف پیش قدمی کی' زیدیہ اور اطراف و جوانب کے رہنے والوں کا ایک گروہ ساتھ ہو گیا' سرزمین واسط پہنچتے پہنچتے تک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے پر متعین کیا' اس حکم کے مطابق' حسین بن اسمٰعیل اپنا لشکر مرتب کر کے ابو الحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابو الحسین نے کوفہ کی طرف واپسی کی عبدالرحمٰن بن خطاب معروف بوجہ انغلس سے جھڑپ ہو گئی' ابو الحسین اس کو شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب میدان جنگ سے فرار ہو کر سیدھا شاہی محل میں پہنچا۔

ابو الحسین کا خاتمہ

اہلِ بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص زیدیہ کی امداد کے لئے تیار ہو گئے' ابو الحسین کے پاس جوق در جوق آ کر جمع ہونے لگے' اس دوران حسین بن اسمٰعیل کوفہ کے نزدیک آپہنچا' عبدالرحمٰن بن خطاب بھی یہ خبر سن کر اس سے آملا' ابو الحسین نے کوفہ سے نکل کر صف آرائی کی' تمام رات ترتیب لشکر میں مصروف رہا' صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ساتھیوں نے ثابت قدمی سے بھرپور حملہ کیا کہ ابو الحسین کی زیرِ کمان فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ سینکڑوں افراد مارے گئے۔ ایک گروہ کثیر ابو الحسین کے متبعین کو گرفتار کر لیا گیا از انجملہ ہیسم عجلی تھا بالآخر یحییٰ بن عمر (یعنی ابو الحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا' سر اتار کر فتح کے اطلاع نامہ کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا..... خلیفہ مستعین نے ایک صندوق میں بند کرا کے ہتھیاروں کے کمرہ میں رکھوا دیا اور قیدیوں کو جیل میں ڈلوا دیا (یہ واقعہ پندرھویں رجب ۲۵۰ھ کا ہے)

اوسالوس کی جاگیر

جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر پر فتح یابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ خلیفہ مستعین نے ابن حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں عنایت کیں ان میں ایک جاگیر حدودِ دیلم کے قریب اوسالوس نامی تھی۔ اس جاگیر کے متعلق قطعۂ زمین تھی' جس میں بکثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب و جوار والے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی طرف سے اس کا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیردار کا بھائی) عاملِ طبرستان تھا۔ محمد بن اوس بلخی نامی ایک شخص سلیمان عاملِ طبرستان کا خوب چہیتا بنا ہوا تھا' جو چاہتا تھا کہ گزرتا۔ سلیمان دم تک نہ مارتا' اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر تعینات کر دیا رعایا کو ان لوگوں کی بری عادات سے شکایات پیدا ہوئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس بلادِ دیلم میں داخل ہو کر ایک گروہ کو گرفتار کر لایا حالانکہ اہلِ دیلم اور طبرستان والوں سے مصالحت تھی اس سے یہ لوگ ناراض ہو کر منحرف ہو گئے۔

محمد جعفر پسران رستم

اس دوران محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیرات پر قبضہ کرنے کے لئے طبرستان میں داخل ہوا اور اس قطعۂ زمین پر قابض ہونے کا ارادہ کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد و جعفر پسران رستم نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جو ان شہر میں ان کے مطیع و فرماں بردار تھے۔ محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خوفزدہ ہو کر سلیمان عاملِ طبرستان کے پاس چلا آیا۔ رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان والیِٔ طبرستان کے مقابلہ پر ہماری مدد کرو' اس کے بعد طبرستان میں علویوں میں سے محمد بن ابراہیم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ امارت کا دعویٰ کیجئے۔ ہم آپ کے احکامات کی تعمیل کریں گے۔ محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا لیکن یہ ہدایت کر دی کہ تم رے میں جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور پیشوا ہیں۔

لڑائی کی تیاری

چنانچہ رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو معہ محمد بن ابراہیم کے خط کے حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا۔ حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ رے سے طبرستان آپہنچے اس عرصہ میں اہلِ کلا روسالوس دریان اور دیلم کا جم غفیر جمع ہو گیا۔ رستم کے بیٹے ان کے سردار اور پیشوا تھے۔ ان سب لوگوں نے اتفاقِ رائے سے حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمّال کو طبرستان سے نکال باہر کیا۔ سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبالِ طبرستان والے بھی جماعت میں شامل ہو گئے اور ایک خاصا لشکر مرتّب ہو گیا۔

آمد پر حملہ

حسن نے میدان خالی دیکھ کر آمد پر حملہ کر دیا۔ محمد ابن اوس ساریہ سے آمد کے بچانے کو آیا۔ مگر پہلی ہی جھڑپ میں شکست کھا کر ساریہ میں سلیمان سے جاملا حسن نے آمد پر قبضہ حاصل کر کے ساریہ کی طرف پیش قدمی کی۔ سلیمان نے اپنا لشکر مرتّب کر کے میدان کا راستہ لیا۔ غلطی یہ ہوئی کہ شہر کی حفاظت کا کچھ انتظام نہ کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا۔ چنانچہ جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی تو حسن بن زید کے دو ایک سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے' سلیمان یہ خبر سن کر حواس باختہ ہو کر فرار ہو گیا۔ حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے اہل و عیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔

کہا جاتا ہے کہ سلیمان نے ارادتاً شکست کھائی تھی اس وجہ سے کہ تمام بنی طاہر کا میلان تشیّع کی طرف تھا۔

حسن بن زید کی کامیابی

ساریہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن علی بن اسمٰعیل یا بہ روایت بعض مؤرخین محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو زیرِ قیادت ایک فوج کے رے کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے رے پر بھی قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی' خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی طرف حسن بن زید کے قبضہ و تصرّف سے بچانے کی غرض سے بھیجا۔

حسن بن زید کی سرکوبی

محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) نے جب رے پر قبضہ کر لیا تو اہلِ رے سے بدسلوکی کرنے لگا۔ اہلِ رے اس سے بدظن ہو گئے۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال برادر شاہ بن میکال کی زیرِ قیادت ایک فوج رے کی طرف روانہ کی۔ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی رے پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کر لیا۔ حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو متعین کیا ابنِ میکال مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی' ابنِ میکال کو شکست ہوئی' اثناءِ دارو گیر میں مارا گیا اور رے پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلیمان بن طاہر نے جرجان سے طبرستان کی جانب واپسی کی اور اس کو حسن بن زید کے قبضہ سے چھڑا لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیر آباد کہہ کر دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ و آمد کی طرف کوچ کر دیا' اس کے ہمراہ قارن بن شہرزاد کے بیٹے بھی تھے۔ سلیمان نے ان کی لغزش معاف کر دی اور اپنے ساتھیوں کو انہیں تکلیف پہنچانے سے منع کر دیا۔

طبرستان پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغاکبیر کی زیرِ قیادت ایک لشکر جرّار رے میں داخل ہوا اور اس کو ابو دلف کے قبضہ سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد ایک لشکر صوبجاتِ طبرستان کی طرف روانہ کیا' حسن بن زید سے لڑائی ہوئی' آخر کار حسن بن زید صوبجات طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے

گئے۔ موسیٰ بن بغا کبیر نے صوبجات طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور حسن بن زید کے مکان اور فوجی کیمپ کو اجاڑ کر رے کی طرف لوٹ آیا۔

وکیل کا جھگڑا

ترکوں کا ایک مشہور سپہ سالار باغر ترکی بغا صغیر کے مصاحبوں میں تھا خلیفہ متوکّل کے قتل کئے جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا۔ کئی گاؤں سواد کوفہ میں بطور جاگیر عنایت کئے گئے۔ ایک شخص نے اہل بار و سما سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق وقت سے ابن ماریہ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے جھگڑ پڑا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد باغر کا وکیل رہا ہو کر سامرا پہنچا۔ دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں ان دنوں حکومت کی باگ ڈور تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا' اس نے باغر کے وکیل کی کوئی نہ سنی۔ باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا تمام واقعات بیان کئے۔ اس سے باغر آگ بگولا ہو گیا اسی وقت بغا صغیر کے پاس گیا' دلیل نصرانی کی شکایت کی' سخت و سست کلمات اس کے بارے میں کہے۔ بغا صغیر نے تسلی دیتے ہوئے کہا "تم گھبراؤ نہیں' میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امور خلافت اس کے ہاتھ میں ہیں جلد بازی اچھّی نہیں میں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کر لوں تو تم جو اس کے ساتھ چاہو کرنا"۔ باغر کا غصہ اس بات کے سنتے ہی کچھ قدر ٹھنڈا ہو گیا لوٹ آیا بغا صغیر نے دلیل نصرانی کو ان تمام واقعات کی خبر کر دی اور نیز یہ کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ ذرا ہوشیار رہنا' اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے دلیل کو برطرف کر دیا ہے لیکن پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا دربارِ خلافت میں آنا جانا بند کر دیا۔

باغر کی سازش

ایک دن بغا صغیر اپنی پرانی عادت کے مطابق اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے خلیفہ مستعین کی خدمت میں حاضر ہوا' خلیفہ مستعین نے وصیف سے اتیاخ کے اعمال اور باغر کے حالات دریافت کئے وصیف نے عرض کیا "امیر المومنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک باغر اچھا آدمی نہیں ہے" خلیفہ مستعین یہ سن کر بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجّہ ہوا' اس نے صاف انکار کر دیا۔ باغر کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے ان ساتھیوں کو جمع کیا جنہوں نے خلیفہ متوکّل کے قتل کا اس سے عہد و پیمان کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کو قتل کرنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو کرسیِ خلافت پر بٹھانے کا وعدہ لیا، اس شرط سے کہ حکومت کی باگ ڈور یہ کارروائی کرنے کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہو گی۔

باغر کا خاتمہ

کسی طرح یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک پہنچ گئی۔ بغا صغیر اور وصیف کو طلب کر لیا' تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے باتفاق رائے بغا اور وصیف باغر کو مع ان دو ترکوں کے جو اس کے ہم راز تھے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے کی گئی۔ لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو آگ بگولا ہو گئے اور مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے شاہی اصطبل کو لوٹ لیا' خاصے کے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر محل سرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغر کے قتل پر ایک سردار کو مامور کیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے سامنے آ گیا۔

سامرہ میں شورش

باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ اور تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا گیا سامرا میں جس طرف نگاہ اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈا نظر آتا تھا' ہر کوچہ و بازار میں ترکوں نے ہنگامہ آرائی برپا کر رکھی تھی مجبوراً بغا' وصیف' شاہک خادم احمد بن صالح بن شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد بقیہ سپہ سالاران لشکر' کتاب' عمّال اور کل بنو ہاشم باستثناء جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ

سامرا نے بغداد میں آ گئے۔
سامرا سے ان لوگوں کی روانگی کے بعد ترکوں کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی۔ چھ سرداران لشکر سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ساتھیوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کی عرضداشت پر کوئی توجّہ نہ دی چنانچہ ناامید ہو کر واپس آئے اور معتز کو خلیفہ بنانے کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے۔

ترکوں کی عذر خواہی

جس وقت خلیفہ مستعین نے دارالخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی' ترکوں کو اس سے ایک طرح کی فکر پیدا ہوئی سرداران لشکر عذر خواہی کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے' اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کی اور واپسی کے لئے منّت و خوشامد کے ساتھ اصرار کرنے لگے۔ خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بدعہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک دیتا تھا' آخر خلیفہ مستعین نے تنگ آ کر صاف الفاظ میں اپنی خوشنودیٔ مزاج ظاہر کر دی' ترکوں میں سے کسی نے کہا "اچھا اگر امیرالمومنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر سامرا کا راستہ لو" محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بے باکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر سرزنش کی' خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا۔ "یہ لوگ جاہل ہیں عجمی ہیں۔ ان کو آدابِ شاہی کی خبر نہیں ہے"۔ محمد بن عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "فی الحال تم لوگ سامرا واپس جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آؤں گا" چنانچہ ترک واپس چلے گئے۔

ترکوں کی حرکت

خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے سے ترک ناراض ہو گئے' نتیجہ یہ ہوا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی' ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کیں۔ بیعت عامہ کے وقت ابو احمد بن الرشید بھی لائے گئے تھے۔ انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر غصے سے کہا "تم نے اپنے آپ کو دستبردار کر دیا تھا؟" معتز نے جواب دیا "ہاں! مگر بہ اکراہ و جبر"۔ ابو احمد بولے "مجھے اس کی کیا خبر۔ میں تو اس کی (یعنی مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں"۔ معتز نے قائل ہو کر چھوڑ دیا۔
بیعت کی تکمیل کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج کو مقرر کیا گیا کتابت' دواوین اور بیت المال کا انتظام بھی اس کی سپرد ہوا' سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب فرار ہو کر بغداد میں چلا گیا۔

بغداد کی حفاظت

جب معتز کی بیعت کی خبر محمد بن عبداللہ کو ہوئی تو اس نے انتظامی نقطۂ نظر سے سلیمان بن عمران والیٔ موصل کو لکھ بھیجا کہ اہلِ سامرا کا رسد و غلہ بند کر دو اسی دوران مالک بن طوق مع اپنے اہل و عیال اور لشکر کے آپہنچا۔ جوبہ بن قیس والی انبار کے نام فراہمی لشکر کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ فصیل کو درست کرایا' ہر دروازے پر منجنیقیں نصب کرائیں اور ہر کار پہ سالار متعیّن کیے' فصیلوں پر مشہور و معروف تیر اندازوں اور جنگجوؤں کو متعین کیا اور شہر کے دونوں جانب عمیق خندقیں کھدوائیں۔ اس انتظام و درستی میں تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ وظائف اور روزینے چاہنے والوں کے سپرد کیے گئے تاکہ ضرورت کے وقت پر لوگوں کو دیا کریں۔

خط و کتابت

خلیفہ مستعین نے بھی گورنران صوبجات ممالک مقبوضہ کے نام فرامین جاری کیے کہ خراج وغیرہ قاصد در حکم ثانی بجائے سامرا کے بغداد روانہ کریں' ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگزر کیا' اب بھی اپنے باغیانہ خیالات

اور نامناسب کاموں سے باز آؤ اور خلیفہ کی اطاعت قبول کرو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا' خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لے گئی تھی کہ منتصر کے بعد معتز کو کرسئ خلافت کا مالک بنایا جائے۔ محمد معتز کو مستعین کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات سے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا۔ ایک عرصہ تک دونوں میں خط و کتابت جاری رہی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

حسن بن افشین کی عزت افزائی

ان دنوں موسیٰ بن بغا کبیر ابن حمص سے جنگ کی غرض سے شام گیا ہوا تھا' خلیفہ مستعین اور معتز اس سے خط و کتابت کرتے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف بلاتا تھا آخر کار بغا کبیر معتز کی طرف مائل ہو گیا۔ خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا۔ عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا۔ خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کو حاضر ہوں۔ کچھ عرصہ بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز سے جا ملا تو یہ بھی بغداد سے فرار ہو کر سامرا پہنچا اور معتز سے یہ بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات دریافت کرنے کے لئے بغداد گیا تھا۔ معتز نے اس معذرت کو قبول کر لیا اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افشین سامرا سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ مستعین نے خلعتِ فاخرہ سے نوازا اور اشروسنیہ کی سرداری پر فائز کیا۔

موفق کی پیش قدمی

جس وقت امراءِ شہر و ارا کین سلطنت جس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہوا' اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل ملقب بہ موفق کو جنگ بغداد کا جھنڈا عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے زیر قیادت مشہور سپہ سالار بالکیال ترکی موفق کی ماتحتی میں دیا چنانچہ موفق پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ جس میں اتراک' فراعنہ اور مغاربہ تھے بغداد کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا۔ مابین عکبرا اور بغداد کے جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ بغا صغیر کے ساتھیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس چلی آئی۔ موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ[1] تک پہنچا۔ خلیفہ مستعین نے حسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر متعین کیا اور چند مشہور سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ ۹ صفر ۲۵۱ھ کو ترکوں کا پٹرول آہستہ آہستہ باب شماسیہ کے نزدیک پہنچا' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال اور بیدار طبری کو حسین بن اسمٰعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دسویں تاریخ تھی' محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ بغاء' وصیف اور فقہاء و قضاۃ کے سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ خلیفۂ وقت سے بغاوت نہ کرو جس طرح اس سے قبل تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے۔ اسی طرح اب بھی دائرۂ اطاعت میں آ جاؤ' ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتزلہ کو خلیفہ مستعین کے بعد کرسئ خلافت کا وارث بنائیں گے"۔ موفق کے لشکریوں نے منظور نہ کیا لوٹ آئے۔

محمد بن عبداللہ کی حکمت عملی

اگلے دن ان سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر تعینات تھے' بغرض صدور حکم جنگ پر رپورٹ آئی کہ ترکوں کا آج جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ باب شماسیہ سے وہ لوگ بہت قریب آ گئے ہیں"۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے رپورٹ کی پشت پر لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں پر ٹالو اور اگر وہ حملہ بھی کریں تو تم دفاع کے علاوہ جنگ نہ کرو' اسی دن عبداللہ بن سلیمان نائب بغا صغیر مکہ مکرمہ سے تین سو افراد کی جمعیت کے ساتھ آ پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور صلے عنایت کئے اس کے دوسرے روز ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر قدم بڑھائے۔ حسین بن اسمٰعیل معہ اپنے لشکر کے مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے سینکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسمٰعیل کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ترکوں میں سے ایک گروہ نہروان کی طرف چل دیا۔

مورچہ بندی

محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس بات کی خبر ہوئی تو اپنے ایک سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کو روکنے کے لئے روانہ کیا

[1] موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۵)

ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے کاٹ دیا۔ اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی طرف روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کی جانب غربی مورچہ قائم کیا۔

معتز کو شکست

ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال کو مامور کیا' فریقین سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے' لڑائی ہوئی' شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو سخت شکست دی' کامیاب ہو کر میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور ان تمام سپہ سالاران کو جو اس معرکہ میں اس کے ہمراہ تھے' ہر ایک کو چار چار خلعتیں' طوق اور سونے کے کنگن عنایت کیے۔ جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جس قدر مکانات' باغات اور دوکانیں تھیں مسمار کرا دیں۔

ترکوں کا فرار

اس دوران فارس اور اہواز کا خراج منکجور اشروسنی کے ساتھ آپہنچا' ترکوں نے لوٹ لینے کا ارادہ کیا' ابن طاہر کو اس کا خطرہ پہلے ہی سے پیدا ہو گیا تھا' ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا' ترکوں کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ منکجور معہ خراج فارس و اہواز بغداد میں داخل ہو گیا۔

جب ترکوں کو اس غارت گری میں کامیابی نہ ہوئی تو اپنی خفت مٹانے کی غرض سے نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو نذر آتش کر دیا۔

محمد بن خالد کی ناکامی

خلیفہ مستعین نے اس سے قبل محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو ثغور جزریہ کا والی مقرر کیا تھا' چنانچہ محمد بن خالد لشکر کے انتظار و فراہمی مال و اسباب وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً" ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر ملی تو فوری طور پر کوچ کر دیا اور براہ رقہ بغداد آپہنچا' ابن طاہر نے اس کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ ترکوں نے اس کو بھی شکست دے دی۔ فرار ہو کر سواد چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ ابن طاہر کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی بے ساختہ بول اٹھا "لا یفلح احد من العرب الا ان یکون معہ بنی ینصرہ اللہ بہ"

تجدید بیعت

ان واقعات سے ترکوں کی جرأت بڑھ گئی تیزی سے شہر کی طرف بڑھے' پوری شدت سے لڑائی کا آغاز کیا بڑھتے بڑھتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس روزانہ جنگ و خوں ریزی سے اہل بغداد پر عرصۂ حیات تو تنگ ہو ہی رہا تھا کہ اچانک ثغور سے یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ بلکاجور لوگوں سے معتز کی بیعت خلافت لے رہا ہے ارکین سلطنت یہ سن کر گھبرا گئے۔ ابن طاہر بولا "وہ ایسا نہیں ہے۔ غالباً" اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے"۔ ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت درست تھا' چنانچہ جس وقت بلکاجور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین زندہ و سلامت کرسی خلافت پر متمکن ہے۔ اسی وقت معتز کی بیعت توڑ کر خلیفہ مستعین کی تجدید بیعت کی اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر اطاعت و فرماں برداری' دربار خلافت میں روانہ کر دی۔

موسیٰ بن بغا کا ارادہ

موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ترکوں کے ساتھ تھا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا ارادہ کیا ساتھیوں نے اس مشورے کی مخالفت کی۔ مکالمے سے مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے جنگ کی نوبت پہنچ گئی۔ چند آدمی مارے گئے۔ موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادہ سے باز آیا۔

کشتیوں پر حملہ

اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آگئیں۔ ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس پینتالیس آدمی تھے' جن میں اکثر نفاط تھے' باب شماسیہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا ان لوگوں نے ترکوں پر گرم تیل کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں۔ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

حفاظتی تدابیر

محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقّی پذیر دیکھ کر اور اسلامی شہروں کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑا۔ اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک تجربہ کار سپہ سالار کو مدائن کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ حوبہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد پر روانہ کی گئی۔ حوبہ نے انبار میں پہنچ کر فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا۔ ساری خندق پانی سے بھر گئی۔

ترکوں سے لڑائی

معتز کی طرف سے اسحاق انبار پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی انبار کے باہر دونوں فوجوں کی لڑائی ہوئی' گھمسان کی جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ اسحاق انبار کی طرف بڑھا' حوبہ نے ان واقعات کو سن کر بغداد کی طرف واپسی کر دی۔ ابن طاہر نے حسین[1] بن اسمٰعیل کو ترکوں کی لوٹ مار سے انبار کے بچانے پر متعین کیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو معہ ایک بہت بڑے لشکر کے اس کی ماتحتی میں دیا ترکوں کے ہراول سے مقام دِ مما پر مقابلہ ہو گیا۔ حسین بن اسمٰعیل کا لشکر زیادہ تھا ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر انبار پہنچے حسین بن اسمٰعیل نے آگے بڑھ کر قریب انبار قیام کرنے کا ارادہ کیا۔

ترکوں کا حملہ

ابھی اس کے لشکری سامان وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے' ترکوں کی فوج آ پہنچی' لڑائی ہونے لگی' حسین کے ساتھیوں نے ترکوں کو سخت شکست دے کر پسپا کر دیا اور جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے۔ ترکوں نے اس سے پہلے سے چند دستۂ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے بڑھی' ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا اس اچانک حملہ سے حسین کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے' گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے' ایک گروہ کثیر اس کے ساتھیوں کا فرات میں ڈوب گیا۔ ایک جماعت کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔ کچھ لوگ بھاگ کر اواخر جمادی الثانی میں یاسریہ پہنچے۔ ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی طرف کوچ کیا۔ آٹھ رجب ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آکر یہ اطلاع دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کے چند پایاب مقامات سے دریا عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے۔ حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کی زیر قیادت دو سو تیر اندازوں کو ان پایاب مقامات پر مامور کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر عبور کرنے والا تھا۔

ترکوں کی کامیابی

چنانچہ ترکوں کا لشکر عبور کرنے کے لئے آیا۔ حسین بن اسمٰعیل نے مزاحمت کی' فریقین ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے آخر کار حسین کو شکست ہوئی ایک کشتی پر سوار ہو کر فرار ہو گیا۔ ترکوں نے اس کے لشکر گاہ اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا شکست خوردہ ایک گروہ اسی رات کو بھاگ کر بغداد پہنچا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت اس کے لشکر سے الگ ہو کر معتز سے مل گئی جن میں علی و محمد پسران خلیفہ واثق

---

[1] حسین بن اسماعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے ۲۳ جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پنج شنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا' دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹)

گئی تھے یہ واقعہ اوائلِ رجب ۲۵۱ھ میں پیش آیا۔

ترک بغداد میں

اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد جھڑپیں ہوئیں جانبین سے ہزارہا آدمی مارے گئے انہیں لڑائیوں کے دوران ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہلِ بغداد نے ان کو مار کر نکال باہر کیا۔ اس کے بعد ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا۔ ابو الساج والی مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو الساج ترکوں کی مدافعت نہ کر سکا ترکوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس دوران میں وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں غربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا آ پہنچا صرصر اور قصرِ ابنِ ہبیرہ تک لوٹ مار کرتے ہوئے بڑھ آئے ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک مسلسل محاصرہ قائم رہا۔

زبردست معرکہ

ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ ایک دن ابن طاہر نے ماہ مذکور میں طویل محاصرہ سے تنگ آ کر اپنے مشہور سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ دیر تک اپنی پرجوش تقریر سے ان کو ابھارتا رہا جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوشِ انتقام جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابنِ طاہر نے نصر من اللہ وفتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دیا لشکری اس حکم کے صادر ہوتے ہی غراتے ہوئے شیروں کی طرح ڈکارتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے زبردست جنگ ہوئی اس معرکہ میں ترکوں کو شکست ہوئی ایک حصہ کثیر ان کی فوج کا مارا گیا۔ بغا اور وصیف کی زیر کمان جو ترکی دستہ تھا اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا جس سے ترکوں کو ایک طرح کی قوت ہو گئی جمع ہو کر پھر لوٹ پڑے اہلِ بغداد شکست کھا کر فرار ہو گئے۔

ابنِ طاہر پر تہمت

ماہ ذی الحجہ ۲۵۱ھ میں افشین کا بھائی رشید بن کاؤس فریقین میں صلح کرانے کی غرض سے ترکوں کے لشکر میں امان حاصل کر کے گیا۔ لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کے برطرف کرنے کی تہمت لگائی' جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہلِ بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابو احمد کا سلام پہنچایا اہلِ بغداد نے اس کو اور ابنِ طاہر کو گالیاں دیں اور انتہائی نازیبا کلمات سے مخاطب کیا اور مسمار کر دینے کے قصد سے رشید کے مکان کی طرف بڑھے۔ ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کو ختم کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ اس کام سے جس کو وہ کرنا چاہتے تھی روکا۔ الزامات سے خود کو بری الذمہ ظاہر کیا۔ اس کے سمجھانے سے اہلِ بغداد کے خیالات ٹھیک ہو گئے فتنہ ٹھنڈا ہو گیا اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

اہلِ بغداد کا اندیشہ

اس کے بعد ابن طاہر اور ابو احمد میں خط و کتابت شروع ہوئی عوام النّاس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا بُرے خیالات جو اس کی طرف سے قبل اس کے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے۔ لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے طلب کئے ابنِ طاہر نے ان لوگوں کو فتنہ ختم کرنے کا حکم دیا اور دو ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا لشکریوں نے یک زبان ہو کر کہا "ہم اس وقت تک اس کام سے باز نہیں آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی ٹھیک ٹھیک رائے معلوم نہ ہو گی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں ترکی لشکر بغداد پر متصرف و قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک نہ کرے جیسا کہ اہل مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے" ابن طاہر نے یہ تمام واقعات خلیفہ مستعین سے حاضر ہو کر بیان کئے' خلیفہ مستعین لوگوں کو دکھانے کی غرض سے دار العوام کی چھت پر آیا ایک ہاتھ میں خلافت کی چادر تھی دوسرے میں عصا تھا۔ قسم شرعی کھا کر بیان کیا۔ "تم لوگ کسی قسم کا فکر نہ کرو' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ سب ٹھیک ہے اور درست ہے"۔ اہلِ بغداد کو خلیفہ مستعین کے قسم کھانے سے اعتبار آ گیا خیالاتِ فاسدہ دور ہو گئے تمام کے تمام گھر سدھارے اور فتنہ و فساد کا ہنگامہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ابنِ طاہر کی بددلی

ابن طاہر نے اہل بغداد کی آئے دن کی یہ صورت حال دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا ارادہ کیا' رؤسائے شہر نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے۔ ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصوروار سمجھے جاتے ہیں تو معاف فرمایئے' ابن طاہر نے ان لوگوں کو بڑی عمدگی سے سے انتہائی معقول جواب دے کر واپس کیا' انہیں دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً" ابنِ طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا گیا۔ لیکن سپہ سالارانِ لشکر اور سردارانِ بنی ہاشم کو ابنِ طاہر کے ساتھ رہنے اور اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی۔

ابنِ طاہر کے جذبات

ایک دن ابنِ طاہر جنگ کے ارادہ سے مسلح ہو کر مکان سے باہر آیا' سوار ہو کر لشکریوں کی طرف گیا اور سرداران لشکر کو جمع کر کے کہنے لگا "واللہ میں خلیفہ مستعین کے سوا اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں' جب تک میرے جسم میں جان ہے' اس وقت تک خلیفہ کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہوں گا" لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے' مرحبا مرحبا جزاک اللہ پکار اٹھے۔ ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کر خلیفہ مستعین کی طرف چلا"۔

اور جذبات ٹھنڈے ہو گئے

راستے میں کسی فسادی نے یہ سکھا دیا کہ تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی میں خود کو ہلاک کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر متعین کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی" یہ بات سنتے ہی ابنِ طاہر کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا۔ اسی فکر و پریشانی کی حالت میں اپنے مکان پر واپس آیا اس دوران احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے۔ ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی بری خبر سنائی' تب تو ابنِ طاہر کے ہوش اڑ گئے۔ طرح طرح کے خیالات اس کی دل میں آنے لگے مگر صبر و تحمل سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا تاآنکہ عیدالاضحیٰ کا دن آ گیا۔

مستعین کی معزولی

نماز عیدالاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا اس وقت فقہاء و قضاۃ اراکین سلطنت بھی موجود تھے۔ ابنِ طاہر نے عرض کیا۔ "امیر المومنین کی اگر مرضی و حکم ہو تو ابو احمد سے مصالحت کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے" خلیفہ مستعین نے کہا "بہتر" ابن طاہر رخصت ہو کر باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا' اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ مکمل طور پر مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں۔ (۱) آپ خود کو خلافت سے دستبردار کیجئے۔ (۲) پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو عنایت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔ (۳) دارالخلافہ چھوڑ کر حجاز میں مابین حرمین قیام فرمایئے۔ (۴) بغا کو گورنری حجاز اور وصیف کو حکومت جبل دی جائے۔ (۵) خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو حصہ غلاموں اور اتراک کو"۔ خلیفہ مستعین نے اولاً اس گھمنڈ میں کہ وصیف اور بغا میرے خیر خواہ ہیں ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ لیکن جب یہ راز فاش ہوا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ساتھ ہیں راضی ہو گیا۔ اس کے علاوہ جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہاء و قضاۃ کو طلب کر کے اس بات کا ان کو گواہ کیا کہ میں نے اپنے تمام امور کو ابنِ طاہر کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے بعد سپہ سالاران کو بلا بھیجا۔ جب وہ سب حاضر ہو گئے تو بیان کیا" کہ اس سے میرا یہ مقصود ہے کہ خوں ریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق ضائع نہ ہوں۔ لہٰذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ بہمراہی ابنِ طاہر معتز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی گواہی دو چنانچہ یہ لوگ مع ابن طاہر کے جب کہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گزر چکی تھیں معتز کے پاس گئے۔

باب ۱۴

مستعین کی خلافت سے معزولی ۲۴۸ھ تا ۲۵۵

معزولی کا اعلان

جب وہ صلح نامہ جسے ابن طاہر نے مرتب کیا تھا' سپہ سالاران لشکر اور معتز کے دستخطوں کے ساتھ مکمل ہو گیا' اہل بغداد سے معتز کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ دستبردار خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی دستبرداری کا اعلان کیا۔ خلیفہ معتز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل میں لا کر ٹھہرایا اور اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال بھی تھے۔ چادر' عصا اور انگوٹھی خلافت لے لی مکہ مکرمہ جانے کی ممانعت کر دی۔ بصرہ جانے کی درخواست پیش کی یہ بھی نامنظور کی گئی مزید بر آں یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کر واسط روانہ کر دیا۔

عہدیداروں کی تبدیلیاں

ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سے ردّ و بدل ہوئے خلیفہ معتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ابو احمد (خلیفہ معتز کا بھائی) بغداد سے سامرہ واپس آیا۔ آخر محرم ۲۵۲ھ میں ابو الساج دیوداد بن دیو دست واپسی کر کے بغداد میں داخل ہوا ابن طاہر نے معاون سواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کے دماغ پر اپنے نائب کو مامور کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا' وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم پلہ ہیں دیوان سے خارج کر دیے جائیں۔

ابو اسحاق کی سازش

اس دوران محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کے سپہ سالاروں میں تھا ابو اسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کی قتل کا ذمہ لے لیا اور بارگاہ خلافت سے اس کارگزاری کے صلہ میں یمامہ' بحرین اور بصرہ کی سند گورنری عنایت کی گئی' اتفاق سے بغا اور وصیف تک یہ اطلاع پہنچ گئی سوار ہو کر ابن طاہر کی خدمت میں آئے۔ تمام حالات سے آگاہ کیا لوگوں کی بدعہدی اور وعدہ شکنی کی شکایت کی۔ ابن طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا۔ اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو مؤید کے پاس بھیجا۔ مؤید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اس کے کہنے سے خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے تقصیر کو معاف کر لیا۔

بغا اور وصیف سامرا میں

بغا کے ساتھ بھی ابو احمد بن متوکل نے اسی طرح ہمدردی کی خلیفہ معتز نے خطا معاف کر کے ایک فرمان اپنی رضامندی کا ان دونوں کے نام بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھیجوایا اور ادھر ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا ارادہ کریں تو ہرگز نہ آنے دینا۔ بغا اور وصیف نے خلیفہ کا فرمان ملتے ہی سامرا کی تیاری کر دی۔ ابن طاہر نے روکنا چاہا مگر دونوں رکے بغداد سے روانہ ہو کر سامرا پہنچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ان کی گورنریوں پر ان کو بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس اس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

لشکریوں کی ہنگامہ آرائی

ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں لشکرِ بغداد اور ابنِ طاہر کے درمیان ایک جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے وظائف اور روزینے طلب کرنے کے لئے ابنِ طاہر کے پاس آئے تھے۔ ابن طاہر نے جواب دیا۔ "میں نے بارگاہِ خلافت میں تمہارے وظائف اور روزینے کے بارے میں ایک عرضی بھیجی تھی۔ بارگاہ خلافت سے جواب آیا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے اخراجات تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا گیا ہو تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے موقوف کر دو" بغدادی لشکر یہ سن کر شور و غل مچانے لگا۔ ابنِ طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے۔ ہنگامہ ختم ہو گیا۔ اپنی قیام گاہ پر واپس آیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے اس ہنگامہ کیا اس مرتبہ ان کے ساتھ جھنڈے اور طبل بھی تھے۔ سرداران لشکر کے لئے شماسہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے سرکنڈے اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔ محمد بن ابراہیم نے بھی اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور صحن مکان کو جنگجوؤں سے بھر لیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ ہوا کہ جمعہ کے دن خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں۔ خطیب یہ خبر سن کر گھر بیٹھ رہا اور بیماریٔ طبیعت کا بہانہ کر دیا۔ لشکرِ بغداد پل توڑنے کی غرض سے پل کی طرف بڑھا۔ ابنِ طاہر کی فوج نے دفاع کرتے ہوئے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی بالآخر ابن طاہر کی فوج کو کامیابی حاصل ہوئی۔

لشکرِ بغداد کی سرکوبی

اس کے بعد لشکرِ بغداد کی جانب شرقی لشکر کی مدد سے ابنِ طاہر کی فوج کو شکست فاش دی۔ بلوائیوں نے پولیس کیمپ کو لوٹ لیا۔ ابن طاہر نے اس طوفان بدتمیزی کو دیکھ کر ان دوکانوں کو نذر آتش کر دینے کا حکم دے دیا۔ جو دروازہ پرل پر تھیں۔ ان دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا بند ہو گیا۔ فریقین میں آگ حائل ہو گئی۔ ابنِ طاہر کی فوج کی عزت رہ گئی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آیا۔ ابنِ طاہر نے پھر اسی وقت سے فراہمیٔ لشکر کی جانب توجہ کی' اپنے مشہور سپہ سالاروں اور جنگجوؤں کو جمع کیا۔ تجربہ کار سپاہیوں سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی۔ اس دوران لشکرِ بغداد سے دو شخص ابنِ طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک خفیہ راستہ بتلا دیا۔ ابنِ طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت زبردست تھا۔ لشکرِ بغداد کا مشہور سپہ سالار ابنِ خلیل اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے دوسرے سردار ابو القاسم عبدون بن موفق نے ابنِ طاہر پر حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی یہ بھی انہیں لڑائیوں کے دوران مر گیا۔

مؤید کی معزولی اور قتل

ماہ رجب ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی مؤید کو ولی عہدی سے معزول کیا اس وجہ سے کہ علاء بن احمد عامل آرمینیہ نے مؤید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے۔ عیسیٰ بن فرخان شاہ کو اطلاع ہو گئی۔ راستے میں سے لے لئے مؤید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخان شاہ کی مخالفت پر ابھار دیا۔ عیسیٰ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر مؤید کی شکایت لگا دی معتز نے مؤید اور ابو احمد کو اسی وقت گرفتار کرا کر قید میں ڈال دیا اسی زمانہ میں مؤید سے اس کی دستبرداری کا حکم نامہ لکھوایا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ اتراک مؤید کو جیل سے نکال لانے کا ارادہ رکھتے ہیں خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے اس بارے میں پوچھا موسیٰ بن بغا نے لاعلمی کا اظہار کیا خلیفہ معتز نے اگلے روز مؤید کو جیل سے باہر لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مؤید کو باہر نکالا گیا تو مردہ تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر مر گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا تکڑا سر پر رکھ دیا تھا اس وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ غرض مؤید کے مر جانے کے بعد اس کا بھائی ابو احمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑکانے کے لئے بھیج دیا گیا۔

مستعین کا انجام

مؤید کے قتل کے بعد خلیفہ معتز نے برطرف خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ "برطرف معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کر دو" ابنِ طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط حسبِ مضمون مذکرہ بالا ان دو اشخاص کے

لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسط میں متعین تھے۔ کہا جاتا ہے کہ احمد بن طولون کی معرفت یہ خط بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کے حوالہ کر دیا سعید بن صالح نے اس قدر مارا کہ معزول خلیفہ مستعین[1] مر گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا۔ بہرحال مستعین کے مرجانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی تڑپ کر مر گیا۔ مستعین کا سر اتار کر بارگاہِ خلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر دفن کر دیا جائے اور اس کارگزاری کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم اور بصرہ کی سندِ گورنری عنایت کی جائے۔

مغاربہ اور ترکوں میں چپقلش

غرہ ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے مابین چپقلش ہو گئی' ترکوں نے مؤید کے اشارہ سے ایک دن عیسیٰ بن فرخان شاہ کو گرفتار کر کے مارا گھوڑا چھین لیا۔ مغاربہ اس بات سے اشتعال میں آگئے۔ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور موقع پا کر جوسق پر حملہ کر دیا' ترکوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ شکست کھا گئے' ان کی گھوڑوں کو لے لیا اور اس پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے اس شکست کے بعد ان لوگوں کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی جو ان میں سے کرخ اور شاہی مکانات میں تھے بازاری اور شاکریہ مغاربہ سے مل گئے اس سے ترکوں کی قوت کم ہو گئی اور انہیں لڑائی کا میدان گرم کرنے کی ہمت نہ ہوئی جعفر بن عبدالواحد دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا فریقین نے چند دن حیل و حجت میں گزارے اس کے بعد جس وقت مغاربہ منتشر ہو گئے ترک پھر اکٹھے ہوئے۔ ابن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر پا کر محمد بن عون کے مکان میں جا چھپے۔ ترکوں کو پتہ چل گیا شور و غل مچاتے ہوئے محمد بن عون کے مکان پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں مار ڈالا۔ خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے دونوں کی جان جانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی کوشش و سفارش سے قتل تو نہ کیا البتہ جلاوطن کر دیا۔

مساور کا لڑکا

موصل کا گورنر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور حدیثہ موصل کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوازیج میں رہتا تھا ایک دن حسین بن بکیر افسر پولیس نے مساور کے حوثرہ نامی لڑکے کو حدیثہ موصل میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک خوبصورت نوعمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے والد مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین بن بکیر افسر پولیس نے مجھے زبردستی گرفتار کر لیا ہے۔ دن کو تو میں قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور رات کے وقت وہ مجھ سے دلہن کا کام لیتا ہے۔ مساور یہ خط پڑھتے ہی سخت غصے میں آگیا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو جمع کر کے حدیثہ موصل کا رخ کیا۔ حسین بن بکیر یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا رفتہ رفتہ اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچی یہ بھی جوش میں آگئے اور تیار ہو کر مساور کے پاس آگئے۔

مساور کی پیش قدمی

مساور کی قوت ان لوگوں کے آجانے سے بڑھ گئی فوجی صورت میں مرتب کر کے موصل کا رُخ کیا اور جانب شرقی میں پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کر دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد والیٔ موصل سے لڑتا رہا۔ پھر وہاں سے واپسی کر کے خراسان کے راستہ پر آٹھہرا۔ خراسان کے راستے کی محافظت پر بندار اور مظفر بن سیل متعین تھے۔ بندار یہ خبر سن کر تین سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مساور کے ساتھ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی مساور نے بندار کے ساتھیوں کو شکست دے کر سب کو مار ڈالا ان میں بندار بھی تھا۔ صرف پچاس آدمی زندہ بچے مظفر بن سیل فرار ہو کر بغداد پہنچا۔

---

[1] خلیفہ مستعین باللہ ابو العباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) مخارق نامی تھی۔ ملیح صورت، سفید رنگ، چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں تتلاہٹ یعنی شکستگی تھی حروف راز رام، عین اور شین کو ادا نہ کر سکتا تھا تقریباً اکیس برس کی عمر پائی۔ سب سے پہلے اس نے چھوٹی ٹوپیاں اور جوڑی آستینیں پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتیں۔ واللہ اعلم۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی۔

مساور کی کامیابی

خوارج جلولاء کی طرف چلے آئے اہل جلولاء اور مساور سے متعدد جھڑپیں ہوئیں جن میں فریقین کے سینکڑوں آدمی مارے گئے بعد ازاں بارگاہ خلافت سے خطرمش کو مقرر کیا گیا' ایک عظیم الشان لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور نے اسے بھی شکست دے دی اور بیشتر عمال موصل پر قابض ہو گیا۔

موصل کی لڑائی

پھر ۲۴۵ھ میں ایوی بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت مرحمت کی گئی' اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور نائب کے موصل پر مامور کیا۔ اس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرج بن لقمان (امراء بنی ہمدان کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھا جس نے لشکر مرتب کرنے کے بعد جنگ مساور روانگی اختیار کی اور نہرزاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر جا پہنچا مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا' حسن نے بڑھ کر وادی ریات میں طبل جنگ بجوا دیا لڑائی زوروں پر شروع ہو گئی لشکر موصل کو شکست ہوئی محمد بن سید ازدی مارا گیا حسن بن ایوب مضافات اربل کی طرف فرار ہو گیا۔

موصل پر چڑھائی

اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عبداللہ بن سلیمان ایک ناتجربہ کار شخص موصل کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ مساور نے موقع پا کر موصل پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن سلیمان والی موصل جنگ کے خوف سے چھپ گیا۔ مساور نے شہر میں پہنچ کر بلامزاحمت و جنگ قبضہ کر لیا' اہل موصل میں سے کسی نے چوں چرا نہ کی تھی کہ جمعہ کا دن آ گیا جامع مسجد میں معہ اپنی ساتھیوں کے نماز ادا کرنے کو گیا خطبہ دیا نماز پڑھی اور تمام جمعہ کی ادائیگی کے بعد حدیثہ موصل کی جانب چلا گیا جو اس کا دارالہجرت تھا۔

مساور کی مخالفت

خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نے ۲۵۶ھ میں مساور کی مخالفت کا علم بلند کیا عبیدہ اور مساور سے توبہ خاطی (گنہگار) کے بابت بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ خاطی کی توبہ قبول ہی نہ کی جائے گی۔ اور مساور اس کے خلاف تھا خوارج کا ایک گروہ عبیدہ کے ساتھ ہو گیا۔ مساور نے حدیثہ موصل سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے خروج کیا۔ زبردست لڑائی[1] ہوئی عبیدہ مارا گیا اور اس کے ساتھی میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ چند دنوں بعد بنی زہیر سے ایک دوسرے شخص طوق نے مساور کی مخالفت کا علم بلند کیا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے لئے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۷ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ مساور نے عراق کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ موسیٰ بن بغا اور بایکیال نے ایک لشکر جرار کے ساتھ مساور پر فوج کشی کی سن[2] تک بڑھ آئے۔ ابھی لڑائی کا آغاز نہ ہوا تھا کہ یہ خبر پا کر ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور کرسی خلافت سے اس کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس چلے گئے۔

مساور کی سرکوبی

چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ مساور پر روانہ کیا مساور نے حدیثہ اسے نکل کر ان دو پہاڑوں کی طرف ارخ کیا جو اس کے مقابل میں تھے۔ مفلح یہ خبر پا کر مساور کے لشکر کے پچھلے حصے پر جا پڑا اور انتہائی تیزی سے جنگ کا میدان گرم کر دیا۔ مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا اور ایک عرصہ

۱۔ یہ لڑائی موصل کے قریب اطراف مہینہ میں ہوئی تھی۔ مخالفت ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئی اور جنگ ماہ جمادی الاول ۲۵۷ھ میں ہوئی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۸۹)

۲۔ یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰ سے لکھا ہے۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

ک دونوں فریقین میں متعدد جھڑپیں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ساتھیوں میں زمانۂ جنگِ عبیدہ سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر قلعہ کوہ سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجار' نصیبین ہوتا ہوا خابور پہنچا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا دو ایک دن قیام کر کے حدیثہ کی طرف روانگی اختیار کی۔

مفلح کی واپسی

مفلح نے جیسے ہی موصل کو چھوڑا مساور لوٹ پڑا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر موت کا ہاتھ پھیرتا ہوا حدیثہ تک پہنچا مفلح کے ساتھی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے اور لڑائی سے جان چرانے لگے۔ مفلح نے چند یوم حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب واپسی کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا' ان واقعات سے اس کے رعب و دبدبہ میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر حملہ کر دیا اور سپہ سالاران ترک میں سے جعلان نامی سپہ سالار کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ حکمرانِ خراسان سے یحییٰ بن جعفر مساور کی زبردست لڑائی کے نذر ہو گیا۔ مسرور نے اس کا تعاقب کیا۔ موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا لیکن یہ دونوں اسے پکڑ نہ سکے۔

وصیف کا انجام

خلیفہ معتز کے دور خلافت ۲۵۳ھ میں ترک' فراعنہ اور اشروسیہ کی فوجوں نے جمع ہو کر چار چار مہینے کے روزینے کا مطالبہ کیا اور شور و غل مچاتے ہوئے دربار خلافت تک پہنچیں۔ بغا' وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کی غرض سے آئے۔ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا فی الحال خزانہ خالی ہے' چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے دی جائیں؟ لشکریوں نے جواب دیا "ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں' جہاں سے مرضی دو" وصیف بولا۔ "ذرا صبر کرو میں امیر المومنین سے پوچھ کر آتا ہوں۔ تم لوگ اشناس کے مکان میں چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے گا"۔ لشکری یہ بات سنتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لشکریوں کے معاملہ میں گزارشات کرنے لگے اور وصیف انہیں لشکریوں کے پاس رہا۔ لشکریوں نے حملہ کر کے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر نیزہ پر نصب کر دیا۔

بغا کا خاتمہ

وصیف کو قتل کرنے کے بعد لشکریوں کا جوش خود بخود ٹھنڈا ہو گیا۔ خلیفہ معتز نے بغا شرابی کو وہی عہدہ مرحمت کیا جو وصیف کا تھا۔ تاج پہنایا' خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا مگر کچھ مدت بعد اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امور سلطنت میں دخل حاصل ہو گیا ہے۔ کہیں کسی وقت بغاوت کا فتنہ نہ کھڑا کر دے خفیہ طور سے باکیال کی طرف مائل ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس کو انتظامی امور میں دخل دیتا گیا۔ آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بعد بغا شرابی کے میں تم کو اس کی جگہ پر مقرر کروں گا۔ ابھی کوئی کام ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے انتظام میں مصروف ہوا اس دوران خلیفہ معتز مع حمدان بن اسرائیل کے سوار ہو کر باکیال کے پاس لشکر سامرا میں گیا چونکہ ان سے اور بغا سے دلی رنجش تھی یہ خبر پا کر پانچ سو افراد کی جمعیت کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام لڑکے اور سپہ سالار تھے بگران ساتھیوں کا بیشتر حصہ اس سے ناراض تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا۔ بغا کے ساتھیوں نے شدت سرما کی شکایت کی بیماری کا بہانہ کیا۔ بغا نے براہ دریا بغداد کی واپسی کی رات کے وقت پل پر پہنچا اس غرض سے کہ ملازموں کو میرے عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو۔ اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی۔ خلیفہ معتز سے اس کے آنے کی اطلاع کی خلیفہ معتز نے قتل کا حکم دے دیا۔ ملازموں نے اس کا سر اتار کر دربار خلافت میں بھیج دیا جو دروازۂ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش نذر آتش کر دیا۔

بغا کا اس خفیہ طریقہ سے آنے کا یہ مقصد تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کر چھپ رہوں گا اور حالتِ غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اسے قتل کر دوں گا۔ مگر اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھوں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

باب ۱۵

سلطنت صفاریہ کا قیام ۲۵۱ھ تا ۲۵۵

صالح بن نصر

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو بحستان میں پیتل تانبے کی دکان کھولے ہوئے تھا' انہیں کے زمانہ میں ایک شخص خیر خواہان اہل بیت سے صالح بن نصر کنعانی نامی اس اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا چونکہ اس کے ساتھی رضا کار کے نام سے موسوم ہوئے' اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے۔ امراء و روسائے شہر اور عوام الناس کا ایک گروہ اس کے معتقدوں میں داخل ہو گیا از انجملہ درہم بن حسن اور یہی بحستان پر قبضہ کر کے طاہر بن عبداللہ والئ خراسان کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کی بعد ہی صالح کی دلیرانہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا' درہم بن حسن اس کی جگہ پر رضا کاروں پر حکومت کرنے لگا۔ اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی لیکن یہ بہت زیادہ بزدل اور سادہ لوح تھا' والئ خراسان نے دھوکے سے اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ رضا کاروں نے جمع ہو کر یعقوب بن لیث کو اپنا امیر منتخب کر لیا۔

یعقوب بن لیث کی کامیابی

یعقوب بن لیث ایک بہادر و باتدبیر شخص تھا' اس نے شرارت سے جنگ چھیڑ دی اور انتہائی بے جگری سے لڑ کر ان کو زیر کیا' ان کے قصبات اور گاؤں کو ویران کر دیا۔ آدمی ہوشیار اور چالاک تھا۔ دربار خلافت میں ایک خط اس مضمون کا بھیج دیا کہ میں نے خلافت پناہی کے مخالفین (شرات) کو لڑ کر زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کا مطیع و فرمانبردار ہوں"۔ ادھر آہستہ آہستہ بحکمتِ عملی بحستان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا درس دینے لگا۔ اس سے اس کے ظاہری وقار میں بہت اضافہ ہوا اراکین سلطنت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

خراسان کی طرف پیش قدمی

یعقوب بن لیث نے کچھ مدت کے بعد بحستان سے اطرافِ خراسان کی طرف روانگی اختیار کی۔ ان دنوں خراسان کی حکومت پر محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا اور اس کی طرف سے ہراۃ محمد بن اوس انباری محمد بن اوس یعقوب کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ یعقوب سے جنگ ہوئی میدانِ جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا۔ محمد بن اوس نے راہ فرار اختیار کی' یعقوب نے ہراۃ اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا' اس واقعہ سے والئ خراسان اور اطراف و جوانب کے امراء پر اس کا رعب قائم ہو گیا ان کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

طوق بن غلس

اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کا گورنر تھا باوجودیکہ اس نے خراج دربارِ خلافت میں ایک عرصہ سے نہ بھیجا تھا۔ مگر بحستان پر یعقوب کے تصرف و قبضہ کو گوارا نہ کر کے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیج دی۔ چونکہ خلیفہ معتز ان دونوں (علی بن حسین اور یعقوب بن لیث) کی حقیقتِ حال سے بخوبی واقف تھا دونوں کے پاس سندِ گورنری کرمان بھیج دی تاکہ دونوں لڑ جھگڑ کر ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ کہ ان دو میں سے ایک ضرور ختم ہو جائے۔ ادھر علی بن حسین نے فارس سے طوق بن غلس کو اپنا نائب

کو کرمان بھیج دیا اور بجستان سے خلیفہ کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی جانب روانہ ہو گیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے طوق کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

کی گرفتاری

یعقوب نے کرمان کے نزدیک پہنچ کر قیام کیا' پھر دو ماہ تک طوق کے انتظار میں ٹھہرا رہا' جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو نے بجستان کی طرف کوچ کر دیا۔ طوق نے اس کی واپسی کے بعد لشکر کو مرتب کرنے اور جنگ کی تیاری کرنے کی بجائے عیش و عشرت منعقد کر دی۔ ابھی یعقوب بجستان ہی کے راستہ میں تھا کہ جاسوسوں نے اس کی اطلاع کر دی۔ لوٹ پڑا' دو دن کی مسافت کو ایک طے کر کے طوق کے سر پر آپہنچا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل و غارت گری کا آغاز کر دیا۔ طوق اور اس کے مصاحبین کے بھول گئے' حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یعقوب نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا اور طوق کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال

پر چڑھائی

علی بن حسین کو اس بات کی اطلاع اس وقت ہوئی جبکہ یہ شیراز میں تھا' سنتے ہی بدن میں آگ سی لگ گئی۔ یہ سمجھ کر اب شیراز کی بھی ہے۔ یعقوب اس جانب ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر مرتب کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر اتر پڑا جس کے ایک طرف تو پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی۔ راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی انتظام کرمان سے کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ روز یعقوب نے اپنے رکاب کی فوج کے سواروں کو مرتب کر کے ایک پرجوش خطبہ دیا۔ اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر نہر میں ڈال دیا' اس پیچھے فوج کے سواروں نے بھی نیزے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا۔ رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے منٹوں عبور کر کے علی بن حسین سے جا لڑے گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ بالآخر علی بن حسین کے لشکر نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار علی بن حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے کی طرف واپس آیا (یہ واقعہ ۲۵۵ھ میں پیش آیا)۔

فارس

کہا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب سے گھمسان کی جنگ ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن حسین کو ہوئی' اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا' جس میں موالی (آزاد غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے شیراز کی طرف لوٹا' شہر پناہ کی دروازہ پر بھاگنے والوں کا ایک ہجوم تھا' ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جیسے بھی ہو سب سے پہلے میں شیراز میں ہو جاؤں۔ کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آئے گئے۔ یعقوب نے فارس پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور جبر و ظلم سے ایک ہزار تھان' گھوڑے' آلات جنگ اور عمدہ عمدہ قیمتی قیمتی سامان جس کی کوئی حد نہ تھی وصول کئے۔

خلافت میں تحائف

اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی عرضی دربار خلافت میں بھیج دی اور اس کی ساتھ ہی نفیس تحائف اور بیش قیمت تحائف بھی بھیجے۔ ان دس باز سفید' ایک باز ابلق چینی اور سونا نے مشک کے تھے عرضی اور تحائف کی روانگی کے بعد یعقوب نے بجستان کی طرف روانگی اختیار اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھا۔ خلیفہ معتز نے اس کی بعد ہی فارس کو اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کرنے کی غرض سے ورزوں کو روانہ کر دیا۔

بابکیال کا قتل

چونکہ بابکیال ان سرکردہ اراکین سلطنت میں شامل تھا جو بغا' وصیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے' جس وقت اندرونی فتنوں نے سر اٹھایا اور گورنران صوبجات کی سرتابی اور خود مختاری سے حکومت کی طاقت کمزور ہونے لگی' اس وقت اطراف و جوانب کے عمّال نے دست درازی شروع کر دی' جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا' انہیں دنوں خلیفہ معتز نے بابکیال کو ابن مدبر کی جگہ صوبہ مصر کی گورنری مرحمت کی' اس وقت بابکیال حضرت میں مقیم تھا' اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب کے متعین کیا۔

طولون ترکی النسل ہے' اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا۔ اس نے خاندانِ خلافت میں پرورش پائی' اس کے بیٹے احمد نے بھی وہیں نشوونما پائی۔ ہوش سنبھالا' حکمرانی اور انتظامی امور کے طریقے سیکھے۔

بابکیال کو مسندِ حکومت مصر ملنے کے بعد ایک یہ بڑی فکر پیدا ہو گئی کہ کس کو قائم مقامی دی جائے اور کس کو حکومت مصر پر میری طرف سے بھیجا جائے۔ مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ بابکیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا۔ اس نے مصر پر استثناءِ مضافات مصر اور اسکندریہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ پھر جب خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر کا گورنر مقرر کیا یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے اس کے قدیم تعلّقات تھے۔ اس کے عہدہ پر بحال رکھا بلکہ تمام بلادِ مصریہ کا اپنی طرف سے نائب مقرر کر دیا۔ اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے ورثۃً ملک مصر کے حکمران ہوئے اور شان و شوکت سے ان کی حکومت و سلطنت قائم ہوئی۔

طاہر اور عبیداللہ میں کشیدگی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین عراق و سواد کا گورنر تھا' اس کی عزیز و اقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری پر مامور تھے لیکن یہ خود بذاتہٖ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا' بالآخر مستعین اور معتز سے مصالحت ہو گئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے خلافت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ ۲۵۳ھ عہد خلافت خلیفہ معتز میں محمد بن عبداللہ بن طاہر فوت ہو گیا۔ انتقال کے وقت اس نے حکومت دولت اور مال غرض جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ کے سپرد کیا۔ محمد بن عبداللہ کی موت پر اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نماز جنازہ پڑھانے پر جھگڑا ہوا' عوام الناس کا میلانِ طبع طاہر کی جانب تھا اور سپہ سالارانِ لشکر وصیت کے خیال سے عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ دربارِ خلافت سے بوجہ وصیت' خلعتِ فاخرہ سے عبیداللہ سرفراز کیا گیا اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار درہم مرحمت کیے گئے۔

عبیداللہ کی معزولی

اس کے بعد خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے طلب کر کے عراق اور سواد کی حکومت اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کو عنایت کی اور عبیداللہ کو برطرف کر دیا۔ عبیداللہ یہ خبر سن کر بیت المال میں جو کچھ تھا اس کو لے کر براہ غربی دجلہ کی طرف چلا گیا۔ سلیمان معہ اپنے مشہور سپہ سالار محمد بن اوس بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی تھا۔ ان لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیے' بے مروتی سے پیش آئے۔ باشندگان بغداد کو اس سے کشیدگی اور بے دلی پیدا ہوئی۔ باقی رہا بغداد کا لشکر تو اس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکرِ بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کر کے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ لشکریوں نے متفق ہو کر ہنگامہ کر دیا۔ جیل کے دروازے توڑ ڈالے' محمد ابن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا۔ لڑائی ہوئی آخر الامر محمد بن اوس کو شکست ہوئی۔ لشکرِ بغداد نے باب شماسیہ سے اس کو نکال دیا اور اس کے مکان سے دو لاکھ درہم کے قیمتی سامان لوٹ کر لشکر گاہ کی طرف گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے بخوف کر خلاف ہنگامہ کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے لشکرِ خراسان کو خراسان کی طرف واپس کر دیا۔

سلیمان کی حکمتِ عملی

خلیفہ معتز کی برطرفی کے زمانہ میں اور خلافت مہتدی میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جو کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ مہتدی نے آخر

۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیام بھیجا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں ابو احمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا جس کو خلیفہ معتز نے طوفانِ بدتمیزی کی روک تھام کے لئے بغداد روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے حکمتِ عملی سے اس کو چھپا دیا۔ اور عوام الناس نے اسی وجہ سے ہنگامہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے' سلیمان کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا۔ شام تک ہوتی رہی' اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ہنگامہ ختم ہو گیا۔ پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابو احمد کی بیعت کرنے عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔ سلیمان نے ابو احمد کو باہر نکال کر ان لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں ان کے دینے کا وعدہ کیا' بلوائیوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ سلیمان نے ابو احمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اور اس کے بعد اسی ۲۵۵ھ شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

ابو دلف کا جانشین

ہم پہلے ابو دلف کے حالات عہد نامۂ خلافت خلیفہ مامون میں بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ ابو دلف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس کی اس غلطی کو کہ اس نے اس کی امداد سے خاموشی اختیار کر لی تھی، معاف کر دیا تھا اور اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس اطراف میں قیام کیا تھا۔ اس کے انتقال پر اس کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا۔ جن دنوں خلیفہ مستعین اور معتز میں چل رہی تھی اس وقت مصلحتاً اس نے مستعین کی اطاعت قبول کر لی۔ خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کا گورنر مقرر کیا۔ وصیف نے عبدالعزیز کو مذکورہ صوبوں کی نیابت کے لئے لکھا اور خلعتِ نیابت روانہ کی۔ اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ بکھر گیا۔ خلیفہ معتز کرسیٔ خلافت پر جاگزین ہوا۔

عبدالعزیز سے معرکہ

اس نے موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جبل و اصفہان کے فتح کرنے کا حکم دیا' اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا۔ عبدالعزیز بن ابو دلف نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی' گھمسان کی جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج نے میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار کی۔ اس کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں مارے گئے۔

عبدالعزیز کی شکست

مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا رخ کیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو نئے سرے سے مرتب کر کے دوبارہ میدان جنگ میں آیا لیکن شکستی سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مفلح نے اپنی فتح مندی کا جھنڈا کرخ پر گاڑ دیا اور بد نصیب عبدالعزیز فرار ہو کر قلعہ زور پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ مفلح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی والدہ کو گرفتار کر لیا۔

قاسم بن مہاۃ

اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص نے والیٔ اصفہان سے دلف نے جنگ کی۔ دلف کو شکست ہوئی' قاسم نے اثناءِ گیرو دار میں دلف اور اس کے چند ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس سے دلف کی فوج پر بہت برا اثر پڑا' چند سپاہی قاسم پر ٹوٹ پڑے اور اسے بھی قتل کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا۔ شکست خوردہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

احمد بن عبدالعزیز کی تقرری

دلف کے ساتھیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۰ھ میں اپنا امیر بنا لیا۔ ۲۶۶ھ میں عمر صفار نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کو اصفہان کی حکومت مرحمت کی' اپنی جانب سے احمد کو اصفہان پر مقرر کیا۔ ۲۶۹ھ میں کیلغ ترکی اس کے مقابل آیا۔ احمد نے اس کو شکست فاش دے کر صیمرہ کی طرف نکال دیا۔ اس سے قبل ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا' چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ موفق نے بہ ارادہ احمد اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا

آراستہ مکان چھوڑ کر چلا گیا۔ ۲۸۰ھ میں اس کا انتقال ہوا عمرو بن عبدالعزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا۔ بکیر (اپنے بھائی) کے مشورہ سے کام کرنے لگا۔ خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث کے مقابل آیا رافع بن لیث نے ان کو شکست دے دی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے اس کے بعد ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان' نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبدالعزیز کو متعین کیا اور عمرو بن عبدالعزیز اظہار اطاعت کے خیال سے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔

ترکوں کا احتجاج

صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معتز کے کاموں میں اس قدر دخیل تھا کہ جو چاہتا دعوٰی سے کر گزرتا خلیفہ معتز دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب (سیکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدۂ وزارت پر تھا۔ کتاب میں ابو نوح عیسٰی بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو دیگر سیکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے جمع ہو کر ایوانِ خلافت کو گھیر لیا اپنی تنخواہیں' روزینے اور وظائف کے طلبگار ہوئے۔ صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کی۔ بیت المال میں اب ایک کوڑی باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزراء اور سیکرٹریوں نے لے لیا"۔ احمد بن اسرائیل نے مخالفت کی صالح نے پھر اس کی تردید کی۔ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا۔ دونوں میں نوک جھونک سی ہونے لگی۔ صالح بات کرتے کرتے غصہ میں آکر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ساتھی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے برہنہ شمشیر لئے ہوئے گھس آئے۔ صالح نے حسن' احمد اور ابو نوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا "ان تینوں کمبختوں کو قید کر لو" سرہنگوں میں سے دو چار اشخاص نے بڑھ کر حسن' احمد اور ابو نوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی۔ لیکن منظور نہ ہوئی۔ بالآخر بمنت سماجت لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

صالح کی مخالفت

جب لشکریوں کو اس حرکت کے ارتکاب سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور تمام مال جو معاوضہ میں ملا تھا۔ صالح نے ہڑپ کر لیا' نہ تو ان کو اس مال سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ انہوں نے رشوت اور سازباز سے حرکت کی ہے۔ حالانکہ یہ کام ایسا نہ تھا۔ وہ صالح سے ناراض ہو گئے۔ جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی کہ کمبخت صالح نے ہم کو بہت بڑی زک دی ہے۔ آپ ہم کو پچاس ہزار دینار عنایت فرمایئے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ سکون حاصل ہو۔

لشکریوں کا ہنگامہ

بیچارے خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور ارا کینِ سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا۔ شاہ شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا۔ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا۔ تمام حالات عرض کئے۔ پچاس ہزار کی درخواست کی۔ ماں نے انکار کر دیا۔ لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں یہ خبر پا کر کہ امیر المومنین کی بارگاہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہے ناراض ہو گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر بلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔

خلیفہ معتز کی بے عزتی

صالح بن وصیف' محمد بن بغا عرف ابو نصر اور باکیال مسلح قصر خلافت کے دروازہ پر آئے۔ خلیفہ معتز کو بلا بھیجا' خلیفہ معتز نے معذرت کی اور ان میں سے بعض کی حاضری کی اجازت دی۔ تمام کے تمام گھس گئے۔ خلیفہ معتز کا پاؤں پکڑ کر دروازہ تک کھینچتے ہوئے لائے' مارا' گالیاں دیں' صحنِ مکان میں برہنہ سر' دھوپ میں کھڑا کیا اور جو شخص گزرتا تھا طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی کسر بے عزتی اور زد و کوب کی باقی نہ رہی۔ اس وقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس جلسہ میں بلوایا۔ قاضی ابن ابی الشوارب مع چند ارا کینِ سلطنت کے آیا بیچارے معتز کی معزولی کا فرمان لکھا گیا۔ قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین جلسہ نے گواہی لکھی۔ صالح بن وصیف اس کی ماں' بہن' لڑکوں اور خود اس کی ماں کو گو...

بنایا گیا۔ لیکن اس کی ماں قبیحہ بذریعہ سرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ گئی اور بے چارے معتز کو اس کے دشمن کے حوالے کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کیا یا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور اراکین سلطنت نے اس کے مر جانے کی گواہی دی یہ واقعہ آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں پیش آیا۔

مہتدی باللہ

جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے خود کو معزول کر لیا اور اس بات کا اقرار کر لیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور برضا و رغبت تمام امورِ خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں' اس وقت تمام اراکین سلطنت' امراءِ لشکر' رؤساءِ شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچا زاد بھائی محمد بن واثق کو کرسیٔ خلافت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کی اور مہتدی[2] باللہ کا لقب دیا۔

قبیحہ کا فرار

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ قبیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کر کے براہ سرنگ بھاگ گئی۔ خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔ بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی' بے عزتی سے پیش آیا' ان کی آبروریزی کی اور ان لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کر کے رہا کیا' اس وقت بہ تحریک قبیحہ انہیں وزراء میں سے دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تل گئے۔ اتفاق سے صالح کو اس کی خبر ہو گئی صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا۔ قبیحہ نے یہ سمجھ کر کہ اب میرا راز فاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہ بچوں گی' چپکے چپکے اپنے محل سرا سے ایک سرنگ کھدوائی اور خزائن شاہی میں جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے اس کو نکالا اور بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے خلیفہ معتز کو آ کر گھیر لیا' تب قبیحہ جان کے خوف سے براہ سرنگ فرار ہو گئی۔

امان طلبی

اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد صالح کے پاس امان کا پیام بھیجا' صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں قبیحہ کو بلا بھیجا۔ قبیحہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی' پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی۔ صالح نے دھوکے سے اور دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ دریافت کر لیا جو زمین میں دفن تھا۔

لالچ کی حد

اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک مکوک[3] زبرجد' اسی قدر بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا مشکل تھی۔ صالح نے تمام مال و اسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کیا' لوگوں نے قبیحہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا کہ اس کمبخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجودیکہ اس کے پاس اس قدر مال تھا۔ قبیحہ نقصان مایہ اور ہمسایہ کے طعنے برداشت نہ کر سکی تو مکہ

---

1. خلیفہ معتز باللہ محمد ابو عبداللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا۔ ۲۳۲ھ مقام سرمن رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ تھی۔ چار برس چھ ماہ اور چند یوم خلافت کی چوبیس برس کی عمر پائی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷' تاریخ الخلفاء از سیوطی ۲۲۵)

2. مہتدی کی خلافت کی بیعت یوم چہارشنبہ کو لی گئی۔ جبکہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۷)

3. مکوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں اور ایک کیلجہ ۱ 7/8 من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ اور بحساب مثقال نوے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن رائج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۳ تولہ کے برابر ہے (مترجم)

مکرمہ چلی آئی اور زید بن معتزاس کو گرفتار کرا کے تکلیفیں دینے لگا بالآخر ان کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ابو نوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ پھر حسن بن مخلد کی گرفتاری کرائی۔ یہی سلوک اس کے ساتھ بھی کیا گیا۔ ابھی زندگی کے دن باقی تھے اس لئے بچ گیا۔

خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ ناراض ہوا اور ناراض ہو کر بولا۔ ان لوگوں کی سزا دہی کے لئے قید کی معیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

باب ۱۶

خلیفہ مہتدی ۲۵۵ھ تا ۲۵۶

مہتدی کی تخت نشینی

جب خلیفہ مہتدی مسند خلافت پر رونق افروز ہوا تو اس نے لونڈیوں اور مغنیّوں کو سامرا سے نکلوا دیا۔ محل سرائے شاہی میں جس قدر درندے تھے' ان کے مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ عدل و انصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا۔ حالانکہ ان دنوں ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ سلطنت عباسیہ اس کے انتظام اور فرو کرنے میں پریشان تھی خلیفہ مہتدی اصلاح و انتظام میں مصروف ہو گیا۔ قلمدان وزارت سلیمان بن وہب کے سپرد کیا لیکن صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور شان و شوکت کے ساتھ حکومت و سلطنت کرنے لگا۔

موسیٰ بن بغا

موسیٰ بن بغا عہد خلافت خلیفہ معتز ۲۵۳ھ سے اطراف سے اوز اصفہان میں غائب تھا' اسی کے ساتھ مفلح (ابو الساج کا غلام) بھی تھا۔ فتیحہ اور معتز نے جس وقت خلیفہ معتز کی قوائے حکمرانی کمزور اور اس کے امور سلطنت میں اضطراب و اختلال واقع ہو رہا تھا' اس واقعہ سے کھٹک کر کہ خلیفہ معتز کے ہاتھ سے حکومت کی باگ ڈور چھین لی جائے۔ موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے تھے۔ فتیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے جنگ کی۔ حسن بن زید کو شکست ہوئی۔ مفلح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو آمد میں تھے نذر آتش کر دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے مفلح کی درخواست کے مطابق واپسی کا حکم دے دیا' اس دوران کہ موسیٰ بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ خلیفہ معتز کی معزولی و قتل اور مہتدی کی بیعت و تخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا۔ آہستہ آہستہ ان واقعات کی اور نیز اس بات کی بھی اطلاع پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معتز کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی ہے اور امیر المومنین کی ماں قبیحہ کا مال و اسباب چھین کر نکال دیا ہے۔ موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں میں اس سے اشتعال پھیل گیا' اکٹھے ہو کر موسیٰ بن بغا کے پاس گئے۔ کہہ سن کر سامرا چلنے پر تیار کر لیا۔ اس اثناء میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا۔ موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف روانگی اختیار کی۔

موسیٰ بن بغا کی واپسی

خلیفہ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سن کر رے میں قیام کرنے کا فرمان بھیج دیا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا لیکن موسیٰ بن بغا نے کچھ نہ سنا' اس کے ساتھی قاصدوں کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے' سختی سے پیش آئے۔ موسیٰ نے دربار خلافت میں معذرت لکھ بھیجی۔ قاصدوں نے اس کی تصدیق کی کہ اگر موسیٰ بن بغا خلیفہ کے حکم کے مطابق رے کی طرف واپسی کرتا تو اس کے ساتھی اس کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان لوگوں میں انتہا درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ خلیفہ مہتدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کے برہم کرنے کا موقع مل گیا وہ وقت بے وقت جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کسی قدر طرف سے برگشتہ پاتا' موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیتا اور بغاوت اور سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا۔

مہتدی کی نظر بندی

تا آنکہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا معہ اپنے ساتھیوں کے سامرا آپہنچا۔ صالح بن وصیف یہ سن کر روپوش رہا موسیٰ بن بغا سیدھا دربارِ خلافت کی طرف چلا گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی' اس وقت خلیفہ مہتدی دربارِ خاص میں خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سن رہا تھا' چند لحوں تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا' اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے' جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صالح بن وصیف کے معہ لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہتدی نے سکوت توڑ کر بولا "اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے" اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ معہ اپنے مصاحبین کے پہنچ گیا اور خلیفہ مہتدی کو گرفتار کر کے باجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا۔ ایوانِ خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

مہتدی کی معذرت

مہتدی نے موسیٰ بن بغا سے معذرت کی اور مہربانی کا طلبگار ہوا۔ موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امورِ سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر و باطن مجھ سے رسم دوستانہ یکساں رکھی جائے۔ اس کے بعد تجدید بیعت کی اور ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔ اگلے دن صالح کو ایوانِ خلافت میں بلا بھیجا۔ وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کے مال و اسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا۔ صالح نے دوسرے دن کا وعدہ کیا' جیسے ہی رات ہوئی' سب ساتھی ایک ایک دو دو کر کے تتر بتر ہو گئے۔ گنتی کے چند ساتھیوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا' چار و ناچار جان کے خوف سے چھپا رہا اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کو ڈھونڈنے لگے۔

خط کا قصہ

آخری محرم ۲۵۶ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک خط دکھلایا جس کو سیما شرابی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔ اراکینِ سلطنت اور سپہ سالارانِ لشکر جمع کیے گئے۔ سلیمان بن وہب نے خط کھولا۔ خط کے مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا یہ خط لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی جو وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کی ماں کا مال و اسباب لینے کے واقعات تحریر کیے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ "میں جان کے خوف سے اور فتنہ و فساد کو ٹھنڈا کرنے کے خیال سے سامرا میں چھپا ہوں" خط کا مضمون سن کر خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا اراکینِ سلطنت سے مخاطب ہو کر بولا "صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو تمہارا وہ سردار ہے۔ اگر اس سے کسی قسم کی غلطی ہو گئی ہے تو اس سے درگزر کرو' تمہارے ساتھ اس نے کبھی برائی نہیں کی"۔ اس پر ترک یہ کہہ کر کہ خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے سازباز کر لی ہے اور یہ اس کا پتہ جانتا ہے۔ دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

خلیفہ کے خلاف سازش

اس کے اگلے دن ایوانِ شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان پر ترکوں نے جمع ہو کر اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ خلیفہ مہتدی کو کرسیٔ خلافت سے اتار دو' بابکیال نے اس مشورے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس بات کی دھمکی دی کہ اگر تم لوگ ایسے برے کام کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔ اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اس کی خبر ہو گئی اسی وقت مجلس کا رنگ بدل دیا۔ عمدہ نفیس کپڑے پہنے' خوشبو لگائی' تلوار حمایل کر کے غصہ کی صورت بنا کر کرسیٔ خلافت پر بیٹھا اور بابکیال وغیرہ کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بابکیال مع چند اراکینِ سلطنت کے حاضر ہوا۔

خلیفہ مہتدی کی برہمی

خلیفہ مہتدی نے غضبناک نظروں سے دیکھ کر غصیلی آواز سے ڈانٹ کر کہا "کیوں ناعاقبت اندیشو! تم میں کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا تمام حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص میرا بال بیکا نہیں کر سکے گا' اللہ کی قسم مجھے صالح کا پتہ نہیں

معلوم ہے تم لوگ خلفاءِ اسلام کو قتل کر کے بے حد دلیر ہو گئے ہو۔ کیوں بایکیال اور محمد بن بغا تم دونوں تو صالح کے شریکِ حال تھے' جب اس نے معتزکی ماں کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی۔ تنہا اسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے ان تمام واقعات کی خبر ہے؟۔

اس تقریر کا حاضرین نے کوئی جواب نہ دیا۔ عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ ترکوں نے امیر المومنین کی برطرفی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس بات کے درپے تھے لیکن ناکام رہے' مساجد میں جمع ہو کر امیر المومنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہوئے ارکینِ سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سے سپہ سالارانِ لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکنے اور ان کو علانیہ ناپسندیدہ خطاب سے یاد کرنے لگے۔

خدّام کی حاضری

اس کے بعد (یوم چہار شنبہ ۴ صفر ۲۵۶ھ) میں ان خدّام نے جو کرخ اور شاہی محلّات میں تھے' خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ "امیر المومنین اپنے بھائی ابو القاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں۔ خلیفہ کے جانثار کچھ عرضداشت پیش کرنا چاہتے ہیں"۔ خلیفہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بھائی ابو القاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا' ان لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا "ہم لوگوں پر موسیٰ' بایکیال اور ان کے ساتھیوں کے حالات روزِ روشن کی طرح واضح ہیں' ہم لوگ خلیفہ کی جان نثاروں اور تابعداروں میں سے ہیں' ادنیٰ اشارہ پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے پر تیار ہیں۔ ان کمبخت سپہ سالاران لشکر اور نمک حرام اراکینِ سلطنت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں' روزینے دیر میں دیتے ہیں' بڑی بڑی جاگیرات کے مالک ہیں' ہماری بے کسی اور بے چارگی سے غافل اور بے پروا ہیں۔ جو خراج آتا ہے اس کو اپنے قبضے میں لاتے ہیں' تحائف پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہیں' ابو القاسم نے اس کا کوئی جواب نہ دیا' ان لوگوں نے اسی مضمون کی ایک عرضی لکھی اور ابو القاسم کی معرفت دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مہتدی نے عرضی کو غور سے پڑھ کر قلم سے خاص تحریر کیا۔ "تمہاری عرضی کو ملاحظہ کیا۔ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ میں تمہاری اطاعت اور خیر خواہی سے بہت خوش ہوا۔ میں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کرتا ہوں۔ جاگیرات اور ممالکِ مقبوضہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام"۔

خلیفہ کا فرمان

اس فرمان کو لے کر ابو القاسم شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا' وہ لوگ اس کو پڑھ کر خوش ہو گئے دعائیں دینے لگے اور اس بات پر متفق ہوئے کہ "آج سے کوئی کام بلا حکم امیر المومنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلیفہ کے کاموں میں دخیل ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا رواج تھا' ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو پر ایک افسر مقرر کیا جائے۔ عورتوں کی جاگیریں یک قلم ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے ماہ وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں۔ ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرضداشت پیش کرنے کے لئے امیر المومنین کی بارگاہ میں حاضر ہوا کریں جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے' فوراً اس کا سر قلم کر لیا جائے اور اگر امیر المومنین کا ایک بال بھی بیکا ہو تو اس کے بدلے میں موسیٰ بن بغا' بایکیال اور باجور کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے"۔ جلسہ برخاست ہونے پر اسی مضمون کی درخواست ابو القاسم کی معرفت دربارِ خلافت میں ارسال کی گئی۔

درخواست کی منظوری

یہ درخواست خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت پہنچی جب کہ وہ دربارِ عام میں قاضیوں کی میٹنگ کی غرض سے متمکن تھا۔ فقہاء' قضاۃ' سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ سلطنت' حسبِ مراتب کھڑے ہوئے تھے' لفافہ کھولا گیا اور درخواست ان لوگوں کی موجودگی میں پڑھی گئی سب کے چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ محمد بن بغا جن جن امور کو ان لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا۔ ابو القاسم نے سپہ سالاران لشکر اور اراکینِ سلطنت کو عذر و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کے بھیجنے کا مشورہ دیا۔

خدّام کے مطالبات

چنانچہ سپہ سالاران اور اراکین سلطنت نے اس مشورے پر عمل درآمد کیا اور ابو القاسم معہ فرمانِ خلافت اور ان لوگوں کے سفیروں کے کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا' انہوں نے ان کے عذرات کو بڑی توجہ سے سنا۔ فرمانِ خلافت کو سر اور آنکھوں سے لگا کر ذیل کے پانچ فرمان کے صدور کی درخواست کی۔

(۱) زیادات کی ضبطی فرمائی جائے۔

(۲) جاگیرات واپس کر دی جائیں۔

(۳) بیرونی خدّام' خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔

(۴) ملک داری اور سیاست کا طریقہ جیسا خلیفہ مستعین کے دورِ خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔

(۵) موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب سمجھا جائے۔ ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو عساکرِ اسلامی کی افسری پر امیر المومنین کا کوئی بھائی یا عزیز اقارب مقرر فرمایا جائے آزاد غلاموں کے قبضہ سے یہ معتز عہدہ نکال لیا جائے۔

درخواست کی منظوری

اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور اراکینِ سلطنت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست کو پڑھ کر فرمانِ متذکرہ بالا کے لکھنے اور صادر کئے جانے کا حکم دیا اور سپہ سالارانِ لشکر و اراکینِ سلطنت نے بھی ان تمام باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ خواست گار تھے۔ اس کے علاوہ موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط مشعر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اس سے حساب سمجھنے کا لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب بھیجنے کا وعدہ کر کے جلسہ برخاست کیا۔

خلیفہ کا فیصلہ

اگلے دن ابو القاسم سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی جمعیت کی ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا' راستے میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف سے ان لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا۔ ابو القاسم بھی دوسری طرف سے آگیا' اس عرصہ میں جوق جوق وہ لوگ بھی آگئے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق رائے زنی کرنے لگا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹنے لگے' جب وہ لوگ کسی بات پر متفق نہ ہوئے تو ابو القاسم نے ایوانِ خلافت کی طرف واپسی کی اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی لوٹا لایا' تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابو القاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی۔ ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام کیا جائے اور صالح کو اس کے باپ کا عہدہ مرحمت ہو اور لشکر بدستورِ سابق اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربارِ خلافت میں حاضر ہو۔ اراکینِ سلطنت نے اس کی بھی منظوری دے دی۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ کسی بات پر متفق نہ ہوئے کرخ' سامرا اور شاہی محلات میں تتر بتر ہو گئے۔

بلوائیوں کا ہنگامہ

اس کے اگلے دن بنو وصیف نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا' آلاتِ حرب سے مسلح ہوئے' اہلِ شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں ان کو فوج کی طرح مرتب کر کے ابو القاسم کے مکان کو جا گھیرا' صالح کو لاؤ' صالح کو لاؤ' چلانے لگے۔ خلیفہ مہتدی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ کہا کہ "اگر ان کے پاس صالح ہو تو اس کو حاضر کر دیں اور شور و غل سے کیا فائدہ ہے؟"

یہ حالت دیکھ کر موسیٰ بن بغا نے سپہ سالارانِ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چند لمحہ میں سپہ سالارانِ لشکر مع اپنی رکاب کی فوج کے تیار ہو گئے۔ موسیٰ مع ان لوگوں کے سوار ہو کر بلوائیوں کی طرف چلا' اس وقت اس کے ساتھ چار ہزار فوج تھی بلوائیوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا' کمال خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کر چلتے پھرتے نظر آئے' یہ دن بخیر و خوبی ختم ہو گیا' نہ ترکیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے کوئی حرکت کی۔

صالح بن وصیف کا انجام

موسیٰ بن بغا نے صالح کی تلاش میں بڑی کوشش کی' شہر میں چاروں طرف منادی کرا دی۔ بلوائیوں میں سے کسی نے اس کو کسی صورت سے گرفتار کر لیا۔ ایوانِ خلافت کی طرف لے کر چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا۔ موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر صالح پر تلوار چلائی' سید ھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ پر نصب کر کے شہر میں پھرایا۔

اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر موسیٰ بن بغا شرات سے جنگ کرنے کی غرض سے سن کی طرف روانہ ہوا۔

بیرونی مہمات

۲۴۸ھ عہدِ خلافت منتصر میں ایک شخص محمد بن عمر شاذلی نے اطرافِ موصل میں سلطنتِ عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا' دربارِ خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی گوشمالی پر مامور ہوا' چنانچہ اس نے اس کو معہ اس کے چند ساتھیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی سنہ میں وصیف کی زیرِ قیادت لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا' خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ تاحکم ثانی چار سال ملطیہ میں قیام پذیر رہو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام و چین سے نہ بیٹھنے دو۔ یہ ان دنوں شام کے سرحدی شہر میں مقیم تھا' چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے بلادِ روم پر لشکر کشی کی اور قلعہ فروریہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا۔

۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع نے بلادِ روم پر لشکر کشی کرنے کی اس سے اجازت طلب کی' اس نے اہلِ ملطیہ سے ایک لشکر مرتب کر کے بلادِ روم پر چڑھائی کرنے کی اجازت دے دی۔ بادشاہِ روم سے مرج اسقف میں لڑائی ہو گئی' پچاس ہزار لشکر اس کے ساتھ تھا' اس نے مسلمانوں کو جن کی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا۔ اسلامی فوجوں نے محاصرہ توڑنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی پھر ایک بہت بڑی لڑائی کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے رومیوں کے دل بڑھ گئے اور وہ جوشِ فتح مندی میں حدود جزریہ کی طرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب پامال کیا' علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر لگی' اس وقت یہ آرمینیہ سے میافاقین کی طرف جا رہا تھا اس موحش خبر کو سن کر لوٹ پڑا اور رومیوں سے دست بدست لڑ کر مع چار سو مسلمانوں کے شہید ہو گیا (یہ واقعہ ۲۴۹ھ کا ہے)

۲۵۳ھ عہدِ خلافت معتز باللہ میں محمد بن معاذ نے اطرافِ ملطیہ سے جہاد شروع کیا۔ لیکن شومئی قسمت کہ شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔

اہلِ حمص کی سرکشی

خلیفہ منتصر نے ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) کو صیغہ فوج داری کی حکومت مرحمت کی' اس کے بعد (۲۴۹ھ میں) خلیفہ مستعین مسندِ خلافت پر متمکن ہوا اس دوران طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہو گیا۔ دربار خلافت سے اس کی جگہ پر اس کے بیٹے محمد کو خراسان کی اور محمد بن عبداللہ کو عراق کی گورنری عنایت کی گئی۔ حرمین' معاون سواد اور محکمہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی' اس نے اپنی جانب سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مقرر کیا۔ بغا کبیر کے انتقال پر اس کا بیٹا موسیٰ متعین ہوا' ساتھ ہی اس کے محکمۂ خبر رسانی کی افسری بھی اس کو مرحمت کی گئی۔ اہلِ حمص کی سرکشی اور عاملِ حمص سے بغاوت کرنے پر فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا' اس نے حمص میں پہنچ کر قتلِ عام کا حکم دے دیا' ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا گیا اور سردارانِ حمص میں سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دیے گئے۔

احمد بن خصیب کی معزولی

اس کے بعد خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدۂ وزارت سے برطرف کر کے قلدانِ وزارت اتامش کے سپرد کیا مصر و مغرب کی حکومت مرحمت کی اور برطرف وزیر احمد بن خصیب کو برطرفی کے بعد اور ضبطی مال و اسباب جزیرۂ اقریطش کی طرف جلاء وطن کر

دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان' ماسبدان اور مہرجا نفذق کی گورنری عنایت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں) اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے قتل کر دیا' تب خلیفہ مستعین نے اس کے بجائے ابو صالح عبداللہ بن محمد داؤد کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے برطرف کر کے عیسیٰ بن فرحان شاہ کو وصیف کو اہواز پر بغا صغیر کو فلسطین پر متعین کیا۔ اس کے بعد بغا صغیر اور ابو صالح سے ان بن ہو گئی' ابو صالح بغا صغیر کے خوف سے بغداد بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ پر عہدۂ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو مامور کیا۔ جعفر بن عبدالواحد کو عہدۂ قضا سے برطرف کر کے جعفر بن محمد بن عثمان بزجی کو مامور کیا اور برطرف قاضی کو بصرہ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ (یہ واقعات ۲۴۹ھ کے ہیں)

گورنر کا قتل

۲۵۰ھ میں دربارِ خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بہ بشاشات کو مکہ کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھیل گئی' بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو قتل کر دیا' خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی پر موسیٰ بن بغا کو متعین کیا اہل حمص مقابلہ پر آئے۔ متعدد جھڑپیں ہوئیں بالآخر اہلِ حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اسی سنہ میں شاکریہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والیٔ فارس پر اچانک حملہ کر دیا اور اس کے مکان کو تباہ و برباد کر کے محمد بن حسن بن قارن کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر فرار ہو گیا۔ اطرافِ طبرستان میں علویہ کا ظہور بھی اسی ۲۵۰ھ میں ہوا۔

بغا اور وصیف پر عنایت

۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر کو بحال کیا۔ اسی سنہ میں محمد بن طاہر نے ابو الساج کو کوفہ کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ یہ عبدالرحمٰن کے پاس گیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ابو احمد نے تعلقات قائم کر کے بہ حکمتِ عملی قید کر کے بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ مرحمت فرمایا اور محمد بن عبداللہ طاہر نے ابو الساج کو رلو مکہ میں تعینات کیا۔ دربارِ خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا' اس نے فلسطین اور دمشق کو معہ اس کے مضافات کے دبا لیا۔ شام کا خراج جو ہمیشہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔

عیسیٰ کی تبدیلی

ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن مدبر تھا' اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا' اتفاق سے عیسیٰ کو اس کی اطلاع ہو گئی راستے میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا' دار الخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکریوں کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے اس کو انتظام مملکت کے پیشِ نظر آرمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور ماجور کو دمشق و شام کی حکومت مرحمت فرمائی جس وقت ماجور دمشق کے نزدیک پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے ماجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا ماجور و منصور میں جنگ ہوئی منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا' اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے' مجبوراً بہ تعمیل فرمانِ خلافت پناہی براہ ساحل آرمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کو صوبجاتِ جبل پر اپنی طرف سے مامور کیا۔

عبدالعزیز کی شکست

۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا کو جبل کا گورنر مقرر کیا گیا چنانچہ موسیٰ معہ اپنی رکاب کی فوج کے جبل کی طرف روانہ ہوا' اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح مولیٰ ابو الساج تھا۔ عبدالعزیز بن ابی دلف نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر اپنے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ مفلح نے کرج پر قبضہ کر کے اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بغداد میں انتقال ہو گیا۔ اس کی وصیت کے مطابق اس کا بھائی عبیداللہ مقرر ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے طلب کر کے اس کی جگہ پر مامور فرمایا' ان

بن سلیمان بن عمران ازدی موصل کا گورنر تھا' اس سے اور ازد سے اطراف موصل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی سنہ میں مزاحم بن خاقان نے بھی وفات پائی۔

حکومتِ صفاریہ کا قیام

اسی سنہ میں یعقوب صفار نے سجستان' فارس اور ہرات پر قبضہ حاصل کر کے اپنی سلطنت و حکومت کی بنا قائم کی اور بابکیال نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کی حکومتِ مصر پر مامور کیا' اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا' اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یار جوج کو مصر کی گورنری عنایت کی۔ اس سے اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور مضبوطی ہو گئی اور ۲۵۵ھ عہدِ خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا اور اسی سنہ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا تھا۔

دعاۃِ علویہ

اکثر دعاۃِ علویہ جنہوں نے عہدِ خلافت معتصم یا اس کے بعد عراق میں خروج کیا زیدیہ ہیں۔ انہیں کے ائمہ میں سے علی بن محمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہیں جو بصرہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ جس وقت ان لوگوں نے خلفاءِ وقت سے تنازعہ شروع کیا اور انہوں نے ان کی کوشش کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے ابنِ عم علی بن محمد بن حسین کو مقامِ فدک میں قتل کر دیا گیا۔

دعویٰ علی بن محمد

اسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا' اس دعویٰ سے کہ میں علی بن محمد بن عیسیٰ ہوں۔ یہ واقعہ عہدِ خلافتِ مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے اور جب ابنِ علی نے بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس پر اعتراض شروع کیا اس وقت اس نے اپنے قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان برادر عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر دیا۔

علی بن عبدالرحیم

مسعودی نے اس کو طاہر بن حسین کی طرف منسوب کیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ حسین بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا ہے۔ لیکن ابن حزم نے حسین سبط کی نسبت یہ لکھا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سوائے علی بن حسین کے اور کسی سے نہیں چلا۔ طبری اور حزم وغیرہ محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ میں سے ہے اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کی ایک امنگ اور ولولہ پیدا ہوا اور اسی لیے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔ اس دعویٰ کی اس بات سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ کے عقائد کا پابند تھا اور ان عقائد سے اہلِ بیت میلوں دور ہیں۔

اہلِ بحرین سے لڑائی

بہر حال اس کے یہ حالات ہیں کہ یہ خلیفہ منتصر کے مصاحبین کے ایک گروہ سے ملا اور ان کی تعریف اور مدح میں قصائد لکھے جس سے اس کا رسوخ ان لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گیا اس کے بعد ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن علی بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کی نسل میں سے ہوں اور لوگوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اکثر اہل بحرین نے اس کی اتباع کی اور اسی وجہ سے بادشاہِ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ و فساد کے بانی مبانی ہوئے کچھ مدت بعد علی ان لوگوں سے الگ ہو کر احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی شماس کے ہاں قیام پذیر ہوا۔ بحرین کے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ چلے آئے جن میں یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اس سے اور اہلِ بحرین سے لڑائی ہوئی اور اس جنگ میں اہلِ بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر فرار ہو گیا۔

علی کا فرار

اس شکست سے عرب کا گروہ اس سے الگ ہو گیا لیکن علی ابنِ ابان کا ساتھ نہ چھوڑا بصرہ پہنچا اور بنی ضبیعہ کے ہاں مقیم ہوا' ان دنوں محمد بن رجاء' عاملِ بصرہ تھا۔ بلالیہ و سعدیہ میں فتنہ کی آگ روشن ہو رہی تھی۔ اس نے فریقین میں سے ایک کے ملانے کی کوشش کی۔ راز افشا ہو گیا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری پر چند سپاہیوں کو مامور کر دیا' علی یہ خبر سن کر فرار ہو گیا۔ اس کا بیٹا' اس کی بیوی اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ علی بڑی مشکل سے بغداد پہنچا' ایک سال تک مقیم رہا اور یہیں اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ایک گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا ان میں جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحان کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا' یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے) علی کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہونے کے بعد مسروق و رفیق کے نام تبدیل کر دیئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو احمد رکھی گئی اور رفیق کو جعفر کے نام سے موسوم کر کے کنیت ابو الفضل رکھی اس کے بعد رؤسائے بلالیہ و سعدیہ نے متفق ہو کر محمد بن رجاء عاملِ بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

واپسی

آہستہ آہستہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی۔ ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی طرف واپسی کی' یحییٰ بن محمد' سلیمان بن جامع مسروق اور رفیق اس کے ساتھ تھے' بصرہ پہنچ کر قصر قرشی میں اترا اور زنگی غلاموں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا تھوڑی ہی دیر میں ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ ایک پرجوش تقریر کے بعد ملک و مال دینے کا وعدہ کیا' احسان اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور ریشم کے ایک ٹکڑہ پر اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ تا آخر آیت لکھ کر آیت بنایا اور ایک بلند مقام پر نصب کر دیا۔ زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ زرد پڑ گیا۔ ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس اپنے غلاموں کے بارے میں کہنے سننے کو آئے علی نے اشارہ کر دیا۔ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفاءِ بصرہ یہ صورتِ حال دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر لیا تھا۔

علی کی پیش قدمی

الغرض یہ کہ اس کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں برابریوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آکر غلامی سے خود کو رہا کراتے جاتے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنی پرجوش تقریر سے ابھار رہا تھا اور ملک و مال کو حاصل کرنے کی رغبت دلا رہا تھا۔ ان لوگوں کی جب خاصی بڑی تعداد جمع ہو گئی تو جبل کو نہر میمون کی طرف عبور کیا اور حیری کو دجلہ سے نکال کر قبضہ کر لیا' اس کے بعد ابلہ کی طرف بڑھا' ان دنوں ابلہ کا والی ابن ابی عون تھا۔ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی بالآخر ابن عون کو شکست ہوئی۔ علی کے ساتھیوں نے بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر قادسیہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ساتھیوں نے اس کے اشارے سے قادسیہ کو بھی لوٹ کر ویران کر دیا۔

اہلِ بصرہ کی شکست

اس وجہ سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا' جنگی ہتھیاروں کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہلِ بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کا خیال کر کے اس سے لڑنے کے لئے آیا۔ اس نے یحییٰ بن محمد کی زیرِ قیادت پانچ سو لشکر مقابلہ پر بھیجا۔ یحییٰ نے پہلی ہی جھڑپ میں اہلِ بصرہ کو شکست دے کر ان کے سامانِ جنگ اور آلاتِ جنگ کو چھین لیا۔ اس کے بعد دوسرا' پھر تیسرا گروہ اہلِ بصرہ کا آیا اور وہ بھی شکست کھا کر واپس گیا۔ اس کے بعد بصرہ کے دو مشہور سپہ سالار سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں آئے اور شومیٔ قسمت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے سینکڑوں آدمی مارے گئے۔ ان کے ہمراہ رسد و غلّہ اور سامان جنگ کی کشتیاں تھیں۔ ہوائے مخالف نے کنارہ پر پہنچا دیا۔ علی کے ساتھیوں نے دل کھول کر لوٹ لیا اور جن لوگوں کو اس پر پایا ان کو قتل کر دیا۔

ابو ہلال ترکی کی آمد

ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرأت بڑھ گئی۔ بات بات پر فتنہ و فساد برپا کرنے لگے اس دوران ان کے طوفانِ بدتمیزی کو ختم کرنے کے لئے دربار خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ متعین کیا گیا۔ نہر ریان پر صف آرائی ہوئی۔ زنگی غلاموں نے اس کو بھی شکست دے دی۔ اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور سینکڑوں آدمی قتل ہو گئے۔

بصرہ کی طرف پیش قدمی

اس کے بعد ابو منصور (یہ بنو ہاشم کا آزاد غلام تھا) ایک لشکر عظیم الشان لے کر زنگیوں کی سرکوبی کے لئے چلا۔ اس لشکر میں رضا کاروں کی بہت بڑی تعداد تھی بلالیہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی اس میں شریک تھیں۔ علی نے اس کے مقابلہ پر علی ابن ابان کو مامور کیا۔ ابو منصور کے ایک دستہ فوج سے لڑائی ہوئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروہ کو گھاٹ پر بھیج دیا جہاں کہ تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں۔ اہلِ کشتی زنگیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر بھاگ گئے۔ زنگیوں نے بلا جنگ و مزاحمت ان کو لوٹ لیا' اس واقعہ سے ابو منصور کو غصہ آگیا' وہ مسلح ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ زنگیوں نے نخلستان میں پہرہ جمایا' اس کے لشکر کے دو ٹکڑے کئے گئے' ایک علی بن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کے لئے بڑھا' اتفاق یہ کہ پہلی ہی جھڑپ میں ابو منصور کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر میدان جنگ میں مارا گیا۔ زنگیوں نے ان کے مال و اسباب اور جنگی ہتھیاروں کو لے لیا۔ اطراف و جوانب کے دیہات اور قصبات میں قتل و غارت کی۔ جس سے زنگیوں کو بہت بڑا مال ہاتھ آیا مال و اسباب سے مالا مال ہو گئے۔ اس کے بعد علی نے بصرہ کا رخ کیا' راستے میں لشکر بصرہ مقابلہ پر آیا اور زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اگلے دن بصرہ کے نزدیک پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہلِ بصرہ جمع ہو کر میدانِ جنگ میں آئے خشکی اور دریا سے حملہ کیا۔ زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی اور بہت بڑی شکست دی ہزاروں آدمی مارے گئے۔

اہل بصرہ کی کمک

ان واقعات کی خبر اہل بصرہ نے خلیفہ کو کر دی' دربارِ خلافت سے جعلان ترکی اہل بصرہ کی کمک پر بھیجا گیا۔ ایلہ پر ابو الاخوص باہلی مامور کیا گیا اور ترکوں کے ایک عظیم الشان لشکر کو اس کے ساتھ کیا گیا' یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ساتھیوں کو دائیں بائیں قتل و غارت کے لئے پھیلا دیا۔ جعلان نے بصرہ کے نزدیک پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اردگرد خندق کھدوائی۔ چھ ماہ تک ٹھہرا' بنو زینبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ ایک دن زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شبخون مارا اور بحالتِ غفلت میں پہنچ کر ایک گروہ کثیر کو ہلاک کر ڈالا۔ مجبور ہو کر جعلان نے مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے دست کش ہو کر بصرہ کی طرف واپس آیا۔ زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر گاہ کو لوٹا۔ کشتیوں کو تاخت و تاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر ڈالا۔ بے حد مال و اسباب ہاتھ آیا' اس کے بعد قتل و غارت کرتے ہوئے ایلہ کی جانب گئے اور آخری رجب ۲۵۲ھ میں بہ زورِ شمشیر ایلہ میں گھس کر اس کے گورنر ابو الاخوص' عبید اللہ بن حمید کو ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ مار ڈالا۔ آگ لگا دی' ایلہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

اہواز میں لوٹ مار

اس واقعہ قیامت خیز کی خبر اہلِ عبادان کو پہنچی تو ان لوگوں نے بہ خوف قتل و غارت امان کی درخواست کی زنگیوں نے ان کو امان دے دی۔ عبادان اور جو کچھ وہاں مال و اسباب' جنگی ہتھیار اور لونڈی غلام تھے۔ غرض سب پر اہواز تک قبضہ کر لیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم بن مدبر تھا اہلِ اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر لیا۔

زنگیوں کو شکست

اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر اطراف و جوانب کے شہروں میں چلے گئے۔ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو ۲۵۷ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انہیں سیاہ بختوں

کے پنجۂ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا۔ یحییٰ بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا' دو سیاہ دیو اس کی محافظت و نگرانی پر متعین تھے' ابن مدبر نے ان سے سازباز کر کے ایک سرنگ کھدوائی اور اس راستے سے نکل کر اپنے اہل و عیال کے پاس چلا گیا۔

محمد بن بغا کا انجام

اوائل رجب ۲۵۶ھ میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی محافظت پر متعین تھے۔ تنخواہ اور روزینے مانگنے کا بہانہ کر کے پھر ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا' خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابو القاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہ کو ترکوں کے پاس بھیجا' ابو القاسم اور کیغلغ کے سمجھانے سے ہنگامہ ختم ہو گیا' اپنے اپنے مکانات اور قیام گاہ پر واپس آئے' کسی نے ابو نصر محمد بن بغا تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ تمام مال و خزانہ محمد و موسیٰ پسران بغا کے قبضہ میں ہے۔ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن بھاگ گیا' اس کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا' خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو طلبی کے متعدّد خطوط لکھے' امان دی امان دی محمد بن بغا مع اپنے بھائی حنون اور کیغلغ کے واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کر کے اس کو موت[1] کے گھاٹ اتار دیا۔

بابکیال کی اسیری

جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا' انہیں دنوں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان بنام موسیٰ بن بغا بابکیال کی معرفت روانہ کیا' اس مضمون کا کہ لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دے کر تم دارالخلافہ میں چلے آؤ اور روانگی کے وقت بابکیال کو یہ ہدایت کر دی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی بہانہ سے موقع پا کر ہلاک کر دینا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا' ابھی موسیٰ کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری و قید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا' موسیٰ اور مفلح کے ہوش یہ سن کر اڑ گئے۔ آپس میں مشورہ کرنے لگے بالآخر یہ قرار پایا کہ بابکیال دارالخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے' چنانچہ بابکیال مع یار جوج' اسا تکین اور سیماطویل کے نصف رجب سن مذکور میں دارالخلافت واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا' بابکیال کے ساتھیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی وجہ سے ہنگامہ کر دیا۔

صالح بن علی کی رائے

اس وقت خلیفہ مہتدی کے پاس صالح بن علی بن یعقوب بن منصور بیٹھا ہوا تھا' خلیفہ مہتدی نے صالح سے مشورہ پوچھا۔ صالح نے ترکوں کے قتل اور پامال کرنے کا مشورہ دیا' خلیفہ مہتدی مردانگی کے جوش میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا' ترکوں' فراغنہ اور مغاربہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادہ سے مسلح ہو کر نکلا۔ میمنہ میں مسرور بلخی تھا' میرہ میں یارکوج اور خود بدولت مع اسا تکین وغیرہ سپہ سالاران لشکر کے قلب میں تھا۔ رعب و دبدبہ دکھانے کی غرض سے بابکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اتار کر ترکوں کے سامنے پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں میں اس سے بے انتہا اشتعال پھیل گیا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ جس قدر ترکی فوجیں اس کے میمنہ و میسرہ میں تھیں وہ بابکیال کے قتل سے ناراض ہو کر بلوائیوں سے جا ملیں' باقی لشکر نے مقابلے کے وقت شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔

مہتدی کی نظربندی

خلیفہ مہتدی اکیلا کیا کرتا' بے جگری سے لڑتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا۔ "یا معشر المسلمین انا امیر المومنین قاتلوا من خلیفتکم" (اے گروہ مسلمانان میں امیر المومنین ہوں' کہاں بھاگے جاتے ہو' اپنے خلیفہ کی طرف سے لڑو) لیکن کوئی جواب نہ دیتا تھا' جیل پر پہنچا اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری جانب سے لڑیں' جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی

[1] یہ واقعہ تیسری رجب ۲۵۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

ریاں' بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہ کی۔ رہائی پاتے ہی پھر ہو گئے۔ مجبور ہو کر احمد بن جمیل افسر لیں کے مکان میں جا چھپا بلوائیوں نے پہنچ کر دروازے توڑ ڈالے' نکال لائے ایک خچر پر سوار کرا کر جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے نظر بند کر دیا۔

دی کا انجام

اس کے بعد بلوائیوں میں خلیفہ مہتدی کو برطرف کرنے کا مشورہ ہونے لگا خلیفہ مہتدی نے اس سے انکار کیا بلکہ بجائے معزولی کے مر کو ترجیح دی۔ بلوائیوں نے ایک خط جو موسیٰ بن بغا' بایکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھلایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا مضمون خط کا یہ تھا۔

کہ نام بردگان کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کی جائی گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکا دیا جائے گا۔ نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال جائے گی اور نہ ان لوگوں کی قتل کا بہانہ تلاش کیا جائے گا اور جب کوئی کام اس طرح کا کیا جائے تو وہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں' میری کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہے"۔ خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھ کر خاموش ہو گیا اور ان لوگوں نے بے چارے خلیفہ مہتدی کے قتل کو جائز کر کے خلیفہ مہتدی[1] کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

دی کے زوال کے اسباب

اس روایت کے علاوہ مؤرخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی کی ہے کہ کرخ اور مکانات شاہی کے ترکوں نے مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرضداشت پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دے دی محمد بن بغا دربار ت سے اٹھ کر محمدیہ کی طرف چلا گیا ترک چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاران لشکر برطرف کر دیئے جائیں اور ان سے حساب سمجھا جائے اور عہدہ ہائے جلیلہ پر خاندان خلافت کے افراد مامور کئے جائیں۔ خلیفہ مہتدی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ صبح ہوئی تو وہ لوگ ایفاء وعدہ کے خواستگار ہوئے۔ خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ کی بنا پر ان وعدوں کا ایفاء نہیں ہو سکتا۔ البتہ آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق سب کام کر دیے جائیں گے ترکوں نے نہ مانا خلیفہ مہتدی نے ارشاد کیا "اچھا تم لوگ بہ حلف اقرار کرو کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے اور جو شخص امیر المومنین سے لڑیں گے اس سے لڑو گے"۔ ترکوں نے قسمیں کھا کر اس امر کا عہد و پیمان کیا۔

اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہتدی کی طرف سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربار خلافت سے چلے جانے پر ملامت کی اور یہ تحریر کیا کہ ہم لوگ اپنا حال عرض کرنے کے لئے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا اس خط کو دیکھ کر واپس آیا۔ ان لوگوں نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی لکھا کہ لشکر اسلام کا فلاں شخص کو (جس کا ذکر ہو چکا ہے) چارج دے دو اور خفیہ طور سے چند لوگوں کو جب کہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کر لانے کی ہدایت کر دی۔ جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پڑھا گیا سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی طرف روانگی اختیار کی۔ خلیفہ مہتدی نے بہ ارادہ جنگ لشکر مرتب کیا۔ فریقین میں کلغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ موسیٰ کے ساتھی اس بات کے خواستگار تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کا گورنر مقرر کر دیا جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ مقصد تھا کہ موسیٰ

[1] خلیفہ مہتدی باللہ خلفاء عباسیہ میں نہایت دین دار، منصف مزاج اور لباس ورع و تقویٰ سے آراستہ تھا اس نے لہو ولعب، ناچ رنگ، گانا بجانا اور شراب کی ممانعت کی اراکین سلطنت کو ظلم کرنے سے روکتا تھا گیارہ مہینے پندرہ دن خلافت کی، اڑتیس سال کی عمر پائی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۳)

دربار خلافت میں حاضر ہو کر مال و خزانہ کا حساب سمجھائے۔ دونوں فریق کسی امر پر متفق نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت سے ساتھی موسیٰ سے الگ ہو گئے مجبوراً" موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا رخ کیا اور بابکیال معہ ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے خلیفہ مہتدی سے آملا۔ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ مخالف تھا اسے قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو اس سے ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی لیکن کسی نے کچھ چون و چرا نہ کی اس کے بعد ترکوں کو فراغنہ اور مغاربہ کا ہم پلّہ سمجھا جانا شاق گذرا' مکانات شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مہتدی نے کیا ترکوں کو ایک اچھا بہانہ آگیا۔ بابکیال کے معاوضہ خون کے بہانہ سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مہتدی اس طوفان بے تمیزی کو ختم کرنے کے لئے سوار ہوا۔ اس کی رکاب میں چھ ہزار فوج فراغنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھیوں سے تھے۔ یہ اطلاع سن کر ترکوں نے بھی لشکر جمع کیا اور دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آئے۔ خلیفہ مہتدی کو شکست ہوئی اور واقعات پیش آئے جو اس سے قبل آپ نے پڑھے ہیں۔

۱۷

احمد بن متوکّل معتمد علی اللہ ۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

کی بیعت

ہتدی کی شکست کے بعد ابو العباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے خلافت کی بیعت کی۔ ترکوں نے ن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خانقین میں تھا۔ چنانچہ اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کی۔ الغرض تکمیلِ بیعت اور تخت کے بعد احمد بن متوکّل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

ء کا ردّ و بدل

خلیفہ معتمد کے کرسیِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدۂ وزارت دیا گیا۔ بیعت کے دوسرے دن نصف رجب کی صبح کو خلیفہ مہتدی مردہ حالت میں پایا گیا۔ جب کہ اپنی خلافت کا پہلا سال تمام کر رہا تھا۔ ۲۶۳ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ میدان میں رے سے گر کر مر گیا' سر میں سخت چوٹ آئی اور سارا دماغ نتھنوں سے بہ گیا خلیفہ معتمد نے قلمدانِ وزارت محمد بن مخلد کے سپرد کیا۔ کچھ بعد اس میں اور موسیٰ بن بغا میں ان بن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو برطرف کر کے سلیمان بن کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ پھر اس کو بھی برطرف کر کے قید کر دیا حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق سلیمان بن وہب کے قید نے سے ناراض ہو گیا تو اس نے بغداد کی غربی جانب صف آرائی کی' فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی آخر کار دونوں میں مصالحت ہو اور ابن وہب کو رہا کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۶۴ھ میں پیش آیا۔

یہ کا خروج

۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد —— معروف ابن صوفی مصر میں ظاہر ہوا اور آلِ محمدؐ کی حمایت کی لوگوں کو دعوت ایک بلادِ صعید کے چند قصبات پر قابض ہو گیا۔ احمد ابن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا ابنِ صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سالار کو قتل کر ڈالا دوسرا لشکر آیا بمقام اخمیم میں لڑائی ہوئی ابن صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر الواحات میں دم لیا اور لشکر آرائی کی کوشش کرنے لگا چند دنوں میں ایک لشکر تیار ہو گیا مرتب و مسلح ہو کر اشمونین کی جانب پیش قدمی کی ابو عبدالرحمٰن عمری (یعنی عبیدبن عبداللہ بن عمر) سے آمنا سامنا ہو گیا۔

عبدالرحمٰن کی نیت

چونکہ بجاۃ آئے دن مملکتِ اسلامیہ پر حملہ کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے' اس وجہ سے ابو الرحمٰن نے خود کو جنگِ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی ہمدردی اور غیرتِ اسلامی کی وجہ سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی ان اطراف میں اس کے متبعین کثرت سے تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر سن کر ایک لشکر ابو عبدالرحمٰن کی طرف روانہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے امیرِ لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا' بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف دور کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جا کر اس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلالے تو بہتر ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤ گے۔ امیرِ لشکر نے اس معذرت پر کان نہ دھرے اور حملہ کر دیا۔ ابو عبدالرحمٰن نے اس کو

شکست دے دی وہ بھاگ کر اسوان پہنچا۔ احمد ابنِ طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو امیرِ لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابو عبدالرحمٰن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابو عبدالرحمٰن نے بزور شمشیر بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

ابن صوفی کی سرکوبی

مقام اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی۔ اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں حریف جنگ پر تلے ہوئے تھے لیکن تم عمری کی سوانح سننے میں ایسی مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی دلاور (ابن صوفی) کو شکست دے دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن صوفی فرار ہو کر اسوان پر پہنچا اطراف و جوانب میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ احمد ابن طولون نے مصر سے ایک عظیم الشان لشکر روانہ کیا۔ ابن صوفی یہ خبر ملتے ہی عیذاب کی طرف بھاگا اور دریا عبور کر کے مکہ مکرمہ پہنچا۔ ہمراہی منتشر ہو گئے۔ والیٔ مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کر کے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا۔ اس کے بعد رہا کر دیا گیا۔ مدینہ طیبہ چلا آیا اور اسی سرزمینِ پاک میں راہی ملک عدم سدھار گیا۔

علی بن زید علوی کی شورش

علی بن زید علوی نے اسی سال ۲۵۶ھ میں سلطنتِ عباسیہ کے خلاف کوفہ میں علم و امارت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلی ہی جھڑپ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو جنگ علی بن زید پر مامور کیا۔ علی بن زید یہ خبر پا کر کوفہ سے قادسیہ چلا آیا۔ کیجور نے یکم شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلادِ بنی اسد میں مقیم رہا کچھ مدت بعد آخر ذوالحجہ سنہ مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر حملہ کیا لڑائی ہوئی۔ علی بن زید کے بہت سے ساتھی مارے اور قید کر لئے گئے چنانچہ جنگ کے بعد کیجور' کوفہ لوٹ آیا' پھر کوفہ سے بلا اجازت خلیفہ سرمن رائے چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر چند سپہ سالاروں کے روانہ کیا' مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا جس سے اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔

بعض کا کہنا ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس کو ۲۶۰ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اسی سنہ میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا کو اس سے جنگ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔

زنگیوں کی سرکوبی

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی سرکوبی پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ سعید نے میدانِ جنگ میں آ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو میدانِ جنگ سے بھگا دیا۔ پھر دوبارہ وہ اپنی حالت کو درست کر کے اور جمع ہو کر لڑنے کے لئے آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی۔ اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ لشکر گاہ کو نذرِ آتش کر دیا۔ ناکام لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو مامور کیا۔ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی' جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی۔ اس کے بعد دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا لیکن ان سے شکست کھا کر بحرین چلا آیا زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالاروں میں سے علی بن ابان کو اربک کا پل توڑنے کے لئے بھیجا۔ ابراہیم بن سیما سے جب کہ وہ فارس سے واپس آ رہا تھا مقابلہ ہو گیا۔ ابراہیم نے علی بن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ علی بن ابان زخمی ہوا او. بہت سے اس کے ساتھی مارے گئے۔

علی بن ابان سے جنگ

جنگ کے خاتمہ پر ابراہیم نہرجی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی بن ابان کے تعاقب پر متعین کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تھوڑی دور کر کے دوسرے راستے سے نہرجی پر آ کر مل جانا۔ علی بن ابان کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تیار ہو کر حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر حملہ کیا' ایک گروہِ کثیر مارا گیا۔ شاہین اور اس کا چچا زاد بھائی ہلاک ہو گیا جیسے ہی علی بن ابان جنگ

شاہین سے فارغ ہوا۔ ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے نزدیک آجانے کی اطلاع دی اس وقت علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں کو مرتب کر لیا۔ عشاء کے وقت لڑائی ہو گئی۔ ایک سخت اور گھمسان کی جنگ کے بعد علی بن ابان نہر جی کی طرف واپس آ گیا۔

بصرہ پر چڑھائی

زنگیوں سے دریا میں شکست کھانے کے بعد منصور بن جعفر جب سے واپس آیا تھا' زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے کنی کتراتا تھا۔ کشتیوں کی درستگی' خندق کے کھودنے اور مورچہ کے قائم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا۔ اس دوران علی بن ابان نے اس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کر دی اور اہلِ شہر کو اپنی روزانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا۔ گردو نواح کے صحرا نشینان عرب کو سمجھا بجھا کر اپنا حمایتی بنا لیا' ان کا ایک گروہ کثیر اس سے آملا' اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں اطراف پھیلا دیا اور دو دن تک مسلسل لڑتا رہا۔

بصرہ کی تباہی

آخر کار نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا انتہائی بے رحمی سے اہلِ بصرہ کو موت کے گھاٹ اتار کر واپس آیا۔ اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسلی نہ ہوئی دوبارہ وسہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ میں گیا۔ حتیٰ کہ اہلِ بصرہ نے امان طلب کی۔ علی بن ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا' جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ جامع مسجد اور اکثر محلات بصرہ کو نذر آتش کر دیا' اس قدر آگ لگائی کہ بصرہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ ہی کے شعلے دکھائی دیتے تھے لوٹ و مار کی کوئی حد نہ تھی۔ اہلِ بصرہ جہاں دکھائی دیتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی۔ آخر کار الامان الامان کی منادی کرا دی۔ چونکہ اہلِ بصرہ اس سے قبل ایک مرتبہ دھوکہ کھا چکے تھے۔ اس لئے کوئی فرد باہر نہ نکلا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیث (زنگیوں کے سردار) تک پہنچی۔ اس نے علی بن ابان کو برطرف کر کے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مقرر کر دیا۔

مولد کی روانگی

زنگیوں نے جب بصرہ میں داخل ہو کر اسے ویران و برباد کر دیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد معروف بہ مولد کو ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ مولد روانہ ہو کر ایلہ پہنچا اور پھر ایلہ سے کوچ کر کے بصرہ میں جا اترا' اہلِ بصرہ اس کے پاس آ کر جمع ہوئے' زنگیوں کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ مولد نے ان کو اور نیز اپنے لشکر کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے۔ خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ بن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا' دس یوم تک لڑائی ہوتی رہی۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تب خبیث نے ابو لیث اصفہانی کو یحییٰ بن محمد کو کمک پر بھیجا اور حالتِ غفلت میں شبخون مارنے کی ہدایت کی۔

زنگیوں کی کامیابی

چنانچہ ابو لیث اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا تمام رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ زنگیوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یحییٰ نے جامدہ تک بھاگنے والوں کا تعاقب کیا۔ تعاقب کے دوران جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ قرب و جوار کے قصبات اور دیہات کو ویران و برباد کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی ان کو ان لوگوں نے قتل و خونریزی میں صرف کیا اور خاتمۂ جنگ کے بعد نہرِ معقل کی طرف واپس آئے۔

منصور پر حملہ

زنگیوں کو جب ہم بصرہ سے فرصت ملی' علی بن ابان نے نہر جی کا رخ کیا۔ اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا۔ خلیفہ معتمد نے ان کو زنگیوں کی لڑائی کے بعد بحرین میں ہوئی تھی' اہواز کا گورنر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ منصور نے اہواز میں پہنچ کر نہر جی پر قیام کیا' اس دوران میں زنگیوں کا مشہور سپہ سالار علی ابن ابان آپہنچا۔ اس کے بعد ہی ابو لیث اصفہانی براستہ دریا اس کی کمک پر آ گیا اور بلا حکم و اجازت علی' منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو فتح یابی حاصل ہو گئی۔ ابو لیث کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد اس معرکہ میں ماری گئی۔

منصور کا انجام

چند آدمی بھاگ کر خبیث کے پاس پہنچے۔ اس کے بعد علی بن ابان اور منصور سے معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ باآلاخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی' زنگیوں نے تعاقب کیا۔ منصور نے اس خیال سے کہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر میں کود پڑا تیر نہ سکا ڈوب گیا۔

بعض کا کہنا ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے جب کہ منصور نہر میں کود پڑا تھا' پانی میں کود کر منصور کو قتل کر دیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر کو بھی قتل کر دیا گیا۔ یارجوج نے سپہ سالارانِ ترک میں سے بجائے منصور کے اصطیجور کو مامور کیا۔

ابو احمد موفق

ابو احمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ مکرّمہ کا گورنر تھا۔ جس وقت زنگیوں نے فساد کی آگ روشن کی خلیفہ معتمد نے مکہ مکرمہ سے طلب فرما کر کوفہ' حرمین' راہِ مکہ اور یمن کی حکومت مرحمت کی۔ کچھ مدّت بعد بغداد' سواد' واسط' کور دجلہ' بصرہ اور اہواز کی سندِ گورنری بھی دے دی اور یہ ہدایت کی کہ اپنی طرف سے جارجوج کو بصرہ کور دجلہ' یمامہ اور بحرین پر مامور کر دو چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد ان شہروں پر سعید بن صالح کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا۔ جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یارجوج نے بصرہ' کوردجلہ اور اہواز پر اس کی بجائے منصور کو مقرر کیا

مفلح اور موفق کی روانگی

جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر' قنسرین اور عواصم کا گورنر مقرر کیا۔ مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے اور ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ یہ دونوں مامور روانہ ہوئے' خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی کا تھوڑی دور تک ساتھ دیا۔

مفلح کی موت

علی بن ابان اس وقت نہر یحیٰی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا' یحیٰی بن محمد بحرانی نہر عباس پر پڑا تھا اور خبیث (زنگیوں کا سردار) معہ اپنے چند ساتھیوں اور گنتی کے چند سپاہیوں کے لوٹ کا مال و اسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آجا رہا تھا۔ چنانچہ جس وقت موفق نے نہر موصل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا' زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے علی بن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ مفلح سے لڑائی ہو گئی جو موفق کے مقدمتہ الجیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ جنگ کے دوران مفلح کو ایک تیر آلگا جس کے باعث وہ اسی وقت تڑپ کر مر گیا۔ اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

لشکر میں وباء

اس واقعہ سے موفق کو فراہمی اور تربیت لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مفلح کے مارے جانے سے مجبوراً میدان جنگ سے ابلہ کی طرف چلا آیا' نہراسد پر قیام کر کے فوج کو مرتب کرنے میں مصروف ہوا۔ اتفاق سے لشکر میں وباء پھوٹ نکلی اور اس کے اکثر ساتھی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے تو نہراسد سے کوچ کر کے بادرود چلا آیا' آلاتِ جنگ' سامان جنگ' دو دستی بیڑے جہازات اور ترتیب لشکر میں مشغول ہو گیا۔ جب اس طرف سے ایک طرح کی اس کو تسلی ہو گئی تو خبیث کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ لڑائی نہر ابو خصیب پر ہوئی۔ آغاز جنگ انتہائی خطرناک اور خوں ریز تھا۔ اس معرکہ میں زنگیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔ بہت سی عورتیں جن کو ان بدبختوں نے گرفتار کر لیا تھا رہا کرا لیا گیا۔

لشکر گاہ میں آگ

جنگ کے اختتام پر ابو احمد اپنے لشکر گاہ بادرود میں واپس آیا۔ بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی فوراً واسط کی طرف کوچ کر دیا۔ واسط پہنچ کر آرام و آسائش کی غرض سے اس کے اکثر ساتھی اس سے الگ ہو گئے۔ اس نے بھی واسط میں محمد بن مولد کو

اپنی جگہ چھوڑا اور سامرا کی طرف واپسی کر دی۔

یحییٰ بن محمد کا انجام

منصور خیاط کے بعد جس وقت اصطیخور اہواز کا گورنر مقرر ہو کر آیا اور جب کہ موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادہ سے جا رہا تھا یہ اطلاع ملی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا مشہور سپہ سالار نہر عباس کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے آمنا سامنا ہوا۔ یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر چھوڑا دوسرے حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر حملہ کر دیا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا۔ شام کے وقت اپنے نزول کو دجلہ کی طرف روانہ کیا۔ موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی جانب بڑھ رہا تھا۔ حملہ کر دیا معمولی سی جھڑپ کے بعد بھاگ کھڑا ہوا موفق کے مقدمتہ الجیش نے تعاقب کیا۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ دوڑ کی۔ گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا عبور نہ کیا بلکہ دوسری طرف عبور کر گیا اور فتح مند گروہ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کر بھڑ گیا۔ اس وقت یحییٰ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی تھے تھوڑی دیر لڑ کر شکست کھا کر بھاگے۔ یحییٰ زخمی ہو کر ایک کشتی میں جا چھپا۔ موفق کے مقدمتہ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اہل کشتی نے شاہی شان و شوکت سے خوف کھا کر یحییٰ کو ایک گھاٹ پر جا کر اتار دیا گھاٹ کے نزدیک ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ یحییٰ پریشانی کی حالت میں اس گاؤں میں پہنچا' زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی۔ بغرض علاج ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے حلیے سے شک پیدا ہوا۔ ابو احمد کے ساتھیوں سے جا کر اس کی اطلاع کر دی ابو احمد نے اس کو گرفتار کرا کر سامرا بھیج دیا۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اس کے بعد اس کو قتل کر دیا گیا۔

زنگیوں کی کامیابی

اس عظیم سانحہ سے زنگیوں کو سخت صدمہ ہوا' ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے مشہور سپہ سالاروں سے علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کی رکاب میں تھا مقام دشیسان میں اصطیخور سے مقابلہ ہوا' زنگیوں نے دلیری سے حملہ کیا' اصطیخور کو شکست ہوئی۔ بھاگ دوڑ میں اصطیخور مارا گیا۔ اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد اس واقعہ میں ماری گئی۔ حسن بن ہرثمہ' حسن بن جعفر وغیرہ گرفتار کر لئے گئے اور فتح مند گروہ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہوا' ایک عرصہ تک اطراف جوانب اہواز میں لوٹ مار کرتا رہا' دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا ان کے مقابلہ پر آیا۔

موسیٰ بن بغا کی حکمت عملی

جب زنگیوں نے ۲۷۹ھ میں اہواز پر قبضہ کر لیا اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے کی غرض سے موسیٰ بن بغا کو جنگ کا جھنڈا مرحمت فرما کر مامور کیا۔ موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمن بن مفلح کو' بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور باوردو پر ابراہیم بن سیما کو مامور کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

علی بن ابان کی ہزیمت

چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی بن ابان پر حملہ کیا علی بن ابان کا لشکر تیزی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمن بن مفلح کی رکاب کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروہ بھاگنے والے زنگیوں کو قتل و قید کرتا رہا۔ جیسے ہی رات کی تاریکی پھیلی لڑائی خود بخود رک گئی۔ دوسرے دن عبدالرحمن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور صبح ہوتے ہی بڑی بے جگری سے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا زبردست تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی بن ابان نے ہر چند اس کو روکنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی زنگیوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس معرکہ میں ماری گئی اور بہت سے سپاہ بخت قید کر لئے گئے۔ علی ابن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمن بن مفلح' درستی و تیاری لشکر کے خیال سے قلعہ عسکری میں چلا آیا۔

قلعہ مہدی پر چڑھائی

علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمٰن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے انتہائی ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی' علی بن ابان کو کسی طرح کی کامیابی نہ ہوئی' ناکام ہو کر ابراہیم بن سیما کی جانب واپس آیا۔

جنگل میں آگ

ابراہیم بن اسیما اس وقت بادرود میں تھا' پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی لیکن دوبارہ ابراہیم نے سنبھل کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ علی بن ابان کے لشکریوں پر جنگ کا میدان تنگ ہو گیا' میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا' راستے میں بانس اور بید کا جنگل تھا' اس وجہ سے عیاض تک ابھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم کے ساتھیوں نے آگ لگا دی۔ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگل سے نکل کر بھاگا' ایک بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا۔

دونوں لشکروں کا آمنا سامنا

اسی اثناء میں خبیث کی طرف سے براستہ دریا علی بن ابان کی کمک آ پہنچی' فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ علی بن ابان نے اپنے ایک حصہ فوج کو عبدالرحمٰن پر عقب سے حملہ کرنے کو بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن کو اس کی خبر ہو گئی' ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کر فوراً دوسرے حصہ کو لے کر لوٹ پڑا' علی بن ابان کے ساتھیوں کو علاوہ دو ایک چھوٹی کشتیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن نے علی بن ابان پر حملہ کیا' اس کے مقدمتہ الجیش پر طاشتمر[1] تھا۔ علی بن ابان نے انتہائی جرأت سے مقابلہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کر بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس جا کر دم لیا۔ عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر حملہ کیا مدتوں دونوں میں جھڑپیں ہوتی رہیں۔ اسحاق بن کنداجیق والی بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمٰن سے جنگ و جدل میں مصروف رہا اس وقت تک اس نے اسحاق کی طرف کوئی توجہ نہ دی مگر جیسے ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اپنے ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جو سترہ ماہ تک اہلِ بصرہ سے لڑتا رہا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا نے زنگیوں کی لڑائی سے واپسی اختیار کی اور اس کی بجائے مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

یعقوب بن لیث کی پیش قدمی

اس سے قبل عہدِ خلافتِ خلیفہ معتز میں یعقوب بن لیث صفار کے فارس پر قابض ہو جانے اور علی بن حسین ابن شبل کے قبضہ سے نکل جانے کے واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ کچھ مدت بعد پھر فارس پر خلفاءِ عباسیہ کی حکومت کے جھنڈے کامیابی کی ہوائیں لہرانے لگے۔ حرث بن سیما کو اس کی گورنری دی گئی۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن محمد اصل بن ابراہیم تمیمی مقیم تھا' اس نے احمد بن لیث سے تعلقات پیدا کر کے ان کردوں سے میل و جول پیدا کیا جو ان اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حرث بن سیما پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ حرث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں خلیفہ معتمد کی خلافت کا دور آ گیا۔ اس نے حسن بن فیاض کو والی فارس مقرر کر کے بھیجا محمد بن یعقوب بن لیث نے یہ اطلاع سن کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی۔ سخت ناراض ہوا موفق نے مصلحتاً بہ نظرِ اطفاءِ آتش فساد بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس روانہ کر دی چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس سے درگزر کر کے بلخ و طخارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

---

[1] طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا' عبدالرحمٰن نے اس کو علی بن ابان کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا (مترجم)

بجستان کی طرف واپسی

پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور رتبیل کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معہ تحائف کے روانہ کیا اور واپسی کر کے بست میں آ کر اتر پڑا۔ بجستان کی طرف واپس آنے کا ارادہ تھا لیکن بعض سپہ سالاروں کی جلد بازی سے جھلا کر ایک سال تک ٹھہرا رہا۔ ایک سال کے قیام کے بعد بجستان واپس آیا۔

دیگر شہروں پر قبضہ

پھر بجستان سے ہرات چلا آیا اور شہر کروخ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی لیکن یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا۔ اس کے بعد ہرات اور باذ غیس پر بھی قبضہ حاصل کر کے بجستان کی طرف لوٹا' ان دنوں بجستان کا گورنر عبداللہ سنجری تھا۔

یعقوب اور عبداللہ کی چپقلش

ایک عرصۂ دراز سے یعقوب بن لیث سے اس کی چل رہی تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت میں اضافہ ہو گیا اور اس نے عبداللہ سنجری کو اپنی حکمت عملیوں سے مضمحل و کمزور کر دیا اس وقت عبداللہ سنجری بجستان چھوڑ کر خراسان کی جانب چلا گیا اور محمد بن طاہر والئ خراسان کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبداللہ سنجری) کو طلب کیا۔ محمد بن طاہر نے عبداللہ سنجری کے دینے سے انکار کر دیا۔

خراسان پر چڑھائی

اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر حملہ کر دیا اور نیشاپور کو جا کر گھیر لیا۔ محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار کر دیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزا اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ یعقوب ان لوگوں سے بہ عزت و احترام سے ملا لیکن اس کے بعد ہی شوال ۲۵۹ھ میں زبردستی نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو مع اس کے خاندان والوں کے گرفتار کر لیا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو نیشاپور پر متعین کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد ابن طاہر اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلو تہی کرتا تھا اور طبرستان پر علویوں کے غالب و متصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلا بھیجا اس وجہ سے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور محمد بن طاہر کو مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا ہے خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف دھمکی آمیز خط لکھ بھیجا کہ مابدولت و اقبال کو تمہارا یہ فعل انتہائی ناگوار گزرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر شہر تمہارے قبضہ و تصرف میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ سلوک کیا جائے گا اور تم سلطنت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کیے جاؤ گے۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ میں پیش آیا۔

ایک دوسری روایت

اکثر نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر والئ خراسان کے قوائے حکومت کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض عزیز و اقارب نے یعقوب بن لیث صفار کو لکھ بھیجا کہ "موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل ختم ہو گئی ہے نیشاپور پر آ کر قبضہ کر لو" یعقوب نے پہلے اس بات کی تحقیقات کی اس کے بعد محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو دن بدن دبائے جاتا ہے اس وجہ سے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے تم سے کسی قسم کا مجھے سروکار نہیں ہے میں خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے سوریا کی طرف جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ پیدا کرو۔ مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کی غرض سے نیشاپور بھیج دیا تھا کہ حکمت عملی سے محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں مقابلہ و جنگ کا

انتظام نہ کرنے دیں' اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے نزدیک پہنچ گیا۔ عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کر لیا' یعقوب نے اس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت و سُست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے تمام خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے بجستان کی طرف روانہ کر دیا۔ محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی اس کے توّابین تمام صوبجات خراسان میں پھیل گئے اور چند ہی دنوں میں محمد بن طاہر کے عمّال کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ سال دو مہینے کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

حسن بن زید کی شکست

الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا اور خراسان کے تمام صوبجات پر اس کے توّابین مامور ہو گئے اس وقت اس کے حریف عبداللہ سنجری نے حسن بن زید والیٔ طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی۔ یعقوب نے حسن بن زید سے عبداللہ سنجری کے پناہ گزیں ہونے کے بارے میں خط و کتابت کی۔ حسن بن زید نے لکھ بھیجا "میں نے اس کو پناہ دے دی تم کو اگر مردانگی کا دعویٰ ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں" اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ میں حسن بن زید کے سر پر پہنچ گیا۔ یعقوب نے لشکر مرتّب کر کے مقابلہ کیا۔ مقابلہ ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی' دونوں فریقین بے جگری سے لڑنے لگے بالآخر حسن بن زید شکست کھا کر سرزمین دیلم کی طرف فرار ہو گیا اور یعقوب کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قابض ہو گیا۔

حسن بن زید کا فرار

جنگ کے اختتام اور ساریہ و آمل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس یوم تک بارش برستی رہی بڑی مشکل سے اپنی فوج کی ایک تعداد کثیر کو ضائع کر کے واپس آیا اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرض داشت دربارِ خلافت میں روانہ کر دی۔

عبداللہ سنجری کا خاتمہ

عبداللہ سنجری شکست کے بعد حسن بن زید کے پاس رے کی طرف چلا گیا تھا یعقوب نے یہ خبر سن کر حاکم رے کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا "بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب نے اس کو قتل کر کے بجستان کی جانب واپسی کی۔

خراسان پر قبضہ

جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں بمقابلہ عبدالرحمٰن بن مفلح شکست ہوئی اور ابنِ مفلح نے میدان جنگ سے واپسی کی حسن بن زید نے اسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادہ سے جرجان کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر والیٔ خراسان نے یہ خبر سن کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا لیکن یہ لشکر اس کو حسن بن زید کے تصرّف و غلبہ سے نہ بچا سکا۔ حسن بن زید نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ دیکھتا رہ گیا۔ اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت میں دراڑیں پڑ گئیں اکثر صوبجات خراسان میں بدامنی پھیل گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے ذرا سی بھی ناراضگی تھی۔ یا برائے نام پیدا ہو گئی۔ انہوں نے جس طرح سے موقع پایا خروج کر دیا اور محمد ابن طاہران کا مقابلہ نہ کر سکا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آلِ صفار کی کامیابی کے جھنڈے ہواء میں لہرانے لگے' جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔

اذکر تکین کی عیاشیاں

خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کی گورنری پر سپہ سالارانِ ترک سے اساتکین نامی ایک مشہور سپہ سالار کو مامور کیا تھا۔ اس نے اپنی

طرف سے اپنے بیٹے اذکر تکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا۔ اذکر تکین نے موصل میں پہنچ کر اودھم مچا دیا' فسق' فجور' شراب نوشی' زنا' ظلم اور سفاکی کا دروازہ کھول دیا ایک دن ایک لشکری نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت پر راستے میں دست درازی کی۔ عورت چلائی۔ ادریس حمیری نامی ایک نیک بزرگ نے پہنچ کر اس عورت کی عزت بچائی۔ لشکری نے اذکر تکین سے ادریس کی شکایت لگا دی اذکر تکین نے ادریس کو گرفتار کرا کے خوب زدو کوب کر دیا۔

یحییٰ بن سلیمان کی تقرری

اس سے اہلِ شہر میں اشتعال پھیل گیا' جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے' اس بات پر اتفاق رائے ہوا کہ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر کرنی چاہیے۔ اذکر تکین کو اس مشورہ کی خبر ہو گئی۔ لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور بغیر پوچھے لڑائی شروع کر دی۔ اہلِ شہر بھی جمع ہو کر لڑنے لگے۔ آخر کار اہلِ شہر نے اذکر تکین کو مار نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھا دیا۔

موصل کا محاصرہ

اس دوران ۲۶۱ھ کا دور آ گیا۔ اسا تکین نے ہیثم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کی نیابت عطا کی اور اہلِ موصل کی سرکوبی کی تاکید کی چنانچہ ہیثم نے موصل پہنچ کر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ ایک عرصہ تک اہلِ موصل لڑتے رہے۔ طرفین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ ہیثم مجبور ہو کر واپس آیا' اسا تکین نے اس کی بجائے اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو مامور کیا۔ ایک عرصہ تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا۔ محاصرے کے دوران یحییٰ بن سلیمان بیمار ہو گیا۔

اسحاق کی شکست

اس کی بیماری سے اسحاق نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی محاصرہ میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی زمین بوس کر دیں۔ اہلِ شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں لا کر صف لشکر کے آگے ڈال دیا۔ اہل لشکر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا۔ انتہائی بے جگری سے حملہ آور ہوئے اسحاق کو مجبوراً" پیچھے ہٹنا پڑا دوسرے دن لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی۔ اسحاق اہلِ شہر سے برابر خط و کتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا تھا حتیٰ کہ اہلِ شہر نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربض میں قیام پذیر ہو چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکری سے باتوں باتوں میں بات چلی جس سے جنگ کی آگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہلِ شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور سے موصل میں حکومت کرنے لگا۔

ابن مفلح کا انجام

اس سے قبل ہم حرث بن سیما گورنر فارس پر محمد بن واصل بن ابراہیم تیمی کے حملہ کرنے اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اس کے قابض ہونے کے واقعات بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع ہوئی فارس کی حکومت بھی عبدالرحمٰن بن مفلح کو مرحمت فرمائی اور جنگ کے ارادہ سے ابن واصل کو اہواز کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابن مفلح کی کمک پر مامور کیا چنانچہ ۲۶۰ھ میں ابن مفلح اہواز کی طرف سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ساتھ ابو داؤد غلوی بھی تھا۔ مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابن واصل نے پہلی ہی جھڑپ میں ابن مفلح کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور طاشتمر میدانِ جنگ میں مارا گیا' نیز ہزارہا آدمی مارے اور قید کر لیے گئے۔ ابن مفلح کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے بارے میں خط و کتابت شروع کی۔ ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور بجائے رہا کرنے کے ابن مفلح کو خفیہ طور سے قتل کر کے یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا ہے۔

موسیٰ بن بغا کی گھبراہٹ

ابنِ واصل نے اس واقعہ کے بعد جنگ کے ارادہ سے موسیٰ بن بغا سے واسط کا رخ کیا۔ رفتہ رفتہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک فوجِ کثیر لئے ہوئے مقیم تھا۔ اس سے قبل موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ فساد برپا ہو رہا ہے۔ گھبرا کر گورنری سے دربارِ خلافت میں استعفاء پیش کیا جس کو خلیفہ نے منظور کر لیا۔

اہواز کی تباہی

ابن مفلح جن دنوں اہواز سے فارس کی جانب واپس آ رہا تھا اسی زمانہ میں اس کی جگہ پر ابو الساج متعین کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ علی بن ابان سپہ سالارِ زنگیاں سے لڑائی ہوئی۔ علی بن ابان نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔ ابو الساج اس بری خبر کو سن کر لشکر گاہِ مکرم کی طرف لوٹ آیا۔

علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہواز اور اہلِ اہواز کو دل کھول کر لوٹا بازاروں کو نذرِ آتش کر دیا شاہی مکانات مسمار کرا دیئے۔ اس روح فرسا واقعہ کے بعد ابو الساج گورنریٔ اہواز سے برطرف کر دیا گیا۔ اس کی جگہ پر ابراہیم بن سیما مامور ہوا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا فارس کی گورنری سے استعفاء دے کر واپس آیا۔

ابنِ واصل کی شکست

جنگِ ابنِ واصل میں عبدالرحمٰن بن مفلح مارا گیا جس کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہنچی۔ حکومتِ فارس کا لالچ پیدا ہو گیا لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا۔ ابنِ واصل کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ابراہیم بن سیما کی لڑائی چھوڑ کر صفار کی طرف لوٹ پڑا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابو بلال مرداس کو خط لے کر روانہ کیا۔ صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کو معرفت خط بھیجا۔ ابنِ واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے اچانک حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ اتفاق یہ کہ صفار کو اس کی خبر ہو گئی۔ صفار نے ابو بلال سے مخاطب ہو کر کہا۔ "دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی۔ ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیار کر دی ہے۔ لیکن ہم کو اس کی ذرہ پرواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہے" ابو بلال یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا صفار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابنِ واصل کی طرف کوچ کر دیا۔ ابنِ واصل کے ساتھی روزانہ سفر سے تھک گئے تھے اور بہت سے پیاس کی شدّت سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ حواس باختہ بے حس و حرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں کہاں تھی ابنِ واصل اپنے ساتھیوں کی یہ صورتِ حال دیکھ کر بغیر لڑائی کئے بھاگ کھڑا ہوا صفار نے اس کے لشکر گاہ میں گھس کر جو کچھ پایا معہ اس مال و اسباب کے جو ابنِ مفلح کی شکست سے ابنِ واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے صفار کے رعب و داب کا سکّہ بیٹھ گیا اور فارس کے تمام شہروں پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ صوبجات فارس پر اپنی طرف سے عمّال مقرر کئے۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہلِ زم پر اس وجہ سے کہ انہوں نے واصل کی حمایت کی تھی صفار نے حملہ کر دیا اور جوشِ کامیابی میں اہواز پر قبضہ کر لینے کا لالچ بھی پیدا ہو گیا۔

باب ۱۸

دولتِ خاندانِ سامان ۲۷۹ھ تا ۲۸۹

اسد بن سامان

بنو سامان کا مورث اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز فرد تھا کبھی یہ اپنے آپ کو اہلِ فارس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی سامہ بن لوئی بن غلاب کی جانب' اسد کے چار بیٹے تھے: نوح' احمد' یحییٰ اور الیاس جن دنوں مامون خراسان گورنری پر تھا انہیں دنوں میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں حاضری دی۔ مامون نے ان لوگوں کو عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ جب مامون نے عراق کی طرف واپسی کی اور خراسان میں اپنی نیابت پر غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہیل کا عزیز تھا) متعیّن کیا تو اس نے نوح کو سمرقند کی' احمد کو فرغانہ' یحییٰ کو شاش واشروسنہ وغیرہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت دی۔

الیاس کا انتقال

کچھ مدت بعد بجائے غسان کے طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت مرحمت ہوئی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد وفات پا گیا۔ تب طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائیوں یحییٰ اور احمد کے صوبجات سے ملحق کر دیا۔ احمد انتہائی خوش اخلاق اور خصائل پسندیدہ سے متصف تھا۔ اس کے چند دنوں بعد الیاس کا ہرات میں انتقال ہو گیا۔

ابو اسحاق محمد کی تقرری

اس کے بیٹے ابو اسحاق محمد بن الیاس کو عبیداللہ طاہر نے اس کی جگہ مامور کیا۔ احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے۔ نصر' یعقوب' یحییٰ' اسمٰعیل' اسحاق' ابو الاشعث' اسد اور ابو غانم حمید' احمد کی وفات کے بعد صوبہ سمرقند میں اس کا بیٹا نصر اس کا قائم مقام بنایا گیا' چنانچہ اس وقت سے تا زمان انقراض حکومت بنی طاہر اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ سمرقند کی سندِ حکومت اس کو گورنرانِ خراسان کی طرف سے ملتی رہی' یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم برہم ہو گئی۔

والیٔ بخارا کا فرار

حکومتِ صفار کا جھنڈا خراسان میں کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد نے اپنی طرف سے نصر کو اس صوبہ کی سندِ گورنری ۲۶۱ھ میں عنایت فرمائی۔ جب کہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے تو نصر نے اپنی فوجوں کو شطِ جیحون کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا' اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگِ صفار میں مارا گیا۔ نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) والی بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

اسمٰعیل برادرِ نصر

اہلِ بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو مسندِ امارت پر بٹھایا اس کو بھی برطرف کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت سپرد کی پھر جب اس کو بھی برطرف کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو بخارا کی زمامِ حکومت مرحمت کی۔ اس دوران رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اہل ملک پر غالب و قابض ہوئے۔

نصر کی چڑھائی

والیٔ بخارا اسمٰعیل نے اس وقت اس سے خط و کتابت شروع کی اور باہمی اتحاد و امداد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی۔ لوگوں نے اسمٰعیل و نصر میں کہہ سن کر لڑائی کرا دی' چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسمٰعیل پر حملہ کر دیا۔ اسمٰعیل نے رافع بن ہرثمہ سے مدد طلب کی' رافع بن ہرثمہ ایک بہت بڑی فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا' لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی' رافع خراسان کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ناراضگی پیدا ہوئی جو آہستہ آہستہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی۔

اسماعیل کی کامیابی

۲۷۵ھ میں ایک گھمسان کی جنگ کے بعد اسمٰعیل کو نصر پر فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر اسمٰعیل کے سامنے حاضر ہوا۔ اسمٰعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور مسندِ امارت سمرقند پر اس کو متمکن رکھا۔ خود اس کی نیابت میں بخارا کی امارت کرتا رہا۔ اسمٰعیل انتہائی منکسر مزاج' سخی اور اہلِ علم و دین کا قدردان تھا۔

معتمد کی تقریر

جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری ولایتِ شرقیہ سے مستعفی ہوا' خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کو بھیجنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے شوال ۲۶۱ھ میں دربار عام منعقد کیا امراء وزراء اور ارکینِ سلطنت حسبِ مدارج حاضر ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب عنایت فرما کر موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت مرحمت کی۔ افریقیہ' مصر' شام' جزیرہ' موصل' آرمینیہ' طریق' خراسان اور مہرجا نقدق کی سندِ گورنری عطا فرمائی۔ اسی جلسہ میں یہ بھی طے پایا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی اور ابو احمد ہو گا۔ اس کو الناصر الدین اللہ الموفق کا لقب دے کر بلادِ شرقیہ' بغداد' کوفہ' طریق مکہ' یمن' کسکر' کو' دجلہ اہواز' فارس' اصفہان' کرخ' دینور رے' زنجان اور سندھ کی حکومت مرحمت کی۔ دونوں ولی عہدوں کے لئے دو جھنڈے (سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی کہ اگر میں مرجاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق کرسی خلافت پر متمکن ہو اس کے بعد جعفر۔) اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی جعفر کی طرف سے صوبجات مغرب پر موسیٰ بن بغا متعین کیا گیا۔ قلمدانِ وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا' اس کے بعد ۲۷۲ھ میں اس کی ناقابلیت اس کے آڑے آئی۔ معافی کا طلبگار ہوا۔ بجائے اس کے بعد اسمٰعیل بن بابل کو یہ معزز عہدہ مرحمت ہوا۔

ولی عہدی کے تقرر کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا' موفق نے اپنی طرف سے اہواز' بصرہ اور کور دجلہ پر مسرور بلخی کو مامور کر کے بطور مقدمتہ الجیش کے پیش قدمی کرنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا ارادہ کیا۔

یعقوب صفار کی آمد و روانگی

یعقوب صفار نے جس وقت فارس کو ابنِ واصل کے اور خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے نکال کر اپنے ممالکِ مقبوضہ میں شامل کر لیا اور اس کی اطلاع دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ معتمد نے سر دربار کہہ دیا "حاشاو کلا میں نے یعقوب صفار کو فارس و خراسان پر قبضہ کر لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو ان کاموں کے کرنے کی ہدایت کی' جس کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ مجھ کو اس کے اس فعل سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی ہے"۔ موفق نے گزارش کی "امیر المومنین! ایسے خود سر شخص کی گوشمالی کرنا ضروری ہے۔ مگر مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلبی کی جائے"۔

خلیفہ معتمد نے اس مشورے کو تحسین کی نظر سے دیکھ کر اسمٰعیل بن اسحاق اور فواج نامی ایک مشہور سپہ سالار ترک کو صفار کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ مابدولت و اقبال کو تمہاری یہ دست درازی انتہائی ناگوار گزری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم انہی شہروں کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے عنایت ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں"۔ اسمٰعیل چند دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا ارادہ موصل

کی جانب پیش قدمی کا ہے۔ موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کی مہم پر جانے سے ٹھہر گیا البتہ اسمٰعیل کے ساتھ صفار کا حاجب ذرہم نامی بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان رے، فارس اور افسری پولیس بغداد کی سند حاصل کرنے کے لئے دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے علاوہ صوبجات بجستان اور کرمان کے جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھی۔ ان صوبجات کی سند گورنری بھی مرحمت کی جن کی حکومت کی صفار نے درخواست کی تھی۔ ذرہم مع عمر بن سیما کے صوبجات مذکورۃ الصدر کی گورنری کی سند لئے ہوئے صفار کے پاس واپس آیا صفار نے یہ لکھ کر کہ "میں شکر و احسان کی غرض سے امیر المومنین کے درِ دولت پر حاضر ہوا چاہتا ہوں"۔ اپنے لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابو الساج والئ اہواز چونکہ صفار کا ماتحت تھا یہ خبر سن کر استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا عزت و احترام سے صفار کو شہر میں لے گیا۔ بڑی پر تکلف دعوت کی۔ صفار ایک دو دن ٹھہر کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ یہ حالات تو صفار کے تھے۔

صفار پر حملہ

اب دربار خلافت کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس ہو کر صفار کی درخواست پیش کی اہل دربار کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کسی نے کہا۔ اس کی نیت اچھی نہیں ہے۔ کوئی بولا "وہ بڑا نمک حرام ہے" غرض ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق بات کر رہا تھا۔ اتنے میں خلیفہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بغداد سے نکل کر زعفرانیہ میں پہنچ کر لشکر آرائی کی اور اپنے بھائی موفق کو بہ ارادہ جنگ صفار پیش قدمی کا حکم دیا۔ چنانچہ نصف رجب ۲۶۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ موفق کے میمنہ میں موسیٰ بن بغا تھا' میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ سے لڑائی ہوئی۔ موفق کا میسرہ پہلی جھڑپ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ مشہور سپہ سالار اس معرکہ میں مارے گئے۔ موفق نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر بھاگنے والوں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس لا کر دربار صفار کے لشکر پر حملہ کیا۔ صفار کی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ آخر وقت عصر تک انتہائی زبردست جنگ ہوتی رہی۔

موفق کی کامیابی

اس دوران خلیفہ معتمد کی طرف سے محمد بن اوس اور دیرانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے موفق کی کمک پر آ گیا۔ دونوں فوجیں بھرپور قوت سے صفار کے لشکر پر دونوں طرف سے حملہ آور ہوئیں۔ صفار کی فوج اس ناقابل برداشت حملہ سے گھبرا گئی۔ اکثر ساتھی اس گھبراہٹ میں مارے گئے۔ خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹا موفق کی فوج نے تعاقب کیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تقریباً دس ہزار گھوڑے' خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بار برداری کو جانور نہ ملتے تھے۔ محمد بن طاہر والئ خراسان بھی زنجیروں میں جکڑا اسی لشکر میں تھا۔ صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی۔ قید کی تکلیف سے رہائی ملی شکریہ ادا کرنے کے لئے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعتِ فاخرہ سے سرفراز فرما کر محکمہ پولیس بغداد کی افسری مرحمت کی۔

یعقوب صفار کا فرار

صفار میدانِ جنگ سے شکست کھا کر خوزستان کی جانب روانہ ہوا اور جند سابور میں پہنچ کر قیام کیا۔ زنگیوں کے سردار نے خط و کتابت شروع کی' دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد و اعانت کا وعدہ کیا۔ صفار نے جواب میں سورۂ کافرون (یعنی قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ تا آخر سورہ) لکھ بھیجی۔

عمر بن السری کی کاروائی

ان واقعات کے دوران میں ابن واصل نے صفار کو جنگ میں مصروف دیکھ کر فارس پر قبضہ کر لیا دربار خلافت میں اطلاعی عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر فارس کی سند گورنری عنایت کی۔ صفار نے یہ خبر پا کر ایک لشکر زیر قیادت عمر بن السری فارس روانہ کر دیا' جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا' انہیں دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر

مقرر کیا۔

خلیفہ معتمد و موفق کی واپسی

مہم صفار کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف واپسی کی اور موفق واسط کی طرف لوٹ آیا۔ پکا ارادہ صفار کے تعاقب کرنے کا تھا مگر خرابیٔ طبیعت کی بناء سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا جو کہ بعد موسیٰ بن بغا کے زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا چونکہ ابو الساج نے صفار کی مہمان داری اور خاطر مدارات کی تھی اس وجہ سے اس کی جاگیرات اور مال و اسباب ضبط کر کے مسرور بلخی کو عنایت ہوا اور محمد بن طاہر محکمۂ پولیس بغداد کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں سے جنگ

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے کی غرض سے روانہ کیا گیا اور اس کے بعد موفق کا ارادہ روانگی کا تھا۔ مگر صفار کے واقعات پیش آجانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔ صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربارِ خلافت کو واپس آیا زنگیوں کے سردار نے سلطانی افواج سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل و غارت کرنے کے لئے پھیلا دیا۔ چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی طرف روانہ کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادسیہ کی طرف شبخون مارنے کے لئے بھیجا اس دوران ابن ترکی سپہ سالار، دوایا کے راستہ شاہی لشکر لئے ہوئے زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے کو آپہنچا۔ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا تقریباً ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی طرف مائل ہوا خبیث۔ ابن ترکی نے اپنے سپہ سالاروں اغرتمش اور حشیش کو براہ دریا اور خشکی حملہ آور ہونے کا حکم دیا سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ساتھیوں کے حصہ کثیر کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سننا اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا جیسے ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کی چھوٹی سی جماعت نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔ سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا۔ قریب پہنچ کر طبلوں کو بجوایا نقاروں پر چوب کا پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کی رکاب کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی حشیش مارا گیا زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں بڑھ گئیں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور چار کشتیاں پکڑ لیں۔ مگر اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ جو کچھ زنگی شاہی لشکر گاہ سے لوٹ لے گئے تھے ان کو واپس بلا لیا۔

سلیمان کامیابی سے حشیش کا سر لئے ہوئے خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی ابن ابان کے پاس اہواز کی طرف بھیج دیا۔

خبیث سے خط و کتابت

دوسری جنگ زنگیوں کی احمد بن کیشونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح سے شکست اٹھانی پڑی۔ مسرور بلخی نے اہواز کی طرف احمد بن کیشونہ کو روانہ کیا تھا چنانچہ مقام سوس کے قریب پہنچ کر جند سابور میں قیام کیا اور صفار کی جانب سے محمد بن عبید اللہ ابن ہار مردکردی والی اہواز تھا اس نے شاہی شان و شوکت سے خوفزدہ ہو کر خبیث سے خط و کتابت کی، یہ طے پایا کہ علی ابن ابان کو اہواز کی گورنری دی جائے اور محمد کو اس کی نیابت۔ بروقت مقابلہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہو گا۔ اس عہد و پیمان کی توثیق کی غرض سے دونوں تشتر میں مجتمع ہوئے۔ احمد نے ان کی سازش سے مطلع ہو کر جند سابور سے سوس کی جانب پیش قدمی کر دی۔

زنگیوں کی کامیابی

اس عہد نامے کی ایک شق یہ بھی تھی کہ اہواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا مگر جمعہ کے دن تشتر میں محمد نے معتمد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا خبیث کا ذکر تک نہ آیا علی بن ابان اس بات سے سخت آگ بگولا ہوا، فوراً اہواز کی طرف واپسی کی۔ احمد بن کیشونہ بھی یہ خبر سن کر تشتر سے اہواز کی جانب روانہ ہوا راستے میں دونوں میں جنگ ہو گئی۔ احمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی وہ تشتر

آخر قلعہ نشین ہو گیا۔ علی بن ابان نے تعاقب کیا۔ تستر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دونوں حریف بے جگری سے لڑے۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ آخر کار علی کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے ساتھیوں کا اس معرکہ میں مارا گیا۔ اکیلا جان بچا کر بھاگا اہواز پہنچا۔ اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر زخمیوں سے چور چور تھا علاج کرنے کے لئے خبیث کے لشکر گاہ میں چلا آیا اور اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی جانب روانہ کیا احمد ان دنوں لشکر گاہ مکرم میں تھا خلیل کی آمد کی خبر سن کر چند دستے فوج کو کمین گاہ میں بٹھا اور خود پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش کامیابی میں بڑھتی گئیں۔ حتیٰ کہ اس مقام سے گزر گئیں جہاں کہ احمد کی فوجیں چھپی ہوئی تھی' زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا۔ زنگیوں کا لشکر میدانِ جنگ سے فرار ہوا اور ایک بہت بڑی جماعت اس معرکہ میں ماری گئی بھاگنے والوں نے علی بن ابان کے پاس جا کر دم لیا۔ علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصہ کو بقیہ بھاگنے والوں کے روکنے کے لئے سرقان کی طرف روانہ کیا۔ احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند تجربہ کار سواروں کو ان کی روک تھام کے لئے بھیج دیا جن کو زنگیوں نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے کر صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔

ابراہیم کا خاتمہ

اس واقعہ[1] کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے سرخس میں پہنچ کر ابراہیم کو قتل کر دیا۔ ابراہیم کے مارے جانے پر صفار نے ۲۶۱ھ میں بجستان کی طرف واپسی کی بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن مصری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو مامور کیا اور عمر بن لیث نے ہرات کی نیابت طاہر بن حفص باذ غیسی کو عنایت کی۔

خجستانی کی شرارت

خجستانی میں فتنہ و فساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دورہ کر رہا تھا' صفار سے تو کچھ پیش نہ گئی بڑے غور و فکر سے ایک یہ بہانہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا "تم نے یہ دیکھا کہ تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو باہم تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہ دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی۔ مزہ یہ ہے کہ خراسان میں تمہارے قابو کا ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو انتہائی احسن طریقے سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا" علی بن لیث اس چکر میں آ گیا اپنے بھائی صفار سے اس بات کی اجازت طلب کی صفار نے اجازت دے دی۔ غرض کہ اس معقول بہانہ سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔

---

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات صوبہ باذغیس کا رہنے والا۔ محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کیا۔ ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعمر' ابو طلحہ منصور۔ ان میں سے ابراہیم معمر تھا چونکہ زمانہ جنگ حسن بن زید میں جرجان میں اس نے یعقوب صفار کے ساتھ جاں نثاری کے ساتھ کارنمایاں کیے تھے۔ اس وجہ سے جب یہ نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خجستانی کی آتش حسد اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ پٹی دی کہ صفار تمہارے ساتھ غدر کیا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے۔ ابراہیم نے گھبرا کر دریافت کیا۔ "اچھا بتلایئے اس سے اب نجات کس طرح ملے" خجستانی نے جواب دیا۔ "بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم' تمہارے بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔" یعمر ان دنوں بلخ میں ابوداؤد دناجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی شب کو وقت اور مقام مقرر کر کے دل کھڑا ہوا۔ مقام موعود پر ابراہیم پہلے پہنچا۔ تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا۔ خجستانی بعد روانگی ابراہیم۔ دربار صفار میں حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا۔ آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا" صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا۔ چنانچہ سرخس میں پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۱۱ و ۱۱۸۔

تجستانی کی پیش قدمی

جیسے ہی صفار نے مع اپنے بھائی اور ساتھیوں کے کوچ کیا۔ تجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہوا چند دنوں میں ایک گروہ جمع کر کے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کر دی اور غفلت کی حالت میں حملہ کر کے اس کے عامل کو نکال دیا اس کے بعد قومس کی طرف پیش قدمی کی۔ بسطام میں ایک زبردست جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعات ۲۶۱ھ کے ہیں۔ اس کے بعد اوائل ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کر کے نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور کا گورنر عزیز بن سری تھا تجستانی کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گیا۔ تجستانی نے نیشاپور پر بھی بلا مزاحمت اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ قبضے کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلا بھیجا جب یہ آ گیا تو اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری پر مامور کیا۔

یعمر کا قتل

ابو حفص۔ عمر کو سرکی نے جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس بات پر ابھارا کہ آئیے ہم اور آپ متفق ہو کر اپنی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول و فعل پر یقین نہ کیا اور بلخ کے محاصرہ سے دست کش ہو کر ہرات کی جانب چلا گیا۔ اور طاہر بن حفص (عمر بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔ طاہر بن حفص انہیں واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تجستانی کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تیار ہو کر فوراً یعمر پر چڑھائی کر دی۔ جس وقت مقابلہ پر پہنچا بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا۔ یعمر کے سپہ سالار[1] سے جو کہ ابو طلحہ منصور کے ساتھ خوب مانوس تھا اس شرط سے ساز باز کر لی کہ تم یعمر کو گرفتار کر کے میرے حوالے کر دو میں ابو طلحہ کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر میں بلایا۔ تجستانی نے اسی وقت حملہ کر کے یعمر کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کا نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا۔ نائب نے یعمر کو قتل کر ڈالا۔

یعمر کے ساتھیوں نے جمع ہو کر ابو طلحہ کو امیر لشکر بنایا۔ ابو طلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے محسن کے ساتھ دغابازی کی تھی قتل کر ڈالا اور سامان سفر درست کر کے نیشاپور کی طرف کوچ کر دیا۔ نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی۔ یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ تجستانی بنو طاہر کی حکومت کا خواہاں ہے اس وجہ سے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ مگر تجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا۔ اگلے جمعہ کو ابو طلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دونوں نے جمع ہو کر تجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا۔

تجستانی کی واپسی

تجستانی یہ خبر سن کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اس کے رکاب میں بارہ ہزار فوج تھی۔ جب نیشاپور کی تین منزلیں باقی رہیں اپنے بھائی عباس کو حملہ کے ارادہ سے پیش قدمی کا حکم دیا۔ ابو طلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ تجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی طرف لوٹا کہ اس کو اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی۔ ہرات پہنچ کر ہوش و حواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا دے گا اس کو اس قدر انعام دیا جائے گا۔ کسی نے پتہ لانے کا وعدہ نہ کیا۔ لیکن رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔

رافع کا فرار

ابو طلحہ کی طرف آیا امان کی درخواست کی ابو طلحہ نے امان دے دی۔ رافع نے ابو طلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار ایسا قائم کیا کہ ابو طلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا کچھ عرصہ بعد خفیہ طور سے عباس کے حالات تجستانی کو لکھ بھیجے۔ اس کے بعد ابو طلحہ نے رافع کو معہ دو سپہ سالاروں کے بیہق کی طرف خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا رافع نے بیہق پہنچ کر باطمینان تمام خراج وصول کیا اور دونوں سالاروں کو گرفتار

[1] اس سپہ سالار کا نام عبداللہ ابن ہلال تھا۔ (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

حالت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا۔ راستے میں تھک کر ایک گاؤں کے کنارہ قیام پذیر ہوا' اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابن طاہر اور ابو طلحہ نے رافع کی اس بے عنوانی اور بد عہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت حملہ کر دیا' رات کے وقت اس گاؤں میں پہنچے جہاں کہ علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابو طلحہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ رافع ہے چھاپہ مارا' رافع موقع پا کر فرار ہو گیا' صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ رافع نہیں ہے' غلطی سے علی بن یحییٰ پر ہاتھ صاف کیا گیا۔

نیشاپور کا محاصرہ

رجب ۲۶۴ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کی زیر قیادت ایک عظیم الشان لشکر کو جرجان کی طرف حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے دیلم کو بری طرح شکست دی مگر کچھ عرصہ بعد فتح مندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا۔ ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی گوشمالی کو گیا۔ اسحاق نے راستے میں موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ ابن طاہر کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ مجبوراً ابن طاہر بھاگ کر نیشاپور آیا۔ اہل نیشاپور نے اس کو کمزور تصور کر کے شہر سے نکال باہر کیا۔ ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کر دو کوس کے فاصلہ پر قیام کیا۔ لشکر کے فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہوا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ کے دوران اہل نیشاپور کی طرف سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا' اس مضمون کا کہ "چونکہ ابن طاہر اور ابو طلحہ نے آ کر ہم کو گھیر لیا ہے' تم یہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ تاکہ ہم تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر تمہارے ساتھ ہو کر ان دونوں سے مقابلہ کریں"۔ دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا "میرے پیارے' خیر خواہو! میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے کو حاضر ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو حدود نیشاپور کی مکمل طور سے محافظت کرو عنقریب تمہاری مدد کو پہنچنا چاہتا ہوں"۔ اس خط کو روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کو روانہ ہو گیا جیسے ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابو طلحہ سے لڑائی ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا۔ مع اپنے ساتھیوں کے مارا گیا۔ ابو طلحہ نے اس کے بعد انتہائی شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔

خجستانی سے خط و کتابت

اہل نیشاپور نے مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلا بھیجا چنانچہ خجستانی ہرات سے متواتر دو رات دن سفر کر کے نیشاپور آ پہنچا۔ رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرہ کے توڑنے کا انتظام کرنے لگا۔ ابو طلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کی حسن بن زید نے پوری مدد دی لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ محاصرہ سے دست کش ہو کر بلخ کی طرف واپس آیا اور ابو داؤد ناہجوزی پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔

خجستانی کی کامیابی

نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کر دی اس وجہ سے کہ اس نے اس کے مقابلہ میں ابو طلحہ کو مدد دی تھی۔ اہل جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آئے مگر خجستانی نے ان کو بھی نیچا دکھا کر چالیس لاکھ درہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۶۵ھ کا ہے)

یعقوب صفار کا انتقال

انہی دنوں یعقوب صفار کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ پر عمرو بن لیث مسند حکومت پر متمکن ہوا اور خجستانی نے جرجان سے نیشاپور کی طرف واپس آ کر عمرو بن لیث نے یہ خبر سن کر ہرات سے حملہ کر دیا۔ ایک زبردست جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست اٹھا کر نقصان سے ہرات واپس آنا پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے فقہاء اور امراء نیشاپور کا میلان طبع اس کی طرف تھا۔ خجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا سا کھٹکتا تھا۔ موقع پا کر اپنے اطمینان قلب کی خاطر ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر چڑھائی کی عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا لیکن فتح یابی حاصل نہ ہوئی تو اپنے نائب کو نیشاپور میں

چھوڑ کر سجستان چلا آیا۔

خجستانی کی روانگی

نیشاپور میں خود مختاری حاصل ہوتے ہی خجستانی کے نائب نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اہل شہر کے ساتھ ظلم و سفاکی سے پیش آنے لگا اوباش مزاجوں' بدمعاشوں اور فسادیوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی۔ دن دہاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے امراء و روساءِ نیشاپور نے جمع ہو کر خجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہلِ نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا خجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا اور عمرو بن لیث کی فتح یابی کے جھنڈے کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگے۔ آہستہ آہستہ اس کی خبر خجستانی تک پہنچی' آگ بگولہ ہو گیا۔ لشکر مرتب کر کے نیشاپور آپہنچا اور بزورِ شمشیر عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال کر دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۷ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے خجستانی سے تنگ آکر ابو طلحہ کو جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو طلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی عزت افزائی کی' بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر سجستان کی طرف کوچ کر دیا۔ خجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا۔ کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا ایک گورنر یہاں موجود تھا۔ ابو طلحہ نے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا لڑائی ہوئی۔ ابو طلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا خلم پہنچا۔ خجستانی نے تعاقب کیا اور خلم میں پہنچ کر دوبارہ شکست دی ابو طلحہ سجستان کی طرف بھاگا اور خجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابو طلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف لشکر فراہم کر کے نیشاپور پر چڑھ آیا۔ خجستانی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا جس وقت خجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی' اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری

متذکرہ بالا واقعات سے جب ابن طاہر اور اس کے خیر خواہوں کے دلوں پر یہ واضح ہو گیا کہ خجستانی کی یہ ساری کوششیں اپنے ذاتی فائدے کے لئے ہیں اور اس پردہ میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا داعی ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ اسی وقت سے خجستانی کی کوشش کا خیال مضبوطی کے ساتھ دماغ میں جاگزیں ہو گیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن محمد بن طاہر صوبہ خوارزم کی گورنری پر فائز تھا' اس نے اپنے مشہور سپہ سالار ابو العباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت کے ساتھ خجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی طرف روانہ کیا خجستانی یہ خبر پا کر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر کے نوفلی کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ "قتل و خوں ریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ بلا وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو"۔ نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کر تشدد کروایا اہلِ نیشاپور میں اس سے بہت اشتعال پھیل گیا ہر کس و ناکس جمع ہو کر خجستانی کے اس آئے اور صف آرائی کی ٹھہرائی۔ نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر خجستانی نے نوفلی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر سن کر کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں اس کے رہنے والوں سے جبر و ظلم سے دو سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا ہے براہِ ابیورد ایک دن رات کی مسافت طے کر کے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مقرر کی۔ اس کے بعد حسین بن طاہر داخل ہوا اور اہلِ مرو کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جس سے چند دنوں میں بیس ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

خجستانی کا انجام

خجستانی کے اہل و عیال کو جب نیشاپور میں گرفتار کر لیا گیا اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر ملی اور خبر سننے کے ساتھ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا راستے میں مقام ہرات میں ابو طلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی خجستانی نے امان دے دی اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ امر خجستانی کے اس غلام (رام جورنامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اور درجہ ناگوار گزرا کہ وہ خجستانی کے قتل کے درپے ہو گیا موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ خجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے دھوکہ کر گیا وجہ یہ تھی کہ خجستانی نے ایک دن غصہ میں آکر اس کی ایک آنکھ نکلوالی تھی۔ چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں خجستانی کو قتل کر ڈالا۔ خجستانی

کر کے راجور نے اس کی انگلی سے انگوٹھی نکال لی اور مع چند لوگوں کے اصطبل کی طرف گیا۔ داروغہ اصطبل کو انگوٹھی دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور ان پر سوار ہو کر ابو طلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کی غرض سے روانہ ہو گئے۔

قاتلوں کا فرار

جب تجستانی حسب معمول دربار عام میں نہ آیا اور اراکین سلطنت سپہ سالاران انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب باتفاق رائے صورت حال دریافت کرنے کے لئے تجستانی کے خیمہ میں گئے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے۔ سب کے ہوش و حواس جاتے رہے ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے داروغہ اصطبل نے راجور کے جانے اور انگوٹھی دکھا کر گھوڑے تیار کرانے اور پھر اس پر سوار ہو کر جانے کا حال بتایا۔ سب دیوانہ وار اس کی تلاش کرنے لگے مگر اس وقت نہ پایا۔ چند دنوں کے بعد اتفاق سے ہاتھ آ گیا مار ڈالا۔ پھر سب نے متفق ہو کر رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کا تاج رکھ دیا' اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

صفار کی کامیابی

صفار نے ۲۶۳ھ اہواز کا رخ کیا' ان دنوں احمد بن کیشونہ والی اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا تشتر میں مقیم تھا۔ صفار کی آمد کی خبر پا کر تشتر سے کوچ کر گیا صفار نے جند سابور میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ سلطانی فوجیں جو اس کے قرب و جوار میں تھیں صفار کے خوف سے بھاگ گئیں۔ صفار نے بلامزاحمت غیرے جند سابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ساتھیوں میں سے خضر بن عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی طرف روانہ کیا جیسے ہی خضر اہواز کے نزدیک پہنچا علی بن ابان معہ اپنے سیاہ پلٹنوں کے اہواز چھوڑ کر شہر سدرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور خضر نے اطمینان کے ساتھ اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا اگاڑ دیا۔

فریقین میں مصالحت

چند دنوں تک خضر اور علی بن ابان کے ساتھیوں میں جھڑپیں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا۔ ساتھیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ مکرم پہنچا۔ علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر جس قدر خضر کا اسباب و مال تھا سب پر قبضہ کر لیا اور جس جس پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا شبہ ہوا ان سب کو گرفتار کر کے اہواز کے باہر ایک مکان میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اہواز سے واپس ہو کر شہر ہدرہ پر قیام کر دیا اس دوران صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں لیکن ساتھ ہی اس کے زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت کی اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت کی۔ علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہ کیا جو کچھ اہواز میں از قسم رسد و غلہ تھا سب کو اٹھا لایا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

زنگیوں پر چڑھائی

اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی لڑائی اور سلیمان بن جامع کی فتح یابی کے حالات آپ نے ابھی پڑھے ہیں۔ پس جب سلیمان بن جامع نے اپنا دلی مقصود حاصل کر لیا تو چند امور میں مشورہ کرنے کی غرض سے تجبیت کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کی طرف ہو کر گزرا۔ تکین ان دنوں بیزدود میں مقیم تھا۔ سلیمان جس وقت بیزدود کے نزدیک پہنچا' جنانی نے مشورہ دیا کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے تنگ اور تھک گیا ہے' بہتر ہے کہ تم اس مقام پر سامنے کے ٹیلے کے پیچھے چھپ رہو میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش فتح مندی میں آگے بڑھے۔ عقب سے تم حملہ کر کے اپنا مقصد حاصل کر لینا سلیمان نے اس مشورے کو شکر گزاری کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عمل کیا۔ تکین کا لشکر شکست کھا کر پیچھے ہٹا بیزدود نے اپنے لشکر کو تکین کے لشکر پر شبخون مارا۔ تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے' زنگیوں نے دل کھول کر تکین کے لشکر گاہ میں لوٹ ماری کی۔

تکین اپنا لشکر گاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہوا' پھر انتہائی تسلی سے اپنے خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کیا۔

سلیمان کے ساتھی جو چند گھنٹہ قبل سے لوٹنے میں مصروف تھے اپنے کو سنبھال نہ سکے' پسپا ہوئے۔ سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک طرح کی تسلی ہو گئی تھی۔ سلیمان کے ساتھی لوٹے ہوئے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے۔ اس دوران سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور متعدد وجوہ سے براہ دریا و خشکی حملہ آور ہوا۔ تکین کے قدم اس حملہ میں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ زنگیوں نے خاطر خواہ اس کے لشکر گاہ کو لوٹا۔ ہزاروں کا مال و اسباب ہاتھ دیا سلیمان نے جنگ کے اختتام کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنائی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کی طرف روانہ ہو گیا (یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں)۔

سلیمان جنائی

زنگی کے بعد سلیمان جنائی نے فراہمی رسد و غلّہ کی طرف توجہ کی۔ قرب و جوار کے دیہات میں لشکر لئے ہوئے گیا۔ اتفاق سے جعلان نامی ایک سپہ سالار شاہی اس طرف آیا تھا' ان واقعات کی خبر پا کر جنائی پر حملہ آور ہوا۔ جنائی ترکی بہ ترکی جواب دینے پر تیار ہوا لڑائی ہوئی لیکن جنائی کو نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے واپس آنا پڑا۔ جعلان نے اثناء دارو گیر میں جنائی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے مشہور سپہ سالاروں منجورا اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور تجابیہ تک بڑھ آئے تجابیہ نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ سلیمان بہ اظہار جنگ جعلان مقام طہثا میں داخل ہوا۔ جنائی نے حاضر ہو کر تمام حالات سے مطلع کیا۔ سلیمان نے اسی وقت جنائی کو مقدمتہ الجیش پر مامور کر کے جعلان کے مقابلہ پر بغیر چھیڑ چھاڑ ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی اور خود بقیہ فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا ایک خوں ریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں مارا گیا سلیمان نے محمد بن علی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سینکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)

حسان پر چڑھائی

اس کے بعد ماہ شعبان سنہ مذکورہ میں قصبہ حسان پر چڑھائی کی۔ یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن خمار تکین رہتا تھا۔ تھوڑی سی فوج بھی محافظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی۔ سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا اور مکانات کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس واقعہ سے سلیمان کی جرات بڑھ گئی۔ قتل و غارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا۔ بعض دستۂ فوج سے جعلان نے تعرض کیا اور بزور شمشیران کی کامیابی کا سد راہ ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور اس سپہ سالار پر جو رصافہ میں رہتا تھا۔ غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر اسباب و مال لوٹ سکے لوٹ لیا باقی میں آگ لگا دی۔ قتل و خوں ریزی کو عام طور سے جائز کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیث کی طرف واپسی کی۔

سلیمان کی واپسی

سلیمان کی واپسی پر مطہر[1] بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر تجاجیہ پر حملہ کر دیا۔ چونکہ تجاجیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطہر سے مزاحم ہوتا اس وجہ سے مطہر نے تجاجیہ کو لوٹ کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا۔ ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اس کے بعد طہثا کی طرف پیش قدمی کی۔ جنائی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالات لکھ بھیجے چنانچہ ۲ ذوالحجہ ۲۶۴ھ کو سلیمان اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا اس دوران احمد بن کیشونہ بھی کوفہ اور جنبلا ہوتا ہوا یزید یہ پہنچ گیا۔ جعلان نے انتہائی تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ جابجا سرحد پر فوجیں متعین کر دیں۔ تکین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو شربت مرگ چکھا کر روزانہ جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ انہیں دنوں موفق نے

---

[1] یہ وہی شخص ہے جو رصافہ کا سپہ سالار تھا جس پر سلیمان نے اس سے پیشتر حملہ کیا تھا۔ (ماخوذ از کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۵)

شہر واسط کی سندِ امارت محمد بن مولد کو عنایت کی۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لئے ہوئے واسط میں داخل ہوا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیث سے امداد طلب کی خبیث نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے کمزور ہاتھ جن میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے مضبوط و توانا ہو گئے۔ لشکر مرتب کر کے ابنِ مولد پر چڑھائی کر دی۔ ابن مولد کو شکست ہوئی سلیمان نے واسط میں گھس کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ہزارہا آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے مکانات نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا۔ اس قتل و خوں ریزی کا خوفناک منظر اس سے نہ دیکھا گیا۔ اہلِ واسط کو بچانے کی غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے قریب مارا گیا۔ پھر کیا تھا۔ رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتح مند گروہ نے لوٹ لیا۔

واسط کو ویران کرنے کے بعد ابراہیم واشناس کے خیال سے سلیمان نے جنبلاء کی طرف واپسی کی اور نوّے راتیں یہاں مقیم رہا۔

احمد بن طولون کی روانگی

دمشق کا گورنر ترکی سپہ سالاروں میں سے ماجور نامی ایک سپہ سالار عہدِ خلافت معتمد میں مامور تھا۔ ۲۶۴ھ کے دور میں اس کا انتقال ہوا تب اس کے بیٹے نے اپنے والد کی جگہ پر زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر سن کر مصر کی نیابت اپنے بیٹے عباس کو دی اور بقصدِ توسیع دائرہ حکومت و قبضہ دمشق۔ مصر سے روانہ ہوا اور دمشق کے نزدیک پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا۔ ”مجھے بارگاہِ خلافت سے شام کا صوبہ مرحمت ہوا ہے۔ تم کو کیا عذر ہے؟“ ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آکر ابنِ طولون سے نیاز حاصل کیا۔ ابنِ طولون اس کو رملہ پر متعین کر کے دمشق پہنچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سپہ سالارانِ دمشق کو ان کے عہدوں پر بحال و قائم رکھا دو چار دن قیام کر کے حمص، حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور ان پر بھی اپنی کامیابی کی جھنڈے گاڑ دیئے۔ اس کے بعد انطاکیہ اور طرسوس کا لالچ پیدا ہوا۔

ابنِ طولون کی کامیابیاں

ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیما طویل نامی ایک ترکی سپہ سالار متعیّن تھا' ابن طولون نے یہ شرطِ اطاعت بحال رکھنے کا پیام بھیجا۔ سیما طویل نے انکاری جواب دیا۔ ابن طولون نے حملہ کر دیا۔ چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیما طویل کے سلوک اچھے نہ تھے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے خفیہ حالات سے آگاہ کر دیا۔ ابنِ طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں۔ سیما طویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے برابر جواب دینے لگا۔ بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے شہر میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ سیما طویل اسی عام خوں ریزی میں مارا گیا۔ پھر کیا تھا۔ اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ اس کے بعد طرسوس کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے جہاد کے ارادہ سے قیام کیا۔ ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے مہنگائی شروع ہو گئی۔ اہلِ شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ ”آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں تمام چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی مہربانی ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جاتا اور اگر یہاں کی آب و ہوا مرغوب خاطر ہے تو فبہا' چند آدمیوں کو ہمراہ رکاب رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے“۔

حرّان کی طرف پیش قدمی

ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اگلے دن شام کے ارادہ سے کوچ کر دیا۔ حران پہنچا۔ حرّان کی زمامِ حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن اتامش بر سرِ مقابلہ آیا۔ ابنِ طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتشِ بغاوت روشن کر دی ہے اور خزانہ میں جو کچھ تھا اس کو لے کر برقہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی۔ انتہائی اطمینان سے بلادِ شامیہ کا انتظام کرتا رہا۔ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ حران میں ایک چھاؤنی قائم کی۔ رقہ کی محافظت پر اپنے غلام لولو کو معہ ایک لشکر کے متعین کیا۔ رفتہ رفتہ محمد بن

اتامش کی شکست کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی۔ ہمدردی اخوت کا خون جوش میں آگیا ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا۔

موسیٰ کی گرفتاری

ان دنوں حرّان میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیفونہ متعین تھا۔ موسیٰ کی خبر پا کر فکر مند ہوا اور ابو الاغر نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گزارش کی ''امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول فکر مندی ہو رہی ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اس کو زندہ گرفتار لاؤں لیکن شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی عنایت فرمایئے''۔

احمد نے پُر مسرت لہجہ میں کہا ''تم بصد شوق میرے لشکر سے بیس آدمی چن لو میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں''۔ ابو الاغر نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور ان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا اور موسیٰ کے لشکر کے نزدیک پہنچ کر انہی بیس آدمیوں میں سے چند آدمیوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود مع بقیہ آدمیوں کے بلباس اعراب موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے' پہنچتے ہی ان کو کھول دیا۔ شور و غل مچا' چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے موسیٰ بھی شور و غل سن کر نکل آیا اور معہ چند سپاہیوں کے ابو الاغر پر حملہ آور ہوا' ابو الاغر معہ اپنے ساتھیوں کے حملہ سے اپنے کو بچاتا ہوا بھاگا' حتیٰ کہ اس مقام سے گزر گیا جہاں کہ اس کے ساتھی کمین گاہ میں بیٹھے تھے۔ موسیٰ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے دوڑا آرہا تھا۔ جیسے ہی اس کا گزر کمین گاہ سے ہوا ابو الاغر کے ساتھی نکل پڑے۔ ادھر موسیٰ کے ساتھ ان گنتی کے چند افراد کے اچانک نکل آنے سے بھاگ کھڑے ہوئے جو پہلے سے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے''۔ ادھر ابو الاغر بھی معہ اپنے ساتھیوں کے لوٹ پڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیفونہ کے سامنے حاضر کیا۔ احمد نے اس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کو رہا کر دیا اور مع اپنی رکاب کی فوج کے مصر کی طرف واپسی کر دی۔ (یہ واقعات ۲۶۴ھ کے ہیں)۔

نعمانیہ پر چڑھائی

۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سوادِ کوفہ تک کھدوائی تاکہ آسانی و سہولت کے ساتھ اس اطراف میں قتل و غارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے' احمد بن کیشونہ (موفق کا گورنر) حنبلاء میں رہتا تھا' اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک دن سلیمان کے لشکر پر شبخون مارا۔ تقریباً چالیس سرداروں کو قتل کیا۔ متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہوئے' سلیمان شکست کھا کر طہشا پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شبخون کا بدلہ لینے کے لئے نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہلِ نعمانیہ کو اس کی خبر نہ تھی جو انتہائی بے رحمی کے ساتھ قتل کئے گئے۔ باقی ماندہ جان بچا کر جرجرایا چلے گئے۔ اہلِ سواد نے یہ سن کر عزت و جان کے خوف سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔

تستر پر چڑھائی

انہیں دنوں علی بن ابان نے تستر پر چڑھائی کی اور اس کو جا گھیرا۔ موفق نے اپنی طرف سے صوبہ اہواز پر بروز بلخ کو حکومت مرحمت کی تھی اور اس نے اپنی جانب سے تکین بخاری کو مامور کیا۔ تکین نے یہ خبر سن کر تستر کی حمایت پر فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تستر جا پہنچا جبکہ اہلِ تستر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آکر شہر سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر تکین کے آجانے سے حوصلہ مند ہو گئے اور شہر کی فصیلوں سے ان لوگوں اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا۔ زنگیوں کا لشکر اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور ان کی ایک بہت بڑی تعداد اس معرکہ میں ماری گئی۔

تکین کی کامیابی

جنگ کے اختتام کے بعد تکین نے تستر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو پل میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہنچا دی تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اسی وقت حملہ کر دیا۔ رات کا وقت تھا۔ سپہ سالاران علی بن ابان کی مجلس میں نبیذ کا دور چل رہا تھا۔ حسین و جمیل لونڈیاں گا بجا رہی تھیں۔ عیش و عشرت کی محفل لگی ہوئی تھی۔ اس دوران تکین نے

پہنچ کر چھاپہ مارا' سپہ سالاران علی بن ابان کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ بھاگ کر علی بن ابان کے پاس پہنچے۔ تکین نے تعاقب کیا اور علی بن ابان یہ سن کر بغیر لڑے فرار ہو گیا۔

تکین کی گرفتاری

علی بن ابان نے اس واقعہ کے بعد تکین سے مصالحت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی۔ تکین نے قتل و خونریزی کے خیال سے منظور کر لیا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ آہستہ آہستہ مسرور تک یہ خبر پہنچی۔ طرح طرح کے خیالات تکین کی طرف سے قائم ہونے لگے بالآخر صبر نہ ہو سکا تیزی سے منزلیں طے کر کے تکین تک پہنچ گیا اور اس کو اس الزام میں کہ زنگیوں سے ساز باز کر لی ہے گرفتار کر کے زیر نگرانی ابراہیم بن جعلان کے قید کر دیا۔ تکین کے گرفتار ہوتے ہی تکین کے ساتھی تتر بتر ہو گئے چند لوگ زنگیوں سے جا ملے۔ ایک گروہ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا' مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امان کا اعلان کر دیا تو اکثر واپس آ گئے۔

عمرو بن لیث کی جانشینی

۹ شوال ۲۶۵ھ کو یعقوب صفار بانئ حکومتِ صفاریہ کا (مقام جند سابور بعارضہ قولنج) انتقال ہو گیا اور انتقال سے قبل مقام رنج زرا بلستان (یعنی غزنہ) کو بزور شمشیر فتح کر لیا تھا' اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا۔ اس کے آخر زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی طرف ہو گیا تھا حکومتِ فارس دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ فرمان اس وقت صفار کے پاس پہنچا جب کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

صفار کے انتقال کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین ہوا۔ دربارِ خلافت میں بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان کی سندِ گورنری' اصفہان' سندھ' بجستان' سرمن رائے اور پولیسِ بغداد کی افسری مرحمت کی اور سندِ گورنری کے ساتھ خلعتِ فاخرہ بھی دی۔

اغرتمش سے جنگ

سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تکین و جعلان' مطر بن جامع و احمد بن کیشونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے قابض ہو جانے کی کیفیت ہم نے ابھی لکھی ہے۔ تکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش ۲۶۶ھ میں تشتر میں داخل ہوا۔ مطر بن جامع بھی اس کے ساتھ تھا۔ تشتر میں پہنچ کر علی ابن ابان کے ان سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو تشتر میں محبوس تھے قتل کر کے لشکر گاہ عکرم کی طرف کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر پا کر عکرم میں آ گیا دونوں حریف متصادم ہو گئے' صبح سے دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی بند کر دی' علی بن ابان نے اہواز کی طرف رخ کیا اور اغرتمش بہ قصد خلیل بن ابان' اربل کا پل عبور کرنے کے لئے بڑھا۔ خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ساتھیوں کو دو حصہ میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو اہواز میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف کوچ کیا۔ اس کے روانہ ہوتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کر نہر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش سے نہر اربل پر سارا دن لڑائی ہوتی رہی' لیکن کوئی نتیجہ جس سے دونوں حریف کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا پیدا نہ ہوا۔ لڑائی ختم ہونے پر علی پھر اہواز کی طرف لوٹ آیا۔ اہواز اس کے آنے سے قبل اس کے ساتھیوں سے خالی ہو چکا تھا ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا مگر وہ لوگ واپس نہ ہوئے۔ اس مجبوری کی وجہ سے خود بھی ان لوگوں سے جا ملا۔ اس دوران ان واقعات سے مطلع ہو کر اغرتمش آ پہنچا لڑائی شروع ہوئی شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اتفاق وقت سے ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک کو آ گئی (اس فوج کو شبیت نے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرتِ فوج سے خائف ہو کر اپنے حریف کے لئے میدانِ جنگ کو خالی کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی درخواست

چونکہ ایک عرصہ سے محمد بن عبیداللہ (یہ رامہرمز کا والی تھا) اور علی بن ابان سے ان بن چلی آ رہی تھی' اس وجہ سے آئندہ خطرات کو

مد نظر رکھ کر محمد نے انکلائی بن خبیث سے درخواست کی کہ مجھے علی بن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیجئے لیکن محمد کی یہ تدبیر برعکس ہو گئی انکلائی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اپنے والد (خبیث) سے محمد نے حساب سمجھنے اور خراج طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی ابن ابان کو اس خدمت پر مقرر کیا محمد بن عبیداللہ نے بہانے سے ٹالنے کی کوشش کی علی بن ابان زنگیوں کی فوج لئے ہوئے رامہرمز کے نزدیک پہنچ گیا محمد نے یہ خبر سن کر رامہرمز کو خالی کر دیا اقصائے سرحد پر جا کر پناہ گزیں ہوا علی اور اس کے لشکریوں نے رامہرمز میں داخل ہو کر خاطر خواہ لوٹا اس کے بعد محمد نے علی سے خط و کتابت کر کے دو لاکھ درہم پر مصالحت کر لی۔ علی نے رامہرمز کو واگزار کر دیا۔

مصالحت

اس مصالحت کے کچھ دنوں بعد محمد نے علی سے بمقابلہ اکراد امداد طلب کی اس شرط پر کہ تمام مال غنیمت کا مالک علی ہو گا۔ علی کو لالچ پیدا ہوئی۔ محمد بن عبیداللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے طلب کیا۔ محمد بن عبیداللہ نے اس کو بہانے سے ٹال کر ایک حلف نامہ تحریر کر کے بھیج دیا علی نے مجلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بنا کر ایک لشکر کثیر التعداد کے ساتھ محمد بن عبیداللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبیداللہ نے بہ ہمراہی اس لشکر کے اکراد پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد کے ساتھیوں نے جان بوجھ کر مورچہ خالی کر دیا اکراد نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا مارا گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کے روکنے پر متعین کیا مگر خفیہ طور سے یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کمبخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اکراد کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے لشکریوں نے لوٹ لیا علی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر محمد کو ایک ڈانٹ کا خط تحریر کیا۔ محمد نے خوشامد و چاپلوسی سے معذرت کی۔ ساتھ ہی اس کے ان کے بہت سے ہتھیار اور جانور بھی واپس کر دیئے لیکن اس سے محمد کے خوفزدہ دل کو تسلی نہ ہوئی تو خبیث کے بعض حاشیہ نشینوں سے اس معاملہ میں بات چیت کی اور مصالحت کرا دینے کے معاوضہ میں بہت سا مال دولت دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے خبیث اور علی کو کہہ سن کر راضی کر دیا۔ شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے مقبوضہ ممالک میں خبیث کی حکومت و سلطنت کے قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے۔ محمد نے خوشی سے اس شرط کو منظور کر لیا پھر باہم صلح اور مصالحت ہو گئی۔

موتہ پر چڑھائی

اس کے بعد جب علی ابن ابان کو محمد کی طرف سے یک گونہ اطمینان ہو گیا تو موتہ پر چڑھائی کر دی بے شمار آلاتِ حصار اپنے ساتھ لے گیا۔ مسرور بلخی ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا یہ خبر سن کر موتہ کی حمایت کو اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا علی اور مسرور سے لڑائی ہو گئی بالآخر علی شکست کھا کر جس قدر سامان اپنے ساتھ لایا تھا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا مارا گیا ابھی اس شکست کے صدمہ سے علی کے حواس درست نہ ہوئے تھے کہ موفق کے آنے کی اطلاعات مسلسل ملنا شروع ہو گئیں۔

باب ۱۹

ابو العباس اور زنگیوں میں معرکہ آرائی

زنگیوں کی سرکوبی

زنگیوں کی آئے دن کی کامیابی اور واسط میں غلبہ اور قتل و غارت سے متنبّہ ہو کر موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا۔ (ابو العباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد کرسئ خلافت پر جلوہ افروز ہو گا اور اسلامی دنیا میں المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے گا۔)

ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج پیادہ و سوار کی جمعیت کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابو العباس نے رخ کیا' دریا کے راستہ سے بھی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ روانہ کیا گیا جس کی قیادت پر ابو حمزہ نصیر مقرر تھا' رفتہ رفتہ یہ لشکر دیر عاقول میں داخل ہوا ابو العباس کو خبر دی کہ زنگیوں کے مقدمتہ الجیش پر جنانی ہے' اسی وقت وہ جزیرہ میں قریب برد دریا کے مقیم ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کو معرابان میں پڑا ہوا ہے' ابو العباس نے یہ خبر سن کر کوچ کر دیا۔ زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں' سن رکھا تھا کہ ابو العباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی میں مطلق دخل نہیں ہے۔ اس سے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً کثرتِ فوج سے خوفزدہ ہو کر برسر مقابلہ نہ آئے گا اور ثانیاً اگر آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں ایسی شکست کھائے گا کہ پھر کبھی لڑائی کی ہمت نہ ہو گی۔

ابو العباس کی پیش قدمی

غرض ابو العباس نے مقام صلح میں پہنچ کر جاسوسوں کو فریق مخالف کی خبر لانے پر متعین کیا۔ تھوڑی دیر بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ زنگیوں کا لشکر بھی آ گیا ہے۔ پہلا حصّہ لشکر کا صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ لشکر نشیبی واسط تک پھیلا ہوا ہے۔ ابو العباس معمولی راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راستہ سے نفر گیا ابو العباس نے اپنے بھرپور حملہ سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا لیکن پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹا۔ زنگیوں کے دل اس سے بڑھے اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابو العباس نے للکار کر کہا "نصر! کیا دیکھتا ہے۔ ان کتوں کو لے اب آگے نہ بڑھنے پائیں" نصر اس آواز کو سن کر ایک دوسری طرف سے جس طرف زنگیوں کا وہم و گمان بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لئے ہوئے نکل پڑا زنگیوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا نہر کی طرف بھاگے' ابو العباس نے رومال کے اشارہ سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا چاروں طرف کے حملہ سے گھبرا کر جس جانب راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں حاصل ہوئی۔

ابو العباس کی کامیابیاں

سلیمان بن جامع اس جنگ کے بعد نہرامین کی طرف' سلیمان بن موسیٰ شعرانی باذ انجیس کی طرف بھاگ آیا اور ابو العباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کر پڑاؤ کیا۔ دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور درستئ سامان جنگ میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابو العباس کی طرف بڑھا اور چند دستہ فوج کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستے سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نصیر اور ابو العباس نے دریائی حملہ کی روک تھام پر اپنی ہمّت کو مصروف کیا اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا۔ لڑائی کا میدان گرم ہو گیا دوپہر تک زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ ظہر کے قریب زنگیوں کی فوج ہمت ہار

گئی۔ بے ترتیبی سے جان کے خوف سے ادھر ادھر چھپنے لگی اور ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں قتل و قید کرنے لگا۔ ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ جنگی کشتیاں پکڑ لی گئیں۔ ہزاروں زنگی موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ سلیمان اور جنائی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر طہیثا پہنچا اور ابو العباس کامیاب ہو کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور کشتیوں کی درستی اور اصلاح کا حکم صادر فرمایا جو حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کا فرار

زنگیوں کو جس شاہی افواج کے مقابلہ میں ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر فرار ہوئے' اس وقت بھی نقصان رسانی اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف ہی تھے آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گزر ہونے والا تھا اس راستہ میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا۔ غریب ابو العباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ تھی اسی راستہ سے ہو کر گذرے دو چار سوار ان گڑھوں اور کنووں مین گر پڑے شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔

اس کے بعد خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ساتھیوں کو براہ دریا غفلت میں حملہ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابو العباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لائے۔ ابو العباس نے یہ خبر سن کر تعاقب کیا اور جنگ کے زور سے اپنی کشتیوں کو تو واپس ہی لایا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو معہ مال و اسباب کے پکڑ لیا ابو العباس کو زنگیوں کی اس بری حرکت سے سخت غصہ آیا اور نہایت ہوشیاری اور چابکدستی سے کام لینے لگا۔ اس کے بعد سلیمان ابن جامع ان مسلسل شکستوں کے بعد طہثا میں جا کر قلعہ نشین ہوا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا اور شعرانی بازارِ خمیس میں جا چھپا اس کے شہر کا نام مینعہ تھا۔ سلیمان اور شعرانی نے منصور اور مینعہ میں پہنچ کر محاصرہ کے خطرات کے خیال سے اطراف و جوانب سے فراہمی رسد و غلہ کی طرف توجہ کی اور ابو العباس ان دونوں کے رسد و غلّہ کے چھیننے پر کر ہمت باندھے تھا چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی ایک دن ابو العباس اپنے افسرانِ فوج سے مشورہ کر کے خشکی کے راستہ مینعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستہ سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق وقت سے زنگیوں کے مقدمتہ الجیش سے ابو العباس کا آمنا سامنا ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا تقریباً سارا دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو العباس شہر مینعہ تک نہ پہنچ سکا' ادھر نصیر نے مینعہ کے نزدیک پہنچ کر آتش باری شروع کر دی۔ اہلِ مینعہ گھبرا گھبرا کر جیسے ہی باہر نکلے' تیروں کی بارش برسنے لگی۔ مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف لوٹے۔ نصیر نے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر کے واپسی کر دی۔ ابو العباس کو اس سے بہت بڑی خوشی ہوئی۔ کامیاب ہو کر اپنی لشکر گاہ میں آیا خبیث نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علی ابن ابان اور سلیمان بن جامع کو منتشر ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو بمقابلہ ابو العباس جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

مینعہ کی طرف پیش قدمی

اس وقت تک تنہا ابو العباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی مردانگی کے ساتھ باوجود نو عمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جاتا تھا۔ ابھی موفق لشکر کی درستی اور فراہمی رسد وغیرہ سے فارغ نہیں ہوا تھا بلکہ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مامور کرنے میں مصروف اور قلعات کی درستی اور مرمّت میں مشغول تھا اس دوران اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یک جا ہونے کی اطلاع ملی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابو العباس کے مقابلہ پر آئیں گے۔ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ واسط پہنچا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس سے ملا ابو العباس نے تمام حالات از اول تا آخر عرض کر دیے۔ موفق نے ابو العباس کے سردارانِ لشکر کو خلعتیں عنایت فرمائیں۔ لشکریوں کو انعامات دیے۔ اس کے بعد ابو العباس اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا دوسرے دن موفق نے نہر شداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں دہانہ بردودا پر جا اترا' دو دن تک دونوں ٹھہرے رہے۔ تیسرے دن ابو العباس نے محاصرہ کی غرض سے مینعہ کوچ کیا۔ موفق بھی دریا کے راستہ مینعہ کی طرف بڑھا۔

مینعہ پر حملہ

یوم سہ شنبہ آٹھ ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دونوں طرف سے باپ اور بیٹوں نے مینعہ پر حملہ کیا' زنگیوں کو موفق کی اطلاع نہ تھی دریا کی

حالت سے بے خبر وغافل ہو کر جھرمٹ باندھ کر ابو العباس کے مقابلہ پر آ گئے جنگ شروع ہو گئی اس دوران موفق نے پہنچ کر دریا کی جانب سے حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جیسے ہی شہر کی حفاظت کی طرف مائل ہوئیں ابو العباس کے ساتھی بھی انہیں کے ہمراہ شہر میں گھس پڑے ایک گروہ کثیر اور قید کیا گیا۔ شعرانی مع بقیہ آدمیوں کے بھاگ کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجہ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر موفق سوار ہو کر مینعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ شہر پناہ کو مسمار کرا کر خندقیں جو شہر پناہ کے اردگرد تھیں ان کو بھروا دیا۔ کشتیوں کو نذر آتش کر دیا بے انتہا رسد و غلہ ہاتھ آیا۔ کچھ فروخت کر ڈالا گیا باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

خبیث کا خط

خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر لگی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا۔ "دیکھو خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمہارا حال بھی وہی ہو گا جو شعرانی کا ہوا ہے۔ خلیفہ کا لشکر طوفان بے تمیزی کی طرف بڑھا آتا ہے؟ اس دوران جاسوسوں نے دربار موفق میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ سلیمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے موفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تیاری کا حکم دے دیا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو دریا کے راستے جنگی کشتیوں کو لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کے راستے سے کوچ کر کے صینیہ پہنچا۔ ابن جامع یہ خبر پا کر دو سپہ سالاروں کو مع ایک دستہ فوج کے کمسریٹ کی حفاظت پر متعین کر کے فرار ہو گیا۔ ابو العباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ رات کے وقت انہیں دو سپہ سالاروں کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔

منصورہ کی طرف روانگی

ابو العباس نے امان دے کر سلیمان بن جامع کے بارے میں پوچھا' اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے۔ ابو العباس یہ سن کر اپنے باپ (موفق) کی خدمت میں واپس آیا اور ان واقعات سے مطلع کیا۔ موفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف پیش قدمی کا حکم صادر کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ طہثا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا' اگلے دن موقع جنگ اور شہر پناہ کی فصیلوں کے دیکھنے کے لئے سوار ہوا زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پا کر کمین گاہ میں چھپی ہوئی تھیں۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ ابو العباس نے احمد بن مهدی جنائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ جان بر نہ ہوا گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا۔ اس کے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا لیکن کیا ہو سکتا تھا۔ مغرب کا وقت آ گیا تھا شام کے سائے پھیلتے جا رہے تھے۔ موفق نے اپنے لشکر گاہ کی طرف واپسی کی اور زنگیوں کا لشکر منصورہ لوٹ گیا۔

زنگیوں کی پسپائی

دوسرے روز کہ یوم شنبہ تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی' موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا جنگی کشتیوں کو دریا کے راستہ منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس اثناء میں فجر کا وقت ہو گیا۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ دیر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں یکسوئی کے ساتھ دعا کرتا رہا' جیسے ہی آسمان پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دے دیا۔ شاہی فوجوں کا ایک دستہ شیر غراں کی طرح بڑھتا ہوا شہر پناہ کے نزدیک پہنچ گیا۔ ابو العباس اس دستے کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دوپہر تک بڑی زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹا شاہی افواج نے تعاقب کیا ادھر خندق پر انتہائی تیزی سے لڑائی شروع ہوئی ادھر جنگی کشتیاں براستہ دریا شہر کے کنارہ پر پہنچ گئیں' شاہی فوجوں نے خشکی پر اتر کر شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس دوران ابو العباس کے رکاب کی فوج خندق پر لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی۔ زنگی فوجوں نے گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف مقابل اس سے چند ہی گھنٹہ میں شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بہ لحظہ بقیہ حصہ شہر پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا دونوں کے تصادم سے ہزاروں قتل یا قید کیے گئے۔

موفق کی کامیابی

ابن جامع گنتی کے چند ساتھیوں سمیت فرار ہو گیا۔ فتح مند گروہ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا لیکن اپنی کوشش میں

کامیاب نہ ہوا' اس معرکہ میں زنگیوں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی اور باقی ماندگان کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا۔ بچنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا جس کا دور ایک کوس کا تھا۔ اہل کوفہ اور واسط کی دس ہزار عورتوں' لڑکوں کو زنگیوں کی غلامی سے مکمل نجات حاصل ہوئی مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگا' اس کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے۔ چند سپہ سالار ان زنگیوں کو گرفتار کرلانے پر متعین کئے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے تھے شہر پناہ کی فصیلیں مسمار کر دی گئیں' خندقیں پاٹ دی گئیں۔ سترہ دن تک موفق مع اپنے ہونہار بیٹے کے ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا' اس کے بعد واسط کی جانب پیش قدمی کی۔

شہر کا محاصرہ

موفق نے واسط میں پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا' ان کی تکالیف کو دور اور ضرورتوں کو رفع کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور بہ ارادہ شہر خبیث جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابو العباس بھی تھا۔ مختارہ کے نزدیک پہنچ کر دو میل کی فاصلہ پر قیام کیا۔ رات کے وقت موقع جنگ اور فصیلوں کی حالت و کیفیت دیکھنے کو گیا۔ شہر پناہ کی فصیلیں انتہائی مستحکم و مضبوط تھیں۔ چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اس کو اپنی آغوش حفاظت میں لئے ہوئے تھیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اس کے علاوہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ موفق شہر کی مضبوطی و استحکام کو دیکھ کر امید و بیم کی حالت میں واپس آیا۔

جنگی قیدیوں سے سلوک

صبح ہوتے ہی براستہ دریا جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستہ سے مختارہ پر حملہ کیا۔ ابو العباس نے انتہائی تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اتر پڑتا اتفاق وقت سے زنگیوں نے دیکھ لیا شور و غل مچاتے ہوئے دوڑ پڑے منجنیقوں سے سنگ باری شروع کر دی۔ اوپر سے پتھروں کی بارش برسانے لگے۔ ابو العباس انتہائی ثابت قدمی سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اترنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کسی طرح کامیاب نہ ہوتا تھا موفق نے یہ صورتِ حال دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ ابو العباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی چلی آئیں جن میں ملاح اور سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے ان لوگوں کو امان بھی دی' خلعت بھی دی' عزت و احترام سے بھی پیش آیا اس حسن سلوک سے امان کے چاہنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔ خبیث نے یہ صورت حال دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دریا کے دہانہ پر متعین کر دیا تاکہ جنگی کشتیوں کے بیڑے منتشر نہ ہونے پائیں اور مخالف حریف کے ساتھ جاکر نہ مل جائیں۔

بحری لڑائی

اس کے بعد بہبود امیر البحر کو براستہ دریا حملہ کی تیاری کا حکم دیا۔ ابو العباس مقابلہ پر آیا' انتہائی گھمسان کی جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی ہزارہا زنگی قتل یا غرق ہوئے مجبور ہو کر بہبود کو واپس آنا پڑا۔ اس لڑائی کے بعد زنگی کی بعض جنگی کشتیوں نے ابو العباس سے امان کی درخواست کی علاوہ اس کے اکثر خشکی کی فوجیں بھی امان کی خواست گار ہوئیں جن کو ابو العباس اور موفق نے کھلے دل اور فیاضی سے امان دے دی اور ایک مہینہ تک بغیر لڑائی کے ٹھہرا رہا۔

عام معافی کا اعلان

پندرھویں شعبان سنہ مذکور کو موفق نے حملہ کے ارادہ سے اپنی فوج کو پھر درستی اور تیاری کا حکم دیا۔ پچاس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ براستہ دریا اور خشکی مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا' زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی سے محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے منادی کرا دی "جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امان کا خواستگار ہو اور جس کو اپنی جان عزیز نہ ہو' اپنے مال و اسباب کو لاوارث' اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ ہماری خون آشام تلوار اور نوک دار نیزوں کے مقابلہ پر آئے یہ رعایت خاص و عام باشندگانِ مختارہ اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی۔ خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہ ملے گا"۔ اسی مضامین کے رقعہ

لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ سے شہر میں پھنکوائے اکثر باشندگانِ مختارہ اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی مرحمت کئے اس محاصرہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ بغیر لڑے ہی خبیث کا زور ٹوٹ گیا۔ اس کے بیشتر ساتھی اس سے جدا ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آئے۔

نئے شہر کی تعمیر

اگلے روز مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے نزدیک ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر کے آباد کرنے کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم کیا۔ چند دنوں میں لشکریوں، سرداروں، شاگرد پیشوں کے مکانات بن گئے جامع مسجد تیار ہو گئی دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ تمام ممالکِ مقبوضہ میں بخار کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے تھوڑے ہی دنوں میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی تعدد دکانیں کھل گئیں۔ خورد و نوش اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہو گئیں۔

زنگیوں سے چھیڑ چھاڑ

ایک ماہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو یہ حکم دیا "کہ مختارہ کے باہر جس قدر زنگی فوج پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کر دو اور اپنے بھرپور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تمرّد کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا تنگ ہو کر امان کے خواستگار ہوں" اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان میں سے اکثر امان کی درخواست کر کے موفق کے لشکر میں چلے آئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے۔ مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہ گئے۔ لیکن موفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمتِ عملی سے بھی ہزاروں زنگی آئے دن گرویدہ احسان ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے۔

زنگیوں کی اطاعت گزاری

انہیں دنوں اتفاق وقت سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی پکڑ لی جو رسد و غلّہ لئے ہوئے موفقیہ کی طرف آ رہی تھی؛ موفق اس سے سخت آگ بگولا ہوا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے ابو العباس کو اس کی حفاظت پر متعیّن کیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک حرکت یہ کہ ان میں سے ایک گروہ نے رات کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا جاسوسوں نے نصیر کو اس سے آگاہ کر دیا نصیر نے قبل اس کے کہ وہ حملہ کریں راستے ہی میں جا کر ان کو گھیر لیا دو ایک سپہ سالار گرفتار اور دو ایک قتل ہوئے۔ باقی ماندہ سپاہی اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا۔ اس چھیڑ چھاڑ پر بھی پناہ گزیں اور امان کے خواستگاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباسی علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امان کے خواستگار ہوئے۔

خبیث کا منصوبہ

ماہ شوال میں خبیث نے موفق کے بغیر لڑائی کئے طول قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ علی ابن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرو اور انتہائی تیزی سے چار پانچ کوس کا چکر لگا کر صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے جس وقت موفق کے لشکری ادائے نماز قضائے حاجت میں مصروف ہوں، عقب لشکر سے حملہ کر دو اور تم جس وقت حملہ کرو گے اسی وقت میں بھی مقابلہ پر آ جاؤں گا یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہو"۔ علی نے اس مشورے کو تحسین کی نظروں سے دیکھ کر تیاری کر دی اور اسی مشورے کے مطابق آدھی رات سے پہلے دریا عبور کر لیا۔

علی بن ابان کی ہزیمت

جاسوسوں نے موفق تک یہ اطلاع پہنچا دی۔ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابو العباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور دفاع کے لئے روانہ کیا ابو العباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑہ کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مامور کیا تاکہ علی بن ابان کے ساتھی شکست کھا کر دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے اس راستہ پر جا کر چھپ رہا جس طرف سے علی بن ابان کے آنے والا تھا جیسے ہی علی بن ابان اس راستے سے گزرا ابو العباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگے ابو العباس

کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی جانب بھاگے۔ بحری فوج نے عبور کرنے سے روکا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی بے شمار مارے گئے۔ کچھ دریا میں ڈوب کر مرگئے کچھ قید کر لئے گئے' کشتی کے چند افراد چھپ چھپا کر بچ گئے۔ صبح ہوتے ہوتے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

دشمنوں کے سر

سورج کی سرخی فلک پر نمودار ہو رہی تھی۔ قریبِ طلوعِ آفتاب ابو العباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی اس کے بعد قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا' موفق نے فرطِ محبت سے گلے لگالیا دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات دریافت کئے۔ دوپہر کے قریب حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں لاد کر خبیث کے محل سرا کے سامنے دکھلانے کی غرض سے لے جاؤ۔ خبیث اور اس کے ساتھیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ تمسخر سے کہنے لگے "موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے۔ ہم لوگوں کو دکھانے اور زنگی بہادروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جو شامت اعمال سے جا کر اس سے امان کے خواستگار ہوئے ہیں اور یہ سر مصنوعی ہیں آدمی کے سر نہیں ہیں لیکن بہت اچھے بنائے ہیں" جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو اطلاع کر دی۔ موفق نے ان سروں کو منجنیقوں میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھنکوا دیا' ایک ہنگامۂ شورِ قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رو اٹھتا تھا۔ خبیث بھی ان سروں کے دیکھنے کے لئے آیا۔ ضبط نہ کر سکا گلا پھاڑ کر رونے اور چیخنے لگا۔

زبردست محاصرہ

اس واقعہ کے بعد ابو العباس اور زنگیوں میں متعدد دریائی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں ابو العباس فتح مند ہوتا رہا حتیٰ کہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی۔ غلّہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی ختم ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ مگر فریقِ محاصرہ کی سختی کی وہی کیفیت تھی۔ بڑے بڑے سورما اور نامی گرامی سردار فاقہ کشی اور شدت حصار سے تنگ آکر شہر سے نکل آئے۔ امان کی درخواست کی۔ مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد بریوئی وغیرہ۔ محمد بن حرث بہت مشہور سپہ سالار تھا شہرپناہ کی حفاظت اس کے ذمہ تھی اور احمد بریوئی زنگیوں کے مشہور جنگ آوروں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امان دی انعام دیئے۔ صلے دیئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

قوت میں کمی

خبیث نے دن بدن اپنے ساتھیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبل[1] دوسرے کا نام ابو البنذی تھا) کو دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ شہر کے غربی جانب سے نکل کر تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی۔ موفق نے ایک فوج زیر قیادت اپنے آزاد غلام (اس کا نام زیرک[2] تھا) کے بھیج دی چنانچہ جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا ارادہ کیا شاہی لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی ہزاروں قتل ہو گئے۔ سینکڑوں دریا میں ڈوب کر مرگئے' باقی ماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی پکڑ لی گئیں۔ زنگیوں کو اس معرکہ میں زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ رہی سہی قوت جاتی رہی۔ طرّہ اس پر یہ تھا کہ پناہ گزینوں کی تعداد برابر بڑھتی جاتی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پذیر ہو رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوّت بھی زوال پذیر ہوتی جاتی تھی۔

زبردست معرکہ

خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا مشہور اور نامی گرامی سرداروں کو راستہ کی محافظت پر متعیّن کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امان حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طولِ حصار سے کوئی فائدہ نہ ہوگا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت آ

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔

[2] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲

کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قریب ظہر علی بن ابان نے اپنے مورچہ سے بدحواسی کے ساتھ پیچھے ہٹا۔ خبیث نے اس بات کا
کر لیں"۔ موفق نے اس پیام پر اپنے بیٹے ابو العباس کو نہر غربی کی جانب حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد
انتہائی زبردست لڑائی شروع ہو گئی شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے دوپہر ہوتے ہوتے ابو العباس کی فتح مندی اور علی بن
ابان کر کے سلیمان بن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی بن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدانِ جنگ میں
جم گئے شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابو العباس کو فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی لشکر شہر کی طرف فرار ہو گیا۔

اس دوران ایک گروہ ان زنگیوں کا آگیا جنہوں نے امان حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو
العباس اس کامیابی کے بعد واپس آرہا تھا مگر ان لوگوں کے ابھارنے سے نہر اتراک کی جانب بڑھا۔ اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد انتہائی
کم تھی ابو العباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے ارادہ سے ان پر حملہ کر دیا۔ چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر
چڑھ گئے اور محافظین کے گروہ کا خاتمہ کر دیا خبیث نے یہ خبر سن کر اپنے سرداروں کو للکارا زنگی فوجیں خبیث کی آواز سن کر دوڑ پڑیں۔ ابو
العباس بہ درجہ قلت فوج پیچھے ہٹ آیا۔ اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کی صورت اختیار کر لی
اور ابو العباس کو پھر اپنے حریفِ مقابل کے مقابلہ میں فتح مندی حاصل ہو گئی۔

ابو العباس پر حملہ

لیکن یہ کامیابی عارضی تھی، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی سے بدل گئی۔ سلیمان ابن جامع ابو العباس کی پہلی کامیابی کا احساس کر کے
لشکر لے کر بالائے نہر چلا گیا اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابو العباس کے لشکر سے حملہ آور ہوا جبکہ وہ اپنے حریف مقابل سے لڑائی میں
مصروف تھا ابو العباس کی رکاب کی فوج جیسے ہی سلیمان کے لشکر کی مدافعت کی طرف مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست کا
داغ لئے ہوئے فرار ہونے والی تھیں، اس سے ابو العباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑی، موفق کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مارا گیا۔ اور
مشہور سورما بھی مارے گئے۔ ابو العباس ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقع ہوا کہ جس سے زنگیوں
کے شکستہ دل مضبوط اور طاقتور ہو گئے اور ان کو ایک طرح سے اپنی کامیابی کا یقین سا ہو گیا۔

منارہ پر چڑھائی

موفق کو یہ اتفاقی ناکامی بہت ناگوار گزری سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا "انشاء اللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی طرف سے عام حملہ کیا جائے گا
اور سامنے کے برج پر جس طرح ممکن ہو گا قبضہ کر لوں گا۔ نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت مہیا رکھا جائے۔ دوسری طرف
سے میرا ہونہار بیٹا ابو العباس حملہ کرے گا۔ تم لوگ اس اتفاقی ناکامی سے بددل نہ ہو۔ اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے وہ ضرور ہم کو
ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا"۔ سرداران لشکر اس عام حکم کو سن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے۔ حملہ کی تیاری میں مصروف ہوئے۔
صبح ہوتے ہی تیار ہو کر موفق کے خیمہ کے پاس آئے، سلامی دی، موفق نے لشکر کو مرتب کر کے نہر اتراک کو عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی
"بسم اللہ مجریہا و مرسہا" پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا۔ یہ دن چہار شنبہ کا تھا اور ماہ ذلحجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔

شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا جاتا ہے، انتہائی مضبوط و مستحکم ہے، جابجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی
نصب ہیں، آلات قتل بھی کثرت سے موجود ہیں۔ انکلائی بن خبیث مع سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان کے اسی حصہ میں ہے۔ غرض بظاہر
اس کی کامیابی مشکل معلوم ہو رہی ہے۔

زبردست سنگباری

انتہائی تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں، تڑاتڑ پتھر پڑنے لگے۔ تیر اندازوں نے جسم و روح کے فیصلہ کرنے کو تیر و کمانیں اٹھا لیں
ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کے بعد شہر پناہ کی دیواروں کے نزدیک جانا کوئی آسان نہ تھا۔ نہر کے نزدیک پہنچ کر موفق کا لشکر اس

خوفناک اور مہیب منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رک گیا۔ موفق نے للکار کر کہا "میرے شیرو! کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت زنگی لگا رہے ہیں، تمہاری مردانگی کے راستے میں رکاوٹ ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری جوانمردی اور بہادری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے"۔ یہ آواز نہ تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو چشم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی جاں نثارِ سلطنت بلا غور و غور چند لمحوں میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کے بارش کی پروا کی اور نہ سنگ باری کا ان کو کوئی خوف ہوا۔

فصیل پر لڑائی

فصیل کی دیوار کے نیچے پہنچ کر مسمار کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ زنگیوں نے سنگ باری سے ان کو روکنا چاہا لیکن اس میں کامیاب نہ ہوئے۔ سیڑھیاں لگا کر فصیلِ شہر پر چڑھ گئے اور لڑتے ہوئے اس پر قبضہ کر ہی لیا دولت عباسیہ کا جھنڈا نصب کر دیا۔ منجنیقیں اور آلاتِ حصار شکنی میں آگ لگا دی۔ زنگیوں کی ایک بڑی تعداد ماری گئی۔ دوسری طرف ابو العباس لڑ رہا تھا اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا۔ ابو العباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دے دی۔ علی ابان نے بھاگ کر شہرپناہ کا دروازہ بند کر لیا ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں دیواروں تک پہنچ گیا اور ان میں ایک سوراخ کر کے بزور شمشیر گھس پڑا۔ سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی حتیٰ کہ ابو العباس کے رکاب کی فوج لے مورچہ میں واپس آ گئی۔

زنگیوں میں بھگدڑ

مزدوروں نے فوراً اس سوراخ کو بند کر دیا لیکن دوسری جانب موفق کی رکاب کی فوج نے فصیل کی دیوار میں متعدد سوراخ کر کے خندق پر ایک مختصر سا پل بنا لیا جس سے باآسانی تمام شاہی لشکر عبور کر گیا زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکر ان کو قتل و گرفتار کرتا ہوا وار شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے آگ لگا دی۔ اس مقام پر زنگیوں سے بڑی زبردست اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر شکست کھا کر بھاگے میدان خبیث تک پہنچے خبیث خود سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ اپنے ساتھیوں کو للکار للکار کر لڑانے لگا لیکن کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر تیار تھا۔ آخرکار خبیث کے خاص خاص ساتھی بھی بھاگ کھڑے ہوئے، اتنے میں رات کی تاریکی نے مند گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ہمراہ نہیں لے کر گئے تھے موفق نے واپسی کا حکم دے دیا تھا۔

ابو العباس کی واپسی

ابو العباس کو پناہ گزین زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے واپسی میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہو گئی، زنگیوں کو موقع مل گیا اکٹھے ہو کر سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کسی قدر کامیابی حاصل کر کے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کی۔ بہبود زنگیوں کا امیر البحر مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا۔ واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ساتھیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک بہت بڑی تعداد ماری گئی اور ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض شکست خوردوں نے امان کی درخواست کی جس کو موفق نے منظور کر لیا ان میں زنگیوں کا مشہور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا۔ موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابو العباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ انتیسویں ماہ ذالحجہ ۲۶۷ھ کا ہے۔)

جعفر بن ابراہیم

ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ اور مشہور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم معروف بہ سجان نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی، امان کا خواستگار ہوا موفق نے خلعتِ فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے عنایت کیے۔ اگلے روز خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کر خبیث کے محل سرا کی طرف روانہ کیا۔ سپہ سالاران خبیث اور اس کے ساتھیوں کی پریشانیوں اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق و مدارات تفصیل سے بیان کیے اور واپس آیا اس سے زنگیوں

...یشان ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی گرامی روساء اور سردار موفق کے پاس امان حاصل کر کے چلے آئے۔

...کی حکمت عملی

...ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بلا لڑائی کئے محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا رہا۔ ۵ ربیع الثانی حملہ کے ارادہ سے ...کو پھر مرتب کیا سردارانِ لشکر کو شہر کی ایک ایک سمت پر متعیّن کیا۔ ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والوں' دیواروں میں سوراخ بنانے ...اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والوں کا ایک گروہ مامور کیا اور ان کے پیچھے حملہ مخالف کے بچانے کے غرض سے مشہور مشہور تیر ...ازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروہ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانۂ تیر اجل بنا دینا اور تمام سپہ سالاران فوج کو یہ ہدایت کر دی کہ ...وں کی شکست کے بعد بلا اجازت میرے تعاقب کے ارادہ سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ سوراخوں کے راستہ سے بلا حکم میرے شہر ...داخل ہونے کا ارادہ کرنا۔

...ں کی پسپائی

الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا اس وقت سب کو حملہ کا حکم دیا۔ لشکر نہ تھا ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں ...کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے ارادہ سے تیرباری شروع کی لیکن شاہی تیر اندازوں نے ان کے حوصلے پست کر ...چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ زنگی گھبرا گھبرا کر چھتوں سے اتر کر مکانوں میں چھپ گئے شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار ...متعدد سوراخ بنا لئے۔ زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے بھرپور حملہ سے پیچھے ہٹا دیا اور جوشِ ...ی میں قتل و غارت کرتا ہوا بھاگا جاتا تھا مڑ کر حملہ کیا مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمیں گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ ...لشکر نقصان اٹھا کر دجلہ کی طرف لوٹا۔ زنگیوں نے ان لوگوں کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہاتھ آیا موفق نے اپنے شہر ...کی طرف واپسی کی سرداران لشکر کو بلا اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی اور جو لوگ اس معرکہ میں مارے گئے تھے ان کے اہل و عیال کی ...ہیں مقرر کر دیں اور درستی و ترتیبِ لشکر کا حکم صادر فرمایا۔

...تمیم کی گوشمالی

اس کے بعد موفق کو یہ اطلاع ملی کہ بعض صحرا نشینانِ بنو تمیم زنگیوں کو رسد و غلہ پہنچاتے ہیں سن کر آگ بگولہ ہو گیا اسی وقت ایک ...بنو تمیم کی گوشمالی کے لئے بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی قتلِ عام کا بازار گرم کر دیا' اکثر قتل کئے گئے اور جو قید ہو کر آئے ان کے قتل ...موفق نے حکم دے دیا۔ حدود بصرہ تک رسد و غلہ کی آمد روک دی اُدھر رسد کی آمد بالکل بند ہو گئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے ...پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ زنگیوں کی ایک جماعت بھوک کی شدّت سے تنگ آ کر تلاش اشیاء خوردنی کے لئے شہر و قصبات بعیدہ میں ...ئی موفق نے ان لوگوں کے سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امان حاصل کرنے سے انکار کرے ...بے تامل مار ڈالنا۔ اس حسنِ تدبیر سے بھی ہزار ہا زنگی موفق کے سایۂ امان میں آ گئے اور ہزاروں قتل کر دیئے گئے۔

...کا خاتمہ

...خبیث اور اس کے ساتھی جب اس بُری حالت تک پہنچ گئے تب موفق اور اس کے بیٹے نے پھر ہنگامہ کارزار گرم کیا روزانہ جنگ و ...ری سے زنگیوں کی گرمی دماغ ٹھنڈی کرنے لگے انہی معرکوں میں زنگیوں کا مشہور سپہ سالار بہبود بن عبدالواحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا ...کے اعظم فتوحات کا مقصد تھا ویسا ہی زنگیوں کے زوال کا یہ پیش خیمہ تھا۔ اس کے مارے جانے سے اسلامی فوج کو بہت بڑی خوشی حاصل ...یہ کمبخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لئے ہوئے دریا میں گشت کرتا رہتا تھا۔ کشتی پر عبّاسی جھنڈے کی طرح جھنڈا نصب کیا تھا۔ ...ان جنگی کشتیوں کا بیڑہ اس سے یہ خیال کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی جنگی کشتی ہے معترض نہ ہوتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کر ...ما ایک بار اتفاق سے ابو العباس کے ہاتھ لگ گیا۔ قریب تھا کہ اس مکار کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا' دوبارہ ایک

اسلامی کشتی پر حملہ کیا۔ اہلِ کشتی لڑنے لگے' جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ موفق کے غلام نے لپک کر اس پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہو گیا' تڑپ کر دریا میں گرا' ساتھیوں نے کشتی میں رکھا اور روانہ ہو گئے۔ خبیث تک پہنچتے پہنچتے نے دم توڑ دیا۔ موفق نے اہلِ کشتی اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور بیش قیمت خلعتیں عنایت کیں۔

فصیل پر حملہ

بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو لالچ پیدا ہوا بہبود کے عزیز و اقارب کو گرفتار کر کے مال و اسباب طلب کیا ان لوگوں نے سے انکار کیا۔ اس پر خبیث نے بعض کو ان میں سے پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو خزانہ کی امید میں کھدوایا اس سے خواص اور عوام ناراضگی پیدا ہوئی' اکثر بھاگ کر موفق کے اس چلے آئے موفق نے عہدہ ہائے جلیلہ اور انعامات عطا فرمائے اور بہبود کے باقی ساتھیوں کو دینے کی منادی کرا دی چونکہ اکثر اوقات ہوائے مخالف کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی کی طرف غربی کی صفائی کا حکم دیا' اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور فوج محافظ کی حفاظت کی غرض سے مور قائم کئے اردگرد گہری خندقیں کھدوائیں مگر نادانستگی راہ اور پہاڑی دروں کی وجہ سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا۔ زنگیوں کو راستے اچھی طرح معلوم تھے' وقت بے وقت دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے اچانک حملہ کر دیتے تھے اور ان غریب لشکریوں کو نقصان ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہ پہنچ سکتی تھی۔

موفق نے مجبور ہو کر اپنے ارادہ سے رک کر پھر شہر کی فصیل مسمار کرنے کی طرف پوری توجہ کی اور راستہ کو کھلا کرنے میں جان کوشش کرنے لگا۔ اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ فصیل کی دیوار مسمار کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آکر شمشیر بکف میدا جنگ میں جا پہنچتا۔ آخر کئی دن کی لڑائی اور دن رات کی جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمی کی طرف فصیل کا بہت بڑا حصہ مسمار ہو گیا۔ زنگیوں یورش کی۔ موفق بذات خود لڑنے لگا ہر سردار اور سپاہی جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ جنگ انتہائی خطرناک تھی جانبین کے ہزارہا آدمی مار گئے۔ زخمیوں کا کوئی شمار تھا۔ چار دن تک مسلسل یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں حریفوں میں سے ایک کی قسمت کا آخری فیصلہ ظہور میں نہ آیا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔

فصیل کا انہدام

شہر کے شمالی جانب دو پل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا محصورین وقت جنگ اکثر انہیں پلوں سے عبور کر شاہی لشکر پر آپڑتے تھے اور نقصانِ کثیر پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے آگاہ ہو کر جب کہ زنگیوں سے گھمسان جنگ ہو رہی تھی ایک دستہ فوج نے دوپہر تک توڑ ڈالا اس کے بعد موفق کی رکاب کی فوج ایک دوسری طرف سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس پڑی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک بڑھ گئی جہاں کہ خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک زبردست اور خوں ریز جنگ کے بعد اس کے منبر کو موفق کے پاس اٹھا لائے۔ زنگیوں نے روکنے کی کوشش کی مرجانے پر تیار ہوئے مگر اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد فصیل مسمار ہو گئی۔ فتح مندی کے آثار نمایاں ہو لیکن جنگ کا میدان تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر قبل تھا۔

موفق کی واپسی

اس دوران اتفاق سے جبکہ جمادی الاولیٰ ۲۶۹ھ کے پورا کرنے کو پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ موفق کے سینہ پر ایک تیر آلگا اسی لڑائی بند کر دی' اپنے لشکر گاہ موفقیہ میں واپس آیا۔ زخم کے علاج میں مصروف ہوا' اگلے دن لشکریوں کے دل کی تسلی کے خیال سے پھر میدا جنگ کا راستہ لیا سارا دن اسی ثابت قدمی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی صاحب فراش ہو گیا صاحبوں نے بغداد کی طرف واپسی کا مشورہ دیا۔ موفق نے اس مشورے کی مخالفت کی اور کچھ وقت کے لئے جنگ بر

کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ تین ماہ تک علاج کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا۔ بڑی دھوم دھام سے غسلِ صحت کیا۔ اسلامی فوجوں میں پھر چہل پہل ہونے لگی۔ لشکریوں کے دل خوش اور چہرے بشاش ہو گئے۔

فصیل کی تعمیر نو

زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر فصیل کو مسمار کر کے دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کی غرض سے جابجا فوجیں متعین کیں موفق نے صحت یابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور فصیل کو توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہرپناہ کی دیواروں سے نہر سلمیٰ کے نزدیک جا کر ٹکر کھانے لگیں۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج کی مدافعت پر کمربستہ تھا اور یہ تھے کہ جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے۔

موفق کی پھر پیش قدمی

ایک دن جبکہ اس سمت میں قیامت خیز جنگ ہو رہی تھی۔ موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی طرف سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارہ پر اس تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی وہ پورے زور و مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمیٰ کے قریب اسلامی فوجوں سے لڑتے رہے اور اس طرف بحری فوج نے زنگیوں کے ایک محل سرا کو نذر آتش کر دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ رہنے والوں کو گرفتار و قید کر لیا۔ غروبِ آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں کامیاب ہو کر میدان جنگ سے اپنی قیام گاہ پر آئیں۔

زبردست لڑائی

اگلے روز نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا۔ اسلامی مقدمتہ الجیش انکلائے بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا اس کے باپ خبیث کے محل سے ملا ہوا تھا علی بن ابان نے نہروں میں جو محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور اسلامی فوجوں کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تاکہ اسلامی فوجیں انکلائے کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہوا دوسرا حصہ بدستور لڑائی میں مصروف رہا موفق نے حریف کی ان حرکات سے آگاہ ہو کر فوراً اپنی رکاب کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر تقسیم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر متعین کیا، دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی طرف سے قصر خبیث پر حملہ کا اشارہ کیا باقی رہی تیسری ٹکڑی دشمن کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی طرف حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے بیڑہ جنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی جیسے ہی جنگی کشتیاں فصیل کے قریب پہنچتیں اوپر سے سنگ باری اور آتش باری ہونے لگتی تھی، مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا ایک دن رات اسی طرح سے لڑائی ہوتی رہی۔

آتشیں حملہ

موفق نے یہ صورت حال دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے پاٹنے اور ان کو ادویہ مانع آگ سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین اور مشور جنگ آوروں کے ایک گروہ کو اس پر مامور کیا ساری رات جنگ کے اہتمام سے نہ سویا۔ سرداران لشکر کو ہدایتیں دیں لشکریوں کو سمجھاتے اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا۔ اسی شب میں عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سیکرٹری) نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی موفق نے خلعت رحمت کی امان دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت جنگ تقسیم کرنے کے خیال سے ابو العباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب و متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی ادویہ سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا روانہ ہوئیں۔
قصر خبیث کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتش باری شروع کی لیکن بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ انتہائی تیزی سے آتش باری کرتا ہوا قصر خبیث کے نیچے جا لگا نفاطون نے گرم تیل کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دیں قصر خبیث کی بیرونی عمارت جلا کر

خاکستر کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محل سرا خبیث میں جا چھپا اسلامی فوجوں نے دجلہ کے کنارے پر جس قدر مکانات تھے سب میں آگ لگا دی بڑے بڑے عالی شان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا بیش قیمت اسباب اور سامان کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے کر خاکستر کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس کو اسلامی فوجوں نے پہنچ کر لوٹ لیا اور عورتوں کی ایک جماعت کو ان کے پنجۂ غضب سے چھڑالیا زنگیوں کے نامی گرامی سرداروں کے مکانات اور نیز انکلائے بن خبیث کا محل جل جل کر خاکستر ہو گیا اس دورانِ عشاء کا وقت آ گیا موفق نے اسلامی فوجوں کو واپسی کا حکم دیا۔

امیر البحر نصیر کا انجام

اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا جس کو خبیث نے نہرابی خصیب پر حال میں علاوہ ان دو پلوں کے تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے شرقی جانب میں تھے اور سردارانِ اسلامی فوج کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ نصیر پہلے ہی حملہ میں معہ اپنی جنگی کشتیوں کے پل کے نزدیک پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اسلامی کشتیاں اور بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں' زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا لیکن اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے دہانہ نہر کا بند کر رکھا تھا زنگیوں نے اس بات کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکر کھا گئیں۔ متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ گرفتار ہو جانے کے خیال سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر نے بھی انہیں ملاحوں کے ساتھ اپنے کو دریا میں ڈال دیا خود ڈوب گیا' باقی کشتیاں صحیح و سلامت واپس آ گئیں سارا دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان ابن جامع (زنگیوں کے مشہور سپہ سالار) نے اس لڑائی میں کمال مردانگی سے کام لیا جس طرف جاتا تھا صفوں کی صفیں الٹ پلٹ دیتا تھا مگر اختتامِ جنگ کے قریب شکست کھا کر بھاگا سوءِ اتفاق سے ان مقامات سے ہو کر گزرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دیتے رہے بڑی مشکل سے اس سے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ موفق بھی صحیح و سالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

موفق کی بیماری

اسی رات میں موفق گھنٹیا کے عارضہ میں گرفتار ہو گیا ماہ شعبان ۲۶۹ھ تک سلسلہ بیماری قائم رہا۔ مجبوری جنگ کا میدان بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا پلوں کو درست کر لیا خاص طور پر اس پل کو از سر نو تعمیر کرا لیا جہاں پر کہ نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا اس کے علاوہ پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے دھس باندھ دیئے تاکہ کشتیوں کی آمد و رفت نہ ہو سکے۔

موفق کی صحت یابی

موفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا' جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو دو حصہ پر منقسم کر کے ایک کو نہرابی خصیب کے شرقی جانب اور دوسرے کو غربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدوروں نجاروں اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی۔ ایک کشتی پر گھاس پھوس اور نے وغیرہ لاد کر روانہ کیا تھا۔ غرض پل کے جلانے اور دھسوں کے توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دس شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا جنگ کا میدان گرم کرنے کے لئے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا انکلائے بن خبیث' ابن ابان اور ابن جامع پل کے بچانے کو بڑے گھمسان کی جنگ ہونے لگی' دونوں طرف کے سینکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہوئے۔ عشاء کے وقت تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر اسلامی فوجوں کو فتح نصیب ہوئی۔ مزدوروں نے دھسوں کو توڑ کر نہر میں بہا دیا' نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنا شروع کر دیں۔ نجاروں نے پہنچ کر پل کے پرزہ پرزہ کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا اور گھاس پھوس اور نے کو ڈال کر روغنِ نفط چھڑ کر آگ لگا دی۔ نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا۔ کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی' موفق نے ان کو امان دے دی۔

مضبوط حصار

خبیث اپنے اور اپنے ساتھیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہرابی خصیب کے شرقی جانب چلا آیا' تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف آئے۔ کمزوری اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ رسد و غلّہ وغیرہ کی آمد بالکل بند ہو گئی' شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا تھا وہ بھی ختم ہو گیا' مہنگائی اور قحط کی یہ نوبت پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا' اس کے بعد جب اس نے بھی کفایت نہ کی تو آدمیوں نے آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم و خم وہی رہا اور موفق جانب شرقی کو مسمار کرنے میں اسی سرگرمی سے مصروف رہا جیسا کہ جانب غربی کے توڑنے میں مشغول تھا اس سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ انتہائی مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے برج اور اونچی اونچی چوڑی دیواریں چاروں طرف محافظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں۔ جابجا منجنیقیں نصب تھیں۔ آلاتِ حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے۔ اسلامی فوجیں اس کے نزدیک پہنچ کر رک گئیں موفق نے للکارا لیکن بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں۔ سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیث کے جھنڈوں کو کھینچا ان کا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں۔ سارا مکان ایک لمحہ میں جل کر خاکستر ہو گیا' اسلامی فوجوں نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا' قرب و جوار کے مکانات کو نذر آتش کر دیا۔

امان کی درخواست

خبیث کے خاص خاص مصاحبین نے امان کی درخواست کی موفق نے بڑی خوشی سے ان کو امان دی انعامات دیئے۔ صلے دیئے۔ ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتا دیا جو پہلے پل کے نزدیک بہار کے نام سے آباد تھا۔ اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلا دینے کے ارادہ سے نفاطوں کو لے کر قتل کرتا ہوا بڑھا زنگیوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ موفق کے لشکریوں نے آگ لگا دی تمام دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا' تجار اور ساہوکار موقع پا کر شہر سے بھاگ گئے۔

قلعہ پر چڑھائی

اس واقعہ کے بعد خبیث نے مختارہ کی جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہر کی جانب غربی میں حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل و عیال غربی جانب سے شرقی جانب چلے آئے باقی رہے اس کے ساتھی' وہ نہر غربی ہی پر مقیم رہے۔ موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر غربی جانب پر حملہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی دونوں فریق کے مارے گئے۔ بالآخر موفق نے مختارہ کی فصیل کو نہر غربی تک جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس سمت میں خبیث کے نامی گرامی جنگ آوروں کا جمگھٹا تھا ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا سامان کئے ہوئے پناہ گزیں تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر لڑائی میں مصروف رہتا اس وقت لوگ دائیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کو سر کرنے کے ارادہ سے سرداران لشکر کو جمع کیا اور دریا اور خشکی کے راستے ایک عام حملہ کا حکم دیا۔ خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملے سے بچانے کو مہلبی اور ابن جامع کو متعین کیا لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی مجبوراً ناکام ہو کر موفق کے لشکریوں کے حوالے کر کے بھاگ گئے زنگیوں کا ایک گروہ کثیر ہلاک ہوا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے پر عورتوں اور لڑکوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق فتح یاب ہو کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

جنگی حکمت عملی

جس وقت موفق نے خبیث کے محل سرائی فصیلوں کو مسمار کرا دیا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کو وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اول پل کو جو نہرابی خصیب پر تھا نذر آتش کر دیا' اس غرض سے زنگی فوجیں ایک دوسرے کو مدد نہ پہنچا سکیں اس پل کے توڑنے

اور جلانے میں بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتش باری ہوئی ہزارہا پچکاری روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل کے جلانے کا سامان تھا' موفق حالت جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کر دہانہ نہرابی خصیب کی جانب حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر کے شرقی اور غربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ موفق کے لشکری پل تک غربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی سپردگی میں تھی ایک زبردست جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل کے جانب غربی میں آگ لگا دی اس دوران موفق کے لشکر کا دوسرا دستہ شرقی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی۔ زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں پل' گھاٹ جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوا کرتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا۔ خبیث اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس سمت سے دوسری سمت شہر کے شرقی جانب چلا گیا اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا غربی جانب پر گاڑ دیا۔ خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو بھاگ سکے بھاگ گئے ان بھاگنے والوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

ابو العباس کی پیش قدمی

اس پل کے جل جانے کے بعد ادھر خبیث نے دوسرے پل کی حفاظت پر نامی گرامی سپہ سالاروں کو مامور کیا' ادھر موفق نے اس پل کے جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا۔ مشہور مشہور جنگ آوروں کی ایک فوج مرتب کی گئی۔ بڑے بڑے سورماؤں کو اس کی افسری دی گئی۔ پل توڑنے کے آلات' گرم تیل کی پچکاریاں' کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ساتھ تھی۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوتے ہی بھڑ گئیں۔ غربی جانب میں ابو العباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابن جامع تھا اور شرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلی لڑ رہا تھا۔ تین پہر مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار انکلائے اور ابن جامع کو شکست ہوئی۔ فتح مند گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔

انکلائے اور ابن جامع اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر میں کود پڑا اور مجبوراً ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں خوبیٔ قسمت سے بچ گئے۔ پل کے جلنے کی حالت میں جو شعلے حرارت فاعلی کی وجہ سے آسمان سے باتیں کرنے کو بلند ہو رہے تھے اور پھر اجزاءِ کثیفہ ارضیہ کے مل جانے سے اپنے مرکز ثقل کی طرف گر رہے تھے' انہوں نے ان مکانات باغات اور بازاروں میں آتش زنی شروع کر دی جو کنارے نہر پر تھے موفق کا لشکر دونوں طرف پھیل گیا۔ خبیث کے اس مکان کو لوٹ لیا جس میں محل سرا کے جلنے کے بعد آ ٹھہرا تھا عورتوں اور لڑکوں کو قید سے رہا کیا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہرابی خصیب میں لنگر زن تھیں دجلہ کی طرف نکالا جیسے ہی دہانہ نہر سے نکلیں اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی۔ خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا بعد اس کے سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت بڑا مشہور سپہ سالار تھا) امان کا طلبگار ہوا تھوڑی دیر کے بعد اس کو بھی امان دے دی گئی۔

سلیمان بن موسیٰ کے آنے کی وقت عجب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے ان سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا حسن سلوک سے پیش آیا۔ اس کے بعد ہی شبل بن سالم زنگیوں کا ایک دوسرا مشہور سپہ سالار بھی امان حاصل کر کے موفق کے لشکر میں چلا آیا خبیث اور اس کے ارکین سلطنت کو ان لوگوں کے امان حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتے تھے شبل بن سالم کے چلے آنے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس وجہ سے اٹھانا پڑا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شب خون مارا تھا جس سے ان کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

موفق کا خطاب

انہیں لڑائیوں کے دوران ایک دن موفق نے دربارِ عام کیا سرداران لشکر' ارکین سلطنت' ارباب شوریٰ اور وہ نامی گرامی سپہ سالار حسبِ مدارج حاضر ہوئے جو فریق مخالف سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزیں ہوئے تھے موفق نے حمد و نعت کے بعد پناہ گزیں سپہ سالاران لشکر مخالف سے مخاطب ہو کر کہا "میرے عزیز بہادرو! تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی اس کا شکریہ یہ ہے کہ مختارہ کی جانب شرقی پر قبضہ کرنے میں بے جگری سے کوشش کرو' تم لوگ اس

کے راستوں اور ہر قسم کے حالات سے بخوبی واقف ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصتاً و مخلصاً للہ اس مہم کو سر کرو' میں علاوہ رہین منت ہونے کے تم لوگوں کو خاطر خواہ انعام دوں گا" پناہ گزیں سپہ سالاروں نے یک زبان ہو کر عرض کی خداوند نعمت! ہم لوگ سلطنت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں مگر گزارش یہ ہے کہ ہم لوگ کسی مخصوص سمت کی طرف متعین فرمائیں جائیں تاکہ ہماری جان نثاری اور دشمنان سلطنت کی مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں۔ بات معقول تھی۔ موفق نے منظور فرمائی' اسی وقت دجلہ کے تمام گھاٹوں پر کشتی کی فراہمی کا گشتی فرمان بھیج دیا چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی دو ہی ایک روز میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی موجود ہو گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔

ابو العباس کا حملہ

موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو مختارہ کے شرقی جانب سے دریا کے راستہ حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر خبیث کے محل سرا جلانے پر قادر نہ ہو سکو تو مہلبی کے مکان پر آ کر جمع ہونا' ابو العباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ تھا جو شرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر علاوہ ملاحوں اور مزدوروں کے دس ہزار فوج تھی۔ خشکی کے راستے سے دریا کے کنارہ کنارہ ایک فوج قدر اندازوں کی روانہ کی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑہ جنگی سے مزاحمت کریں تو ان کو بلا تامل نشانہ تیر اجل بنا دینا یہ دونوں فوجیں اوّل ہی شب میں ذی قعدہ کو روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذی قعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خود بھی چیدہ چیدہ جنگ آوروں کو لئے ہوئے حملہ کے ارادہ سے بڑھا ادھر زنگیوں نے تیروں کی بارش برسانا شروع کی شاہی تیر انداز فوراً جواب دینے پر تل گئے دوسری جانب سے موفق نے حملہ کر دیا۔ ابو العباس انتہائی تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس کی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن کو جنگ کے اختتام پر مار دیا گیا۔

موفق کا حملہ

موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا خبیث نے اپنے ساتھیوں کو للکارا چاروں طرف سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے لیکن فوراً منہ کی کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس کو حریف مقابل کے تصرف سے بچانے کو آئے تھے اس کو بمجبوری اپنے مقابل حریف کے حوالہ کر گئے۔ فتح مند گروہ نے فرش' اسباب' سامان آرائش غرض اور جو کچھ پایا لوٹ لیا بیس عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ خبیث بھاگ کر مہلبی کے مکان میں جا چھپا۔ لشکر نے تعاقب کیا خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی نکل بھاگا۔ مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس دوران شام ہو گئی۔ لشکری مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر لادنے میں مصروف ہوئے۔ زنگیوں کو لالچ پیدا ہوا' جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آئے اور شکست کھا کر واپس گئے۔ موفق نے مع اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ موفقیہ کی طرف واپسی کی۔

اس واقعہ کے بعد لولوء ابن طولون کے غلام کی درخواست آئی جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔ موفق نے مصلحتاً" لولوء کے آنے تک لڑائی روک دی۔

لولوء کی کامیابی

۳ محرم ۲۷۰ھ کو لولوء' ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ میں داخل ہوا۔ موفق نے حسب مدارج اس کی لشکریوں کو انعامات اور صلے عنایت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

چونکہ خبیث نے زمانہ قبضہ نہر ابی خصیب میں پلوں کو تڑوا کر ایک جدید بند دہانہ نہر پر دونوں طرف سے ایسا بند ھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آ گئی تھی کشتیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی اور اگر اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی مشکل تھی۔ موفق کی آئندہ کامیابی اس بند کے توڑنے پر موقوف تھی۔ ایک عرصہ سے موفق اس کے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کی مدافعت میں سرگرم تھا۔ لولوء کے آنے پر موفق نے اس مہم پر لولوء کو مامور کیا۔ چنانچہ لولوء نے انتہائی دلیری سے حملہ کیا' ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی

ہوتی رہی۔ سینکڑوں مکانات جو کنارہ پر بنے ہوئے تھے نذرِ آتش کر دیئے۔ ہزارہا آدمی قتل کر دیئے گئے۔ غربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ابھی موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پر چند مکانات اور باغات تھے جن کی حفاظت پر زنگیوں کی ایک جماعت متعیّن تھی۔ ابو العباس نے اس جانب سے حملہ کر دیا۔ مخالفین میں سے سوائے گنتی کے چند افراد کے کوئی بھی نہ بچا۔ اس کے بعد لولوء نے بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کو کھدوا ڈالا۔

شبل بن سالم کی تدبیر

خبیث آگ بگولا ہو کر خود مقابلہ پر آیا اور ابو العباس موقع پا کر مہلب کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کی رکاب میں تھی، شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑی کو علیحدہ کر کے ایک گوشہ میں چھپا کر یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ قرنائی آواز سننا یا جب میں اپنے سیاہ جھنڈے کو جو کرائی کے مکان پر نصب ہے جنبش دوں اس وقت بے تامّل حملہ کر دینا۔ زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ ابو العباس کے مقابلہ پر بے جگری سے لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں لڑائی ہو رہی تھی اچانک شبل بن سالم نے زنگیوں کے عقب میں پہنچ کر سیاہ جھنڈے کو حرکت دی، بگل والے نے بگل بجایا، سارا میدان جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا، جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا، زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ہزارہا مارے گئے اور بے شمار ڈوب کر دریا میں مر گئے۔ یہ واقعہ ستائیس محرم ۲۷۰ھ دو شنبہ کے دن کا ہے۔

خبیث کا تعاقب

موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ خلیل اور ابن ابان معہ اپنے بھائی کی اولاد کے گرفتار کر لیا گیا۔ خبیث معہ اپنے بیٹے انکلائے اور ابن جامع وغیرہ سپہ سالاروں کے نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا جس کو بوقتِ فرار اپنا ملجاء و ماوا بنا رکھا تھا۔ موفق نے دریا کے راستہ تعاقب کیا اور لولوء نے خشکی کا راستہ لیا۔ نہر کے کنارے پر خبیث سے ملاقات ہو گئی۔ خبیث انتہائی تیزی سے نہر عبور کر گیا لولو نے اپنی ساتھیوں کے دو چار گھوڑوں کو مار کر دہانہ نہر میں ڈال دیا اور اس پر سے مع اپنے ساتھیوں کے عبور کر کے خبیث سے جا بھڑا۔ خبیث تھوڑی دیر لڑ کر پھر بھاگا۔ لولو نے تعاقب کیا۔ خبیث نہایت تیزی سے نہر سامان کو عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قرب میں تھی۔ چونکہ شام کا وقت آ گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا لولو نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کی موفق نے لولوء اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت کئے اور اپنے ساتھیوں کو لولوء کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم نے لولوء کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہماری غلطی معاف کی جائے آئندہ سے ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حملہ کی تیاری

اس واقعہ کے اگلے روز موفق نے اپنے سردارانِ لشکر جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ ہم لوگ سلطنتِ عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے میں دریغ نہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے ہوئے زندہ واپس نہ آئیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تاکہ حریف مقابل کے مقابلہ لے جی چرا کر ہم لوگ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں"۔ موفق نے زنگیوں کا اس وفا شعاری اور آمادی پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہو گیا۔ سرداران لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے۔ موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہوا۔

خبیث زنگی کا خاتمہ

۴ صفر ۲۷۰ھ کو جمعہ کا روز تھا حملہ کے لئے لشکر کی روانگی کا حکم دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا۔ اسلامی فوجیں انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر پر جا پہنچیں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کے سنبھالنے اور روکنے پر چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کیا، موفق نے اس بات کا احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دی۔ خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر متوجہ کیا لیکن اس کمک کے پہنچنے سے پیشتر میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہیں کے

ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی چاروں طرف سے قتل و غارت گری کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خبیث کے ساتھ گنتی کے چند آدمی میدان جنگ میں ڈٹے رہے۔ ان میں مہلبی تھا' خبیث کا بیٹا انکلائے اور ابن جامع جیسا نامی سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلا اسلامی فوج کے ایک گروہ نے ابو العباس کے حکم سے ان کا تعاقب کیا اسی دوران ابراہیم بن جعفر ہمدانی (زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار) گرفتار کیا گیا ابو العباس نے مشکیں بندھوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بقیہ زنگیوں نے جمع ہو کر خبیث کے ابھارنے سے اسلامی فوج پر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ انتہائی بھرپور اور حد سے زیادہ خطرناک تھا اسلامی فوج کو اس حملہ میں پیچھے ہٹنا پڑا مگر پھر سنبھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ موفق نے خبیث کا تعاقب کیا' انتہائے نہرابی خصیب تک بڑھتا چلا گیا بوقت واپسی جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید ہو کر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا لولوء کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا۔ موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور کامیابی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔

مہلبی اور انکلائے کو امان

انکلائے اور مہلبی دنیازی کی طرف بھاگ گئے تھے۔ موفق نے یہ اطلاع ملتے ہی ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر مامور کیا چنانچہ انکلائے اور مہلبی معہ پانچ ہزار زنگیوں کے گرفتار ہوا تھا مہلبی اور انکلائے کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ ورمونہ زنگی اس واقعہ سے پیشتر خبیث کے اشارہ سے دشوار گزار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا دن دہاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ تاجروں اور مسافروں کو اس سے سخت تکلیف تھی مگر اس کو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر لگی بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑا موفق کی خدمت میں امان کی درخواست کی' موفق نے انتہائی کھلے دل سے امان دے دی۔ ورمونہ نے امان حاصل کرنے کے بعد مقبوضہ مال و اسباب کو ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک نیتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

عام معافی کا اعلان

موفق نے اس مہم کو سر کر کے اسلامی شہروں میں زنگیوں کی واپسی اور امان دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور چند دنوں تک امن و امان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفقیہ میں مقیم رہا بصرہ' ابلہ اور کوردجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو مرحمت کی اور اپنے بیٹے ابو العباس کو بغداد کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابو العباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی' سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔

زنگیوں کے سردار نے آخر رمضان ۲۵۵ھ میں خروج کیا اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد اول صفر ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔

اسحاق بن کنداج

جب احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی گورنری مرحمت کی گئی اور اس نے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر مامور کیا' اسحاق بن کنداج سخت برہم ہوا' اس کے لشکر سے الگ ہو کر ایک علیحدہ گروہ قائم کر لیا اور موقع پا کر اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا' ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہ تیغ کر کے موصل کی طرف چلا آیا' اہل موصل نے ڈر کر کچھ زر نقد اور مال پر مصالحت کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی ابن داؤد تھا' ابھی اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی اطلاع ہو گئی' ابن کنداج کی مدافعت پر تیار ہو گیا۔ حمدان بن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی آملا' پندرہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ساتھیوں سے سازباز کر لی جس سے ابن کنداج فتح یاب ہو گیا۔ حمدان اور علی بن داؤد نیشاپور کی طرف بھاگ گیا۔ اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔ چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا۔ نصیبین سے نکل کر آمد پہنچا' عیسیٰ ابن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا' دو چار دن بعد جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ والی آمد اور ابو العز موسیٰ بن زرارہ عامل اردن اعانت و امداد پر آمادہ و تیار ہو گیا۔

موصل کی گورنری

اس اثناء میں دربارِ خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام سندِ گورنری موصل آپہنچی۔ ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا۔ عیسیٰ ابن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کئے اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمرو غیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے۔ ابن کنداج نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ ابن کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی لیکن یہ مصالحت عارضی تھی۔ چنانچہ پھر ۲۷۷ھ میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے معرکہ آرائی کی اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ اور ابو العزبن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ' تغلب' بکر اور یمنی قبائل کو بہت بڑی جماعت کے ساتھ بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن ابنِ کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبیین اور نصیبیبن سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابنِ شیخ اور ابنِ کنداج سے متعدد جھڑپیں ہوئیں۔

خوارج کی یورش

مسادر خارجی ۲۶۳ھ مقام بوازیج میں بحالتِ جنگ عساکر مرگیا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے محمد بن خرزاد کو جو کہ ان دنوں شہر زور میں تھا مسادر کی جگہ اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا۔ تب ان لوگوں نے ایوب بن عیان معروف غلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے جلد بازی کی بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی بیعت توڑ کر اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مسادر نے مجھ سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے "ان لوگوں نے جواب دیا" اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہ کریں گے۔ محمد بن خرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور ایک لشکرِ جرار لے کر چڑھ آیا مسادر کے ساتھی بھی زیرِ قیادت ایوب بن حیان کے مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں آئے لڑائی ہوئی' جنگ کے دوران ایوب بن حیان مارا گیا۔ تب ان لوگوں نے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کی رجوعات زیادہ ہوئی چند ہی دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی' محمد بن خرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصوّر کر کے شہر زور واپس آیا اور ہارون و بلاد موصل پر قبضہ کر لیا' کچھ مدت بعد محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بڑا عابد اور زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا تھا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا تاکہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا' امرائے موصل یہ خبر پا کر موصل سے باہر آئے' محمد بن خرزاد بھی ان کی طرف بڑھا' مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک زبردست جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا' تقریباً اس کے دو سو ساتھی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد چاہی۔ بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے۔ اس دوران حمدان بن حمدون بھی آگیا۔ ترتیب لشکر اور فراہمیٔ آلاتِ جنگ کے خیال سے موصل کی طرف سب نے واپسی کی۔ محمد بن خرزاد فتح یابی کی خوشیاں منانے لگا۔ لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا۔ ہارون نے موقع پا کر محمد بن کرزاد کے ساتھیوں کو ملا لیا' محمد بن خرزاد کے ہمراہ اکراد کی ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی۔ ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن کرزاد اس جھڑپ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکرادِ جلالیہ پر یلغار کر دی۔ متعبین کی جماعت بہت بڑھ گئی۔ موصل کے قرب و جوار پر ہاتھ بڑھایا۔ دجلہ کے راستہ مال کی درآمد و برآمد پر چنگی مقرر کی زکوٰۃ اور صدقات کے وصول کرنے پر عمال متعین کئے۔

ان واقعات کے بعد ۲۷۹ھ میں ہارون کے بنو شیبان جنگ کرنے کے لئے آئے' ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان خود ہارون کی کمک پر آیا۔ شہر خازن پر بہت زبردست لڑائی ہوئی۔ بالآخر ہارون کا پترول بھاگ کھڑا ہوا' اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگا اور حدیثہ میں پہنچ کر مع اپنے ہمراہیوں کے قیام کر دیا۔

رافع بن ہرثمہ کی امارت

جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس وقت اس کے ساتھیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو محمد بن طاہر کا ایک سپہ سالار تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اتار دیا تو رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پرزہ تھا۔ یعقوب صفار سے تعلقات پیدا کر کے مصاحب بن گیا کچھ عرصہ بعد یعقوب نے بجستان کی طرف واپسی کی تو رافع

بھی اس کے ہمراہ سجستان چلا گیا مگر یہاں پہنچ کر اس کی خدمت سے الگ ہو کر اپنی قیام گاہ میں مضافات باذ غیس میں آ ٹھہرا حتی کہ سجستانی نے رافع کو طلب کر کے اپنے لشکر کی سپہ سالاری پر مامور کیا۔ پھر جب سجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اس کو اپنا امیر بنایا۔

نیشاپور پر چڑھائی

رافع نے مسندِ حکومت پر بیٹھتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی۔ ابو طلحہ بن سرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور چلا آیا تھا۔ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بالکل بند کر دی۔ ابو طلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے۔)

عمرو بن لیث کی فوج کشی

ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہدی کو ہرات کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کا نام خطبہ میں پڑھا گیا لیث صفار نے یہ اطلاع سن کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہدی کو شکست ہوئی جس قدر ممالک اس کے قبضہ میں تھے ان سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا۔ محمد بن سہل بن ہاشم اس کی جانب سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ابو طلحہ اس خوف سے کہ آئی گئی بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا۔ اسمٰعیل ابن احمد سامانی سے مدد کا خواستگار ہوا اسمٰعیل نے ایک لشکر جرار سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال باہر کیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

محمد بن طاہر کی سندِ گورنری

اسی ۲۷۱ھ میں موفق نے صوبجات خراسان کی گورنری محمد بن طاہر کو عنایت فرمائی یہ اس وقت بغداد ہی میں تھا سندِ گورنری حاصل کر کے خراسان روانہ ہوا۔ وقت کے تقاضے کے پیش نظر خراسان پر اپنی جانب سے رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب کے مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال و قائم رکھا۔ دربارِ خلافت سے اس پر برہمی اور عمرو بن لیث کی برطرفی کا فرمان صادر ہوا۔ اس پر رافع خراسان سے ہرات کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہرات میں محمد بن مہتدی (ابو طلحہ کا نائب) حکومت کر رہا تھا۔ یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے چڑھائی کر کے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا۔ اس بناء پر ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر کہ رافع آگیا ہے۔ رافع کے اس چلا آیا۔ امان کی درخواست کی رافع نے اس کو امان دی خطا معاف کی اور اپنی طرف سے ہرات پر مہتدی بن محسن کو مامور کیا۔ اس کے بعد رافع کو ابو طلحہ کی فکر دامن گیر ہوئی۔ کئی فوج کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اسمٰعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ ابو طلحہ کے میری مدد کرو۔ اسمٰعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس امدادی فوج کے ہمراہ آیا۔ اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مروروذی کو معہ اس کی رکاب کی فوج کے بلا بھیجا اور ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے ۲۷۲ھ میں ابو طلحہ پر حملہ کر دیا۔ یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک زبردست جنگ کے بعد ابو طلحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا مہتدی بن محسن عامل ہرات اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابو طلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے فوج کو فراہم کیا اور سامان جنگ کی تیاری کے بعد رافع سے جنگ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے دونوں کو پھر نیچا دکھا دیا' ابو طلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا لیکن مہتدی بن محسن ۲۷۲ھ میں گرفتار ہو گیا رافع نے کچھ عرصہ بعد رہا کر دیا اور اسی سنہ میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہلِ خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی طرف واپسی کی۔

نا انصافیاں

چونکہ چند وجوہات کی بنا پر ابن طولون سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی' اس بناء پر موفق نے ابن طولون کی برطرفی کے خیال سے موسیٰ بن بغا کی زیر قیادت ایک عظیم الشان لشکر ۲۶۳ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا۔ دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھہرا رہا' بالآخر لشکریوں کے

باہمی اختلاف و مخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا ناکام واپس آیا۔

خلیفہ معتمد برائے نام خلیفہ تھا عمال کا رد و بدل' ملک کا نظم و نسق' سرداران لشکر کی تقرر تنزلی غرض حکومت و سلطنت کی باگ ڈور موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری' معاملہ فہمی' دور اندیشی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا اس قدر صاحب قابو ہونا شاق گزرتا تھا خفیہ طور سے احمد بن طولون کو اس بات کی شکایت لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے ابھارا کہ آپ میرے پاس مصر میں چلے آیئے میں آپ کی اعانت و مدد کروں گا خلیفہ معتمد اس بات پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کی غرض سے ایک لشکر رقہ میں بھیج دیا۔ موفق ان دنوں زنگیوں سے لڑائی میں مصروف تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کر کے شکار کے بہانہ سے معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے ۲۶۹ھ میں دارالخلافت سے بہ ارادہ مصر روانہ ہو گیا۔ موصل کے نزدیک پہنچا ان دنوں موصل اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق ابن کنداج تھا۔ موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی طرف سے بوقت روانگی خلیفہ معتمد کو لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو۔ خلیفہ معتمد کو راستے سے دارالخلافت لوٹا دو اور اس کے ساتھی سرداروں کو گرفتار کر لو۔ پس جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی نذر دی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا حتیٰ کہ ابن طولون کی گورنری کے حدود تک پہنچا۔ ایک دن خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے ساتھ تھے۔ مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "کیوں حضرات تم کو ابن طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کو کوئی فضیلت تم پر نہیں ہے۔ وہ تم جیسا ایک شخص ہے۔ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہو"۔ سرداروں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اس کو رد کر دیا۔ بحث و مباحث ہونے لگا ابن کنداج بولا۔ امیر المومنین کے حضور میں ان خصوصیات پر بحث کرنا بے ادبی ہے۔ آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں اور خوب دل کھول کر بحث کریں۔ اگر مجھے آپ لوگ قائل کر دیں تو میں آپ کا ہم خیال ہو جاؤں گا۔ سرداروں نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابن کنداج کے خیمہ میں آئے اندر داخل ہوتے ہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا جو دارالخلافت چھوڑ کر آئے تھے۔ ہونہار لائق بھائی (موفق) سے ناراض ہونے اور ایسی حالت میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جبکہ وہ دشمنان خلافت و خاندان حکومت سے مصروف جنگ ہے۔ خلیفہ معتمد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اس کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ زبردستی سامرا کی طرف واپس کر دیا۔

انہی وجوہات سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور عنوان خطوط سے بھی محو کر دیا۔ اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت ناراض ہوا۔ لیکن اس وجہ سے کہ زنگیوں سے مصروف جنگ تھا۔ ابن طولون کی سرکوبی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی اطلاع پہنچی ابن طولون کو دربار خلافت میں طلب کر کے بے حد لعنت و ملامت کی اور بہ نظر چشم نمائی برطرف کر کے اس کی گورنری پر اسحاق بن کنداج کو مامور فرمایا غرض باب شماسیہ سے افریقہ تک کے شہر ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولوء (ابن طولون کا آزاد غلام) حمص' قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی طرف سے والی تھا۔ رقہ میں اس کا صدر مقام تھا۔ اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بداقبالی اور موفق سے منحرف ہو جانے کا واقعہ سن کر ابن طولون سے باغی ہو گیا۔ رقہ سے نکل کر پالس پہنچا اور اس کو لوٹ لیا۔ موفق سے خط و کتابت شروع کی حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا۔ چنانچہ لولوء پالس سے روانہ ہو کر قرقیسیا میں جا اترا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے رسد و غلہ کے دینے سے انکار کیا لولوء نے نقارہ جنگ بجوا دیا اور حملہ کر دیا۔ ابن صوان کو شکست ہوئی لولوء نے قرقیسیا پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے سپرد کر دیا اور خود ایک عظیم لشکر کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا۔ بڑی عزت سے پیش آیا۔ خلعت اور انعامات عنایت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لولوء نے ان لڑائیوں میں شہرت اور کامیابی حاصل کی۔

اس کے بعد ابن طولون نے اسی سنہ میں بغیر کسی استحقاق کے ایک لشکر مکہ مکرمہ کو موسم حج کے انتظام کی غرض سے روانہ کیا ان دنوں ہارون بن محمد والی مکہ تھا۔ ابن طولون کے لشکر کے خوف سے مکہ مکرمہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ موفق نے ایک لشکر جرار مکہ مکرمہ کی طرف زیر قیادت جعفر روانہ کیا۔ اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے۔ مردانگی کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا زبردست لڑائی ہوئی۔ ابن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دو سو سپاہی مارے گئے۔ سپہ سالارانِ لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ لے کر رہا کیا۔ حرم شریف کی مسجد میں موفق کا عالی شان فرمان پڑھا گیا جس میں ابنِ طولون پر لعن طعن کی گئی تھی۔ اہلِ مصر صحیح سلامت اپنے شہر کو واپس آئے۔

اسی وقت سے لولوء انتہائی مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس کو ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور چار لاکھ زرِ جرمانہ وصول کر کے رہا کیا۔ اسی زمانہ سے اس کے زوال کا آغاز ہوتا ہے' چند ہی دنوں میں ایسا مفلس اور نادار ہو جاتا ہے کہ روٹی کو بھی محتاج نظر آتا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر میں آتا ہے۔

ابن طولون کا انتقال

۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طرسوس میں بغاوت کر دی اور ابنِ طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا۔ احمد بن طولون اس بری خبر کو سن کر تاب نہ لا سکا لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کی غرض سے طرسوس پر چڑھ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ بازمان نے فصیل کے دروازے بند کروا لئے' مجبور ہو کر ابنِ طولون نے انطاکیہ کی طرف واپسی کی' انطاکیہ پہنچ کر بیمار ہو گیا' اطباء نے بہتیرا علاج کیا' کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حکومتِ مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

خمارویہ کا تقرر

ابن طولون کے انتقال پر اس کا بیٹا خمارویہ مقرر کیا گیا۔ ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا۔ خمارویہ سے مخالفت کی۔ خمارویہ نے اس کی گوشمالی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ گرمی دماغ ٹھنڈی ہو گئی۔ حسبِ سابق مطیع و تابعدار ہو گیا۔

ابن کنداج اور ابنِ ابو الساج

ان دنوں موصل اور جزیرہ کی گورنری پر اسحاق بن کنداج تھا۔ انبار' رحبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد بن ابو الساج کے ہاتھ میں تھی۔ ان دونوں (ابنِ کنداج اور ابن ابو الساج) نے شام کی طرف قدم بڑھانے کی اجازت طلب کی اور کمک کے خواستگار ہوئے۔ موفق نے اجازت دے دی اور اعانت و امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابنِ کنداج اور ابن ابو الساج نے لشکر مرتب کر کے بہ ارادہ بلاد شام کوچ کر دیا۔ قرب و جوار کے جس قدر شہر تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن کنداج نے انطاکیہ حلب اور حمص کو دبا لیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات سے مطلع کیا' خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کو روانہ کیں۔ ابنِ کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا۔ خمارویہ کے لشکر نے دمشق میں پہنچ کر ابن کنداج اور ابنِ ابو الساج سے جنگ کرنے کے ارادہ سے شیراز کا رخ کیا۔ ابن کنداج نے نہایت آہستگی سے لڑائی کا آغاز کیا اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں زمانہ جنگ کو طول دیتا گیا اور موسم سرما آگیا اور ابو العباس احمد بن موفق (یہی معتضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے) بغداد سے ایک فوج لئے ہوئے آپہنچا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی اور اس نے غفلت کی حالت میں ان پر شبخون مارا۔ خمارویہ کے لشکر کا زیادہ حصہ مارا گیا۔ گنتی کے چند لوگ جو باقی رہے' انہوں نے دمشق کا راستہ لیا اور ابو العباس نے ان لوگوں کو جلاوطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

رقہ پر فوج کشی

اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے معہ اپنے بقیہ لشکر کے رملہ میں قیام کیا۔ ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ابو العباس سے اجازت حاصل کر کے رقہ پر چڑھائی کر دی۔ رقہ' ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی طرف سے ابنِ عباس تھا۔ ابنِ عباس

ابن کنداج کی آمد سے مطلع ہوئے۔ جنگ کی تیاری کی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابن کنداج کو فتح یابی حاصل ہوئی۔

ابو العباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر پا کر مصر سے رملہ کی مدد کے لئے آ پہنچا' دونوں لشکروں کا ایک چشمہ پر جس کا نام طواحین تھا، مقابلہ ہوا۔

چونکہ ابو العباس نے ابن کنداج اور ابو الساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ کیونکہ انہوں نے امدادی کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں دور نگی کی تھی اس وجہ سے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

خمارویہ کی حکمت عملی

اگرچہ خمارویہ کی رکاب میں زیادہ فوج تھی۔ لیکن ابو العباس نے حکمتِ عملی اور مردانگی سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا لڑائی شروع ہوئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک گوشہ میں چھپا رکھا تھا، قصداً پسپا ہوا۔ ابو العباس جوش کامیابی میں بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خمارویہ کے خیمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس وقت اس کے ساتھی لوٹنے میں مصروف ہوئے۔ خمارویہ کی فوج نے میدانِ جنگ کے ایک گوشہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ ابو العباس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگا اہلِ دمشق نے دروازہ نہ کھولا۔ بدرجہ مجبوری طرطوس کا راستہ لیا دونوں فوجیں بلا امیر کے لڑنے لگیں۔ خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اس کے بھائی معبد کو بجائے اس کے امیر بنایا اور قتل و غارت کرتا ہوا شام کی طرف بڑھا اور تمام شامی شہروں پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر لیا' کوئی مزاحمت و مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔ موفق اور اس کے بیٹے کا نام خطبہ سے نکال ڈالا گیا۔ خمارویہ اس نمایاں کامیابی کو سن کر مارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتا تھا۔ قیدیوں کو جو اس کے ہمراہ تھے رہا کر دیا۔

اہلِ طرطوس کی بغاوت

چند دنوں بعد اہلِ طرطوس نے بھی بغاوت کر دی۔ مجتمع ہو کر ابو العباس کو نکال دیا۔ بیچارہ ابو العباس پریشانی کی حالت میں بغداد کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد اہلِ طرسوس نے مازیار کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ جب اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے خمارویہ سے زرِ کثیر لے کر اس کے نام کو خطبہ میں شامل کر دیا۔ نیز اس کے حق میں دعا کی۔

خمارویہ کی عنایات

بیان کیا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار دینار پانچ سو تھان بیش قیمت کپڑوں کے۔ پانچ سو گھوڑے اور بے شمار آلاتِ جنگ بھیجے تھے۔ اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبہ میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار مزید روانہ کر دیئے۔

رَے پر چڑھائی

والیٔ طبرستان حسن بن زید علوی کا ماہ رجب ۲۷۰ھ میں انتقال ہو گیا' بیس سال اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی محمد بن زید طبرستان کا والی ہوا۔ ان دنوں خلافتِ عباسیہ کا پرچم قزوین میں اذکو تکین کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے چار ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ رے پر چڑھائی کر دی۔ محمد بن زید بھی یہ خبر پا کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا' خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار محمد بن زید کو شکست ہوئی اور بھاگ کر جرجان پہنچا' اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی ہلاک ہوئے تھے' جن میں سے دو ہزار اور گرفتار کر لئے گئے۔ بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا' اس نے رے میں داخل ہو کر خلافتِ عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اہلِ رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے میں چاروں جانب پھیلا دیا۔

استر آباد کا محاصرہ

اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربارِ خلافت سے برطرفی کا فرمان پہنچا اور زمامِ حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کی گئی۔ اس نے

یت پر رافع بن ہرثمہ کو مامور کیا۔ ۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن زید یہ خبر پا کر رات ہی کو استر آباد بھاگ
رافع نے استر آباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دو سال تک محاصرہ کئے رہا۔ محمد بن زید طول حصار سے تنگ آ کر شب کے وقت بھیس بدل کر
کی جانب چلا گیا۔ رافع نے تعاقب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام کار محمد بن زید نے زچ ہو کر ساریہ اور طبرستان چھوڑ دیا (یہ واقعہ
ہو کا ہے)۔

و علی کی محصوری

اسی زمانہ میں (ہمراہیان محمد بن زید سے) رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی امان
دی گئی۔ محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا۔ علی بن کافی والیٔ سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے
ن اطاعت جھکا دی۔ محمد بن زید کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد و علی پر محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف
کہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک عرصہ تک رافع کو ان دونوں کی کوئی خبر نہ ملی۔ کچھ مدت بعد ایک جاسوس سے
معلوم ہوا کہ محمد و علی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زید ان کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دے دیا۔ محمد
زید یہ سن کر رافع آ رہا ہے سرزمین دیلم کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے بعد رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم
کیا اور ہر چیز تہ و بالا کرتا ہوا حدود قزوین تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے رے کی طرف اپسی کی اور وہیں مقیم رہا حتیٰ کہ خلیفہ معتمد کا ۲۷۹ھ میں
ل ہو گیا۔

لعہ ماردین کا محاصرہ

(۲۷۷ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا، اس سے اسحاق بن کنداج کی جو جزیرہ کا حکم تھا ناراضگی پیدا ہو گئی جو
رفتہ رفتہ بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون والی مصر سے خط و کتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں
ں کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور اپنے ضامن کے بھیج دیا۔ خمارویہ نے بہت سا مال و اسباب ابن ابی
ساج کو روانہ کیا اور شام کی طرف کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بالس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح و مشورہ کر کے ابن ابی الساج نے
فرات کو رقہ کی جانب عبور کیا۔ اسحاق مقابلہ پر آیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابن
ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا۔ اسحاق یہ سن کر قلعہ ماردین میں جا کر
گزین ہو گیا۔ ابن ابی الساج نے قلعہ ماردین کو جا کر گھیر لیا۔ لیکن چند ہی دنوں بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کو زیر کرنے کی غرض
سے سنجار جانے کی ضرورت پیش آ گئی۔ چار و ناچار قلعہ ماردین سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اسحاق کو موقع مل گیا۔ ماردین سے نکل کر موصل کا راستہ
لیا۔

فتح کی روانگی

خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو اطلاع ہو گئی مقام برقعید میں معمولی سی جھڑپ ہوئی۔ اسحاق شکست کھا کر پھر ماردین میں واپس آیا اور
ابن ابی الساج نے صوبجات جزیرہ اور موصل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دونوں مقامات میں خمارویہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔
ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف و قابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح نامی کو موصل کے معاملات میں خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا مرج
میں پہنچ کر فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے نزدیک یعقوبیہ کی فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی۔ فتح نے کہلا بھیجا "تم لوگ ناحق جمع ہو
رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے میں چند دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار دن قیام کر کے چلا جاؤں گا"۔ یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو
گئے۔ فتح نے ایک روز غفلت کی حالت میں یعقوبیہ پر رات کے وقت دھاوا بول دیا۔ یعقوبیہ کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ کر
ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے سب نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر اچانک حملہ کر دیا۔ فتح کے ساتھیوں میں

ل سیدالعراء۔۔۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر۔

سے آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ ایک سو ادھر ادھر منتشر ہو گئے تقریباً سو آدمیوں کو ساتھ لے کر فتح جان بچا کر فرار ہو گیا۔

خمارویہ کی پیش قدمی

ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج نے خمارویہ سے سرکشی کی اور پیمان اطاعت توڑ دیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہو کر مصر سے ایک [illegible] الشان فوج لے کر شام پر چڑھ آیا ابن ابی الساج بھی مقابلہ پر تل گیا دونوں فریق متصادم ہو گئے۔ پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو شکست ہوئی [illegible] خمارویہ نے سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ ابنِ ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے خمارویہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی [illegible] پیش قدمی کی حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا تھا اور جب ابن [ابی] الساج حمص کے نزدیک پہنچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرّض کیا مجبور ہو کر حلب کا رخ کیا اور جب یہ خبر معلوم [ہوئی] کہ خمارویہ تعاقب میں ہے تو حلب سے نکل کر رقّہ کا راستہ لیا اور فرات کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل [کے] نزدیک آ پہنچا ابنِ ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

ابنِ ابی الساج کا تعاقب

اسحاق نے ابنِ ابی الساج سے شکست اٹھانے کے بعد خمارویہ سے ساز باز کر لی تھی اور مارو ین سے نکل کر خمارویہ کے لشکر میں آ [گیا] خمارویہ نے موصل میں پہنچ کر اسحاق کی زیرِ قیادت ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ابنِ ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اس لشکر میں [بڑے] بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابنِ ابی الساج کو جاسوسوں نے خبر کر دی حدیثہ سے [نکل] کر دجلہ کو عبور کر کے تکریت کی جانب روانہ ہوا اور اسحاق کنارۂ دجلہ پر پہنچ کر دریا عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہوا ابھی کشتیاں پوری طرح سے فراہم نہ ہو سکی تھیں کہ ابنِ ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا تمام رات سفر کیا کرتا [اور] دن کو کسی مقام میں چھپ جاتا تھا غرض سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے دن موصل کے نزدیک پہنچا اسحاق کو اس کی اطلاع دی گئی وہ موصل کی طرف [لوٹ] لوٹ پڑا۔ ابنِ ابی الساج کی رکاب میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار جنگجو تھے موصل کے باہر قصر حرب میں زبردست [لڑائی] ہوئی باوجودیکہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی لیکن پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی' خود اسحاق بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوا [ابن] ابی الساج نے رقہ میں پہنچ کر موفق کی خدمت میں عرض داشت بھیجی اور اس بات کی درخواست کی کہ حکم ہو تو فرات کو عبور کر کے [شام کے] شہروں میں خمارویہ پر یلغار بھیج دوں موفق نے امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

شبخون

اسحاق نے ابنِ ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لے کر ابن الساج [کی] طرف پیش قدمی کی۔ دریائے فرات پر پہنچ کر ٹھہر گیا' اس کنارہ پر ابنِ ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اس کنارہ پر اسحاق نے پہنچ کر مورچہ قائم کیا ایک مدّت تک دونوں فوجیں بغیر کسی لڑائی کے مقابلہ پر پڑی رہیں' ایک دن رات کے وقت اسحاق نے اپنی فوج کے ایک حصہ [کو] فرات عبور کر کے ابنِ ابی الساج کے لشکر پر شب خون مارنے کا اشارہ کر دیا ابنِ ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس وجہ [سے] اس کو شکست اٹھانی پڑی پھر یہ لشکر بھاگ کر ابنِ ابی الساج کے پاس رقہ پہنچا۔

ابنِ ابی الساج کی عزت افزائی

ادھر اس واقعہ کے بعد ابنِ ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقّہ سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ موفق نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت دی۔ انعامات مرحمت کیے۔ ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر ربیعہ اور دیارِ مضر غرض تمام سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ کچھ مدت بعد اسی سنہ میں موفق نے ابنِ ابی الساج کو قدر افزائی کے طور پر آذر بائیجان کی گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ ابن ابی الساج سند گورنری حاصل کر کے آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا' جس وقت وہ مراغہ کے نزدیک پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبے سے [illegible]

ا۔ [illegible] ۲۷۴ھ [illegible] ہے۔ [illegible] لڑائی محرم ۲۷۵ھ دمشق کے قریب مقام ثنیۃ العقاب میں ہوئی تھی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲)

مزاحمت کی۔ ابن ابی الساج نے بہت کچھ سمجھایا لیکن جب وہ نہ سمجھا تو حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں جا چھپا ابن الساج نے مراغہ میں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایک زبردست جنگ اور طویل محاصرہ کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو مار ڈالا اور اپنے صوبہ آذربائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

بن لیث کی سرکشی

موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان' اصفہان' سجستان' سندھ' کرمان اور پولیس بغداد کی افسری عطا فرمائی تھی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے عمرو بن لیث کی جانب سے فارس کا حاکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۸ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث) کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی بلکہ اس سے باغی و منحرف ہو گیا' عمرو بن لیث نے یہ اطلاع سن کر محمد بن لیث پر بخیال چشم نمائی اور فوج کشی کر دی۔ مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور نمک حرام حاکم کو شکست ہوئی۔ بڑی جدوجہد سے جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر کو بھی زیر و زبر کر ڈالا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر متعین کیا۔ دو ہی چار دن کے بعد وہ گرفتار ہو کر آ گیا عمرو بن لیث نے کرمان کی جیل میں اسے قید کر دیا۔

بن عبید کردی کی گرفتاری

اسی زمانہ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن ابی الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز ابی ولف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا تمام کا تمام احمد بن الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار' پچاس من[1] مشک' اسی قدر عنبر' دو سو من عود' تین سو تھان زر بفت' ظروف طلائی' نقرئی' گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت لونڈیاں جن کی قیمت تقریباً دو لاکھ دینار تھی دربار خلافت میں روانہ کیں اور محمد بن عبید کردی حاکم رامہرمز پر یلغار کی درخواست کی خلیفہ نے اجازت دے دی عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک سپہ سالار کی زیر قیادت ایک لشکر جرار رامہرمز کی طرف روانہ کیا۔ محمد بن عبید گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے سامنے پیش ہوا' عمرو بن لیث نے اسے قید کر دیا۔

بن لیث کی سرکوبی

اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو برطرف کر دیا اور حجاج خراسان سفر مکہ معظمہ سے واپس آئے تو ان کو اس برطرفی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کیا اور حکم صادر فرمایا کہ بر سر منبر عمرو بن لیث پر لعنت کی جائے اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو بن لیث کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا جائے۔ صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر نے نیابت میں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا۔

ب کا حکم

ابھی صاعد فارس تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کا حکم صادر ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی کا آغاز کر دیا۔ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑی زبردست لڑائی ہوتی رہی عمرو بن لیث کے ہمراہ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عصر کے قریب عمرو بن لیث کو شکست ہوئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوا' سو سردار نامی گرامی مارے گئے' تین ہزار گرفتار کئے گئے' باقی لشکریوں نے ہتھیار ڈال کر امان کی درخواست کی' لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا۔

[1] من میں بہت اختلاف ہے۔ ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے۔ من شبی ۲۱ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ من عالمگیری چالیس سیر کا۔ من تبریزی دو سو تولہ کا، جو بحساب رائج الوقت من سیر کے برابر ہوا اور ایک من اور ہوتا ہے جو چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائے گا تو اس سے اغلب یہی مراد لیا جائے گا۔ (مترجم)

موفق کی مایوسی

پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی سرکوبی کی غرض سے فارس پر چڑھائی کی۔ عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی طرف روانہ کیا' اس کی مقدمتہ الجیش پر ابو طلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ محمد اور ... کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں' کار آزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی ماتحتی میں تھے جس وقت ابو طلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا ... مرعوب ہوا کہ جاکر موفق کے قدموں پر گر پڑا اور امان کی استدعا کی جو فوراً منظور کر لی گئی اس سے عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا ... کرمان کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد موفق کو ابو طلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اور شیراز کے نزدیک پہنچ کر گرفتار کر لیا اس کا مال ... اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو دے دیا اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا رخ کیا' عمرو بن لیث یہ خبر سن کر کرمان سے نکل کر سجستان آیا' راستہ میں اس کا بیٹا محمد مرگیا۔ اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا ارادہ کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبالیا جیسا کہ ہم نے ابھی لکھا ہے۔ طبرستان ہی میں علی بن لیث اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل کے ساتھ رافع کی خدمت میں حاضر ہوا جس کو کرمان میں اس کے بھائی عمرو بن لیث نے قید کر دیا تھا۔

موفق کی واپسی

۲۷۶ھ میں ابو تکین کی سیکرٹری (مازرائی) نے موفق کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیج دی کہ ابو تکین کے پاس ... سامال و اسباب ہے' آپ تشریف لائیے اور سب پر قبضہ کر لیجئے۔ موفق نے اطلاع ملتے ہی بلاد جبل کا رخ کیا وہاں پہنچ کر مطلع صاف ... مایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف بہ ارادہ احمد بن عبدالعزیز ابی دلف روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے ... معہ فرش و جملہ اسباب و سامان کے موفق کے قیام کی غرض سے چھوڑ دیا اور اہل و عیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا۔

معتضد کی اسیری

موفق نے واپسی اصفہان کے بعد واسط میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ پھر واسط سے واپس ہو کر بغداد آیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا۔ بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو بعض اسلامی شہروں کی طرف جانے کا حکم دیا۔ معتضد نے انکار کیا موفق نے قید کا حکم صادر فرمایا اور چند سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر متعین کیا اس سے اہل بغداد میں اشتعال پھیل گیا۔ موفق کو اس کی خبر لگی ... سوار ہو کر میدان کی طرف آیا' سپہ سالارانِ لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود ہو گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب ہو کر ... "تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو تنبیہ کی غرض سے قید کیا ہے لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے"۔ اہل بغداد یہ سن کر واپس آئے (یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے)

موفق کی بیماری

جن دنوں موفق بلادِ جبل میں تھا' انہیں ایام میں اسے پاؤں میں درد کی شکایت ہو گئی تھی واپس ہوتے ہوتے ایسا بڑھ گیا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر چلا کرتا تھا ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنے محل سرا میں پہنچا۔ اپنے سیکرٹری ابو الصقر ابن بلبل کو طلب کر کے حکم دیا کہ مدائن جاکر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ۔ ابو الصقر سید حامدائن چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو مع اس کی اولاد کے موفق کے محل سرا میں لایا معتضد کے مکان کی طرف جہاں پر وہ قید تھا نہ گیا اور نہ اس کو موفق کی شدت بیماری کی اطلاع دی۔ خیر خواہانِ معتضد کو یہ ناگوار گزرا ... معتضد شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے تالے توڑ کر معتضد کو نکال لائے اور اس کے باپ موفق کے سرہانے لاکر بٹھا دیا ... پر اس وقت غشی طاری تھی ذرا ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھلایا۔

اراکینِ سلطنت' سپہ سالارانِ فوج اور شاہی لشکر یہ خیال کر کے کہ موفق کا انتقال ہو گیا ہے ابو الصقر کے پاس جمع ہوئے۔ پھر یہ سن کر کہ ماشاء اللہ موفق ابھی زندہ ہے' سب کے سب ابن ابی الساج اور ابو الصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑے اس کے بعد ابو الصقر ان لوگوں ...

...ابا بچا چھڑا کر موفق کے محل سرا میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔

...وفق کا انتقال

اس دوران ابو الصقر کے دشمنوں نے یہ خبر اڑا دی کہ ابو الصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعہ سے خلیفہ معتمد کے تقرب کی ...شش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس کے مکان کو لوٹ لیا عورتیں بغیر چادر اور پردہ کے نکل پڑیں۔ مثل ...ور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ پس پڑوس کے مکانات بھی لٹ گئے۔ جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کر دیئے گئے ...ق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابو العباس معتضد اور ابو الصقر کو خلعتیں مرحمت کیں۔ سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آئے مگر معتضد ...حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو شرقی جانب نگرانی پر متعین کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ کے ختم ہونے ...ٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق کا انتقال ہو گیا اور رصافہ میں دفن کر دیا گیا۔

...العباس کی بیعت

اس روح فرسا حادثہ کے بعد سپہ سالاران لشکر اور اراکین سلطنت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابو العباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط ...ی کی کہ مفوض بن خلیفہ معتمد علی اللہ کے بعد ابو العباس معتضد باللہ وارث خلافت ہو گا۔ بیعت ولی عہدی کے بعد معتضد نے ابو الصقر بن ...بل کو مع اس کے ساتھیوں کے گرفتار کر لیا۔ مکانات اور تمام اسباب و مال لٹوا لیا۔ قلمدان وزارت عبداللہ بن سلیمان بن وہب کے سپرد ...یا۔ محمد بن ابی الساج کو واسط کی طرف بھیجا تاکہ وصیف خادم معتضد کو بغداد میں واپس لائے۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی وصیف نے واپسی ...ے انکار کر دیا اور سوس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

...رامطہ

قرامطہ[1] کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مورخین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ہے کہ کوفہ کے اطراف میں ایک شخص عابد و زاہد ۲۷۸ھ ...یں ظاہر ہوا جس کو اس وجہ سے کہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا کرمیطہ کہتے تھے جس کا معرب قرمطہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا حمدان نام اور قرمط ...ب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدعی محبت اہل بیت تھا اور ان میں سے ایک آنے والے کا منتظر تھا' بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی ...ی۔ ہیصم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق یہ ہوا کہ محافظین جیل کی غفلت سے بھاگ نکلا' اس پر قرمط کے متبعین ...نے یہ اڑا دیا کہ قرمط کو قید آنے جانے سے نہیں روک سکتی۔ قرامطہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرمطہ وہی شخص ہے جس کی احمد بن محمد بن حنفیہ ...نے بشارت دی ہے۔ قرامطہ کے عقائد مذہبی سے متعلق یہ بھی ہے کہ یہ ایک کتاب پیش کرتے ہیں جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ...لکھا ہوا ہے۔

"یقول الفرج بن عثمان من قریتہ لغرانہ اعتبیہ المسیح وہو عیسیٰ وہو الکلمتہ وہو المہدی" "وہو احمد بن محمد بن الحنفیۃ وہو جبریل وان المسیح تصور لہ فی جسم انسان تہال لہ انک" "الداعیۃ انک الجۃ انک الناقۃ وانک الدابتہ وانک یحییٰ بن زکریا وانک روح القدس"۔

...قرامطہ کے عقائد

اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئے۔ دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت بعد ...روب آفتاب اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے۔ اذان یہ تھی "اللہ اکبر" تین بار "اشہد ان لا الہ الا اللہ" دو بار "اشہد ان ...آدم رسول اللہ" "اشہد ان نوحاً رسول اللہ" "اشہد ان ابراہیم رسول اللہ" "اشہد ان موسیٰ رسول اللہ" "اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ" "اشہد ان

[1] قرامطہ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱)

محمد رسول اللہ" "اشہد ان احمد بن حنفیہ رسول اللہ" صرف ایک بار اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح منجملہ ان کے ہے جو احمد بن محمد بن الحنفیتہ پر نازل ہوئی ہے اور بیت المقدس کو قبلہ بنائے اور بجائے جمعہ دو شنبہ کو جمعہ تصور کرے اس دن میں کوئی کام دنیا کا نہ کیا جائے اور اس سورہ کو ہر رکعت میں پڑھے"

"الحمدلله بكلمته وتعالى باسمه المتخذ لاوليا به بادوليا يه قل ان الاهلة مواقيت للناس" "ظاہر باليعلم عدد السنين والحساب والشهور والايام وباطنها اوليائي الذين عرفوا" "عبادى سهيلى اتقونى يااولى الالباب وانا الذى لا اسئل عما افعل وانا عليم الحكيم" "وانا الذى ابلو عبادى وامتحن خلقى فمن صبر على بلائى وختنى واختيارى القيته" "فى جنتى ونعمتى ومن زال عن امرى وكذب رسلى كلدته سهانا فى عذابى واتممت اجلى واظهرت" "على السنته رسلى فانا الذى لم يعل على جبار الا وضعته واذللته فيس الذى اصر" "على امره دوام على جهالته وقال لن نبرح عليه عاكفين وبه موقنين اولئك هم الكافرون" اور رکوع کرے رکوع میں دوبارہ "سبحان ربى ورب العزة عما يصف الظالمون" پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے سجدہ میں "اللہ اعلیٰ" دو بار "اللہ اعظم" ایک بار کہے سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں۔ نبیذ حرام ہے۔ شراب حلال ہے۔ جنابت غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضو کر لینا کافی ہے دم دار اور جنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر مقابلہ پر نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔ اسی قسم کے دعاوی شنیعہ اور مسائل متعارضہ اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب انتہائی لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ

فرج بن یحییٰ جس کے متعلق قرامطہ کی کتاب مذکور کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکرویہ میں مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور خبیث کے قتل سے پہلے ہوا ہے اور اس نے اس سے امان طلب کی تھی۔ ان کے پاس گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سو تلواریں ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب پر ہم اور تم ہو جائیں تاکہ وقت ضرورت ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں۔ خبیث نے اس رائے کو پسند کیا دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے۔ قرمط واپس آیا۔ قرمط اپنے کو "القایم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعض مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے معتقدات کا مقلد تھا۔ واللہ اعلم۔

محمد بن موسیٰ کی گرفتاری و رہائی

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ یازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے جرمہ اور ہوش میں لانے کی غرض سے یازمان پر محاصرہ ڈال دیا تھا اور یازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی لیکن کچھ عرصہ بعد احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی بہت سا مال و اسباب اور آلات حرب نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں یازمان کی حکومت بدستور قائم رہ گئی۔ ۲۷۸ھ میں بہمراہی احمد جعفی لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک پتھر آکر اس سے زخمی ہو گیا بوقت واپسی راستے میں مر گیا اور اسے طرسوس میں لا کر دفن کر دیا گیا۔

یازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جا رہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج ہتھیار اور مال سے بھی اس کی مدد کی لیکن تھوڑے دنوں کے بعد برطرف کر کے اپنے چچا زاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مقرر کیا۔ جب موفق کا انتقال ہو گیا تو اس کے خدام میں سے ایک خادم راغب الی الملک نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا خلیفہ معتضد سے سرحدی شہروں کی طرف جانے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی اور پھر سامان جنگ درست کر کے طرسوس پہنچا۔ تمام سامان طرسوس میں اپنے ساتھیوں کے سپرد کر کے خمارویہ سے ملنے کے لئے دمشق چلا گیا۔ خمارویہ نے بڑی عزت کی۔ آؤ بھگت سے ملا۔ راغب کو بھی خمارویہ سے دلچسپی ہوئی ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھیوں کو جو طرسوس میں تھے

خیال پیدا ہوا کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر لیا ہے رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ یقین کے درجہ پر پہنچ گیا راغب کے ساتھیوں نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا اہلِ شہر اس سے سخت برہم ہوئے جمع ہو کر اچانک حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ہوئی اسی وقت راغب کو طرسوس کی طرف روانہ کیا۔ راغب نے طرسوس میں پہنچ کر اہلِ طرسوس کو اس عامیانہ فعل پر ملامت کی اور محمد بن موسیٰ کو رہا کرا دیا۔ محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابنِ عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہو گیا۔

بنی شیبان اور خوارج میں جنگ

ہم نے پہلے یہ لکھا ہے کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے روز مقابلہ کیا کرتے تھے اور بلادِ موصل کو قتل و غارت سے اکثر تہ و بالا کر دیتے تھے۔ ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر مینوی (مضافات موصل) پر دھاوا بول دیا۔ ہارون' حمدان بن حمدون تغلبی اور رؤساءِ موصل بن شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کو آئے۔ بنی شیبان کے ساتھ ہارون بن سیما (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد غلام) بھی تھا' اس کو محمد بن اسحاق بن کنداحق نے اپنے باپ اسحاق کے انتقال کے بعد صوبجات موصل اور دیار ربیعہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا تھا لیکن اہلِ موصل نے ہارون بن سیما کی حکومت پسند نہ کی اور اسے اپنے شہر سے نکال دیا۔ ہارون بن سیما امداد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہو کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقین نے صف آرائی کر کے گھمسان کی لڑائی شروع کر دی اور ایک دوسرے سے متصادم ہوئے تو بنی شیبان بھاگ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا لشکر لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

علی بن داؤد کی سندِ گورنری

ہارون بن سیما نے جن دنوں اہلِ موصل نے اس کو اپنے شہر کی حکومت پر فائز نہ ہونے دیا تھا' محمد بن اسحاق بن کنداحق کو اہلِ موصل کی سرکشی کے حالات لکھ بھیجے تھے اور امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک لشکر عظیم الشان کے موصل پر آ پہنچا اہل موصل بے حد خوفزدہ و ہراساں ہوئے۔ بعض امراءِ موصل بغداد چلے گئے اس فکر میں کہ دربارِ خلافت سے محمد بن اسحاق کو برطرف کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کرا لائیں اتفاق یہ کہ محمد بن یحییٰ مجروح کی طرف ہو کر گزرا اس کو معتضد نے راستے کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا اہلِ موصل اس سے ملے ربط و اتحاد پیدا کیا اسی دوران دربارِ خلافت سے بلا کسی تحریک کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا فرمان آ گیا۔ پھر کیا تھا موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ ابنِ کنداحق کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ خمارویہ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے موصل کی امارت پر بحال رہنے کی درخواست کی۔ وہاں تو دربارِ خلافت سے نیا گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا۔ درخواست منظور نہ ہوئی۔ کچھ مدت بعد دربارِ خلافت سے مجروح کے نام برطرفی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کردی کو سندِ گورنری عنایت ہوئی۔

جنگی معرکے

۲۵۷ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ میخائیل بن روخیل بادشاہِ قسطنطنیہ کو اس کے ایک قریبی عزیز مسک معروف بہ صقلبی نے اس کی حکومت کے چودہویں برس غفلت کی حالت میں حملہ کر کے قتل کر دیا اور خود حکومت پر قابض ہو گیا۔ ۲۵۹ھ میں رومیوں نے اسلامی شہروں پر فوج کشی کی پہلے تو سمیاط پر اترے پھر ملیط پر حملہ کیا اہلِ ملیط مقابلہ پر آئے ایک زبردست جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک بطریق بمعہ ان کے بطریقوں کے اس معرکہ میں ہلاک ہو گیا۔

کرکرہ پر قبضہ

۲۶۱ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر قبضہ کر لیا' اسباب یہ پیدا ہوئے کہ احمد بن طولون قبل حکومت مصر حدود طرسوس کی طرف سے کفار کے شہروں پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا حکومتِ مصر پر مامور ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا والی مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ جس وقت محمد بن ہارون دجلہ کے راستہ طرسوس کو جا رہا تھا مسادر خارجی کے ساتھیوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا تب بجائے اس کے دربارِ خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی مقرر

ہوا یہ بہت متکبر اور انتہائی جاہل مزاج تھا۔ اہل طرسوس کے ساتھ بے مروتی اور ظلم کے سلوک کئے اہل کرکرہ (یہ ایک قلعہ قریب طرسوس کے تھا) کی رسد بند کر دی اہل کرکرہ نے اہلِ طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا ماجور نے اس کو بھی دبالیا اور اہلِ قلعہ کرکرہ کو صاف جواب دے دیا۔ اہلِ کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک عرصہ سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

معتمد کا حکم نامہ

اہلِ طرسوس کو اس قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بہت افسوس ہوا اس وجہ سے کہ یہ قلعہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ دشمنانِ دین جہاں ذرا سی نقل و حرکت کرتے اہلِ قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ دربار خلافت تک اس قلعہ کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کے نام سند گورنری طرسوس بھیج دی اور یہ حکم دیا کہ سرحد کی محافظت پر جس کو مناسب ولائق تصور کرو مقرر کرو تاکہ سلسلۂ جہاد منقطع نہ ہو۔ اسی دوران ماجور گورنر دمشق وفات پا گیا اور احمد ابنِ طولون نے تمام بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

عبداللہ بن رشید کی گرفتاری

عبداللہ بن رشید کاؤس نے ۲۶۴ھ میں چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ رومی شہروں پر چڑھائی کی۔ بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ خوش و خرم واپس آرہا تھا جیسے ہی بدبدوں سے نکلا۔ سلوقیہ' فرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے غفلت کی حالت میں اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی' اسلامی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن ان کی قسمت نے ان کا فیصلہ اس سے قبل کر دیا تھا اکثر شہید ہوئے باقی ماندہ جان بچا کر اسلامی سرحدی شہروں میں پہنچے عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

شاہِ روم کا ہدیہ

روم کے پانچ بطارقہ نے ۲۶۵ھ میں اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا' اہلِ اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے' چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے' ارجوز والیٔ ثغور کو اس غفلت کے الزام میں برطرف کر دیا گیا اور مرابط کو سندِ حکومت مرحمت کی گئی' اسی سنہ میں بادشاہ روم نے عبداللہ بن رشید کو اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے چند جلد قرآن کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

رومیوں سے معرکے

۲۶۶ھ میں اسلامی بیڑہ جنگی جہازات کا رومیوں کے جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں مقابلہ ہوا' خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی' بالآخر اسلامی جنگی بیڑہ کو شکست ہوئی' رومیوں نے مسلمانوں کی متعدد کشتیاں قبضہ میں کر لیں باقی ماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا لیکن سردی کی شدت نے رومیوں کی گرمی دماغ اور جوشِ جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے قدم نہ بڑھا سکے۔

احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں قیادت کرتے ہوئے تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ شامی شہروں کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے اور بے حد مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۸ھ میں بادشاہِ روم نے اسلامی شہروں پر فوج کشی کی اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا' اہلِ مرعش یہ خبر سن کر اہلِ ملطیہ کی مدد کو آپہنچے بادشاہِ روم اپنا سا منہ لے کر واپس گیا۔

اسی سنہ میں خلف فرغانی (ابنِ طولون کے عامل) نے حدودِ شام کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کیا دس ہزار رومی مارے گئے' بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

رومیوں کی ہزیمت

رومیوں نے ۲۷۰ھ میں ایک لاکھ فوج مرتب کر کے پیش قدمی کی اور قلیہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا' قلیہ طرسوس سے دس کلو میٹر کے

سلسلہ پر تھا بازمار (والیٔ طرسوس) نے غفلت کی حالت میں رومیوں پر شبخون مارا ستر ہزار رومی مارے گئے۔ ایک گروہ بطریقوں کا قید کر لیا گیا اور بطریق البطارقہ بطریقوں کا سردار) بھی اسی معرکہ میں مارا گیا۔ سات صلیبیں طلائی و نقرئی چھین لیں۔ صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آئی جو جواہرات سے لیس تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے اسی قدر زینیں' اسی قدر تلواریں' چار کرسیاں طلائی' دو سو علم نقرئی' بائیس علم دیبائی اور بے شمار ظروف نقرئی ہاتھ آئے۔

بازمار کا انتقال

پھر ۲۷۳ھ میں بازمار کی زیر قیادت لشکر صائفہ نے رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو ہلاک کیا سینکڑوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا۔ ۲۷۸ھ میں احمد جعفی طرسوس میں داخل ہوا اور بازمار کے لشکر کے ہمراہ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا' شکند پر پہنچ کر اسلامی فوج نے محاصرہ کر لیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر بازمار کو آلگا وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی بند کر دی' محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا راستے میں انتقال کر گیا۔ مسلمانوں نے طرسوس میں لا کر دفن کر دیا۔

گورنروں کی خودسری

خزانہ سلطنت اور اعضائے حکومت کے مضمحل و کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن و امان کا نام باقی تھا اور معنی نہیں تھے اندرونی نفاق اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی' امرائے سلطنت نزدیک و دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے۔ چنانچہ ابو سامان نے ماوراء النہر کو اور صفار نے بجستان' کرمان اور ملک فارس کو خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی۔ خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی تاہم یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

شورشیں

حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو علم خلافت کے برخلاف دبا لیا۔ دیلم میں ابن سامان و صفار سے اور اصفہان میں عساکر خلیفہ سے معرکہ آرائی کی۔ زنگیوں کا سردار (خبیث) بصرہ و ابلہ پر واسط اور کور دجلہ تک بزور شمشیر قابض و متصرف ہو گیا جس سے سلطنت عباسیہ کو سخت ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑا آتش فساد چاروں طرف پھیل گیا۔ موفق نے اسی ہنگامہ کے ختم کرنے میں اپنی عمر تمام کر دی مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قرب میں بنی شیبان اور اکراد نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے۔ ابن طولون نے مصر و شام پر اور ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتے رہے (البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے)۔

خلیفہ کا اختیار

خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں برائے نام خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ' نہ اس کے اوامر اور احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا اراکین سلطنت اور اعیان سلطنت کاٹ کی پتلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا۔ طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی مطیع گنتی کے چند امراء تھے۔ کیونکہ جنہوں نے علم خلافت..... کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے۔ البتہ بعض بعض جو ابھی حاشیہ اطاعت اپنے کندھے پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہمیں معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں۔

دمشق پر قبضہ

خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد ہوا۔ عثمان کو ترکی شاہی فوج کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے کو بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام کار زنگیوں کے ہاتھوں ہوا ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے۔ بعد ازاں بنی شیبان سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کی گورنری عنایت ہوئی حکومت دمشق پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا۔

حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے کے لئے بغداد سے دمشق میں آیا۔ عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں صرف کر ڈالا۔ خلیفہ معتمد نے خلافتِ عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو آرمینیہ کی حکومت کی سند عطا کی اور اماجور کو دمشق کی۔ اماجور جب دمشق کے نزدیک پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے کے لئے بھیجا اماجور اور منصور میں لڑائی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ منصور مارا گیا۔ عیسیٰ نے یہ خبر سن کر ساحل کے راستہ آرمینیہ کا رخ کیا اور اماجور نے ایک فاتح کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

محمد بن واصل کی بغاوت

۲۵۶ھ[1] میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی سے مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی' چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ساتھ صرف دو سو آدمی تھے۔ اس وجہ سے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اسی سنہ میں اہلِ فارس سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے حرث بن سیما والی فارس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا لڑائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا۔

علی بن زید کی سرکوبی

اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے رے کو دبا لیا' موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر رے پر چڑھائی کر دی اور حسن بن زید کے لشکر کو بزورِ شمشیر شکست دی۔ اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علمِ مخالفت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا دربار خلافت سے کیجور ترکی کو اس علمِ مخالفت کو گرانے اور علی بن زید کو سرکرنے کے لئے بھیجا گیا۔ علی بن زید یہ سن کر لشکر مرتب کرنے کی غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان' پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور علی بن زید سرمن رائے جا پہنچا۔

زنگیوں کی بیخ کنی

خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت، حد سے بڑھ گئی' اپنے بھائی موفق کو کوفہ' حرمین اور یمن کی گورنری مرحمت فرمائی کچھ مدت بعد بغداد' سواد' رے' بصرہ' اہواز اور فارس کی سندِ حکومت بھی عنایت کی اور حکم دیا کہ بصرہ' کوجلہ' یمامہ اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج کو مامور کیا جائے۔ چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان بلاد پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جا کر مقیم ہو گیا۔ اسی سنہ[2] میں دربار خلافت سے احمد بن مولد کو زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا گیا' دس یوم تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بالآخر احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگا بطائح پہنچا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی قابض تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔

محمد بن طاہر کی پسپائی

اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور بعض صوبجاتِ خراسان پر قبضہ کر لیا اور بعد قبضہ حاصل کر لینے کے دربار خلافت سے انہیں مقبوضہ شہروں کو سندِ حکومت بھی مرحمت ہو گئی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان تھا یہ خبر سن کر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا مگر ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس سے محمد بن طاہر کی حیثیت اس قدر گر گئی کہ اکثر شہر صوبہ جرجان کے اس کے قبضہ سے نکل گئے اور جو گنتی کے چند باقی رہ گئے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ تھے۔

---

[1] اسی سنہ میں امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن اسحاق بخاری جعفی صاحب مسند صحیح بخاری نے وفات پائی' ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۶)

[2] ماہ ذیقعدہ تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۸)

حسن بن زید کی سرگرمیاں

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافاتِ مصر کی سند حکومت یارجوج کو عنایت فرمائی۔ یارجوج نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو متعین کیا اتفاق وقت سے اس کے ایک سال بعد یارجوج فوت ہو گیا اور احمد بن طولون نے مصر کو معہ اس کے مضافات کے دبا لیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی ولف والیٔ رے نے حسن بن زید علوی والی طبرستان کے خوف سے رے کو چھوڑ دیا۔ حسن بن زید نے اپنے عزیزوں میں سے قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر رے پر قبضہ کر لیا۔ یہ نہایت بداخلاق اور بدمزاج تھا' اہلِ رے کے ساتھ سخت بے مروتی کے سلوک کیے۔

احمد بن واصل کی اطاعت

منصور بن جعفر خیاط ۲۵۸ھ میں جنگ زنگیاں میں مارا گیا یارجوج نے اس کی جگہ صوبجات بصرہ وغیرہ پر اصطیجور کو مامور کیا اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیارِ مصر' قنسرین اور عواصم کی سندِ حکومت مرحمت فرما کر زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ہمراہ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں میں مارا گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی۔ اسی سنہ میں دربارِ خلافت سے موصل اور جزیرہ کی سندِ حکومت مسرور بلخی کو مرحمت ہوئی' اس سے اور مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد' یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ اسی سنہ میں احمد بن واصل نے دربارِ خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور فارس کو محمد بن حسن بن ابی فیاض کے حوالہ کر دیا۔

دہشوالان کی شکست

۲۵۹ھ میں اصطیجور والیٔ صوبجات بصرہ وغیرہ کا اہواز میں انتقال ہو گیا خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ خراسانی شہروں پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں کیجور ترکی والیٔ کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا رخ کیا۔ دربارِ خلافت سے واپسی کا حکم صادر ہوا۔ کیجور نے کوئی پرواہ نہ کی' اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ' مقام عکبرا میں کیجور سے ملاقات ہوئی' ان سپہ سالاروں نے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلیفہ معتمد کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر قبضہ ہو گیا اور مابین محمد بن فضل بن قیسان اور دہشودان بن جستان دیلمی کی لڑائی ہوئی۔ دہشودان شکست کھا کر بھاگا۔ اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اور اس کے اطراف کو لوٹ لیا اور کامیابی کے ساتھ ان پر قابض ہو گیا۔

والیٔ حمص کا قتل

۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید علوی سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی' حسن بن زید کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے قبضہ کر لیا اسی سنہ میں اہلِ موصل نے اپنے گورنر اذکر تکین بن اسا تکین کو نکال باہر کیا۔ اسا تکین[1] نے اہلِ موصل کی گوشمالی کی غرض سے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے موصل کی طرف روانہ کیا' اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ساتھ تھا' اہلِ موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہ دیا' جنگ پر آمادہ ہوئے' یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا۔

اسی سنہ میں اعراب نے منجور والیٔ حمص کا قتل کر ڈالا' دربارِ خلافت سے بکتمبر کو سندِ حکومت مرحمت ہوئی۔ اسی سنہ میں ابو الردینی عمر بن علی کو آذر بائیجان کی گورنری مرحمت ہوئی اس وجہ سے کہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذر بائیجان بعارضہ فالج مبتلا ہو گیا ہے لیکن جس وقت ابو الردینی آذر بائیجان کے نزدیک پہنچا علاء نے چارج دینے سے انکار کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔

[1] خلیفہ معتمد نے اسا تکین کو موصل کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ اس نے ماہ جمادی الاول ۵۹ھ میں اپنے بیٹے اذکرتکین کو روانہ کیا تھا۔

آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علاء کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا اور ابو الردینی نے آذر بائیجان اور اس پر جو علاقہ چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی۔ اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

یعقوب بن صفار کی سرکشی

۲۶۱ھ[1] میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی مرحمت کی چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو ان صوبجات پر متعین کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمٰن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی کا آغاز کر دیا لیکن محمد بن واصل سے شکست کھا کر بھاگا اور قید کر لیا گیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن بغاوت سے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب اس صوبہ کی حکومت ابو الساج کو عنایت ہوئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکل لیا اسی وجہ سے ابو الساج کو برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ پر ابراہیم بن سیما کو ان صوبجات کی سند گورنری مرحمت ہوئی اور محمد بن اوس بلخی کو طریق خراسان کی حفاظت سپرد کی گئی۔ یعقوب بن صفار نے حکومت کے ردّ و بدل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی بجستان سے فارس کی طرف پیش قدمی کی۔ محمد بن واصل دفاع کرنے کے لئے آیا مگر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا یعقوب صفار نے فارس کو بھی لے لیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔

زنگیوں پر چڑھائی

خلیفہ معتمد نے ان واقعات کے بعد اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولی عہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی طرف اس ہنگامہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو جنگ زنگیاں پر پہلے روانہ کیا پھر بعد میں خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زیدویہ یعقوب صفار سے الگ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز چلا آیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کی گورنری عنایت فرمائی جائے اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبا لیا اور اپنی طرف سے اپنے بھائی اسمٰعیل کو بخارا کی حکومت پر متعین کیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی گورنری مرحمت کی۔ حسین بن زید طبرستان کی طرف واپس آیا اور یعقوب صفار کے ساتھیوں اور عمّال کو نکال دیا۔ شانوس کو جلا کر خاکستر کر دیا اور اہل شانوس کی جاگیروں اور زمینوں کو دیلم کو دے دیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خراسان، رَے، طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ میں نے یعقوب صفار کو نہ تو خراسان کی گورنری دی ہے اور نہ اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اس سے اور اس کے تمام کاموں سے بری ہوں۔ اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر (صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) کو قتل کر ڈالا مسرور بلخی یہ اطلاع سن کر مساور خارجی کے تعاقب میں دوڑا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی لیکن دونوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

زنگیوں کی سرکوبی

۲۶۲ھ میں موفق اور صفار سے لڑائی ہوئی۔ زنگیوں نے بطیحہ اور دشت نیسان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی طرف سے ایک والی مقرر کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سر کرنے کو بھیجا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی حکومت کو تہس نہس کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کو بھی قتل کر دیا جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (والی مصر) سے ان بن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا۔ تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا سامان کی کمی اور مال کی تنگی کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق کو لوٹ آیا۔ اسی سنہ میں قطان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دار الخلافہ کو آ رہا تھا کہ راستے میں مقام رقہ میں اعراب نے قتل کر دیا۔

---

[1] اسی سنہ میں امام فن حدیث ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب صحیح مسلم نے وفات پائی، ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۲)

مساور خارجی کی وفات

۲۶۳ھ میں یعقوب صفار نے اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور مساور خارجی کا بوازیخ میں انتقال ہو گیا جس وقت کہ یہ ارادہ شاہی افواج اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیخ سے روانہ ہو چکا تھا۔ خوارج نے اس کی بجائے ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور مضافات موصل کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل پر فتح یابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کر) مر گیا۔ اس کے بعد حسین بن مخلد کو قلمدانِ وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا جس وقت واپس آیا حسین بن مخلد اس کے خوف سے روپوش ہو گیا چنانچہ اس کی جگہ پر سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت پر فائز کیا گیا۔ اسی سنہ میں شرکب کے بھائی جمل نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں ہرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا خیر خواہ اور اس کا حمایتی تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے زبردست مقابلہ کیا مگر انجام یہ ہوا کہ محمد بن مولد کو شکست ہوئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔

سلیمان کی معزولی

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن واہب کو برطرف کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدانِ وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر پا کر سفارش کرنے کو بغداد سے سامرا آیا عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی۔ موفق اس بات سے ناراض ہو گیا اور ناراض ہو کر غربی جانب چلا آیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر کار خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا' موفق اور اس کے ساتھیوں مسرور' کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں مرحمت کیں' سلیمان بن وہب بدستور ایوانِ وزارت میں جلوہ افروز ہوا۔ حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیرزادہ معہ ان اراکین سلطنت کے جو سامرا میں معتمد کے ہم زبان اور ساتھ تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے۔ موفق نے ابن ابی الاصبغ کو ان کے مال و اسباب کے ضبط کر لینے کا حکم دیا۔ اسی سنہ میں اماجور والئ دمشق کا انتقال ہوا ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے عامل سیماطویل کو مار ڈالا۔ ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی سندِ حکومت مرحمت ہوئی شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب صفار کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو مسندِ حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی اس کے بھائی کی بجائے اس کو خراسان' اصفہان' بحستان' سندھ' کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت مرحمت کی۔ اسی سنہ میں قاسم بن مہان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے قاسم کو قتل کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (ولف کا بھائی) متعین ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن مخلد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل انتقال) حاضر ہوا۔ یعقوب نے عزت افزائی کی لیکن بغداد میں اس کا مال و اسباب خلیفہ کے حکم سے ضبط کر لیا گیا۔ اسی سنہ میں موفق نے سلیمان بن وہب وزیر السلطنت اور اس کے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نو لاکھ دینار جرمانہ دے کر ان دونوں نے اپنے کو قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے الصقر اسمٰعیل کے سپرد ہوا اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش' اسحاق بن کنداج اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد سے کوچ کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے یہ تمام واپس لائے گئے۔

اسحاق بن کنداج کو سندِ حکومت

زنگیوں نے ۲۶۶ھ میں رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور اسا تکین نے امیر رے کو نکال کر رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اسا تکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے اپنی طرف سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کو اور حرمین و طریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی سندِ حکومت مرحمت کی۔ پس اس نے اپنی جانب سے دیارِ ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو مامور کیا۔

اسحاق بن کنداحق اس بات سے سخت ناراض ہوا احمد بن موسیٰ کے لشکر سے الگ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے کر ابن مساور خارجی پر حملہ آور ہوا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ موصل کے نزدیک پہنچ کر اہلِ موصل سے خراج طلب کیا ابھی ادا کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ علی بن داؤد والی موصل کو اس کی اطلاع ہو گئی یہ ان دنوں معلثایا میں تھا لشکر مرتب کر کے معہ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے جنگ کی غرض سے آپہنچا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی ابنِ داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداحق کو صوبہ موصل کی سندِ حکومت مرحمت کر دی ان تمام واقعات کا اس سے قبل تذکرہ ہو چکا ہے۔

گورنر عیسیٰ کرخی کا قتل

اسی سنہ میں اہلِ حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور مابین لولوء (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے مقام راس عین میں لڑائی ہوئی لولوء نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا پھر بعد میں احمد بن موسیٰ سے لڑائی ہوئی پہلے لولوء کو شکست ہوئی احمد بن موسیٰ کی فوج نے لولوء کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب فتح مند گروہ لوٹنے میں مصروف ہوا تو لولوء نے مڑ کر حملہ کر دیا احمد بن موسیٰ کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی قرقیسیا میں جا کر دم لیا اور پھر قرقیسیا سے نکل کر بغداد اور سامرا کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسی سنہ میں احمد بن عبدالعزیز اور بکتمبر سے معرکہ آرائی ہوئی بکتمبر شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید جرجان میں حملہ کیا۔ حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطرافِ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان کی طرف جا رہا تھا اس وقت نظم و نسق کے لئے ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد والی ساریہ نے یہ ظاہر کر کے کہ حسن بن زید مارا گیا اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروہ نے بیعت کر لی اس دوران حسن بن زید آپہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی بالآخر حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور کی عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے عمال اور خیر خواہوں کو نیشاپور سے جلا وطن کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں موفق نے خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی ایک عرصۂ دراز تک محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس کے شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کو بھی قتل کر دیا۔ اسی سنہ میں مابین بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے مدینہ طیبہ میں لڑائی ہوئی۔

خوارج میں اختلاف

۲۶۷ھ میں خوارج مختلف الآرا ہو گئے آپس ہی میں مقام موصل میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے اسی سنہ میں سلطان محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ اپنے خاندان کے ایک گروہ کے قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا کہ بوقتِ جنگ خجستانی و عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ تعلقات اور خط و کتابت کرتا تھا خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اسی سنہ میں کیغلغ ترکی نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد احمد بن عبدالعزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کی اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ہوئی بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبدالعزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکلوا ڈالا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور بہ ارادہ عراق، خراسان سے روانہ ہو کر رے تک پہنچا اہلِ رے نے راستہ نہ دیا لوٹ گیا۔ اسی سنہ میں ابو الساج کے ہمراہیوں نے ہیشم عجلی والیٔ کوفہ سے جنگ کا آغاز کیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ابو العباس بن موفق نے اسی سنہ میں ان قبائلِ عرب بنو تمیم صحرا نشین کی سرکوبی کی جو بوقتِ جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ آپ نے اس سے قبل پڑھا ہے۔

خجستانی کا خاتمہ

۲۶۸ھ میں خجستانی جاں بحق ہو گیا۔ اس کے لشکر اور بازوئے حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک مشہور سپہ سالار تھا) کی طرف

اور اس کے مطیع ہو گئے چنانچہ اس نے بلادِ خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن لیث والی فارس نے اپنے بھائی عمرو بن لیث سے مخالفت کی عمرو بن لیث نے فوج کشی کر دی، محمد بن لیث کو شکست ہوئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر و شیراز پر قبضہ کر لیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار ہو آیا اور اسے قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے اسی سنہ میں اذکر تکین اور احمد بن عبدالعزیز ابی دلف سے جنگ ہو گئی جس میں اذکر تکین فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبیداللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو متعین کیا۔ لولوء نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون سے مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ ہو کر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق سے ناراض اور اس پر غضب ناک ہو کر ابن طولون کی جانب مصر کو روانہ ہوا۔ موفق نے اسحٰق بن کنداحق والیٔ موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر نہ جانے دو دار الخلافہ کی طرف واپس کر دو۔ اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری حدود حکومت تک گیا اور بہ حکمتِ عملی ان سپہ سالاروں کو جو خلیفہ کے ہمراہ تھے گرفتار کر کے خلیفہ کو سامرا کی طرف لوٹا لایا۔

ابراہیم کے خلاف ہنگامہ

اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم کے ایک غلام کی عورت کو مار دیا، اہل بغداد نے ابراہیم خلجی سے اس کی شکایت و فریاد کی ابراہیم نے کوئی توجہ نہ کی عوام الناس میں اس سے اشتعال پھیل گیا تمام کے تمام پہلے اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے آگے بڑھے ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا ان کے ساتھیوں اور مصاحبوں میں سے جو سامنے آ گیا مار ڈالا گیا ابراہیم جان کے خوف سے موقع پا کر بھاگ گیا تب محمد بن عبیداللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بجھا کر جو سامان وغیرہ ان لوگوں نے لوٹ لیا تھا اس کو واپس کر لیا اور ہنگامہ ختم کر دیا۔ اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب تھا) ثغور شامیہ پر مامور ہوا اور طرسوس کے قبضہ سے نکال کر قید کر لیا۔ اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گزرا مجتمع ہو کر خلف پر حملہ کر دیا اور بازمار والیٔ طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابن طولون کے پاس پہنچا۔ ابن طولون نے حملہ کر دیا چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کی یلغار پہنچنے سے قبل اپنے شہر کی حفاظت پوری پوری کر لی تھی ناکامی کے ساتھ حمص لوٹ آیا۔ پھر حمص سے دمشق چلا آیا۔

علوئین اور جعفریین میں لڑائی

اسی سنہ میں مابین علوئین اور جعفریین سرزمین حجاز میں لڑائی ہوئی، آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے، والیٔ مدینہ (فضل بن عباس عباسی) نے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی دونوں گروہ اس پر ٹوٹ پڑے، بڑی مشکل سے اس نے اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں سے بچایا۔ اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی جانب سے ابی الساج کو انبار، رحبہ اور طریق فرات پر متعین کیا محمد بن احمد کوفہ اور سواد کوفہ پر مامور کیا گیا۔ محمد بن ہیثم والی کوفہ نے چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں جنگ کی ٹھہر گئی آخر کار ابن ہیثم بھاگ گیا اور محمد بن احمد فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی والی آرمینیہ و دیار بکر کا انتقال ہو گیا۔

موفق اور ابن طولون کی ناچاقی

اسی ۲۶۸ھ میں موفق اور ابن طولون کی باہمی ناراضگی حد سے بڑھ گئی۔ خلیفہ معتمد نے دار العوام میں اور منبروں پر علانیہ ابن طولون کو لعن طعن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسحاق بن کنداحق کو ابن طولون کے صوبہ کی حدود افریقیہ اور دستہ فوج جان نثاران کی حکومت مرحمت کی۔ ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ اور سرنامہ سے نکال دیا۔ اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک زبردست جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کر لیا مالک بن طوق والیٔ رحبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شاخ کے اس مقام قرقیسا چلا گیا۔

خبیث کا خاتمہ

۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے سے اس کی حکومت ختم ہو گئی۔ حسن بن زید علوی والیٔ طبرستان کا بھی

انتقال ہو گیا اور اس کی بجائے اس کا بھائی محمد جانشین ہوا۔ احمد بن طولون والی مصر کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے خمارویہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابنِ عباس عامل رقہ، ثغور اور عواصم پر (جو ابنِ طولون کی طرف سے ان شہروں کا والی تھا) فوج کشی کی، دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔

محمد و علی میں کشیدگی

۲۷۱ھ میں مابین محمد و علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں لڑائی ہو گئی، دونوں نے باہم لڑ کر اپنے خاندان کے ایک گروہ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا، ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی وجہ سے مسجد نبوی میں جمع نہ ہونے پایا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد سے عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی۔ خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابو العباس ابنِ موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لیا۔ ابن موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی سند حکومت عنایت ہوئی۔ ان دنوں مکہ مکرمہ کا والی یوسف بن ابی الساج تھا وہ طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر حجاج ہو کر مکہ میں داخل ہوا یوسف نے مسجد الحرام کے دروازہ پر بدر سے لڑائی کا آغاز کر دیا اور اس کو گرفتار کر لیا لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ ۲۷۱ھ کے نصفِ اول میں اذکر تکین نے اپنے کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے بزورِ شمشیر نکال لیا۔ اذکر تکین چار ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ساتھیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکر تکین کو فتح نصیب ہوئی۔

بازمار کی امارت

۲۷۲ھ میں اہلِ طرسوس نے ابو العباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی طرف نکال دیا اور بازمار کو اپنا امیر بنایا۔ سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کی قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے۔ صاعد بن مخلد وزیر فارس سے واسط میں واپس آیا تو موفق کے حکم سے سپہ سالاران اور اعیان سلطنت نے اس کا استقبال کیا۔ پیدل اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے اور دست بوسی کی۔ مگر یہ بوجہ تکبر کسی سے گفتگو نہ کرتا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا اس کے بعد ہی موفق نے اس کو معہ اس کے ساتھیوں اور اہل و عیال کے گرفتار کر لیا اور مکانات لٹوا لئے۔ بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابو عیسیٰ و صالح اور بھائی عبدون کو گرفتار کر لیا جائے۔ اس کی بجائے عہدۂ کتابت (معتمدی) پر ابو الصقراء اسمٰعیل بن بلبل کو مقرر فرمایا اور تنہا اس کی کتابت پر اکتفاء کیا۔ بنو شیبان نے اسی سنہ میں موصل اور اطراف موصل کو تباہ و برباد کیا۔ ہارون خارجی نے بنو شیبان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں فراہم کیں اور اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج لے کر آ پہنچا، سب کے سب جمع ہو کر موصل کی طرف روانہ ہوئے دجلہ کو شرقی جانب سے عبور کر کے نہر خلور کی جانب بڑھے دونوں فریقین کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلی ہی جھڑپ میں ہارون کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی، اہلِ نینوی جلا وطن ہو کر نکل گئے۔

لولوء کا زوال

۲۷۳ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد بن ابی الساج میں ناراضگی ہو گئی۔ محمد بن ابی الساج ابن طولون سے جا ملا۔ جزیرہ (موصل) پر متعین ہو کر ابنِ طولون کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور شرارت سے جنگ کی جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اسی سنہ میں موفق نے لولوء (ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے آملا تھا) کو گرفتار کر لیا اور چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ سے لولوء زوال اور النحطاط میں جتلا ہوا، حتیٰ کہ اپنے ولیٔ نعمت قدیم ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس ہوا۔

...کی واپسی

۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا رخ کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا عمرو کرمان و سجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق ...کی طرف چلا گیا۔

...رویہ کی فوج کشی

۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ کی اطاعت سے انحراف کیا خمارویہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کر دی دونوں میں زبردست ...ہوئی آخر کار ابن ابی الساج شکست کھا کر موصل کی طرف بھاگا خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ میں پہنچ ...لیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ خمارویہ نے واپسی کی۔ اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب خیال کر کے خمارویہ سے آملا خمارویہ نے ...لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے اسحاق کے ہمراہ بغرض تعاقب و گرفتاری ابن ابی الساج اس کے آنے سے مطلع ہو کر موصل کی طرف روانہ ...اسحاق نے یہ خبر سن کر تعاقب کیا مقام قصر حرب میں دونوں میں جنگ ہوئی اگرچہ اسحاق کی رکاب میں ایک عظیم الشان و کثیر التعداد فوج ...لیکن پھر بھی شکست ہوئی رقہ تک ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے شام تک اسحاق کے تعاقب میں بڑھ جانے کی اجازت طلب ...اسی دوران خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آگئی حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو ...ہوئی۔ بھاگ کر موفق کے پاس چلا آیا اسحاق نے دیار ربیعہ و دیار مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔

...کی گرفتاری

اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے بہ ارادہ جنگ فارس عبدی پر فوج کشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ سواد کوفہ ...سامرا شرطہ بغداد محکمہ مال در دیا اور قطربل کا والی تھا فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی اس شکست کے بعد موفق نے ...کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس کو سزائے قید تجویز ...رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا استرآباد کا دو سال تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۷ھ میں ساریہ اور طبرستان ...ایک فوج فراہم کر کے استرآباد کو بچانے کے لئے روانہ کی۔ رستم بن قارن امان حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی ...لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ اس کو مع اس کے دونوں بیٹوں معدل و لیث کے اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا اسی زمانہ میں ...نے محمد بن ہارون کو شالوس کی طرف روانہ کیا علی بن کافی امان حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آملا محمد بن زید نے یہ اطلاع سن کر ان ...کا محاصرہ کر لیا۔ رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر ملک دیلم بھاگ گیا قزوین تک ...رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت و تاراج کر کے رے لوٹ آیا۔

...خلیفہ کی رضامندی

۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے راضی ہو گیا اور سند حکومت مرحمت کی اور اس کا نام جھنڈوں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا۔ عمرو ...لیث نے اپنی طرف سے پولیس بغداد پر عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو متعین کیا کچھ مدت بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اس کو ...طرف کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے بہ ارادہ اذکو تکین و جنگ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف جبل کا رخ کیا جیسا کہ ان واقعات کا تذکرہ ہو چکا ...اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند حکومت عنایت کی عبداللہ بن حسین والی مراغہ نے راستہ نہ دیا لڑائی ہوئی ابن ابی ...الساج نے پہلی ہی جھڑپ میں شکست دے دی اور باوجود کامیابی کے عبداللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے ...موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور سر اطاعت خم کر دیا۔ ہارون کے دل میں رحم آگیا اور جنگ موصل سے باز رہا۔

...بازمار کے لئے تحائف

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار، پانچ سو خلعتیں، پانچ سو خز کی چادریں اور بے شمار آلات جنگ بازمار والی طرسوس کے پاس

بطور تحفہ کے بھیج دیئے تھے اس وجہ سے بازمار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا۔ اس کے بعد جب خمارویہ کے معتز ذرائع سے اس کی خبر ہوئی تو پچاس ہزار دینار مزید بھجوائے۔

موفق کا انتقال

۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہو گیا اور اس کی بجائے معتضد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ آپ نے پہلے صفحات میں پڑھا ہے۔

ولی عہد کی معزولی

۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے برطرف کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارثِ خلافت ہو گا۔

خوارج و اہلِ موصل میں لڑائی

اسی سنہ میں خوارج و اہل موصل و بنی شیبان کے درمیان لڑائی ہوئی' بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا' اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل مقرر کر کے روانہ کیا تھا لیکن اہلِ موصل نے اس کو موصل میں مسندِ امارت پر بیٹھنے نہ دیا' تب ہارون نے بنی شیبان سے تعلقات قائم کئے اور ان کے ساتھ ہو کر موصل پر حملہ آور ہوا' اہلِ موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک زبردست جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دے دی۔ اس واقعہ سے اہلِ موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا' پھر چند امراء کو بغداد کی طرف والی مقرر کرانے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو راستے کی محافظت پر متعین تھا' حکومت موصل کی سند مرحمت کی۔ چنانچہ یہ ایک عرصہ تک موصل کی حکومت پر متمکن رہا پھر بعد میں اس کو برطرف کر کے علی بن داؤد کردی کو موصل کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔

؎ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۳

حصہ چہارم

خلافت بنوعباس (حصہ دوم)

باب ۲۰

احمد بن موفق معتضد باللہ

۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

تخت نشینی

وہ پہلا خلیفہ جس نے پھر بغداد کو اپنا دارالخلافہ بنایا' معتمد علی اللہ ہے۔ اس نے تمام زمانۂ خلافت انتہائی مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ گزارا۔ اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا اور وہ خود کسی کام میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ گورنروں کی تقرری اور تنزل تمام احکامات موفق کے جاری و ساری تھے۔ یہ برائے نام خلیفہ تھا جبکہ اصل میں موفق خلافت کر رہا تھا۔ جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق وفات پا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے تو اس کی جگہ پر اس کا بیٹا ابو العباس احمد معتضد باللہ ولی عہدی کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے بھی معتمد کے دائرۂ حکومت کو وسیع ہونے دیا۔ اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا۔ پہلے تو خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی میں معتضد پر مقدم کیا تھا لیکن کچھ مدت بعد جعفر کو برطرف کر کے تمام ممالکِ مقبوضہ و اسلامی شہروں میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی مسندِ خلافت کا وارث ہو گا۔

معتضد کی بیعت

اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتمد کا انتقال ہوا اور اس کے انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اعیانِ سلطنت نے معتضد کی خلافت کی بیعت کی۔ خلیفہ معتضد نے مسندِ حکومت پر فائز ہونے کے بعد اپنے غلام بدر نامی کو پولیس کی افسری دی۔ عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن ملک کو دستہ فوج جاں نثاراں پر تعینات کیا۔

عمرو بن لیث کی درخواست

خلیفہ معتضد کے زمانۂ خلافت کے آغاز میں عمرو بن لیث کا وفد آیا اور عمرو بن لیث کی جانب سے ہدیے و تحائف پیش کئے اور حکومتِ خراسان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سندِ گورنری لکھ دی اور خلعت روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد کے زمانۂ خلافت کے آغاز میں نصر بن احمد سامانی کا انتقال ہوا اور اس کا بھائی اسمٰعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ کا انجام

رافع بن ہرثمہ والیٔ خراسان نے شاہی قصبات کو جورے میں تھے دبا لیا تھا۔ خلیفہ معتضد نے مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی قصبات سے دستبردار ہو جاؤ اور اپنا قبضہ و تصرف اٹھا لو۔ رافع نے کوئی توجہ نہ کی خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان شعراً اخراج رافع روانہ کیا۔ چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے رافع بن لیث کو لڑ کر رے سے نکال دیا۔ رافع بن لیث اس شکست کے بعد جرجان کی جانب چلا گیا۔ ۲۸۲ھ میں نیشاپور پہنچا۔ عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ابیورد کی طرف بھاگا۔ اس دوران عمرو نے اپنے بھتیجوں معدل لیث پسرانِ علی بن لیث کو اس کے پنجۂ ظلم سے چھڑا لیا۔ ان دونوں کا تذکرہ اس سے قبل اوپر ہو چکا۔

اس کے بعد رافع نے ہرات کی جانب کوچ کیا۔ عمرو کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے سرخس میں پہنچ کر ناکہ بندی کر لی۔ رافع یہ خبر پا کر تنگ و دشوار گزار راہوں سے نیشاپور کو لوٹا۔ عمرو بھی سرخس سے نیشاپور آ رہا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' جنگ کے دوران رافع

کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازباز کر لی اور رافع سے علیحدہ ہو کر عمرو سے جا ملے۔ اس سے رافع کو شدید نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مایوسی اور پے در پے ناکامی و شکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آگیا۔ فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا لیکن محمد بن زید نے وعدہ پورا نہ کیا۔ اس دوران رافع کے مصاحبین احباب اور غلاموں نے ترکِ رفاقت کی محمد بن ہارون بھی الگ ہو کر احمد بن اسمٰعیل کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع نے چند سپاہی اور مال و اسباب و آلات حرب ساتھ لے کر خوارزم کا راستہ لیا خوارزم شاہ کو اطلاع ہو گئی۔ اس نے اپنے گورنر ابو سعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ یہ شکار اچھا ہے جس طرح ممکن ہو بہلا پھسلا کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا خلوص و محبت کا اظہار کیا اور حالتِ غفلت میں سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

محمد بن عبادہ کی سرگرمیاں

خوارج موصل کے حالات ہم پہلے تحریر کر آئے ہیں کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ خوارج کے حالات آپ پہلے پڑھ آئے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زبیر سے محمد بن[1] عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے قبراثا ۔بقعاء سے ہارون کی مخالفت پر کمر باندھی۔ ابی جوزہ ایک نادار و مفلس شخص تھا اور نہایت تنگی سے گزر اوقات کرتا۔ اس کی اور اس کے بیٹوں کی گذر اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چن کر اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ غرض ان کے ذرائع معاش اس قسم کے تھے لیکن دین داری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہوا۔ اس نے لوگوں کو مجتمع کر کے ایک گروہ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا چند دنوں میں قرب و جوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے لگے جس سے قوت میں اضافہ ہو گیا پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوٰۃ و عشر وصول کر لیا۔ مال و اسباب اور جن چیزوں سے اس کو مدد مل سکتی تھی۔ ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا اور اس میں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ٹھہرایا۔

قلعہ کا محاصرہ

ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مجتمع کر کے مشورہ کیا اور ان کی متفقہ رائے سے قلعہ کو جا گھیرا ان دنوں ابو جوزہ قبراثا میں تھا، قلعہ کا محاصرہ انتہائی مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی۔ آمد و رفت بالکل بند کر دی گئی چند ہی دنوں میں قلعے کے فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ساتھ تھے جب انہوں نے اس بات کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے تو قلعہ میں جس قدر بنی زبیر تھے ان کو امان دے دی۔ مگر امان دینے سے قبل ابو ہلال کو مع چند آدمیوں کے قتل کر دیا گیا تھا۔

ابو جوزہ کا خاتمہ

ہارون نے کامیابی کی ساتھ قلعہ پر قبضہ حاصل کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھایا۔ فریقین نے مقام قبراثا میں صف آرائی کی۔ پہلی جھڑپ میں تو ہارون کو شکست ہوئی لیکن اس نے لوٹ کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان سے اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر فوج سے بھاگا۔ ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے۔ ہارون نے اس کی لشکر گاہ پر پہنچ کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور اس کے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ ابو جوزہ اس شکستِ فاش کے بعد آمد پہنچا احمد بن عیسیٰ ابن شیخ والی آمد سے ہم نبرد ہوا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھنچوالی اور وہ انتقال کر گیا۔

خلیفہ کی پیش قدمی

(ماہ صفر ۲۸۰) میں خلیفہ معتضد نے دارالخلافہ بغداد سے بہ ارادہ بنی شیبان سرزمین جزیرہ کی طرف کوچ کیا۔ بنی شیبان، موکب خلافت کی

[1] یہ بھی خارجی المذہب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۴۔

لڑائی سن کر مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے۔ خلیفہ معتضد نے قریب بن صحرا نشینان عرب کے ایک گروہ جو دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے حملہ کیا اور تہس نہس کر کے موصل کی طرف واپسی کی' اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد خوفزدہ ہوئے اور وہ اظہارِ اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کر کے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معذرت کی اور بطور نقل ضامنی کے لوگوں کو حوالہ کیا۔ خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دار الخلافت کی جانب واپسی کا حکم دیا اور بغداد میں پہنچ کر احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں جس قدر ابنِ کنداحق کا مال و اسباب تمہارے ہاتھ آیا بارگاہِ خلافت میں بھیج دو۔ چنانچہ احمد نے تمام مال و اسباب اور تحایف و نذرانے بھیج دیئے۔

ماردین پر چڑھائی

چونکہ حمدان بن حمدون کی نسبت یہ پرچہ گزرا تھا کہ یہ ہارون شاری خارجی کی طرف مائل ہو گیا ہے اور وہ اس کے خیر خواہوں میں شامل ہو گیا ہے اس وجہ سے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا۔ صحرا نشینانِ بنی تغلب مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھا کر بھاگے۔ ایک گروہِ کثیر مارا گیا۔ بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے خلیفہ معتضد نے موصل کا رخ کیا۔ اس اثناء میں یہ اطلاع ملی کہ حمدان ماردین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ ٹھہرا گیا۔ ہے۔ خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر دھاوا بول دیا۔ سارا دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر دروازۂ قلعہ پر گیا اور ابن حمدان کو بلند آواز سے پکار کے دروازہ کھولنے کو کہا۔ ابنِ حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو مسمار کر دو۔ باقی رہا حمدان اس کی گرفتاری اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کو ایک دستۂ فوج مامور کر کے بغداد کی طرف واپسی کی۔

علی مکتفی

۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی مکتفی کو رے قزوین' زنجان' ابہر قم' ہمدان اور دینور کی حکومت پر متعین کیا۔ حسن بن علی معروف بہ کورہ جو رافع بن لیث کی جانب سے رے کا عامل تھا اس نے مکتفی کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ مکتفی نے امان دے دی اور اس کو اپنے باپ کے پاس دار الخلافہ میں بھیج دیا۔

حمدان کی سرکشی

۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے فرمان لکھے۔ اسحاق نے حاضر ہو کر شرفِ حضوری حاصل کیا لیکن حمدان نے سرکشی کی اور اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکرِ جرار زیرِ قیادتِ وصیف موشکیر اور نصر قصوری سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ سرزمینِ موصل میں مقام دیر زعفران کی طرف ہو کر اس لشکرِ ہمایوں کا گزر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لئے حسن بن علی مع حسین بن حمدان کے موجود تھا۔ حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امان کی درخواست کی۔ وصیف نے امان دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حمدان کی نظر بندی

خلیفہ معتضد نے دیر زعفران کے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا' باقی رہا حمدان' اس کے تعاقب وصیف میں روانہ ہوا۔ مقامِ باسورین میں مڈ بھیڑ ہوگئی اور حمدان کو شکست ہوئی' دجلہ کو غربی جانب سے عبور کر کے دیارِ ربیعہ کی طرف بھاگا۔ شاہی افواج نے بھی دجلہ عبور کیا' ایک مقام پر پہنچ کر مقابلہ ہو گیا۔ حمدان مال و اسباب چھوڑ کر تن تنہا بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر کے پھر تعاقب کیا۔ حمدان نے تنگ آکر اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جا کے پناہ لی۔ جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا' اسحاق بن ایوب نے اس کو دربارِ خلافت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر متعین کر دو۔

ہارون کی سرکوبی

خلیفہ معتضد نے اس مہم سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، فارغ ہو کر حصول خراج اور تقرری عمال کے غرض سے نصر قشوری کو موصل میں ٹھہرا کے واپسی کی۔ چنانچہ ایک عامل[1] نصر کے حکم سے اطراف موصل میں گیا اور ہارون خارجی کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے موقع پا کر رات کے وقت حالت غفلت میں نصر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ ہارون کے ساتھیوں میں سے ایک مشہور[2] شخص اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ ہارون اس سے سخت آگ بگولا ہوا اور فساد کی ابتداء ہوئی۔ اچانک اطرافِ موصل میں آتش فتنہ و فساد روشن کر دی گئی۔ نصر نے ہارون کو ڈانٹ کر ایک خط تحریر کیا۔ ہارون نے اس سے زیادہ تہدید کا جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے ذکر کی طرف توجہ تک نہ کی نصر نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتھ دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد اسے دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً جنگ ہارون کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔

ہارون کی ہزیمت

ان دنوں موصل کی حکومت پر بکتمر طاشمتر تھا اس کو برطرف و قید کر کے حسن بن علی کورہ کو حکومتِ موصل کی سند عطا کی اور تمام اسلامی شہروں کے گورنروں کو اس کی اطاعت کی ہدایت فرمائی۔ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی اور موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ شہر اور کیمپ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں، غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ فراہم کرایا۔ اس دوران وہ وقت آگیا کہ کاشت کاروں نے کھیت کھلیان بھی اٹھا لئے تب حسن نے بسم اللہ کر کے مع اپنے لشکر کے زاب کو عبور کیا۔ مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی، بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں افراد مارے گئے بالآخر ہارون کو شکست ہوئی اکثر حصہ اس کے ساتھیوں کا مارا گیا باقی ماندہ حصہ کثیر آذر بائیجان کی طرف بھاگ گیا۔ ہارون جان کے خوف سے جنگل میں جا چھپا۔ اس کے نامی گرامی مصاحبین اور مشیروں نے امان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے تمام کی درخواستیں منظور فرمالیں۔

ہارون خارجی کا انجام

پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ تکریت پہنچا حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور اس کی درخواست پر اقرار کر لیا کہ اگر ہارون گرفتار کر لیا جائے گا تو اس کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا۔ حسین کے ساتھ اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے۔ رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک کم گہرے مقام پر پہنچ کے ٹھہر گیا۔ وصیف سے مخاطب ہو کر بولا "دیکھو یہ کم گہرا مقام ہے ممکن ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا عبور کرے، تم یہاں سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آجاؤں۔ یا تم کو یہ خبر معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے"۔ وصیف مع چند آدمیوں کے اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین بقیہ سواروں کو لئے ہوئے ہارون کی تلاش میں روانہ ہوا دو ایک منزل کے بعد ہارون سے آمنا سامنا ہو گیا پہلی ہی جھڑپ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے چند ساتھی اس معرکہ میں کام آگئے۔ وصیف کو اس وقت تک تین دن ہو گئے تھے۔ ابھی کوئی خبر حسین اور ہارون کے معرکہ کی معلوم نہیں ہوئی تھی۔ انتظار کرنے سے اکتا گیا تھا۔ حسین کی تلاش میں کوچ کر دیا اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھائے ہوئے پہنچا اور اس کم گہرے مقام سے دریا عبور کر گیا اس دوران میں حسین بھی پہنچ گیا۔ وصیف کو اس مقام پر نہ دیکھ کر گھبرایا مگر پھر مطمئن ہو کر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ قبائلِ عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا جہاں کہ ہارون پناہ گزین ہوا تھا۔ ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتا دیا۔ حسین نے پہنچ کر ہارون کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر معتضد کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد کی طرف واپسی فرمائی دارالخلافت میں پہنچ کر حسین کو اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں مرحمت کیں۔ حسبِ وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کیا اور انعامات عنایت فرمائے۔ ہارون کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ اسے

---

[1] معلشایا کا یا عامل تھا خراج وصول کرنے کو معلشا جا رہا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷)

[2] اس شخص کا نام جعفر تھا۔ ہارون کے سربرآوردہ احباب میں سے تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷)

ہاتھی پر زبردست سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا۔ آگے آگے نقیب ندا کرتے جاتے تھے "لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ" تشہیر کے بعد پھانسی دے دی اور قصہ ختم ہو گیا۔ یہ مغربی تھا۔

عمرو بن عبدالعزیز کی امان طلبی

اس واقعہ سے قبل ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلادِ جبل کی طرف کوچ کیا' کرخ پہنچا۔ عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ اطلاع سن کر بھاگ گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا' عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک قیمتی جواہر تھا' خلیفہ معتضد کا دانت اس پر لگا ہوا تھا لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی اسے فوراً بھیج دے۔ چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس رے روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی جانب روانہ کیا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے امان کی درخواست کی اور حکمِ خلافت کے آگے گردنِ اطاعت جھکا دی۔ وزیر السلطنت نے اس کو اور اس کے خاندان کو خلعتیں مرحمت فرمائیں۔

بکر بن عبدالعزیز کی بغاوت

عمرو بن عبدالعزیز کے امان حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیر السلطنت اور بدر[1] سے امان حاصل کر چکا تھا اور انہوں نے اس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی سندِ حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے دے دی تھی' جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا ہم نے اس وقت تم کو سندِ حکومت دی تھی جب کہ تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا۔ اب چونکہ اس نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو بھی سندِ حکومت دے دی ہے لہٰذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی منصبِ احکامات کے لئے دربارِ خلافت میں جا کر حاضر ہو جاؤ' بکر یہ سن کر اہواز کی جانب فرار ہو گیا اور عمرو بن عبدالعزیز کی طرف سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مقرر ہوا۔ وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرضداشت اس واقعہ کی دربارِ خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کی غرض سے رے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز کی سرکوبی

خلیفہ معتضد نے وصیف موشکیر کو بکر بن عبدالعزیز کی جانب اہواز کو روانہ کیا چنانچہ حدودِ فارس میں بکر سے دوچار ہوا بکر رات کے وقت چھپ کر اصفہان کو روانہ ہو گیا اور وصیف نے جلّا کے بغداد کی طرف واپسی کر دی تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا۔ بدر نے اپنی جانب سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر مامور کیا۔ اطرافِ اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بکر نے عیسیٰ کو شکستِ فاش دے دی۔ پھر ۲۸۴ھ میں عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی' اطراف اصفہان ہی میں فریقین میں شدید لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح حاصل ہوئی۔ بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں انتقال کر گیا۔

ابو لیلیٰ کی سرو پوشی

عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابو لیلیٰ تھی گرفتار کر کے قلعہ زرو میں اپنے ایک خادم شفیع نامی کے زیر نگرانی قید کر دیا تھا چنانچہ جس وقت خلیفہ معتضد ان اطراف میں آیا اور عمرو نے امان حاصل کر لی اور بکر بھاگ گیا تو قلعہ زرو مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا۔ ابو لیلیٰ نے شفیع سے اپنی رہائی کے متعلق کچھ کہا سنا جسے شفیع نے منظور نہ کیا۔ ابو لیلیٰ خاموش ہو گیا۔ شفیع روزانہ رات کو ابو لیلیٰ سے عجیب و غریب داستان سننے کو آتا اور نصف شب کے قریب واپس ہوتا تھا ایک دن شفیع حسب دستور ابو لیلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قصہ سن رہا تھا کہ اتفاق سے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ ابو لیلیٰ کو

[1] یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد غلام تھا لیکن ناک کا بال ہو رہا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸)

موقع مل گیا اس نے بجائے اپنے لکڑی کے ایک انسان کا مجسمہ فرش پر لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا اور ایک لونڈی کو یہ ہدایت کر کے کہ شفیع قضائے حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا "ابو لیلیٰ سو گیا" گوشۂ مکان میں جا چھپا۔ اپنے پاؤں کی اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے نزدیک جا کر روپوش ہو گیا۔

ابو لیلیٰ کا انجام

جب آدھی رات سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف ہُو کا عالم طاری ہو گیا تو وہ آہستہ آہستہ دربانوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا شفیع کی خواب گاہ میں پہنچا اور اس کی تلوار جو اس کی خواب گاہ میں اس کے سرہانے رکھی تھی، اٹھائی اور اس کو قتل کر دیا اچانک شور و غل مچا تو مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے۔ ابو لیلیٰ نے ڈانٹ کر کہا "آنکھیں بلند نہ ہوں۔ میں نے شفیع کو قتل کیا ہے۔ جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو میرے مقابلے پر آئے۔ اگر تم لوگ سہولت اور اطمینان سے رہو تو میں تم کو امان دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں۔ خدام یہ سن کر سہم گئے۔ ابو لیلیٰ نے تشفی آمیز کلمات سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس اثناء میں اکراد بھی آکر جمع ہو گئے۔ ابو لیلیٰ نے سب سے دوستی کا عہد و پیمان لیا اور علمِ عباسیہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی طرف خروج کر دیا۔ عیسیٰ نے وفاع کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ جنگ کے دوران ابو لیلیٰ کی گردن میں ایک تیر پیوست ہو گیا اور وہ تڑپ کر مر گیا اس کے تمام ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے عیسیٰ نے اس کا سر اتار کر اصفہان بھیج دیا اور اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

محمد بن احمد کی گرفتاری

۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبا لیا تھا۔ انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکرِ جرار مرتب کر کے فوج[1] کشی کر دی۔ اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکتفی بھی شریک تھا، وہ موصل ہوتا ہوا آمد پہنچا اور محاصرہ ڈال کر موقعہ موقعہ سے منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگباری کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا حصار کئے رہا۔ بالآخر محمد بن احمد نے طولِ حصار سے تنگ آکر اپنے نیز اہلِ آمد کے لئے امان کی درخواست کی اور عذر خواہی کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعتِ فاخرہ سے نوازا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں کو مسمار کرا دیا اس کے بعد یہ خبر سنائی گئی کہ محمد بن احمد کی نیت بدل گئی اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے اسے فوراً مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا گیا۔

اطاعت کا ثبوت

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی سندِ گورنری عنایت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کے مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد تمام صوبہ آذربائیجان پر متصرف و قابض ہو گیا تھا اور ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صیمرہ کی طرف فتح (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ یوسف بجائے اس کے کہ فتح کی کچھ امداد کرتا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ معتضد نے تنبیہ کا فرمان لکھا۔ اس پر محمد نے بطور نعل ضامنی اور آئندہ کی اطاعت و خیر خواہی کے ثبوت کے لئے کچھ آدمیوں کو دربارِ خلافت میں روانہ کیا اور ان کے ہمراہ تحائف اور نذرانے بھی بھیجے۔

یحییٰ بن مہدی

۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی نامی قطیف (مضافاتِ بحرین) میں داخل ہو کر علی بن معلی (یہ زیاد تلین کا آزاد غلام تھا) کے مکان میں قیام پذیر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی شیعہ تھا اس نے شیعانِ قطیف کو مجتمع کر کے مہدی کا خط جو یحییٰ نے پیش کیا تھا پڑھ کر سنایا تاکہ مضافاتِ بحرین میں اس کی خبر کی شہرت ہو

[1] ماہ ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے فوج کشی کی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸)

جائے۔ شیعانِ قطیف نے انتہائی خلوص و اطاعت شعاری سے اس کو سنا اور بوقتِ ظہور مہدی، خروج کا وعدہ کیا انہیں شیعانِ قطیف میں ابو سعید جنابی بھی تھا' اہلِ قطیف میں یہ ایک معتبر اور معزز شخص تھا۔

یحییٰ کی سرگرمیاں

اس واقعہ کے بعد یحییٰ چند دنوں کے لئے غائب ہو گیا اور واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہلِ قطیف کی اطاعت و اقرارِ رفاقت کا شکریہ لکھا ہوا تھا۔ یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے۔ شیعانِ قطیف نے خوشی سے اس حکم کی بھی تعمیل کی یہ پھر غائب ہو گیا پھر کچھ مدت بعد آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو۔ شیعانِ قطیف نے اس کی بھی فوراً تعمیل کی۔ غرض یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آتا جاتا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی طرف سے ہے پیش کرتا رہا۔

بصرہ کی حفاظت

اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنابی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا۔ گرد و نواح میں جس قدر قرامطہ تھے آکر مجتمع ہو گئے اور وہ قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر کے بہ ارادہ بصرہ قطیف کی جانب روانہ ہوا (احمد[1] بن محمد بن یحییٰ واثقی) والی بصرہ نے دربارِ خلافت میں اس کی اطلاع کی۔ خلیفہ معتضد نے بصرہ کی محافظت کے خیال سے فصیل بنانے کا حکم صادر فرمایا (جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے) جس وقت ابو سعید بصرہ کے نزدیک پہنچا۔ دار الخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا (اور بضرورتِ جنگِ قرامطہ یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کی حفاظت کے لئے آپہنچا' علاوہ اس دو ہزار فوج کے رضا کار پیادوں اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔

قرامطہ سے لڑائی

بصرہ کے باہر ابو سعید سے لڑائی ہوئی' صبح سے شام تک بڑی شدید لڑائی ہوتی رہی۔ جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی بند کر دی۔ ابو سعید مع بنی ضبہ اور اپنے ساتھیوں کے بصرہ کی طرف لوٹا اور عباس اپنے لشکر گاہ میں آیا' دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں ابو سعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا۔ لشکر گاہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کر لوٹ لیا' اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا۔ تمام کے تمام نذرِ آتش ہو گئے۔ یہ واقعہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

ہجر پر قبضہ

اس جنگ سے فارغ ہو کر ابو سعید نے ہجر کا ارادہ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہلِ ہجر کو امان دے دی۔ اس کے بعد پھر بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہلِ بصرہ نے شکست کھانے والوں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں' بنو اسد نے سواریوں کو ضبط کر لیا اور سواروں کو قتل کر دیا۔ اس سے بصرہ میں بڑی زبردست تشویش پھیلی' اہلِ بصرہ جلا وطن ہو جانے پر تیار ہوئے لیکن والی (امیر بصرہ) نے روکا۔ کچھ عرصہ بعد ابو سعید نے عباس کو رہا کر دیا اور وہ سوار ہو کر ابلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا۔ خلیفہ نے خلعتِ خوشنودی مرحمت فرمائی۔

ذکرویہ کی بیعت

ملکِ شام میں قرامطہ کا ظہور اس طرح ہوا کہ اس کا داعی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہلِ عراق کے پاس یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے اور ان کا خط میں لایا ہوں۔ ابن امر کا احساس کر کے قرامطہ کو ختم کر دینے کی غرض سے مسلسل فوجیں سواد میں آرہی ہیں۔ صحرا نشینانِ بنو اسد و طے کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب ذکرویہ نے اپنے بیٹوں کو

---

[1] خطوط ہلالین کے درمیان بغرض ربط عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ سے میں نے لیا ہے۔ (مترجم)

کلب بن وبرہ میں بھیجا انہوں نے بھی رد کر دیا لیکن ان میں سے ایک گروہ قلیس بن ضمضم بن عدی بن جناب اس مذہب کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی[1]

ذکرویہ کا دعویٰ

ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا' ابو القاسم کنیت تھی' اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے' اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسمٰعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ بن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ہمراہ ہو گا وہ فتح یاب ہو گا۔ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی طرف سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا' اتفاق وقت سے ذکرویہ فتح یاب ہوا اور شبل مارا گیا تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) نے چڑھائی کی لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں شبل کو فتح حاصل ہوئی اور ایک سردار گرفتار ہو گیا[2]۔ شبل نے اسے دربارِ خلافت میں پیش کر دیا۔

قرامطی سردار دربارِ خلافت میں

اس سے مخاطب ہو کر خلیفہ معتضد نے ارشاد فرمایا "کیا تمہیں یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کے باعث تم لوگ غلطیوں اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہو اور اعمالِ صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے"۔ اس نے جواب دیا۔ "اگر ہم میں روح اللہ حلول کی ہوئی ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روحِ ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو مذاکرات کو نظرانداز کیجئے۔ جو مفید بات ہو اس کا تذکرہ کیجئے۔ خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا تمہیں ان باتوں کو چھیڑو جس سے فائدہ و نفع کی امید ہو۔ وہ بولا "رسول اللہ ﷺ نے اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا اس وقت ہمارے مورثِ اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب بقیدِ حیات تھے لیکن حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اور عمرؓ کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمرؓ کے پیش نظر تھے مگر عمرؓ نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ مجلسِ مشاورت میں شامل کیا۔ مجلس مشاورت میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے بھی آدمی تھے۔ یہ امر بالاجماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکرؓ و عمرؓ نے تمہارے مورث کو اس مہتمم بالشان کام کا مستحق نہ تصور کیا۔ پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعوے دارِ خلافت اور خلیفہ بنے ہو"۔ خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا' جھلا اٹھا' حکم دیا اس کی کھال کھینچ کر جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو۔ خدامِ خلافت نے تعمیل شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں وہ مر گیا۔

قرامطہ سے معرکہ آرائیاں

شبل نے جس وقت سوادِ کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ آہستہ آہستہ دمشق پہنچے' ان دنوں دمشق کی گورنری پر طغج بن جف (احمد بن طولون) ہارون بن خمارویہ کی جانب سے مامور و متعین تھا۔ قرامطہ نے اطرافِ دمشق میں قتل و غارت اور عام خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ طغج نے کئی مرتبہ قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بڑی مرتبہ حملہ آور ہوا لیکن قرامطہ نے ہر حملہ میں شکست دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں' سرِدست ہم اس سے عنانِ قلم دوسری طرف منتقل کرتے ہیں' تا آنکہ ان کے حالات بیان کرنے کا وقت آئے اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ بسط و تحقیق سے احاطۂ تحریر میں لائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عمرو بن لیث

خراسان پر کامیابی کے سے قبضہ کرنے کے بعد عمرو بن لیث صفار نے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور اس کا سر اتار

---

[1] یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے۔ بیعت اطراف سماوہ میں ہوئی تھی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

[2] اس سردار کو ابوالفوارس کہتے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومتِ خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی عنایت فرمائی جائے۔ خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی۔ سند گورنری بھیج دی چنانچہ عمرو بن لیث نے اسمٰعیل بن احمد والیٔ ماوراء النہر سے جنگ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا۔ اس لشکر کی سرداری دی اور مشہور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے والیٔ ماوراء النہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محمد دریائے جیحون کو عبور کر کے آپہنچا اسمٰعیل کو اس کی اطلاع ملی تو وہ آمادۂ جنگ ہو کر آپہنچا بڑی شدید لڑائی ہوئی محمد مع چھ ہزار فوج کے مارا گیا۔ باقی فوج نے بھاگ کے عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔ عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بہ ارادہ جنگ اسماعیل بلخ کا راستہ لیا۔

عمرو کی شکست

عمرو کے پاس اسمٰعیل نے ایک خط روانہ کیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا: "بھائی صاحب! میں ایک گوشہ میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاء اللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پہ چھوڑ دیجئے۔ ناحق خونریزی کا دروازہ نہ کھولئے"۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ چونکہ نہر بلخ اس زمانے میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس اسے عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہیں تھیں اس لئے انتہائی مشکل اور دشواری میں پڑا۔ اسماعیل نے اس بات کا احساس کر کے نہر بلخ کو جانب غربی سے عبور کر کے بلخ کا راستہ روک دیا اور ایسے موقعہ پر اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا لڑائی چھڑ گئی عمرو کو شکست فاش ہوئی اس نے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ایک سمت کا راستہ لیا۔ اسمٰعیل نے اسے سمرقند بھیج دیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد کا ۲۸۹ھ میں انتقال ہو گیا چنانچہ اس کے بیٹے مکتفی نے مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عمرو بن لیث کو قتل کرا دیا اور اسماعیل کو خراسان کی سندِ حکومت مرحمت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی عنایت ہوئی تھی۔

عمرو کے اوصاف

عمرو بن لیث انتہائی مدبر و منتظم شخص تھا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے زیر حکومت تھے۔ لشکریوں کی بہت زیادہ خاطرداری کرتا اور سپہ سالاروں کی مکمل نگرانی کرتا۔ تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے پرچہ نویس پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ہوتی۔ بڑے رعب و داب کا آدمی تھا کسی شخص کی یہ جرأت نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شخص پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرتا۔ جو شکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے سامنے اس مقدمہ کو پیش کرتا۔

طبرستان پر چڑھائی

محمد بن زید علوی والیٔ طبرستان و دیلم کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی اطلاع ملی تو خراسان کا لالچ پیدا ہوا۔ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنے حدودِ حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا اس نے جرجان کی طرف کوچ کر دیا اسماعیل نے ممانعت کا خط لکھا۔ محمد نے کوئی خیال نہ کیا۔ اسمٰعیل نے اس مہم کے لئے لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کے سپرد کی محمد بن ہارون رافع بن لیث کے سپہ سالاروں میں سے تھا لیکن امان حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس آ گیا تھا اور پھر جب اسماعیل کو بمقابلہ عمرو بن لیث کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اسے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور اب اسے ہی جنگ محمد میں اپنے لشکر کا سردار بنا کر میدان جنگ میں بھیجا۔

باب خراسان پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا۔ بڑی زبردست لڑائی کے بعد ابن ہارون کو اولاً شکست ہوئی محمد بن زید کے ساتھی لوٹنے اور مالِ غنیمت کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی فتح یابی شکست سے بدل گئی۔ کمال ابتری سے تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ خود بھی زخمی ہوا جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا اس کا بیٹا اس معرکہ میں گرفتار ہو گیا۔ جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی طرف کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراسان کی طرف لوٹا اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آ جاتا ہے اور ان کی ایک نئی حکومت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے جس کو ہم اپنی کتاب کی ترتیب کے

مطابق علیحدہ آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حسن بن عمرو پر عنایت

خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے رقہ کی طرف کوچ کیا ان سے ہارون بن خمارویہ کے نام کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ اٹھا لو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالے کر دیا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب مکتفی ہو گا' جزیرہ اور عوام کی سند گورنری عنایت فرمائی اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقہ سے طلب کر کے اس کی کتابت (معتمدی) کا عہدہ مرحمت کیا۔

راغب کی بدقسمتی

خلیفہ معتضد نے اسی سنہ میں راغب (موفق کا آزاد غلام) کو طرسوس سے طلب کر کے قید کر دیا۔ ملنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا تھا' مال و اسباب ضبط ہو گیا اور کچھ مدت بعد قید میں ہی انتقال کر گیا۔

راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال ڈالا تھا۔ بدر (خلیفہ معتضد کے آزاد غلام) کے نام کو خطبہ میں دعا کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ احمد بن طوغان کو یہ کام ناگوار گزرا' بحث و مباحثہ کی نوبت آئی' موقعہ نہ تھا احمد خاموش ہو گیا۔ ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازیار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے مدد پہنچاتا رہا۔ دمیانہ نے اعلانیہ بغاوت شروع کر دی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی اس نے دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طلب نہ کیا طرسوس میں حکومت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلا بھیجا اور اس کا زوال شروع ہو گیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

وصیف کا خاتمہ

راغب کے بعد ابن الاخشید کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی وہ ایک سال بعد ابو ثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے فوت ہو گیا۔ ۲۸۷ھ میں ابو ثابت نے بہ ارادہ جہاد خروج کیا' جنگ کے دوران کفار نے اسے گرفتار کر لیا تب اہل طرسوس نے بجائے اس کے علی بن اعرابی کو مقرر کیا' اسی سنہ میں وصیف (محمد بن ابی الساج' والی بزدعہ کا خادم) بزدعہ سے بھاگ کر ملیطیہ پہنچا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی "میں نے خلافت پناہی کا غاشیہ فرماں برداری اپنے کندھوں پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے۔ ثغور کی گورنری مجھے عنایت فرمائی جائے۔ تاکہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت و اقبال میں صرف کروں" خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب دریافت کیا' معلوم ہوا کہ دونوں نے باہمی سازباز کر لی ہے۔ بظاہر وصیف الگ ہو گیا ہے مگر جب ثغور کی سند حکومت عنایت ہو گی تو یہ اس کا آقا بن الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دے گا اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

خلیفہ معتضد نے اس درخواست پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا۔ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ مقام عین زربہ میں پہنچ کر شاہی لشکر نے وصیف کو گرفتار کر لیا۔ وہ خلیفہ معتضد کے سامنے پیش ہوا تو خلیفہ معتضد نے بزائے قید کا حکم دیا اور اس کے لشکریوں کو امان دے کر طرسوس کی طرف کوچ کر دیا۔ مصیصہ میں پہنچ کر روساءِ طرسوس کو طلب کیا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کرتے تھے' گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دمیانہ کی تحریک سے کشتیوں کو بھی جلا دینے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر اہل ثغور پر حسن بن علی کورہ کو مامور فرمایا اور انطاکیہ و حلب ہوتا ہوا بغداد پہنچا۔ وصیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات کے بعد خلیفہ مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو گورنری ثغور سے واپس کر کے مظفر بن حاج کو متعین کیا۔ اہل ثغور کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دربار خلافت میں شکایت کی عرضی پہنچی اس پر خلیفہ معتضد نے مظفر کو برطرف کر کے ابو العشائر بن احمد بن نصر کو ۲۹۰ھ میں ثغور کا گورنر مقرر کیا۔

بدوؤں کی لوٹ مار

قبیلہ طے نے ۲۸۶ھ میں صحرا نشینانِ عرب کو جس قدر ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام اجیعر میں روک ٹوک کی اور بزورِ جنگ سوداگروں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام رن میں دوبارہ داخل ہوئے۔ اس مرتبہ حجاج نے ان کو نیچا دکھا دیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

فارس پر قبضہ

طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ۲۸۸ھ میں ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بلاد فارس کا رخ کیا۔ عیسیٰ نوشری یہاں کا عامل تھا' اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہان سے تبدیل کر کے فارس کی گورنری عنایت فرمائی تھی طاہر نے فارس میں پہنچ کر عیسیٰ نوشری کو نکال دیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی زمانے میں اسماعیل سامانی والیٔ ماوراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے سجستان کی حکومت عنایت فرمائی ہے۔ میرا مقصد سجستان جانے کا ہے' آپ سجستان کے عازم نہ ہوں" طاہر اس خط کو دیکھ کر رک گیا۔ اسی دوران دربارِ خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کا غلام) والیٔ فارس ہو کر آیا۔ اس کے آتے ہی طاہر کے تمام عمّال بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے۔ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا۔ اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کیے۔ خراج و عشر وصول کیا۔ اس کے بعد خلیفہ کا انتقال ہو گیا اور مقامِ واسط میں بدر مارا گیا اور طاہر نے بشرطِ ادائے خراج ۲۹۰ھ میں حکومتِ فارس خلیفہ مکتفی سے حاصل کر لی۔

عمّال کی تقرریاں

خلیفہ معتضد کے زمانۂ خلافت میں اکثر صوبجات پر امراءِ لشکر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہوں نے دربارِ خلافت سے اپنا قطع تعلق کر لیا تھا مثلاً خراسان و ماوراء النہر پر اسمٰعیل بن احمد سامانی قابض تھا۔ بحرین قرامطہ کے قبضہ میں تھا۔ مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا۔ ابنِ اغلب افریقیہ کو دبائے ہوئے تھا۔ موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے قبل تحریر کر آئے ہیں۔ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے اس پر اور جزیرہ و ثغور شامیہ پر اپنے آزاد غلام فاتک نامی کو مقرر کیا۔ بعد ازاں آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے مکتفی کو مامور فرمایا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کچھ مدّت بعد ثغور شامیہ کی بھی حکومت مرحمت کی۔ پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو مامور کیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد غلام بدر کو دی۔ اسی دوران اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی عدوی والیٔ دیار ربیعہ کا انتقال ہو گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کے بجائے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معمر کو مامور کیا فرمایا۔

یمن میں علویوں کی سرکوبی

علویوں میں سے ایک شخص نے ۲۸۸ھ میں برخلاف علمِ عباسیہ مقام یمن میں خروج کیا اور بات ہی بات میں صنعاء پر قابض ہو گیا۔ بنی عفر نے مجتمع ہو کر علمِ خلافت کی حمایت میں صف آرائی کی اور کامیاب ہوئے۔ باغی علوی کا بیٹا گرفتار کر لیا گیا اور علوی مع اپنے پچاس سواروں کے فرار ہو گیا۔ اس نے بنی عفر صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی عرضداشت دربارِ خلافت میں روانہ کی۔

دیوداد کی جانشینی

ابی الساج بھی اسی سنہ میں فوت ہوا اس کے ساتھیوں نے اس کے بیٹے دیوداد کو جانشین کیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی۔ ایک گروہ کثیر ساتھ ہو لیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیو داد کو باوجود کثرت فوج کے شکست ہوئی اور وہ براہِ موصل بھاگ کر بغداد پہنچا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور سے آذربائیجان میں حکومت کرنے لگا۔ یوسف نے شکست کے بعد دیوداد کو اپنے پاس قیام پذیر رہنے کی اجازت دی تھی لیکن دیوداد نے منظور نہ کیا۔

ابو القاسم کی وزارت

معتضد کے زمانۂ حکومت کے آغاز میں دیوان بلاد مشرقیہ کا انچارج بجائے احمد بن محمد بن فرات کے محمد بن داؤد بن جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا اور وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو القاسم کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا گیا۔

رومیوں سے معرکے

۲۸۵ھ میں راغب و موفق کے آزاد غلام نے بلادِ کفار پر طرسوس کی طرف سے براستہ دریا حملہ کیا اور رومیوں کی متعدد کشتیاں چھین لیں۔ تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں نذرِ آتش کر دی گئیں۔

رومیوں نے ۲۸۷ھ میں پیش قدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے۔ امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی مجروحی لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ امیر طرسوس جوشِ مردانگی میں مع گنتی کے چند سواروں کے نہر ربان تک تعاقب کرتا چلا گیا رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھا لیا موقع پا کر گرفتار کر لیا۔

حسن بن علی کورہ والئ ثغور نے ۲۸۸ھ میں اپنے ایک سپہ سالار نزار بن محمد نامی کی زیر قیادت لشکر صائفہ جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ نزار نے متعدد قلعات فتح کئے۔ اس کے بعد قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا۔ رومیوں کو یہ امر ناگوار گزرا انہوں نے براستہ دریا و خشکی کیسوم کی طرف خروج کیا اور اطرافِ حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

معتضد کا انتقال

خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں نہایت مدبر اور صاحب قوت آدمی تھا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبیداللہ کا یہ مقصد تھا کہ پسران خلیفہ معتضد کو خلافت سے محروم کر کے خاندانِ خلافت میں سے اور کسی کو سند خلافت کا وارث بنائے، چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس بات کی کوشش کی۔ بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابو القاسم کی ذرا نہ چلی۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد کا انتقال ہو گیا اس وقت بدر فارس میں تھا۔ خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن عمرو بن لیث کی گوشمالی اور اس کے قبضہ سے فارس کو نکالنے کے لئے بھیجا تھا۔

باب ۲۱

علی بن معتضد مکتفی باللہ

۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

مکتفی کی بیعت

خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد وزیر السلطنت ابو القاسم نے اس کے بیٹے مکتفی کو کرسیٔ خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی لیکن یہ خوف غالب ہوا کہ کہیں بدر خلیفہ مکتفی تک میرے اس ارادہ کی اطلاع نہ پہنچا دے جو کہ میں نے خلیفہ معتضد کی زندگی میں کیا تھا' اس وجہ سے حکمتِ عملی کے ساتھ بدر کو قتل کرنے کی فکر کی۔ چونکہ خلیفہ مکتفی بھی خلیفہ معتضد کے زمانہ سے بدر کا مخالف تھا وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا۔ اس نے دو چار ادھر ادھر کی لگا دیں اور کئی بے سروپا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے اور ان سپہ سالاروں کو ترکِ رفاقتِ بدر پر آمادہ کیا جو فارس میں اس کے ساتھ تھے۔ عباس ابن عمر غنوی' محمد بن اسحاق بن کنداحق اور خاقان وغیرہم علیحدہ ہو گئے۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے۔ بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام جھنڈوں اور ڈھالوں سے محو کر دیا جائے۔ اس پر بھی قناعت نہ ہوئی تو حسین بن علی کو رہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی جانب روانہ کیا۔ حسین بن علی کو رہ نے واسط پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے دارالخلافہ سے تمہیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں دیرینہ تعلقات کے پیشِ نظر اجازت دیتا ہوں کہ تم جس طرف چاہو چلے جاؤ"۔ بدر نے جواب دیا "میں کبھی اور کسی طرف نہیں جاؤں گا۔ سیدھا اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بالمشافہ عرض و معروض کروں گا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم تک بدر کے اس ارادہ کی خبر پہنچی۔ اسے موقع مل گیا اور اس نے خلیفہ مکتفی سے کہہ دیا "کہ بدر کا دارالخلافہ میں آنا مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور چالوں سے غافل نہ رہیں۔

بدر کا قتل

وزیر السلطنت ابو القاسم کے کان بھرنے سے خلیفہ مکتفی مزید آگ بگولا ہو گیا۔ ادھر کسی ذریعہ سے بدر کے کانوں تک وزیر السلطنت نے یہ اطلاع پہنچا دی کہ تمہارا مکان اور تمہارے رفقاء اور اہل و عیال حراست میں لے لئے گئے ہیں' بدر کو اس خبر سے سخت دکھ ہوا اور اس نے خفیہ طور سے اپنے بیٹے ہلال کو بلا بھیجا' وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک نہ جانے دیا۔ وزیر السلطنت کو ان چالوں میں پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال چلی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کے بدر کے پاس روانہ کیا۔ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر مطمئن ہو گیا اور بہ ہمراہی قاضی ابو عمرو دارالخلافت کو روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے یہ سن کر اپنے چند لوگوں کو مامور کر دیا جنہوں نے راستے میں مل کر بدر کا سر اتار لیا۔ بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ مکرمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق دفن کر دیا' قاضی ابو عمرو کو وزیر السلطنت کی اس حرکت سے بے حد دکھ ہوا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

رے پر قبضہ

ہم نے اس سے قبل لکھا ہے کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اس کے بعد اسمٰعیل بن احمد سامانی کی اطاعت

ماوراء النہر نے اپنے وابستگان دامانِ سلطنت میں داخل کر لیا تھا اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی طرف سے اسے طبرستان کی گورنری دے دی۔ کچھ مدت بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے بغاوت کی اور سلطنتِ علویہ کی دعوت دی۔ ابن احسان دیلمی نے اس سے آ... کیا اسماعیل کو اس کی اطلاع ہو گئی اور یہ سنتے ہی ایک لشکر ابن حسان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ ابن حسان مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی طرف سے اغرتمش ترکی مامور تھا۔ اس نے اہلِ رے کے ساتھ بد سلوکی کی اور ظلم و سفاکی کے سلوک کئے۔ اہلِ رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و ستم سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ تم چند آدمیوں کے ہمراہ آجاؤ۔ ہم تم کو رے پر قبضہ دے دیں گے۔ محمد بن ہارون یہ اطلاع سنتے ہی دوڑ پڑا۔ اغرتمش نے مقابلہ کیا اہلِ رے میدانِ جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگے۔ محمد بن ہارون نے اس کو' اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی کو جو منجملہ سپہ سالاروں سے تھا قتل کر ڈالا اور رے پر قابض ہو گیا۔

محمد بن ہارون کا انتقال

خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سندِ گورنری مرحمت کر کے ایک عظیم الشان لشکر کی زیرِ قیادت رے کی طرف روانہ کیا لیکن محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا۔ تب دار الخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی اور اس کے ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا۔ اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی محمد بن ہارون سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ مگر پہلی ہی جھڑپ میں شکستِ فاش کھائی اور رے سے بھاگ کر قزوین پہنچا۔ جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا۔ زنجان میں بھی امان نہ ملی تو طبرستان پہنچا اور دیلم میں پناہ گزین ہوا۔ اسماعیل سامانی نے رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو متعین کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ محمد بن ہارون اس چال میں آگیا اور دیلم سے بخارا کی طرف واپس ہوا کی' اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی اس نے چند آدمیوں کو بھیج دیا جو اسے راستے سے گرفتار کر کے لے گئے۔ اسمٰعیل نے جیل میں بھیج دیا اس کے ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں وہ انتقال کر گیا۔

قرامطہ کی گوشمالی

محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک مشہور سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا لیکن بوجوہ بنی طولون سے ناراض ہو کر خادمانِ خلافت میں آ کر داخل ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بھی شامی شہروں کو قتل و غارت کر کے تہس نہس کر رہے تھے اور طولون کے گورنر طغج بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا' خلیفہ مکتفی[1] کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کی زیرِ قیادت ایک عظیم الشان فوج جس میں بنی شیبان اور حسن بن حمدان جیسے نامی نامی سردار بھی تھے۔ روانہ کی۔ حماۃ کے نزدیک مڈبھیڑ ہوئی اور قرامطہ کو شکست ہوئی' شاہی افواج نے کوفہ تک تعاقب کیا۔ راستہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ ہاتھ آگیا۔ اسے گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں انتہائی جانفشانی سے کام کیا۔ سلم عباسیہ کی خیر خواہی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا قرامطہ کے ایک گروہِ کثیر کو جنگ کے دوران اور بھاگ دوڑ میں قتل کر کے باقی ماندگان میں سے اکثر کو گرفتار کر لیا۔

محمد بن فائق کی دعوت

اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی طرف واپسی کی۔ سفر کے دوران بدر حمامی (یہ ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا)۔ اور

[1] خلیفہ مکتفی آخر ۲۹۰ھ میں رقہ پہنچا اور اسی سال میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی۔ ۲ محرم ... شنبہ کو صاحب الشامہ پابہ زنجیر رقہ پہنچا۔ خلیفہ مکتفی مع اس کے بغداد روانہ ہوا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو مع اس کے اور ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحات ۲۰۸-۲۱۰)

نائق کا خط دمشق سے وارد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ بنی طولون کا آفتاب حکومت لب بام آگیا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے قوائے کمزور ہو گئے ہیں۔ انتظامی قوت ختم ہو گئی ہے۔ آپ تھوڑی سی فوج لے کر آیئے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے۔ ہم بھی آپ کی مدد کے محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے۔ خلیفہ نے اسی وقت فوجیں آراستہ کیں اور سامان سفر جنگ کر کے روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازمار کے غلام) کو براستہ دریائے نیل بیڑا جنگی جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ اور دمیانہ براستہ دریا ادھر محمد بن سلیمان براستہ خشکی مصر کے نزدیک پہنچ گئے۔ دونوں نے آمد و رفت کی تمام راہیں بند کر دیں' خشکی اور طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی' سب سے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کر حاصل کی اس کے بعد لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ایک بہت بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ن بن خمارویہ نے اس بات کا احساس کر کے یہ ارادہ مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ن ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا۔ تلواریں نیام سے نکل آئیں ہارون بن خمارویہ شور و غل کی آواز سن کر باہر سمجھانے بجھانے لگا۔ اتفاق یہ کہ ایک تیر اس کے گلے میں آکر پیوست ہو گیا۔ تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ اس کے ساتھیوں لشکریوں نے مجتمع ہو کر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا۔ شیبان نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنا لیا اس کے بعد فریق مخالف سے کی۔ دو ایک جھڑپوں کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا۔ ان نے اس کو منظور کر لیا' شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا اور جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ حاصل لیا اس وقت شیبان نے خفیہ طور سے امان حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے اس چلا آیا۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان نے تمام بنی طولون کو کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا اور دربار خلافت میں روانہ کیا۔ یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ تمام آل طولون کو مع ان کے مداحوں کے جس قدر بھی مصر و شام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو' محمد بن ان نے اس حکم کی انتہائی تیزی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد کو روانہ ہو گیا۔

خلیجی کی سرکوبی

عیسیٰ نوشری کو دربار خلافت سے مصر کی حکومت عنایت ہوئی۔ بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی نامی جو محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ نائب تھا۔ علم خلافت کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا' ارد گرد کے دیہاتیوں کو مجتمع کر کے اس نے ایک فوج بنالی۔ عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کو تمام کرنے کے لئے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ مجبوراً وہ مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر سن کر ایک عظیم الشان لشکر زیر قیادت فاتک (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) مصر کو روانہ کیا۔ اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور جانی دمیرہم نامی گرامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے۔ اور ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے نزدیک پہنچا احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج تجربہ کار سپہ سالاروں کو لے کر آگے بڑھا۔ عریش کے قریب مقابلہ ہوا' پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہوئی' خلیجی کے حوصلے سے بڑھ گئے۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دیا اور بغداد کے باہر ایک عظیم الشان فوج مرتب کے مصر کی طرف کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ تکریت پہنچا یہاں پر فاتک کا عریضہ ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اس جاں نثار غلام نے گر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش دے دی اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا ہے۔ باغی خلیجی بھاگ کر فسطاط مصر میں روپوش ہوا۔ یا بدجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ مکتفی نے سجدۂ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو مع اس کے امیروں کے فوراً بغداد بھیج دو' فاتک نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا اور اسے قید کر دیا گیا۔

ابر شبخون

خلیفہ مکتفی نے ۲۹۲ھ میں صوبہ موصل کی گورنری ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلبی کو عنایت فرمائی چنانچہ محرم ۲۹۳ھ میں وہ موصل پہنچا اور اگلے دن نینوی کی یہ خبر اسے ملی کہ اکراد ہذبانیہ نے جن کا پیشوا محمد بن بلال ہے' شہر پر شب خون مارا اور

اس کو لوٹ لیا۔ ابو الہیجاء نے اسی وقت تیاری کا حکم دیا اور فوراً ایک لشکر مرتّب کر کے پل سے مشرقی ساحل کی جانب دریا عبور کیا اور ... حارد پر اکراد سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ ابو الہیجا کے ساتھیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا۔ اس سے ابو الہیجا کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے' لڑائی ختم کر کے موصل کو لوٹ آیا۔

اکراد کی سرکوبی

دربارِ خلافت میں امداد کی غرض سے چٹھی بھیجی اور کمک کے انتظار میں موصل میں ٹھہرا رہا۔ حتیٰ کہ ۲۹۳ھ گزر گیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربارِ خلافت سے امدادی فوجیں آپہنچیں' اس وقت ابو الہیجاج نے پھر اکراد ہذبانیہ پر چڑھائی کی۔ اکراد ہذبانیہ کی جمعیت پانچ ہزار خاندان کی تھی لیکن ابو الہیجاج کی مستعدی سے ڈر کر وہ کوہ سلق میں جا کر پناہ گزین ہو گیا جو زاب کے سامنے واقع تھا۔ ابو الہیاج نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رسد و غلّہ کی آمد بند کر دی۔ محمد بن ہلال نے چالاکی سے ابو الہیجا کے ساتھ خط و کتابت شروع کی اور اطاعت و قبولِ خراج دینے کی شرائط طے کرنے لگا۔ ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ اپنے چند ساتھیوں کو آذر بائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا۔ ابو الہیجا کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے فوراً تعاقب کیا۔ اگرچہ محمد کے ساتھی کوہ قندیل پر پہنچ کر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے چین سے نہ رہنے دیا۔ ان کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندگان نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کر دم لیا اور ابو الہیجا نے واپسی کر دی۔ اکراد موقع پا کر آذر بائیجان سے فرار ہو گئے۔

امان طلبی

ابو الہیجا نے اطلاعی عرضداشت دربارِ خلافت میں روانہ کی اور لشکر کو موصل کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد دربارِ خلافت سے ایک تازہ دم فوج کمک پر مزید آ گئی اور اس نے سامانِ جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رخ کیا۔ محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اس دوران سردی کا موسم آ گیا اور برفباری شروع ہو گئی۔ رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا اب غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا۔ محمد بن بلال مجبور ہو کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ محاصرین سے آنکھ بچا کر محاصرے سے بھاگ گیا۔ ابو الہیجا نے اس کے مکانات' مال و اسباب اور ان کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن بلال نے امان کی درخواست کی جس کو ابو الہیجا نے نہایت خندہ پیشانی سے منظور کیا۔ چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنی اولاد کے ہمراہ ابو الہیجا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو الہیجا نے مع محمد بن بلال میں واپس ہو کر قیام کیا اور فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اکرادِ حمیدیہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی' چند ہی دنوں میں ابو الہیجاء کی حکومت کا سکّہ بیٹھ گیا۔

ابو الہیجا کی گوشمالی

اس کے بعد ۳۰۰ھ میں ابو الہیجا نے علمِ خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر زیرِ قیادت مونس خادم ابو الہیجا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا کثرتِ فوج دیکھ کر ابو الہیجا کے ہوش ٹھکانے آ گئے اور اس نے خود ہی مونس کے پاس حاضر ہو کر علمِ خلافت کے آگے گردن جھکا دی۔ مونس نے مع ابو الہیجا کے بغداد کی طرف واپسی کی۔ خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا کی معذرت قبول فرمائی اور خلعتِ خوشنودی عنایت کیا۔ اس وقت سے ابو الہیجا بغداد ہی میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ دیارِ ربیع میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہو گیا۔ شاہی فوج اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لئے روانہ کی گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ گرفتار ہوا اور دربارِ خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو مع اس کے بیٹوں کے زیرِ نگرانی زندان قہرمانہ قید کر دیا۔ ضرورتِ وقت اور مصلحتِ ملکی کے لحاظ سے ابو الہیجا کو بھی مع اپنی اولاد اور بھائیوں کے جیل میں بھیج دیا۔ بعد ازاں ۳۰۵ھ میں وہ رہا ہو گیا۔

طاہر بن عمرو کی نااہلی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ طاہر بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے ۲۹۰ھ میں ملکِ فارس کی حکومت مرحمت فرمائی تھی اور اس

کی حکومت کو کچھ استقلال و استحکام بھی حاصل ہو گیا تھا لیکن چند ہی دنوں بعد وہ عیش و عشرت اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ ایک لمحے کو امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ اسی دوران وہ بغرض تفریح و سیر بجستان چلا گیا اور لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی' ابو قابوس (یہ طاہر بن عمر کے ساتھیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سبکری قابض ہو چکے تھے اس لئے ابو قابوس کی کچھ پیش نہ گئی' مجبوراً اس نے بغداد کا راستہ لیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی اور تمام حالات عرض کئے۔ خلیفہ مکتفی نے انعام عطا فرمائے' کچھ مدت بعد طاہر نے ابو قابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپس نہ ہونے کی صورت میں حساب فہمی کی التجا کی۔ خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔

جنگی مہمات

۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج ثغور اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حدیثہ کا رخ کیا اور حالتِ غفلت میں شہر میں آگ لگا دی جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان' بوڑھے اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کی غرض سے طرسوس سے انطاکیہ پر چڑھائی کر دی۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ثغور اسلامیہ کی تباہی سے دست کش ہو کر انطاکیہ کو بچانے کے لئے دوڑے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اسلامی افواج نے بزورِ شمشیر انطاکیہ کو فتح کر لیا۔ پانچ ہزار رومی مارے گئے۔ اسی قدر گرفتار ہوئے اور اسی قدر مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں تھے' رہائی پائی' ساٹھ کشتیاں مع مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مالِ غنیمت انطاکیہ کے ساتھ تقسیم کی گئیں۔ ہزار ہزار دینار ایک ایک کے حصہ میں آئے۔

ترکوں کو شکست

اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر محدود جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر کی طرف خروج کیا۔ اسمٰعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے ایک عظیم الشان لشکر جس میں رضاکار اور فوج نظام بھی تھی' روانہ کیا۔ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے' ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ باقیوں میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے۔

مرعش پر چڑھائی

پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر فوج کشی کی۔ اہلِ مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ خلیفہ مکتفی نے ابو العشائر کو حکومت ثغور سے برطرف کر کے رستم بن بردو کو مامور کیا۔ اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معاوضہ ہوا' ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجۂ ظلم سے رہا کرائے گئے۔

قورس پر شبخون

۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شبخون مارا۔ اہلِ قورس باوجود بے خبری کے مسلح و تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی مگر انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ملی ایک گروہ کثیر اس جنگ میں مارا گیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو نذر آتش کر دیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اسی سنہ میں اسماعیل بن سامان والیٔ ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور شمشیر فتح کیا۔

رومی شہروں پر چڑھائی

اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے چڑھائی کی اور بزور شمشیر چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا۔ رومیوں کے ایک بطریق نے امان کی درخواست کی اور امان حاصل کرنے کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سنہ میں پھر ابن کیغلغ نے بقصد جہاد کفار کے شہروں کی طرف خروج کیا اور فتح کرتا ہوا شکند تک پہنچا اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد دو چار دن قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسلامی افواج کو فتح نصیب ہوئی رومیوں کے

ہزارہا آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرونقس نے جو رومیوں کی طرف سے محافظتِ حدود پر مقرر تھا۔ دربارِ خلافت میں امان کی درخواست کی' خلیفہ مکتفی نے فوراً امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔

مسلمان قیدی

بطریق اندرونقس دو سو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کی قلعہ میں محبوس تھے اسلامی لشکر گاہ کی جانب روانہ ہوا۔ والیٔ روم کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے ایک دستہ فوج اندرونقس کی گرفتاری کو بھیج دیا۔ مسلمان قیدیوں نے اس دستہ فوج کو جو اندرونقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا' حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال و اسباب اور آلاتِ جنگ تھے سب کچھ لوٹ لیا۔ رومی اس سے سخت آگ بگولا ہو گئے اور وہ ایک عظیم الشان فوج تیار کر کے بطریق اندرونقس سے لڑنے کو آئے' اسلامی افواج نے بھی بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کو بچانے کے لئے رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور اس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ رومی بے خبر پا کر واپس آ گئے۔ اسلامی فوج میں سے چند دستے بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کو بچانے کے لئے قلعہ کی جانب گئے۔ بطریق اندرونقس مع اہل و عیال کے قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ہمراہ دارالخلافہ بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمّال کی تقرریاں

اس سے قبل ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو رے کی حکومت مرحمت ہوئی۔ اس کے بعد اسماعیل بن احمد سامانی کو دے گئی اور عیسیٰ نوشری مصر کی گورنری پر بعد اختتام بنی طولون مامور کیا گیا اور ابو العشایر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی۔ ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو برطرف کیا گیا اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبیداللہ کا انتقال ہو گیا اور قلمدانِ وزارت عباس بن حسن کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں ۲۹۲ھ ابو العشایر بھی معزول ہوا اور اس کی بجائے رستم بن برزر کو مامور کیا گیا۔ ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے فارس کے شہروں کو طاہر بن محمد بن کے قبضہ سے نکال لیا اور خلیفہ مکتفی نے خوش ہو کر خلعت اور انعام عطا کئے۔ اسی سنہ میں ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری عنایت ہوئی' اسی سنہ میں قرامطہ کا سفیر یمن و صنعاء میں پہنچا اور اس نے بوجہ طوائف الملوکی یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سندِ مرحمت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچ کر قیام کیا۔

انتقال

خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المعتضد باللہ کا ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے بغداد میں انتقال ہو گیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا۔ انتقال سے قبل مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا۔

باب ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ

۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

بحث مباحثہ

عباس بن حسن وزیر السلطنت نے اپنے حاشیہ نشینوں سے مشورہ طلب کیا کہ خاندانِ خلافت میں سے کون شخص کرسیٔ خلافت کا حقدار ہے۔ محمد بن داؤد بن جرّاح نے عبداللہ بن معتز کا نام لیا اور اس کی عقل و دانش کی بہت ہی تعریف کی۔ ابو الحسن بن محمد بن فرات بحث و مباحثہ اور رد و تکرار کے بعد بولا "وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنایئے جس کے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں اور نہ بخیل کو کرسیٔ خلافت پر فائز کیجئے کہ لشکریوں کو تنخواہ کی وصولی میں مشکل پیدا ہو اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ لالچ میں آکر شیرازۂ حکومت درہم برہم کر دے۔ امراءِ سلطنت اور اراکینِ سلطنت کے مال و اسباب کی تاک میں رہے اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنایئے جو دینِ اسلام کی توہین کرتا ہو۔ گناہوں سے بچتا نہ ہو۔ کارِ ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمامِ حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ اور ان کے احوال کا جویا ہو کہ لوگوں کو کھانا پینا، عیش و آرام مشکل ہو جائے۔ میرے نزدیک خاندانِ خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے۔ یہ شخص کرسیٔ خلافت پر فائز ہونے کی قابلیت رکھتا ہے"۔ وزیر السلطنت نے کہا۔ تمہیں انتخاب کرتے شرم نہ آئی، وہ تو ابھی بچہ ہے۔ ابنِ فرات نے جواب دیا۔ "ہاں یہ سچ ہے مگر ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو"۔

مقتدر کی بیعت

وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ کی طرف مشورہ کی غرض سے توجہ کی۔ علی بن عیسیٰ نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اسی قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنایئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور خلافت کی باگ ڈور سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابنِ فرات نے مشورہ دیا تھا اور اس کے بھائی خلیفہ مکتفی نے وصیت کی تھی اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ غرض وزیر السلطنت صافی حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا۔ جعفر اپنے مکان سے دجلہ کے ساحلِ غربی کی طرف دار السلطنت جانے کے لئے روانہ ہوا۔ بوقتِ واپسی وزیر السلطنت کے مکان کے نزدیک پہنچ کر صافی کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ شاید وزیر نے جعفر کو قید کر لینے کی غرض سے طلب کیا ہے۔ جوں ہی یہ خطرہ پیدا ہوا۔ جعفر کو حراقہ[1] میں چھوڑ کر چپکے سے دار الخلافت میں چلا آیا اور حاضرین سے بیعتِ خلافت لے لی۔ اس کے بعد جعفر کو حراقہ سے لا کر کرسیٔ خلافت پر بٹھا دیا۔ اس دوران وزیر السلطنت اور سردارانِ لشکر کے اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ کرسی خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد جعفر نے خود کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے۔ وزیر السلطنت نے اس میں سے حقِ بیعت نکال لیا۔ اس کے بعد کاروبارِ سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنا شروع ہوا۔

معزولی کی سازش

تخت نشینی کے وقت خلیفہ مقتدر باللہ کی عمر تیرہ سال کی تھی اس لئے اراکینِ سلطنت کم عمری کی وجہ سے نظرِ حقارت سے دیکھنے لگے

[1] حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتش بازی کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ (اقرب الموارد جلد ا صفحہ ۱۸۳)

اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کا دل بھی بھر گیا۔ وہ خلیفہ مقتدر کی برطرفی اور ابو عبید اللہ محمد بن معتز کی خلافت کے لئے تیار ہو گیا۔ خط و کتابت شروع کی۔ ابو عبید اللہ نے منظور کر لیا لیکن بانتظار آمد فارس حاجب' اسماعیل والیٔ خراسان' خلیفہ مقتدر کی برطرفی اور نئے خلیفہ کی تقرری وقوع پذیر نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے کچھ ہی دن قبل فارس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کی تھی اور اس لئے جدا ہو کر بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی تھی اور وزیر السلطنت ابو القاسم نے حاضری کی اجازت دے دی تھی اور اس کے ذریعہ سے خادمان خلیفہ معتضد کو لانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا خطرہ قوی خطرہ تھا۔

محمد بن معتز کا انتقال

کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ فارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی اور اس دوران ابو عبداللہ محمد بن معتز بجائے کرسیٔ خلافت پر رونق افروز ہونے کے اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا۔ وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس پر بھی اسے چین نہ آیا ابو الحسین بن خلیفہ متوکل کو کرسی خلافت پر فائز کرنے کا عزم کر لیا۔ اتفاق یہ کہ وہ بھی مر گیا۔ ان واقعات سے بظاہر خلیفہ مقتدر باللہ کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اور وہ کاروبارِ حکومت کو احسن طریقے سے چلانے لگا۔

معزولی پر اتفاقِ رائے

کچھ مدت بعد سپہ سالارانِ لشکر' اراکین سلطنت' اعیانِ سلطنت' قاضیان و مفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کیں اور خلیفہ مقتدر باللہ کی برطرفی پر متفق ہو کر عبداللہ بن خلیفہ معتز سے کرسی خلافت پر فائز ہونے کی درخواست کی۔ عبداللہ بن معتز نے یہ شرط پیش کی کہ خونریزی اور قتل عام نہ ہو ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا چونکہ ہم لوگ اسی بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ کسی قسم کا اختلاف نہ ہو اور جب اختلاف نہ ہو گا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل اور خونریزی نہ ہو گی اس امر کے بانی مبانی عباس بن حسن وزیر السلطنت' محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری' ابو المثنیٰ احمد بن یعقوب' قاضی حسین بن حمدان وزیرِ جنگ بدر عجمی اور وصیف بن صوار تکین سپہ سالارانِ لشکر تھے۔

وزیرِ سلطنت کی کنارہ کشی

اس مشورہ پر ابھی عمل نہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس بات کا احساس کر کے خلیفہ مقتدر کا سلوک میرے ساتھ اچھا ہے اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا ہے اس مشورہ اور رائے سے کنارہ کشی کی لیکن محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر ڈٹے رہے۔ حسین بن حمدان نے اشارہ کر دیا اور بدر اور وصیف نے وزیر السلطنت کو جب وہ اپنے باغ کی طرف جا رہا تھا' اچانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

معزولی کا اعلان

دوسرے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی برطرفی کا اعلان کر کے عبداللہ بن خلیفہ معتز کی خلافت کی بیعت کر لی گئی اس وقت خلیفہ مقتدر حلبہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کی بیعتِ خلافت لینے کے حالات سن کر محلسرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرا دیئے۔ اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلبہ میں آیا لیکن مایوس ہو کر واپس گیا۔ دار العوام پر پہنچ کر عبداللہ بن خلیفہ معتز کو بلوایا۔ سپہ سالارانِ لشکر' اعیانِ حکومت اور اراکینِ سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی لیکن ابو الحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص حاشیہ نشین دربار میں حاضر نہ ہوئے۔

المرتضیٰ باللہ کا لقب

خلافت کی بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن خلیفہ معتز نے المرتضیٰ باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور محمد بن داؤد بن جراح کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ علی بن موسیٰ کو محکمہ دواوین پر فائز کیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دار الخلافہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کا لالچ دل سے نکال ڈالو۔ غریب مقتدر نے لکھا "مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے لیکن رات تک کی مہلت

عطا کی جائے رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور تمام خدام حاشیہ نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے نجات اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی ہنگامہ کر دیں۔

خدّام اور غلاموں کی خلیفہ سے وفاداری

اگلی صبح کو حسین بن حمدان دار الخلافہ کے دروازہ پر گیا۔ خلیفہ مقتدر کے خدّام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیروں کی بارش برسانا شروع کی۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ سارا دن بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ساتھیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ جیسے ہی رات کی تاریکی بڑھی، مع اپنے اہل و عیال کے موصل کی جانب روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے مداحوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتز پر حملہ کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتز کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارہ پر تھا۔ عبداللہ بن معتز کے ساتھی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوفزدہ اور مرعوب ہوئے کہ بغیر لڑے قبل اس کے کہ وہ کشتیاں کنارے پر آئیں اور وہ لوگ اتریں، بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسین بن حمدان کے سر یہ الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے ساز باز کر لی ہے۔

باغیوں کی سرکوبی

عبداللہ بن معتز اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس گمان کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرا بین آئیں گے جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کر سکیں گے، سوار ہو کر راستہ صحرا کا لیا۔ تھوڑی سی مسافت طے کر کے دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے۔ مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں رُوپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں جا چھپا اور عبداللہ بن معتز نے مع اپنے خادم کے ابو عبداللہ بن حصاص کے مکان میں پناہ لی۔ بد معاشوں، بازاریوں اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرویہ افسر پولیس نے بھی عبداللہ بن معتز کی بیعت کی تھی۔ شہر کی یہ صورت حال دیکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے منادی کرا دی کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا۔ عوام الناس سمجھ گئے اور تلواریں نیام سے نکال کر بھڑ گئے۔ ابن عمرویہ بھاگ کر ایک مکان میں جا چھپا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت خازن کو پولیس کی افسری پر مامور کیا اور اس طوفان کو ختم کرنے کا حکم دیا پھر کیا تھا۔ حامیانِ علم خلافت شہر میں پھیل گئے۔ باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ وصیف بن صوار تکین گرفتار ہو کر آیا اور مار ڈالا گیا۔ قاضی اور عمرو علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہو آئے۔ لیکن رہا کر دیے گئے پھر قاضی ابو مثنیٰ احمد بن یعقوب کو زنجیروں میں جکڑ کر حاضر کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا "وہ ابھی بچہ ہے میں اس کی بیعت نہ کروں گا۔ خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا۔ اس کا سر اتار لیا گیا اس کے بعد ابو الحسن بن فرات کو بلا بھیجا یہ عبداللہ بن معتز کے خوف سے رُوپوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے خلعتِ خوشنودی مرحمت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

ابن معتز کا خاتمہ

ابن حصاص کے خادم سوسن نامی نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) کو جا کر اطلاع دی کہ ابنِ معتز ایک گروہ کے ساتھ میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر سے اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دے دیا اور ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا۔ دروازے توڑ ڈالے گئے۔ ابنِ معتز گرفتار ہو گیا ساری رات جیل میں رہا۔ صبح کے وقت اس کے دونوں خصیے کاٹ ڈالے گئے اور وہ مر گیا اس کی نعش اس کے اہل و عیال کو دے دی گئی اور ابنِ حصاص کو اس جرم میں گرفتار کر کے مالِ کثیر لے کر رہا کر دیا۔

خیر خواہوں کو انعامات

محمد بن داؤد (عبداللہ بن معتز کا وزیر) بھی روپوش تھا۔ پتہ لگا کر گرفتار کیا گیا اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسیٰ بن علی واسط کی طرف جلا وطن کیا گیا لیکن وزیر السلطنت ابنِ فرات سے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت طلب کر کے براستہ بصرہ مکہ مکرمہ چلا

گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمرو علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کی گرفتاری کے لئے ایک لشکر موصل کی جانب روانہ ہوا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرویہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہما کی جان بچی اور فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ خدام سلطنت اور خیر خواہان خلافت مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور وزیر السلطنت نے عباسیوں' طالبیوں' سپہ سالاران لشکر اور امراءِ سلطنت کو علیٰ قدر مراتب انعامات اور صلے دیئے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا حصہ کثیر تقسیم کر دیا گیا۔

حسین کی امان طلبی

اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالارانِ لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر مامور کیا۔ قاسم بن سیما قرقیسیا اور رحبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ناکام رہا خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا بن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالہیجا قاسم بن سیما اور سپہ سالارانِ لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا۔ تکریت کے نزدیک حسین سے ملاقات ہو گئی ایک دوسرے سے متصادم ہوا۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربارِ خلافت میں امان کی درخواست روانہ کی۔ اسے امان دے دی گئی۔ حسین نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت پناہی نے خلعت عنایت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو برطرف کر کے قم و قاشان کی سندِ حکومت عطا کی۔ حسین نے رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا۔ اس دورانِ فارس (اسمٰعیل سامانی ماوراء النہر کا غلام) آگیا غلام مقتدر نے دیارِ ربیعہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

عبیدیوں کا نسب

عبیداللہ مہدی' یہ عبیدی ہیں نسباً" اپنے خلیفہ عبیداللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن امام اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔ اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیے کیونکہ خلیفہ معتضد نے جو خط ابنِ اغلب کو قیروان میں اور ابنِ مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کے بارے میں لکھا تھا جبکہ یہ بلادِ مغرب کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ اس نسب کی درستگی کی گواہی دیتا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کے موید ہیں۔

الليس الذل فى بلاد والاعادى	مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ
وبمصر الخليفة العلوى	علوی نے ذلیل و خوار کر دیا
من ابوه ابى ومولاه مولاى	اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولیٰ اور میرا مولا
اذا ضامنى العبيد القصى	ایک ہی ہے۔ اگرچہ غیر خاندان والے مجھے
لف عرقى بعرقة سيد الناس	ذلیل سمجھیں۔ میرا سلسلہ نسب اور اس کا سلسلہ
جميعا محمد و على	نسب سید الناس محمد و علی سے ملتا ہے۔

اور جو محضر بغداد میں بزمانۂ خلافت خلیفہ قادر میں ان عبیدیوں کے نسب کے ردّ و قدح کے بارے میں لکھا گیا تھا اور اس پر مشاہیر علماء قدوری' صیمری' ابو العباس' ابیوردی' حامد اسفرائنی' ابو الفضل نسوی۔ ابو جعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ' ابنِ بطحاوی ابنِ ازرق اور معتمد علیہ شیعہ ابو عبداللہ بن نعمان کے دستخط بطور شہادت کے ثبت کئے گئے تھے۔ وہ شہادتِ سمعی تھی۔ سلطنت عباسیہ میں تقریباً دو سال سے ہر جگہ مشہور ہو رہی تھی اور سمعی شہادت ایسے مواقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے جائز ہے۔ ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تعارض بھی نہیں پیدا ہوتا ہو کیونکہ ان کی طرف میلانِ طبع اور ان کا اپنے دعاوی میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے درست ہونے پر روزِ روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسبتاً" یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی جانب منسوب کیا ہے ان لوگوں کو وہ گناہ کافی ہے' جو اس افتراء پردازی پر عائد ہوتا ہے۔

باقی رہے ان کی دعوت کے حالات اس کو ہم نے مقدمہ کتاب میں شیعہ کے تذکرہ میں بیان کر دیا ہے۔

رافضہ اور زیدیہ کے عقائد

مذاہبِ شیعہ اس بات پر اتفاق کر لینے کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہیں۔ زیدیہ اور رافضہ کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔ زیدیہ باوجود تفضیل حضرت علیؓ کے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی صحت و امامت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک امامتِ مفضول کی باوجود موجودگی افضل کے جائز ہے۔ یہ مذہب زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے۔ رافضہ خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے تبراء کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خلافت کے بارے میں علیؓ کے حق میں کی تھی۔ باوجودیکہ اس وصیت کی کسی ایسے طریقے سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن ذرا بھی متوجہ پایا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر یقین کیا ہے جو قابلِ اقتداء ہیں' بے شک اور بلاشبہ یہ رافضہ کی گھڑی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس میں ذرا سا بھی سچ نہیں ہے۔

رافضہ کی اقسام

رافضہ کی دو اقسام ہیں: اثناء عشریہ' اسماعیلیہ۔ اثناء عشریہ خلافت و امارت کو علیؓ کے بعد حسنؓ' حسینؓ' علی (زین العابدین) محمد باقر اور جعفر صادق' ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان کے بعد ان کی اولاد کی طرف بسلسلہ واحد بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام مہدی ہیں جو ان کے گمان کے مطابق غار سرمن رائے میں چلے گئے ہیں اور یہ فرقہ اس وقت تک ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسماعیلیہ کے اعقاب کی جانب سلسلۂ خلافت و امارت کو منتقل کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے عبیداللہ (یہی عبیداللہ مہدی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پر پہنچ کر رک جاتا ہے اور یہ عبیدین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبیداللہ بن محمد مکتوم تک سلسلۂ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے۔ اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ محمد مکتوم بن اسمٰعیل عبیداللہ نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

فرقہ عبیدیہ

ان عبیدیوں کے خیر خواہ اور گروہ والے مشرق' یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دو شخص ایک معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقہ گیا تھا۔ ان دونوں کو انہیں عبیدیوں کے خیر خواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سرزمین شور ہے' تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشت کاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور پھل دار کرو۔ چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقیہ میں پہنچ کر ایک نئے سرزمین کتامہ شہر مجنہ میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حماد میں مقیم ہوا۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں خصوصی طور پر اس مذہب کا ظہور ہوا۔

عبیدیہ کے عقائد

ان لوگوں کو یہ زعم تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بہ نصوص بلیّہ و ارشاداتِ واضحہ خلافت و امارت کی حضرت علیؓ کے حق میں وصیت کی تھی۔ جس سے صحابہؓ (عیاذاً باللہ) نے اعراض کر کے حضرت علیؓ کے سوا دوسرے کو خلیفہ بنا لیا۔ اس وجہ سے ان صحابہ سے تبراء کرنا واجب ہے۔ جنہوں نے اس وصیت سے اعراض و انحراف کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو اور پھر حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ کو حسینؓ نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو' علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو' الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو' جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسماعیل کو' امام اسمٰعیل نے اپنے بیٹے محمد الکتوم کو' محمد الکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو' جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبیداللہ المہدی کو اپنا وصی اور مسندِ خلافت و امارت کا جانشین و وارث بنایا تھا۔

محمد مکتوم کے لقب سے ان اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسمٰعیلیہ بخوف مخالفین ان کے نام کو چھپاتے تھے۔

عبیداللہ المہدی

یہ وہی عبیداللہ ہے جس کا ابو عبیداللہ[1] شیعی داعی تھا۔ ان لوگوں کے خیر خواہ اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملکِ خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبیب سرزمین حمص مقام سلمیہ میں رہتا تھا۔ ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جس جگہ بھی پہنچتے آلِ محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور رفتہ رفتہ اپنے عقائد کو سکھاتے تھے۔ ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرت امام حسینؓ کی قبر کی زیارت کو کربلا آتے اور پھر کربلا سے بغرض زیارت ائمہ جو امام اسمٰعیل کی اولاد سے تھے علیہ کو جاتے۔ یمن میں بھی ان لوگوں کے خیر خواہ اور ہم مذہب موجود تھے۔

دعوت کا طریقہ کار

محمد بن فاضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں لشکری تھا۔ ایک بار انہیں دنوں میں امام محمد الحبیب کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ رستم بن حسین جوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوئی تھا) اپنے ساتھیوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور سلطنتِ دعوتِ عبیدیہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدیؑ موعود خروج کرنے والے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جماعت بڑھالو۔ محمد بن فاضل نے رستم کے ساتھیوں کے ہمراہ یمن میں پہنچ کر قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے دلوں کو امام محمد الحبیب کی طرف مائل کرنے لگا۔ بظاہر دعوت کا طریقہ انتہائی سادہ اور سیدھا تھا۔ آلِ محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر کون مسلمان بھلا آمادہ نہ ہوتا۔ چند ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب والے اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع ہو گئے اور اس نے رفتہ رفتہ یمن کو دبالیا اور ان لوگوں کے دماغوں میں بھی اپنے زہر آلود خیالات کو بھر دیا۔ ابو عبداللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس سے آپ بھی اوپر تعارف حاصل کر چکے ہیں) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام محمد الحبیب نے اس کو قابل آدمی خیال کر کے ابو جوشب کے پاس روانہ کر دیا چنانچہ ابو عبداللہ نے ابو جوشب کی صحبت میں ایک عرصہ تک رہ کر علم و کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد ابو جوشب نے ابو عبداللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ کیا اور ابو عبداللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ہمراہ بھیج دیا۔

مناظرہ سے انکار

ابو عبداللہ اور عبداللہ نے حج کے دنوں میں پہنچ کر کتامہ کے قافلہ مثلاً حربت جیلی اور موسیٰ بن مکا وغیرہ سے ملاقات کی اور تعلقات پیدا کئے۔ کتامہ کے قافلے والے ابو عبداللہ اور عبداللہ کے زہد و تقویٰ اور عبادت کوشی کو دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ ان کی خدمت کو سعادتِ دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔ مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا۔ پندرہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ میں کتامہ پہنچے۔ اہلِ کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پر (جس کو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے بعد میں موسوم کیا) بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور دن بدن بوجہ زہد و عبادت کوشی میلان و گرویدگی میں اضافہ ہو تا گیا۔ اب ابو عبداللہ اور عبداللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدیؑ موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ ان کے مددگار اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانہ کے اخیار ہوں گے۔ ان کے انصار کا نام کتمان سے مشتق ہے۔ اگرچہ صاف طور سے نہیں ظاہر فرمایا ہے لیکن حالات یہی بتاتے ہیں کہ غالباً یہی اہلِ کتامہ ہوں گے۔ علماءِ کتامہ مجتمع ہو کر ابو عبداللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے ابو عبداللہ نے مناظرہ کرنے سے انکار کیا لیکن عوام الناس ان کی شعبدہ بازیوں اور حیلوں میں آ گئے اور بعد فتنہ و فساد کے اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ اس کو ابو عبداللہ شرقی شیعی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

---

[1] ابو عبداللہ حسین بن احمد بن زکریا شیعی صنعا کا رہنے والا تھا۔ ابن جوشب نجار کی صحبت میں رہا تھا جب حلوانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن جوشب نے ان کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲)

ابو عبداللہ کی سرگرمیاں

کچھ مدت بعد اہلِ کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور بیشتر لوگ ابو عبداللہ کے قتل پر مجتمع ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابو عبداللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کو اہلِ کتامہ کے ہاتھوں سے بچا کر شہر ناصروت (سرزمین زرارہ) میں جا کر ٹھہرا دیا اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے معرکہ آرائی کی۔ حتیٰ کہ سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابو عبداللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ابراہیم بن حمدان بن اغلب والیٔ افریقیہ کو قیروان میں اس کی اطلاع ملی۔ عامل میلہ سے صورتِ حال دریافت کی۔ عاملِ میلہ نے رپورٹ دی کہ ابو عبداللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے۔ موٹا لباس پہنتا ہے۔ لوگوں کو نماز روزہ کی ہدایت کرتا ہے۔ ابراہیم بن احمد یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

ابو عبداللہ کی گوشمالی

اس کے بعد ابو عبداللہ نے آہستہ آہستہ اپنی طاقت بڑھالی اور قبائل کتامہ کو مجتمع کر کے شہر میلہ پر اچانک چڑھائی کر دی چنانچہ دو چار دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ ابراہیم بن احمد نے یہ اطلاع سن کر اپنے بیٹے احول کی زیرِ قیادت ایک عظیم الشان لشکر جس کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی۔ ابو عبداللہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس معرکہ میں اہلِ کتامہ کو شکست ہوئی۔ ابو عبداللہ نے بھاگ کر کوہ انکجان میں پناہ لی، احول نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیاب ہو کر واپس لوٹا۔

ابو عبداللہ کا انجام

ابو عبداللہ نے اس معرکہ کے بعد کوہ انکجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دار الہجرت کے نام سے موسوم کیا۔ اس دوران ابراہیم بن احمد والی افریقیہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو العباس افریقیہ کا گورنر ہوا لیکن چند ہی دنوں بعد یہ بھی انتقال کر گیا اور زیادۃ اللہ[1] کو افریقیہ کی گورنری پر مامور کیا گیا اس وقت احول ایک کثیر التعداد لشکر مجتمع و مرتب کئے ہوئے ابو عبداللہ کے نزدیک پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ زیادۃ اللہ نے دھوکے سے اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

محمد الحبیب کا انتقال

محمد الحبیب نے بوقتِ انتقال امارت و امامت کی اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں وصیت کی اور یہ کہا "میری آنکھوں کے نور! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے، طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا اور ثابت قدمی اور صبر سے کام لینا"۔ غرض محمد الحبیب کی وفات کے بعد عبیداللہ نے زمامِ امامت اپنے ہاتھ میں لی اور دور و نزدیک کے ممالک میں اپنے داعیوں کو بھیجا۔ انہیں دنوں ابو عبداللہ شیعی نے اہلِ کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کی انتظار میں جلد تشریف لائیے۔ آہستہ آہستہ یہ خبریں خواص و عوام میں مشہور ہو گئیں۔ خلیفہ مکتفی نے عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ عبیداللہ یہ خبر سن کر مع اپنے بیٹے ترار کے بھاگ گیا۔ جو اس کے بعد جانشین مسند امامت ہوا اور اس نے القائم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبیداللہ کی تلاش

عبیداللہ نے سرزمین حمص سے نکل کر مغرب کا راستہ لیا، اس کے ساتھ اس کے بیٹے کے علاوہ اس کے خاص اصحاب اور خدام کا ایک گروہ بھی تھا۔ منازل طے کر کے مصر پہنچا۔ ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا۔ عبیداللہ سوداگروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ عبیداللہ کی گرفتاری کے بارے میں خلیفہ مکتفی کا فرمان بھی پہنچ گیا جس میں اس کا حلیہ وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبیداللہ کی تلاش میں چاروں طرف پھیلا دیا نوشری کی کسی مصاحب نے عبیداللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ عبیداللہ اپنے

---

[1] زیادۃ اللہ ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا۔ عیاش مزاج کھلاڑی، امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا۔ اس نے احوال کو محض اس خیال سے کہ مبادا یہ خلل انداز عیش و آرام ہو، قتل کیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸)

رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے ملاقات ہو گئی۔ صورت و شکل اور چال ڈھال سے نوشری تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہی عبیداللہ ہے فوراً گرفتار کر لیا۔ اتنے میں دوپہر ہو گئی۔ دستر خوان بچھا نوشری نے عبیداللہ سے کہا اس نے روزہ کا عذر کیا اس کے بعد دوران گفتگو نوشری نے عبیداللہ سے حقیقتِ حال دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔

عبیداللہ کی رہائی

عبیداللہ نے ایسے فقرے کہے کہ نوشری کے دل کو اس کے بے گناہ ہونے کا یقین ہو گیا ابھی نوشری نے عبیداللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابو القاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈتا ہوا آپہنچا' نوشری نے دریافت کیا "یہ کون ہے؟" بتلایا گیا کہ "یہ عبیداللہ کا بیٹا ہے" نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعویدارِ خلافت ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا۔ عبیداللہ کو رہا کر دیا۔ عبیداللہ نے رہائی کی بعد کوچ شروع کر دیا اور انتہائی تیزی سے مسافت طے کرنے لگا اور راستے میں مقام طاحو پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا مال و اسباب چرا لے گئے۔ اس سامان میں کچھ کتابیں ملاحم کی تھیں جو اس کو وراثت کے میں ملی تھیں۔ ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبیداللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ کے بیٹے ابو القاسم نے جب مصر پر چڑھائی کی تھی تو اسی مقام سے کی تھی۔

ابو العبّاس شیعی کی اسیری

کاحونہ سے روانہ ہو کر عبیداللہ مع اپنے رفقاء اور بیٹے کے طرابلس پہنچا تو تجارت پیشہ اصحاب جو اس کے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عبیداللہ نے اسی مقام سے ابو العباس برادر ابو عبداللہ شیعی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابو العبّاس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے سراغرسانی کر کے ابو العباس کو گرفتار کر لیا اور عبیداللہ کے حالات دریافت کئے۔ ابو العباس نے انکار کیا۔ زیادۃ اللہ نے جھلّا کر جیل میں ڈال دیا اور عاملِ طرابلس کو عبیداللہ کو گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے عبیداللہ کو یہ اطلاع مل گئی اور اس نے طرابلس کو خیرباد کہہ کر قسطیلہ کا راستہ لیا اور پھر اس خوف سے کہ ابو العباس برادر ابو عبداللہ شیعی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے، قسطیلہ سے سلجماسہ کی طرف روانگی اختیار کی۔

عبیداللہ کی گرفتاری

سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروہ والے تھے' ان لوگوں نے عبیداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی' عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اس دوران زیادۃ اللہ کا خط آپہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا۔ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مدعیٔ مہدیت ہے اس کی طلبی کے خطوط کتامہ سے آرہے ہیں۔ فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ والیٔ سلجماسہ نے اس حکم کے مطابق عبیداللہ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی کامیابیاں

ابو عبداللہ شیعی کے حالات اور آئے دن بلاد افریقیہ کے دبائے جانے کے واقعات سے آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ زیادۃ اللہ والیٔ افریقیہ نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا مگر ابو عبداللہ کی جمعیت بڑھتے ہوئے اور افریقیہ کو اپنے قبضہ و تصرّف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن خنیش کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ نامی گرامی جنگ آور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطیلہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا۔ ابو عبداللہ یہ خبر سن کر ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس کو اپنا مسکن بنا لیا۔ چھ مہینے تک ابراہیم اپنا لشکر لئے ہوئے ابو عبداللہ کے اترنے کے انتظار میں دامنِ کوہ میں پڑا رہا۔ مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمتہ پر حملہ کر دیا۔ کرمتہ میں ابو عبداللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی خبر کر دی اور ابو عبداللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شب خون مارنے کو بھیج دیا۔ ابھی ابراہیم کرمتہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو عبداللہ کے رسالہ نے چھاپہ مارا۔ ابراہیم کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ انتہائی بے سروسامانی

کی حالت میں شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگا۔ ابو عبداللہ نے فتح کا اطلاع نامہ[1] عبید اللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سلجماسہ کی جیل میں تھے۔

دار ملوک پر قبضہ

ابو عبداللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طنبیہ پر چڑھائی کر دی اور ایک عرصہ کے محاصرہ کے بعد پرامن طور پر اس کو فتح کر کے شہر بلزمہ کا رخ کیا۔ اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ آخر کار ابو عبداللہ نے بزورِ شمشیر اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ والیٔ افریقیہ نے ان واقعات سے آگاہ ہو کر ایک عظیم الشان لشکر ہارون طنبی کی سرکوبی میں روانہ کیا۔ طنبی نے شہر دار ملوک پر چڑھائی کی۔ اہلِ دار ملوک نے ابو عبداللہ شیعہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا۔ طنبی نے دار ملوک کی فصیل کو مسمار کر کے بزورِ شمشیر شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

ہارون طنبی کی ہزیمت

اس کے بعد ابو عبداللہ کی طرف بڑھا۔ راستے میں ابو عبداللہ کا ہراول ملا۔ طنبی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا' نفسا نفسی کے عالم میں دائیں بائیں چھپنے لگا۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی خبر کر دی۔ ابو عبداللہ پیام اجل کی طرح طنبی کے سر پر آپڑا۔ طنبی کا لشکر بغیر لڑائی کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طنبی مارا گیا۔ ابو عبداللہ نے کامیابی کے ساتھ شہرِ عیسیٰ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کے جوشِ انتقام میں مزید اضافہ ہو گیا اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبداللہ پر حملہ کر لیا۔ مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ ابو عبداللہ کے مقابلہ پر نہ جائیے۔ خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آگیا تو ہم لوگوں کا کوئی پرسانِ حال نہ رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت کو واپس جائیے اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمایئے۔ زیادۃ اللہ نے اس مشورے کو پسند کیا۔ لشکر کو تو زیرِ قیادت اپنی ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اغلب کے ابو عبداللہ کی جانب روانہ کیا اور خود قیروان کی طرف واپسی کر دی۔

شہروں کی فتح

ابو عبداللہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوراً باغایہ پر حملہ کر دیا' عاملِ باغایہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو عبداللہ نے باغایہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس کے بعد شہر مرماجنہ کا رخ کیا' اہلِ مرماجنہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ لڑائی ہوئی' آخر کار انہیں لڑائیوں میں والیٔ مرماجنہ مارا گیا اور ابو عبداللہ نے بزورِ شمشیر قبضہ حاصل کر کے شہر تیفاش کی طرف پیش قدمی کی۔ اہلِ تیفاش نے امان حاصل کر کے اس کو شہر سپرد کر دیا۔ تیفاش کے فتح ہونے پر چاروں طرف سے امان کی درخواستیں آنے لگیں۔ بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردنِ اطاعت جھکا دی۔ ابو عبداللہ نے سب کو امان دی اور چند لوگوں کو ان شہروں کی محافظت اور انتظام پر مقرر کر کے خود ایک دستہ فوج کی ساتھ مسکیانہ کی جانب روانہ ہوا' مسکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی جانب کوچ کیا۔ اس کی بعد قصرین (سرزمین قمودہ) کا رخ کیا۔ پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی اور یہ فتح ہوتے چلے گئے۔

قسطیلہ کا قبضہ

ابراہیم بن ابی اغلب کو جب ان واقعات کی اطلاعات پہنچیں تو وہ اس وقت اربس میں تھا اور والیٔ افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ رقادہ میں زیادۃ اللہ والیٔ افریقیہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اس نے اربس سے رقادہ کی طرف کوچ کیا۔ ابو عبداللہ نے رقادہ سے قسطیلہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہلِ قسطیلہ نے امان حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبداللہ نے قسطیلہ پر قبضہ حاصل کر

[1] ابو عبداللہ نے اپنے ایک معتبر دوست کے ذریعے سے سلجماسہ روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو عبید اللہ مہدی تک یہ خط ضرور پہنچا دینا چنانچہ اس نے سلجماسہ میں پہنچ کر قصابوں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانے سے سلجماسہ میں داخل ہو کر خط دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر)

کے باغایہ کی طرف رخ کیا' ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر پہنچ کر ابو عبداللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر سن کر بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ پر باغایہ کی طرف کوچ کیا اور امیر مقدمتہ الجیش کو ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو تم غرعار سے آگے نہ بڑھنا۔ ابھی یہ لشکر پہنچنے نہ پایا تھا کہ اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ نے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ فوج کو عقب سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اربس کے باہر اَبَّ میدان میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ابراہیم نے انتہائی دلیری سے کام لیا لیکن ساتھیوں کی کم ہمّتی اور بزدلی سے شکست کھا کر بھاگا۔ ابو عبداللہ نے انتہائی سختی اور بے رحمی سے ابراہیمؒ کے لشکر کو تس نہس کیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربس میں گھس کر اہلِ اربس کے دن رات قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ اس کے بعد قمودہ میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

عوام کی لوٹ مار

ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والیٔ افریقیہ کو ہوئی تو وہ گھبرا کر مصر بھاگ گیا۔ اہلِ شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیروان اور دوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کے محل سراؤں کو لوٹ لیا' ابراہیم بن ابی اغلب نے قیروان پہنچ کر دارالامارت میں قیام کیا۔ رؤسائِ شہر اور امراءِ سلطنت کو جمع کر کے ابو عبداللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی۔ مال و اسباب کی مدد چاہی اور بصورتِ اطاعت امداد' ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لوگ تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال و اسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں ورنہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں۔ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ یہ لوگ دارالامارت سے اٹھ کر باہر آئے اور عوام النّاس کو اس گفتگو سے آگاہ کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دارالامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو نکال باہر کیا۔

ابو عبداللہ کی کامیابی

زیادۃ اللہ کے فرار کی خبر جس وقت ابو عبداللہ شیعی کو ملی تو اس نے اسی وقت رقادہ کی طرف پیش قدمی کر دی راستے میں عرویہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزیر نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے' وہاں اس نے امان کی منادی کرا دی۔ ابو عبداللہ کی آمد اطلاع سن کر اہلِ قیروان امان مانگنے کو آئے۔ ابو عبداللہ نے ان لوگوں کو امان دے دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے محلات اور امراءِ سلطنت کے مکانات کو اہلِ کتامہ پر تقسیم کر دیا۔ فتنہ و فساد اور آتشِ جنگ ٹھنڈی ہو جانے پر لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کی طرف واپسی کی۔ ابو عبداللہ نے انتظام کی غرض سے حسبِ ضرورت ہر شہر میں اپنے عمال مامور کئے' فسادیوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب اور مالِ خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو مقرر کیا۔ خطیبوں نے دریافت کیا "خطبوں میں کس کا نام پڑھا جاوے" ابو عبداللہ نے کسی کو نامزد نہ کیا۔ البتہ جدید سکہ رائج کرایا۔ ایک طرف "بلغت حجۃ اللہ" دوسری طرف "تفرق اعداء اللہ" لکھوایا۔ آلاتِ حرب پر "عدۃ فی سبیل اللہ" کندہ کرایا اور گھوڑوں کے زانوں پر "الملک للہ"۔

ابو عبداللہ کی پیش قدمی

ابو عبداللہ نے افریقیہ پر کہیں بزورِ شمشیر اور کہیں بہ حکمتِ عملی قبضہ حاصل کر لیا' اس وقت اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کے لئے آیا اس نے ابو العباس اور اباذا کو تمام بن معارک (جو سپہ سالاران کتامہ تھا) بطور اپنے نائب کے بلادِ افریقیہ پر مامور کیا اور خود ایک لشکرِ جرار لے کر بلادِ مغرب کی طرف پیش قدمی کی۔ ابو عبداللہ کے خروج کرتے ہی بلاد مغرب میں ایک تہلکہ سا مچ گیا' بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ نامہ و پیام کے اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ کا دل بھی ابو عبداللہ کی آمد کی اطلاع سن کر کانپ اٹھا "طوعاً" و کرہاً اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سلجماسہ کے نزدیک پہنچا' جہاں پر عبید اللہ کی قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کو ابو عبداللہ کے نزدیک آپہنچنے کی اطلاع ملی' جیل میں عبداللہ سے اس کے حالات دریافت کرائے۔ عبداللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا اس کے بیٹے ابو القاسم سے استفسار کر لیا' اس نے اپنا حال چھپایا۔ ساتھیوں سے معلوم کرنے کی کوشش کی' ان لوگوں نے بھی انکاری جواب

والیٔ سلجماسہ نے آگ بگولہ ہو کر سب کو پڑوایا اس واقعہ کی اطلاع ابو عبداللہ تک پہنچ گئی اسے بہت ناگوار گزرا' لیکن چارۂ کار ہی کیا تھا' ایک خط دوستانہ تلخ آمیز والیٔ سلجماسہ کے پاس روانہ کیا والیٔ سلجماسہ تاڑ گیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے۔ خط کو پھاڑ کر پھینک دیا اور قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبداللہ مزید آگ بگولہ ہوا اور اس نے انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے سلجماسہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

والیٔ سلجماسہ کا انجام

دن رات محاصرہ کے بعد ایک مختصر لڑائی لڑ کر والیٔ سلجماسہ مع اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت فرار ہو گیا۔ صبح کو اہلِ سلجماسہ نے ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو عبداللہ ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبیداللہ کو مع اس کے بیٹے ابو القاسم کے نکال کر گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے ابو عبداللہ تھا اور اس کے پیچھے امراء اور رؤسائے سلجماسہ تھے۔ ابو عبداللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا۔ "ہذا مولاکم" "ہذا مولاکم" خوشی کے مارے روتا جاتا تھا یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ میں پہنچا۔ عبیداللہ کو خیمہ میں اتارا اور والیٔ سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کیا۔ اگلے دن والیٔ سلجماسہ گرفتار ہو کر آیا' ابو عبداللہ نے پہلے کوڑوں سے زدو کوب کروایا پھر قتل کا حکم صادر کر دیا۔

تجدید بیعت

اس کامیابی کے بعد چالیس دن تک ابو عبداللہ سلجماسہ میں خیمہ زن رہے۔ اکتالیسویں دن افریقہ کی طرف واپسی کی عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ ہجری میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید کی اور المہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کا آغاز ہوتا ہے اور بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے' بنی مدرار کی سلطنت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے جاتی رہتی ہے۔ مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو تمام بلادِ افریقیہ میں پھیلا دیا' یہ اپنے مذہب کا پرچار کرنے لگے جس کو کسی کے چند افراد نے قبول کیا۔

اہل صقلیہ کی بغاوت

مہدی نے زبردستی کرنے کا حکم دیا' اس پر بھی جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین اور مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ میں تقسیم کر دیا۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ پھر دیوان مرتب کرایا۔ بیکہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے عمال کو بلاد افریقیہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خزیر متعین ہوا اور یہ ذی الحجہ ۲۹۷ھ کو مارزر پہنچا اور اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدۂ قضا دیا چند یوم قیام کر کے حسن نے ۲۹۰ھ میں دریا کو بسط قلوریہ کی طرف عبور کیا۔ قتل و غارت کر کے بے حد مال و اسباب لے کے واپس آیا ۲۹۹ھ میں اہلِ صقلیہ نے بغاوت کر دی اور جس میں حسن کو بدچلنی اور بدخلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی اور بغاوت کی معذرت لکھی۔ مہدی نے اہلِ صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر متعین کیا جو اخیر سنہ مذکور میں صقلیہ میں داخل ہوا۔

سبکری کی کارروائی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمر بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال دیا تھا۔ کچھ مدت بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا۔ سبکری اور طاہر سے لڑائی چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کر بھاگا۔ سبکری نے اس کو مع اس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا اور زیر حراست عبدالرحمٰن بن جعفر شیرازی دربار خلافت میں بھیج دیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمٰن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کر ادائیگی خراج کا اقرار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۹۲ھ میں پیش آیا۔

سبکری پر فوج کشی

لیث بن علی بن لیث نے اس کے بعد ۲۹۷ھ میں بجستان سے سبکری پر چڑھائی کی اور کھلے میدان میں اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ سبکری بھاگ کر ارجان پہنچا۔ آہستہ آہستہ اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکرِ جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سبکری اور مونس خادم کے مجتمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ہی یہ اطلاع ملی کہ حسین بن حمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے قم سے بیضا کی طرف کوچ کیا ہے۔ فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو زیرِ قیادت اپنے بھائی کے شیراز کی حفاظت کے لئے بھیج دیا اور خود دوسرے حصے کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے کوچ کر دیا۔ راستہ غیر معروف اور دشوار گزار تھا۔ بھول گیا۔ بڑی مشکل سے اور نقصان کثیر اٹھا کر مونس کے لشکر کے نزدیک پہنچا۔ رات کا وقت تھا یہ خیال کر کے کہ یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کے لئے اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے فرطِ مسرت سے تکبیر کہہ اٹھا۔ لشکریوں نے بھی تکبیر کی آواز سن کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز گونجی' تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے فوراً حملہ کر دیا ایک زبردست جنگ کے بعد لیث کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی' مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔ مونس کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے بجائے اس کے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت بظاہر اس مشورے سے اتفاق کیا لیکن رات کے وقت سبکری سے کہلا بھیجا کہ میرے ساتھیوں کی نیت نیک نہیں ہے' تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیے۔ سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ لیا۔ صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا۔ مونس کے ساتھی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ مونس نے مع لیث کے بغداد کی طرف کوچ کیا اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم کو واپس گیا۔

سبکری کی بغاوت

عبدالرحمٰن بن جعفر کاتب نے اس واقعہ کے بعد سبکری کے مزاج میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر لیا اور آہستہ آہستہ تمام امورِ سیاست میں خود پیش پیش ہو گیا اور لوگوں کو یہ ناگوار گزرا' حسد کی آگ بھڑک اٹھی' سب نے سبکری سے عبدالرحمٰن کی شکایت کر دی۔ سبکری نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی بجائے اسماعیل بن ابراہیم بمنی کو عہدۂ کتابت عنایت کیا۔ اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی کرتے ہوئے سبکری کو دربارِ خلافت سے مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کر لیا اور سالانہ خراج جو ہمیشہ دار الخلافت کو جاتا تھا۔ بند کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے جیل سے ایک خفیہ خط وزیر السلطنت ابنِ فرات کے نام لکھا کہ چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت اور امیر المومنین سے سرکشی کرنے کی مخالفت اور ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دار الخلافت میں نہیں بھیجا۔ ابنِ فرات نے مونس کو جب کہ وہ واسطہ پہنچ چکا تھا۔ سبکری کی سرکوبی اور اس کو گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا۔ مونس اپنے رکاب کے فوج کے ہمراہ لوٹ پڑا۔ سبکری کو اس کی خبر ہوئی تو تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے اپنی غلطی معاف کرانے کی کوشش کی۔ مخبروں نے ابن فرات تک یہ اطلاع پہنچا دی۔

سبکری کی سرکوبی

ابنِ فرات نے محمد بن جعفر کو مع چند سپہ سالاروں کے سبکری کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم مع لیث کے بغداد واپس چلے آؤ۔ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلی ہی جھڑپ میں سبکری نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی۔ محمد بن جعفر نے قم پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ سبکری نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دی۔ سبکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں جا چھپا۔ اسمٰعیل سامانی والیٔ خراسان کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے ایک دستہ فوج بھیج کر گرفتار کرا لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر دربارِ خلافت میں بھیج دیا اور اپنی طرف سے تیس (افشین کا خادم تھا) کو متعین کیا کچھ مدت بعد یہ برطرف کر دیا گیا اور بدر بن عبداللہ حمامی کو فارس کی سندِ گورنری عنایت ہوئی۔

ابن فرات کی گرفتاری

خلیفہ مقتدر نے اخیر ۲۹۹ھ میں وزیر السلطنت ابو الحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ اس کا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات کو لٹوا لیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کر دیا۔ تین دن تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا۔ تین سال تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی اس کے بعد قلمدانِ وزارت ابو علی محمد بن یحییٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ اس نے امورِ سلطنت کی طرف توجہ کی اور دیوان مرتب کیا۔

ابو علی محمد کی نااہلی

چونکہ ابو علی محمد، تنگ دل، غصیلا، امورِ سیاست سے ناواقف، حاجت مندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنران صوبہ کے ردو بدل، عیش و عشرت کا عادی، لہو و لعب میں مصروف اور سست و کاہل تھا۔ اس لئے خلیفہ مقتدر نے ابو الحسین بن ابی فضل کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے اور ابو علی محمد کو برطرف کرنے کا ارادہ کیا اور اسی مقصد کے لئے ابو الحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا۔ لیکن ابو علی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کا عزل اور ابو الحسین کی تقرری وقوع میں نہ آئی بلکہ یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل میں کھانے کو بھیج دیا اور خود عیش و عشرت میں ایسا مصروف ہوا کہ نظامِ سلطنت سے غافل ہو گیا۔ وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورہ سے امورِ سلطنت انجام دینے لگا۔ محل سرائے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہو گئے۔ گورنرانِ صوبہ جات نے یہ صورتِ حال دیکھ کر لالچ کا دامن پھیلا دیا۔

ابو علی محمد کی گرفتاری

پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابنِ فرات کو جیل سے نکلوا کے خاص اپنے محلسرا میں ٹھہرایا۔ حسنِ سلوک سے پیش آیا اور انعام دیا۔ اکثر اوقات گورنرانِ صوبہ جات کی رپورٹیں اس کے سامنے پیش کرتا اور اس سے مشورے لیتا تھا۔ ایک دن خوش ہو کر قلمدانِ وزارت اس کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ مونس خادم نے اس کی مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو مکہ مکرمہ سے طلب کر کے اوائل ۳۰۱ھ میں عہدہ وزارت سے نوازا اور ابو علی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے عہدۂ وزارت پر فائز ہو کر نظامِ سلطنت کی طرف مکمل توجہ کی اور ابو علی محمد نے جو خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں ان کو درست کیا۔

احمد بن موہب

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ ۲۹۹ھ میں عبیداللہ مہدی نے اپنی طرف سے علی بن عمر کو صقلیہ کی گورنری دی تھی چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور غصے کا مادہ زیادہ تھا۔ اہلِ صقلیہ اس سے منحرف و باغی ہو گئے اور ایک جلسہ عام منعقد کر کے احمد بن موہب کو اپنے صوبہ کی گورنری پر متعین کیا۔ کچھ مدت بعد اس سے ناراض ہو گئے اور علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے احمد بن موہب ایک چلتا پرزہ تھا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی اہلِ صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید بر آں ایک بیڑا جنگی جہازوں کا ساحلِ افریقیہ کی طرف روانہ کیا۔ مہدی کے جنگی جہازوں کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی اس کا افسر حسن بن علی بن ابی نزیر تھا۔ اہلِ صقلیہ کا بیڑا کامیاب ہوا۔ اس نے مہدی کا بیڑا جلا کر ڈبو دیا اور حسن بن علی کو مار ڈالا گیا دربارِ خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور جھنڈے بھیجے۔ اس کے بعد مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑا جنگی جہازوں کا صقلیہ کی طرف روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا نظام درہم برہم ہو گیا، اہلِ صقلیہ نے ۳۰۰ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ساتھیوں کو مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ ان سب کو ابن ابی نزیر کی قبر پر لے جا کر موت کے گھاٹ اتار دو۔

ابو العباس اور علی

خلیفہ مقتدر نے ۳۰۱ھ میں اپنے بیٹے ابو العباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جو القاہر باللہ کے بعد کرسیٔ خلافت پر رونق افروز ہوا تھا اور خود کو اس نے الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی وہ چار سال کا لڑکا تھا۔ ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری عنایت فرمائی اور مونس خادم کو اس کا نائب بنا کر مصر اور مغرب روانہ کر دیا اور دوسرے بیٹے علی کو رے (نہاوند) قزوین' آذربائیجان اور الہرا کی سندِ حکومت مرحمت کی۔

اطروش

یہ اطروش' عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا' اس کا نام حسن تھا' علی بن حسین بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا اور انہیں لوگوں میں تیرہ سال تک رہا۔ وہاں اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور محض عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا اگرچہ اس کا بادشاہ ابن حسان اس کی مدافعت کرتا جاتا تھا لیکن ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو مجتمع و مرتب کر کے ان سرحدی اسلامی شہروں پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے۔ مثلاً" قزوین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کی شہرپناہ کو مسمار کرا دیا۔ اس کے بعد دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چونکہ اس وقت طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت برطرف کر کے ابو العباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس نے اہلِ طبرستان کے ساتھ انتہائی اچھا سلوک کیا۔ عدل و احسان سے اپنا گرویدہ اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنونِ احسان کر لیا تھا۔ انہیں وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اطروش کی کارروائیاں

کچھ مدت بعد احمد بن اسماعیل نے ابو العباس کو برطرف کر کے سلام نامی ایک شخص کو متعین کیا۔ یہ انتہائی بداخلاق اور ظالم تھا۔ اس نے ہوش مندی سے کام نہ لیا۔ اہلِ دیلم نے جو طبرستان میں تھے' بغاوت کر دی۔ سلام اور اہلِ دیلم سے لڑائیاں ہوئیں۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا' سلام نے مجبور ہو کے حکومتِ طبرستان سے استعفاء دیا۔ احمد بن اسماعیل نے ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مامور کر دیا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ بدانتظامی دفع ہو گئی حتیٰ کہ چند دنوں کے بعد ابو العباس مر گیا۔ اس کی بجائے محمد بن ابراہیم بن صعلوک مامور کیا گیا۔ اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہلِ طبرستان دیلم کے ساتھ ظالمانہ سلوک کئے۔ اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی بھی ترغیب دی۔ اہلِ دیلم محمد کی بدخلقی سے تنگ آ کر تیار ہو گئے۔ محمد نے یہ اطلاع سن کر لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کر دریا کے کنارے پر مورچہ قائم کیا۔ اطروش نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی لشکر نے جا کر سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ حتیٰ کہ محصورین نے امان طلب کی۔ اطروش ان لوگوں کو امن دے کر آمد کی طرف آیا۔ بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) ان مستامین کے پاس آ پہنچا اور بہانہ سے کہ اس نے ان کو پناہ نہیں دی تمام کو مار ڈالا۔ اس فتح یابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صعلوک بھاگ کر رے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ میں پیش آیا۔

اطروش کا انجام

اطروش مذہبا" زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ سفید روز سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اس کے پیرو ہو گئے۔ اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کر کے آمد کی طرف کوچ کیا۔ ابن صعلوک نے ابن سامان کی پیش پناہی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کے لئے روانہ کی۔ اطروش نے اس کو شکست دے کر آمد کی طرف واپسی کر دی۔ اس کے بعد ۳۰۴ھ میں سعید وال خراسان

نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

اطروش کے اوصاف

اطروش انصاف پسند' خلیق اور دانشمند تھا۔ اپنے زمانہ میں عدل خلق اور حق پسندی میں بے مثال تھا۔ کسی لڑائی میں اس کے سر پر تلوار کا زخم آگیا تھا جس کی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا۔ ابن مسکویہ نے کتاب تجارت الامم میں اس کو حسن بن علی الداعی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اطروش کے تین بیٹے تھے۔ حسن' ابو القاسم اور حسین اس کے 'سپہ سالاران لشکر دیلم کے ساتھ تھے۔ ازاں جملہ ابن جستان ہے۔ جرجان' استر آباد' معرا اور جو ممالک ماکان ابن کافی کے تھے۔ وہ سب اس کے زیر حکومت تھے اس کے لڑکے کے سپہ سالاران لشکر بھی دیلم ہی تھے۔ اس کے علاوہ اسفار بن شیرویہ (جو ماکان ابی کالی کے مصاحبین میں سے تھا) مراد اویح بن زیاد اور اسکری (یہ دونوں اسفار کے ساتھیوں سے تھے) اور بنو بویہ تھے جو مراد اویح کا مصاحب تھا۔

خفاشہ سے معرکہ

عبیداللہ المہدی نے ۳۰۲ھ میں ایک عظیم الشان لشکر زیر قیادت اپنے مشہور سپہ سالار خفاشہ کتامی کے ساتھ افریقیہ سے اسکندریہ کی خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر کو بچانے کے لئے مونس خادم کی زیر قیادت ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ مال و اسباب اور آلات جنگ خاطر خواہ ضرورت سے زیادہ عنایت فرمایا مونس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی اور متعدد معرکوں اور شدید لڑائیوں کے بعد خفاشہ کو شکست فاش ہوئی۔ باقی لشکر کو لے کر مغرب کا راستہ لیا۔ ان ہی معرکوں میں فریقین کے ہزارہا آدمیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کے قتل کا حکم

حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا والی تھا۔ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو مال کثیر کا مطالبہ کیا۔ حسین نے مہیا کر کے پہنچا دیا۔ اس کے بعد یہ لکھ بھیجا "دیار ربیعہ کو سلطانی عمال کے حوالہ کر دو"۔ حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا۔ ان دنوں مونس خادم مصر میں مہدی والی افریقیہ کی لشکر سے لڑائی میں مصروف تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک لشکر جرار کے ہمراہ رائق کبیر کو حسین کی گوشمالی کے لئے ۳۰۳ھ میں روانہ کیا اور مونس خادم کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا۔ جنگ مغاربہ عبیداللہ سے فارغ ہو کر فوراً" دیار ربیعہ کی جانب کوچ کر دو۔ حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے۔ پہلے رائق کبیر اور حسین سے لڑائی ہوئی۔ حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی رائق بھاگ کر مونس خادم کے پاس پہنچا۔ مونس خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور مہم مغاربہ سے فارغ ہو کر حسین کی طرف کوچ کیا۔ احمد بن کیغلغ بھی اس مہم میں شریک تھا۔ آہستہ آہستہ جزیرۂ ابن عمر تک پہنچا۔ حسین اس وقت آرمینیہ میں تھا۔ مونس کی آمد کی اطلاع سن کر حسین کے بیشتر ساتھی چھپ چھپ کر مونس سے آملے۔ حسین یہ صورت حال دیکھ کر آرمینیہ سے نکل کھڑا ہوا مونس نے ایک فوج کو تعاقب میں روانہ کیا جس کا کمانڈنگ افسر بلیق تھا۔ سیما جزری اور صفوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے کمانڈر تھے مقام تل ناتان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی ایک زبردست جنگ کے بعد حسین کو مع اس کے بیٹے عبدالوہاب کے گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مونس نے فتح یاب ہو کر براستہ موصل بغداد کی طرف واپسی کی۔ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابو الہیجا بن حمدان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً" تعمیل کی گئی۔ پھر ۳۰۵ھ میں ابو الہیجا کو رہا کر دیا اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم صادر کیا۔

وزارت کی تبدیلی

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابو الحسین بن فرات معتوب ہو کر جیل کی صعوبت برداشت کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود

خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کے مشورے کے مطابق عمل در آمد کرتا تھا بعض ارکین سلطنت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابنِ فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبروزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچ گئی۔ اس نے یہ خیال انجام وزارت سے مستعفی ہونے کا ارادہ کیا لیکن خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ کچھ مدت بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ محلرائے خلافت کی قہرمانہ وزیر السلطنت کے پاس جرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا کسی نے اس کو نہ جگایا۔ قہرمانہ واپس آئی۔ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اسی وقت وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابنِ فرات کو دوبارہ قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور یہ اقرار کرلیا گیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور عمال کو بھی گرفتار کرا لیا۔ ابو علی بن مقلہ جو اس زمانہ سے روپوش تھا جب سے کہ ابنِ فرات کو قید کیا گیا تھا۔ تبدیلیٔ وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ ابنِ فرات نے اسے طلب کر کے اپنے خاص حاشیہ نشینوں میں شامل کر لیا۔

یوسف کی کامیابی

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کے انتقال کے بعد یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں صوبہ جات آرمینیہ اور آذر بائیجان کا گورنر متعین ہوا۔ جنگ، امامت اور مال کے محکمے اس کے سپرد ہوئے چنانچہ وہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے زینۂ وزارت پر قدم رکھا یوسف نے خراج کے بھیجنے میں پس و پیش شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا اور کسی سال مطلق روانہ نہ کرتا اس سے آہستہ آہستہ یوسف کی قوت میں اضافہ ہو گیا اور جس امر کا وہ خواہاں تھا اس کو اس نے فراہم کر لیا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ فوراً یہ ظاہر کر دیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربارِ خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عنایت ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی۔ حمید بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاروں سے تھا اور اسی کی جانب سے رے کی حکومت پر متعین تھا لیکن عہدِ وزارت علی بن عیسیٰ میں حمید نے رے کو دبا لیا تھا اور براہِ راست دربارِ خلافت سے خراج ادا کرنے کی شرط پر سند حکومتِ رے حاصل کر لی تھی۔ ۳۰۴ھ میں یوسف نے حمید پر چڑھائی کر دی۔ حمید یہ اطلاع سن کر خراسان بھاگ گیا یوسف نے بغیر لڑائی کئے رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

یوسف کی سرگرمیاں

اس کامیابی کے بعد یوسف نے وزیر السلطنت ابنِ فرات کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا جس میں لکھا "میں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ باغیانِ سلطنتِ علیہ عباسیہ سے قابضانِ صوبہ رے کو نکال دیا ہے" اس مہم کے سر کرنے میں بہت زیادہ مال و دولت صرف ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سندِ حکومت بھی مجھے مرحمت فرمائی ہے۔ خلافت مآب اس مضمون کو سن کر متعجب ہو گئے حکم دیا کہ برطرف وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے برطرف وزیر نے لاعلمی کا اظہار کیا اور یوسف کو سندِ حکومت رے دینے کے معاملہ سے انکار محض کیا اور یہ کہا "کہ یوسف سے پوچھا جائے کہ فرمان شاہی اور سندِ حکومت کون لے گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار یا خدام سلطنت لے گئے ہوں گے اس سے اس کے جھوٹ سچ کی قلعی کھل جائے گی وزیر السلطنت ابنِ فرات نے اس مشورے کے مطابق یوسف کو تحریر کیا تم نے ان شہروں سے بیجا تعرض کیا ہے تم کو کوئی استحقاق ان پر قبضہ کر لینے کا نہ تھا اور تم نے برطرف وزیر علی بن عیسیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ اس نے تم کو کوئی سندِ حکومت نہیں دی اور بعد انتظار جواب ایک لشکر زیر قیادت خاقان مفلحی بہمراہی احمد بن مسرور بلخی سیما جزدی اور تحریر صغیر روانہ کیا۔ ۳۰۵ھ میں یہ لشکر رے میں پہنچا یوسف مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ یوسف نے ان کو شکست دے کر ایک گروہ کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔

مونس کی روانگی

تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو یوسف کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا اور خان مفلحی کو صوبہ جات جبل سے بطرف کر کے نحریر صغیر کو مقرر کیا۔ جس وقت مونس رے کے نزدیک پہنچا' احمد بن علی (صعلوک کا بھائی) حاضر ہوا اور امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اس کے بعد یوسف کا یہ پیام آیا' مجھے صوبہ رے کی حکومت دربارِ خلافت سے عنایت کی جائے تو میں علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا۔ مونس نے اس درخواست کو دارالخلافتہ بغداد روانہ کر دیا جہاں سے چند دن بعد جواب آیا۔ چونکہ ان ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے اس لئے یہ درخواست منظور نہ فرمائی جائے گی۔ یوسف نے یہ جواب پاکر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربارِ خلافت سے وصیف بکتمری کو اس صوبہ کی سند حکومت عنایت ہوئی۔ اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومتِ رے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربائیجان اور آرمینیہ تھے۔ انہیں کی سندِ حکومت عنایت فرمائی جائے خلافت مآب نے جواباً" تحریر فرمایا' یہ درخواست اس وقت منظور کی جا سکتی ہے جب کہ یوسف بذاتِ خود دربار خلافت میں حاضر ہو۔ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا' فریقین میں زبردست لڑائی ہوئی آخرکار مونس شکست کھا کر زنجان کی طرف بھاگا۔ مشہور و معروف سپہ سالار مارے گئے۔ بدر وغیرہ گرفتار ہو گئے۔ جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں ڈال دیا۔

یوسف کی سرکوبی

اس شکست کے بعد مونس زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا اور دربارِ خلافت سے امداد کی درخواست کی۔ اس زمانہ میں برابر یوسف مصالحت کے لئے کوشش کرتا رہا لیکن خلیفہ مقتدر نامنظور کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ آغاز ۳۰۷ھ میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے یوسف پر حملہ کیا۔ اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی' ایک شدید جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوئی اور یوسف گرفتار ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ جو چند دنوں بعد مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسنِ خدمت کے صلے میں رے' دیناوند' قزوین' ابہر' زنجان' اصفہان' قم اور قاشان کی سندِ حکومت عنایت ہوئی۔ مونس نے اپنی جانب سے سوبجات' رے' دیناوند' قزوین' ابہر اور زنجان پر علی بن وہشوان کو مامور کیا اور یہاں کے مال و متاع کو اس کے سپاہیوں کو دے دیا۔ اصفہان' قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کر دیا۔

سبک کی کامیابی

جیسے ہی مونس نے آذربائیجان سے عراق کی طرف واپسی کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے آذربائیجان پر اچانک حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور انتہائی تیزی سے مختصر مدت میں ایک فوج بھی فراہم کر لی۔ مونس نے یہ خبر سن کر محمد بن عبداللہ فاروقی کو سرکوبی پر مامور کیا۔ سب کو اس کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دے دی۔ محمد نے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے تمام صوبہ آذربائیجان پر بڑی تسلی و اطمینان سے قبضہ کر لیا اور دربارِ خلافت میں اس مضمون کی درخواست روانہ کی کہ میں رعایہ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربائیجان کی سندِ حکومت عنایت فرمائی جائے میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے بھتیجے علی بن وہشوان کو جس وقت کہ یہ قزوین میں مقیم تجارات کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا اس کی بجائے دربارِ خلافت سے وصیف بکتمری کو مقرر کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان مقرر ہوا۔

رے پر چڑھائی

والی اصفہان و قم احمد بن علی بن صعلوک نے اس تبدیلی سے آگاہ ہو کر رے پر چڑھائی کر دی اور بزورِ شمشیر اس پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا۔ لکھ بھیجا کہ فوراً رے چھوڑ کر قم واپس جاؤ۔ احمد الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ کچھ مدت بعد لشکر فراہم کر

کے پھر رے پر چڑھائی کر دی' ادھر وصیف بکتمری بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ ادھر دربارِ خلافت سے نحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا لیکن ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے قبل احمد نے رے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا۔ نحریر اور وصیف اپنا سا منہ لے کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صلح کرا دیجئے اور رے کی سندِ حکومت جس طرح ممکن ہو دلوا دیجئے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ نصر نے کہہ سن کر احمد کو صوبہ رے کی سندِ حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کے سپرد کر دی گئی۔

بجستان کی لڑائی

بجستان ۲۹۸ھ سے ابنِ سامان کے قبضہ میں تھا پھر کثیر بن احمد بن صفود نے ابن سامان سے بجستان چھین لیا۔ خلیفہ مقتدر و گورنر فارس بن عبداللہ حامی کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر زیرِ قیادت اورک کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے بجستان روانہ کر دو اور وہاں کے محکمۂ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو متعین کرو۔ چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا۔ اہلِ بجستان یہ خبر سن کر مقابلہ پر آئے۔ ایک شدید جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا۔ باقی فوج جان بچا کر بھاگ نکلی۔ کثیر بن احمد بن صفود نے دربارِ خلافت میں چٹھی بھیجی اور معذرت کی کہ میں اس کام سے بری ہوں۔ اہلِ شہر کی یہ ساری شرارت ہے۔ خلیفہ نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کر کے کثیر کی سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ درخواست کی بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ دینار سالانہ مجھے بجستان کی سندِ حکومت عنایت فرمائی جائے۔ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ میں پیش آیا۔

ابو زید کی بغاوت

اسی سنہ میں ابو زید خالد بن محمد مادرانی افسر محکمہ مال صوبہ کرمان نے سلطنتِ عباسیہ کے خلاف علمِ مخالفت بلند کیا اور فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے شیراز کی طرف پیش قدمی کی۔ بدر نامی گورنر فارس یہ خبر سن کر ابو زید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار ابو زید کو شکست ہوئی۔ ابو زید گرفتار ہو گیا۔ بدر نے قتل کر کے اس کا سر اتار لیا اور فتح کے اطلاع نامے کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

لشکریوں کا ہنگامہ

۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ اور روزینہ نہ ملنے کی وجہ سے ہنگامہ کر دیا اور دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر شکایت کی خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابنِ فرات سے جواب طلب کیا۔ اس نے دست بستہ معذرت کی کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں بہت مال خرچ ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ آمدنی میں بھی کمی آگئی ہے۔ اس وجہ سے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے۔ لشکری یہ سن کر چلا اٹھے۔ امیر المومنین اس حیلہ باز وزیر کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اس سے وصول کر لیں گے۔ ابنِ فرات نے یہ صورت حال دیکھ کر خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار صرف خاص سے لے لینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور تمام معمولی اخراجات کی ذمہ داری کر لی تھی اگرچہ ابنِ فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے' آمدنی میں کمی اور مصارفِ جنگ ابی ابن الساج کا عذر کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا لیکن خلافت مآب نے یہ عذر قبول نہ کیا اور گرفتار کر لیا۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ ابنِ فرات کا یہ ارادہ ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانہ سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر سلطنتِ عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی برطرفی پر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس دوران ابن فرات نے جنگ ابن ابی الساج پر حسین کے بھیجنے کی تجویز پیش کی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا اور ابنِ[1] فرات کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۶ھ کا ہے۔

---

[1] ابن فرات سے اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس ۵ مہینے ۱۹ یوم وزارت کی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۱)

برائے نام وزارت

حامد بن عباس ان دنوں صوبہ واسط میں تھا۔ لوگوں نے ابنِ فرات سے حامد کے متعلق یہ کہہ دیا تھا کہ جس قدر اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس سے بہت زیادہ اس کو وصول ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حامد اور ابن فرات میں منافرت اور ناچاقی پیدا ہو گئی ہے۔ حامد نے اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے حساب نہ پوچھا جائے اور اس مال کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ نصر حاجب اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کی' کہ موقع پا کر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کیجئے۔ میری کثرتِ متبعین کو خلافت مآب پر ظاہر کر دیجئے اور اس بات کو بھی واضح کر دیجئے گا کہ حامد امیر اور مالدار آدمی ہے۔ میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری خدمت کروں گا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ موقع مناسب مل گیا۔ دونوں نے خلیفہ مقتدر سے حامد کی ہوشیاری اور مالداری کی بڑی تعریف کی۔ اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے طلب فرما لیا اور چند دنوں بعد حامد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ابنِ فرات کو مع اس کے بیٹے محسن اور متبعین کے گرفتار کر لیا اور قلمدانِ وزارت حامد کے سپرد کر دیا لیکن حامد نے حقِ وزارت ادا نہ کیا اور اس شان و شوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے شایان تھی۔ مختلف محکموں کے ناظموں اور افسروں نے خودسری اور خود مختاری شروع کر دی۔ بحالت مجبوری خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ برطرف وزیر کو قید سے رہا کر کے حامد کی طرف سے بطور نائب کے تمام محکموں کا نگران مقرر کیا۔ حامد کی ناسمجھی اور عہدۂ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا۔ حامد کا نہ کوئی حکم رہ گیا اور نہ کوئی اثر۔ نام کی وزارت حامد کی رہی اور دراصل علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔

ابنِ فرات پر الزامات

کچھ مدت بعد حامد نے برطرف وزیر ابنِ فرات کو جیل سے طلب کیا اور الزامات خیانت کے ثبوت کی غرض سے علی بن احمد مادرانی کو بحث کرنے کا حکم دیا۔ ابن فرات ایک تجربہ کار اور ہوشیار شخص تھا۔ علی بن احمد کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ حامد نے جھلا کر گالیاں دیں۔ ابنِ فرات نے انتہائی سمجھداری سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز کلمات میں کہا۔ "آپ کے شایانِ شان یہ کلمات نہیں ہیں۔ آپ عہدۂ وزارت پر ہیں۔ جس انداز اور قطع سے آپ ہیں وہ اس کے منافی ہیں"۔ حامد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ابن فرات شفیع لولوی سے مخاطب ہو کر بولا "میری طرف سے امیر المومنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے میں نے دو لاکھ دینار کا مطالبہ و مواخذہ کیا ہے اس نے یہ خیال کر کے کہ وزیر ہو جانے پر مجھ سے مطالبہ و مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا لیکن اس اہم عہدہ کی قابلیت بالکل نہیں ہے۔ حامد یہ سن کر مزید برہم ہوا اور سخت و سست کہنے لگا۔ خدامِ خلافت نے خلیفہ کے اشارے سے ابنِ فرات کو پکڑ کر جیل میں پہنچا دیا اور مالِ کثیر بطور جرمانہ وصول کیا۔ اس کا بیٹا محسن اور اس کے ساتھی کوڑوں سے زدوکوب کرائے گئے اور ان پر بھی جرمانہ عائد کیا گیا۔

بغداد میں بغاوت

حامد کے ہوش اس واقعہ کے بعد ٹھکانے آ گئے۔ اس بات کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں۔ سارے احکامات علی بن عیسیٰ کے جاری و ساری ہیں اگر کچھ مدت اور یہی صورت رہی تو عجب نہیں کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں۔ اس خیال کا قائم ہونا تھا کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام و سیاست واسط جانے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی۔ دارالخلافت سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ گو ظاہر حامد مستعدی کا اظہار کرتا اور احکام بھی آپ ہی صادر کرتا لیکن درحقیقت زمامِ انتظام و سیاست علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں تھی۔ چند دنوں میں محاصل ملک میں ظاہر طور سے اضافہ دکھلا دیا۔ خلیفہ مقتدر کو بے حد خوشی ہوئی اور اس نے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو اس سے خطرہ لاحق ہو گیا۔ اس دوران بغداد میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی اور عوام الناس نے دکانداروں اور تاجروں کو دن دہاڑے لوٹ لیا۔ سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے' غلہ خرید خرید کر ذخیرہ کرتے جاتے تھے جس سے مہنگائی بڑھتی جاتی تھی۔ حامد کو اس کی بغاوت کی اطلاع ہوئی روک تھام کرنے کو آ پہنچا۔ عوام الناس مجتمع ہو کر مقابلہ پر آ گئے۔ لڑے۔ جیل کو توڑ ڈالا۔ افسر پولیس کے مکانوں کو لوٹ لیا' تب خلیفہ مقتدر نے غریب الخال کی زیر قیادت ایک لشکر اس ہنگامہ کو ختم کرنے پر مقرر فرمایا۔ شام ہوتے ہوتے

فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ فسادیوں اور باغیوں کو بعد ثبوت جرم سزائیں دی گئیں۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے گیہوں' جو اور ہر قسم کے غلہ کے گودام کھلوا کر فروخت کرنے کا حکم دیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کر کے علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا چنانچہ حامد کے عمّال سواد' کوفہ و بصرہ سے واپس بلا لئے گئے۔

مغاربہ کو شکست

والیٔ افریقیہ مہدی نے ۳۰۷ھ میں اپنے بیٹے ابو القاسم کو ایک عظیم الشّان لشکر کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں وہ اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ جیرہ میں داخل ہو کر صعیدہ پر بھی قابض ہو گیا اور اہل مکہ کو سلطنت علویہ کی ہدایت قبول کرنے کو لکھا۔ اہل مکہ نے منظور نہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابو القاسم کی مدافعت اور مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور طرفین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ آخر کار مونس کو کامیابی ہوئی۔ اسی معرکہ کے بعد سے مونس کو مظفر کا لقب دیا گیا۔ جنگ کے دوران افریقیہ سے ایک بیڑا جہازات کا جس میں اسی کشتیاں تھیں۔ ابو القاسم کی کمک کو آ پہنچا اور قریب اسکندریہ لنگر انداز ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑا ابو الیمن کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ دونوں میں اسکندریہ کے قریب لڑائی ہوئی۔ شاہی بیڑا کو فتح حاصل ہوئی۔ افریقیہ کے بیڑا جہازات کی بیشتر کشتیاں نذرِ آتش کر دی گئیں۔ سلیمان خادم اور یعقوب کتامی مع ایک گروہ کے گرفتار کر لیا گیا۔ سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو زنجیروں میں جکڑ کر بغداد بھیج دیا گیا کچھ مدت بعد بہ حکمت عملی اس نے جیل سے نکل کر افریقیہ کا رخ کیا۔

اس شکست سے مغاربہ کی کمر ٹوٹ گئی اور امداد کا آنا بند ہو گیا۔ جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی۔ سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے۔ مجبوراً افریقیہ کی طرف واپسی کی تو شاہی فوج نے تعاقب کیا یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال باہر کیا۔

یوسف کی رہائی

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے معرکہ آرائی کی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ بغداد میں قید کر دیا گیا۔ ابو یوسف ابی الساج کے گرفتار ہو جانے پر اس کے صوبجات مقبوضہ پر سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا کچھ مدت بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱۰ھ میں سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا۔ خلعت دی اور صوبجات آذر بائیجان' رے' قزوین' ابہر اور زنجان کی سندِ حکومت عنایت فرمائی۔ یوسف نے پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج علاوہ مصارف فوج دینے کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ یوسف' سندِ حکومت حاصل کر کے مع وصیف بکتمری کے آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ موصل پہنچا صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی' اس کے بعد موصل سے کوچ کر کے آذر بائیجان میں داخل ہوا۔ اس وقت اس کے غلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ پہنچتے ہی آذر بائیجان پر قابض ہو گیا۔ ۳۱۱ھ میں آذر بائیجان سے رے کا رخ کیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی برادر صعلوک فائز تھا۔ احمد بن علی نے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ دربارِ خلافت سے سند حکومت رے حاصل کی تھی۔ لیکن کچھ مدت بعد علمِ خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا اور ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم سے جو اولاد اطروش کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا۔ تعلقات پیدا کر لئے چنانچہ جس وقت یوسف رے پہنچا۔ احمد مقابلہ پر آیا۔ یوسف نے اس کو شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی حجہ ۳۱۱ھ کا ہے۔ ایک عرصہ تک اس کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا۔ اس کے بعد رے سے کوچ کر کے اوائل ۳۱۳ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہوا اور بوقتِ روانگی اپنے غلام مفلح کو رے میں اپنے نائب کے متعین کر گیا۔ اہل رے نے یوسف کی روانگی کے بعد ہی مفلح کو نکال دیا اور باغی ہو گئے۔ یوسف تک اطلاع پہنچی تو ماہ جمادی الثانی ۳۱۳ھ میں پھر رے کی طرف لوٹا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔

یوسف کی روانگی

ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو مشرقی شہروں کی سندِ حکومت مرحمت کی اور یہ حکم دیا کہ واسط میں پہنچ کر مشرقی شہروں کے خراج کو فوج کی تنظیم اور سپہ سالاران لشکر میں صرف کرو اور سامانِ جنگ درست کر کے ابو طاہر قرمطی سے جنگ کرنے کے لئے ہجر کی جانب کوچ کر دو۔ چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچا۔ مونس مظفر موجود تھا' جیسے ہی یوسف واسط کے نزدیک پہنچا مونس مظفر نے واسط چھوڑ کر بغداد کا راستہ لیا اور ہمدان' ساوہ' قم' قاشان' ماہ بصرہ' ماہ کوفہ اور سبدان کے خراج کو بغرضِ تنظیم فوج و تیاریٔ جنگ قرامطہ' واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

سعید نصر کی روانگی

خلیفہ مقتدر نے جس وقت یوسف کو رے سے واسط کی طرف بغرضِ جنگ ابو طاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ نے سعید نصر بن سامان کو رے کی سندِ حکومت بھیج دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً" رے میں پہنچ کر رے کو فاتک (یوسف کے غلام) سے چھین لو۔ اوائل ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا جس وقت کوہ قارن کے نزدیک پہنچا۔ ابو نصر طبری نے راستہ روک دیا۔ سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر سودا طے کر لیا۔ ابو نصر نے اس رقم کو وصول کر کے راستہ دے دیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال لیا۔ دو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہا اس کے لئے سیجور دوانی کو مامور کر کے نجار کی طرف لوٹ آیا۔ کچھ مدت بعد سیجور کو برطرف کر کے محمد بن ابی صعلوک کو متعین کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے میں کرسیٔ حکومت پر متمکن رہا۔ اس کے بعد علیل ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آگئے تو رے کو ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا۔ اور رے میں دامغان پہنچ کر فوت ہو گیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح سے رے پر قابض ہو گئے۔

حامد بن عباس

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدانِ وزارت سپرد ہو گیا تھا لیکن اس کی ناسمجھی اور عہدۂ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کے باعث سے علی بن عیسیٰ پیش پیش ہو رہا تھا۔ نام کو حامد وزیر تھا اور دراصل علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا بعض اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کر دیتا اور اس کے فرمانوں کو جو عمال اور گورنرانِ صوبجات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ جو چاہتا کمی بیشی کر دیتا۔ جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو جا بجا ظلم کرنے سے روکنا چاہیے۔ وزیر السلطنت حامد ان واقعات سے کچھ مشکوک سا ہوا اور دربارِ خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی طرف روانہ ہو گیا۔

حامد اور مفلح کا تنازعہ

حامد کے چلے جانے کے بعد خدامِ سلطنت اور مصاحبین خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ ملنے کی دربارِ خلافت میں شکایت پیش کی۔ کیونکہ علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقتِ مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو دو ایک مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا ملازمین شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا۔ اہلِ وظائف نے مجتمع ہو کر یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک دفتر جمع ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے مابین باتوں باتوں میں ناچاقی پیدا ہو گئی اگرچہ مفلح اسود کا غلام تھا مگر خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور برطرف وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص لگاؤ تھا۔ حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح سخت ناراض اور آگ بگولا ہو گیا۔

محسن ابنِ فرات

اس دوران محسن ابنِ فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کے لئے وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی دے دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر سہ بارہ عہدہ وزارت سے نوازا اور اس کی بجائے علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۱۱ھ کا ہے اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسط سے آپہنچا۔ ابن فرات نے اس کی گرفتاری پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ وہ ایوانِ وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر ان کے راستے سے بھاگ کر بغداد میں روپوش ہو گیا۔ اس کے بعد چھپ کر رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنا حالِ پریشان پہنچانے کی التجا پیش کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزائے قید دار الخلافہ میں دی جائے۔ وزیر السلطنت ابنِ فرات کی نگرانی اور سپردگی میں نہ دیا جاؤں۔

حامد بن عباس کا انتقال

نصر نے مفلح کو بلا کر حامد کی غلطی معاف کرائی اور خلیفہ تک اس کے عرض حال کی سفارش کی۔ اس خدمت کی انجام دہی کے معاوضہ میں کچھ دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن مفلح نے دربارِ خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے خلاف التجا کی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کی غرض سے ابنِ فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ ابنِ فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک عرصہ تک قید میں رکھا۔ اس کے بعد اس کے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا۔ فقہا اور عمال حساب لینے کے لئے طلب کئے گئے۔ جانچ پڑتال ہوتی رہی، دس لاکھ دینار کے غبن و تصرف کا حامد نے اعتراف کیا۔ محسن ابنِ فرات نے پانچ لاکھ دینار کی پیشکش کر کے حامد کو لے لیا اور طرح طرح کی تکالیف دینے لگا۔ پھر اس کو جاگیر اور مال و اسباب کے فروخت کرنے کو واسط روانہ کیا۔ راستے میں وہ انتقال کر گیا۔

ابنِ فرات کی سازشیں

اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا۔ محسن ابنِ فرات نے اس کو بھی خلیفہ سے لے لیا اور وصولیابی کی غرض سے ہر طرح کی تکالیف دیں لیکن کچھ بر آمد نہ ہوا۔ چونکہ علی بن عیسیٰ نے زمانہ برطرفیٔ ابنِ فرات میں، ابن فرات کے ساتھ اچھے سلوک کئے تھے۔ اس وجہ سے ابنِ فرات نے کچھ مدت علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی۔ یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے سپرد کیا گیا۔ محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں۔ وصولیابی اور اس کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کی غرض سے اس کو اہواز کی طرف روانہ کیا۔ محافظین نے اس کو اس قدر مارا کہ مر گیا۔ انہیں دنوں حسین بن احمد اور علی بن محمد ماورائی کے زوال کا زمانہ بھی آ گیا تھا۔ ابنِ فرات کے اشارہ سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کے ناظموں کے گروہ سے بھی پوچھ گچھ کی گئی اور ان سے بھی مالِ کثیر طلب کیا گیا۔ اس دوران مونس جہاد سے واپس آ گیا۔ ابنِ فرات کے ان کاموں کی اس کو اطلاع ہوئی۔ لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے جبر و تشدد پر وہ ناراض ہوا۔ ابن فرات کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے انجام کے خیال سے خلیفہ مقتدر سے یہ کہہ دیا کہ مونس کا دار الخلافت میں رہنا ٹھیک نہیں ہے اسے محافظت اور نگرانی کی غرض سے حدودِ شام پر بھیج دینا چاہئے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے کہنے کے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کو حدودِ شام کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ مونس کی فکر سے فارغ ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نگاہ دوڑائی تو آنکھوں میں کانٹا کھٹک گیا۔ فوراً خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیئے اور اس کی کثرتِ مال و اسباب کا لالچ دیا ابھی کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ سے آگاہ ہو کر خلیفہ مقتدر کی ماں کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا جس سے ابنِ فرات کی ایک بھی پیش نہ چلی۔

ابنِ فرات کی گرفتاری

ان مظالم اور بے جا تشدد کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل پھر گئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابنِ فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا دربارِ خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع ہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں۔ فوراً خلیفہ کے کانوں تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ کچھ لوگ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کے لئے آئے تھے اور ان کو مجھ سے کچھ کہنا سننا

تھا۔ خلیفہ مقتدر یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہو کر ایوانِ شاہی میں گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ان لوگوں کو اپنے پاس بٹھایا۔ ادھر ادھر کے حالات کے متعلق پوچھتا رہا' جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہو گیا کہ خلیفہ ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہے۔ رخصت ہو کر چلنے کا ارادہ کیا۔ نصر حاجب نے پہنچ کر منع کر کے حراست میں لے لیا۔ اتنے میں مفلح آگیا اور اس نے خلیفہ کے کان میں جھک کر عرض کی امیر المومنین اس وزیر کی برطرفی میں جلد بازی سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی رُوپوش ہو گیا۔ باقی رہا ابنِ فرات' وہ اگلے دن گرفتار کر لیا گیا۔ نازوک اور بلیق ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابنِ فرات کے مکان پر آئے۔ ننگے پاؤں گرفتار کر کے گھر سے نکال لائے اور اس کو مع ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے۔ مونس نے شفیع لولوی کے سپرد کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ میں پیش آیا۔

ابو القاسم بن علی کا تقرر

ابنِ فرات کی برطرفی کے بعد ابو القاسم بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الخال اور نصر حاجب وغیرہ نے بھی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے مجبوراً قلمدانِ وزارت ابو القاسم کے حوالہ کیا اور اسی کے عہدۂ وزارت میں اس کے باپ علی کا انتقال ہو گیا اور اس کی بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے واپس بلا لینے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور صوبجات مصر و شام کی حکومت بھی مرحمت فرمائی۔

محسن اور ابنِ فرات کا خاتمہ

ابنِ فرات وزیر' ایک عرصہ تک رُوپوش رہا۔ ایک دن ایک عورت محلسرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلیفہ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوک افسر اعلیٰ محکمہ پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا۔ نازوک نے تھوڑی دیر کے بعد اسے لا کر حاضر کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا۔ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دیں اور تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ تب خلیفہ مقتدر نے اسے دار الخلافت میں اس کے باپ کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے خطرہ لاحق ہوا۔ مونس ہارون اور نصر کے پاس دوڑا گیا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلیفہ کی جانب سے بھی کسی قدر ان کو بدظن کیا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آگئے۔ تمام کے تمام مجتمع ہو کر دربار خلافت میں گئے اور یک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابنِ فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے۔ جب تک یہ دونوں زندہ رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالارانِ لشکر اور ارکینِ سلطنت کی طرف مشورہ دینے کا اشارہ کر دیا نازوک نے اسی وقت ابنِ فرات اور محسن کا سر قلم کر دیا۔[1] ہارون نے ایوانِ وزارت میں حاضر ہو کر ابو القاسم کو ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابو القاسم سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسنِ خدمت کے صلے میں دو ہزار دینار ابو القاسم سے وصول کر لئے۔ باقی رہے ابنِ فرات کے اور بیٹوں کے تو مونس نے اس کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور ابو نصر کی سفارش کی اور انہیں قید سے رہا کر دیا گیا۔ بیس ہزار دینار بطور انعام عطا ہوئے۔

ابو العباس خصیبی کی نااہلی

۳۱۳ھ میں ان واقعات کے بعد ابو القاسم کو بوجہ طویل بیماری برطرف کیا گیا[2] کیونکہ لشکریوں کی تنخواہیں اس کی بیماری کی وجہ سے رُک

---

[1] یہ واقعہ تیرہویں ربیع الثانی ۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت ۷۱ برس کی تھی اور محسن کی تینتیس برس (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷)

[2] ماہ رمضان ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۸)

گئی تھیں۔ وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے۔ لشکریوں نے مجتمع ہو کر شور و غل مچایا۔ خلیفہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فوراً برطرفی کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ ابو العباس خصیبی کو عہدۂ وزارت پر فائز کیا۔

ابو العباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سیکرٹری تھا۔ خلعتِ وزارت پانے کے بعد ایوانِ وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابو العباس سے ملنے آتا۔ کچھ مدت بعد ابو العباس کے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہوئی۔ آمدنی بھی کم ہوئی وہ رات دن شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ امورِ سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا تھا۔ صدورِ حکم کی غرض سے عمال کی جو رپورٹیں یا درخواستیں آتی تھیں مہینوں پڑی رہتی تھیں۔ اس نے ایک شخص اپنی جانب سے قائم مقام مقرر کر رکھا تھا جو سیاہ و سفید چاہتا تھا۔ وہ کر گزرتا تھا جس سے مصالح ملکی قوت اور انتظامی امور درہم برہم ہو گئے۔ مونس نے انجام کار پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اس کی برطرفی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقرری کا مشورہ دیا۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابو العباس کو اس کی وزارت کے ایک سال دو مہینے بعد برطرف کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی تقرری

علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت دینے کی غرض سے دمشق سے طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں حاضر نہ ہو' اس وقت تک اس کا قائم مقام ابو القاسم عبداللہ بن محمد کلواذی وزارت کا کام انجام دیتا رہے۔ اوائل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں داخل ہوا اور اس نے مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو گئے۔ عمال اور گورنرانِ صوبجات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا۔ سواد' اہواز' فارس اور مغرب کے بقایا محاصل[1] یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانۂ عامرہ میں داخل ہونے لگے۔ لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ خواروں کے وظائف دے دیئے گئے۔ گویّوں' قصہ خوانوں اور درباری مسخروں اور خوشامدی مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا گیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ فوج نظام سے ضعیفوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آلاتِ جنگ نہیں جانتے تھے' چھانٹ کر دی گئی۔ بذات خود ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر مناسب حکم صدر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نگاہ دوڑاتا۔ غرض چند ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں گڑبڑ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابو العباس کی پیشی

اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابو العباس خصیبی کو خلیفہ کے حکم سے دربارِ خلافت میں طلب کیا۔ فقہاء قضاۃ اراکینِ سلطنت اور تمام سیکرٹری جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا' استفسار کیا گیا "ممالکِ مقبوضہ اور صوبجاتِ مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخلِ خزانہ عامرہ ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ کس قدر باقی ہے؟" ابو العباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا۔ "میں کچھ نہیں جانتا"۔ پھر سوال کیا گیا۔ تم نے ابی الساج کو بلا ضرورت اس قدر مال کیوں دے دیا؟ اور کیا سمجھ کر تم نے اس کو صوبجاتِ مشرقیہ کی حکومت دی؟ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ ابنِ ابی الساج اور اس کے ساتھی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے صوبجات کا انتظام کر لیں گے؟ جواب دیا "ہاں میرا یہی خیال تھا۔ اس قدر عرض کر کے خاموش ہو گیا۔ ابنِ ابی الساج کو بلاضرورت مال کثیر دے دینے کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ کام کیونکر جائز قرار دیا کہ مسلمانوں کی عورتیں بلااجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں۔ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ نہ بن پڑا۔ خاموشی کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس سے آمدنی اور خرچ کا سوال کیا گیا۔ صاف صاف کوئی جواب نہ دے سکا تب کہا گیا۔ تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ابو العباس نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اسے خلیفہ مقتدر نے جیل میں ڈال دیا گیا اور علی بن عیسیٰ تسلی و اطمینان کے ساتھ وزارت کے فرائض سرانجام دینے لگا۔

---

[1] محاصل بہ معنی آمدنی' مخارج بہ معنی خرچ۔ مترجم۔

علی بن عیسیٰ کا استعفیٰ

ایک عرصہ کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے انتظامی امور میں گڑبڑ پیدا ہوئی اور کچھ عمال نے اختلافات پیدا کئے۔ خراج کے وصول ہونے میں بھی کمی آ گئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے خلافت کا خرچ بے حد بڑھا دیا۔ اس خزان انبار سے لشکر آگیا اور دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ بڑھ گیا اور سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انتظامی امور میں خلل پیدا ہوا۔ علی بن عیسیٰ نے اس بات کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کر یہ مصارف نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس وزن کا بوجھ خزانۂ عامرہ برداشت کر سکتا ہے اس کے علاوہ مجھ میں اور نصر حاجب میں بوجہ تعلقات مونس خادم رنجش ہے' اس نے عہدۂ وزارت سے استعفاء داخل کیا اور حدود سے زیادہ ضروری کی کوشش کی۔ لیکن مونس خادم نے سمجھا بجھا کر علیحدہ نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت نے کہا۔ بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے۔ مجھے یہاں تمہارے بعد جان کی فکر پڑ جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہی وقوع پذیر ہوا۔ مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ نصر نے ابو علی بن مقلہ کی طرف اشارہ کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری

اس وقت ۳۱۶ھ میں خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو گرفتار کرا کر قلمدانِ وزارت ابو علی کے حوالہ کیا۔ چونکہ ابو علی اور عبداللہ بریدی کے درمیان دوستانہ مراسم تھے اس لئے عبداللہ نے اس معاملہ میں کوشش کی۔ ابو علی دو سال چار مہینے تک وزارت کرتا رہا۔ کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ مونس خادم سے نفرت اور ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابو علی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے برطرف کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اتفاق وقت مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کر ابو علی کو گرفتار کر لیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابو علی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا لیکن مونس کے منع کرنے پر باز نہ آیا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابو علی سے مطالبہ کیا۔

سلیمان بن حسن کا تقرر

ابو علی کے بعد قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کی ساتھ ہی ساتھ انتظامی امور کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ سلیمان ایک سال دو ماہ تک عہدۂ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور مشورے دیتا تھا۔ اس کے بعد آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں مشکل ہونے لگی۔ سلطانی وظائف بھی بند ہو گئے۔ علاوہ ازاں پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول و تحصیل پر متعین کئے جاتے تھے جن کو وصول و تحصیل کا بالکل علم نہ تھا۔ مجبور ہو کر نصف حاصل پر اس حق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال' فقہاء اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے تھے۔

سلیمان کی برطرفی

ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیاز مندی ہو گئی تھی۔ اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی۔ مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو۔ خلیفہ کا مقصد یہ ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سننا تھا کہ بھڑک اٹھے اور انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی۔ چاروں طرف ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ خواص اور عوام اپنے حقوق طلب کرنے لگے' امیدواران وزارت یہ عہدہ جلیلہ حاصل کرنے میں سازشیں کرنے لگے۔ کوئی وظائف اور تنخواہ اور تمام مصارف کی ذمہ داری کا اقرار کرتا اور کوئی مصاحبین خلافت کو سبز باغ دکھا کر وزارت حاصل کرنے کا ارادہ مند تھا۔

وزارت کے امیدوار

غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی اور درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابو القاسم کلوازی کو وزیر مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔ اسی مشورے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابو القاسم کو وزارت مرحمت فرمائی لیکن صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دانیالی

دار الخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا جو بڑا چالاک' چلتا پرزہ' کاغذ ساز اور بہانہ باز تھا۔ کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا تھا اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اور رموز اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا جس میں ارباب حکومت اور اراکین سلطنت کے ناموں کے متعلق اشارے و کنائے لکھے ہوتے۔ انہیں خطوط و نقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت' رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے۔ زمانہ قدیم کی اختراعات میں سے ہے۔ دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباء و اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر م م م لکھ کر یہ حکم لگایا کہ ایسا ایسا ہو گا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کیا۔ مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ اس سے تم مقصود ہو۔ کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے۔ خلیفہ مقتدر کے غلام ہو۔ اس قدر سمجھا کر اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوتی تھیں۔ مناسبت کے ساتھ سمجھا دیا۔ مفلح ان کو سن کر خوش ہوا اور معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی۔ اس کے نام کو بھی اشارتاً" ایک ورق کاغذ پر لکھا اور بعض علامات کا جو اس کے حسب حالات تھیں۔ ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائے گا۔ بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے دور ہوں گی۔ انتظام مملکت انجام پذیر ہو گا۔ دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور دنیا آباد ہو گی علاوہ اس کے اس کاغذ پر بعض ایسے امور تحریر کئے جو گزر چکے تھے اور بعض ایسے لکھے جو ابھی وقوع پذیر نہ ہوئے تھے۔ ایک دن دانیالی نے اس کو مفلح کے سامنے پڑھا۔ مفلح بڑا حیران ہوا' اس کاغذ کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کیا۔ دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نظروں سے دیکھا۔ خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "تم بتلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے' کون شخص حامل ہے؟ عرض کی کہ حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ ارشاد ہوا سچ کہتے ہو' میرا میلان اس طرف ایک عرصہ سے تھا۔

کلوازی کی برطرفی

خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلوازی کی وزارت سے قبل حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا مگر مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ابھی نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے بارے میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا۔ ان واقعات سے مفلح کا اعتقاد مضبوط ہو گیا۔ موقع پا کر دانیالی سے پوچھا۔ آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں۔ جواب دیا۔ مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم میں سے ہیں۔ مفلح نے اس کی خبر خلیفہ مقتدر تک پہنچائی۔ آہستہ آہستہ حسین کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ ایک خط مفلح کے پاس عہدۂ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا۔ مفلح نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا۔ چونکہ مونس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا۔ لہذا پہلے اس کی اصلاح کرنی چاہی۔ اتفاق سے انہی دنوں کلوازی' وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا جس میں آمدنی سے خرچ زائد تھا۔ جس کی تعداد سات لاکھ تھی۔ اہل دیوان نے اس کے خلاف رپورٹیں دیں۔ کلوازی نے بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کر کے گزارش کی۔ امیر المومنین اس کا انتظام کسی صورت سے نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ خلیفہ اپنے مصارف کو کم کر دیں۔ خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گزرا اور حکم صادر فرمایا کہ حسین بن قاسم تمام مصارف کی ذمہ داری کرے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ دینار بیت المال میں داخل کرتا رہے۔ حسین نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ مقتدر نے اس کی درخواست کو جس میں ان شرائط کو اس نے تسلیم کر لیا تھا۔ کلوازی کو دکھایا۔ کلوازی دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اس کی برطرفی کا حکم دیا (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن

قاسم کو قلمدانِ وزارت سپرد فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم، عہدۂ وزارت کے کام کو انجام دے۔ علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور جہاں تک ممکن ہو دارالخلافت سے اس کو نکال کر صافیہ کی طرف بھیج دے۔

حسین بن قاسم کی برطرفی

عہدۂ وزارت کا چارج سنبھالنے کے بعد حسین نے بنو بویدی اور بنو قرابہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ مدّت بعد قلّتِ آمدنی اور کثرتِ مصارف کا احساس ہوا۔ ہر کام میں مشکل اور ہونے لگی۔ مجبوراً پیشگی خراج وصول کر کے گزشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الخال کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی۔ خلیفہ مقتدر نے خصیبی کو وزیر السلطنت کا حساب جانچنے پر مامور کیا۔ خصیبی نے دیکھ بھال کر کے وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دی۔ خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۰۲ھ میں جبکہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے۔ برطرفی اور گرفتاری کا حکم دیا اور قلمدان وزارت ابو الفتح فضل بن جعفر کے سپرد فرمایا اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا لیکن نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ سلوک نہ کیا اور اس زمانہ سے برابر یہی عہدۂ وزارت پر فائز رہا۔

ابو طاہر سلیمان

قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا تھا۔ ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی ان کا سردار تھا۔ ابو طاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے سلطنتِ عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات علیحدہ مستقل طور سے بیان کریں گے۔

قرامطہ کی بصرہ پر چڑھائی

ابو طاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا ارادہ کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابو طاہر نے ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور فصیل کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو ہلاک کر کے شہر میں گھس گیا اور دروازے کھول دیے۔ قتلِ عام کا بازار گرم ہو گیا سبک اس سے آگاہ ہو کر مقابلہ پر آیا۔ قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے۔ سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کی نذر ہو گئے۔ سترہ یوم ابو طاہر بصرہ میں مقیم رہا۔ اٹھارہویں روز جس قدر مال و اسباب اور عورتیں، لڑکے لے سکا لے کر ہجر کی طرف کوچ کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فاروقی کو بصرہ پر مامور کیا۔ چنانچہ محمد ابو طاہر کی واپسی کے بعد بصرہ میں وارد ہوا۔

قرامطیوں کا حجاج پر حملہ

۳۱۲ھ میں ابو طاہر قرامطی نے حجّاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بیر کی طرف کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابلہ ہوا۔ اہلِ کوفہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ حالتِ غفلت میں سفر کر رہے تھے کہ ناگاہ ابو طاہر نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اہلِ قافلہ مدافعت نہ کر سکے۔ چنانچہ قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس وقت اس واقعہ کی خبر حجاج کو ملی۔ جس وقت کہ وہ فید میں تھے چنانچہ قتل و غارت کے خوف سے قیام کر دیا۔ حتیٰ کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ ابو الہیجا بن حمدانی والی طریق کوفہ بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہلِ قافلہ کو وادی القریٰ کی طرف واپسی کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن اہلِ قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا، بالآخر جب زاد راہ ختم ہو گیا تو کوفہ روانہ ہوئے۔ ابو طاہر نے یہ خبر سن کر اس پر بھی حملہ کر دیا اور ابو الہیجا اور احمد بن بدر (یہ خلیفہ مقتدر کا ماموں تھا) کو گرفتار کر لیا اور تمام سامان و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی طرف واپسی کر دی اور حجاج کو اسی کف دست میدان میں بیک دینی و گوشی چھوڑ دیا۔ جن میں سے اکثر شدّتِ بھوک پیاس اور سورج کی گرمی سے مر گئے اور باقی ماندہ کا اکثر حصہ حجاز سے بڑی مشکل کے ساتھ بغداد واپس آیا۔

ان لوگوں کی عورتیں جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہدِ وزارت میں قید کیا تھا، مجتمع ہوئیں اور انہوں نے شور و غل مچایا۔ یہ بھی ایک سبب ابنِ فرات کے زوال اور برطرفی کا تھا۔

حجاج پر ایک اور حملہ

کچھ مدّت بعد ابو طاہر نے ابو الہیجا اور احمد کو مع ان کے تمام قیدیوں کے جو ان کے پاس تھے، رہا کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو طلب کیا۔ خلیفہ نے منظور نہ فرمایا۔ اس بناء پر ابو طاہر نے ہجر سے پھر بہ ارادہ تعرّض قافلہ حجاج کوچ کیا۔ جعفر بن ورقاء شیبانی والی کوفہ و طریق مکہ اس خطرہ کے پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی قوم سے مرتب اور تیار کی گئی تھی، قافلہ حجاج سے قبل روانہ ہو گیا تھا اور شمال والی بحر جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے۔ ان کی ابو طاہر اور جعفر سے لڑائی ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ جعفر کو شکست ہوئی جس کا اثر قافلۂ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ آخر کار ہزارہا حجاج مارے گئے اور شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اکثر کام آ گئے۔ باقی ماندہ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہو گیا۔ ابو طاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ چھ دن تک کوفہ کے باہر پڑا رہا۔ تمام دن مسجد میں رہتا اور رات کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا۔ اس کے بعد حسبِ خواہش مال و اسباب لے کر ہجر کی طرف واپسی کی۔

ابو طاہر کا خوف

شکست خوردہ گروہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی طرف خروج کرنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ قرامطہ کی واپسی کے بعد مونس کوفہ میں داخل ہوا چونکہ قرامطہ کوفہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وجہ سے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کر کے واسط کو بچانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس سال ابو طاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا ارادہ نہ کیا۔

قرامطہ کی کوفہ پر یلغار

خلیفہ مقتدر نے ۳۱۴ھ میں یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دار الخلافت میں طلب فرما کر مشرقی شہروں کی حکومت مرحمت کی اور ابو طاہر سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ جس وقت یوسف واسط کے نزدیک پہنچا۔ مونس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اسی دوران ۳۱۵ھ کا دور آ گیا۔ ابو طاہر نے لشکر مرتب کر کے کوفہ کی طرف خروج کیا۔ یوسف کو اس کی خبر ہوئی تو وہ آخری رمضان سنہ مذکور کو واسط سے کوفہ کو بچانے کے لئے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابو طاہر ایک دن قبل کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمّال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ابو طاہر نے کوفہ اور تمام علوفات اور رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی اس کی آٹھویں شوال کو ابو طاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا نامہ و پیام شروع ہوا۔ یوسف نے ابو طاہر کو علمِ عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا۔ ابو طاہر نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے۔ یوسف نے اعلانِ جنگ کر دیا۔ اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ یوسف مع اپنے چند ساتھیوں کے گرفتار ہو گیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا تھا۔ قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھا لائے۔ ابو طاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مقرر کر دیا۔

قرامطہ کی پیش قدمی

بھاگنے والوں نے بغداد میں پہنچ کر دم لیا۔ مونس مظفر علمِ خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اثنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جن میں نامی گرامی اور تجربہ کار سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے روکیں اور براستہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی۔ قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر انبار کا رخ کیا۔ اہلِ انبار نے یہ خبر سن کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں اور ابو طاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچ کر قیام کیا۔ حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو انہیں کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر اتار دیا۔ شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا قرامطہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اس اندوہناک واقعہ کی بغداد میں خبر پہنچی۔

یوسف بن ابی الساج کا انجام

نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا مونس مظفر تک پہنچا۔ چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی رہائی کی غرض سے حملہ کیا۔ قرامطہ بھی سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں آگئے۔ شدید لڑائی ہوئی۔ بالآخر شاہی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر محافظین کی نظروں سے بچ کر نکل بھاگنے کی فکر میں لگا تھا۔ ساتھیوں نے بھی اشارہ و کنایہ سے بھاگ جانے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ ابو طاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا۔ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے اور جو قیدی تھے ان کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ نازوک افسر پولیس' رات دن گشت کر رہا تھا۔ اس وجہ سے بغداد عوام النّاس بازاریوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ سے محفوظ رہا۔ پھر بھی اکثر اہلِ بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسط اور کوئی حلوان چلا گیا۔

قرامطیوں کی لوٹ مار اور قتلِ عام

اس واقعہ کے بعد ۳۱۶ھ کے آغاز میں قرامطہ' انبار کو چھوڑ کر کوچ کر گئے۔ مونس نے بھی بغداد کی طرف واپسی کی۔ ابو طاہر نے رحبہ پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہلِ رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لئے ایک شب و روز کو عام کر دیا۔ اہلِ قرقیا اس قتلِ عام کا خوفناک منظر دیکھ کر ڈر گئے۔ ان کی درخواست کی جس کو ابو طاہر نے منظور کر لیا۔ اس کے بعد ابو طاہر نے عربوں پر شبخون مارنے کے لئے فوجیں جزیرہ کی طرف روانہ کیں۔ اہلِ جزیرہ جان کے خوف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نظر ہوئے۔ قتل و غارت بند ہونے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کیا جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا۔ چند دنوں بعد پھر اہلِ رقہ نے انحراف کیا۔ ابو طاہر نے یہ اطلاع ملتے ہی فوج کشی کر دی۔ تین دن مسلسل لڑائی ہوتی رہی جنگ کے دوران چند سرایہ راس عین کفر توثاء اور سنجار کی طرف روانہ کیا۔ مقاماتِ مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے اپنے مقابر کی قوت نہ دیکھ کر امان کی درخواست کی۔ ابو طاہر نے منظور کر لی۔

قرامطہ کی سرکوبی

ان واقعات کی اطلاع مونس کو ہوئی تو لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کے لئے رقہ کی طرف کوچ کیا۔ ابو طاہر رقہ چھوڑ کر رحبہ چلا آیا۔ اور جب مونس رقہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے بیت چلے آئے چونکہ اہلِ بیت نے قلعہ بندی کر لی تھی اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے قرامطہ کے قتل و غارت کا ہاتھ اہلِ بیت تک نہ پہنچا اور وہ اپنا سامنہ لے کر کوفہ کی طرف لوٹے۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچی اور نصر حاجب' ہارون بن غریب اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے۔ اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصرِ ابن ہبیرہ پہنچ گیا اور نصر سپہ سالار لشکر بیمار ہو گیا۔ اپنے لشکر پر احمد بن کیغلغ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے واپس ہوا۔ راستے میں مر گیا۔ تب اس کی جگہ لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدۂ حجابت پر اس کا بیٹا محمد بن نصر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر کو واپس ہوئے اور ہارون بن غریب نے ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی طرف واپسی کی۔

قرامطیوں کی شکست

کچھ مدت بعد اس مذہب والے واسط' عین التمر اور سواد میں مجتمع ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کیا۔ واسط کی جماعت پر حریث بن مسعود کو مامور کیا گیا اور عین التمر کے گروہ پر عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ کی طرف کوچ کیا اور سواد میں پہنچ کر شاہی عمال کو نکال دیا اور خراج خود وصول کرنے لگا۔ باقی رہا حریث وہ موفق کے صوبجات کی طرف بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا۔ جس کا نام دار الہجرت رکھا۔ آئے دن لوٹ مار سے کام لیتے اور اسلامی شہروں کو تہ و بالا کرتے رہتے تھے واسط کا جنگی افسر اعلیٰ بن قیس تھا لشکر آراستہ کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا۔ لیکن قرامطہ کی ترقی پذیر قوت سے مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر بھاگا۔ خلیفہ نے ہارون بن غریب کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے کوفہ کی طرف کیا تھا صافی بصری کو مقرر کیا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کر جنگ شروع کی۔ قرامطہ گھبرا گئے کچھ بن نہ

شکست کھا کر بھاگے۔ شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ ان کے جھنڈے چھین لئے۔ یہ جھنڈے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی تھی۔ "ونریدان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمه ونجعلهم الوارثین" جس وقت بغداد میں یہ لشکر فتح یاب ہو کر جھنڈوں کو سرنگوں کیے ہوئے داخل ہوا عجیب چہل پہل تھی۔ خواص اور عوام جوشِ مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا۔ ان کی تمام قوتیں سلب ہو گئیں۔

خانہ کعبہ میں قتلِ عام

۳۱۸ھ میں ابو طاہر قرامطی نے مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کیا۔ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی آیا ہوا تھا راستے میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ قافلۂ حجاج صحیح و سلامت مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ یوم الترویہ کو ابو طاہر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مال و اسباب جو پایا لوٹ لیا اور جس کو دیکھا قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ مسجدِ حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر ہجر بھیج دیا۔ ابو مخلب امیر مکہ شرفاء مکہ کا ایک گروہ لے کر ابو طاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے متعلق کچھ کہنے اور سفارش کرنے کو گیا۔ ابو طاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا۔ ایک گروہ ٹوٹ پڑا۔ ابو مخلب نے مقابلہ کیا لیکن چند آدمیوں کے ساتھ کیا ہو سکتا تھا۔ تمام کے تمام اسی جگہ پر شہید ہو گئے خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا' ایک شخص میزاب اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا۔ گرا مر گیا۔ مقتولین کچھ تو چاہ زمزم میں پھینک دیے گئے اور باقی ماندگان کو مسجدِ حرام جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بلا غسل و نماز جنازہ اور کفن' دفن کر دیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور اہلِ مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

ابو طاہر کی معذرت

والئ افریقیہ عبداللہ المہدی کو اس سانحہ کی خبر پہنچی' یہ لوگ اس کے معتقد تھے اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے' اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی۔ حجر اسود کو اکھاڑے جانے پر اپنی شان و شوکت سے ڈرایا۔ ابو طاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا اور جس قدر ممکن ہوا اہلِ مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا اور جو بوجہ تقسیم ہو جانے کے واپس نہ ہو سکا اس کی معذرت کی۔

ماجوریہ اور نازوک کا جھگڑا

خلیفہ مقتدر کی برطرفی کا ایک سبب یہ ہے کہ مابین ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس میں ایک امر ناگفتہ بہ جھگڑا ہو گیا۔ نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے تمام ساتھیوں کو اس کی اطلاع ہوئی۔ مجتمع ہو کر پولیس جیل کی طرف آئے۔ نازوک کے نائب پر سب کے ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کی بارگاہ میں پیش کیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کے ناک کے بال ہو رہے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی۔ فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی۔ لڑائی تو ختم ہو گئی لیکن ماجوریہ کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ اپنے احباب اور ساتھیوں کے ساتھ بغداد سے بستان نجمی چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی دور کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا۔ اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خلیفہ نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔ یہ امر مونس کے خیر خواہوں کو ناگوار گزرا۔ مونس اس وقت رقہ میں تھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ کی اطلاع مونس تک پہنچا دی۔

مونس کی ناراضگی

مونس انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد آ پہنچا اور خلیفہ مقتدر سے ناراضگی ہونے کی وجہ سے شماسیہ میں قیام کر دیا۔ دربار خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کرنے کو بھی نہ گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا لیکن اس نے مونس کو خلیفہ مقتدر سے لگاؤ پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضگی اور نفرت مزید زیادہ ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے بازدید

کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا' اپنے محلسرا میں ٹھہرا لیا۔ اس سے مونس کی نفرت اور بڑھی اور اس دوران ابو الہیجا بن حمدان بلاد جبل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور مونس کے پاس قیام پذیر ہوا۔ امراءِ حکومت اور ارکینِ سلطنت خلیفہ مقتدر اور مونس کا میل جول کرانے کے جال سے کوشش کر رہے تھے۔ طرفین کی جانب سے کاغذی گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی کہ ۳۱۶ھ کا زمانہ گزر گیا۔

صلح کی کوششیں

۳۱۷ھ کے آغاز میں نازوک کے افسر اعلیٰ پولیس اور ابن قیس بھی مونس کے پاس چلے آئے اس سے قبل خلیفہ مقتدر نے ابن ارزق سے دینور لے لیا تھا اور مونس نے ناراضگی کی وجہ سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی باہمی نفرت حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ دلوں میں ایک قسم کا جوشِ انتقام پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے حفظِ ماتقدم کے طور پر اپنے خاص محلسرا میں ماجوریہ' ہارون بن غریب' احمد بن کیغلغ' خدام سلطنت اور دستہ فوج جانثاران کو جمع کر رکھا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ساتھی نظر بچا بچا کر مونس سے جا ملے۔ یہ واقعہ اوائلِ محرم ۳۱۷ھ کا ہے اس کے بعد مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ لشکریوں اور سپہ سالارانِ لشکر کو آپ کی فضولِ خرچی' حرم اور خدام کو بڑی بڑی جاگیریں اور امور سلطنت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت ناراضگی پیدا ہو رہی ہے اور یہ تمام کے تمام اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آپ ان کو اور ہارون بن غریب کو محلسرائے خلافت سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہوں' سب کو ضبط کر لیں۔ خلیفہ مقتدر نے ان تمام امور کو منظور کر لیا۔ نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے۔ بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے بیعت توڑنے کے انجام سے خوف دلایا۔ ساتھ ہی اس کے ماجوریہ ہارون کو کرسئ حکومت مرحمت فرما کر ثغور شامیہ اور جزریہ کی طرف روانہ کر دیا۔

اقتدار سے علیحدگی

اس سے مونس کا غصہ ختم ہوا' شماسیہ سے بغداد آیا۔ اس کے ساتھ ابو الہیجا اور نازوک بھی تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو مسندِ خلافت سے اتار دیا۔ بارہویں محرم سنہ مذکور کو مونس سوار ہو کر مع اپنے لشکر کے باب شماسیہ کی طرف آیا اور اپنے ساتھیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر محلسرائے خلافت کی طرف رٹ گیا۔ اس واقعہ سے پیشتر خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قشوری کو عہدۂ وزارت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مامور کیا تھا۔ یہ جنگِ فارس کا امیر لشکر تھا۔ اس کی بجائے اس کے بیٹے ابو الفتح مظفر کو مقرر فرمایا تھا۔ جیسے ہی مونس محلسرائے خلافت کے نزدیک پہنچا۔ ابن یاقوت خدام' فراش وزیر السلطنت اور وہ سب جو اس وقت محلسرائے خلافت میں موجود تھے بھاگ گئے۔ مونس نے گھس کر خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں' بیٹی اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور بہ کمال احتیاط و نگرانی محلسرائے خلافت سے نکال کر اپنے مکان میں لے لیا اور وہیں نظر بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی اطلاع ماجوریہ ہارون تک قطربل میں پہنچی تو وہ واپس بغداد میں آیا اور روپوش ہو گیا خلیفہ مقتدر کی گرفتاری کے بعد ابو الہیجا بن حمدان' ابن طاہر کے مکان پر گیا۔ محمد بن معتضد کو طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور "القاہر باللہ" کے لقب سے ملقب کیا۔

خلیفہ مقتدر کی برطرفی

بیعت کی تکمیل سے فارغ ہو کر خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں برطرفی کی غرض سے پیش کیا گیا۔ قاضی ابو عمر مالکی کو شہادت کے لئے طلب کیا گیا۔ ابو الہیجا نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر افسوس ظاہر کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا "میرے سردار! مجھے اسی برے دن کا اندیشہ تھا۔ آپ نے میری نصیحت نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عملدر آمد کیا۔ لونڈی' غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے۔ آخر کار وہ برا دن جس کا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا۔ سامنے آ ہی گیا لیکن باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں"۔ مونس بولا "بس بس چپ ہو جاؤ"۔ ابو الہیجا سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے۔ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر دستخط کر دیئے اور قاضی ابو عمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا۔ باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا۔ کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ

ہوئی۔ حتیٰ کہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ کرسئ خلافت پر متمکن ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا' خلیفہ مقتدر نے اسے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ مرحمت فرمایا۔

مونس کی سرگرمیاں

الغرض خلیفہ مقتدر کی برطرفی کے بعد مونس دار الخلافت کی جانب آیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابن قیس مقتدر کی ماں کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبور سے چھ لاکھ دینار نکال کر نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ اس کی بعد مونس نے علی بن عیسیٰ برطرف وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور قلمدانِ وزارت ابو علی بن مقلہ کے حوالہ کیا۔ نازوک کو افسری پولیس کے ساتھ عہدۂ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو علاوہ صوبہ خراسان کے جو اس کے زیرِ حکومت تھا۔ حلوان' دینور' ہمدان' کرمان' صمیرہ' نہاوند' شیراز اور ماسبدان کی سندِ حکومت بھی عنایت ہوئی۔ یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ میں پیش آئے۔

فوجی دستے کا احتجاج

عہدۂ حجابت کا چارج سنبھالنے کے بعد نازوک نے دستہ فوج جاں نثاراں کو حکم دیا کہ وہ ان خیموں کو جو محلسرائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کر نکل جائیں اور بجائے ان کے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے دستۂ فوج جاں نثاراں کو رنج پیدا ہوا لیکن نازوک نے کوئی توجہ نہ دی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو محلسرائے خلافت میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس عرصے میں سترہویں تاریخ محرم کی آ گئی۔ یہ دن دو شنبہ کا تھا۔ صبح ہوتے ہی درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کے لئے محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آ آ کر جمع ہونے لگے۔ گلی کوچوں' سڑکوں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاراں مسلح ہو کر محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا مسند نشینی کا انعام اور ایک سال کا روزینہ طلب کیا۔ چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے طلب و تقاضہ میں سختی اور تشدد سے کام لیا گیا۔

نازوک کا انجام

اس دن اتفاق سے مونس دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاراں اور نازوک کے سپاہیوں کے درمیان بحث و تکرار ہونے لگی۔ محلسرائے خلافت مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔ ان سپاہیوں کے ساتھ محلسرائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھس آیا۔ جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے دجلہ کے کنارے جمع ہو رہا تھا۔ صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور دستہ فوج جاں نثاراں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اور ایوانِ خلافت میں نیا خلیفہ قاہر جلوہ افروز تھا اور ابن مقلہ وزیر السلطنت و نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہر نے نازوک سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا۔ یہ کیا ہنگامہ ہے جاؤ اس شور و غل کو ختم کرو نازوک اپنی جگہ سے اٹھا۔ ساری رات شراب نوشی کی گئی تھی خمار کا وقت تھا۔ آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکھتا تھا کہیں پڑتا تھا کہیں۔ دستہ فوج جاں نثاراں درخواست پیش کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ نازوک ان کے ہاتھوں میں ننگی تلوار دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاراں کی اس سے جرأت بڑھی تعاقب کیا اور اس کو مع اس کے خادم عجیب کے مار ڈالا۔ جوشِ مسرت میں آ کر یا مقتدر یا منصور کے نعرے بلند کئے ان نعروں کا بلند ہونا تھا کہ محلسرائے خلافت میں جس قدر لوگ جس طبقہ کے تھے۔ گھبرا گئے۔ نازوک اور عجیب کی نعشوں کو کنارہ دجلہ پر پہنچا کر صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بعد مونس کے مکان کی طرف برطرف خلیفہ مقتدر کی تلاش میں روانہ ہوا۔ محلسرائے خلافت کے خادموں نے فوری طور پر دروازے بند کر لئے۔ یہ تمام خادم مقتدر کے خادمِ خاص اور غلام تھے۔

ابنِ حمدان کا انجام

ابو الہیجا حمدان نے اٹھ کر بھاگنے کا ارادہ کیا تو نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا۔ ابو الہیجا نے کہا گھبرایئے نہیں میرے ساتھ آیئے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں۔ دونوں دروازہ پر آئے تو بند تھا۔ ابو الہیجا بولا۔ اچھا آپ یہاں ٹھہریئے میں ابھی واپس آتا ہوں۔ قاہر دروازہ

کے نزدیک ٹھہر گیا اور ابو الہیجا لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا اور سارے درباری کپڑے اتارے۔ خادموں کا لباس پہنا اور باب توبہ کی جانب آیا۔ اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو مجتمع دیکھا لوٹ کر قاہر کے پاس آیا اس آمد و رفت میں خدام کی نظر پڑ گئی۔ شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے ارادہ سے دوڑ پڑے۔ ابو الہیجا نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی۔ لڑنے لگا تاآنکہ ان لوگوں کو پسپا کر دیا۔ موقع پا کر گوشہ باغ میں جا چھپا۔ خادمان محلرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابو الہیجا جوشِ مردانگی میں نکل آیا۔ تمام کے تمام اچانک اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا اور سر قلم کر دیا۔

خلیفہ مقتدر کی بحالی

خلیفہ مقتدر کی تلاش میں دستہ فوج جان نثاراں مونس کے مکان کے طرف گیا تھا۔ مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محلرائے خلافت تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحن مینغی میں پہنچا۔ مطمئن ہو کر پوچھا قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں' حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ ابنِ حمدان تو مارا گیا۔ خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سن کر دکھ ہوا۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر کہنے لگا۔ واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص خوش میرے پاس نہ آتا۔ اس کے بعد قاہر کو اپنے پاس بلایا پیشانی پر بوسہ دے کر بولا' واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تھا تو قاہر کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا۔ قاہر شرم سے سر نیچا کئے جا رہا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا حتیٰ کہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر امان دی۔ اس وقت قاہر کے بے چین دل کو سکون ہوا اور چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔

ابو علی بن مقلہ کی تقرری

دستہ فوج جان نثاران نے نازوک اور ابنِ حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن قیس ان واقعات سے خوفزدہ ہو کر رات کے وقت مکان سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل سے آرمینیہ چلا گیا اور جب آرمینیہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا اور نصرانی ہو گیا۔ ابو السرایا برادر ابو الہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابو علی بن مقلہ کو طلب کر کے عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کئے۔ خزانہ شاہی کے بیش قیمت اسباب و جواہرات کی فروخت کا حکم دیا جو وظائف اور تنخواہیں دینے کی غرض سے بہت ہی سستے فروخت کئے گئے مونس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مونس درپردہ خلیفہ مقتدر کا خیر خواہ تھا۔ اسی نے دستہ فوج جاں نثاراں اور خادمان محلرائے خلافت کو بھڑکایا تھا اور اسی وجہ سے قاہر کی مسند نشینی کے بعد دربار میں حاضر نہیں ہوا۔

ان واقعات کے بعد مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنی والدہ کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہر کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا۔ خدمت کے لئے لونڈیاں خرید کر دیں۔

دیلم کے حالات

اس کتاب میں ہم نے دیلم کے حالات متعدد مقامات پر بیان کئے ہیں۔ طبرستان' جرجان' ساریہ آمد اور استر آباد فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو آگاہی حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ اطروش نے ان کو مجتمع کر کے بلاد طبرستان پر ۳۰۱ھ میں قبضہ کر لیا تھا۔ اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض ہوا۔ دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ و مقبوضہ کی حدود پر مامور ہوئے۔ ان میں لیلیٰ بن نعمان تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۰ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی۔ بنی سامان اور بنی اطروش و حسن بن قاسم داعی و سپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ ان لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں مارا گیا چونکہ عباسیہ کی حکومت خراسان سے اٹھ گئی تھی اور بنی سامان اس کی جانب سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش کے ساتھ جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے۔ لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

جرجان پر قبضہ

لیلیٰ بن نعمان کی ہلاکت کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ بنی اطروش کی جانب سے شرخاب بن بہبودان برادر زادہ ماکان بن کالی سپہ سالارِ افواجِ دیلم ہو کر لڑنے کے لئے آیا۔ سیجور امیر لشکر بنی سامان کے مقابلے پر آیا۔ اس نے ان کو شکست دی اس دوران شرخاب بھی مرگیا۔ بنی اطروش نے ماکان کو استر آباد پر متعین کیا۔ انتہائی تھوڑے عرصہ میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس مجتمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ان واقعات کو ہم سلطنتِ علویہ کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔

ابو الحسن کا قتل

اسفار بن شرویہ بھی ماکان کے مصاحبین میں سے ہے جو دیلم کا ایک سپہ سالار تھا لیکن جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا' بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد فوج کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دنوں جرجان میں ابو الحسن بن کالی اپنے بھائی ماکان کی طرف سے متعین تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا۔ ایک[1] دن ابو علی بن ابو الحسین اطروش اور ابو الحسن امیرِ جرجان رات کو ایک ہی مکان میں سوئے۔ ابو الحسن یہ خیال کر کے کہ ابو علی حالتِ نشہ یا خواب میں ہے۔ قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا لیکن یہ خیال غلط ثابت ہو گیا۔ ابو علی کو ابو الحسن کے ارادہ کا احساس ہو گیا اور وہ انتہائی پھرتی سے لپک کر تلوار ہاتھ میں لے کر حملہ آور ہو گیا اور لڑ کر ابو الحسن کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ ابو علی محافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی سپہ سالارانِ دیلم کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ سپہ سالارانِ دیلم ابو الحسن کے قتل سے بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت ابو علی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی پر بٹھا کر بیعت کر لی۔ ابو الحسن نے اپنی جانب سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مقرر کیا۔ علی بن خورشید اسفار بن شیرویہ کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے ماکان کے مقابلہ پر آمد کا طلبگار ہوا۔

جرجان پر چڑھائی

چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے علی بن خورشید سے ساز باز کر لی۔ کسی طرح ماکان کو اس کی خبر ہو گئی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا۔ لیکن علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکستِ فاش دے کر طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد علی بن خورشید اور ابو علی کا انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس موقعہ کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر چڑھائی کر دی۔ اسفار کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ وہ طبرستان چھوڑ کر ایک دن احمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا آیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس اثناء میں ۳۱۵ھ کا دور آگیا اور بکر بن محمد الیسع بھی انتقال کر گیا۔ نصر بن احمد بن سامان نے اس کی جگہ اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔

مرداویح کی پیش قدمی

اسفار نے مرداویح زیار جبلی کو امیر الجیش مقرر کر کے طبرستان کی جانب روانہ کیا۔ ماکان لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں بالآخر ماکان کو شکست ہوئی اور مرداویح نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ انہیں دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا۔ اس کا مشہور سپہ سالار ماکان بھی اس کے ہمراہ رے میں موجود تھا۔ چنانچہ جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اور حسن کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت لشکر مرتب کر کے مع اپنے مشہور سپہ سالار ماکان کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ مگر شکستِ فاش کھا کر بھاگا۔ اس جنگ میں حسن تو مارا گیا باقی رہا ماکان' وہ رے واپس آیا۔ اس فتح یابی کے بعد اسفار نے تمام صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن احمد بن سامان والیٔ خراسان کے نام کا خطبہ اس کی مساجد میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خود ساریہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی طرف سے ہارون بن بہرام کو مامور کر دیا۔

---

[1] یہاں سے کچھ عبارت ربط مضمون کے خیال سے تاریخ ابن کامل جلد ۸ صفحہ ۶۵ سے لی گئی ہے۔

اسفار کی کامیابیاں

نئی فتوحات کے انتظام سے فارغ ہو کر رے کی طرف دریا کی طرح بڑھا اور بات ہی بات میں اس کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا۔ ماکان بے سرو سامان ہو جبال طبرستان کی جانب چلا گیا اور اسفار نے بڑے اطمینان سے صوبہ رے' قزوین' زنجان' ابہر' قم اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔

ان مسلسل فتوحات سے اسفار کی فوج طاقت و قوت میں بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سما گئی۔ نصر بن احمد سامانی والیٔ خراسان سے منحرف ہو گیا۔ اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی و تیاری ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے یہ اطلاع سن کر ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف بہ ارادہ جنگ اسفار روانہ کیا۔ اسفار نے ہارون کو شکست دے دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار پر چڑھائی کی۔ اسفار نے صلح کے پیام بھیجے اور خراج کی ادائیگی کا وعدہ کیا۔ ضمانت دی۔ نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی اور اس کو صوبہ رے کی حکومت پر مامور کر کے بخارا کی طرف واپسی کر دی۔

اسفار کا فرار

اس واقعہ سے اسفار کی شان و شوکت میں اضافہ ہو گیا' فوج کی کثرت' جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں غرور و تکبر کا مادہ بھر دیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں مرداویج ایک مشہور سپہ سالار تھا۔ اسفار نے اس کو سالار والیٔ سیمرم و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ابھارا۔ سالار اور مرداویج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے پر اتفاق رائے کر لیا اور خفیہ طور پر اس رائے و مشورہ میں اسفار کے دیگر سپہ سالاران بھی شریک تھے۔ ان میں اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا۔ اتفاق سے اس کی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اسفار موقعہ پا کر بیہق بھاگ گیا اور مرداویج قزوین سے رے چلا آیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کے غرض سے بلا لیا۔

اسفار کا قتل

چنانچہ ماکان نے اسفار کا ارادہ کیا۔ اسفار بیہق سے رے کی طرف اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو سنبھالنے کی غرض سے بھاگا۔ یہ اپنے اہل و عیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ میں ٹھہرا گیا تھا۔ کسی نے مرداویج کو اس کی اطلاع پہنچا دی۔ اس نے حملہ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی روانگی سے قبل ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو راستے میں گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر مرداویج کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ مرداویج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی طرف واپسی کر دی۔ اس کے بعد قزوین چلا آیا۔ ثابت قدمی کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ ہمدان' دینور' قم' قاشان اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرداویج کی کامیابیاں

کچھ مدت بعد اس کا دماغ بھی غرور و تکبر کا مسکن بن گیا اور وہ ظلم اور بد خلقی کا عادی ہو گیا۔ اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و ستم کے سلوک شروع کر دیئے۔ جلوس کے لئے ایک طلائی تخت تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کا لالچ پیدا ہوا۔ یہ دونوں شہر ماکان کی قبضہ و تصرف میں تھے۔ طبرستان کے متعلق مرداویج اور ماکان سے لڑائی ہوئی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر کے جرجان کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے فتح یاب ہو کر اصفہان کی طرف لوٹ آیا۔ ماکان دیلم چلا گیا۔ ابو الفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ جو ان دنوں دیلم کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھا۔ ابو الفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آیا۔ طبرستان میں مرداویج کی جانب سے بلقم بن بابجین حکومت کر رہا تھا۔ بلقم نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ابو الفضل اور ماکان کو شکست ہوئی ابو الفضل تو بھاگ کر دیلم

چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی جانب روانہ ہوا بلقم کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تعرض کیا۔ ماکان مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

ہمدان میں خونریزی

مراد اویج کی حکومت و سلطنت اس واقعہ سے مزید مضبوط ہو گئی۔ رے اور جبل کے تمام شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دیلم بھی رفتہ رفتہ اس کے پاس آکر جمع ہو گئے جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اور اخراجات زیادہ ہو گئے' جس قدر شہر اس کے قبضہ و تصرف میں تھے' ان کے محاصل اس کے کثرت اخراجات کو پورا نہ کر سکے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی جانب ایک لشکر زیر قیادت اپنے بھانجے کی روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخرکار دیلمی فوج کو شکست ہوئی۔ مراد اویج کا بھانجہ مارا گیا۔ مراد اویج اس سے سخت آگ بگولا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان آپہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی اور شاہی لشکر دوچار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مراد اویج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ ایک عام خونریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امان دی۔ ان واقعات کی اطلاع دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مراد اویج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک زبردست جنگ کے بعد مراد اویج نے ہارون کو شکست دے کر تمام بلاد جبل اور ماوراء ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی طرف روانہ کیا۔ پس اس نے بزور شمشیر دینور کو بھی فتح کر لیا اور جوش کامیابی میں اس کا لشکر قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک بڑھتا چلا گیا۔

اصفہان پر چڑھائی

ہارون شکست کھا کر قرقیسیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا اور دربار خلافت میں امداد طلب کرنے کی چٹھی بھیجی۔ لشکری نامی ایک سپہ سالار نے جو اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا اسفار کے بعد خلیفہ مقتدر سے امان حاصل کر لی تھی اور ہارون کے ساتھ اس مہم میں آیا ہوا تھا۔ قرقیسیا میں پہنچ کر ہارون نے لشکری کو مال اسباب و جنگ فراہم کر کے نہاوند کی طرف روانہ کیا۔ نہاوند پہنچتے ہی لشکری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل نہاوند کی خوشحالی اور اس کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کر کے فوراً" ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا۔ ان دنوں اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا احمد نے لشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی۔ آخرکار احمد شکست کھا کر اصفہان کے کسی دیہات کی جانب تیں سواروں کی جمعیت کے ساتھ بھاگا۔ لشکری فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا اور سوار ہو کر فصیل کے اردگرد سواد شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد پر نظر پڑ گئی۔ مع اپنے تمام ساتھیوں کے دوڑ پڑا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ احمد نے لشکری پر تلوار چلائی۔ خود پھاڑ کر دماغ میں تیر گئی۔ چکر کھا کر گرا اور تڑپ کر دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مراد اویج کے قبضہ کرنے سے قبل کے ہیں۔

اہواز اور خوزستان پر قبضہ

اس کے بعد مراد اویج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی جانب روانہ کیا۔ اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف عجلی کے مکانات اور باغات کو نئے سرے سے ٹھیک کرایا اس کے بعد مراد اویج چالیس یا پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اصفہان میں داخل ہوا۔ اس نے ایک دستہ فوج اہواز پر قبضہ کرنے کو دوسرا دستہ خوزستان کی طرف روانہ کیا۔ ان دونوں فوجوں نے پہنچتے ہی اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال اور خراج وصول کر کے مراد اویج کے پاس بھیجا۔ مراد اویج نے اس کے حصہ کثیر کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر کے باقی کو خزانہ میں جمع کرا دیا۔

مراداویج کی درخواست
مراداویج کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی اچھا کام نہیں ہے، دربار خلافت سے ان کی سند حکومت حاصل کرلینی چاہئے تاکہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ سوچ کر ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان شہروں کی اور نیز ہمدان اور مارکوفہ کی سندِ حکومت عنایت فرمائی جائے۔ دو لاکھ سالانہ خراج ادا کیا کروں گا۔ خلیفہ نے منظور فرمائی سندِ حکومت کے ساتھ جاگیر بھی مرحمت کی۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

مراداویج کا بھائی
۳۲۰ھ میں مراداویج نے اپنے بھائی اور شکمیر کو شہر گیلان سے طلب کیا وہ صحرا نشینوں کی طرح ننگے پاؤں اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ چونکہ شہر گیلان میں صحرا نشینوں کے حالات اور طرز معاشرت میں ان کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا۔ مراداویج کے پاس پہنچ کر عیش و عشرت اور امامت کو ابتداء" مکروہ سمجھتا رہا۔ لیکن کچھ مدت بعد امارت اور عیش و عشرت کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ طرزِ معاشرت بدل دی۔ امراء اور بادشاہوں کی طرح وقت گزارنے لگا۔ چند ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بن گیا۔

ابوعبداللہ بریدی
ابو عبداللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا عامل تھا۔ امیر بن ماکولا نے بریدی کو یاء موحدہ اور راء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور برید کی طرف اس کی نسبت کی ہے اور ابنِ مسکویہ نے یاء مثناۃ تحتانیہ اور زاء سے لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبداللہ بن منصور حمیری کی جانب منسوب ہوگا۔
جس وقت علی بن عیسیٰ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا گیا اور اس نے انتظاماً" عمّال کا ردّ و بدل شروع کیا۔ اس وقت ابو عبداللہ اہواز کے مقبوضات خاصہ کا عامل تھا اور اس کا بھائی ابو یوسف سوق فائق پر متعین تھا۔ چند دنوں بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابو علی بن مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابو عبداللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے اور تمام صوبہ اہواز کی گورنری عنایت کی گئی اور اس کا بھائی ابو الحسن فراتہ اور دوسرا بھائی ابو یوسف خاصہ اور اسافل پر متعین ہوا۔ اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابو ایوب سمار سے متعلق ہوگی اور حسین بن ماردانی کو ابو عبداللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ نے بعض عمّال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کے لئے تحریر کیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے عمّال سے دس ہزار دینار وصول کرکے دبا لئے۔ کچھ مدت بعد جب ابو علی بن مقلہ کے زوال کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر نے اپنے قلم خاص سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو اولاد بریدی کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کو رہا نہ کرنا۔ احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کرلیا۔ ابو عبداللہ کو اطلاع ملی تو خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر احمد کے روبرو پیش کیا۔ اس خط کی قلعی کھل گئی۔ اس نے سب کو مع عبداللہ کے گرفتار کرکے بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مقتدر نے اولاد بریدی سے چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

جنگی مہمات
۲۹۳ھ میں مونس مظفر ایک لشکر جرار کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ ملطیہ کی طرف سے رومی شہروں پر حملہ کیا۔ اس مہم میں ابو الاغر سلمی بھی مونس کے ساتھ تھے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور رومیوں کے ایک گروہِ کثیر کو گرفتار کر لائے۔ ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابو القاسم بن سیما کو بلاد کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ۲۹۹ھ میں زیر قیادت لشکرِ صائفہ رستم والئ سرحدی شہر نے طرطوس کی جانب سے جہاد کیا۔ دمیانہ بھی اس کی ساتھ تھا۔ قلعہ ملیح ارمنی پر رستم نے محاصرہ کیا اور بزور شمشیر اس کو فتح کرکے جلا دیا۔ ۳۰۰ھ میں اسکندروس بن لاون بادشاہ روم کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ

اس کا بیٹا قسطنطین کرسیٔ حکومت پر فائز ہوا اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی۔ آغاز ۳۰۲ھ میں علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ بشر خادم والیٔ طرسوس کی کمک کو بغرض شرکت جہاد صائفہ روانہ ہوا۔ لیکن اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ موسم گرما گزر گیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی ہو رہی تھی اور برف گر رہی تھی۔ کفار کے شہروں پر جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس آئے۔ آخر ۳۰۲ھ میں بشیر کادم والیٔ طرسوس نے رومی شہروں پر جہاد کیا۔ چند شہروں کو لڑ کر فتح کیا۔ بہت سا مالِ غیمت ہاتھ آیا۔ ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار عام عیسائیوں کو گرفتار کر لایا۔ جن کو قید میں ڈال دیا گیا۔

رومیوں کے حملے

۳۰۳ھ میں رومیوں نے شہر جزیرہ کی جانب قدم بڑھائے اور قلعہ منصور پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا چونکہ قلعہ منصور کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن حمدان کی جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصور کو خوب تاخت و تاراج کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر کے لے گئے۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی جانب سے اسلامی شہروں پر حملہ کیا۔ چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی تمام طرسوسی سوار اسی معرکہ میں مارے گئے۔ ملیح ارمنی نے بھی اس جنگ میں مرعش کی طرف قدم بڑھایا اور اطراف مرعش کو اچھی طرح پامال کیا۔ پھر اس سنہ میں مسلمانوں کا کوئی لشکر جہاد کے لئے نہیں گیا۔

مونس مظفر کی کامیابیاں

۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر کے ہمراہ رومی شہروں پر جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ موصل ہو کر گزرا۔ سبک مفلحی کو بازندی اور قروی مضافات فرات پر، عثمان غزی کو شہر بلد اور سنجار پر اور وصیف بکتری کو باقی بلاد ربیعہ پر متعیّن کر کے ملطیہ کی جانب سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ابو القاسم علی بن احمد بن ۔ سطام کو طرسوس کی طرف سے جہاد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ مونس نے متعدّد قلعات کو بزورِ شمشیر فتح کر لیا۔ اور بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مقتدر نے بڑی آؤ بھگت کی اور خلعتِ فاخرہ سے نوازا۔

والیٔ روم کی درخواست

بادشاہِ روم کے دو سفیر ۳۰۵ھ میں مصالحت اور فدیہ دینے کی غرض سے دار الخلافت میں آئے۔ وزیر السّلطنت نے انتہائی عزت و احترام اور جاہ و جلال سے ملاقات کی۔ ایوانِ وزارت میں دو رویہ مسلح فوج کھڑی ہوئی تھی۔ شیشہ و آلات سے سجایا گیا تھا۔ رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہِ روم کا پیغام پہنچایا۔ اگلے دن دربارِ خلافت مآب کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا۔ ہزارہا غلام زریں کمر صف بستہ سلیقے سے کھڑے ہوئے تھے۔ اراکینِ حکومت، امراءِ سلطنت اور سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر تھے۔ دستہ فوج جاں نثاراں مسلح دو رویہ کھڑا تھا جس کے طرز و انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دربارِ خلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ خلیفہ نے والیٔ روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس خادم کو مصالحت اور فدیہ دینے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جس شہر میں مونس کا داخلہ ہو، واپسی تک اس شہر کا والی مونس سمجھا جائے۔ فوج کے لئے جو مونس کے رکاب میں تھی۔ رسد و غلہ کا ذخیرہ جابجا کافی مقدار پر فراہم کیا گیا۔ بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کا فدیہ دینے کے لئے مونس کے ساتھ روانہ کئے۔

جنگی مہمات

اسی سنہ میں صفوانی نے کفار کے شہروں پر جہاد کیا، بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ ثمالی خادم بھی اسی سنہ میں براستہ دریائے روم جہاد کرنے کو گیا۔ اگلے سال پھر جنا صفوانی نے کفار کے شہروں پر حملہ کیا۔ بشیر افشین نے بھی رومی شہروں پر چڑھائی کی۔ متعدّد قلعہ جات فتح کر کے بے حد و بے شمار مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ ۳۰۷ھ میں ثمال خادم براستہ دریا عبید اللہ مہدی والی افریقہ سے جنگ کرنے کے

لے روانہ ہوا۔ مہدی کے بیڑے کی جنگی جہازات سے لڑائی ہوئی۔ ثمال نے اس کو شکستِ فاش دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ جس میں مہدی کا ایک خادم بھی شامل تھا اور ۳۱۰ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے یہ ارادہ جہاد قال قلا پر چڑھائی کی اور اہلِ طرسوس نے ملطیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ وہاں سے فتح یاب ہو کر مالِ غنیمت لے کر واپس آئے۔ ۳۱۱ھ میں مونس مظفر نے رومی شہر پر براستہ خشکی اور ثمال خادم نے براستہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد قلعات فتح کئے اور ثمال ایک ہزار قیدی آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا اور چاندی لے کر واپس لوٹا۔

لشکرِ صائفہ کے ساتھ بدعہدی

رومی بادشاہ کا سفیر ۳۱۲ھ میں مع تحائف نذرانوں کے دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ ابو عمر بن عبدالباقی اس کے ساتھ تھا۔ مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرمالیا۔ لیکن مصالحت کے بعد رومیوں نے لشکرِ صائفہ کے ساتھ بدعہدی کی اسلامی فوجوں نے رومی شہروں میں داخل ہو کر خوب تباہی پھیلائی اور کامیاب ہو کر واپس لوٹے۔

رومیوں کا خروج

رومیوں نے ۳۱۴ھ میں ملطیہ اور اطرافِ ملطیہ کی جانب خروج کیا۔ رومیوں کے ہمراہ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا۔ ملطیہ پر پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ گئے اور امداد کی درخواست کی۔ لیکن شنوائی نہ ہوئی۔ اس سنہ میں اہلِ طرسوس نے لشکرِ صائفہ کے ساتھ رومی شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی کے ساتھ مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔ ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے رومی شہر میں داخل ہوا۔ رومیوں کو پتہ چل گیا۔ موقعہ پا کر حملہ کر دیا۔ چار سو سپاہی مارے گئے۔ اسی سنہ میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر وبیل پر حملہ آور ہوا۔ نفر بکی اس شہر کا والی تھا۔ ہفتوں محاصرہ کئے رہا رات دن منجنیقوں سے سنگباری ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ فصیل کی دیوار میں سوراخ ہو گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا۔ مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی اور ان کے ایک گروہِ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے حملہ کیا۔ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تیس ہزار راس بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں۔ جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھالیا۔

ضحاک کا خاتمہ

رؤساءِ اکراد میں سے ایک شخص ضحاک نامی قلعہ جعفری میں رہتا تھا۔ اسی سال یہ مرتد ہو گیا والئ روم سے ملنے گیا۔ والئ روم عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت و انعام عنایت کر کے قلعہ جعفری کی جانب واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا۔ ضحاک کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے۔ گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔

دمستق رومی کی پیش قدمی

دمستق نے ۳۱۶ھ میں رومی لشکر کے ساتھ پھر اسلامی شہروں کی طرف پیش قدمی کی۔ خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہلِ خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی۔ دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا اور دو چار دن قیام کر کے تدنیس کی جانب گیا اور اہلِ تدنیس کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا۔ اہلِ اردون ان کارروائیوں سے آگاہ ہو کر دارالخلافت بغداد بھاگ گئے۔ دربارِ خلافت میں استغاثہ پیش کیا لیکن کوئی نہ سنی گئی۔

دمستق کی شکست

اسی سنہ میں سات سو رومی اور ارمنی مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں خفیہ طور سے داخل ہوئے۔ ان لوگوں کو ملیح ارمنی نے پہلے سے روانہ کر دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اس کا محاصرہ کرنے کے وقت یہ لوگ اندرونِ شہر سے اس کی مدد کریں گے۔ اتفاق یہ کہ اہلِ ملطیہ کو

اس کی اطلاع ہو گئی۔ چن چن کر مار ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں سرحدی شہروں جزریہ مثل ملطیہ' آمد اور اردن والوں نے دربار خلافت میں عرضیاں بھیجیں اور آلاتِ جنگ' مال و دولت اور لشکر کی مدد کی درخواست کی' درخواست نامنظور ہونے کی صورت میں سرحدی شہر کو رومیوں کے حوالے کر دینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے کوئی توجّہ نہ کی مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے مصالحت کر لی اور سرحدی شہر کو امن و مصالحت سے رومیوں کے حوالے کر دیا۔ اس سنہ میں مفلح ساجی جہاد کی غرض سے رومی شہر میں داخل ہوا۔ دمستق مقابلہ پر آیا۔ زبردست جھڑپ کے بعد دمستق کو شکستِ فاش ہوئی۔

لشکر اسلامی کی کارروائیاں

شمال نے ۳۲۰ھ میں طرسوس سے رومی شہروں پر فوج کشی کی اور رومی مقابلہ پر آئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار رومی شکست کھا کر بھاگے تین سو آدمی مارے گئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔ سونا' چاندی اور بہت سا مال و اسباب لے کر ماہ رجب سنہ مذکور میں طرسوس واپس آیا اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ رومی شہروں میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ رفتہ رفتہ عموریہ پہنچا' اہلِ عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لشکرِ اسلام نے شہر میں گھس کر جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات نذرِ آتش کر دیئے اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچا جس کو اب انکوریہ کہتے ہیں۔ بے حد مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ کامیاب اور فتح یاب ہو کر واپس آیا' ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی۔

مفلح کی کامیابیاں

اسی سنہ میں ابنِ دیرانی وغیرہ آرمینیوں نے جو اطراف آرمینیہ میں رہتے تھے' والیٔ روم سے خط و کتابت کی اور اسلامی شہروں پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ رومی اور ارمنی متفقہ جمعیت سے اسلامی شہروں کی طرف پیش قدمی کی۔ اطرافِ اخلاط کو تہس نہس کیا۔ جو مقابلہ پر آیا مارا گیا۔ جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ مفلح (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر سن کر آذر بائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفان کی روک تھام کے لئے دوڑ پڑا۔ اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور رضا کار بھی تھے۔ رومیوں کی گرمیٔ دماغ ٹھنڈی ہو گئی۔ جس قدر انہوں نے اسلامی شہروں کو تباہ کیا تھا۔ اس سے زیادہ مفلح نے رومی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

سعید بن حمدان کی پیش قدمی

کہا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد رومی لشکر نے سمیاط پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ سعید بن حمدان کو اس کی اطلاع ملی۔ لشکر مرتب کر کے اہلِ سمیاط کی کمک کو آ پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیارِ ربیعہ پر اس شرط سے متعین کیا تھا کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے' چنانچہ جس وقت اہل سمیاط کا قافلہ سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سمیاط کی جانب کوچ کیا۔ رومی لشکر یہ اطلاع سن کر ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ میں والیٔ روم اور ملیح ارمنی والی سرحدی شہر رومیہ کی فوجیں اور ابن قیس رہتا تھا۔ (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا لیکن دار الخلافت بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور نصرانی ہو گیا تھا) لیکن جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ہوئی اور اس بات کا ان کو احساس ہو گیا کہ سعید ملطیہ بھی آیا چاہتا ہے۔ ملطیہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سعید نے ملطیہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک امیر کا تقرر کر کے موصل واپس لوٹا۔

عہدِ خلافت کے اہم واقعات

عبداللہ بن ابراہیم کی سرکشی و اطاعت ابتداء عبداللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا والی تھا۔ شروع زمانۂ خلافت خلیفہ مقتدر میں اس نے دس ہزار افراد کو مجتمع کر کے علمِ بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مقتدر نے بدر حمامی والیٔ اصفہان کو عبداللہ کی گوشمالی کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ ہزار فوج سے بدر حمامی نے عبداللہ پر چڑھائی کی اور قبل حملہ کرنے کے یہ پیام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں نقصان دہ ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ عبداللہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ اپنے کئے پر پشیمان ہوا معذرت کی۔ بدر حمامی نے اس کو اپنے صوبہ پر مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ صوبہ یمن پر مظفر بن حاج پر متعین تھا۔ اس نے ۲۹۵ھ میں ان شہروں کو جس پر حنفی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا۔ بزورِ شمشیر فتح کیا اور اس کے ساتھیوں میں سے حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

کردوں کی گوشمالی

موصل کا گورنر ابو الہیجاء بن حمدان تھا۔ اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں صحرا نشینانِ عرب قبیلہ کلب اور طے پر چڑھائی کی اور ان کو راہِ راست پر لاکر ان اکراد پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا' جو اطرافِ موصل پر قابض و متصرف ہو رہے تھے۔ حسین نے کردوں کی خاطر خواہ سرکوبی کی اور اکراد بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔

حجاج پر حملہ

۲۹۴ھ میں قافلۂ حجاج کے ساتھ وصیف بن سوار تکین مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے گیا۔ قبیلہ طے کے صحرا نشینوں نے حملہ کر دیا۔ وصیف نے ان کو شکست دے کر اپنا راستہ لیا۔ اس کے بعد تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا۔ اہلِ قافلہ کو اس معرکہ میں سخت مصائب برداشت کرنے پڑے بڑی مشکلوں سے باقی ماندہ مکہ مکرمہ پہنچے۔

سبکری کی کامیابی

۲۹۶ھ میں صوبہ فارس کی حکومت پر سبکری (عمرو بن لیث کا غلام) تھا۔ اس نے بلااجازت خلیفہ صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا۔ ۲۹۷ھ میں ثغور شامیہ کی زمامِ حکومت احمد بن کیغلغ کے ہاتھ میں تھی۔ اس سنہ میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہوا جیسا کہ اس کے واقعات ہم نے بیان کیا ہے۔ ۲۹۶ھ میں فارس غلام موسیٰ بن سامان دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے دیارِ ربیعہ کی حکومت مرحمت فرمائی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اسی سنہ میں حسین بن حمدان نے دار الخلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی۔ قم اور قاشان کی حکومت عنایت ہوئی۔ رخصت ہو کر قم اور قاشان پہنچا عباس بن عمر غنوی اس کے پہنچتے ہی واپس ہوا۔ ۲۹۷ھ میں نوشری والیٔ مصر کا انتقال ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ پر تکین خادم کو تعینات کیا۔

قرامطہ کی شکست

۲۹۸ھ میں منیح خادم الحسین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ منیح فارس کا گورنر تھا۔ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو اس کی جگہ مقرر فرمایا اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبے سے ملحق کر دیا۔ اسی سنہ میں مادر موسیٰ ہاشمیہ محلسرائے خلافت کی قہرمانہ مقرر ہوئی۔ وہ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کا نامہ و پیام وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپورٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کی خدمت میں لے جایا کرتی۔ ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق بن کنداج بصرہ کا والی تھا۔ قرامطہ نے محمد پر چڑھائی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی ۳۰۰ھ میں عبداللہ بن ابراہیم مسمعی حکومت فارس و کرمان سے برطرف کر دیا گیا۔ بدر حمامی والیٔ اصفہان' اصفہان سے حکومتِ فارس و کرمان پر بھیجا گیا اور اصفہان میں بجائے بدر کے علی بن دہشوذان مامور کیا گیا۔ اس سنہ میں بشیرا فشینی کو طرسوس کی ابو العباس بن مقتدر کو مصر و مغرب کی اور معین طولونی کو موصل کی حکومت عنایت ہوئی چونکہ ابو العباس اس وقت چار سال کا تھا۔ اس وجہ سے اس کی جانب سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا۔ معین طولونی کو کچھ مدت بعد برطرف کیا گیا اور اس کی بجائے تحریر صغیر کو مامور کیا گیا۔

ابو الہیجا کی بغاوت

اسی سنہ میں ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان نے موصل میں بغاوت کر دی۔ مونس مظفر اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ ابو الہیجا نے اطلاع سن کر امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دے دی۔ اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ابو الہیجا کو موصل کی سندِ حکومت عنایت ہوئی۔ ان وقت یہ بغداد میں تھا۔ اس نے اپنی جانب سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا۔ ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے بغاوت کر دی۔ مونس مظفر اس بغاوت کو رفع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا۔ جیل میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ

مقتدر نے ابو الہیجا اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حسین بن محمد بن عینونہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سنہ میں محکمہ مال اور املاکِ سرکاری دیار ربیعہ کا والی تعینات ہوا۔ ۳۰۴ھ میں علی بن دہشوان اصفہان کا کمانڈر انچیف (بوجہ منافرت جو مابین اس کے اور حمدان بن شاہ افسر اعلیٰ محکمہ مال پیدا ہو گئی تھی) برطرف اور اس کی بجائے احمد بن مسرو بلخی تعینات کیا گیا علی بن دہشوان بعد برطرفی اصفہان کے باہر جا کر مقیم ہوا اس کے لئے یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبالیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ۳۰۷ھ میں مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔

ابو زید کا قتل

اسی سنہ میں اصفہان، قُم، قاشان اور ساوہ پر احمد بن علی بن صعلوک مامور کیا گیا۔ رے، نہاوند، قزوین، ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن دہشودان کو مرحمت ہوئی۔ علی بن دہشودان کو جیل سے طلب کر کے صوبجات مذکورہ کی سندِ حکومت دی گئی تھی اس کا چچا زاد بھائی احمد بن مسافر والیٔ کرخ ایک دن موقع پا کر علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اس کا خاتمہ کر دیا۔ دربارِ خلافت سے اس کی جگہ محکمہ جنگ پر وصیف بکتمری اور محکمہ مال پر محمد بن سلیمان مامور کیا گیا۔ احمد بن صعلوک یہ خبر سن کر رے کی جانب بڑھا۔ محمد اور وصیف مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ محمد تو جنگ کے دوران مارا گیا۔ وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربارِ خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک مقدار مقررہ خراج پر ان شہروں کی سندِ حکومت حاصل کر لی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ صوبہ بجستان کو بلا حصول سندِ حکومت کثیر ابن احمد دبائے ہوئے تھا۔ بدر حمامی والیٔ فارس نے اس پر چڑھائی کی۔ کثیر نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ علمِ خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ بجستان کو سندِ حکومت دربارِ خلافت سے دلوا دی۔ صوبہ کرمان پر ۳۰۴ھ میں ابو زید خالد بن محمد مادرانی تھا۔ لیکن نہ معلوم کس وجہ سے باغی ہو کر شیراز چلا گیا۔ بدر حمامی مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابو زید ہلاک ہو گیا۔

تقرریاں اور برطرفیاں

اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت وہ لشکرِ صائفہ کے ساتھ جہاد کے لئے جا رہا تھا۔ موصل پہنچ کر سبک مفلحی کو بازبدی اور قردی پر اور عثمان غزی کو شہرپلد، بخارا اور باکری پر مقرر کیا اور بجائے عثمان کے جو ملک مصر کے محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا وصیف بکتمری کو مامور کیا لیکن یہ اس عالیشان عہدے کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا۔ اس لئے برطرف کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حما صقوانی کو یہ عہدہ عطا ہوا۔ اسی سنہ میں بصرہ کی گورنری پر حسن بن خلیل تھا۔ وہ دو سال قبل اس عہدہ پر تعینات تھا۔ اتفاق سے مابین عوام الناس قبائل مفرو ربیعہ فتنہ و فساد برپا ہو گیا جو ایک عرصہ دراز تک قائم رہا۔ ایک گروہ کثیر اس کی نذر ہو گیا۔ حسن مجبور ہو کر بصرہ سے واسط چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو برطرف کر کے ابو یوسف ہاشم بن محمد بن خزاعی کو متعین کیا مگر ایک ہی برس بعد اس کو بھی برطرف کر دیا اور اس کی بجائے سبک مفلحی کو شفیع مقتدری کی طرف سے بطور نائب کے مقرر فرمایا۔

محکمہ پولیس میں ردّ و بدل

۳۰۶ھ میں نوار افسری پولیس بغداد سے برطرف اور اس کی جگہ پر بخیح طولونی تعینات کیا گیا۔ اس نے پولیس کی چوکیوں پر فقہاء کو مقرر کیا، انہیں کے فتاویٰ سے اہلکارانِ پولیس اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے۔ اس سے پولیس کا رعب و داب لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا۔ نظامِ حکومت میں فرق آ گیا۔ چوری اور دغا بازی اور بد معاشی میں اضافہ ہو گیا۔ بازاریوں اور اوباشوں نے دن دہاڑے سوداگروں کی دکانیں مسافروں کے کپڑے چھین لئے۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس بلادِ شہرزور پر مقرر کیا گیا۔ والیٔ شہرزور نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کیا۔ ابنِ قیس نے دربارِ خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی۔ امداد کی درخواست کی۔ خلیفہ نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی مدد کو روانہ کی۔ جو ایک عرصہ تک شہرزور کا محاصرہ کئے رہی۔ جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو محاصرہ اٹھا لیا گیا اور ابنِ قیس کو صوبہ موصل کے محکمہ جنگ کی افسری پر تعینات کر دیا گیا۔

محمد بن اسحاق کی برطرفی

اس سے پہلے اس عہدہ کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنداج تھا۔ یہ شہر کے انتظام اور اصلاح کی غرض سے اطرافِ موصل میں دورہ کرنے کے لئے گیا تھا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہلِ موصل آپس میں لڑ پڑے۔ فساد کی آگ پھیل گئی ناصر الدولہ نے اپنے والد ابو الہیجاء عبداللہ کو اس سے مطلع کیا۔ ابو الہیجا عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۳ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے تکریت کی جانب آیا۔ کردوں اور عرب سے لڑائی ہوئی متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور باغیان اکراد و عرب کی خاطر خواہ گوشمالی کی گئی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو گورنریٔ آذر بائیجان سے صوبجات مشرق پر تبدیل فرمایا اور بغداد میں طلب فرما کر واسط کی طرف بغرضِ جنگ ابو طاہر قرمطی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہمدان، ساوہ، قم، قاشان، بصرہ، کوفہ اور ماسبدان کے خراج کو اس مہم میں صرف کرنے کی اجازت دی۔ صوبہ رے پر جو یوسف بن ابی الساج کی گورنری میں تھا نصر بن سامان کو مقرر کیا گیا۔ جس کو کچھ مدّت بعد نصر نے اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں جزیرہ اور موصل کے املاکِ سرکاری کا والی ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا بازندی اور قروی مع اپنے مضافات کے صوبہ جزیرے سے ملحق کر دیئے گئے۔ اسی سنہ میں ابنِ ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

موصل کے حالات

۳۱۸ھ میں ابراہیم سمعی کا مقام نوبند جان میں انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے نوبند جان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابو طاہر محمد بن طاہر عبدالصمد کو مامور فرمایا۔ ۳۱۹ھ میں احمد بن نصر قسوری عہدۂ حجابت سے برطرف اور یاقوت مقرر کیا۔ چونکہ یہ جنگِ فارس میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے اس کی بجائے عہدۂ حجابت پر اس کا بیٹا ابو الفتح مظفر بطور اس کے نائب کے مقرر ہوا۔ اسی سنہ میں موصل اور مضافاتِ موصل پر یونس مونسی کو مامور کیا گیا۔ ان دنوں مہم موصل پر ابنِ عبداللہ بن حمدان جو ناصر الدولہ کے لقب سے مشہور ہے متعین تھا۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر موصل سے بغداد چلا آیا۔ اسی سنہ میں نازوک باہمی جھگڑوں کی نذر ہو گیا۔ صوبہ جات قروی اور بازندی، جس پر ابو الہیجاء متعین تھا اس کا بیٹا ناصر الدولہ حسن اور صوبہ موصل پر نحریر صغیر مامور کیا گیا۔ کچھ مدّت بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر پسران حمدان (یہ دونوں ابو الہیجاء کے بھائی تھے) مقرر کیے گئے اور ناصر الدولہ حسن موصل سے دیار ربیعہ، نصیبین، سنجار، خابور، راس عین، میافارقین مضافات دیار بکر اور اردن کی گورنری پر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا۔

فارس کے حالات

خلیفہ مقتدر نے ۳۱۸ھ میں صوبہ فارس و کرمان کی حکومت یاقوت کے سپرد کی اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کی گورنری دی اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو سجستان کی اور بجائے یاقوت اور اس کے بیٹوں کے عہدۂ حجابت اور کوتوالی پر ابراہیم و محمد، پسران رائق کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ ایک عرصہ دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا۔ اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیان شیراز میں محکمہ مال اور املاک سرکاری کا متول تھا۔ یاقوت اور علی نے آپس میں سازباز کر کے دار الخلافت میں خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ تاآنکہ علی بن بویہ نے فارس کے شہروں پر ۳۲۳ھ میں قبضہ کیا۔ اسی سنہ میں مراد اوتج نے اصفہان، ہمدان، رے اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا اور بشرط ادائیگی خراج مقررہ ان شہروں کی دربارِ خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ اسی زمانے سے ان صوبجات پر قابض و متصرف ہوا۔

امام موسیٰ قہرمانہ کی اسیری و رہائی

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے امام موسیٰ قہرمانہ کو گرفتار کرا لیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے اپنی بہن کی بیٹی سے خلیفہ متوکل کے کسی بیٹے کا نکاح کیا تھا۔ جہیز اور رخصتی میں بے حد اور بے شمار مال و اسباب اور جواہرات دیئے۔ لوگوں نے خلیفہ مقتدر سے یہ کہہ دیا کہ امام موسیٰ قہرمانہ نے اپنی بہن کے داماد کو اس قدر مال و دولت دیا ہے کہ وہ خلافت و حکومت کا دعویٰ کر سکتا ہے سپہ سالاران لشکر اور بعض ارکین سلطنت نے ان بیان کی تائید کی۔ اس بناء پر خلیفہ نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا اور بعد گرفتاری بہت سا مال و اسباب اور بے شمار جواہرات

نفیسہ لے کر رہا کیا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے مار ڈالا۔ محمد بن نصر یہ خبر پا کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا ۳۱۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے رے کو احمد بن علی صعلوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔

تقرریاں

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو جنگِ اصفہان پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر جب کہ اس کا باپ بدر انتقال کر چکا تھا مقرر کیا۔ ۳۱۲ھ میں صوبہ اصفہان کی گورنری پر یحییٰ طولانی اور معاون و جنگ و نہاوند پر سعید بن حمدان مقرر ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر والی موصل اور شفیع لولوی افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بجائے شفیع مقتدری کو مامور کیا گیا۔ ۳۱۳ھ میں ابراہیم مسمعی والیٔ فارس نے اطرافِ قفص (حدودِ کرمان) کو مفتوح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔ اسی سنہ میں ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت عنایت ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی جانب سے موصل میں کام کر رہا تھا۔ کردوں اور عربوں نے سرزمین موصل اور راہِ خراساں میں بغاوت کی۔ محمد یہ خبر پا کر موصل کی طرف لوٹا۔ اہلِ موصل نے داخل نہ ہونے دیا۔ محمد نے غصہ میں آکر محاصرہ کر لیا۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۰۳ھ میں برطرف کر کے عبداللہ بن محمد غسّانی کو مامور کیا۔ ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان کو طریق خراسان اور دینور پر اور بدر شرابی کو وقوقا عکبر اور طریق موصل پر مقرر کیا۔ ۳۰۹ھ میں مہم موصل اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو متعین کیا گیا۔ دربارِ خلافت سے رخصت ہو کر موصل پہنچا اور علمِ خلافت کے بد اندیشوں 'اکراد' درانیہ سے جا بھڑا۔ اس سنہ میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی سندِ حکومت عنایت کی گئی۔ ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو رے' قزوین' ابہر' زنجان اور آذربائیجان کی گورنری مرحمت ہوئی جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔

مونس اور حسین بن قاسم میں ناراضگی

حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب خلیفہ مقتدر کا وزیر تھا اور مونس اس سے وزارت سے قبل ناراض تھا لیکن بلیق نے حسین کو مونس کے پاس لے جا کر صلح کرا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین کو عہدۂ وزارت عنایت کیا گیا۔ اس نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابنِ فرات کو اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ مدت بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر لی ہے۔ اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مونس کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی دوران کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ مونس ایوانِ وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ وزیر السلطنت جان کے خوف سے ایوانِ وزارت چھوڑ کر محلسرائے خلافت میں چلا آیا۔ ایک خط طلبی کا ہارون بن غریب الخال کو لکھ بھیجا۔ وہ اس وقت مراد اوتج سے شکست کھا کر دیر عقول میں مقیم تھا۔ دوسرا خط طلبی کی غرض سے محمد بن یاقوت کے اس روانہ کیا۔ اس سے مونس کو سوءِ ظنی میں اضافہ ہوا اس کے بعد وزیر السلطنت حسین نے فوج پیادہ اور محافظینِ محلسرائے خلافت کو مجتمع کر کے انعام دیئے۔ مونس کو اس کی اطلاع ملی تو سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اس اثناء میں ہارون بھی بغداد پہنچ گیا۔

مونس کی روانگی

مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی طرف روانہ ہوا اور وزیر السلطنت حسین نے ان سپہ سالاروں کو جو مونس کے ساتھ تھے واپس آنے کو لکھا۔ چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آ گئے باقی ماندہ مونس کے ہمراہ مع پیادوں ۔۔۔۔۔۔ موصل چلے گئے۔ وزیر السلطنت حسین نے روانگی موصل کے بعد اس کے اور اس کے ساتھیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی جس سے کافی مقدار میں مال مجتمع ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر عمید الدولہ کا خطاب عنایت فرمایا اور اس کے نام کا سکہ کندہ کرایا۔ عمان کی تقرری اور بحالی

کے مکمل اختیارات دیئے۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے صوبہ بصرہ میں ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو بشرط ادائے خراج متعین کیا اور سعید و داؤد پسران حمدان اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبداللہ بن صمدانی کو مونس سے جنگ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ سعید و ناصر الدولہ مجتمع ہو کر مونس سے جنگ کرنے کے لئے نکلے اور داؤد نے اس مہم میں شرکت نہ کی اس وجہ سے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کئے تھے' اس کے باپ کے انتقال کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی لیکن پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے آمادہ ہو گیا۔

موصل کی حکومت

مونس نے اس سے آگاہ ہو کر یہ چالاکی کی کہ راستے میں جس قدر رؤساءِ عرب تھے ان کو دھوکہ دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت مرحمت فرمائی ہے۔ تم لوگ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کی جمعیت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ قریب موصل بنو حمدان نے تیس ہزار فوج سے مونس پر حملہ کیا۔ مونس نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے اس کے بعد بغداد شام اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں۔ کیونکہ اس کے جود و کرم اور احسانات نے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے آملا اور اس کے پاس موصل میں مقیم ہو گیا۔ باقی رہ گیا سعید وہ بغداد روانہ ہو گیا۔

خلیفہ مقتدر کا انجام

مونس موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے نو دن تک مقیم رہا اس دوران بہت سی فوجیں اس کے پاس آکر اکٹھی ہو گئیں' اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی طرف خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع ملی تو چند فوجیں زیر قیادت ابوبکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ ابھی مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر سن کر کہ مونس کا لشکر نزدیک آپہنچا۔ بغداد کی طرف واپسی کر دی۔ مجبور ہو کر سپہ سالاران لشکر بھی بغداد لوٹ آئے اور مونس کوچ و قیام کرتا ہوا باب شماسیہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاران لشکر اس کے مقابلہ پر مورچے قائم کئے ہوئے تھے۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے پہلے تو معذرت کی' لیکن پھر خلیفہ کے اصرار سے تیار ہو گیا۔ خرچۂ جنگ طلب کیا۔ خلیفہ مقتدر نے ناداری کا عذر کر کے بصرہ' اہواز' فارس اور کرمان سے لشکر فراہم کرنے کی غرض سے واسط کی طرف چلے جانے کا ارادہ کیا۔ ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے سے روک دیا۔ اور سمجھا بجھا کر میدان جنگ کی طرف لایا۔ آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے ساتھ قرآن پاک تھا اور چادر نبی۔ خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاروں نے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگے۔ خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (یہ مونس کا مصاحب تھا) سے ملاقات ہو گئی۔ علی بن بلیق نے دست بوسی کی اور میدان جنگ سے واپس جانے کا مشورہ دیا خلیفہ مقتدر لوٹ پڑا۔ اس اثناء میں غاربیہ اور بربر کا ایک گروہ مل گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے سر اتار لیا اور نعش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا۔ جو اسی مقام پر دفن کر دی گئی۔

مونس کی شرمندگی

کہا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا۔ مونس اس واقعہ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔ اس پر حیرت سی چھا گئی۔ وہ جوش میں آکر بول اٹھا' "واللہ میں خلیفہ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالوں گا"۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا حواس ٹھکانے آئے تو شماسیہ کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج محلسرائے خلافت کی محافظت کو روانہ کی یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں سال ظہور میں آیا۔ اس واقعہ سے اراکین سلطنت کی جرأت بڑھ گئی۔ نزدیک دور کے امراء ملک کو لالچ پیدا ہوا۔ خلیفہ مقتدر اپنے زمانۂ خلافت میں عورتوں اور خادمان محلسرائے خلافت کے مشورہ اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بہت زیادہ عادی تھا۔

باب ۲۴۳

ابو منصور محمد القاہر باللہ

۳۲۰ تا ۳۲۲ھ

خلافت کی بیعت

خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مع ہارون محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے مدائن چلا گیا۔ مونس نے اس کے بیٹے ابو العباس کو مسندِ خلافت پر فائز کرنے کا ارادہ کیا اور یہ اس وقت بہت کم سن تھا۔ اس کے وزیر ابو یعقوب اسماعیل نوبختی نے ملامت کی کہ ایسے کم سن کو تختِ خلافت پر بٹھانا خلافتِ مصلحت ہے جو ابھی آغوشِ مادر میں پرورش پا رہا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کا بھائی ابو منصور محمد بن معتضد تختِ خلافت پر متمکن کیا جائے۔ مونس نے مجبوراً منظور کیا اور دارالخلافت میں اس کو طلب کر کے آخری شوال ۳۲۰ھ میں اس کی خلافت کی بیعت کی اور القاہر باللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے بعد مونس نے اپنی ذاتی اور اس کے حاجب بلیق اور ان کے بیٹے علی کی امان کے لئے خلیفہ قاہر سے حلف لیا۔ علی بن مقلہ کو فارس سے طلب کر کے قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور عہدۂ حجابت پر علی بن بلیق کو مقرر کیا۔

مقتدر کے خاندان پر عتاب

بیعتِ خلافت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں گرفتار کی گئی۔ حصول مال کے لئے اسے مارا گیا۔ جب اس سے بھی کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو اس امر پر مجبور کی گئی کہ فقہاء اور قضاۃ کے سامنے اپنے اوقاف کی منسوخی کا اظہار کرے۔ مقتدر کی ماں نے انکار کیا لیکن پھر مجبوری فقہاء و قضاۃ کے روبرو اپنے اوقاف کی منسوخی کی شہادت دی۔ چنانچہ اسی وقت اس کی بیع پر ایک شخص مامور کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روزینے اور تنخواہوں کے معاوضہ میں خرید لیا۔ اس کے بعد مصاحبانِ خلیفہ مقتدر سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور پسرانِ مقتدر کی تلاش میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابو العباس اراضی مع اپنے بھائیوں کے گرفتار ہو کر آیا۔ ان سے رقم کا مطالبہ کیا گیا۔ وصول نہ ہوا تو علی بن بلیق نے اپنے کاتب (سیکرٹری) حسین بن ہارون کے حوالے کر دیا۔ اس نے ان کو انتہائی عزت و احترام اور آرام سے رکھا۔ ان لوگوں کے گرفتار ہونے پر وزیر السلطنت ابنِ مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کرا کے کثیر المقدار رقم وصول کی۔

ہارون بن غریب کا تقرر

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہارون بن غریب الخال مفلح محمد بن یاقوت اور پسران رائق تھے۔ پھر کچھ مدت بعد مدائن سے واسط چلے آئے چند دن وہاں قیام پذیر رہے۔ اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ روپوشی کب تک تم لوگوں کی جان بچائے گی۔ آخر ایک نہ ایک روز راز فاش ہو جائے گا۔ اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امان حاصل کر کے اس روپوشی سے باہر نکل آؤ۔ ان میں سے سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی اور ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دارالخلافت بغداد بھیجی کہ مجھے امان دی جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے

دے دیا جائے۔ میں تین لاکھ دینار زر مبادلہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کر لی امان نامہ لکھ بھیجا اور ساتھ ہی اس کے صوبجات کوفہ ماسیدان اور مہر جالقذق کی سندِ حکومت بھی عنایت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سندِ حکومت پانے کے بعد بغداد کا راستہ لیا اور عبدالواحد بن مقتدر مع بقیہ ساتھیوں کے واسط سے سوس اور بازار اہواز کی جانب آیا۔ شاہی عمال کو نکال باہر کر کے خراج وصول کر لیا اور اہواز میں قیام پذیر ہو گیا۔

ابنِ مقتدر کو امان

اس واقعہ کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی تو مونس نے ایک لشکر جرّار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا۔ اس لشکر کی روانگی کی تحریک ابو عبداللہ بریدی نے کی تھی اور جو اس نے پچاس ہزار دینار سند گورنری اہواز کے حاصل کرنے میں پیش کش کئے تھے وہی اس لشکر کے مصارف میں کام آئے۔ وہ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمرکاب تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر واسط پہنچا اور پھر واسط سے سوس کی طرف روانہ ہوا۔ عبدالواحد اس نقل و حرکت سے آگاہ ہو کر مع اپنے ساتھیوں کے اہواز سے تستر چلا آیا۔ تستر پہنچنے پر اس کے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بلیق سے امان کی درخواست کی لیکن ابن یاقوت مفلح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا۔ اس نے تن تنہا تمام مال پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کوئی شخص بلا اجازت اس کے ایک حبہ لینے کا اختیار نہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے دیگر سپہ سالاروں کو حسد پیدا ہوا اور انہوں نے علیحدہ ہو کر اپنے لئے اور نیز ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلیق کے پاس چلے آئے۔ اس کے بعد محمد بن یاقوت نے بھی امان کی درخواست کی۔ خلیفہ قاہر اور مونس کی ذمہ داری پر امان دی گئی تمام کے تمام بغداد چلے آئے۔ خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا واپس کر دیا اور جو اس کی ماں سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا وہ بھی واپس کر دیا۔ ان واقعات کے بعد ابو عبداللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے عزیز و اقارب پھر اس صوبہ کی حکومت کرنے لگے۔

عیسیٰ طبیب کی گرفتاری

محمد بن یاقوت جس وقت اہواز سے واپس آیا خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز مرحمت فرمایا۔ چونکہ مابین محمد اور وزیر السلطنت علی بن مقلہ ناراضگی تھی یہ امر اس کو ناگوار گزرا۔ مونس کے کان بھرے کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہر تمہاری مخالفت پر متفق ہو رہے ہیں اور عیسیٰ طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے۔ مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مونس کے سامنے لا کر پیش کر دیا۔

قیدیوں سے سلوک

مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔ اس کے بعد علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر احمد بن زیرک کو مامور کیا۔ محلسرائے خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی۔ یہاں تک کہ عورتیں برقعہ پوش جو قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں اس خیال سے کہ کوئی خط و رقعہ خلیفہ قاہر تک نہ پہنچا دیں‘ ان کے چہروں اور سروں سے بھی چادر اتار لی جاتی تھی۔ برتن بھی کھول کر دیکھ لئے جاتے تھے۔ قیدیوں کو دارالخلافت سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا جن میں مقتدر کی ماں بھی تھی۔ علی نے اس کی بڑی عزت کی‘ اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا تا آنکہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

خلیفہ قاہر کی تدبیر

چند دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس بات کا احساس ہوا کہ یہ ساری کارروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں غصے اور تلخی سے کوئی کام نہ چلے گا تدبیر اور حکمت عملی سے کام لینا چاہئے۔ طریف سبکری اور بشریٰ‘ مونس کے خادم تھے لیکن اس وجہ سے کہ ابن نے بلیق اور اس کے بیٹے کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے۔ اس سے ناراض ہو گئے تھے‘ اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ موصل سے آیا ہوا تھا۔ مونس نے حسب وعدہ ان کو انعامات عنایت کئے جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو بلا لیا۔ مونس اور بلیق کی جانب سے کان بھر

کر خوب آگ بگولا کر دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا خاص مشیر اور معتمد علیہ تھا یہ کہہ دیا کہ میں تم کو عہدہ وزارت سے سرفراز کروں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے آگاہ کرتے رہا کرو۔

سازشی ٹولہ

اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان باتوں کا احساس ہو گیا۔ اس نے مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سب نے مجتمع ہو کر یہ مشورہ کیا کہ خلیفہ قاہر کو کرسیٔ خلافت سے اتار دینا چاہیے۔ اس کے لئے بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابو احمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس جلسہ سے اٹھ کر مونس کے پاس گئے اور اس کو ان واقعات سے آگاہ کیا۔ مونس نے کہا ذرا صبر کرو۔ خلیفہ قاہر سے بظاہر مخالفت نہ کرو۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لو کہ سپہ سالاران لشکر اور فوج ساجیہ[1] اور حجریہ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہر سے سازباز کر لی ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہر کی برطرفی میں جلد بازی کی، مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابو طاہر قرمطی کوفہ میں آ گیا ہے۔ علی بن بلیق اس کی روک تھام کو کہ وہ بغداد نہ آ جائے کوفہ جانے والا ہے۔ اسی بہانہ سے بغرض حصول اجازت اور رخصت ہونے کو علی بن بلیق قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہر کو گرفتار کر لے۔

راست اقدام

ابن مقلہ نے حالات متذکرہ بالا پر مبنی ایک عرضداشت خلیفہ قاہر کی خدمت میں روانہ کی اتفاق سے جب اس عرضداشت کا جواب دربار خلافت سے آیا۔ اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا۔ بیدار ہو کر دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی۔ خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اس دوران طریف سبکری و مونس کا غلام عورتوں کے لباس میں حاضر ہوئے دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش احمد بن مکتفی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے بہانے سے حاضر ہو کر خلیفہ کو گرفتار کر لینے کے حالات گوش گزار کئے۔ خلیفہ قاہر ان واقعات کو سن کر متنبہ اور ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت فوج ساجیہ کو طلب کر کے قصر خلافت کی دہلیز صحچیوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کی ناکامی

عصر کے بعد علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لئے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پیے ہوئے تھا۔ ناراض ہو گیا، غصہ میں آ کر سخت و سست کہنے لگا۔ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا جو شمشیر بکف نکل پڑی۔ گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحبین یہ صورت حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو ساحل غربی کی طرف عبور کر گیا۔ وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون بھی یہ خبر سن کر روپوش ہو گئے۔ طریف سبکری سوار ہو کر قصر خلافت کی جانب آیا۔ بلیق کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ اپنے بیڑے کے قصر خلافت تک جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اگر حقیقت میں ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ قصر خلافت کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد بن زیرک افسر پولیس کو بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لشکریوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ وہ شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ قاہر نے ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے ان قیدیوں کو دیکھنے کے بعد میں انہیں رہا کر دوں گا راضی کر دیا۔ لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔

مونس کی گرفتاری

اس کے بعد خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا مونس نے حاضری سے انکار کر دیا۔ تب ان کو برطرف کر کے

---

[1] ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا جیسا کہ امتیاز کی غرض سے ہر فوج کا نام رکھ لیا جاتا ہے از خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۳۹۳

اس کی بجائے طریف سبکری کو متعین کیا اور انگوٹھی خلافت عطا کر کے ارشاد کیا "میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیارات عنایت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کی نیابتِ شاہی لشکر کی افسری' امراء و اراکینِ سلطنت کی سرداری اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی۔ جو اختیارات مونس کو حاصل تھے وہ سب میں نے تم کو عنایت فرمائے' تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلا لاؤ۔ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا۔ اس وقت تک فسادیوں اور بدمعاشوں کا وہاں جھمگٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے۔ طریف قصرِ خلافت سے نکل کر مونس کے مکان پر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو امان دی ہے تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ قصرِ خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کرو۔ ورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال پیدا ہو جائے اور کلی طور پر وہ تم کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ مونس سوار ہو کر قصرِ خلافت میں داخل ہوا۔ خلیفہ قاہر نے اس سے پہلے کہ وہ سامنے آئے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ طریف کو اس سے ایک طرح کی شرمندگی ہوئی۔

ابو جعفر محمد کی تقرری

خلیفہ قاہر نے مونس کی گرفتاری کے بعد قلمدانِ وزارت ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ کے حوالہ کیا اور مونس بلیق' علی بن بلیق' ابن مقلہ وزیر السلطنت ابنِ زیرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا۔ جس قدر مال و اسباب اور سامان ان کے مکانات میں تھا ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان نذرِ آتش کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر عہدۂ حجابت انجام دینے لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ محمد بن یاقوت اس رات کا احساس کر کے روپوش ہو گیا اور موقع پا کر اپنے والد کے پاس فارس چلا گیا۔ خلیفہ قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمیز خط تحریر فرمایا اور صوبہ اہواز کی گورنری مرحمت فرمائی۔

مونس اور سبکری میں ناراضگی

طریف سبکری کے مونس اور بلیق سے ناراضگی اور رنجش ہو جانے کا باعث یہ ہوا کہ مونس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکری سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں مونس کی عزت افزائی سے ایسے اترائے کہ طریف کا لحاظ ادب تک چھوڑ دیا تھا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبجات کی حکومت سے برطرف کر دیا تھا۔ بالآخر شرمندگی دور کرنے کے خیال سے بلیق نے طریف کو مصر کی گورنری پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابنِ مقلہ سے طریف کی بھی سفارش کی۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے منظور فرمائی۔ علی بن بلیق کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سندِ حکومت حاصل کر کے اپنے نائب کو وہاں روانہ کر دیا۔ طریف کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ اسی دن سے مناسب موقع کے انتظار میں رہنے لگا۔

مونس کی فوج ساجیہ سے کشیدگی

فوج ساجیہ کی ناراضگی اور خلیفہ مقتدر کی جانب مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی۔ خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین و مددگار تھی۔ مونس اس سے ہمیشہ ترقی اور انعام کے وعدے کرتا آیا تھا۔ حتیٰ کہ خلیفہ قاہر تختِ خلافت پر فائز ہوا اور مونس کو امورِ سلطنت کے سفید و سیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے لیکن اس کی فوج کے حقوق پر مونس کی نگاہ نہ گئی۔

خلیفہ کی حکمتِ عملی

صندل نامی ایک شخص فوج ساجیہ کے سرداروں میں سے تھا۔ اس کا ایک خادم مؤتمن تھا۔ صندل نے اس کو بیچ دیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک قبل خلافت پہنچ گیا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ قاہر تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ مؤتمن کو تمام خادمانِ قصرِ خلافت کی سرداری

مرحمت کی۔ کچھ مدت بعد خلیفہ قاہر' نمک حرام اراکینِ سلطنت مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوا۔ وہ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے لیکن کچھ بن نہ پڑتی تھی۔ ایک دن موتمن کو طلب کر کے کہا تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تم کو فروخت کیا تھا۔ وہ فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا۔ موتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہر نے تلقین کی تھی۔ لفظ بلفظ ادا کیا۔ صندل نے جواب دیا کہ "امیر المومنین نام کے خلیفہ ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان ہی سازشوں سے جو ان دنوں اراکینِ سلطنت کی بدولت ہو رہی ہیں۔ نجات دے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے۔ موتمن یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ لوٹ کر خلیفہ قاہر کی خدمت میں آیا۔ خلیفہ قاہر نے تمام حالات سن کر تھوڑے سے تحائف موتمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم میرے محاسنِ اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا کہ آج خلیفہ نے اپنے خدّام کو بہت سی چیزیں عنایت کیں۔ ان میں سے یہ بھی ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرو اللہ جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مونس کی ترغیب سے قصرِ خلافت میں حاضر ہوئی۔ خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا اور اس کے ذریعہ سے صندل کے پاس اپنے قلمِ خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ساتھیوں کو جاگیرات' انعامات اور صلے دینے کا اقرار تھا۔ صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر سپہ سالارانِ فوج ساجیہ سے سیما کو اپنا ہمراز بنایا۔ پھر دونوں نے باتفاقِ رائے طریف سبکری کو اس راز سے مطلع کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مونس سے ناراضگی ہے اور یہ موقع و محل کے انتظار میں ہے۔

طریف سے معاہدہ

اس شرط سے طریف نے ان لوگوں کا ساتھ دینا منظور کیا کہ مونس بلیق اور ابنِ بلیق کو کوئی جانی نقصان نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سب نے قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد طریف نے یہ درخواست کی کہ خلیفہ قاہر کا خط بقلمِ خاص اس مضمون کا آئے۔ تو میں بسرو چشم اس مصیبت و بلا کے ٹالنے کو موجود ہوں۔ ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیج دیا۔ خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے ان شرائط کو تحریر کیا جس کا وہ خواہاں تھا۔ اس کے بعد اپنی جانب سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا۔ حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ فریاد رسی کے لئے میں خود مجلس عدل میں جا کر بیٹھوں گا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کی سازش

فوج ساجیہ کے ملا لینے کے بعد طریف نے محافظینِ محلسرائے خلافت کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیا۔ ابن بلیق نے ان لوگوں کو محلسرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ان میں ٹھہرا دیا۔ اس وجہ سے محافظینِ محلسرائے خلافت کو ابنِ بلیق سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ طریف نے چکمہ دے کر ان لوگوں کو بھی خلیفہ قاہر کا خیر خواہ بنا دیا۔ اتفاق یہ کہ ابنِ مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ سردارانِ فوج ساجیہ اور محافظینِ محلسرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا لیکن بخوفِ فتنہ و فساد اس کام سے باز رہے پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی طریقہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر گرفتار کر لینا چاہیے اور چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی سے پیش نظر رکھا تھا۔ بیماری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اس کی خدمت میں جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ابنِ بلیق کو اس ارادے میں کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح و مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی افواہ پھیلا دی جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان کیا گیا ہے۔

علی بن بلیق کا انجام

الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدۂ حجابت پر سلامت طولونی کو متعین کیا گیا۔ کوتوالی پر احمد بن خاقان' عہدۂ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابو جعفر بن محمد قاسم بن عبید اللہ۔ نظم و نسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں یہ منادی کرا دی کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں۔ ان کو امان دی جاتی ہے۔ ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ واپس دیا جائے گا اور جو شخص حاضر نہ ہو گا ان کا مکان مسمار کرا

دیا جائے گا اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابو احمد بن مکتفی کی تلاش شروع ہوئی۔ بڑی کوشش اور تلاش سے وہ ہاتھ آیا۔ خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا اسے دیوار میں چن دیا گیا اور وہ مر گیا پھر علی بن بلیق کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔

مونس کا انجام

شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں نے پھر بغاوت کر دی۔ مونس کے ساتھی بھی اس فتنہ و فساد میں شریک تھے۔ شور و غل مچاتے ہوئے محلرائے خلافت کے نزدیک پہنچے۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے "روشن محل" میں آگ لگا دی۔ مونس کو رہا کر دو چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے۔ خلیفہ لشکریوں کے شور و غل کو سن کر اس مکان کی طرف گیا جہاں پر کہ بلیق قید تھا۔ خادموں کو اشارہ کر دیا' بلیق کا سر قلم کر دیا گیا اور یہ سر لے کر مونس کے پاس آیا۔ مونس دیکھ کر گھبرا گیا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بلیق کے قاتل پر لعن طعن کرنے لگا۔ خلیفہ قاہر کے حکم پر اس کا بھی سر اتار لیا گیا۔ اس کے بعد ان دونوں سروں کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرا کر خزانہ میں رکھ دیا۔ لشکری اور مونس کے ساتھی اس بھیانک منظر کو دیکھ کر کانپ اٹھے۔ کسی مزاحمت کے بغیر تمام کے تمام منتشر ہو گئے۔

ابو جعفر کی برطرفی

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ علی بن بلیق اپنے باپ بلیق اور مونس کے بعد مارا گیا کیونکہ یہ رُوپوش تھا۔ بلیق اور مونس کے قتل کے بعد اس کی گرفتاری بھی خلیفہ کے حکم سے ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسمٰعیل نوبختی بھی اس فتنہ و فساد میں مشتبہ ہو گیا تھا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابو جعفر کے پاس سے گرفتار کرا کر جیل میں ڈال دیا۔ اراکینِ حکومت اور سردارانِ لشکر کو خلیفہ قاہر کی اس تند مزاجی سے سخت خطرہ پیدا ہوا۔ ساجیہ اور محافظین محلرائے خلافت بھی اس معاملہ میں اپنی فضول دخل اندازی دینے سے خوفزدہ اور شرمندہ ہوئے۔ ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی۔ تین ماہ پندرہ دن وزارت کرنے کے بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اس کی اولاد' اس کا بھائی اور عبیداللہ اور اس کے خادم بھی گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔ ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں دن بعد انتقال کر گیا۔

طریف کی گرفتاری

اس کی بجائے ابو العباس احمد بن سلیمان خصیبی کو قلمدانِ وزارت دیا گیا۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک بااثر شخص باقی رہ گیا تھا جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ فوج اور ملک کو اس کا پاس و لحاظ تھا۔ ایک دن خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار میں بلا بھیجا جیسے ہی اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خدّام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا تا آنکہ خلیفہ قاہر کو برطرف کیا گیا۔

ابتداءِ حکومتِ آلِ بویہ

بنی بویہ کا مورثِ اعلیٰ ابو شجاع ابویہ نامی ایک شخص سردارانِ دیلم میں سے تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ عماد الدولہ ابو الحسن علی' رکن الدولہ ابو علی حسن' معز الدولہ ابو الحسین احمد' ابنِ ماکولا نے اس کو ساسانیہ میں بہرام گور بن یزد جزد کی جانب "نسباً" منسوب کیا ہے اور ابن مسکویہ نے یزد جزد شہریار کی طرف لیکن یہ نسب بے اصل ہے کیونکہ ریاست و سرداری کسی قوم پر سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔

بنی بویہ کی شورش

سرحال دیلم نے جس وقت اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اطروش ان کی زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان پر قابض و متصرف ہوا ان کے نامی گرامی سپہ سالاروں میں سے ماکان بن کالی' لیلیٰ بن نعمان' اسفار بن شیرویہ اور مراد اویج بن زیاد تھے۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والیٔ ملک تھے۔ ان لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا اس کے بعد زمانہ تنزلی' سلطنتِ عباسیہ میں ملک گیری کے خیال سے

اسلامی شہروں کے اطراف و جوانب کی طرف نکل پڑے۔ انہیں خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ نے بھی خروج کر دیا۔ جو ماکان بن کالی کے فوج کے سرداروں میں سے تھا پھر جب بعد قتل اسفار بن شیرویہ مابین مراداویج اور ماکان بن کالی اختلاف و فتنہ کا آغاز ہوا۔

بنی بویہ سے مراداویج کا سلوک

اور مراداویج نے طبرستان اور جرجان کو ماکان کے قبضہ سے نکل لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر مراداویج کے اس چلے آئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہے اہل و عیال ہمارے کثرت سے ہیں اور آپ اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے اس وجہ سے یہ نظر تخفیف تصدیع ہم لوگ مراداویج کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور نظام حکومت ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ مراداویج نے بنی بویہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مراداویج سے امان کی درخواست کی۔ مراداویج نے منظور کر لی اور ہر ایک سپہ سالار کو اطرافِ جبل میں ایک طرف کی حکومت مرحمت کی۔ چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت دی گئی۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

مراداویج کی پریشانی

غرض تمام بنی بویہ مراداویج سے رخصت ہو کر رے کی طرف روانہ ہوئے۔ ان دنوں رَے کی حکومت پر دشمکیر بن زیاد برادر مراداویج تھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عمید الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی۔ کچھ سامان اور خچر بطور تحفہ پیش کیا۔ مراداویج کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوراً سمجھ گیا کہ ماکان کے ان پناہ گزین سرداروں کو سرداری و حکومت دینے میں غلطی کی یہ لوگ چلتے پرزے ہیں جو کچھ نہ کر گزریں وہ کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی دشمکیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ اس خط کے پہنچنے سے قبل عماد الدولہ کرخ کی جانب روانہ ہو چکا تھا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا۔ وشمگیر نے اس کو واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر فتنہ و فساد کے خوف کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی۔

عماد الدولہ کی کارروائی

کرخ میں پہنچ کر عماد الدولہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی، استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو چار قلعات بھی فتح کئے۔ مالِ کثیر ہاتھ آیا، تمام کا تمام لشکریوں کو دے دیا جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ عوام النّاس کے دل عدل و انصاف اور جود و کرم سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔ چند ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب داب بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں مراداویج طبرستان میں مقیم تھا طبرستان سے رے واپس آیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جو رے میں نظر بند تھے رہا کر کے کرخ بھیج دیا عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بڑی عزت افزائی کی اور محبت و اخلاق سے پیش آیا۔ انہیں مال و اسباب سے مالا مال کیا گیا۔ ان سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی طرف طبعی میلان ہو گیا۔ مراداویج نے یہ خبر سن کر ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مراداویج کو اس خود کردہ فعل پر سخت شرمندگی ہوئی اس دوران میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔

اصفہان پر چڑھائی

اس کے چلے جانے سے عماد الدولہ کی قوت میں اضافہ ہو گیا اور اس نے سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر فوج کشی کر دی۔ ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابو علی بن رستم تھا۔ عماد الدولہ نے نرمی سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد میں جا کر معذرت کرو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے ساتھ دوستانہ سلوک کرنے کو تیار ہوں۔ مظفر اور ابو علی نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں میں ابو علی کا انتقال ہو گیا جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو انتہائی مکروہ سمجھتا تھا۔ مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آکر مورچہ قائم کیا۔ اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات سن کر عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ اس کے بعد لڑائی کا آغاز کر دیا۔ عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نو

سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا لیکن پہلے ہی حملہ میں وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا لہرا دیا۔

مرداویج کی ناکامی

اس واقعہ سے جس قدر خلیفہ قاہر کو خوشی ہوئی اس سے کہیں زیادہ مرداویج کو صدمہ پہنچا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ چنانچہ چاپلوسی سے کام لیتے ہوئے عماد الدولہ کو لکھ بھیجا "تم میرے ہی لگائے ہوئے پودے ہو میری اطاعت قبول کرو۔ میں تمہاری فوج و لشکر سے مدد کروں گا اور قاصد بھیجنے سے پیشتر اپنے بھائی دشمکیر کو ایک عظیم لشکرِ جرار کے ساتھ عماد الدولہ پر بحالتِ غفلت شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ اصفہان چھوڑ کر جرجان کا رخ کیا۔ ابوبکر بن یاقوت والیٔ جرجان عماد الدولہ کی آمد سے آگاہ ہو کر بغیر لڑائی کئے جرجان چھوڑ کر رامہرمز بھاگ گیا۔ عماد الدولہ نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے۔

عماد الدّولہ کی پیش قدمی

اس کے بعد ہی مرداویج کا بھائی دشمکیر اصفہان میں داخل ہوا اور بلامزاحمت قابض و متصرّف ہو گیا لیکن خلیفہ قاہر کی تحریر و تحریک پر مرداویج نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔ جرجان پر قبضہ کے بعد عماد الدولہ کے پاس ابو طالب زید بن علی نوبند جان کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلافِ عقل ہے۔ وہ تمہاری فکر میں ہے عماد الدولہ یہ خیال کر کے کہ مبادا ابنِ یاقوت اور اس کے بیٹے کے محاصرہ میں آجائے۔ ابو طالب کے مشورہ پر کاربند ہوا۔ تب ابو طالب نے یہ سمجھانا شروع کیا کہ مرداویج اور ابنِ یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ بار بار اس مضمون کے لکھنے سے متاثر ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۲۱ھ میں جرجان چھوڑ کر نوبند جان کا راستہ لیا۔ راستے میں ابنِ یاقوت کے مقدمتہ الجیش سے لڑائی ہو گئی۔ عماد الدولہ نے پہلی ہی جھڑپ میں شکست فاش دے دی۔ ابنِ یاقوت نے بقیہ لشکر کو فراہم اور مرتب کر کے حملہ کر دیا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدّولہ حسن کو کازرون وغیرہ مضافات فارس کی جانب خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابنِ یاقوت نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ایک لشکر کازرون کی جانب بھیج دیا۔ رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے اس واپس لوٹ آیا۔

عماد الدّولہ کی کامیابی

اس کے بعد عماد الدّولہ اس خوف سے کہ مرداویج اور ابنِ یاقوت کے درمیان مصالحت نہ ہو جائے نوبند جان سے اصطخر کی جانب روانہ ہوا۔ ابنِ یاقوت نے تعاقب کیا۔ کرمان کے راستہ میں ایک پل پر مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی۔ عماد الدّولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابنِ یاقوت سے امان حاصل کر لی اور اس کے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوئے سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابنِ یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ میں پیش آیا اس معرکہ میں معز الدولہ نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ دلیری اور بہادری کے بڑے جوہر دکھائے۔

فارس پر قبضہ

ابن یاقوت نے شکست کے بعد واسط میں جا کر دم لیا اور عماد الدولہ شیراز چلا گیا۔ اس پر اور تمام بلادِ فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ امان کی منادی کرا دی۔ چاروں طرف امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں۔ ادائیگی سے مجبور ہوا۔ اتفاق سے چند صندوق ہاتھ آئے جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار سرخ تھے پھر کیا تھا تمام خزانہ بھر

گیا۔ ثابت قدمی اور مضبوطی سے حکومت کرنے لگا۔

صلح کا پیغام

ابنِ یاقوت تازمانہ قتلِ مراد اویح اہواز میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبداللہ بریدی بھی تھا۔ مراد اویح کے قتل کے بعد ابنِ یاقوت نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ عماد الدولہ یہ خبر سن کر چڑھ دوڑا۔ رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرم میں پہنچا اطرافِ جرجان میں عماد الدولہ اور ابنِ یاقوت میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس لڑائی میں بھی ابنِ یاقوت کو قسمت سے شکست حاصل ہوئی۔ ابو عبداللہ بریدی کو پیام صلح دے کر عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا۔ عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مقرر کر کے واپس آیا۔ ابنِ بریدی بھی اس کے ساتھ تھا' اس کے بعد اہواز میں ابنِ یاقوت اور بلادِ فارس میں عماد الدولہ حکمرانی کرنے لگے۔

عماد الدولہ کی درخواست

عماد الدّولہ نے ان واقعات کے بعد خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصولِ سندِ حکومت ایک درخواست روانہ کی۔ خلیفہ راضی' خلیفہ قاہر کے بعد کرسی خلافت پر فائز ہوا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور ایک عرضداشت اس کے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجی اور دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ وزیر السلطنت ابو علی نے منظور کر لی۔ سندِ حکومت مع خلعت اور پرچم روانہ کی۔ اس سے عماد الدولہ کا جلال بڑھ گیا۔ مراد اویح کو یہ خبر سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس کا بھائی دشمگیر خلیفہ قاہر کی برطرفی کے بعد اصفہان کی طرف واپس آیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا۔ اسی زمانہ میں مراد اویح بھی اصفہان آ پہنچا اور عماد الدولہ کو نیچا دکھانے کی تدبیر میں مصروف ہوا اور اپنے بھائی دشمگیر کو کسی کام سے صوبہ رے کی طرف روانہ کر دیا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری

مونس اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے بعد خلیفہ قاہر نے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش و جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں رُوپوش تھے اور خفیہ طور پر سپہ سالارانِ فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت سے خط و کتابت کر رہے تھے۔ کبھی ان کو خلیفہ قاہر کی تند مزاجی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو مونس اور اس کے ساتھیوں کا ہوا اور کبھی انعام و اکرام کا لالچ دلاتے' بیشتر اوقات رات کو ابن مقلہ سپہ سالارانِ ساجیہ کے پاس بھیس بدل کر آتا اور ان پر ظاہر کر جاتا کہ سیما کو ایک نجومی یہ بتلا گیا ہے کہ خلیفہ قاہر کا زوال اس کے ہاتھوں ہو گا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت ختم کرے گا۔ غرض ابن مقلہ نے ان ذرائع سے سپہ سالارانِ ساجیہ کے خیالات بدل دیئے۔ سیما فوج ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ سیما کے معبر (خواب کے تعبیر کرنے والے) کو بہت سا مال دے کر بلا لیا اور اس کے ذریعہ سے سیما کو خلیفہ قاہر کی شان و شوکت اور تند مزاجی سے ڈرانا شروع کیا۔ سنتے سنتے سیما کو خلیفہ قاہر سے نفرت اور ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس عرصہ میں خلیفہ قاہر نے محلسرائے خلافت میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوائے۔ لگانے بجھانے والوں نے سیما اور سپہ سالارانِ ساجیہ سے یہ کہہ دیا کہ یہ گڑھے اور کنوئیں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدوائے گئے ہیں۔ سیما اور سپہ سالارانِ ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور ناراضگی اور نفرت بہت بڑھ گئی۔ سیما نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے آلاتِ حرب تقسیم کئے اور محافظین محلسرائے خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہر کو برطرف کرنے کا مشورہ کیا۔ قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا۔ اس کے بعد تمام نے باجازت محلسرائے خلافت پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ قاہر شور و غوغا سن کر بیدار ہو کر بھاگنے کے ارادہ سے دروازہ کی طرف بڑھا۔ خدّام بولے "کثرتِ فوج سے راستہ نہیں ہے"۔ مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا۔ اتنے میں بلوائی گھس آئے۔ خلیفہ قاہر کو تلاش کرنے لگے۔ کسی خادم نے بتلا دیا۔ سنتے ہی ایک گروہ حمام کی جانب دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہر سے اتر آنے کو کہا۔ خلیفہ قاہر نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی۔ مجبور ہو کر خلیفہ قاہر حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا۔ سب نے گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر اس مکان میں لائے جہاں کہ طریف سبکری قید تھا۔ اس کو رہا کر کے اس کی بجائے

خلیفہ قاہر کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک سال چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر السلطنت خصیبی اور سلامت حاجب بھی اس بری خبر کو سن کر فرار ہو گیا۔

معزولی کا ایک اور سبب

بعض نے خلیفہ قاہر کی برطرفی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ تختِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت پر تشدد کرنے لگا۔ اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا۔ وظائف اور تنخواہ کے دینے میں لیت و لعل سے کام لیتا۔ اس سے ان لوگوں کو شکایات پیدا ہوئیں اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ اتفاق یہ کہ اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اکثر اس سے مال و زر کا طالب ہوتا تھا۔ وزیر السلطنت خصیبی بھی اسی حال میں مبتلا تھا۔ اس دوران خلیفہ قاہر نے اپنے محلسرا میں چند گڑھے کھدائے۔ اس سے ان لوگوں کو شبہ پیدا ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اسنے میں قرامطہ کا ایک گروہ فارس سے گرفتار ہو کر بغداد آیا۔ خلیفہ قاہر نے بظاہر ان لوگوں کو اس میں قید کر دیا لیکن خفیہ طور پر ان لوگوں کو فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کے مقابلہ میں ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو یہ شاق گزرا اور وزیر السلطنت اور حاجب سے یہ واقعہ ظاہر کیا۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو محلسرائے خلافت سے نکال کر محمد بن یاقوت کوتوال شہر کے حوالے کر دیا اور نیک برتاؤ کرنے کی ہدایت دی۔ اس سے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کا شبہ مضبوط ہو گیا۔ خلیفہ قاہر اعلانیہ ان کی برائیاں اور مذمت کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی ناراضگی اس حد تک پہنچی کہ اس کے برطرف کرنے پر متفق ہو گئی۔

باب ۲۴

محمدؐ بن مقتدر الرّاضی باللہ

۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

خلافت کی بیعت

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابو العبّاس بن مقتدر کو جیل سے دربارِ عام میں لایا گیا۔ (یہ مع اپنی والدہ کے قید میں تھا) ماہ جمادی الاوّل ۳۲۲ھ یوم چہار شنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور "الراضی باللہ" کا مبارک لقب مرحمت کیا گیا۔

قاہر سے سلوک

اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مامور کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور کمزوری کا عذر کر کے ابنِ مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابنِ مقلہ کو امان دی اور قلمدانِ وزارت اس کے سپرد کیا اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ محبوس خلیفہ قاہر کے پاس جا کر ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو برطرف کر لے قاضی القضاۃ مع چند عادل گواہوں کے محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور اپنے آپ کو برطرف کرنے کی ہدایت کی' محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

تقرّریاں

عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد ابنِ مقلہ نے خصیبی وزیر خلیفہ سابق کو امان دے کر چند صوبوں کی گورنری عطا کی اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبجات موصل' قردی' باریدی' ماردین' دیار جزیرہ' دیار بکر' طریق فرات اور ثغور جزریہ' شامیہ اور افواج شام و مصر پر متعین کیا۔ افسرانِ محکمہ جات ڈاک اور معاون کی برطرفی اور تقرری کے اختیارات دیئے۔ بدر حمامی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق اہواز سے طلب کیا گیا اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر کے ابنِ یاقوت کو سوس اور جندے سابور کی طرف نکال دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان کی گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے میں تھا۔ اتنے میں خلیفہ قاہر کی زندگی کا اختتام ہو گیا اور خلیفہ راضی کرسی خلافت پر فائز ہوا۔ عہدہ حجابت پر مامور کرنے کی غرض سے ابنِ رائق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا۔ ابنِ رائق اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔

ابنِ یاقوت کی درخواست

ابنِ یاقوت نے یہ خبر سن کر دربار خلافت میں عہدۂ حجابت کی ایک درخواست بھیج دی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ابنِ یاقوت سامانِ سفر درست کر کے ابنِ رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ کسی نے ابنِ رائق سے اس کی اطلاع کر دی۔ اس خیال سے کہ ابنِ یاقوت سے میں پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں واسط میں نہ ٹھہرا انتہائی تیز رفتاری سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مدائن میں خلیفہ راضی کا اسی مضمون کا فرمان ملا کہ دربارِ خلافت کی جانب سے تمہیں صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے صیغہ ہائے جنگ و معاون کی حکومت بھی عنایت کی جاتی ہے۔ بجائے بغداد آنے کے واسط واپس جاؤ۔ چنانچہ مدائن سے براستہ دجلہ واسط کو لوٹا۔ واپسی کے وقت راستے میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ مدت بعد ابنِ یاقوت بغداد میں داخل ہوا۔ خلیفہ نے عہدۂ حجابت عنایت فرمایا اور سرداریٔ افواج اور دفاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ

امراء لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں کوئی فرمانِ تقرری یا برطرفی یا رہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ اصل میں وزارت بھی یہی کرتا تھا اور وزیر السلطنت ابنِ مقلہ کی مجلس کا ایک ممتاز معزز رکن تھا۔

ہارون کا انجام

خلیفہ قاہر نے ہارون غریب الحال کو کوفہ، دینور اور ماسبذان کی گورنری عنایت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر کو برطرف کیا گیا اور خلیفہ راضی کرسئ خلافت پر متمکن ہوا۔ تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں میرے سوا کوئی اور شخص حکومت و سرداری کا حقدار نہیں ہے۔ اراکینِ سلطنت اور سپہ سالارانِ لشکر کو انعام دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خالقین کی طرف بہ ارادہ بغداد کوچ کیا۔ وزیر السلطنت ابنِ مقلہ، ابن یاقوت، فوج ساجیہ اور مخالفین محلسرائے خلافت کو ناگوار گزرا۔ مجتمع ہو کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت لگا دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط و کتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کی اور علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھی۔ دو ایک صوبہ اور دینے کا وعدہ کیا لیکن ہارون نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ نہروان میں پہنچ کر جبراً خراج وصول کرنے لگا جس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اراکینِ سلطنت نے یہ خبر سن کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم لشکرِ جرار کے ہمراہ ہارون کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ ابنِ یاقوت کے بعض ساتھی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے۔ ابنِ یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ ہارون نے منظور کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بغداد میں ضرور آؤں گا۔ ابن یاقوت یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ چوبیسویں جمادی الثانی ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ پہلے ہی حملہ میں ابنِ یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس سے گزر گیا۔ ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا۔ رفتہ رفتہ ایک جھیل میں پہنچا۔ اتفاق سے گھوڑا بدکا زمین پر آرہا محمد بن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچ کر قتل کر دیا۔ ہارون کے ساتھی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور دو ایک گرفتار کر لئے گئے۔ ابن یاقوت فتح یاب ہو کر بغداد کی طرف واپس آیا۔

ابن یاقوت کی مخالفت

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ابنِ یاقوت کو تمام دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت بھی اصل میں یہی کر رہا تھا۔ ابنِ مقلہ برائے نام وزیر تھا۔ ابنِ مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ خلیفہ پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی اور ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں اس کی گرفتاری پر آمادہ کر دیا۔

محمد بن یاقوت کا انتقال

پانچویں ماہ مذکور کو خلیفہ راضی حسبِ رواج دربار میں جلوہ افروز ہوئے۔ اراکینِ حکومت امراءِ لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے اور گورنرانِ صوبجات بھی ایک جانب کھڑے تھے' امیدواران سند گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا۔ گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے۔ ابنِ یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کے لئے حاضر کرو۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابنِ یاقوت کو حاضر کیا گیا۔ خدامِ سلطنت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابنِ مقلہ نے محمد بن یاقوت کی مکان کی محافظت پر ایک دستہ فوج کو مامور کیا۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدۂ وزارت کے مکمل اختیارات حاصل ہو گئے۔

یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی اطلاع پا کر فارس کی طرف بہ ارادہ جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربارِ خلافت میں خلیفہ کو راضی کرنے کی غرض سے عرضی روانہ کر دی جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دے تاکہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی۔ محمد بن یاقوت مسلسل جیل کی صعوبتیں برداشت

کرتا رہا یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں ۳۲۴ھ میں انتقال کر گیا۔

ابو عبداللہ بریدی

زمانۂ ابن یاقوت میں ابو عبداللہ بریدی اہواز کا گورنر تھا جس وقت مراد اویج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ نکلا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا بریدی اہواز سے بصرہ چلا آیا اور نشیبی اہواز میں متصرف و قابض ہو گیا۔ اس کی ساتھ ہی یاقوت کے عہدۂ کتابت کو بھی انجام دے رہا تھا کچھ مدّت بعد یاقوت کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس واسط میں ٹھہرا رہا پس جس وقت ابن یاقوت گرفتار کیا گیا۔ وزیر ابنِ مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابنِ یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت کی تھی اور ان دونوں کو مہم فارس پر جانے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ واسط سے یاقوت براستہ طرسوس روانہ ہوا اور بریدی براستہ دریا کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے سوس اور جندیسابور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابو الحسن اور ابو یوسف کی سپردگی میں تھا۔ اس سے قبل ابو الحسن اور ابو یوسف نے دربارِ خلافت میں رپورٹ بایں مضمون دی تھی کہ اگر مراد اویج کو روکا نہ گیا تو عنقریب ان شہروں پر وہ قابض و متصرّف ہو جائے گا۔ وزیر السلطنت ابنِ مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابو الحسن اور ابو یوسف کی رپورٹ کی تائید کی۔ اس دوران بریدی بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے زیادہ تھی قبضہ کر لیا۔ اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے لشکر بھی مرتّب کر لیا۔ اس کے بعد یاقوت کو بغرض فتحِ فارس ارجان کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں ٹھہرا ہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اسی قدر مال مزید حاصل ہو گیا۔

ابو عبداللہ کی چالاکی

مقامِ ارجان پر یاقوت اور ابنِ بویہ سے مقابلہ ہوا۔ یاقوت شکست کھا کر عسکرِ مکرم کی جانب بھاگا۔ ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا۔ جب یاقوت نہ ہاتھ آیا تو رامہرمز میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مقام ارجان میں بمقابلہ عماد الدولہ بن بویہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی جانب بھاگ آیا ہے۔ ابنِ بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابو عبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ یہ یاقوت کا سیکرٹری بھی تھا۔ یاقوت کو اس پر پورا بھروسہ تھا۔ چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی اور دور اندیشی کا مادہ بالکل نہ تھا۔ ابو عبداللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعہ یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکرِ مکرم میں قیام فرمایئے۔ میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کر کے مع اس لشکر جو بغداد سے آنے والا ہے۔ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو محنت بھی نہ کرنی پڑے گی۔ لشکریوں کے شور و غل سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہو گی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کئے۔ سادہ لوح یاقوت اس چکر میں آ گیا اور بریدی اس قدر مال بھیج کر خاموش ہو گیا۔ چند دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا۔

یاقوت کی پسپائی

یاقوت اور اس کے لشکریوں کی تنگی سے گزر ہونے لگی۔ اس واقعہ سے پیشتر یاقوت کے پاس ابنِ بویہ کے ساتھیوں میں سے طاہر جیلی اور اس کا کاتب ابو جعفر صیمری ابن بویہ سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی اور تنگی معیشت کی نوبت آ گئی تو طاہر جیلی یاقوت سے رخصت ہو کر غربی تشتر کی طرف لوٹا۔ عماد الدولہ کو اس کی علیحدگی کی اطلاع ہو گئی۔ لشکر تیار کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر کل لوٹ لیا گیا۔ ابو جعفر قید ہو گیا لیکن عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا گیا۔ رہائی پا کر کرمان پہنچا۔ معزالدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدۂ کتابت پر فائز ہوا۔

یاقوت کا استقبال

طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یاقوت کی کمزوری اور اس کے ساتھیوں کی نااتفاقی کے بارے میں تحریر کیا۔ بریدی نے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز میں بھیج دیجئے۔

میں ان کو سمجھا بجھا دوں گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں گے سادہ لوح یاقوت نے بڑی سادگی سے مشورے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا۔ باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کیے۔ یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ تب یاقوت بریدی کی جانب روانہ ہوا۔ بریدی یہ خبر سن کر پیدل استقبال کے لئے آیا۔ دست بوسی کی' عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا۔ مستعدی سے خدمت کرتا رہا لیکن یہ سب ظاہر داری تھی لشکریوں کو اشارہ کر دیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آئے۔ یاقوت نے شور و غل کا سبب پوچھا۔ بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کی۔ یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا گوار گزرا ہے۔ یاقوت یہ سن کر گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا۔ یاقوت خوفزدہ ہو کر اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تستر میں جا کر قلعہ نشین ہو جائیں اور والی تستر کو پچیس ہزار دینار دینے کے لئے لکھا۔ یاقوت اس مشورے کے مطابق عسکر مکرم سے تستر جانے کے لئے تیار ہوا۔ اس کا ایک خادم مونس نامی تھا۔ وہ بریدی کی چالوں کو سمجھ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیاں اور اس کا مکر و فریب یاقوت پر ثابت کر کے یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد چلے جائیے۔ مخالفین مخلرائے خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا ہے۔ ان خرافات کو چھوڑیئے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو بریدی کا خاتمہ جلد کیجئے اور اہواز سے اس کو نکال باہر فرمایئے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سننے سے خود کو بہرہ بنا لیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی ذرا نہ سنی۔

مظفر بن یاقوت کی رہائی

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے تمام ساتھی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا حتیٰ کہ اس کے پاس صرف آٹھ افراد باقی رہ گئے۔ اس دوران اس کا بیٹا مظفر خلیفہ راضی[1] کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آیا اور بریدی نے تمام حالات سن کر بغداد جانے کا مشورہ دیا اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی جانب چلے جائیے گا اور اس پر قابض و متصرف ہو جائیے گا۔ یاقوت نے اس سے انکار کیا۔ مظفر اس سے الگ ہو کر بریدی کے پاس چلا آیا۔ بریدی نے بڑی عزت افزائی کی' عزت و احترام سے پیش آیا اور خفیہ طور پر اس کی محافظت و نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔

یاقوت کا انجام

اس بات کے باوجود کہ بریدی کی فوج اور مالی قوت میں آئے دن اضافہ ہوتا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ انجام دیکھتے ہوئے یاقوت سے خوفزدہ ہوا لہٰذا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر متعین کر کے بھیج دوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی۔ بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا۔ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات و سکنات سے اس کے خبث باطنی اور بدنیتی کا احساس ہو گیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے ارادہ سے عسکر مکرم کی طرف کوچ کر دیا۔ صبح ہوتے ہوتے عسکر مکرم پہنچ گیا مگر اس وقت بریدی کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد بریدی کا لشکر زیر قیادت ابو جعفر جمال آ پہنچا۔ ایک حصہ فوج سے بر سر مقابلہ آیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا۔ ظہر کے بعد یاقوت کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر آستین سے اپنے چہرے کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گزرے اجنبی سمجھ کر منہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے تمام کے تمام ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ سر قلم کر کے لشکر میں لائے۔ ابو جعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور سر کو مع اس مال و اسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یاقوت سے ہاتھ آیا بریدی کے پاس تستر بھیج دیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور خود ان صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہ واقعات ۳۲۴ھ میں پیش آئے۔

۱۔ خلیفہ راضی نے اسے ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ میں قید کر دیا تھا۔ ایک ہفتہ بعد رہا کر کے تستر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا۔

ابو العلاء سعید کا خاتمہ

ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان موصل کی گورنری پر تھا۔ اس کے چچا ابو العلاء سعید نے دربارِ خلافت سے موصل اور دیارِ ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے باظہار اس امر کے کہ میں اپنے بھتیجے کے پاس روپے لینے جاتا ہوں۔ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے آگاہ ہو کر استقبال کے لئے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسرے راستے سے موصل میں داخل ہو کر دارالامارت میں جا کر بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے پہنچ کر ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کر سر قلم کر دیا۔

ناصر الدّولہ کا تعاقب

اس خبر کو سن کر خلیفہ راضی کو دکھ ہوا۔ وزیر السّلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر تیار کر کے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ یہ سن کر موصل سے زوزان چلا گیا۔ وزیر السلطنت کوہ سین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السّلطنت کے بیٹے نے اس بات پر عمل کیا۔ وزیر السّلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طباب کو اور فوجِ ساجیہ سے ماکرو دیلمی کو بطور اپنے نائب کے مامور کیا اور مسافت طے کر کے ۱۵ شوال ۳۲۳ھ کو بغداد میں داخل ہو گیا۔

معافی کی درخواست

وزیر السلطنت کی روانگی کے بعد ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرو دیلمی سے مقامِ نصیبین پر بر سر مقابلہ آیا۔ ماکرو شکست کھا کر رقہ کی طرف بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا۔ ماکروں کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ دربارِ خلافت میں معذرت کی عرضی بھیجی۔ خلیفہ نے معاف کرتے ہوئے سندِ حکومت بھی عطا کر دی۔

محمد بن رائق

چونکہ محمد بن رائق نے دارالخلافت بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط میں صوبجات واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رائق نے وزیر السّلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور خفیہ طور پر خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ محلرائے خلافت کے خرچ کا تمام بوجھ میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

ابنِ مقلہ کی گرفتاری

خط کا جواب آنے پر وزیر السلطنت نے یہ رائے قائم کی کہ اپنے بیٹے کو باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہے ابن رائق کو گرفتار کرنے کے لئے واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی بات کو ظاہر کرنے کے لئے بھیج دوں تاکہ اس کو کوئی مخالف خیال نہ پیدا ہو۔ صبح کے وقت یہ معاملہ عرض کرنے کے لئے قصرِ خلافت میں حاضر ہوا تو مظفر بن یاقوت اور محافظین محلرائے خلافت نے گرفتار کر لیا اس واقعہ سے پیشتر مظفر بن یاقوت کو قید سے رہائی مل چکی تھی اور وہ عہدۂ حجابت پر فائز ہو چکا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کا تقرر

اس بات پر خلیفہ راضی نے مظفر اور محافظین محلرائے خلافت کی تعریف کی اور انعامات دیئے۔ ابو الحسین بن ابو علی بن مقلہ مع اراکینِ خاندانِ وزارت کے روپوش ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین محلرائے خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ

کو طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت خلیفہ نے عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کو طلب کر کے قلمدانِ وزارت مرحمت فرمایا اور برطرف وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے ذمہ کیا۔ ابنِ مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق برطرف وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا' وصول کیا گیا۔

عبدالرحمٰن کا استعفیٰ

کچھ مدت بعد عبدالرحمٰن سے وزارت کا کام نہ چل سکا۔ خراج وصول ہونے میں مشکل ہوئی۔ انتظاماتِ ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ اس نے مجبور ہو کر استعفاء دیا خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کر لیا اور ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی مصیبت آئی۔ اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

خراج کی بندش

ابو جعفر کے زمانۂ خلافت میں خراج کی آمد بند ہو گئی۔ گورنروں نے اپنے صوبہ جات مقبوضہ کو دبا لیا۔ ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی آمدنی دبالی۔ فارس کا خراج بوجہ غلبہ و تصرف ابن بویہ بند ہو گیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی سلطنتِ عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کی مالی حالت کافی کمزور ہو گئی اراکینِ حکومت اور امراءِ سلطنت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئی تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی ہو رہی تھی۔ ابو جعفر کا رعب و دبدبہ لوگوں کی دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ جب اس سے بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ پندرہ دن کے بعد روپوش ہو گیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی جگہ ابو القاسم سلیمان بن حسن کو عہدۂ وزارت سے نوازا۔ اس کی حالت بھی سابقہ وزراء جیسی تھی نہ اس کے قبضہ میں کچھ مال و دولت تھی اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی واقفیت تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور یہ برائے نام وزارت کر رہا تھا۔

ابنِ رائق پر عنایات

وزراء کی نااہلی کا جب خلیفہ راضی کو یقین ہو گیا تو ابوبکر محمد بن رائق کو واسط سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلیفہ نے تمہاری درخواست وزارت منظور فرمالی ہے' مناسب یہ ہے کہ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر فرائض منصبی کو انجام دو ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس دوران خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا اور اس کی سرداری مرحمت کی۔ امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال و دیوانی' تبدیلی و تقرریٔ حکام' نظم و نسق ممالک' کتابت' حجابت' غرض تمام امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات عنایت کیے۔ منبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ واسط میں داخل ہوئی۔ ابنِ رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین محلرائے خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظینِ محلرائے خلافت یہ سن کر آگ بگولا ہوئی۔ اپنے مکانات چھوڑ کر محلرائے خلافت میں آکر خیمہ زن ہو گئے۔ اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے نوازا اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اس کے حکم سے محافظین محلرائے خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے مکانات میں جا کر مقیم ہوئے۔ اسی وقت تمام دفاتر شاہی بند کر دیئے گئے۔ نام کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابنِ رائق اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گزرتا۔ خزانے بند کے بند رہے۔ خراج اس کے خزانہ میں داخل ہوتا اور وہ سیاہ و سفید جو چاہتا کرتا۔ خلیفہ بھی اس کے دست نگر تھے ایک پیسہ ان کے قبضہ میں نہ تھا وہ اپنے مقصود و خواہش کے مطابق ان سے کام لیتا۔ غرض یہ کاٹھ کی پتلی یا موم کی ناک تھی۔ جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالکِ مقبوضہ نے یہ صورت حال دیکھ کر طوق اطاعت کو اپنے گردنوں سے اتار کر رکھ دیا جس قدر جس کے قبضہ میں تھا اس کو اس نے دبا لیا۔ خلیفہ کے قبضہ میں اس وقت سوائے بغداد اور اس کے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ باایں ہمہ ابنِ رائق خلیفہ پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا حکم ہر طرف چلتا تھا۔

صوبوں کی صورتِ حال

باقی صوبہ جات ممالک مقبوضہ کی یہ حالت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ خوزستان اور اہواز بریدی کے فارس عماد الدولہ بن بویہ کے کرمان ابو علی محمد بن الیاس کی' رے' اصفہان اور جبل رکن الدولہ ابن بویہ اور وشمگیر کے (وشمگیر مرداویج کا بھائی جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مزاحم اور مخاصم بنا ہوا تھا) موصل' دیار بکر' دیار مضر اور دیار ربیعہ بنو حمدان کے' مصر و شام محمد بن طغج کے' مغرب اور افریقہ عبیدین کے' اندلس عبدالرحمٰن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے' ماوراء النہر بنی سامان کے' طبرستان دیلم کے' بحرین اور یمامہ ابو طاہر قرملی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی خیالات اور اخبار ہم کو بیان کرنے باقی رہ گئے جو اس کے بارے میں اور ان سے وابستہ تھے اور وہ صرف ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ علاوہ ان کے اور گورنران ان صوبجات ممالک مقبوضہ' جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ ان کے حالات علیحدہ کیے بعد دیگرے ہم بیان کریں گے۔ **کما شرطناہ اول الکتاب**

کچھ مدت بعد ابن رائق نے یہ خیال کر کے ابو الفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبہ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی طرف سے اس کے نام روانہ کیا۔ صوبہ مصر و شام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آگیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کو وزارت پر مامور کیا گیا۔

مرداویج کا انجام

پہلے بحکم ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا۔ اس کے وزیر ابو علی فارض نے اس کو دیا دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداویج کے پاس چلے آئے تھے چلا گیا مرداویج نے اس کو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری عنایت کی۔

مرداویج نے بعد قبضہ رے' اصفہان اور اہواز اپنے خیالات بلند کر لئے بادشاہی کی بُو دماغ میں پیدا ہو گئی' طلائی تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کے لئے چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے خود کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مدائن میں کسرائے فارس کے محلات کو نئے سرے سے تعمیر کرانے کا شوق چرایا۔ اس کے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا۔ ان میں بحکم بھی تھا۔ چونکہ اس کی حکمرانی اس کے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گزری تھی اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان سے باہر قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ مرداویج کے قتل کے بعد دیلم نے اس کے بھائی دشمکیر بن وزیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنا لیا۔

دو فرقے

مرداویج کے مارے جانے کے بعد ترکوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے تعداد میں زیادہ تھا۔ بحکم کے پاس جبل کی طرف روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ اس کے بعد شہروان کی طرف پیش قدمی کی۔ خلیفہ راضی سے بغداد میں آنے کے متعلق خط و کتابت کی خلیفہ نے اجازت دے دی۔ محافظین محلرائے خلافت کو اس سے شبہ پیدا ہوا' وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضگی ہوئی۔ تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے۔ اس دوران ابن رائق والی واسط و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا تمام کے تمام اس کے پاس چلے گئے' اس نے بحکم کو ان لوگوں کا سردار بنایا۔ ترکوں اور دیلم سے جو مرداویج کے ساتھیوں میں سے تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروہ بحکم کے نام دیلم سے آملا' ابن رائق نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا' انعامات اور صلے دیئے' اس کے بعد بحکم کو رائق کی طرف منسوب کر کے رائقی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے موسوم کیا کرے۔

محافظین کی سرکشی

۳۲۵ھ میں ابن رائق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسط چلے آیئے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمایئے۔ اگر وہ بلا چون و چرا پیش کش کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ فوج کشی میں قریب ہونے کی وجہ سے آسانی ہو گی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس مشورے کے مطابق یکم محرم ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔ محافظین محلرائے خلافت یہ خیال قائم کر کے مبادا ہمارے ساتھ بھی فوج جیسا سلوک کیا جائے۔ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہے پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ابن رائق نے منع کیا۔ ان لوگوں نے کچھ توجہ نہ دی تب ابن رائق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے چڑھائی کر کے مقابلہ کیا ابن رائق نے بھی اپنی رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی اور ایک شدید جنگ کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ باقی فوج نے بغداد میں جا کر دم لیا؟ لولوء افسر پولیس کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا دیئے اور تنخواہیں بند کر دیں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

تجدید عہد نامہ

ابن رائق اس واقعہ کے بعد ان لوگوں کو جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس تھے' قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی طرف کوچ کر کے نزدیک پہنچ کر ایک فرمان مشعر طلبی خراج سالہائے گزشتہ روانہ کیا اور بشرط ادائے خراج مذکور بحال رکھنے کا وعدہ کیا۔ ابن بریدی نے اس سے آگاہ ہو کر اہواز کا ایک ہزار دینار ماہوار خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی منظور کیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلیفہ کے سپرد کر دوں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے جنگ ابن بویہ پر جانا پسند کرے گا۔ خلیفہ راضی کی حضور میں ابن بریدی کے جوابات پیش کیے گئے۔ حسین بن علی نوبختی (یہ ابن رائق کا وزیر تھا) نے مشورہ دیا کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہرداری اور مکر و فریب پر مبنی ہے ایک وعدہ کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابوبکر بن مقاتل بولا "وقت کا تقاضہ یہی ہے کہ ابن بریدی کی درخواست منظور کر لی جائے"۔ خلیفہ راضی نے اس سے پہلے مشورے کے مطابق ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رائق کے ہمراہ کوچ کر دیا۔ اوائل صفر ۳۲۵ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

جعفر کا فرار

ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہواری خراج اہواز دینے کے عوض ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رائق نے روانگی کے وقت جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کو روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر فارس پر چڑھائی کر دینا۔ ابن رائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ وہ جعفر سے تنخواہ کا تقاضہ کرنے لگے۔ جعفر نے ناداری کا عذر کیا۔ ان لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کر ابن بریدی کے پاس دوڑ آیا۔ ابن بریدی نے چھپ کر بھاگ جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت بھیس بدل کر بغداد کی طرف فرار ہو گیا۔

حسین بن علی کی برطرفی

ابوبکر نے اس کے بعد ابن رائق سے یہ کہنا شروع کیا کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوبختی نکما آدمی ہے اس کو برطرف کر کے ابن بریدی کو مامور کیجئے تیس ہزار دینار نذرانہ دیا جائے گا۔ ابن رائق نے معذرت کی کہ اس کے حقوق مجھ پر پہلے ہی بہت ہیں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا۔ لیکن ابوبکر وقت بے وقت جب موقع پاتا تو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتا تھا۔ اتفاق سے چند دنوں بعد حسین بیمار پڑا ابوبکر نے ابن رائق سے جا کر کہا "حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس بیماری سے زندہ نہ بچے گا اور عنقریب فوت ہو جائے گا"۔ ابن رائق نے جواب دیا۔ "یہ غلط ہے مجھ سے اس کے معالج طبیب نے بتلایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے"۔ ابوبکر بولا "چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے پرامید کلمات کہے ہیں آپ اس کے بھتیجے علی بن حمدان سے پوچھ لیجئے"۔ حسین نے علی بن

حمدان کو اپنے زمانہ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابوبکر نے ان کو یہ فقرہ کہہ دیا کہ تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی خواہش ہے تو جس وقت تم سے حسین کی بیماری کے بارے میں امیر دریافت کریں کہہ دینا کہ وہ جانبر نہ ہو گا"۔ ایک دن ابن رائق نے علی سے حسین کی بیماری کا حال دریافت کیا۔ علی نے وہی جواب دیا جو ابوبکر نے سکھایا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہو گیا ابوبکر کو طلب کر کے کہا "ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے حضور میں بھیج دے"۔ چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابوبکر کی چال

کوفی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا اور ان دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کافی طور سے دخل پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی جانب سے بصرے کی حکومت پر محمد بن یزداد نامی ایک شخص متعین تھا جو بد خلق اور ظلم کا عادی تھا۔ کوفی اور ابوبکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کر دی اور ابو یوسف بن بریدی کو مامور کرنے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کر لیا۔ ابن بریدی نے اس سے آگاہ ہو کر اپنے غلام اقبال نامی کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی جانب روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ آئندہ حکم ملنے تک قلعہ مہدی میں پہنچ کر قیام کرنا ان سے محمد کے کان کھڑے ہوئے اس نے کچھ سمجھ لیا اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدی بصرے کو مجھ سے ضرور چھین لے گا۔ ایک عرصہ تک اسی الجھن میں پڑا رہا بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محاصل اور ٹیکس جو محمد نے جابرانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیئے جائیں ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس بات کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے ان محافظین محلسرائے خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جو دارالخلافت سے نکال باہر کئے گئے تھے' ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔

بصرہ پر قبضہ

ابن رائق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس کر لے ابن بریدی نے اس کے جواب میں تحریر کیا "چونکہ قرامطہ بصرے کے نزدیک آ گئے ہیں اور محمد والی بصرہ میں ان کی مدافعت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کی حمایت کے لئے قلعہ مہدی پر پڑا ہوا ہے"۔ اسی دوران قرامطہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے نزدیک پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کی مقابلہ پر اپنی لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آ گیا تھا لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی قرامطہ اپنے شہر لوٹ گئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ اطلاع سن کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد والی بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو اور اسی فوج محافظین سے جس کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروہ کو اس کی کمک پر بھیج دیا۔ ابن بریدی کی فوج دریا کی طرف بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھی۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی۔ بالآخر محمد کو شکست ہوئی' اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک عتاب آمیز ابن بریدی کو تحریر کیا جس میں بصرے کو چھوڑ دینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی سنگین نتائج کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی بالکل پرواہ نہ کی۔

بجکم کی کامیابی

ابن بریدی نے جس وقت ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر باغیانہ تھا۔ ابن رائق کے پاس پہنچا تو ابن رائق نے ایک لشکر بدر خرشنی اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے جامدہ میں پہنچ کر قیام کرنا' اس کے بعد لشکر تیار کر کے مجموعی قوت سے مقابلہ پر جانا۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچ گیا اور بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے

سوس کی جانب پیش قدمی کی۔ ابنِ بریدی کا لشکر بھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اس کے غلام محمد بن جمال کی ماتحتی میں مقابلہ پر آگیا۔ یحکم کے رکاب میں صرف دو سو ستر ترک تھے۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی۔ یحکم نے باوجود کی فوج پہلے ہی حملہ میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی۔ محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھا جانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تشتر پر یحکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پر یحکم کا خوف ایسا طاری ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابنِ بریدی یہ رنگ دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہوا۔ اس کے ساتھی بھاگ گئے اور مال و اسباب ادھر ادھر ہو گیا۔ بصرہ کے نزدیک پہنچ کر مقام ابلیہ میں قیام پذیر ہوا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیسے ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ آخر کار اقبال کو فتح حاصل ہوئی اور ابنِ رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابنِ رائق کی خدمت میں ایک خط عذر خواہی کا چند رؤساءِ بصرہ کی معرفت روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس کو تو منظور نہ کیا لیکن رؤساءِ بصرہ سے ہمدردی کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے کچھ شرائط پیش کیں۔ ابنِ رائق نے غصہ میں آکر قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو آگ لگا دوں گا۔ رؤساءِ بصرہ اپنی خواہشات کا خون کر کے واپس ہوئے اور اس کے مقابلہ میں بے جگری سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ انہیں واقعات کے بعد سے ابنِ بریدی کا بصرہ پر اور یحکم کا اہواز پر قبضہ ہو گیا۔

جنگی معرکے

ابنِ رائق نے اس کے بعد ایک لشکر دریا کے راستہ دوسرا براستہ خشکی ابنِ بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ باقی رہا وہ لشکر جو دریا کے راستہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا ابنِ بریدی اپنے بھائی ابو الحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ اوال بھاگ گیا۔ ابو الحسین نے لڑ کر ابنِ رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا ابنِ رائق یہ خبر سن کر واسط سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ اہل بصرہ بھی ابو الحسین کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بے جگری سے لڑتے رہے مدتوں لڑائی ہوئی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابنِ رائق اپنے لشکر کو لوٹ آیا اور ابنِ بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کی رغبت دلائی۔

ابنِ رائق کی شکست

عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا۔ ابنِ رائق نے اس سے آگاہ ہو کر یحکم کو روانگی کا حکم دیا۔ یحکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد محکمہ دفاع و محکمہ مال کا افسر مجھے مقرر کیا جائے۔ ابنِ رائق نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ ہو۔ ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا۔ ایک دن اس کے ایک دستہ فوج نے رات کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شب خون مارا۔ ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابنِ رائق نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں کو نذر آتش کرا دیا تمام جل کر خاکستر ہو گئے اور جزیرہ اہواز کا راستہ لیا۔ چند دنوں یحکم کے پاس مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں بعض ساتھیوں نے یحکم کو گرفتار کر لینے کا مشورہ دیا۔ ابنِ رائق نے اس پر عمل نہ کیا۔ اس کے بعد اہواز سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اس کے پہنچنے سے قبل اس کا لشکر واسط میں داخل ہو چکا تھا۔

معز الدولہ کی کامیابی

ابو عبداللہ بن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق و یحکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا اور ابنِ بریدی نے اپنے دونوں بیٹوں ابو الحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے رہنے دیا۔ یحکم یہ اطلاع سن کر مقابلہ پر آیا' مقام ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر اہواز چلا آیا اور چند دستہ فوج کو عسکر مکرم میں معز الدولہ کے

مقابلہ پر چھوڑ آیا اور معزالدولہ نے کامیابی کی ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے۔ یحکم نے یہ خبر سن کر اہواز سے تستر کی جانب کوچ کیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی طرف روانہ ہوا یحکم نے تستر میں پہنچ کر کچھ مدت قیام کیا۔ اس کے بعد یہ سن کر کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تستر سے واسط میں قیام پذیر ہوا۔

معزالدولہ اور ابن بریدی میں عداوت

معزالدولہ اور ابن بریدی کے عسکر مکرم پر قابض ہونے کے بعد اہل اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہیں دنوں رکن الدولہ (برادر معزالدولہ) اور دشمکیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معزالدولہ نے مہم عسکر مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کی طلبی کی تحریک کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آگئی۔ اس کے بعد دریا کے راستہ واسط جانے کے لئے اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ابن بریدی کو اس سے خطرہ لاحق ہوا۔ وہ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور بالفعل سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس کا حکم بھیجنا تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف روانگی اختیار کی۔

اہواز پر حملہ

چونکہ عماد الدولہ سے ابن بریدی نے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا تھا اور جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ معزالدولہ سے ناراضگی اور بدظنی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ معزالدولہ کو اہواز اور بصرہ کے چھوڑ دینے کو لکھ بھیجا معزالدولہ نے خط ملتے ہی اہواز کو خیرباد کہہ کر عسکر مکرم کی راہ لی۔ ابن بریدی نے اپنے ایک عامل کو اہواز بھیج دیا اور پھر معزالدولہ کو عسکر مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کے لئے لکھا۔ معزالدولہ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ یحکم تک ان واقعات کی اطلاع پہنچ گئی اور اس نے ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جندیسا پور پر قبضہ کرنے کے لئے بھیج دیا ان مقامات کے نکل جانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف عسکر مکرم پر معزالدولہ قابض رہا۔ آمدنی کم ہو گئی لیکن مصارف کی وہی حالت رہی انتہائی تنگی سے بسر ہونے لگی اس دوران اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اس کی کمک پر بھیج دی۔ پھر کیا تھا۔ گئی ہوئی قوت لوٹ آئی۔ اہواز پر حملہ کر دیا اور اس پر انتہائی تیزی اور چابکدستی سے قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا اور یحکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدہ و مرتبہ کو حاصل کرنے کی کوشش اور تدابیر کر رہا تھا ابھی کوئی صورت کامیابی کی دکھائی نہ دی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طیاب کو معہ ایک لشکر کے یحکم کے پاس روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اس کے لشکر کے اہواز پر یلغار کر کے ابن بویہ کو نکال باہر کر دو تم کو محکمہ دفاع کی افسری اور محکمہ مال کی افسری علی کو عنایت کی جاتی ہے۔ یحکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف قطعاً" توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں قیام پذیر رہا۔ وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کے یہ حالات دیکھ کر ابن رائق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کا لالچ دیا اور یہ وعدہ و اقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن طغج سے مصارف کا رشتہ بھی کر لیا۔ ابن رائق نے ابو الفتح کی یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ وہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۶ھ میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

ابن بریدی اور یحکم میں مصالحت

چونکہ یحکم نے ابن رائق کے حکم کی جان بوجھ کر تعمیل نہ کی' اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا۔ اس سے ابن رائق کو یحکم کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا۔ اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی اور یحکم کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط سے کہ اگر یحکم کو شکست ہو گی تو چھ لاکھ دینار سالانہ واسط تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ اتفاق یہ کہ یحکم کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ ابن رائق کے لشکر کے آنے سے قبل ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس

ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا۔ ایک شدید اور خونریز جنگ کے بعد یحکم نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ ابنِ بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ لیکن جب یحکم نے اس شکست کے بعد ابنِ بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے بے چین دل کو اطمینان ہوا۔ شکست کے دوسرے روز یحکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت کا خط روانہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر دربارِ خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی حکومت پر میں تم کو مامور کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو موقعہ غنیمت خیال کر کے مصالحت کر لی اور یحکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا اپنی ساری توجہ و کوشش دربارِ خلافت میں بجائے ابنِ رائق کے اپنا رسوخ پیدا کرنے میں صرف کرنے لگا۔

نااہل وزیر

جس وقت وزیر ابو الفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا' خلیفہ راضی نے ابو علی بن مقلہ کو جیسا کہ یہ پہلے بھی عہدۂ وزارت پر فائز تھا خلعتِ وزارت سے نوازا لیکن یہ وزارت برائے نام تھی۔ دراصل ابنِ رائق سیاہ و سفید کا مختار تھا۔ اس سے قبل ابن رائق نے ابنِ مقلہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدۂ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابنِ مقلہ نے اپنے مال و اسباب کی واپسی کے لئے کہا۔ ابنِ رائق نے اس پر کوئی توجہ نہ کی۔ ابن مقلہ کو یہ بات ناگوار گزری وہ ابن رائق کو وزیر کرنے کی تدابیر کرنے لگا۔ ادھر یحکم کو واسط میں اور دشمکیر کو رے میں خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ اقرار کیا کہ میں تم کو بجائے ابنِ رائق کی مامور کرا دوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی کو ابن رائق اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے ابھارنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضامند نہ ہو چلا تو یہ لالچ دیا کہ اگر خلیفہ یحکم کو بجائے ابنِ رائق کے مامور فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ابنِ رائق اور اس کے ساتھیوں سے وصول کر کے داخلِ خزانۂ عامرہ کرے گا۔ خلیفہ راضی نے مجبوراً" اس بات کو منظور کر لیا۔

ابنِ مقلہ کا خاتمہ

منظوری کا اشارہ ملتے ہی وزیر السلطنت نے یحکم کے نام کا بھی فرمان روانہ کیا اور ابنِ رائق کے خوف سے خلیفہ سے اس زمانہ تک دار الخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک کہ یہ کام پورا نہ ہو لے۔ چنانچہ اجازت حاصل کرنے کے بعد آخری شب ماہ رمضان ۳۲۶ھ کو ایوان وزارت سے محلسرائے خلافت میں چلا آیا۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابنِ رائق کو ان حالات سے آگاہ کیا ابن رائق نے پہلے خلیفہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پندرہویں شوال ۳۲۶ھ کو وزیر السلطنت ابنِ مقلہ کا ہاتھ کٹوایا جو چند دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا اور پھر عہدۂ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کی شکایات کرنے لگا۔ ابنِ رائق نے اس سے آگاہ ہو کر اس کی زبان گدی سے نکلوا لی اور ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا حتیٰ کہ وہ انتقال کر گیا۔

یحکم کی بغداد میں آمد

یحکم اس سے قبل خود کو برابر ابن رائق کی جانب منسوب کرتا اور اپنے جھنڈوں اور ڈھالوں پر "یحکم رائقی" کندہ کراتا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابن مقلہ کا فرمان بایں مضمون ملا۔ خلیفہ نے تم کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا ہے' لالچ پیدا ہوئی۔ ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے محو کرا دیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس آمد سے آگاہ ہو کر واسط واپس جانے کے لئے کہا۔ یحکم نے کوئی توجہ نہ دی۔ آہستہ آہستہ نہر دیالی کے شرقی ساحل پر پہنچا اور ابن رائق کا لشکر اس کے غربی ساحل پر تھا۔ یحکم کی فوج نے ایک کم گہرے مقام سے نہر عبور کر کے ابن رائق کی لشکر پر حملہ کیا۔ ابن رائق کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ابن رائق نے عکبرا میں جا کر دم لیا اور یحکم پندرہ ذی قعدہ سنہ مذکور کو کامیابی کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لئے بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے روز دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ خلیفہ نے اس کو امیر الامراء کا خطاب عنایت کیا۔

ابن رائق گوشۂ گمنامی میں

یحکم نے اس کے بعد خلیفہ راضی کی طرف سے ان سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکامات روانہ کئے جو ابنِ رائق کے ساتھ تھے چنانچہ وہ تمام واپس آئے۔ ابنِ رائق بھی خفیہ طور سے بغداد چلا آیا اور ایک سال گیارہ مہینے امارت کر کے گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گیا۔ یحکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا اور بغداد میں سلطنتِ عباسیہ پر حکمراں ہو کر رہنے لگا۔

سبکری کی کامیابی

دشمکیر کے عمّال سے سبکری بن مردی نامی ایک عامل بلاد جبل پر متعیّن تھا۔ بلاد جبل صوبہ آذر بائیجان سے ملا ہوا ہے۔ ان دنوں اس صوبہ پر ولسیم بن ابراہیم کردی (یہ ابنِ ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا) حکومت کر رہا تھا۔ سبکری کی دماغ پر آذر بائیجان کو فتح کرنے کا بھوت سوار ہوا۔ لشکر مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ ولسیم یہ اطلاع سن کر مقابلہ پر آیا۔ مسلسل لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا سبکری کے سر رہا سلیم شکست کھا کر بھاگا۔ سبکری نے تمام بلادِ آذر بائیجان پر باستثناء اردبیل کے جو آذر بائیجان کا دارالحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک عرصہ تک اس کا بھی محاصرہ کئے رہا۔ اہلِ اردبیل نے ولسیم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی۔ "آپ اس پر جس وقت یہ ہم لوگوں سے لڑائی میں مصروف ہوں عقب سے حملہ کیجئے اللہ کی ذات سے یقینِ کامل ہے کہ اس موذی کو شکست ہو گی"۔ ولسیم نے یہ درخواست منظور کر لی حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی۔ وقت اور دن کا تعین کیا گیا۔ سبکری اس خیال میں ڈوبا ہوا کہ اردبیل کا کوئی والی و وارث نہیں ہے حصار میں سختی سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ سبکری نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہلِ اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ سبکری کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی یہاں تک فصیل کی دیوار کے نزدیک پہنچ گئی۔ اہلِ اردبیل نے فصیل کے دروازے بند کر لئے۔ ولسیم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر عقب سے حملہ کر دیا۔ سبکری کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سبکری نے موقان پر جا کر دم لیا۔ اصبہند ابن دولت نے ایک تازہ دم فوج سے سبکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ولسیم سے لڑنے کے لئے آیا۔ اس معرکہ میں ولسیم کو شکست کا سامنا ہوا۔

ولسیم کی کامیابی

ولسیم کی سمجھ میں کچھ نہ آیا' سیدھا دشمکیر کے پاس رے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سبکری کے پنجۂ غضب سے بچایئے چونکہ دشمکیر کو سبکری کی ان مسلسل کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا' ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا اسی دوران سبکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشعرِ اطاعت و فرمانبرداری دشمکیر کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے سبکری کو اس کی اطلاع ہو گئی وہ اپنے چند مخصوص مصاحبین کو لے کر آرمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تباہ و برباد کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی جانب بڑھا۔ آرمینیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو معہ اس کے چند ساتھیوں کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ نے میدان جنگ سے واپس ہو کر سان بن سبکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کی دارالحکومت پر اپنے سردار سبکری کا بدلہ لینے کے لئے حملہ آور ہوئے طرم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفّاکی اور بے رحمی سے ان کو تباہ کیا۔ باقی فوج میں سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جا کر پناہ لی تھی' ان کو ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کے پاس ولسیم سے جنگ کرنے کے لئے آذر بائیجان بھیج دیا کیونکہ ولسیم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری انتہائی تیزی سے کر رہا تھا اور ابو عبداللہ حسین اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدولہ کی جانب سے معاون آذر بائیجان پر مقرر تھا۔ ولسیم نے یہ خبر سن کر ابو عبداللہ حسین کا ارادہ کیا۔ ان میں اس کے مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ موصل کی طرف لوٹ پڑا اور ولسیم نے زیر حمایت دشمکیر آذر بائیجان پر قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن رائق کی کارروائی

خلیفہ راضی اور یحکم نے ۳۲۷ھ میں موصل اور دیار ربیعہ کی طرف کوچ کیا' اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والئ موصل نے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ تکریت میں پہنچ کر خلیفہ نے قیام کر دیا اور یحکم آگے بڑھتا گیا جب موصل کو چھ کوس باقی رہ گئے تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا' بڑی شدید لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ یحکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا اور کامیابی کے بعد فتح کی اطلاع خلیفہ کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ خلیفہ تکریت سے دریا کے راستہ موصل کو روانہ ہوا موکب ہمایوں میں قرامطہ کا بھی ایک گروہ تھا جو یحکم کی اطلاعی عرضی آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رائق اس گروہ سے خفیہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلیفہ سے علیحدہ ہو کر بغداد واپس آیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروہ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض و متصرف ہو گیا۔

صلح کی درخواست

جب یہ خبر خلیفہ تک پہنچی تو دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستہ موصل کا رخ کیا اور یحکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ یحکم نے بعد غلبہ و تصرف نصیبین سے واپسی کر دی۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر آمد سے نصیبین چلا آیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض و متصرف ہو گیا اس دوران جب کہ یحکم کے ساتھی بغداد روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر ملی۔ یحکم کو سخت افسوس اور دکھ ہوا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط مشعر مصالحت اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا یحکم نے مصلحتِ وقت کے پیش نظر مصالحت منظور کر لی۔ صلح نامہ مرتب کیا گیا فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور یحکم نے بغداد کی طرف واپسی کی' راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیام دے کر بھیجا یحکم نے ابن رائق کا پیام سن کر خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا خلیفہ نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق راہِ فرات' دیار مضر' حران' بالرہا' قنسرین اور عواصم کی حکومت مرحمت فرمائی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے صوبجات مذکورہ بالا کا راستہ لیا اور خلیفہ راضی معہ یحکم کے بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک کی گوشمالی

یحکم نے سپہ سالارانِ ترک سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو بطور اپنے نائب کے انبار پر مامور کیا تھا اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی جو یحکم نے منظور کر لی' بالبان نے سندِ حکومت حاصل کرنے کے بعد رحبہ کی طرف کوچ کیا اور ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علمِ خلافت اور یحکم کا مخالف بن بیٹھا۔ یحکم اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بالبان کی گوشمالی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا پانچ روز میں مسافت طے کر کے رحبہ پہنچا اور بحالتِ غفلت بالبان پر حملہ کر دیا' بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بالبان کو گرفتار کر لیا گیا اور اونٹ پر سوار کرا کر بغداد لایا گیا اور قید کر دیا گیا۔ یہ اس کا آخری دور تھا۔

ابو الفتح کی وفات

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابو الفتح بن جعفر بن فرات شام کی جانب روانہ ہو گیا اور بوقتِ روانگی اپنی جگہ دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو بطور نائب مامور کر گیا' یحکم نے اس کے وزیر خلف بن طباب کو گرفتار کر کے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کو عہدۂ وزارت پر متعین کیا' اس نے کہہ سن کر یحکم اور ابن بریدی سے مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی سندِ حکومت حاصل کی بعد ازاں وزیر السلطنت ابو الفتح کا مقام رملہ میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت ابو جعفر نے بارگاہ خلافت میں ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے منظور فرما لیا۔ عبداللہ بن بریدی نے دربارِ خلافت میں اپنی جگہ عبداللہ بن بصری کو بطور نائب کے مامور کیا جیسا کہ خود اس سے قبل وزیر السلطنت ابو الفتح کی طرف سے مامور تھا۔

اصفہان پر چڑھائی

ابنِ بریدی کی حکومت کو جس وقت واسط میں استقلال و استحکام حاصل ہو گیا' اس وقت اس نے ایک لشکر سوس کی طرف روانہ کیا' ان دنوں سوس میں ابو جعفر ظہیری معزالدولہ احمد بن بویہ کا وزیر حکومت کر رہا تھا اور خود معزالدولہ اہواز میں مقیم تھا۔ ابو جعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا۔ ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف و جوانب کو تہس نہس کر دیا۔ معزالدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی' یہ اس وقت اصفہان سے واپس آ کر اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کر سوس کی جانب کوچ کر دیا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ اس کے پہنچنے سے پیشتر ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا لیکن اس کے جوش انتقام نے واسط کے قبضہ پر مجبور کر دیا ایک دو دن سوس میں قیام کر کے واسط کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کے غربی طرف پڑا ہوا تھا جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش پھیل گئی ایک گروہ امان حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور یحکم نے بغداد سے واسط کی جانب ابنِ بریدی کی کمک کو کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ خبر سن کر اہواز کی طرف اور پھر اہواز سے رامہرمز کو لوٹا رامہرمز پہنچ کر یہ خبر ملی کہ دشمکیر نے اپنا لشکر ماکان بن کالی کی مدد کے لئے بھیج دیا ہے اور اصفہان اپنے حمایتوں سے خالی ہے فوراً سامان جنگ و سفر درست کر کے رامہرمز سے اصفہان آ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے دشمکیر کے ساتھیوں کو جس قدر اس وقت موجود اور باقی تھے نکال باہر کیا۔

یحکم کا نکاح

ابنِ بریدی اور یحکم کے مابین مصالحت ہونے کے بعد ابنِ بریدی نے اپنی بیٹی کا یحکم سے نکاح کر دیا اور پھر دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ یحکم بلاد جبل کو فتح کرنے کے لئے دشمکیر پر چڑھائی کرے اور ابو عبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معزالدولہ پر حملہ آور ہو۔ اس رائے کے مطابق یحکم نے حلوان کا راستہ لیا۔ ابنِ بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو یحکم کی کمک پر روانہ کیا۔ یحکم نے بھی اپنے چند ساتھیوں کو ابن بریدی کے پاس روانگی سوس اور اہواز کی تحریک کرنے کو بھیج دیا۔ ابن بریدی بہ لطائف الحیل ٹالتا جاتا تھا حتیٰ کہ ان لوگوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا کہ ابن بریدی یحکم کی مخالفت پر آمادہ ہے ان لوگوں نے یحکم کو اس سے آگاہ کر دیا۔ یحکم ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آیا اور ابن بریدی کو وزارت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ابو القاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مقرر کیا اور ابو جعفر بن شیرزاد کو جو اس کی وزارت کا حامی اور سفارشی تھا' گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' اس کے بعد سامانِ سفر درست کر کے براستہ دریا آخری ذی الحجہ ۳۲۸ھ کو واسط کی جانب کوچ کیا اور ایک لشکر براستہ خشکی بھیج دیا۔ ابنِ بریدی یہ سن کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور یحکم نے واسط میں پہنچ کر اپنی حکومت قائم کر لی۔

اخشید اور ابنِ رائق میں مصالحت

اس سے پیشتر دیار مضر' ثغور' قنسرین اور عواصم کی جانب ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت اس نے ان شہروں میں اپنی حکومت مضبوطی کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی ہوس سمائی اور لشکر مرتب کر کے حمص کی جانب کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی طرف بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبداللہ اخشیدی معروف بدیر حکمرانی کر رہا تھا۔ ابنِ رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد رملہ پر قبضہ کرتا ہوا بہ ارادہ دیار مضر' بہ عریش کی جانب روانہ ہوا۔ اخشید محمد بن طغج مقابلہ پر آیا پہلی ہی جھڑپ میں اخشید کو شکست ہوئی ابن رائق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابنِ رائق کے لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو تعاقب پر بھیجا۔ ابنِ رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ شدید لڑائی ہوئی بالآخر ابو نصر بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ جنگ کے اختتام کے بعد ابنِ رائق نے ابو نصر کی نعش کو نہلا کفنا کر معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے

امراء اخشید کے پاس مصر بھیج دیا۔ اخشید نے مزاحم کو بڑے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور اس کے والد ابن رائق سے اس طور پر مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اس نے لے لیا ماوراء اس کے شام تک کے شہروں پر ابنِ رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

والئ روم کی پیش قدمی

والئ روم دمشق نے ۳۲۲ھ میں پچاس ہزار فوج سے سمیساط کی طرف پیش قدمی کی اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ایک عرصہ دراز تک محاصرہ کیے رہا' آخر کار امان کے ساتھ مفتوح کر لیا' اکثر اہل ملطیہ[1] اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبت سے نصرانی ہو گئے اور انتہائی تھوڑی تعداد میں بطریق کے ہمراہ اسلامی شہروں میں بھیج دیے گئے' اس کے بعد دمستق نے سمیساط کو مفتوح کیا اور اس کے مضافات کو تہس نہس کر کے بیشتر بلادِ ساحلیہ پر قابض ہو گیا۔

رومیوں اور مسلمانوں میں مصالحت

قائم علوی نے ۳۲۳ھ میں افریقیہ سے ایک بیڑہ جنگی جہازات کا کفار کے شہروں کی جانب روانہ کیا جو شہر جنود فتح کر کے سردانیہ کی طرف بڑھا' اہلِ سردانیہ مقابلہ پر آئے' متعدد لڑائیاں ہوئیں' جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو اہلِ سردانیہ کی بیشتر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحلِ شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا' صحیح سلامت واپس آیا' ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا' چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابنِ ورقاء شیبانی اس مہم کا سرگردہ تھا۔

عہدوں کی تقسیم

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اس وقت علمِ خلافت کے قبضہ میں سوائے صوبجات اہواز' بصرہ' واسط ابن بریدی بصرہ پر اور ابنِ رائق واسط پر قابض و متصرف ہو رہا تھا آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان' ہمدان' قم' قاشان' کرخ' رے اور قزوین میں دشمکیر سے نبرد آزما تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز و کرمان پر غالب قابض ہو گیا تھا' ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

۳۲۱ھ میں تکین خاصکی والئ مصر کا انتقال ہو گیا' خلیفہ قاہر نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو مقرر کیا لشکر نے بغاوت کی محمد نے بزور شمشیر اس کو زیر کیا۔ اسی سنہ میں بنی تغلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان مع ابو الاعز بن سعید بن حمدان کے مصالحت کرانے کے لیے گیا۔ باتوں باتوں میں لڑائی ہو گئی جس میں ابو الاعز کو ایک ثعلبی نے مار ڈالا' ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ حدیثہ میں یانس غلام مونس والئ موصل مل گیا۔ بنی ثعلب اور بنی اسد کے ساتھ ہو گئے اور دیار ربیعہ کی طرف واپسی کر دی۔

خلیفہ راضی نے ۳۲۳ھ میں اپنے دو بیٹوں ابو جعفر اور ابو الفضل کو بلادِ مشرق اور مغرب کی حکومت مرحمت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن طغج کو علاوہ ملک شام کے جو اس کی قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری عنایت فرمائی۔ صوبہ مصر پر احمد بن کیغلغ مقرر تھا۔ اسی سنہ میں اسے برطرف کر دیا گیا۔

---

[1] دمستق نے فتحیابی کے بعد دو خیمے نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی پھریرہ لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ صلیبی خیمہ کے دروازہ پر لکھا تھا "جو شخص نصرانیت قبول کرنا چاہے وہ اس خیمے میں آ جائے' اس کو اس کے اہل و عیال و مال و اسباب دیا جائے گا" دوسرے خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھا تھا "جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں آئے اس کو ذاتی امان دی جائے گی اور جہاں جانا چاہے گا پہنچا دیا جائے گا" اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہو گئے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ ص ۱۱۱)

خلیفہ راضی کا انتقال

خلیفہ راضی[1] باللہ ابو العباس احمد بن مقتدر ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں انتقال کر گیا' اس نے چند مہینے کم سات سال خلافت کی۔ اس کے مرنے پر بحکم نے اس کے حاشیہ نشینوں اور منشیوں کو مجتمع کیا مگر عجمی الاصل ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے منبر پر اکثر خطبہ دیا' اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے منبر پر خطبہ دیا ہے مگر وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں جن کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے داستان و قصہ گویوں کو مامور کیا اور ہم نشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا' اس کی سلطنت و حکومت آخری سلطنت و حکومت ہے جس کے تعلقات' جائزے' انعامات' جاگیرات' مطابخ' خدم و حشم اور حجاب اگلے خلفاء کی مانند تھے۔

[1] وقت وفات خلیفہ راضی بتیس برس اور چند مہینے کا تھا بعارضہ استسقاء وفات پائی، ادیب، شاعر، خوش مزاج اور سخی تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۱)

باب ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ

۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

خلیفہ کی بیعت

خلیفہ راضی کے انتقال کے وقت یحکم واسط میں مقیم تھا۔ اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا' جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ خلیفہ راضی کے انتقال کے بعد اراکین سلطنت تقرر خلیفہ میں یحکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ اسی دوران اس کا خط ابو عبداللہ کوفی کی معرفت ملا۔ لکھا تھا کہ وزراء' امراء لشکر' قضاۃ' علوئین' عباسین اور روساءِ شہر وزیر السلطنت ابو القاسم سلیمان بن حسن کے پاس مجتمع ہو کر کوفی کے مشورہ سے جس کے طریقہ و مذہب کو خاندانِ خلافت سے پسند کریں اس کو تختِ خلافت پر فائز کر لیں اس تحریر کے مطابق اراکین سلطنت' امراءِ لشکر اور روساءِ شہر نے مجتمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے بالاتفاق منتخب کیا۔ اگلے روز جو کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا۔ نامزد خلیفہ کو مجلسِ عام میں طلب کر کے کرسئ خلافت پر رونق افروز کیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیلِ بیعت کے بعد "المتقی للہ" کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابو القاسم سلیمان بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے قبل تھا برائے نام قائم و بحال رہا مگر درحقیقت زمام امور سیاست و انتظام کوفی (یحکم کے سیکرٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت عنایت ہوا۔

یحکم کا انجام

ابو عبداللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ آنے کے بعد ایک لشکر ندار کی طرف روانہ کیا۔ یحکم نے بھی اس کے مقابلہ پر زیر امارت توزون فوجیں بھیج دیں۔ دونوں فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا اور یحکم کو واسط سے اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا چنانچہ یحکم نے نصف رجب کو واسط سے ندار کی طرف کوچ کیا۔ اس کے بعد توزون کو فتح حاصل ہوئی راستے میں توزون کا خط جس میں فتح کی اطلاع تھی یحکم کو ملا۔ پڑھ کر خوش ہو گیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا نہر جور تک چلا گیا۔ کسی نے یہ خبر کر دی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جس کے پاس بے حد مال و اسباب ہے۔ یحکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں گنتی کے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو شکست ہوئی۔ یحکم نے تیروں کی بارش کر دی۔ اتنے میں ایک نو عمر جوان نے پیچھے سے یحکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر گرا اور فوراً دم توڑ دیا۔

بکتنیک کی حاضری

یحکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر منتشر ہو گیا' دیلمی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی' ابن بریدی کے پاس چلا گیا۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا پکا ارادہ کر لیا مگر اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آگئی۔ توانائی و قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ سب کی تنخواہیں دوگنا کر دیں۔ انعامات دیئے۔ باقی رہا ترکوں کا لشکر وہ واسط چلا گیا اور بکتنیک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنا لیا۔ بکتنیک نے معہ ان لوگوں کے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بغداد کی طرف کوچ کر دیا اور یحکم کے مکان کے مال و اسباب کی فہرست مرتب کر کے خلیفہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ خلیفہ نے ضبط کر کے داخل خزانۂ عامرہ کر لیا۔ ضبط شدہ مال کی قیمت

گیارہ لاکھ دینار تھی۔ دو سال آٹھ مہینے امارت کی۔

ابو عبداللہ بریدی کی کامیابی

یحکم کے قتل کے بعد دیلمی فوج نے بکشوار بن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابنِ سلاد والیٔ طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذر بائیجان پر قابض و متصرف ہوئے اور اتراک اس سے برسرِ پیکار آئے۔ جب وہ جنگ کے دوران ترکوں کے ہاتھوں مارا گیا تو دیلم نے اس کی جگہ کور تکین کو متعین کیا اور ترکوں نے بکتنیک (یہ یحکم کا غلام تھا) کو اپنا امیر بنایا جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے۔ دیلمی فوج ابو عبداللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی۔ لشکر تیار کر کے بصرہ سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر سن کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیج دیئے تاکہ ابن بریدی واپس جائے۔ اس کے بعد ترکوں کو بریدیوں سے جنگ کرنے کے لئے یحکم کے مال سے چار لاکھ دینار عنایت کئے۔ سلامتہ طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بدولت نے ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ کو بغداد سے شہر دیالی کی طرف کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسط سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف طاری ہوا کہ ان میں سے کچھ تو امان حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی ماندہ موصل چلے گئے' ان میں توزون اور بجگم تھا۔ سلامتہ طولونی اور ابو عبداللہ طولونی' روپوش ہو گیا۔ مقابلہ میں ایک شخص بھی نہ رہا۔ ابو عبداللہ بریدی بلا مزاحمت اوائل ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہو گیا اور شفیع کے مکان میں قیام کیا۔

ابو الحسن کی گرفتاری

وزیر السلطنت ابو الحسین بن میمون' قضاۃ اراکین سلطنت اور رؤساءِ شہر و ملت ملنے کے لئے آئے۔ خلیفہ نے مبارکباد کا خط لکھا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کرتے رہے کچھ مدت بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابو الحسین کو اس کی وزارت کے دو مہینے بعد گرفتار کر کے صرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے فوج کے اخراجات کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلا بھیجا کہ اگر یہ رقم نہ دی جائے گی تو خلیفہ کا حشر بھی وہی ہو گا جو خلفاء معتز' متعین اور مہتدی کا ہوا ہے۔ خلیفہ متقی نے مجبور ہو کر پانچ لاکھ دینار بھیج دیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا رہا ملاقات نہ کی۔

لشکریوں کا ہنگامہ

خلیفہ متقی کی طرف سے بھیجی گئی رقم جب ابن بریدی کے پاس پہنچی تو لشکریوں نے طلبی تنخواہ کا شور و غل مچایا۔ دیلمی فوج بلڑ مچاتی ہوئی ابو الحسین برادر ابن بریدی کے مکان پر پہنچی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آکر شریک ہو گئی اور طوفان بے تمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر پل کو تڑوا دیا۔ عوام الناس ان کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے۔ گھبرا کر مع اپنے بیٹے ابو القاسم اور چند ساتھیوں کے واسط کی جانب بھاگ نکلا یہ واقعہ آخری ماہ رمضان المبارک ۳۲۹ھ کا ہے جب کہ بغداد میں اس کے آئے کو چوبیس دن گزر چکے تھے۔

کور تکین کی آمد

ابن بریدی کے فرار کے بعد کورتین بغداد میں امورِ سیاست و انتظام پر غالب ہو گیا۔ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی خلیفہ نے امیر الامراء کا خطاب عنایت کیا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو طلب کر کے نظم و نسق امورِ سلطنت کے اختیارات دیئے لیکن وزارت کے لقب سے ملقب نہ کیا۔ قلمدان وزارت ابو اسحاق محمد بن احمد الکافی قرار یطی کے حوالہ کیا۔ بدر خرشنی کو عہدۂ حجابت دیا۔ اس کے بعد پانچویں شوال سنہ مذکور کو کور تکین نے بکتنیک کے ترکی سپہ سالار اتراک کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ ترکی اور دیلمیوں میں چھڑ گئی فریقین کا گروہِ کثیر مارا گیا۔ کور تکین تنہا امور سیاسی کی نگرانی کرنے لگا۔ تبدیلیٔ وزارت کو ڈیڑھ ماہ گزرے تھے کہ نیا وزیر ابو اسحاق بھی کور تکین کے پنجۂ غضب کا شکار ہو گیا۔ اس کی جگہ ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی کو وزارت کا عہدہ دیا گیا۔

ابن رائق سے مصالحت

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اتراک بحکم سے ایک گروہ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام جا پہنچا۔ سپہ سالاران اتراک سے توزون، حج، کور تکین اور صیقوان اس گروہ میں موجود تھے ان لوگوں نے ابن رائق کو واپسی عراق کا لالچ دیا۔ اس دوران خلیفہ متقی کے خطوط طلبی ابن رائق کے نام آئے۔ چنانچہ آخری ماہ رمضان ۳۲۹ھ کو صوبہ شام میں ابو الحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی طرف روانگی اختیار کی۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا ناصر الدولہ بن حمدان نظریں بچا کر دائیں بائیں ہٹ گیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی۔ ابن رائق نے بغداد کا راستہ لیا۔ اتفاق سے ابو عبداللہ بن بریدی کو اس کی اطلاع ہو گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط بھیج دیا۔ ان لوگوں نے واسط سے دیلم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

کور تکین کی اسیری

ابن رائق جب بغداد کے نزدیک پہنچا تو کور تکین لشکر آراستہ کر کے بہ ارادہ جنگ عکبرا تک آیا۔ ایک مدت تک ابن رائق سے جنگ جاری رہی۔ آخر کار عرفہ کی رات ابن رائق نے معہ اپنے لشکر کے کوچ کیا۔ صبح ہوتے ہوتے شہر کے غربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اور دربار گاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی، خلیفہ ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ میں سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز شام کے وقت کور تکین بھی بغداد آپہنچا۔ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے کو نکلا لیکن کور تکین کے بغداد آجانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی جانب واپس جانے کا ارادہ کر لیا پھر یہ خیال کر کے بغیر لڑائی کئے شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو دجلہ عبور کر کے کور تکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے حصہ کو اپنی کمان میں لئے ہوئے مقابلہ پر آیا۔ بازاریوں اور عوام الناس کا بھی ایک گروہ اس کے ساتھ تھا وہ بھی کبھی کبھی تیروں کی بارش کور تکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اس دوران ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ کور تکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا۔ کور تکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امان کی درخواست کی۔ ابن رائق نے ان سب کو معہ ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ کور تکین جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور "امیر الامراء" کا خطاب عنایت کیا۔ وزیر ابو جعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ ابو کوفی مقرر ہوا اس کے بعد ابن رائق کو کور تکین کا سراغ مل گیا جسے گرفتار کرا کے دار الخلافت میں لایا اور جیل میں ڈال دیا۔

ابن بریدی سے مصالحت

ابن رائق نے بوجہ امارت امراء بغداد میں مستقل طور سے رہائش رکھ لی، ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دس محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسط کی طرف پیش قدمی کی۔ بنو بریدی یہ سن کر بصرہ بھاگ آئے۔ ابو عبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرا دی۔ چنانچہ بنو بریدی واپس آئے۔ دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق نے بغداد کی طرف واپسی کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جس میں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر عشرۂ اخیرہ ماہ مذکور میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا اس سے بریدی کی قوت میں اضافہ ہو گیا، ابن رائق نے صلح صفائی کے لئے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی اور اس کی جانب سے عہدۂ وزارت پر ابو عبداللہ بیرزادی کو بطور نائب مامور کیا۔ اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پر حملہ کے لئے چڑھا آرہا ہے۔

دار الخلافہ کی قلعہ بندی

ابن رائق نے اس وجہ سے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کرا کر دار الخلافہ کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جا بجا جمع کرائے۔ لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا۔ عوام

الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اس سے امنِ عامۂ خلایق کو سخت نقصان پہنچا۔ پندرہ جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی جانب روانہ ہوئے۔ ابو الحسین (برادر ابنِ بریدی) سے دریا اور خشکی میں لڑائی ہو گئی۔ بالآخر ابو الحسین نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے دار الخلافت میں داخل ہو گیا خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابنِ رائق کے موصل کی جانب بھاگ گیا جبکہ اس کی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قرار یطی رُوپوش ہو گیا۔

ابو الحسین کی کامیابی

ابو الحسین کے فتح یاب ہونے کے بعد محلسرائے خلافت کو لوٹ لیا گیا۔ امن و امان کی صورتِ حال بگڑ گئی۔ کور تکین کو قید سے نکال کر واسط بھیج دیا اور بے چارے قاہر باللہ کی طرف کسی نے توجہ بھی نہ دی۔ دار الخلافت میں ابو الحسین نے قیام کیا۔ توزون کو غربی شہر کی کوتوالی دی اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو توزون کے ساتھ تھے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابنِ بریدی کے پاس واسط روانہ کر دیا۔

بغداد میں لُوٹ مار

اس کے ساتھیوں نے قبضہ حاصل ہونے کے بعد بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا' دن دہاڑے دکانیں لُوٹ لی گئیں' رؤساء وامراءِ شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک[1] کر گیہوں' جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا۔ اس سے اس حد تک مہنگائی بڑھی کہ ایک کر گیہوں تین سو دینار میں فروخت ہونے لگا۔ انہیں دنوں کوفہ سے رسد آ گئی اور عاملِ بغداد نے اسے دبا لیا اور یہ ظاہر کیا "عاملِ کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے" اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا جس کی ترکوں سے لڑائی ہو گئی عوام الناس میں بھی جنگ چھڑ گئی بہت سے لوگ مارے گئے۔ لشکریوں کے شور و غل سے عمال روپوش ہو گئے انتظام کا شیرازہ بکھر گیا قتل و غارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں ویراں ہو گئیں۔ کھیتوں کے کاٹنے کی نوبت نہ آئی لوٹنے والے معہ خوشوں کے لوٹ لے گئے۔ غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہلِ بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ کوئی ایسا ظلم نہ تھا جو ان پر نہ ڈھایا گیا ہو۔

ابنِ رائق کا انجام

ابنِ بریدی کے لشکر نے جس وقت بغداد کا رخ کیا تھا تو خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلیفہ کی کمک پر روانہ کیا' اتفاق یہ کہ سیف الدولہ مقام تکریت میں خلیفہ سے اس وقت ملا جب کہ خلیفہ بغداد سے ناکامی کے ساتھ آ رہے تھے' مجبوراً سیف الدولہ بھی خلیفہ کے ساتھ موصل واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر شہر چھوڑ دیا۔ فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی۔ آخر کار ابنِ رائق نے تجدیدِ عہد کی قسم کھائی مراسم اتحاد قائم رکھنے کا وعدہ کیا تب ناصر الدولہ نے واپسی کی اور دجلہ کے شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابو منصور بن خلیفہ متقی اور ابنِ رائق دریائے دجلہ عبور کر کے ملنے گئے۔ ناصر الدولہ بڑی عزت و احترام سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ جس وقت ابو منصور سوار ہو کر واپس ہوا۔ ناصر الدولہ نے ابنِ رائق سے مخاطب ہو کر کہا "آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے"۔ ابن رائق نے معذرت کی ناصر الدولہ نے ضد کی۔ ابن رائق کو اصرار سے کچھ شبہ سا پیدا ہوا سوار ہونے کا ارادہ کیا ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رائق ہاتھ چھڑا کر جیسے ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا اور ابنِ رائق گر پڑا ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا۔ ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر زبح کر دیا اور پھر نعش کو دریائے دجلہ کے سپرد کر دیا گیا۔

اخشید کا دمشق پر قبضہ

ابنِ رائق کے قتل کے بعد ناصر الدولہ نے خلیفہ کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت دست بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ خلیفہ نے "امیر الامراء" کا خطاب عنایت کیا اور "ناصر الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ غرہ شعبان

---

[1] ایک پیمانہ عراقی ہے جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکاکک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع لوزن رائج دہ سیر کا اس حساب سے ایک کر ۶۳۰ من کا ہوا۔ مترجم۔

۳۳۱ھ کا ہے اس کے بھائی ابو الحسین کو بھی خلعتِ فاخرہ سے نوازا اور "سیف الدولہ" کا لقب مرحمت کیا۔ اخشید نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر سے دمشق کی طرف قدم بڑھائے۔ ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی جانب سے محمد بن یزداد حکومت کر رہا تھا اس نے اخشید کے پہنچتے ہی امان کی درخواست کی۔ اخشید نے امان دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی جانب سے دمشق پر مقرر کیا۔ کچھ مدت بعد ولایت دمشق سے کوتوالی مصر پر تبدیلی کر دی گئی۔

ابو الحسین احمد کا خاتمہ

بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ابو الحسین بریدی نے ظلم و جبر کو اپنا وطیرہ بنا لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ اس سے اہلِ بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ اس دوران ابن رائق کے قتل کی خبر عام ہو گئی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جس کے جہاں سینگ سمائے بھاگ نکلا تج خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا۔ توزون انوش تکین اور ترکوں نے ابو الحسین بریدی پر حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ اس وجہ سے توزون نے دیلم کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا انوش تکین نے خلافِ معاہدہ ترکوں کو یکجا کر کے توزون کی مخالفت کی توزون اس سے آگاہ ہو کر موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آجانے سے کافی تقویت حاصل ہوئی بغداد کی طرف واپسی کرنے کی تیاری کر دی۔ ابو الحسن علی بن طباب کو دیارِ مضر یعنی الرہاد حرّان کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا۔ ابو الحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابنِ رائق کی جانب سے ان شہروں کا والی تھا مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابو الحسین احمد مارا گیا۔ ابو الحسین علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ حاصل کر لیا اور پھر خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے نزدیک پہنچے۔

بغداد میں افراتفری

ابو الحسین ابن بریدی یہ خبر سن کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس دن کے بعد واسط کی جانب بھاگ گیا عوام الناس میں بدامنی پھیل گئی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ اپنے لشکر جرار کے ماہِ شوال سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا۔ ابو اسحاق قرار یطی عہدۂ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی عنایت ہوئی اس کے بعد پھر ابو الحسین ابن بریدی نے لشکر تیار کر کے بغداد کا ارادہ کیا۔ بنی حمدان بھی مقابلہ کو نکلے رفتہ رفتہ مدائن پہنچے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابنِ عم ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدتوں سیف الدولہ اور ابو الحسین ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ سیف الدولہ کو شکست ہوئی۔ ناصر الدولہ نے دوبارہ صف آرائی کی۔ ایک زبردست جنگ کے بعد ابو الحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی طرف بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب نہ کیا۔ کامیابی کے بعد ناصر الدولہ نے واپسی کی نصف ذی الحجہ سنہ مذکور کو بغداد پہنچا۔ اس کے بعد سیف الدولہ نے واسط پر چڑھائی کی۔ بنو بریدی یہ خبر سن کر بصرہ بھاگ گئے اور سیف الدولہ قابض ہو گیا۔

وسیم بن ابراہیم کردی

آذر بائیجان وسیم بن ابراہیم کردی کے قبضہ و تصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ساتھیوں میں سے تھا اور وسیم کا والد ابراہیم ہارون شاری خارجی کے حاشیہ نشینوں میں سے تھا ہارون کے مارے جانے کے بعد وہ آذر بائیجان چلا گیا اور اکراد کے کسی رئیس کی بیٹی سے شادی کر لی جس کے بطن سے یہ وسیم پیدا ہوا۔ جب وسیم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذر بائیجان کا مستقل مالک ہو گیا۔ اس کے بعد بسکری نے جو بلادِ جبل میں دشمکیر کا نائب تھا۔ ۳۲۶ھ میں بلااجازت دشمکیر آذر بائیجان پر فوج کشی کی اور بزورِ شمشیر قبضہ کر لیا وسیم نے دشمکیر کے پاس جا کر پناہ لی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی۔ دشمکیر نے دیلمی فوج سے اس کو مدد دی چنانچہ وسیم جنگی ٹولی لئے ہوئے آذر بائیجان آیا اور بسکری کو شکستِ فاش دی۔

کردوں پر زوال

صوبہ آذر بائیجان جو اس سے قبل اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا۔ سبکری کی فوج میں اکثر اکراد تھے۔ ان لوگوں نے زمانہ غلبۂ سبکری میں بعض قلعاتِ آذر بائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ وسیم نے سردارانِ دیلم کو ملا کر کردوں کو دبانا شروع کیا اور انہیں کے زور بازو سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا انہیں میں صعلوک بن محمد بن مسافر و علی بن فضل وغیرہ تھے۔ چند ہی دنوں میں صوبہ آذر بائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک مٹ گیا ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔ ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر موجود تھا یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقع پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں بیٹوں وہشوذان اور مرزبان نے بغاوت کر دی اور انہوں نے دو چار قلعات پر قبضہ کر لیا تھا۔ طرّہ اس پر یہ ہو گیا تھا کہ وہشوذان اور مرزبان نے اپنے والد محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے ان کے مال و اسباب اور خزانے پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور اس کو تن تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا۔ علی بن جعفر نے صورتِ حال دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذر بائیجان پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے نوازا۔ علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے راہی اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی گروہ کے تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقۂ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے اور باطنیہ و دیلم دونوں شیعہ مذہب پر ہیں۔

آذر بائیجان پر چڑھائی

آذر بائیجان پر حملہ کرنے سے پیشتر علی بن جعفر نے وسیم کے ماتحتوں اور مصاحبوں سے خط و کتابت شروع کی اور ان لوگوں کو بہت سی رقم دے کر یا دینے کا وعدہ کر کے وسیم سے متنفر کر کے اپنی طرف پھیر لیا۔ خاص طور پر دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنا لیا۔ گو اس وقت بظاہر وسیم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذر بائیجان پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ فوجیں تیار کر کے آذر بائیجان کی طرف بڑھا صف آرائی کی نوبت آئی جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دیلم جیسا کہ اقرار وعدہ ہوا تھا بھاگ کر مرزبان کے پاس چلا گیا اور امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے ساتھ کردوں کا بھی ایک گروہ کثیر چلا آیا۔ وسیم نے گنتی کے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیہ جا کر دم لیا۔ حابیق بن دیرانی والیٔ آرمینیہ بڑے عزت و احترام سے پیش آیا۔ ان دونوں میں پرانے تعلقات تھے۔

مرزبان اور علی بن جعفر میں شکر رنجی

وسیم کو اس واقعہ سے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اسے کردوں کی علیحدگی اور دوری پر بہت شرمندگی ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے۔ آہستہ آہستہ پھر صلح و صفائی کرنے لگا۔ آذر بائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے چند دنوں کے بعد علی بن جعفر (وسیم کا سابق وزیر) کو مرزبان سے شکر رنجی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ اس حد تک ناراضگی ہوئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ساتھیوں کو ملا کر خفیہ طور پر اپنا ساتھی بنا لیا اور ادھر مرزبان کو چکر دے کر اس کے مال و اسباب کو ضبط کرا لیا اسی دوران دیلم کو بھی اس نے ابھار دیا انہوں نے مرزبان کی فوج کے حصہ کثیر کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا۔ اس سے مرزبان کے ساتھی مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور وسیم کی اطاعت کرنے پر تل گئے۔ جب یہ تدابیر پوری ہو گئیں تو وسیم کو ان واقعات کی خبر روانہ کر دی۔

مصالحت کی کوشش

تبریز پر پہنچ کر وسیم نے پڑاؤ ڈال دیا۔ مرزبان کے ساتھیوں میں سے اکثر لوگ بوقت مقابلہ وسیم کے پاس بھاگ آئے لیکن پھر بھی مرزبان کی عاقلانہ کاروائی اور واقفیت جنگ نے وسیم کو شکست سے دوچار کیا۔ میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آ رہا۔ مرزبان نے محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرہ کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر سے صلح و صفائی کی کوشش کرنے لگا۔ بالآخر علی بن جعفر اور وسیم میں مصالحت ہو گئی۔ وسیم نے تبریز چھوڑ کر اردبیل کا راستہ لیا' مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پر پہنچ کر اس کو اپنے حصار میں لے لیا تا آنکہ وسیم نے طویل محاصرہ سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی مرزبان نے منظور کر کے بہ صلح و امان اردبیل پر قبضہ حاصل کیا اور وسیم کو ...

مال و دولت دینے کا تصور کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اس کے بعد وَلسیم نے درخواست کی کہ مجھ کو مع میرے اہل و عیال کے قلعہ طرم میں بھیج دیجئے۔ چنانچہ مرزبان نے اس استدعا کے مطابق وَلسیم کو معہ اس کے اہل و عیال کے طرم کی طرف بھیج دیا۔

سیف الدّولہ کی شکست

بنو بریدی جس وقت واسط سے بصرہ کی طرف بھاگ آئے اور سیف الدّولہ واسط میں خیمہ زن ہوا' اسی وقت سے بصرہ پر اس کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اس کی یہ دلی خواہش تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ کو چھین لینا چاہئے لیکن قلتِ مال اور فوج کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد طلب کی' اس نے ابو عبداللہ کوفی کی معرفت درستی فوج و سامانِ جنگ کے لئے رقم بھیج دی۔ توزون اور تجج اس بات کے مخالف تھے۔ سیف الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی بھیجی ہوئی رقم کو مصلحتاً" کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو مال گزاری وصول کرنے کے لئے جامدہ کی طرف بھیج دیا اور تجج کو مدار کی جانب روانہ کر دیا۔

اس واقعہ سے قبل سیف الدولہ شام و مصر پر حملہ کرنے کی بابت ترکوں سے خط و کتابت کر رہا تھا ہر طرح کی امیدیں دلاتا تھا لیکن وہ اس بات پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ کچھ مدت بعد خلافتِ امید ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر حملہ کر دیا اور لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ایک گروہ کو مار ڈالا بے چارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی طرف بھاگ نکلا۔ باقی رہا ناصر الدولہ جب ابو عبداللہ کوفی واسط سے واپس ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتلائے تو اس نے روانگی موصل کی تیاری شروع کی خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی طرف روانہ ہونے سے منع کیا ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا لیکن خلیفہ کی واپسی کے بعد سامانِ سفر درست کر کے اپنی وزارت کے تیرہویں ماہ موصل کی جانب پیش قدمی کی۔ دیلم اور ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ ابو اسحاق قرار یطی نے زمام انتظام و حکومت سنبھالی حالانکہ اس کو وزارت کا عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ ابو العباس اصفہانی کو اپنی وزارت کے اکیاون دن بعد برطرف کر دیا گیا۔

تجج کی گرفتاری

واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد توزون اور تجج کے درمیان دوبارہ امارت پر جھگڑا پیدا ہوا۔ آخر کار یہ طے پایا کہ توزون کو امارت دی جائے اور تجج کمانڈر انچیف افواج تعینات ہو۔ اس کے بعد ابنِ بریدی پر واسط کی لینے کی لالچ غالب ہوئی لشکر تیار کر کے چڑھ آیا۔ توزون سے خط و کتابت شروع کی توزون نے انتہائی خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے پیشتر تجج امیر جیوش' بریدی کی مدافعت کو روانہ ہو چکا تھا راستے میں ابنِ بریدی کے ایلچی ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لے کر گئے تھے۔ دیر تک تجج ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس کے جاسوسوں نے توزون سے یہ کہہ دیا کہ تجج تو ابنِ بریدی سے ملا چاہتا ہے۔ توزون یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ راتوں رات سفر کر کے تجج کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے زنجیروں میں جکڑ کر واسط لایا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔

سیف الدّولہ کی بغداد آمد اور فرار

سیف الدولہ تک جب اس واقعہ کی خبر پہنچی یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدّولہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ فوراً" بغداد کی طرف واپسی کر دی نصف رمضان کے بعد بابِ حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون کی مدافعت کی غرض سے مالی مدد طلب کی۔ خلیفہ نے چار لاکھ درہم عنایت کئے سیف الدولہ نے اپنے لشکریوں میں ان کو تقسیم کر دیا۔ سیف الدولہ کی آمد کی اطلاع سن کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اس دوران ان واقعات کی توزون کو بھی اطلاع ہو گئی۔ واسط میں اپنی جگہ کیغلغ کو بطور نائب کے مامور کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ سیف نے یہ خبر سن کر اس لشکر بغداد کے ساتھ جو اس سے آملا تھا موصل کی طرف روانگی اختیار کی۔ اس کے ساتھ حسن بن ہارون بھی تھا۔ اس کے بعد بنو حمدان دوبارہ بغداد میں داخل نہیں ہوئے۔

توزون کا بغداد میں داخلہ

سیف الدولہ کے بغداد سے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ "امیر الامراء" کا خطاب عنایت کیا اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوانِ وزارت تعینات کیا۔ اس سے پہلے یہ خدمت کوفی کے ذمہ تھی۔

ابنِ بریدی کی کامیابی

توزون کے واسط سے چلے آنے کے بعد ہی ابنِ بریدی نے حملہ کر دیا اور بزورِ شمشیر اس پر قبضہ حاصل کر لیا توزون نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر یکم ذیقعدہ سنہ مذکور کو بہ ارادہ جنگ ابنِ بریدی بغداد سے کوچ کیا اس سے قبل یوسف بن وجیہ والیٔ عمان نے چند جنگی کشتیاں آراستہ کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی کا آغاز کر دیا جنگ کی صورتِ حال کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ ابنِ بریدی اور اس کا لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا لیکن کسی ملاح کی کاروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی۔ محرم ۳۳۲ھ میں یوسف شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابنِ بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس چلا آیا توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔

خلیفہ متقی کی پریشانی

محمد بن ینال ترجمان' توزون کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا اور یہی بغداد میں توزون کی عدم وجودگی کے زمانہ میں اس کی نیابت کر رہا تھا لیکن کچھ وقت بعد جب کہ ابو جعفر شیرزاد سے آکر مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسن بن مقلہ توزون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں صلاح و مشورہ کر کے دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ سے یہ کہا کہ ابنِ بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ یحکم سے ملے ہیں' دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد توزون کے پاس اس غرض سے آیا ہوا ہے کہ دشمنانِ خلافت کو ہر طرف اور گرفتار کر کے ابنِ بریدی کے حوالے کر دے۔ خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر گھبرا گیا اور ابن حمدان کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ مصاحبانِ دربارِ خلافت نے ابنِ حمدان کو لکھ بھیجا کہ تھوڑی سی فوج خلیفہ کی محافظت کے لئے روانہ کر دو۔

متقی کی بغداد سے روانگی

جس وقت حسن بن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی طرف آگ بگولا کرنے میں کامیابی ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچ محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کی جمعیت سے بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے قبل ناصر الدولہ حمدان سے موصل تک ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا چنانچہ اس کے چچا ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیج دی۔ جس وقت یہ فوج بغداد میں داخل ہوئی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلیفہ نے اپنے حرم اور بیٹوں کے ہمراہ تکریت کی طرف کوچ کر دیا۔ ان کے علاوہ وزراء' امراء اور اعیانِ سلطنت بھی خلیفہ کے ہمراہ تھے مثلاً" سلامت طولونی' اکبر ذکریا یحییٰ بن سعید سوسی' ابو محمد ماردانی' ابو اسحاق قرار یطی' ابو عبداللہ موسوی' ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابو نصر محمد بن ینال ترجمان۔

متقی کی تکریت میں آمد

خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد خفیہ مقام سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم و سفاکی کا بازار گرم کر دیا۔ لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ بھیجا۔ توزون نے واسط کی زمامِ حکومت ابنِ بریدی کے سپرد کی اور اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر کے بغداد کی راہ لی اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر

ہو کر شرف حضوری حاصل کر لیا تھا اور خلیفہ نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان بھیج دیا تھا۔ چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ نے تکریت سے موصل کی طرف کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر رہا توزون کو اس کی خبر لگی تو لشکر تیار کر کے تکریت پر حملہ کر دیا سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان توزون کے ہاتھ رہا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی طرف بھاگا توزون نے اس کا اور اس کے بھائی کا لشکر گاہ لوٹ لیا اور تعاقب کے ارادے سے موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے معہ خلیفہ متقی موصل چھوڑ کر نصیبین کی جانب کوچ کیا' توزون نے اس سے آگاہ ہو کر موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اس روزانہ تک و دو سے گھبرا گیا تھا۔ نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقہ چلا آیا توزون کو خط لکھ بھیجا کہ میری ناراضگی اور نفرت کا سبب یہ ہے کہ ابن بریدی سے تم نے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ خیر اب رضامندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ توزون نے اس تحریک کے مطابق ناصر الدولہ سے جس قدر شہر اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کی بابت تین سال کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد توزون تو بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں پیام پذیر رہے۔

آلِ بویہ کی سرگرمیاں

معز الدولہ بن بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملکِ عراق پر قبضہ کر لینے کی ہوس دلاتا تھا ساتھ ہی اس کے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا چنانچہ جس وقت توزون نے موصل کی طرف کوچ کیا معز الدولہ نے لشکر تیار کر کے واسط کی طرف پیش قدمی کی۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ و اقرار کے وعدہ خلافی کی اس دوران توزون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معز الدولہ کے واسط کی جانب بڑھنے کی خبر پا کر نصف ذیقعدہ ۳۳۲ھ کو بقصدِ جنگِ واسط کی طرف روانہ ہوا۔ سترہویں ذیقعدہ کو مقام قباب حمید میں معز الدولہ اور توزون کے مابین لڑائی شروع ہوئی تقریباً" دس دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور کنارۂ نہر پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور کرنے سے منع کرنے لگا۔ معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف قبضہ کرنے کے ارادہ سے بڑھا توزون کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ چند دستے فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کو روکنے کی غرض سے بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک کم گہرے مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا اچانک حملہ کر دیا۔ معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سرو سامانی کے عالم میں مع اپنے وزیر صیمری کے بھاگ کھڑا ہوا۔ چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے حصّہ کثیر نے توزون سے امان حاصل کر لی۔ معز الدولہ اور صیمری نے سوس میں جا کر دم لیا۔ کچھ مدت بعد لشکر آراستہ کر کے دوبارہ واسط پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی کے خیر خواہ بصرہ میں چلے آئے۔

ابو یوسف بن بریدی کا خاتمہ

ابو عبداللہ بن بریدی کا تمام مال و خزانہ انہیں لڑائیوں میں جن کو آپ پہلے پڑھ آئے ہیں خرچ ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کر کام چلاتا تھا لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ مال داری کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال و دولت دینے کے وقت ابو عبداللہ کو سخت الفاظ سے یاد کرتا تھا آہستہ آہستہ ابو عبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے ادھر ابو یوسف سے یہ کہہ دیا کہ ابو عبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی' دل ہی دل میں اس حد تک نفرت بڑھی کہ ابو عبداللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک دن راستے میں ابو یوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ نعش دکھا دی گئی تو خاموش ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ابو عبداللہ بن بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا اور جو کچھ مال و اسباب اور قیمتی جواہر پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان جواہر کو خود ابن بریدی نے زمانۂ تنگ دستی میں پچاس لاکھ درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یہ جواہرات دراصل یحکم کے تھے۔ اس نے اپنی بیٹی کو جب کہ ابن بریدی سے اس کا نکاح کیا تھا' جہیز میں دیئے تھے اور یحکم دار الخلافت کے مال خانہ سے ان کو اڑا لایا تھا' جس وقت یہ جواہر ابو یوسف کے سامنے فروخت کی غرض سے پیش ہوئے

تھے' اس وقت اس نے ابو عبداللہ بریدی کو بہت سخت و سست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی بات دونوں بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث ہوئی۔

بصرہ کا محاصرہ

ابو عبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مرگیا اس کی جگہ بصرہ میں ابو الحسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ اس نے بد خلقی اور ظلم کا سلوک کیا لشکریوں نے بغاوت کردی اور قتل کی غرض سے شور و غل مچاتے دوڑ پڑے ابو الحسن بھاگ کر ہجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا ابن بریدی کے لشکریوں نے ابو عبداللہ بن بریدی کے بھتیجے ابو القاسم کو اپنا امیر بنالیا۔ کچھ مدت بعد ابو الحسن نے ابو طاہر قرمطی سے امداد کی درخواست کی ابو طاہر نے اپنے بھائیوں کو معہ فوج کے ابو الحسن کے ساتھ بصرہ کے حصار اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ ابو القاسم نے بصرہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا۔ ابو الحسن اور قرامطہ کی کوئی پیش نہ گئی' مدتوں محاصرہ کئے رہے بالآخر مابین ابو القاسم اور اس کے چچا ابو الحسن کے مصالحت ہوگئی۔ قرامطہ نے ہجر کی جانب واپسی کی اور ابو الحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد روانہ ہوگیا۔

سازشیوں کا انجام

ان واقعات کے بعد یانس (ابو عبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو سلطنت و حکومت کا لالچ پیدا ہوا۔ دیلمی سپہ سالار سے ابو القاسم پر حملہ کرنے اور حکومت پر خود فائز ہو جانے کے بارے میں ساز باز کرلی۔ چنانچہ اک دن اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس مجتمع ہوئی۔ اتفاق یہ ہوا کہ ابو القاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ پر تنہا حکومت کرنے کا بھوت سوار ہوا' یانس اس کو تاڑ گیا۔ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہوگیا۔ دیلمی فوج بھی اس کے اس طرح بھاگنے سے منتشر ہوگئی۔ سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابو القاسم کو اس کی خبر لگ گئی' سپہ سالار کو گرفتار کرا کے شہر بدر کر دیا اور کچھ مدت بعد یانس کو بھی گرفتار کرا کر ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے اور قتل کر دیا۔

ابو الحسن بریدی کا خاتمہ

ابو الحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچ کر توزون سے امان حاصل کی اور بمقابلہ اپنے بھتیجے ابو القاسم کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اس دوران بصرہ سے ابو القاسم کا بھیجا ہوا مال و اسباب و خراج توزون کے پاس آپہنچا۔ توزون نے اس کو اس کے صوبہ پر بحال رکھا۔ ابو الحسن کو اس کی خبر ہوگئی۔ بصرہ کے خیال کو دور کر کے ابن شیرزاد کی گرفتاری کے بارے میں توزون سے مشورہ کرنے لگا۔ اتفاق وقت سے معاملہ برعکس ہوگیا۔ توزون نے الٹا اسی کو گرفتار کر کے زد و کوب کر دیا۔ ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے یہ سن کر ان فتاویٰ کو پیش کر دیا جو اس نے زمانۂ ناصر الدولہ ابو الحسن کے جواز قتل کے سلسلے میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے چنانچہ توزون نے محلرائے خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے ان فتاویٰ کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابو الحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھایا۔ اس کے بعد جلا کر راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کے مکان کے لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذوالحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ بریدیوں کا یہ آخری دور تھا۔

رومیوں کا خروج

رومیوں نے ۳۳۳ھ میں اسلامی شہروں کی جانب خروج کیا اور حلب کے نزدیک تک بڑھ آئے' اکثر اسلامی شہر لوٹ لئے۔ پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ اسی سنہ میں شالی طرسوس کی طرف سے رومی شہروں میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالا مال ہوگئے۔ کئی بطریق گرفتار کر کے لایا۔

قیدیوں کی رہائی

بادشاہ روم نے ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی کے پاس اس مندیل کو لینے کے لئے اپنا قاصد بھیجا جس میں بوقت بیعت الرہا' بزعم نصاریٰ مسیح

نے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس میں ان کی صورت مرتسم ہو گئی تھی۔ اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کی ایک بہت بڑی جماعت رہا کرنے کا وعدہ کیا۔ فقہاء اور قضاۃ نے مندیل کے دینے کے متعلق باہم اختلاف کیا۔ بعض نے مشورہ دیا کہ مندیل کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ مندیل بدستور دارالخلافت میں رہے اور بالفعل مسلمانوں کو نصاریٰ کی قید میں رہنے دیجئے اور بعض نے اس سے مخالفت کی۔ انہیں میں علی بن عیسیٰ تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس مندیل کے دے دینے میں کسی قسم کی توہینِ اسلام نہیں ہے بلکہ اس مندیل کی حفاظت سے بہتر یہ ہے کہ نصرانیوں کے پنجۂ غضب سے مسلمان رہا کرا لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس مشورے کے مطابق مندیل کو بادشاہِ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہِ روم کے پاس بھیج دیا۔

رُوسیوں کا مسلمانوں پر حملہ

۳۳۲ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براستہ دریا اطرافِ آذر بائیجان آیا اور کر کی راہ سے بروعہ میں داخل ہوا۔ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضا کار کو آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے اسلامی فوج کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا۔ چاروں طرف سے اسلامی فوجیں تیار ہو کر آ پہنچیں۔ روسیوں نے خم ٹھونک کر مقابلہ کیا۔ شہر کے عوام الناس میدانِ جنگ دیکھ کر پتھر برسانے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے۔ ان کو روسیوں نے قتل و غارت سے ختم کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔

رُوسیوں کا محاصرہ

رُوسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے برزبان کی رگ غیرت جوش میں آگئی' قرب و جوار کے مسلمانوں کو مجتمع کر کے تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ روسی مقابلہ پر آئے' مدتوں لڑائی ہوتی رہی' ایک دن مرزبان نے چند دستہ فوج کو کمین گاہ بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا اور روسی جوشِ کامیابی میں بڑھتے آئے جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی اس فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے روسی گھبرا گئے۔ ان کا سردار معہ ایک گروہ کے مارا گیا۔ باقی فوج نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ روسی انتہائی ثابت قدمی سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

محاصرہ کے دوران اطلاع ملی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زاد عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذر بائیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو بروعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لے کر ابو عبداللہ سے لڑنے کے لئے آذر بائیجان کی جانب روانہ کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر ابو عبداللہ کو واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو عبداللہ ناصر الدولہ کی درخواست پر واپس بغداد آیا۔

راسِ عین پر رومیوں کا قبضہ

مرزبان کی وہ فوج جس نے روسیوں کا بروعہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ توزون کے انتقال کے بعد بھی محاصرہ کئے رہی۔ بالآخر روسی طولِ حصار سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے لے گئے اور اسی سنہ میں بادشاہِ روم نے راسِ عین پر قبضہ کر لیا تھا تین دن تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی یہ خبر سن کر لڑنے کے لئے آئے۔ باہم لڑائیاں ہوئیں' رومی لشکر شہر چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

متقی کے عمال

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ کے قبضہ و تصرف میں بجز صوبہ اہواز' بصرہ' واسط' جزیرہ اور موصل کے کوئی دوسرا صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان قابض تھے۔ معز الدولہ اہواز پر قابض تھا' کچھ مدت بعد واسط کو بھی دبا لیا اور بصرہ ابو عبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ لے دے کر بغداد پر خلیفہ متقی کے ساتھ بحکم نائب تھا۔ اس کے بعد ابن بریدی پھر حمدان پھر توزون یکے بعد دیگرے غالب ہوتے چلے آئے۔

نظم و نسق، حمل و نقل غرض عام زمام حکومت انہیں کے قبضہ میں تھی، وزیر السلطنت برائے نام وزیر تھا۔ اصل اپنے لوگوں کا ایک عامل ان کے ہاتھ کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلااجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ تمام احکام انہی لوگوں کے جاری و نافذ تھے۔ سب سے آخر میں جس نے امورِ سلطنت کو سنبھالا وہ ابو عبداللہ کوفی (توزون کا سیکرٹری) ہے اور اس سے قبل وہ ابن رائق کا سیکرٹری تھا۔ بدر بن جرسی عہدۂ حجابت کو انجام دے رہا تھا۔ لیکن ۳۳۰ھ میں برطرف کیا گیا۔ اس کی جگہ سلامتہ طولونی مقرر ہوا اور بدر کو فرات کی گورنری دی گئی۔ اخشید سے اس نے جا کر شکایت کی۔ پناہ گزین ہونے کی درخواست دی۔ اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت مرحمت کی۔ اطراف و جوانب کے قابضین و متصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی ہے اس زمانہ میں کوتوال بغداد ابو العباس دیلمی تھا۔

متقی کی برطرفی

خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آخر سنہ مذکور تک علی الاتصال بنی حمدان کے پاس رہا۔ اس کے بعد بوجہ طول قیام دلوں سے صفائی جاتی رہی، حسن بن ہارون اور ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے توزون کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا خط لکھ بھیجا۔ چند دنوں بعد اخشید آپہنچا۔ جس وقت حلب میں داخل ہوا، ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچا زاد بھائی تھے) حلب کا والی تھا۔ ابنِ مقاتل کو اپنا نائب، مامور کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا۔ اخشید نے اس کو مصر کے محکمۂ مال کی افسری دی اور دو ایک دن قیام کر کے حلب سے رقہ کی طرف روانہ ہوا۔ نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں داخل ہو کر خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل کیا اور تحائف پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابو الحسین بن مقلہ اور تمام مصاحبین دربارِ خلافت کو بھی تحفے دیئے اور اس بات کی کوشش کی کہ خلیفۂ مصر چل کر قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دار الخلافت بنائیں لیکن خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا تب اخشید نے توزون کی بدعنوانیوں سے ڈرایا۔ خلیفہ متقی نے اس پر کوئی توجّہ نہ دی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس بات کی تائید کی۔ مصر جانے کے منافع اور تمام اسلامی شہروں پر حکومت کرنے کا لالچ دلایا۔ پھر بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

متقی کی گرفتاری

اس دوران توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے خیر خواہوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر فقہاء قضاۃ، امراء شہر اور نامی گرامی عباسیوں اور علویوں کی شہادتیں تھیں، علاوہ اس کے ان لوگوں کے خطوط پر بھی علیحدہ علیحدہ تھے، خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اس وقت اخشید کو چھوڑ کر فرات کے راستہ آخری محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی جانب چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیہ میں شرفِ حضوری حاصل کیا اور زمین بوسی کر کے بولا "الحمدللہ خلافت مآب نے میرے قول و قرار کو سچ کر دکھایا۔ میں آپ کی خدمت گزاری کو اس طرح حاضر ہوں جیسے کہ اس سے قبل تھا"۔

خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا۔

توزون نے خلیفہ طور سے خلیفہ متقی اور اس کے تمام ساتھیوں کو حراست میں لے لیا۔ ظاہرداری کے خیال سے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ مگر اگلے ہی روز جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے تین سال گزر چکے تھے۔ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ اندھا ہو گیا۔

باب ۴۶

عبداللہ بن مکتفی، مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ
فضل بن مقتدر، المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

خلافت کی بیعت

اس کے بعد ابو القاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربارِ خلافت میں لایا گیا۔ حسبِ مدارج ارا کینِ سلطنت نے بیعت کی۔ "المستکفی باللہ" کا لقب دیا گیا سب سے آخر میں بر طرف خلیفہ (متقی) دربارِ خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے حوالے کئے۔

ابو القاسم پر عتاب

خلیفہ مستکفی نے تختِ خلافت پر فائز ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدانِ وزارت ابو الفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا گیا۔ اس کی وزارت برائے نام تھی جیسا کہ وزراء سابق کا حال آپ پہلے پڑھ آئے ہیں اور اصل تمام امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابنِ شیرزاد (توزون کے سیکرٹری) کو تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور معزول و مجبور خلیفہ متقی کو قید کر دیا۔ ابو القاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو دعوے دار الخلافت تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا ہے) کی تلاش اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابو القاسم یہ خبر سن کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ تازمانۂ خلافت خلیفہ مستکفی، روپوش ہو رہا۔ خلیفہ مستکفی جب اس کی تلاش میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو مسمار کرا دیا۔

توزون کا انتقال

ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون کا اپنی امارت کے چھ سال پانچ مہینے بعد انتقال ہو گیا اس کے تمام زمانۂ امارت میں ابنِ شیرزاد سیکرٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے قبل ابنِ شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیج دیا تھا جب اس کے مرنے کی اطلاع ابنِ شیرزاد تک پہنچی تو ابنِ شیرزاد نے ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت کی کرسی پر فائز کرنے کا ارادہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت پر تیار ہو گئے اور زبردستی ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنایا۔ چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے روانہ ہو کر گرہ صفر سنہ مذکور کو باب حرب پر پہنچا۔ دار الخلافت کے تمام فوجیوں نے مجتمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلیفہ نے خوشی سے فقہاء قضاۃ اور ارا کینِ سلطنت کے روبرو حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے خلیفہ کی دست بوسی کی خلیفہ نے "امیر الامراء" کا خطاب عنایت کیا۔

بغداد میں افراتفری

اس خطاب کا ابن شیرزاد کو ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی اخراجات اور بڑھا دیے کہ چند ہی دنوں میں تنگ دستی کی نوبت پہنچ گئی۔ ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس رقم لینے کے لئے موصل بھیجا اور "امیر الامراء" کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ درہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا۔ ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا لیکن کافی نہ ہوا۔ مجبور ہو کر طاز مین، رؤساء اور

تجارت پیشہ اصحاب پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹیکس لگایا۔ شیرازۂ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دہاڑے چوریاں ہونے لگیں۔ سوداگروں کی دکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ مجبوراً لوگوں نے بغداد سے جلاوطنی اختیار کی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ ینال کوشہ کو واسط پر اور تکریت پر فتح سبکری کو مامور کیا۔ چنانچہ فتح سبکری بغداد سے روانہ ہو کر سیدھا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصر الدولہ نے اپنی طرف تکریت کی حکومت پر مامور کیا۔

متقی کے زوال کے اسباب

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عہدِ خلافت خلیفہ متوکل سے گورنرانِ ممالک مقبوضہ چاروں طرف سے ملکوں کو دبا چلے تھے اور سلطنتِ عباسیہ کی حکومت کے ستون دن بدن بلکہ لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوتے جاتے تھے۔ اراکینِ سلطنت یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں پر غالب ہو کر مختلف قوتوں میں تقسیم ہو رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دار الخلافت بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بجائے خود علیحدہ علیحدہ حکمران بن بیٹھے تھے جو ہر ایک بالانفراد تا انقضاءِ حکومت ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو مستقر خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنی بویہ ہے جو اصفہان و فارس پر قابض تھا اور معز الدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز رکن ہے وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا اور واسط پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرۂ حکومت میں لے لیا تھا۔ خلفاءِ عباسیہ کے قبضۂ اقتدار میں صرف بغداد اور شہر جو مابین دجلہ و فرات کے ہیں باقی رہ گئے تھے۔ اس طرح امراءِ سلطنت ان پر غالب ہوئے جاتے تھے اور جو شخص ان کی حکومت و سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ "امیر الامراء" کے لقب سے موسوم ہوتا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا حتیٰ کہ خلیفہ متقی کا دور آ گیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابنِ شیرزاد ہے اس نے ینال کوشہ کو واسط پر مقرر کیا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ

ینال ابنِ شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معز الدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسط پر حکومت کرنے لگا کچھ مدت بعد اس نے معز الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے ابھارا چنانچہ معز الدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج تیار کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور تیار کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا۔ خلیفہ مستکفی روپوش ہو رہا معز الدولہ کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے بغداد میں داخل ہوا' اس کے بعد اس کا سیکرٹری ابو محمد حسن بن محمد مہلبی بھی آ پہنچا خلیفہ مستکفی کو تلاش کر کے دار الخلافت میں لایا۔ معز الدولہ ابنِ بویہ اور اس کے بھائیوں عماد الدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبہ جات پر مقرر کر کے انہیں القاب سے ملقب کیا اور انہیں القاب کا سکہ رائج کرایا۔ اس کے بعد معز الدولہ نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر شرف بازیابی حاصل کیا۔ خلیفہ نے بغداد کو بھی معز الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ معز الدولہ سلطان کے لقب سے مخصوص اور ملقب ہوا۔

ضروری وضاحت

بہ نظر حالات متذکرہ بالا سلطنتِ عباسیہ کے حالات جس کا ذکر کرنا اہم سمجھنا چاہئے اب باقی نہیں رہے' اگرچہ خاص خاص واقعات خلیفہ کی ذات سے بھی متعلق ہوئے لیکن وہ انتہائی قلیل اور نادر ہیں۔ پس اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہدِ خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت مقتفی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کئے جائیں گے۔ اس وجہ سے کہ یہ خلفاء تصرف و حکمرانی سے معطل و بے کار ہو گئے تھے۔ باستثناء گنتی کے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو سلطنتِ عباسیہ پر غالب ہوئے ہیں بیان کریں گے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت اور سلطنت کو ہم ضبط تحریر میں لائیں گے۔

معز الدولہ کا قبضہ

معز الدولہ بغداد میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مستکفی پر غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو برائے نام خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت میں دن گزارنے لگا قبل اس کے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سیکرٹری ابو عبداللہ بن ابو سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبدالرحمٰن شیرازی کو بطور رنج کے عہدۂ کتابت پر مقرر کیا تھا ابو احمد قبل خلافت مستکفی ناصر الدولہ کا سیکرٹری تھا جب مستکفی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا تو احمد یہ خبر سن کر موصل سے بغداد چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ اسی سنہ میں وزیر السلطنت ابو الفرج اپنی وزارت کے بیالیسویں روز گرفتار کر لیا گیا تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معز الدولہ نے ابو القاسم والئ بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت مرحمت کی اور اپنی طرف سے مامور کر کے واسط بھیج دیا۔

خلیفہ مستکفی کی برطرفی

معز الدولہ کے غالب آنے کے بعد دار الخلافت بغداد کی یہی صورت حال رہی اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری برطرفی اور تمہاری بجائے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے معز الدولہ کو یہ خبر سنتے ہی فکر پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی دوران والئ خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس تقریب میں دربارِ عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کی قوم کے خیر خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے۔ خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں ہاتھ بڑھایا۔ دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر تختِ خلافت سے کھینچ لیا۔ معز الدولہ سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو پکڑے ہوئے معز الدولہ کے مکان پر لا کر چھوڑ گئے۔ اس واقعہ سے شور و غل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس جاتے رہے۔ دار الخلافت لوٹ لیا گیا۔ بازاروں میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سیکرٹری) بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے جب کہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک سال چار مہینے گزر چکے تھے۔

خلیفہ مطیع اللہ مسندِ خلافت پر

اس کے بعد ابو القاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ قبلِ خلافت یہ بھی مستکفی کی طرح دعویدارِ خلافت تھا اس وجہ سے مسند نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو تلاش کرایا اس وقت یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ بغداد میں داخل ہوا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آ کر چھپ گیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ مستکفی اس حالت کو پہنچا۔ تب معز الدولہ نے اس کی بیعت کی اور "مطیع اللہ" کا لقب دیا۔ اس کے بعد برطرف خلیفہ مستکفی دربارِ عام میں پیش ہوا۔ اس نے اپنی برطرفی کی شہادت دی اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

خلافت کی بے حرمتی

اگرچہ اس تاریخ سے قبل ہی خلافتِ عباسیہ میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ کے قبضہ و اختیار میں کسی طرح کا اقتدار باقی نہیں رہ گیا تھا لیکن پھر بھی خلافت کا کسی قدر عزت و وقار باقی تھا جس کا پاس و لحاظ ارکینِ سلطنت برابر کرتے آتے تھے معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافتِ عباسیہ کے سر پر زوال کے سائے چھا گئے۔ رہی سہی حالت بھی جاتی رہی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی صرف جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو اپنی وزارت کا عہدہ دے دیتا تھا۔

معزالدولہ کا منصوبہ

اس غلبے کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ معزالدولہ دیلم کی قوم میں سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کی زمانہ سے علویہ کے طرف وارد اور مذہباً" متشیع تھے۔ عباسیوں کی خیر خواہی کا خیال ان کو ذرا نہ تھا۔ معتبر روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ معزالدولہ نے خاندانِ عباسیہ سے علویہ کی جانب منصبِ خلافت منتقل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ کسی مشیر نے مشورہ دیا۔ "یہ کام خلافِ مصلحت ہے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ جس کی نسبت تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلافت ہے ورنہ ایسا وقت بھی آجائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ نہ کر سکو گے تمہارے قبضہ سے امرِ نہی کا اختیار بھی چھین لے گا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر قائم رہنے دو' سیاہ و سفید کرنے کے مختار تم رہو"۔ معزالدولہ نے اس مشورے کے مطابق منصبِ خلافت کو خاندانِ عباسیہ ہی میں رہنے دیا لیکن تمام اختیارات سلب کر لئے اپنے عمال سے عمال کی تعیناتی کی۔

خلیفہ کی وقعت

دیلمیوں کا دور دورہ ہو گیا۔ سارا عراق ان کے قبضہ میں آگیا۔ خلیفہ کے قبضہ میں اسی قدر اراضی رہی جو معزالدولہ کی جانب سے بطور جاگیر رفعِ ضرورت کے لئے ملی تھی۔ البتہ اس قدر ضرور تھا کہ تخت' منبر' سکہ' فرامین پر مہر کرنا' وفود کے آنے پر دربارِ عام منعقد کرنا اور خطابات کا دینا خلیفہ کی ذات خاص کے لئے مخصوص تھا لیکن یہ بھی اسی کے ذریعہ سے جو مدبرِ امورِ سلطنت اور مستولی خلیفہ پر ہوتا۔

سلطان

بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھتا' سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ قدرت' حکومت' جاہ و جلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت منصوب لفظاً" اور مسلوب معناً" خاندانِ عباسیہ میں تھی۔ واللہ المدبر الامور لا الہ غیرہ

مملکت کی صورتِ حال

معزالدولہ کے غالب ہونے کے چند دنوں بعد لشکریوں نے حسبِ عادت تنخواہ اور روزینے طلب کئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معزالدولہ نے بروقت تسلط بہت سی باتیں اپنی جانب سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کے لئے کافی نہ ہوتا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگائے۔ لوگوں کا مال بلاوجہ ضبط کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے بلااستحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ انتظام کا شیرازہ بکھر گیا۔ منتظمین کی ذرا پیش نہ جاتی۔ دفاتر بے کار' شہر' دیہات اور قصبات ویران ہو گئے سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو اور گاؤں میں چلے جاتے۔ مہنگائی' لوٹ مار کی کوئی حد نہ تھی۔ ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھرمار تھی کہ توبہ ہی بھلی۔ پلوں پر ٹیکس' پانی کے چشموں پر ٹیکس' ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس' باغات پر ٹیکس' بازاروں پر ٹیکس' باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ جبر و ستم سے دو دو بار مال گزاری وصول کی جاتی۔

مملکت کی طرف توجہ

غرض ایک عرصہ تک ملک اور انتظامِ ملک کی یہی حالت رہی کچھ مدت بعد معزالدولہ کو ہوش آیا۔ انتظام ملک کی جانب توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین سلطنت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مامور کیا یہی لوگ وصول و تحصیل کرتے۔ مالیہ کی وصولی میں انہیں کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے اس وجہ سے نہ تو معزالدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی اور انتظامی افسر کو کسی بات کی حقیقت معلوم ہوتی آہستہ آہستہ حکومتِ بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی باوجود کثرتِ ٹیکس اور جرمانوں کے معزالدولہ پر فراہمی مال اور خزانہ کا پر رکھنا مشکل ہو گیا جو وقتِ ضرورت کام آسکے۔ طرفہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً" فوقتاً" معزالدولہ اپنے ترکی غلاموں کو انعاماتِ کثیرہ دینے لگا۔ جاگیریں عنایت کیں۔

وظائف بڑھا دیئے اس سے اس کی قوم میں غیرت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی بات نفرت اور ناراضگی کا باعث ہوئی جیسا کہ انسانی فطرت میں شامل ہے۔

ناصر الدولہ کی روانگی

خلافت کی تبدیلیوں اور معزالدولہ کے تسلّط کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں۔ اسے بہت ناگوار گزرا اور لشکر تیار کر کے موصل سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ ماہ شعبان ۳۳۴ھ کو سامرا پہنچا۔ معزالدولہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم لشکر جرار ینال کوشہ اور ایک سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام عکبرا میں پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کوئی تنازعہ ہو گیا۔ سپہ سالار نے ینال کو قتل کر ڈالا اور معہ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے۔ ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معزالدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی طرف بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبجات میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے معہ خلیفہ مطیع کے پیش قدمی کرتا ہوا بغداد کے غربی جانب اترا ناصر الدولہ شرقی جانب میں تھا جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔

معزالدولہ کی حکمتِ عملی

اپنی فوج کے ایک حصہ کو ناصر الدّولہ نے دیہاتوں میں معزالدّولہ کے رسد و غلہ کے بند کرنے کے لئے پھیلا دیا۔ جس سے معزالدّولہ کی لشکر گاہ میں قحط پڑ گیا۔ سب کے سب بھوکوں مرنے لگے' ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لین دین میں اس کا سکہ لینے سے منع کر دیا گیا۔ خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی رائج کرایا۔ کئی بار معزالدولہ نے ناصر الدولہ پر شب خون مارا۔ کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بغداد چھوڑ کر اہواز چلے جانے کا ارادہ کیا۔ چلتے چلتے یہ چال چلا اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہو گئی کہ ایک دن رات کو بظاہر کوچ اپنے وزیر ابو جعفر صیمری کو فوج کے حصۂ کثیر کے ساتھ عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بجائے اس کے بقیہ لشکر کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا۔ ینال کوشہ روکنے کے لئے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔ اس دوران معزالدولہ نے بھی حملہ کر دیا اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ بغداد میں غارت گری شروع ہو گئی۔ ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد معزالدولہ نے امن و امان کی منادی کرا دی۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع محلسرائے خلافت میں واپس لوٹا۔

ناصر الدّولہ کا فرار

اس واقعہ کے بعد ناصر الدّولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور بلا مشورہ و رائے امراء توزونیہ معزالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ آہستہ آہستہ توزونیہ کو اس کی اطلاع ہو گئی ناراض ہو گئے اور ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر معہ ابن شیرزاد کے رات کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی جانب بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اور معزالدولہ کے درمیان مصالحت ہو گئی جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی۔

ترکوں سے لڑائی

ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد ترکوں نے متفق ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنا لیا اور ناصر الدولہ کے سیکرٹری' مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین سے سنجار' سنجار سے حدیثہ' حدیثہ سے سن آئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ مقابلہ سے پہلے معزالدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابو جعفر صیمری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا زبردست لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ نے معہ ابو جعفر صیمرہ موصل میں آ کر قیام کر دیا اور ابو جعفر صیمری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معزالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ میں پیش آیا۔

معزالدولہ کی بغداد واپسی

ابو القاسم بن بریدی نے اسی سنہ میں بصرہ میں معزالدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ معزالدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی گرامی سردار شامل تھے واسط کی طرف بھیجا' ابو القاسم نے یہ خبر سن کر بصرہ سے براستہ دریا فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ نامی گرامی افسر گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معزالدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کی طرف ابو القاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ خشکی کا اختیار کیا۔ قرامطہ نے معزالدولہ سے بلا حصولِ اجازت اس راستے سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معزالدولہ نے دھمکی آمیز خط لکھا۔ جس وقت بصرہ کے نزدیک پہنچا۔ ابو القاسم کی فوج امان حاصل کر کے معزالدولہ سے آملی۔ ابو القاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا اور معزالدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرے پر قبضہ کر لیا۔ چند یوم قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابو جعفر صیمری کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے کے لئے اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کر کے بغداد کی طرف واپسی کی۔ خلیفہ مطیع واپس بغداد لوٹا۔

صلح نامہ

معزالدولہ نے بغداد میں پہنچ کر موصل کا رُخ کیا۔ ناصرالدولہ نے یہ خبر سن کر خراج بھیج دیا۔ معزالدولہ کا مزاج ٹھنڈا پڑ گیا۔ روانگیٔ موصل ملتوی کر دی۔ پھر ۳۳۷ھ میں ناصرالدولہ نے بدعہدی کی۔ معزالدولہ لشکر تیار کر کے موصل کی جانب بڑھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور باشندگانِ موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا۔ اس دوران رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے خبر بھیجی کہ لشکر خراسان' جرجان اور رَے پر چڑھا آتا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی' آخر کار یہ طے پایا کہ موصل' جزیرہ اور جس قدر شہر دمشق و حلب وغیرہ شامی شہروں پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے ان پر بشرط ادائیگی خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ناصر الدولہ کا قبضہ رہے اور جامع مسجد کے منبروں پر عماد الدولہ' رکن الدولہ اور معز الدولہ بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین کے وکلاء نے دستخط سے اس کو مرتّب کر کے مصالحت کا اعلان کر دیا معزالدولہ بغداد اور ناصر الدولہ واپس موصل آ گیا۔

عمران بن شاہین

عمران بن شاہین جامدہ کا رہائشی تھا' ادھر ادھر کے محاصل جمع کر کے حکام کے ڈر سے بطیحہ فرار ہو گیا۔ ایک جنگل میں جہاں پر متعدّد چشمے تھے قیام کر دیا مچھلی اور پرندوں کے شکار پر گزر بسر کرتا۔ کچھ مدت بعد رہزنی کرنے لگا۔ چند دنوں بعد شکاریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس مجتمع ہو گئی جس سے اس کی قوت بڑھ گئی لیکن شاہی شان و شوکت سے خوفزدہ ہو کر ابو القاسم بن بریدی والیٔ بصرہ سے امان کا خواستگار ہوا۔ ابو القاسم نے اس کو امان دے کر جامدہ اور اطرافِ بطائح کا محافظ و نگران مامور کیا اسی وقت سے عمران نے آلاتِ جنگ اور آراستگیٔ فوج کی جانب زیادہ توجہ کی۔ بطیحہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور آہستہ آہستہ اس کے گرد و نواح پر قابض و متصرف ہو گیا۔ معزالدولہ نے یہ سن کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابو جعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی۔ عمران اور ابو جعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمران کے اہل و عیال گرفتار کر لئے اور عمران بھاگ گیا۔ اتفاق سے اسی اثناء میں عماد الدولہ فارس میں فوت ہو گیا سارا انتظام درہم برہم ہو گیا لشکری منتشر ہو گئے۔ معزالدولہ نے اس سے آگاہ ہو کر ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ سب کام ٹھیک کرنے کے لئے فوراً شیراز چلے جاؤ۔ ابو جعفر اس کے حکم کے مطابق بطیحہ کو اسی حالت پر چھوڑ کر شیراز کی جانب روانہ ہوا اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیحہ واپس آیا پھر اس کے خیر خواہوں اور دوستوں کا مجمع اکٹھا ہو گیا اس کی قوت دوبارہ لوٹ آئی۔

عمران کی سرکوبی

اس بات کی اطلاع معزالدولہ کو ملی تو اپنے نامی سپہ سالاروں میں سے روزبہان نامی سپہ سالار کو لشکر جرّار کے ہمراہ عمران کی سرکوبی کے

نے روانہ کیا۔ مدتوں بطیحہ کے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک دن عمران اور روزبہان میں کھلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ عمران نے روزبہان کو اس معرکہ میں شکست دے دی۔ روزبہان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران کے ساتھیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا راستے میں شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے عمران کی جرأت بڑھ گئی اور وہ دن دہاڑے رہزنی کرنے لگا بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہیں لڑائیوں کے دوران ابو جعفر کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ مہلبی مقرر ہوا۔ معزالدولہ نے مہلبی کو جب کہ یہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کو لکھ بھیجا۔ آلات جنگ' مال و اسباب جنگ اور جنگ آزمودہ فوج سے مدد دی اور مصارف لشکر کشی میں مکمل اختیار دیا۔ چنانچہ مہلبی نے بطیحہ پر چڑھائی کی اور روزانہ حملہ سے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ حتیٰ کہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راستے کے نزدیک پہنچا۔ روزبہان نے اس خیال سے کہ مہلبی کے سر کامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے۔ یہ مشورہ دیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ساری فوج کو یکجا کر کے اس تنگ راستے پر قبضہ کر لو۔ مہلبی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ نہ ہو سکا۔

عمران سے مصالحت

روزبہان نے غصہ میں آ کر معزالدولہ کو مہلبی کی شکایت لکھ بھیجی کہ یہ قصداً لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس غرض سے کہ تمام روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر ڈالے۔ معزالدولہ نے بلا سوچے سمجھے مہلبی کے نام عتاب آمیز خط لکھ بھیجا اور جنگ میں جلدی کرنے کی تاکید کی۔ مہلبی نے بموجب اس حکم کے عمران پر مجموعی قوت سے حملہ کیا اور بلا خیال یمین و یسار قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلبی پر عقب سے حملہ کیا اور سامنے سے اس فوج نے بھی رک کر تلوار کی جو لڑتی ہوئی پیچھے ہٹتی جاتی تھی۔ مہلبی کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا گیا اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھیوں کی تعداد کثیر گرفتار اور قتل کی گئی۔ نامی گرامی افسر قید کر لئے گئے۔ مہلبی نے یہ صورت حال دیکھ کر خود کو دریا میں ڈال دیا اور تیر کر نکل گیا۔ مجبور ہو کر معزالدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطائح کی سند حکومت دے کر مصالحت کر لی۔ عمران نے بھی معزالدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت سلطنت میں مضبوطی کی شکل پیدا ہو گئی۔

مہلبی کی نظربندی

معزالدولہ کا وزیر ابو جعفر محمد بن احمد صیمری عمران سے جنگ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کے زمانۂ عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلبی اس کی نیابت کر رہا تھا۔ اس دوران ابو جعفر کا انتقال ہو گیا چونکہ معزالدولہ پر مہلبی کی کفایت شعاری' دیانت داری اور انتظام و سیاست روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی تھی۔ اس لئے معزالدولہ نے ابو جعفر کے انتقال کے بعد اس کو عہدۂ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں کنفرم کر دیا۔ اس کی وزارت خلق اللہ کے حق میں رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تھی ظلم و ستم کا خاتمہ کر دیا۔ خاص طور پر اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے دور کر دیا۔ اہل علم و فضل کی عزت افزائی ہونے لگی۔ دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ کچھ مدت بعد ۳۴۱ھ میں معزالدولہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر اس کو اپنے مکان میں قید کر لیا لیکن عہدۂ وزارت سے برطرف نہ کیا۔

مہلبی کی کامیابی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معزالدولہ کا بصرہ کی جانب براستہ خشکی ان کے مسلک سے ہو کر جانا ناگوار گزرا تھا اور اس بارے میں جو کچھ ان دونوں میں معاملات پیش آئے تھے ان کو بھی ہم نے تحریر کر دیا ہے چنانچہ جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر ملی کہ قرامطہ مقابلہ معزالدولہ لشکر آرائی میں مصروف ہیں' مال اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ فقط تحریر پر نہ اکتفا کر کے ایک فوج بھی بھیج دی اور خود براستہ دریا ۳۴۱ھ میں بصرہ پر چڑھائی کر دی۔ وزیر مہلبی اس وقت اہواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ خبر سن کر بصرہ کو بچانے کے لئے دوڑا

اور یوسف کے پہنچنے سے قبل بصرہ میں داخل ہو گیا۔ چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے نزدیک آیا تو شدید لڑائی ہوئی۔ میدان مہلبی کے ہاتھ رہا۔ یوسف شکست کھا کر بھاگا۔ مہلبی نے اس کی کشتیاں قابو میں کر لیں۔

ناصر الدولہ کی جنگی تیاریاں

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ معزالدولہ اور ناصر الدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی مگر جس وقت ۳۴۷ھ کا دور آیا ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی۔ چنانچہ معزالدولہ نے لشکر تیار کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اس مہم میں اس کے ہمراہ اس کا وزیر مہلبی بھی تھا۔ ناصر الدولہ یہ اطلاع سن کر معہ اپنے سیکرٹری' اہل و عیال اور تمام ارکین سلطنت کے جن کو امورِ سیاست میں دخل تھا۔ موصل سے نصیبین اور وہاں سے موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو قلعہ کواشی وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد و غلہ موصل پہنچانے کی ممانعت کر دی اس سے معزالدولہ کے لشکر کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معزالدولہ نے سبکتگین صاحب کبیر کو موصل میں اپنا نائب متعین کر کے نصیبین کا ارادہ کیا۔ راستے میں یہ خبر ملی کہ ناصر الدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجار میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجار کی طرف روانہ کر دی۔

ناصر الدولہ کی شکست

اس بات کی خبر ناصر الدولہ کی اولاد کو نہ تھی۔ حالتِ غفلت میں معزالدولہ کی فوج نے شبخون مارا' ناصر الدولہ کی فوج بے سرو سامانی کے عالم میں بھاگ کھڑی ہوئی۔ معزالدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب کو اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس بات کا احساس کر کے معہ اپنی فوج کے لوٹ پڑی اور معزالدولہ کی فوج پر زبردست حملہ کیا اور اکثر حصّہ فوج کا مارا گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لی گئی معزالدولہ آگ بگولا ہو کر نصیبین کی جانب بڑھا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیرباد کہہ کر میافارقین میں جا کر قیام کیا۔ لیکن اس کے اکثر ساتھیوں نے روزانہ تنگ و دو اور خطرہ جنگ سے گھبرا کر معزالدولہ کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معزالدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزّت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معزالدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخرکار انتیس لاکھ درہم اور ان قیدیوں کی رہائی پر جو سنجار میں تھے۔ مصالحت ہو گئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۴۸ھ میں معزالدولہ نے عراق کی طرف واپسی کی۔

مکان کی تعمیر

۳۴۵ھ میں معزالدولہ بیمار ہوا' بیماری اس حد تک طول پکڑ گئی کہ وصیت کر دی لیکن اس کی بعد ہی شفا ہو گئی اور تبدیلئ آب و ہوا کی غرض سے بہ ارادہ اہواز کلواذا چلا گیا۔ اس کے خیر خواہوں اور احباب نے اس کی ترکِ اقامتِ بغداد پر افسوس کا اظہار کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان تعمیر کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ معزالدولہ نے ایک لاکھ دینار کے خرچ سے بالائے بغداد میں مکان تعمیر کروایا زیادہ خرچ ہونے کے باعث لوگوں سے زبردستی رقم وصول کی۔

ایک عبارت

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس بات نے بنی بویہ کو خاندانِ عباسیہ سے منصبِ خلافت و امارت کو منتقل کرنے سے روکا ہے اس سے بھی آپ بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک دن صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی۔ "لعن[1] اللہ معاویۃ بن سفیان و عن غصب

---

[1] معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس پر ہو جس نے فاطمہؓ سے فدک چھین لیا اور ان پر ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اس پر جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

فاطمة فدکا ومن منع عن دفن الحسن عند جده ومن نفی اباذر ومن اخرج العباس عن الشوری" معزالدولہ کی جانب اس عبارت کی کتابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اگلی رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا ارادہ کیا۔ وزیر مہلبی نے اس بات کی مخالفت کی اور یہ مشورہ دیا کہ مٹی ہوئی عبارت کی بجائے صرف معاویہ اور ظالمین آلِ رسول اللہ ﷺ پر لعن طعن لکھا جائے۔

شیعہ سنی فساد

اسی سنہ کے اٹھارہویں ذالحجہ کو معزالدولہ نے عید غدیر[1] کی بنیاد ڈالی' لوگوں کو بغرضِ اظہارِ زینت' شہر کو چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور سنہ آئندہ میں یوم عاشورہ (یعنی دس محرم) کو بغرضِ اظہارِ غم شہادت حسین یہ حکم عام صادر کیا کہ تمام دکانیں بند کر دی جائیں کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کی جائے۔ باشندگانِ شہر و دیہات ماتمی لباس پہنیں' علانیہ نوحہ اور بین کریں۔ عورتیں کھلے بالوں اور چہروں پر سیاہی مل کر نکلیں اس طرح پر کہ ماتمِ حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو۔ شیعوں نے اس حکم کی بڑی خوشی سے تعمیل کی۔ اہلِ سنت دم تک نہ مار سکے کیونکہ حکومت کی باگ ڈور شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکم تھا ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ اہلِ سنت برداشت نہ کر سکے۔ ان کے اور شیعوں کے درمیان فساد برپا ہو گیا۔ زبردست خونریزی ہوئی' مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

عمان پر چڑھائی

۳۵۵ھ میں معزالدولہ نے بطائح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسط کی جانب کوچ کیا اور واسط میں پہنچ کر ابو الفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مامور کر کے بطائح کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا اور خود واسط سے ابلہ کی طرف روانہ ہوا ابلہ میں کچھ مدت قیام کر کے ایک عظیم الشان لشکر عمان کی طرف بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ نافع والئ عمان بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضئ عمان اور اہلِ شہر نے متفق ہو کر ایک شخص جو انہیں میں سے تھا' منصب امارت پر فائز کیا کسی شخص نے اس کو مار ڈالا۔ تب دوسرے شخص عبدالرحمٰن بن احمد بن مروان نامی کو جو قاضئ عمان کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے قبل قرامطہ کا کاتب تھا' عہدۂ کتابت عنایت کیا۔ ایک دن عبدالرحمٰن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کو انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سوڈانی اور سفید جھنڈے والی فوجیں آپس میں بوقت تقسیم انعام' مساوات اور عدم مساوات میں جھگڑ پڑیں۔ سوڈانیوں نے سفید جھنڈے والی فوج کو دبا لیا۔ اس کے علاوہ عبدالرحمٰن امیر عمان کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدۂ کتابت سے ترقی کر کے امارت کے منصب پر پہنچایا۔ چنانچہ جب معزالدولہ سنہ مذکور میں واسط میں داخل ہوا تو نافع اسود سابق والئ عمان نے حاضر ہو کر اپنی داستان بیان کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معزالدولہ نافع کو اپنے ساتھ لے کر واسط سے ابلہ آیا اور ایک سو جنگی کشتیاں فراہم کر کے زیر قیادت ابو الفرج محمد بن عباس بن شانس عمان پر براستہ دریا چڑھائی کر دی تو ذالحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمان پر بزور شمشیر قبضہ حاصل کر لیا۔ ہزارہا اہلِ عمان اس جنگ میں مارے گئے۔ نواسی کشتیاں اہلِ عمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معزالدولہ نے واسط کی جانب واپسی کی اور اپنی فوج کے اس حصہ سے جا ملا جو عمران کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر معزالدولہ بیمار ہو گیا اور اسی دوران عمران سے مصالحت بھی ہو گئی اور بغداد واپس لوٹا۔

وزیر مہلبی کا انتقال

ماہ جمادی الآخر ۳۵۲ھ میں وزیر مہلبی ایک لشکرِ جرار کے ہمراہ عمان کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا لیکن راستے میں بیمار ہو گیا۔ مجبوری بغداد کی طرف واپسی کی لیکن بغداد پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا نعش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لائے اور دفن کر دیا۔ تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معزالدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین' خدام اور جس نے

[1] اسی عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں۔ (تحفہ مطبوعہ شہر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

ایک یوم بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابو الفضل عباس حسین شیرازی اور ابو الفرج محمد بن عباس بن فسانجس امورِ سیاست و سلطنت کے نگران اور ناظم متعین ہوئے لیکن ان میں کسی کو وزارت سے نہیں نوازا گیا۔

معزالدّولہ کا انتقال

معزالدولہ جس وقت عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا، بیمار تھا بغداد میں پہنچ کر بیماری نے طول پکڑا اٹھنے بیٹھنے سے مجبور ہو گیا۔ اراکینِ حکومت اور خیر خواہانِ ملت و سلطنت کو جمع کر کے اپنے بیٹے عز الدولہ بختیار کو ولی عہد بنایا اور صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ میں فوت ہو گیا۔ بائیس سال حکومت کی۔

معزالدّولہ کا جانشین

معزالدولہ کے انتقال کے بعد عز الدولہ نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ معزالدولہ نے بوقتِ انتقال عز الدولہ کو رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہیں کے مشورہ سے تمام امورِ سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابو الفضل اور ابو الفرج محمد کو ان کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی لیکن عز الدولہ نے مسندِ امارت پر رونق افروز ہونے کے بعد ان وصیتوں کی پروا نہ کی اور عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ گویّوں، عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس وجہ سے ان لوگوں کو عز الدولہ سے نفرت اور ناراضگی پیدا ہوئی۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ عز الدّولہ نے نامی گرامی سردارانِ دیلم کو بغداد سے ان کی جاگیرات کی جانب نکال باہر کیا۔ اراکینِ سلطنت اور اکابرینِ ملت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ والوں کی بن گئی انہوں نے متفق ہو کر عز الدّولہ سے اپنے وظائف اور روزینے بڑھا لئے۔ ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی اور کامیاب ہو گئے اس دوران ابو الفرج محمد بن عباس بغداد میں داخل ہوا۔

ابو الفرج کا خیال

عز الدّولہ کے انتقال کے وقت ابو الفرج عمان میں تھا جس وقت عز الدّولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی، الفرج نے اس خیال سے کہ ابو الفضل عباس عہدۂ وزارت پر فائز نہ ہو جائے اور عز الدولہ مجھ ہی کو عمان میں قیام کا حکم نہ دے دے، عمان کو، عز الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے حوالے کر کے بغداد چلا آیا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفرج کا یہ خیال درست نکلا اور جس خطرہ کو اس نے پیش نظر رکھا تھا اسی طرح ہی ہوا۔

حبشی بن معزالدّولہ کی گوشمالی

اس کے بعد ۳۵۶ھ میں حبشی بن معزالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کے مقابلہ پر بغاوت کا پرچم بلند کر دیا۔ عز الدولہ نے اپنے وزیر ابوالفضل عباس کو حبشی کی گوشمالی اور گرفتاری پر مقرر اور روانہ کیا ابو الفضل باظہار اس بات کے کہ اہواز جا رہا ہوں واسط میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ چکر دیا کہ میں یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو بصرہ مصالحت کے ساتھ دے دیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمران رہو لیکن اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر حبشی اس چکر میں آ گیا اور دو لاکھ درہم خزانہ سے برآمد کر کے ابو الفضل کے پاس بھیج دیئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھا رہا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور سے مجھے ملا چاہتی ہے۔ ادھر ابو الفضل نے لشکرِ اہواز کو ایک وقت و تاریخ مقرر پر ابلہ کی جانب سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا، دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا، اس کا سارا لشکر تباہ ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مقید کر کے رامہرمز بھیج دیا گیا اس مال و اسباب کے علاوہ جو اس واقعہ میں لوٹ لیا گیا دس ہزار جلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کہہ سن کر رہائی دلا کر عز الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عز الدولہ نے اس کے گزارہ کے لئے جاگیر دی حتیٰ کہ ۳۶۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ابو الفضل کی برطرفی

عزالدولہ کی خلافت حاصل کرنے کے بعد ابو الفضل نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا۔ محمد بن بقیہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا عزالدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا جس وقت رعایا نے ابو الفضل کے ظلم و ستم سے شور مچانا شروع کیا عزالدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابو الفضل کو برطرف کر کے محمد بن بقیہ کو منصبِ وزارت سے نوازا جب تک اس کے پاس ابو الفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا اس وقت تک انتظام و سیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا کچھ مدت بعد جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا۔ گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ قصبات اور شہر ویران نظر آتے تھے۔ جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی ترکوں اور عزالدولہ میں چل گئی۔ ابن بقیہ نے سمجھا بجھا کر مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عزالدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اس کی ساتھ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر ناراض ہو گئی۔ سبکتگین اور اس کے ساتھیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ لیکن عزالدولہ نے مال و دولت دے کر ان کو رضا مند کر لیا۔

ابنِ بقیہ کی تقرری

۳۵۶ھ میں ابو تغلب نے اپنے باپ ناصرالدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور دارالخلافت بغداد کا رخ کیا اس دوران اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عزالدولہ کے اس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عزالدولہ' عمان اور بطیحہ میں جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں، مصروف تھا اس لئے ان کی درخواست کی جانب توجہ نہ دی حتیٰ کہ عزالدولہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس وقت وزیر ابو الفضل کو برطرف کر کے ابنِ بقیہ کو وزارت کا معزز عہدہ عطا کیا اور ابراہیم و حمدان کی کمک کو لشکر تیار کر کے موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابو تغلب معہ اپنے ساتھیوں اور کاتبوں اور دفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عزالدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ انتہائی تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ سبکتگین نے بغداد کے باہر ابو تغلب سے لڑائی کا آغاز کر دیا اسی دوران اہلِ سنت و شیعہ کے درمیان غربی بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابو تغلب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطیع' وزیر السلطنت اور عزالدولہ کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لینا چاہیے۔ یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب اس بات پر عمل ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابو تغلب کو موصل کی طرف۔

ابنِ بقیہ اور ابو تغلب میں مصالحت

مگر سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کر اس بات پر عمل درآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابنِ بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابو تغلب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں۔ آخرکار ان شرائط سے صلح ہوئی۔ (۱) ابو تغلب جیسا کہ اس سے قبل خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔ (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو باستثناء ماردین کے تمام مال و اسباب واپس دے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابو تغلب نے موصل کی طرف واپسی کی اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی جانب کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا ابھی عزالدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابو تغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ دورانِ گفتگو ابو تغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور آئندہ سے مجھے کوئی سلطانی لقب عنایت کیا جائے۔ عزالدولہ نے ابو تغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اپنی بیٹی زوجہ ابو تغلب کو رخصت کرا کر بغداد کا راستہ لیا۔ اہلِ موصل کو کافی تکلیف برداشت کرنا پڑی تھیں۔

صلح کا پیام

ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ اطلاع ملی کہ ابو تغلب نے ایک گروہ کو اپنے ساتھیوں میں سے جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی قتل کر ڈالا ہے اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ سن کر انتہائی دکھ ہوا۔

وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو یہ ارادہ موصل لوٹ پڑا اور یہ ارادہ کر لیا کہ ابو تغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے ابو تغلب نے اس سے آگاہ ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ عزالدولہ کی جانب سے شریف ابو احمد موسوی والد شریف رضی تکمیل صلح کے لئے ابو تغلب کے پاس آیا۔ ابو تغلب نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے علم کے مطابق وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی نہیں مارے گئے۔ شریف ابو احمد نے اس بیان کو سچا تسلیم کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابو تغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس لوٹ آیا۔

عزالدّولہ کی مخالفت

عزالدّولہ کے پاس جہاں مال و دولت کی کمی تھی' وہاں فوجی اخراجات کی بے حد زیادتی تھی آئے دن تنخواہ اور وظائف کے نہ ملنے پر شور و غل مچا رہتا تھا۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال و دولت میں مصروف رہتا۔ چنانچہ اسی غرض سے موصل گیا۔ جب کوئی مقصد حل نہ ہوا تو اہواز کا رخ کیا۔ سبکتگین اور اس کے ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ دیا۔ اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور دیلمیوں کے مابین ان بن ہو گئی اور ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے انتہائی شدید لڑائی ہوئی۔ ادھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی' ادھر دیلم کے سرداروں نے رؤسائے و سپہ سالارانِ ترک کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' والئ اہواز اور اس کا کاتب بھی گرفتار کر لیا گیا دارالامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ تمام شہر میں ان لوگوں کی خونریزی کی منادی کرا دی گئی رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک پہنچی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ترکوں کو مسلح کر کے عزالدولہ کے مکان کو جا گھیر لیا۔ دو دن تک محاصرہ رہا۔ آگ لگا دی لوٹ لیا اور اس کے بھائیوں اور ماں کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ محل سرائے خلافت میں واپس کر دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ اہلِ بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی۔ کرخ نذرِ آتش کر دیا گیا اور اہلِ سنت کا پھر ڈنکا بج اٹھا۔

باب ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطائع اللہ

۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

بیعت خلافت

ایک عرصہ سے خلیفہ مطیع فالج کے مرض میں مبتلا تھا' ہلنے جلنے سے معذور تھا لیکن کسی پر اس بات کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا اتفاق سے اس واقعہ میں جو آپ نے ابھی پڑھا ہے سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس بات پر مجبور کیا کہ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو عنایت فرمایئے چنانچہ اس ابھارنے کے مطابق ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انتیس سال گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابو الفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی۔ اسے "الطائع للہ" کا لقب مرحمت کیا گیا۔

جنگی مہمیں

جس زمانہ سے ناصر الدولہ بن حمدان نے صوبۂ موصل کو دبا لیا تھا اسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا لیکن جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حمص پر قبضہ کیا تو صوائف کا انتظام و انصرام اس کی جانب منتقل ہو آیا۔ چنانچہ صوائف کے حالات کو ہم حکومت بنی حمدان کے تذکرہ میں لکھیں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا کردار ادا کیا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں اسلامی شہروں پر بڑھ چڑھ کر حملے کیے تھے جس کی مدافعت اس نے انتہائی دلیری اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل و نصب عمال کی کیفیت یہ ہوئی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ حاصل کیا تھا' اسی زمانہ سے تقرر و تبدیلی کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اور سلطنت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی' اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں احاطۂ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم علیحدہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے لازم کر رکھا ہے۔

امداد کی درخواستیں

عز الدولہ کے اہواز میں قیام کے زمانہ میں جس وقت ترکوں اور دیلمیوں میں ناراضگی پیدا ہو گئی اور فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور سبکتگین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تو مجبوراً عز الدولہ نے بنی ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا اور آزاد رویہ کو جو اس سے قبل والی اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کے لئے واسط کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد جس جس کو اپنا خیر خواہ سمجھا اس سے سبکتگین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچا زاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا ابو تغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کو آؤ اس کے معاوضہ میں تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج زیر قیادت اپنے وزیر ابو الفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابو الفتح کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر جانے کے لیے لکھ بھیجا لیکن اس نے ان امید پر کہ عز الدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قبضہ حاصل کر لوں،

بہانہ کر دیا۔

عمران کا بہانہ

عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ و جدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دیلمیوں کے ساتھ ہو کر میدانِ جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابو تغلب اس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین کو معہ ایک فوج کے تکریت کی طرف روانہ کر دیا۔ چنانچہ جس وقت ترک بغداد سے بہ ارادہ جنگ عزالدولہ واسط کی جانب آئے ابو تغلب نے بغداد کا راستہ لیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی۔ دن دہاڑے بازار لٹ رہے تھے۔ عوام النّاس مصیبت میں مبتلا تھے۔ ابو تغلب نے شہر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چوروں' بدمعاشوں اور غارت گروں کے پنجۂ غضب سے اہل شہر کو بچا لیا ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی طرف کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اس کے باپ خلیفہ معزول مطیع کو بھی اپنے ساتھ لے لیا رفتہ رفتہ جب دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا ترکوں نے اپنے مشہور سپہ سالار افتگین کو اپنا سردار بنا لیا جو معزالدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پچاس دن تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا۔ عزالدولہ ثابت قدمی سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضدالدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

بغداد کا محاصرہ

عضدالدولہ نے عزالدولہ کے متعدّد خطوط لشکر طلبی امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم اور سامانِ جنگ و سفر درست کر کے باظہارِ امداد عزالدولہ فارس کی طرف کوچ کیا مقام اہواز میں ابو الفتح بن عمید (عضدالدولہ کے باپ کا وزیر) لشکر رَے لئے ہوئے آملا۔ دونوں واسط کی طرف روانہ ہوئے۔ افتگین اس سے آگاہ ہو کر واسط چھوڑ کر بغداد کو روانہ ہو گیا اور ابو تغلب بغداد سے موصل واپس آیا۔ عضدالدولہ نے واسط میں پہنچ کر ذرا دم لیا اور پھر سامانِ سفر و جنگ درست کر کے شرقی بغداد کی جانب کوچ کیا اور عزالدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عزالدولہ نے ضبہ بن محمد اسدی (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا) بنی شیبان اور ابو تغلب بن حمدان کو رسد و غلہ کو روکنے کے لئے لکھ بھیجا اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ وقتاً فوقتاً اطراف و جوانب بغداد کو تہس نہس کرتے رہو۔ اس سے بغداد میں مہنگائی ہو گئی اور شہر میں غارت گری شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔

بغداد میں افراتفری

لوگوں نے افتگین کا مکان لوٹ لیا۔ افتگین گھبرا گیا محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کے لئے نکلا تو عضدالدولہ انتہائی جرأت سے مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے دی ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا جو زندہ گرفتار کئے گئے ان کا خون حلال کر دیا گیا باقی ماندہ نے تکریت میں جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کے متعلق خط و کتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آٹھ رجب سنہ مذکور کو خلیفہ طائع براستہ دریا بغداد واپس آیا عضدالدولہ نے محلرائے خلافت میں خلیفہ طائع کو ٹھہرایا اور ایک دن کشتی پر سوار ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کے لئے دارالخلافت میں حاضر ہوا۔

عضدالدّولہ کی چالاکی

اس کے بعد عضدالدولہ نے ادھر عزالدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کر دیا وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور و غل مچانے لگے۔ ادھر عزالدولہ کو یہ سکھایا کہ تم ان کے سختی کا برتاؤ کرو بے رُخی سے ان کی درخواستوں کو لو اور بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے امارت و حکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہو گئے تو میں بیچ میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرا دوں گا عزالدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں' حاجبوں اور تمام ارکین سلطنت سے بات تک نہ کی یونہی واپس کر دیا۔ لشکریوں کے شور و غل کی طرف قطعاً توجہ نہ کی۔ تین دن تک یہی بحث و تکرار رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے چوتھے دن عضدالدولہ نے عزالدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر

لیا لشکریوں پر اس کی چالاکی کی اور عاجزی کو ظاہر کر کے انعام وصلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائضِ منصبی کو پورا کرنے میں مگن ہو گیا۔

عضد الدّولہ کی مخالفت

بصرہ کے والی مرزبان بن عزالدولہ نے عضدالدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابو الفتح وزیر نے عز الدولہ پر کی تھیں سب نقشہ کھینچ کر بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے ساری زندگی صحت یاب نہ ہوا۔ اس سے پیشتر محمد بن بقیہ (عزالدلہ کا وزیر) عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی جانب سے صوبہ اہواز کی حکومت پر متعیّن تھا اس واقعہ سے اس نے بھی عضدالدولہ کا پیمان اطاعت اپنے کندھوں سے اتار کر رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے ساز باز کر لی۔ سہل بن بشر (وزیر افتگین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضدالدولہ نے اس کو عزالدولہ کی قید سے رہائی دی تھی اور اہواز کی حکومت پر مقرر کیا تھا لیکن محمد بن بقیہ کے ابھارنے سے یہ بھی عضدالدولہ سے منحرف و باغی ہو گیا۔ غرض عزالدولہ کو گرفتار کرنا عضدالدولہ کے حق میں زہر ثابت ہو گیا چاروں طرف بغاوت و مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عضدالدولہ نے اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں محمد بن بقیہ نے لڑ کر ان کو شکست دے دی اور ان کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور نیز مرزبان والیٔ بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے خیر خواہ تھے لکھا کہ میں عنقریب عراق کی جانب روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

عضد الدّولہ کا پیغام

عضدالدولہ نے اس بات کا احساس کر کے اب فارس سے سلسلۂ امداد منقطع ہو گیا ہے اور عزالدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابو الفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کے لئے روانہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ابو الفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضدالدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا۔ "عزالدولہ میں سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً" حکومت و خلافت بنی بویہ کی قبضہ و اقتدار سے نکل جاتی ہیں اب بھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا اقرار کرتا ہوں اور عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ آپ جس صوبہ پر مناسب سمجھے مقرر و مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بہ نفسِ نفیس امورِ سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہوں تو میں اس بات پر بھی راضی ہوں بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنا ہر کام آپ کے سپرد کرتا ہوں سفید و سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں تو میں بہ خیالِ خطرہ آئندہ عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں اور اس کے ساتھیوں کے قتل کر ڈالوں گا"۔

رکن الدولہ اس پیام کو سن کر غصے سے کانپ اٹھا۔ ایلچی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ ایلچی بھاگ گیا۔ غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد پھر ایلچی کو بلوایا اور ہر پیام کا سختی کے ساتھ جواب دے کر عضدالدولہ کی جانب روانہ کر دیا۔

رکن الدّولہ کی ناراضگی کا اثر

اس کے بعد ہی ابو الفتح آپہنچا۔ رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی شان و شوکت کی دھمکی بھی دی مگر ابو الفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی' ابو الفتح نے حاضر ہو کر عضدالدولہ کی جانب سے عذر و معذرت کی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ میں کہہ سن کر عضدالدولہ کو فارس واپس کر دوں گا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا نرم پڑا اور ابو الفتح کو عضدالدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کیا عضدالدولہ نے مصلحت کے پیشِ نظر ابو الفتح کے مشورے کے مطابق فارس کی روانگی کا ارادہ کر لیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے رونق افروز کیا کہ یہ اس کی جانب سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کا بھائی اسحاق امیر الجیوش تعینات کیا جائے جو کچھ مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابو الفتح کو یہ حکم دے کر کہ تین دن کے بعد میرے پاس چلے آنا۔ فارس کی طرف پیش قدمی کی۔

عزالدّولہ اور ابنِ بقیہ کی ناراضگی

عضدالدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ابو الفتح عزالدولہ کے ساتھ لہو و لعب کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ عضدالدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تکمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابو الفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدانِ وزارت تمہارے سپرد کیا جائے گا اور ابنِ بقیہ کو طلب کر کے امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار عنایت کیا۔ ابنِ بقیہ نے مال و دولت سے اپنا خزانہ بھر لیا جب بھی عزالدولہ اس سے مال و دولت کا طالب ہوتا لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ وہ تنخواہ اور وظائف کی طلبی کا شور و غل مچاتے۔ عزالدولہ پر اس کا ختم کرنا مشکل ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابنِ بقیہ میں ناراضگی پیدا ہو گئی۔

افتگین کی کامیابی

افتگین مدائن میں عضدالدولہ سے شکست کھا کر شام کی طرف بھاگا اور قریب حمص پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن موہوب عقیلی (جو معزالدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افتگین کی خبر سن کر گرفتار کرنے کے ارادہ سے بڑھا مگر اس ارادہ میں ظالم کو کامیابی نہ ہوئی۔ واپس آیا اور افتگین دمشق کی جانب چلا گیا۔ ان دنوں ابان نامی ایک شخص خلیفہ معزالدین اللہ علوی کا خادم حاکم دمشق تھا عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا سلطنت و حکومت کا رعب دلوں سے اٹھ گیا تھا' رؤسائے شہرا فتگین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیز روافض کے اعتقادات سے ہماری گلو خلاصی کرائیے۔ افتگین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا مکمل اطمینان کر کے دمشق میں داخل ہوا۔ ابان کو نکال کر دارالامارت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۳۶۴ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر شہر اور سوادِ شہر کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہوا جن عربوں نے سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا تھا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متفق ہو کر سر اٹھایا مگر افتگین کی حسن تدبیر سے بہت جلد دب گیا۔ چند ہی دنوں میں اس کے پاس مال و اسباب کافی مقدار سے جمع ہو گیا اور لشکر بھی درست و تیار اور فراہم ہو گیا خلیفہ معزالدین اللہ علوی اس کی ترقی کو سن سن کر محبتانہ اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ افتگین نے شکریہ و سپاس کا جواب تحریر کیا اس پر خلیفہ معز نے افتگین کو بلا بھیجا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی جانب سے امارت دمشق دینا چاہتا ہوں افتگین کو اس بات پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز نے بہ ارادہ افتگین لشکر فراہم کر کے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق سے راستے میں فوت ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخباراتِ سلطنتِ علویہ میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدّولہ کی وفات

فارس کی طرف عضدالدولہ کے واپس ہونے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کی ۳۶۶ھ میں وفات ہو گئی وہ قبلِ وفات اپنے بیٹے عضدالدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اس کو اپنا ولی عہد بھی بنا لیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عزالدّولہ کی سازش

رکن الدولہ کے انتقال کے بعد عزالدولہ اور اس کے وزیر ابنِ بقیہ نے اکثر سپہ سالاران و امراء رکن الدولہ مثلاً فخر الدولہ اور حسنویہ کردی سے سازباز شروع کر دی۔ ابو تغلب بن حمدان اور عمران بن شاہین سے عضدالدولہ کے مقابلے کے لئے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا۔ ادھر عضدالدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی اس نے لشکر مرتب کر کے بہ ارادہ عراق کوچ کر دیا۔ ادھر عزالدولہ نے بھی حسنویہ و ابنِ حمدان کی زبانی وعدۂ امداد کے بھروسہ پر یلغار کا حکم دے دیا لیکن حسنویہ اور ابنِ حمدان نے ایفائے وعدہ نہ کیا اور عزالدولہ آخرکار اہواز پہنچا۔ وہاں عضدالدولہ سے لڑائی ہو گئی ایک زبردست جنگ کے بعد عزالدولہ کو شکست ہوئی عضدالدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ عزالدولہ نے پریشانی کی حالت میں واسط کا راستہ لیا۔ عمران بن شاہین نے یہ خبر سن کر کچھ آلاتِ جنگ اور بہت سا مال و اسباب اور تحائف عزالدولہ کے پاس روانہ کئے عزالدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور ان کے پاس چلا گیا۔ چند روز قیام کرنے کے بعد واسط لوٹ آیا۔

عضد الدولہ کی کامیابی

عضد الدولہ نے عز الدولہ پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی جانب روانہ کی جس نے اس پر بھی بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو گروہِ عظیم قابض تھے ایک مضر دوسرا ربیعہ۔ مضر کا میلان عضد الدولہ کی طرف تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے۔ عز الدولہ کی شکست سے ربیعہ کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔ مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ پر لشکر بھیجنے کے لئے ابھارا چنانچہ اس نے مضر کے کہنے کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی عز الدولہ واسط میں قیام کے دوران مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا۔ بغداد اور بصرہ میں جس قدر اور جس پر اس کی دسترس تھی سب کو فراہم کر لیا اور وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور عضد الدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا۔ نامہ بروں اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی ابھی کوئی بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ عبد الرزاق اور بدر پسران حسنویہ ایک ہزار سواروں کے ہمراہ عز الدولہ کی کمک پر آپہنچے عز الدولہ نے سلسلۂ پیام مصالحت منقطع کر کے بغداد کا راستہ لیا اور عضد الدولہ نے واسط کا رُخ کیا اور واسط میں کچھ مدت قیام کر کے بصرہ چلا آیا۔ بصرہ میں مابین مضر و ربیعہ ایک سو بیس سال سے رنجش کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آرہا تھا عضد الدولہ نے دونوں گروہوں میں صلح کرا دی۔

ابو الفتح بن عمید پر عتاب

انہیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کے دور کا آغاز ہو جاتا ہے اور عضد الدولہ اپنے باپ کے وزیر ابو الفتح بن عمید کو گرفتار کر لیتا ہے ناک کٹوا کر آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیتا ہے اس الزام میں کہ اس نے عز الدولہ سے ساز باز کر لی تھی اور کنارۂ فرات پر عز الدولہ کے ساتھ مدتوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضد الدولہ کو اس کی اطلاع کر دی عضد الدولہ نے اپنے بھائی عز الدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کا لکھ بھیجا۔ عز الدولہ نے عضد الدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کر لیا اسی ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بغداد کا ارادہ کیا اور عز الدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی جانب چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں عز الدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔

ابن بقیہ کا خاتمہ

اس کے بعد عضد الدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا۔ عز الدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیرباد کہہ کر شام کا راستہ لیا عضد الدولہ بغداد میں داخل ہوا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک نئی رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے قبل کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ اسے ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی نے ذرا سی حرکت کی اور اس کا جسم کچلا گیا۔

عز الدولہ کا انجام

عز الدولہ کے ساتھ بوقتِ روانگی شام حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (برادر ابو تغلب بن حمدان اول) بھی تھا عکبرا میں پہنچ کر حمدان نے عز الدولہ کی بڑی خاطر داری کی اور سمجھا بجھا کر موصل کی جانب لے چلا حالانکہ عضد الدولہ نے عز الدولہ سے ابو تغلب کے ممالک مقبوضہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں داخل ہوا ابو تغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو تو میں خود تمہاری مدد کو آؤں گا اور تمہارے ساتھ ہو کر عضد الدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر فائز کر دوں گا۔ عز الدولہ کو حکومت کا لالچ پیدا ہوا حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ساتھ ابو تغلب کے پاس بھیج دیا ابو تغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابو تغلب نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بہ ہمراہی عز الدولہ بغداد کی طرف کوچ کیا عضد الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان عضد الدولہ کے ہاتھ رہا ابو تغلب اور عز الدولہ کو شکست ہوئی دوران جنگ میں عز الدولہ گرفتار کر لیا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کو اور اس کے چند ساتھیوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عز الدولہ گیارہ سال حکومت کر کے قتل ہو گیا۔

ابو تغلب کی سرکوبی

ابو تغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضد الدولہ نے موصل کا رخ کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا چونکہ عضد الدولہ رسد و غلّہ کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھ لایا اس لئے اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام پذیر ہو کر ابو تغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدّد فوجیں روانہ کیں ابو تغلب نے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی۔ خراج دینے کا وعدہ کیا لیکن عضد الدولہ نے ذرا بھی توجہ نہ کی تب ابو تغلب مجبور ہو کر معہ مرزبان بن عزالدولہ ابو اسحاق و طاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے نصیبین کی طرف روانہ ہوا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر سن کر ایک فوج تو جزیرۂ ابن عمر کی طرف طغان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی اس فوج کا سردار عضد الدولہ کا حاجب ابو عمر تھا۔ دوسری فوج زیرِ قیادت ابو الوفا طاہر بن محمد ابو تغلب کے تعاقب میں نصیبین کی جانب روانہ کی۔

ابو تغلب کا تعاقب

ابو تغلب کو اس کی خبر ہوئی تو وہ نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر میا فارقین کی طرف چل دیا ابو الوفاء نے تعاقب کیا اہلِ میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے ابو الوفاء میافارقین میں داخل نہ ہو سکا ابو تغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے اردن روم چلا گیا اور وہاں سے حسینہ مضافاتِ جزیرہ میں آ رہا۔ حسینہ کے نزدیک قلعہ کواشی تھا ایک دن ابو تغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب کو ضبط کر لیا ابو الوفاء روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابو تغلب کے تعاقب سے دستبردار ہو کر میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر سن کر کہ ابو تغلب حسینہ میں پڑا ہوا ہے خود حملہ کر دیا۔ ابو تغلب تو ہاتھ نہ آیا لیکن اس کے بیشتر ساتھیوں نے امان کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عضد الدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابو تغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور روانہ کیا۔ ابو تغلب کو اس کی اطلاع مل گئی وہ رومی کے پاس روم بھاگ گیا چونکہ ورد رومی خاندانِ سلطنت و شاہی کا کوئی رکن نہ تھا اس نے زبردستی سلطنت دبالی تھی ان وجہ سے رومی اس سے ناراض رہتے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابو تغلب سے نکاح کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس دوران عضد الدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا لیکن ورد رومی کی رشتہ داری (رشتہ دامادی) کی وجہ سے ابو تغلب کی جنگ سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا شکست اٹھا کر واپس آیا۔ اس واقعہ کے بعد رومیوں نے مجتمع ہو کر ورد کے مقابلہ پر علم مخالفت بلند کیا اور فریقین میں لڑائی ٹھن گئی اتفاق یہ کہ ورد کو شکست ہوئی ابو تغلب اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی طرف واپس ہوا۔ آمد میں پہنچ کر دوبارہ قیام کر دیا۔

عضد الدّولہ کا انتقال

حتیٰ کہ عضد الدولہ نے اس کے تمام مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ عضد الدولہ نے کامیابی کے بعد ابو الوفا کو موصل پر مقرر کیا اور سامانِ سفر درست کر کے بغداد کی جانب واپسی کی اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑے عرصہ کے لئے منقطع ہو گئی۔ ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضد الدولہ کا اپنی حکومت کے پانچ سال چھ مہینے بعد انتقال ہو گیا۔

صمصام الدّولہ کی بیعت

امراء حکومت اور سپہ سالاران لشکر نے مجتمع ہو کر اس کے بیٹے کالی جار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی مہار کیاد دینے اور رسم تعزیت ادا کرنے کے لئے صمصام الدولہ کے پاس گیا صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دو بھائیوں ابو الحسین احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ کو سندِ حکومت عطا کر کے فارس کی طرف روانہ کیا شرف الدولہ (انہیں لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ اطلاع مل گئی اس نے کرمان سے فارس تک بغاوت کی آگ بھڑکا دی مگر اتفاق سے ابو الحسین اور ابو طاہر اس آتشِ بغاوت کے بھڑکنے سے قبل کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔

صمصام الدولہ اور تاج الدولہ

کچھ مدت یہ دونوں اہواز میں ٹھہرے رہے اس کے بعد اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ ختم کرا کر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور "تاج الدولہ" کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے شکر رنجی پیدا ہوئی فوراً" ایک لشکر علی بن دنقش کی قیادت میں (یہ عضد الدولہ کا حاجب تھا) تاج الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر سن کر شرف الدولہ سے ساز باز کرلی شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابو الاغر و فلیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے نزدیک دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۲۷ ۳ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن دنقش شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابو الحسین نے اہواز اور رامہرمز پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت کا لالچ پڑ گیا۔

بغداد میں شورش

اس کے بعد سفار بن کردویہ جو سپہ سالاران دیلم میں سے ایک مشہور سردار تھا۔ ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا بیشتر حصہ مائل ہو گیا۔ تمام نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابو نصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پر فائز کرنا چاہیے آہستہ آہستہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء لشکر سے خط و کتابت شروع کی اور اس ارادے سے ان لوگوں کو روکنا چاہا لیکن بجائے اس کے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی مزید بڑھ گئی۔ فولاد بن ماندرار جو اسفار کے متبعین میں سے تھا لڑائی پر اٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً" صمصام الدولہ نے بھی اپنے ساتھیوں کو جنگ کا حکم دیا فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ میدان صمصام الدولہ کے ساتھیوں کے ہاتھ رہا۔ ابو مفضل گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس دوران اس کا وزیر ابن سعدان بھی آگیا اور اسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا قتل کر دیا گیا۔

مصالحت کا پیغام

اسفار نے ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی دیلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے شرف الدولہ کی قوت و دیلمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی فوراً" اہواز کا ارادہ کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابو الحسین کے قبضہ سے نکل لیا اس کے بعد بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابو طاہر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ صمصام الدولہ نے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا بالآخر اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے خلیفہ طائع کی طرف سے رسماً" خلعت اور القاب روانہ کیا گیا۔

شرف الدولہ کی کامیابی

شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابو طاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رخ کیا اور اس پر بھی آسانی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابو نصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے عذر خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے اس واسط روانہ کیا۔ شرف الدولہ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت بے چینی اور پریشانی پیدا ہوئی۔ مصاحبین سے اطاعت شرف الدولہ کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے انجام سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائیے اور عکبرا سے موصل اور بلاد جبل میں جا کر قیام کیجئے تاآنکہ ترکوں اور دیلمیوں کے باہمی فساد سے منجانب اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس سے آپ باآسانی بغداد واپس آئیں اور کسی نے یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کیجئے بلکہ براستہ اصفہان ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر مثبت اثر پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ آپس میں مصالحت ہو جائے۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری اور رہائی

صمصام الدولہ نے ان مشوروں میں سے کسی مشورہ کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی لیکن کچھ مدت بعد اس کی امارت کے چوتھے سال اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی طرف کوچ کیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی مقید اس کے ساتھ تھا۔ بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ

دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا جیسے ہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مامور کرنے کی کوشش کی دوسرا فریق مخالف ہو گیا دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخرکار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ بہت سے لوگ مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طائع ملنے کے لئے آیا فتح یابی پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین میں مصالحت کرا دی اور قلمدانِ وزارت ابو منصور بن صالحان کو عنایت ہوا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا فارس پہنچ کر صمصام الدولہ کو رہا کر دیا گیا۔

باد ابو شجاع

ہم پہلے تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دارالحکومت تھا نکال لیا۔ اس کے بعد ۳۶۸ھ میں میافارقین، آمد، دیار بکر اور دیار مضر پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ ابو الوفاء نامی ایک شخص اس کی جانب سے ان شہروں میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان شہروں سے جاتی رہی، دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اکراد حمیدیہ کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار عبداللہ حسین بن دوشنک ملقب آباد تھا۔ اس اطراف میں اس کے کثیر الفراوی ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کے دلوں پر اس کی ہیبت و شوکت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابنِ کثیر کہتا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو اکرادِ حمیدیہ میں سے تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابو شجاع تھی اور حسین اس کا بھائی تھا اور ابتداء اس نے بلادِ آرمینیہ میں ارجیش پر حکمرانی کی۔ آہستہ آہستہ اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔

باد کی کامیابیاں

جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا۔ باد حاضر ہوا عضد الدولہ نے اس کی گرفتاری کی فکر کی تو باد تاڑ گیا اور آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا عضد الدولہ نے تلاش کرایا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ خاموش ہو رہا۔ تاآنکہ عضد الدولہ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت باد نے مضبوطی کے ساتھ اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ اب وہ میافارقین اور دیار بکر کے اکثر شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ ابنِ اثیر کہتا ہے کہ آرمینیہ سے دیار بکر پر آ کر قابض ہوا تھا اس کے بعد میافارقین کو لیا۔ صمصام الدولہ نے اس کی گوشمالی کے لئے ابو سعید بہرام بن اردشیر کی قیادت میں ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا پھر دوسری فوج زیرِ قیادت ابو القاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کواشی میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد سے شکست اٹھانی پڑی۔ بعض قتل اور بعض قید کر لئے گئے کچھ مدت بعد قیدیوں کو بھی باد نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سعید کا فرار

سعید پریشانی کی حالت میں موصل کی طرف بھاگا تو باد نے تعاقب کیا اور اہلِ موصل میں دیلم کی بری عادات کی وجہ سے شورش و بغاوت پھوٹ نکلی سعید کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مجبوراً موصل سے بھی بھاگ کھڑا ہوا باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اس کے بعد باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بغداد جانا چاہئے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو دیلم کے پنجۂ غضب سے نکال لینا چاہئے چنانچہ اس خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے فوجوں کو تیار کیا۔

سعد اللہ کی حکمتِ عملی

ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا دیلمیوں نے اس کو شکست دے کر موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ باد موصل کو خیرباد کہہ کر دیار چلا آیا اور فراہمی لشکر میں مصروف ہوا اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کر رہا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطر خواہ سرکوبی کر دو تو میں تم کو دیار بکر دے دوں گا سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج تیار و مرتب کر کے بھیج دی مگر باد سے مقابلہ نہ کر سکے باد کی جرأت بڑھ گئی حلب پر فوج کشی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی حکمتِ عملی اور حیلہ و مکر کی تلاش ہوئی۔ ایک شخص کو باد کی خوابگاہ میں بھیج دیا۔ اس نے کوئی دوا ایسی سنگھا

دی جس سے باد بیمار ہو گیا اور مرتے مرتے بچا مجبوراً باد نے سعد و زیاد امراء موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ آخر کار ان دونوں نے مصلحت کے پیش نظر اس امر پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف طور عبد بن باد کو دے دیا جائے۔ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں دیلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلہ پر آیا اور اس کو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد حاجب موصل میں وفات پا گیا اور باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی لالچ پیدا ہوئی۔

شرف الدولہ کی وفات

اس دوران شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابو نصر خواشاذہ کو مقرر کیا۔ ابو نصر نے موصل میں پہنچ کر فراہمی لشکر اور خزانہ کو بھرنے کی کوشش کی۔ نووارد شخص تھا دیر ہوئی تب اس نے دلاوران عرب کو بنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کر کے ان کو جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو متعین کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبدین پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کی ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا لیکن یہ شکست کھا کر بھاگا اور مار ڈالا گیا۔ ابو نصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ اس کے بعد ابو ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی جانب سے امیر موصل ہو کر آئے ۳۸۱ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے کچھ مدت بعد بہاء الدولہ کو ان سے ناراضگی پیدا ہوئی' ایک فوج ابو جعفر حجاج بن ہرمزکی قیادت میں موصل پر بھیج دی ابو الرداد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بڑی خونریزی ہوئی فریقین بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابو جعفر نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابو القاسم علی بن احمد کو اوائل ۳۸۳ھ میں ابو جعفر کی کمک پر روانہ کیا لیکن پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابو جعفر کو وزیر کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ فوراً ابو الرداد سے مصالحت کر لی اور لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے بحکم چاہ کن را چاہ درپیش ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

بہاء الدولہ کی تقرری

۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابو الفوارش شرزیک بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو سال آٹھ مہینے بعد طویل بیماری اٹھا کا بعارضہ استسقاء مر گیا۔ دوران بیماری اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابو علی کو بلاد فارس کی طرف روانہ کیا اس کے ساتھ خزانے فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانہ بیماری میں اس سے اراکین سلطنت نے دریافت کیا "آپ کے بعد ریاست و امارت کا کون مالک ہو گا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟" جواب دیا "جو لائق ہو گا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائے گا میں کسی کو اپنا ولی عہد نہ بناؤں گا"۔ لیکن اپنی زندگی ہی میں امور سیاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو بطور اپنے نائب کے مامور کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ خلیفہ طائع تعزیت کے لئے آیا کرسی امارت پر جلوہ افروز ہونے کی وجہ سے خلعت سے نوازا۔

بنی حمدان کی کامیابی

ابو منصور بن صالحان کو بہاء الدولہ نے عہدۂ وزارت پر بحال و قائم رکھا۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے شرف الدولہ کے مرنے کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی۔ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت عنایت کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی۔ لیکن بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابو نصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ ابو طاہر اور ابو عبد اللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر مل گئی وہ دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے لڑتے بھڑتے ابو طاہر اور ابو عبد اللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کر پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر قتل کیا باقی ماندگان نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا۔ یہ تو بغداد چلے آئے اور ابو طاہر و ابو عبد اللہ (بنی حمدان) موصل پر قابض ہو گئے۔

فساء پر قبضہ

ابو علی بن شرف الدولہ کو بوقتِ واپسی فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہنچی مال و اسباب اور اہل و عیال کو براستہ دریا ارجان روانہ کر دیا اور خود فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابو طاہر سے مڈبھیڑ ہوئی۔ جس کو محافظین جیل نے رہا کر دیا تھا اور ان دونوں کے ساتھ فولاد بھی تھا چند دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا۔ ابو علی یہ خبر سن کر ترکوں کے پاس چلا آیا۔ ان لوگوں کا بھی ایک گروہ اکٹھا ہو گیا جو صمصام الدولہ اور دیلم سے مدتوں معرکہ آرا رہا اس کے بعد فساء چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دیلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فساء سے ارجان چلا آیا اور ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

دیلمیوں کی شکست

اسی دوران بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ درپردہ ترکوں کی فوج اس کی طرف مائل ہو گئی اور ابو علی کو کہہ سن کر بہاء الدّولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابو علی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ عزّت و احترام سے پیش آیا۔ مگر کچھ مدت بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہو گئی پانچ دن تک خونریزی کا بازار گرم رہا۔ بہا الدولہ نے باہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے ایلچی کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتح یابی ہوئی۔ اس فتح یابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب و داب بڑھ گیا اور دیلم میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ بعض سرداران دیلم گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ فرار ہو گئے۔

قادر کی گرفتاری کا حکم

اسحاق بن مقتدر بوقتِ انتقال ایک بیٹا ابو العباس احمد (جو آئندہ "القادر باللہ" کے لقب سے یاد کیا جائے گا) چھوڑ گیا تھا اس سے اس کی بہن کی ایک مالی معاملہ میں ان بن ہو گئی اتفاق یہ کہ انہی دنوں خلیفہ طائع انتہائی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا شفایابی کے بعد قادر کی بہن نے خلیفہ سے اپنے بھائی کی شکایت کر دی کہ آپ کے زمانۂ علالت میں یہ طالبِ خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابو الحسین بن حاجب کو معہ چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ ابو الحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ قادر کو موقع مل گیا۔ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ کا راستہ لیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور نیاز مندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو تختِ خلافت پر رونق افروز ہونے کی خوشخبری ملی۔

لشکر ارجان کی شورش

صمصام الدولہ نے جس وقت بلادِ فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے ابو علی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں بہ ارادہ بلاد فارس ابو نصر کو اپنا نائب مامور کر کے بغداد سے خوزستان کی طرف کوچ کیا خوزستان پہنچ کر اس کے بھائی ابو طاہر کے انتقال کی خبر پہنچی۔ سوگ کے لئے بیٹھا۔ اس کے بعد ارجان کی جانب بڑھا اور قبضہ حاصل کر کے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کر لیا' اس کے علاوہ دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ آئے۔ بہاء الدولہ کے اس فعل سے لشکرِ ارجان نے شور و غل مچایا اور بغاوت کرنے پر آمادہ ہوئے۔ مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ تمام نقد و جنس ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور دو ایک دن آرام کر کے اپنے مقدمتہ الجیش کو جوبند جان کی جانب بڑھایا ابو العلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نوبند جان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ ابو العلاء اطرافِ فارس میں مضبوطی کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

صُلح نامہ

صمصام الدّولہ نے ایک دوسرا لشکر ابو العلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا کمان افسر فولاد بن بابدان تھا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ ابو العلاء ارجان بھاگ آیا اور صمصام الدولہ فتح کی خوشخبری سن کر شیراز سے فولاد کے پاس آیا۔ فریقین میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر یہ قرار پایا کہ (۱) بلاد فارس و ارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں۔ (۲) خوزستان اور علاوہ اس کے ملک عراق پر بہاء الدولہ متصرف رہے

قائم ہو اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا وکلاء فریقین نے صلح نامہ تیار کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کے سپرد کر دی۔

بغداد میں فساد

بہاء الدولہ نے مصالحت کے بعد بغداد کی طرف واپسی کی اس وقت بغداد میں اہل سنت و جماعت اور شیعوں کے درمیان فساد ہو رہا تھا اور لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم تھا بہاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرادی۔ قبل روانگی خوزستان وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا تھا اور ابو نصر سابور بن اردشیر کو عہدۂ وزارت سے نوازا تھا مگر زمام حکومت و انتظام ابو الحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ طائع کی برطرفی

چند دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا اپنے وزیر ابو نصر کو گرفتار کر لیا اس پر بھی لشکریوں کی ہنگامہ آرائی کم نہ ہوئی تب خلیفہ طائع کے مال و دولت پر نظر لگائی گرفتار و برطرف کرنے کی فکر کرنے لگا ابو الحسین بن معلم جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس بات کی تائید کی۔ بہاء الدولہ لشکر تیار کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ تخت خلافت کے نزدیک ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالاران لشکر اور امراء حکومت جوق در جوق آرہے تھے اور خلیفہ کی دست بوسی کرتے جاتے تھے اس دوران ایک دیلمی سردار حاضر ہو کر دست بوسی کو بڑھا جیسے ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر سنکر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ خلیفہ طائع فوری طور پر بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچایا گیا اور مجبوراً ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جب کہ اس کی خلافت کو سات آٹھ ماہ گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کر دیا۔

باب ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ

۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر باللہ کی بیعت

بہاء الدولہ نے اپنے ایک مصاحبِ خاص کے ذریعہ سے قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بطیحہ سے بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ نے یہ خبر سن کر بطیحہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافت بغداد کے نزدیک پہنچا تو بہاء الدولہ معہ ارکینِ سلطنت اور رؤساءِ شہر کے استقبال کے لئے گیا ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت و احترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو محلسرائے خلافت میں لاکر ٹھہرایا اگلی صبح کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا لیکن اہلِ خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اور بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے۔ چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس نے قیام کیا۔

طائع کا انتقال

خلیفہ طائع کی برطرفی کے بعد قصرِ خلافت کے ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر متعین ہوئے اور جس طرح یہ اپنے زمانۂ خلافت میں رہتا تھا اسی طرح سے اس کے تمام کاروبار کو جاری و ساری رکھا تاآنکہ ۳۹۳ھ میں وہ انتقال کر گیا نمازِ جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی گرفتاری و رہائی

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ مابین صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے اس بات پر مصالحت ہو گئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے۔ خوزستان اور اس کے علاوہ اور ممالکِ عراق کو بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔ ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے بہانہ کر کے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں بتدریج و بدفعات تمہارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤں گا جب خاطر خواہ مجتمع ہو جائے تو بحالتِ غفلت اچانک فارس پر حملہ کر دینا اتفاق یہ کہ بہاء الدولہ کی فوجوں کے مجتمع ہونے سے قبل کسی ذریعہ سے صمصام الدولہ کو اس کی مخبری ہو گئی۔ اس نے ایک لشکر تیار کر کے خوزستان کی طرف روانہ کر دیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آ گئی سخت خونریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوئی گرفتار کر کے صمصام الدولہ کے پاس بھیجا گیا صمصام الدولہ نے اپنی فراخدلانہ سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رہا کر دیا۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا۔ اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو فراہمی مال کی غرض سے واسط روانہ کیا ابو نصر کو موقع مل گیا مہذب الدولہ والئ بطیحہ کے پاس بھاگ گیا۔ دیلم نے شور و غل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے دار الوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلمدانِ وزارت ابو القاسم بن احمد کے سپرد کر دیا۔

ترکوں پر عتاب

ابو القاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکا کام چھوڑ کر بھاگ گیا تب بہاء الدولہ نے ابو نصر کو بلا کر دوبارہ عہدۂ وزارت پر متعین کیا اس نے اپنی حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر سے دیلم کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ۳۸۴ھ

میں بہاء الدولہ نے ایک لشکرِ جرار طغان کی قیادت میں ترکی اہواز کی طرف روانہ کیا جو رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ صمصام الدولہ کے عمّال یہ خبر سن کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اس کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ساتھ زیادہ تر دیلم اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے صمصام الدّولہ کو اس شکست سے بے حد شرمندگی ہوئی اس نے لشکر تیار کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی طرف پیش قدمی کی اور ترکوں پر جو طغان کے ساتھ تھے شب خون مارنے کے لئے رات ہی کو تشتر سے کوچ کر دیا۔ راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ فریقین بے جگری سے لڑے۔ ساری رات قتل و خونریزی ہوتی رہی دیلم کی فوج کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ واسط سے اہواز آیا۔ طغان کو مالی اور فوجی مدد دے کر پھر واپس ہوا اور صمصام الدّولہ فارس جا پہنچا۔ جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا باقی ماندہ چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہِ سندھ کی خدمت میں پہنچ کر اس کے ملک میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست کی۔ بادشاہِ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی مگر بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے ملنے گیا اور چُن چُن کر سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اہواز پر چڑھائی

صمصام الدّولہ نے ان واقعات کے بعد پھر لشکر تیار کر کے علاء بن حسین کی قیادت میں اہواز پر فوج بھیجی۔ انگتین رامہرمز میں ابو کالیجار مرزبان بن سفیعون کی بجائے حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ یہ خبر سن کر کہ صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آرہا ہے اس کو روکنے کے لئے خوزستان کی طرف بڑھا انگتین اور ابنِ مکرم کو معہ ان کی فوجوں کے اپنی کمک پر بلا بھیجا جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جس قدر اس کے ساتھی ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے بصرہ کا رخ کیا اور ابنِ مکرم کیمپ مکرم کی طرف لوٹا۔ علاء اور دیلم اس کی تعاقب میں تھے حتیٰ کہ ابن مکرم تشتر سے آگے نکل آیا اور دیلم نے نزدیک ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابنِ مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر تشتر سے رامہرمز آیا اور صمصام الدولہ کی فوج تشتر سے ارجان چلی آئی۔ چھ ماہ تک فریقین لڑتے رہے آخری فیصلہ جنگ کا نہ ہوا۔ آخرکار تھک کر دیلم نے اہواز کی طرف واپسی کی اور ترکوں نے واسط کی جانب تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے واپسی کر دی اور ابنِ مکرم نے کیمپ مکرم میں جا کر قیام کر دیا۔

بصرہ پر قبضہ

بہاء الدّولہ کے بصرہ کی طرف روانہ ہونے کے بعد اکثر دیلم جو اس کے ساتھ تھے امان حاصل کر کے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ بہاء الدّولہ کی فوج مقیم بصرہ سے مقابلہ ہوا۔ اہلِ شہر نے شکرستان سے سازباز کر لی ان لوگوں کا پیشوا ابو الحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی ہو گئی یہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر آئے۔ اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ساتھ شہر میں لے گئے بہاءِ الدولہ معہ اپنی رکاب کی فوج کے بصرہ کو خیرباد کہہ کر نکل آیا۔ مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر زیرِ قیادت اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی جانب روانہ کیا شکرستان کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور معزالدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر شکرستان نے لشکر تیار کر کے بصرہ پر چڑھائی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نام و پیام شروع ہوا اور یہ طے پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا تابع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے۔ دونوں نے بموجب شرائطِ مذکورہ مصالحت کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

علاء بن حسن کی وفات

ان واقعات کے بعد علاء بن حسن (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کیمپ مکرم میں فوت ہو گیا اس کی جگہ ابو علی اسمٰعیل بن استاذ ہرمز متعین کیا گیا۔ رخصت ہو کر جندیشاپور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ساتھیوں نے ابو علی کو جندیشاپور میں داخل نہ ہونے دیا اور ادھر ترکوں نے

حدودِ خراسان میں بغاوت کر دی مجبوراً ابو علی واسط واپس آیا۔ اس کے بعد ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی دوران ابو علی نے صمصام الدولہ سے منحرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابو علی کی بہت عزت افزائی کی اور قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا۔ ابو علی بھی دل و جان سے تدابیرِ مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوا کچھ مدت بعد بہاء الدولہ نے ابو علی کو ابن مکرم کو زیر کرنے کے لئے کیمپ مکرم پہ روانہ کیا لیکن ابو علی نے کیمپ مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک بہانہ کر کے باغی ہو گیا بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہیں لڑائیوں کے صدمات سے اس کی روح پرواز کر جاتی کہ اس دوران صمصام الدولہ کی موت کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے مُردہ جسم میں جان پڑ گئی۔

صمصام الدّولہ کا انجام

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ فارس پر غالب تھا اور ابو القاسم و ابو نصر پسران عضد الدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو محافظینِ جیل نے رہا کر دیا۔ رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی انہیں دنوں دیلم کا ایک گروہ صمصام الدولہ سے اس بات پر کہ اس نے اس کا نام دیوان سے خارج کر دیا۔ ناراض ہو کر ان لوگوں سے آملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے تمام ساتھیوں کو مرتب و مسلّح کر کے ارجان کا رخ کیا صمصام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کے لئے کوچ کر دیا۔ اس وقت ابو علی فساء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابو القاسم اور ابو نصر کو موقع مل گیا۔ انہوں نے ابو علی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند ہی دنوں بعد رہائی مل گئی صمصام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں بانتظار امداد پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا لیکن اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابو القاسم و ابو نصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ بعض مصاحبین نے ابو علی یا کردوں کے پاس چلے جانے کا مشورہ دیا اس اثناء میں کُردوں کا ایک گروہ آ گیا معہ اپنے مال و اسباب کے ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کُردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بیچارہ صمصام الدولہ پریشانی کی حالت میں رودمان کی جانب روانہ ہوا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا۔ ابو نصر یہ خبر سن کر شیراز کی طرف آیا والیٔ رومان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابو نصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جب کہ فارس میں اس کی حکومت کو نو سال گزر چکے تھے قتل کر دیا۔

سوس پر قبضہ کی دعوت

صمصام الدولہ کے قتل ہونے پر ابو القاسم و ابو نصر پسران عزالدّولہ نے بلاد فارس پر بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ ابو علی کو اہواز میں دیلم سے بیعتِ اطاعت لینے اور بہا الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چونکہ اس سے قبل ابو علی نے ابو القاسم و ابو نصر پسرانِ عز الدولہ کے بھائیوں کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ابو علی کو ابو القاسم و ابو نصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دیلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا بہاء الدولہ کی جانب مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ و حلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے جو اس کے ساتھ تھے آئندہ فسادات سے بچنے کی ضمانت چاہی اور نیز بہاء الدولہ کو پسران عزالدولہ سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا۔ دیلم نے بہاء الدولہ کے آگے گردنِ اطاعت جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا بطور وفد بہا الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دوسرے کو تبادلہ خیالات اور طمانیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ دیلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ سے آگاہ کیا ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔

بہاء الدّولہ کی سوس روانگی

چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر تیار کر کے سوس کی طرف کُوچ کیا پہلے تو اہلِ سوس مقابلہ پر آئے لڑے مگر دیلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے خطا معاف کرا کر اس سے آملے اور اس کے ساتھ ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز و ارجان کی طرف بڑھے غرض آہستہ آہستہ تمام بلادِ خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے دوران ابو علی شیراز گیا ہوا تھا اور اہلِ شیراز کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف تھا تاآنکہ ابو القاسم و ابو نصر پسران عزالدولہ کے ساتھیوں نے اس سے ساز باز کر لی اور غفلت کی حالت میں برَاستہ سرنگ شیراز میں

کمزور کیا پھر کیا تھا۔ ابو القاسم و ابو نصر کا لشکر منتشر و بے ترتیب ہو گیا۔ ابو علی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابو نصر بلادِ دیلم بھاگ گیا اور ابو القاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ کچھ مدت بعد بطیحہ چلا گیا ابو علی نے فتح کی خوشخبری بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کی۔ بہاء الدولہ اس کو خوشخبری کو سن کر پھولا نہ سمایا۔ اسی وقت روانہ ہو کر ابو علی کے پاس آیا۔ شیراز سے کچھ معترض نہ ہوا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اہلِ رودمان کو اس طرح تہ تیغ کیا کہ ان کا نشان تک نہ رہ گیا اس کے بعد ایک لشکر زیرِ قیادت ابو الفتح جعفر بن استاد ہرمزکی جانب کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزورِ شمشیر قبضہ حاصل کر لیا۔

ابو نصر کا انجام

ابو نصر نے بلادِ دیلم میں پہنچ کر ان دیلمیوں سے فارس حوالہ کر دینے کے بارے میں خط و کتابت شروع کی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس بات پر راضی ہو گئے تو ابو نصر نے بلادِ فارس کی طرف کوچ کیا۔ زط، دیلم اور ترکوں کا ایک گروہ ابو نصر کے پاس آکر مجتمع ہو گیا اب اس نے کرمان کا رخ کیا۔ اس وقت کرمان میں ابو الفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ ابو نصر سے شکست کھا کر سرجان بھاگ گیا ابو نصر نے جیرفت کی جانب پیش قدمی کی اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسمٰعیل کو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابو نصر کے تمام ساتھیوں نے امان حاصل کر کے جنگ و جدال جیرفت کو موفق کے قبضہ میں دے دیا۔

موفق کا انجام

موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے کے بعد چند نامی گرامی سرداروں کو لے کر ابو نصر کے تعاقب میں کوچ کیا مقام دارین میں مڈبھیڑ ہوئی ابو نصر نے انتہائی جرات سے مقابلہ کیا جنگ کے دوران اس کے کسی ساتھی نے موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور سر اتار کر موفق کے اس لے گیا۔ موفق نے ابو نصر کے قتل کے بعد تمام بلادِ کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی طرف واپسی کی بہاء الدولہ نے انتہائی عزت و احترام سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجاآوری سے استعفاء داخل کیا۔ بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا۔ موفق اس پر مصر ہوا۔ بہاء الدولہ نے غصہ میں آکر اس کو گرفتار کر لیا اور موفق کے اہل و عیال کی گرفتاری کا فرمان اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابو محمد مکرم کو عمان کی حکومت مرحمت کی۔

وزارت میں تقرریاں و تبدیلیاں

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ بہاء الدولہ نے خوزستان روانہ ہونے سے پیشتر اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلمدانِ وزارت ابو نصر بن سابور بن اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۰ھ سے ابو الحسن بن معلم اس کی حکومت کا انتظام کر رہا تھا آہستہ آہستہ ابو الحسن تمام امور سیاست پر قابض ہو گیا۔ رؤساءِ شہر امراءِ مملکت بھی اس کی طرف مائل ہو گئے پھر کیا تھا آنکھیں بلند ہو گئیں ظلم و ستم کی بنا ڈال دی اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابو نصر خوشادہ اور ابو عبداللہ بن طاہر کی شکایت کر دی چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس پر فوج نے بغاوت کر دی اور اسی بناء پر ابو الحسن کو طلب کیا بہاء الدولہ نے سمجھایا بجھایا مگر وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا تب بہاء الدولہ نے ابو الحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اس کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے اس سے قبل بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابو نصر کو مقام اہواز میں گرفتار کر کے قلمدانِ وزارت ابو القاسم عبدالعزیز بن یوسف کے حوالہ کیا۔

۳۸۲ھ میں اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے ابو الحسن کے معاملہ میں فوج سے ساز باز کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابو القاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت عنایت کیا کچھ مدت بعد یہ بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابو نصر بن سابور و ابو منصور بن صالحان دونوں پھر قلمدانِ وزارت کے مالک ہوئے ۳۸۳ھ میں فوج نے ابو نصر کی مخالفت کی اور اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابو منصور نے گھبرا کر استعفاء داخل کیا تب دوبارہ ابو القاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت سے نوازا گیا لیکن وہ عہدۂ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بجائے اس کے ابو نصر دوبارہ قلمدانِ وزارت کا مالک ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کی شورش کم ہو گئی۔ چند ہی دنوں بعد پھر اسے گرفتار کر لیا گیا

اور بجائے اس کے فاضل عہدۂ وزارت پر تعینات ہوا ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل بھیج دیا گیا۔ سابور بن اردشیر سہ بار عہدۂ وزارت پر تعینات ہوا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا۔ بہاء الدولہ کے مال و خزانہ کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔ اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو بر طرف کر کے عیسیٰ بن سرخس کو مامور کیا۔

ترکوں کی شورش

بہاء الدولہ نے جس زمانہ سے غلبہ حاصل کیا تھا وہیں قیام پذیر رہا خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مقرر کیا۔ ابو جعفر بغداد میں آ کر مقیم ہوا۔ خلیفہ نے "عمید الدولہ" کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی اور ہر ایک سے ظلم و ستم سے پیش آنے لگا اہل کرخ و اہل سنت و جماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ بدمعاشوں اور جرائم پیشہ افراد کے وارے نیارے ہو گئے۔ تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں بر طرف کر دیا اور اس کی جگہ ابو علی حسن بن استاذ ہرمز کو مقرر کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش اسلوبی سے کام لیا۔ ہر شخص سے بہ حسنِ اخلاق پیش آنے لگا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ بہت سا مال و اسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بعد ازاں اس کی جگہ ۳۹۱ھ میں ابو نصر بن سابور مقرر ہوا تو ترکوں نے ان کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابو نصر بھاگ گیا۔ اہل سنت و جماعت اور اہل کرخ و ترکوں کے درمیان پھر کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اہل سنت و جماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ کشیدگی ایک حد تک پہنچ کر رک گئی اور مصالحت کے نامہ و پیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

بنی حمدان کی حکومت کا موصل میں خاتمہ

۳۸۰ھ میں دولتِ بنی مروان کے قتل کے بعد ان کے ماموں باد کی دیار بکر میں بنا پڑی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں حکومتِ بنی حمدان کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی حکومتِ بنی مسیب کی ابتدا ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ۳۸۴ھ میں حکومتِ بنی سامان کا خراسان سے نام و نشان جاتا رہا اور حکومتِ بنی سبکتگین کا وہیں سے آغاز ہوا۔ ۳۸۸ھ میں حکومتِ بنی حسنویہ اکراد کی خراسان میں بنا پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہری سامان کی حکومت جاتی رہی اور بنو سبکتگین اور بادشاہ قان نے ملک ترک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا جیسا کہ ہم ان حکومتوں کے حالات کو علیحدہ علیحدہ تحریر کریں گے۔

ابو الحسن علی بن مزید کی بغاوت

ابو الحسن علی بن مزید نے ۳۸۷ھ میں اپنی قوم بنو اسد کو تیار کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی گوشمالی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابو الحسن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کر سکیں۔ کچھ مدت بعد مصالحت کا پیام بھیجا اور گردنِ اطاعت جھکا دی۔ لیکن ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہو گیا اور قیرواش بن مقلد والیٔ موصل اور اس کی قوم بنی عقیب کے ہمراہ ہو کر مدائن پر حملہ کر دیا۔ ابو جعفر حجاج سپہ سالارِ افواج بغداد نے ان کی مدافعت پر فوجیں متعین کیں، چنانچہ قیرواش معہ اپنے ساتھیوں کے بھاگ گیا ابو جعفر نے حجاج خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آ گئے تو بنی عقیب اسد سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطرافِ کوفہ میں ان پر فوج کشی کی اور ایک زبردست جھڑپ کے بعد ان کو شکست دے دی اور ان کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

ابو جعفر کو شکست

ابو جعفر کی عدم موجودگی کے زمانہ میں بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی، قتل و غارت کی ایسی گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابو علیؒ بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور "عمید الجیوش" کا لقب دیا اس سے فساد ختم ہو گیا اور امن و امان کا پھر دور آیا اور جب ابو جعفر بر طرف ہو کر اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ ابو علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا دیلم ترک اور خفاجہ کو مجتمع کر کے ابو جعفر پر حملہ کر دیا یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ اس معرکہ میں ابو جعفر کو شکست ہوئی۔ ابو علی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا اور ابو جعفر نے میدان خالی دیکھ کر کوفہ

کی طرف واپسی کی ابو علی یہ خبر سن کر بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کا آغاز ہوتا ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیب' بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بہاء الدّولہ نے ابو علی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ و فساد ختم کرنے کے لئے بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی سلطنت و حکومت کے حالات میں ہم تحریر کریں گے۔

ابو جعفر کی سرگرمیاں

۳۹۷ھ میں ابو جعفر ایک لشکرِ جرار تیار کر کے بغداد کے محاصرہ کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسنویہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی سبب یہ تھا کہ عمید الجیش نے طریق خراسان پر ابو الفضل بن عنان کو متعین کیا تھا اور یہ بدر بن حسویہ کا جانی دشمن تھا اس کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ابو الفضل کوئی فساد نہ اٹھائے اس خیال کا گزرنا تھا کہ ابو جعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھارا اور امراءِ اکراد کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر مقرر کیا۔ ان میں ہندی بن سعد' ابو عیسیٰ شاذی بن محمد اور رزام بن سعد تھا۔ ابو الحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہیں لوگوں میں آملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی انہوں نے پہنچتے ہی بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابو الفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ مکمّل محاصرہ جاری رہا۔ زمانہ حصار میں عمید الجیوش سے ابن واصل کی بطیحہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابنِ مزید نے اپنے شہر کی جانب واپسی کی اور ابو جعفر نے حلوان کی طرف لیکن کچھ مدّت بعد بہاء الدولہ کے ابھارنے پر ابو جعفر نے تشتر میں حاضر ہو کر گردنِ اطاعت جھکا دی۔ بہاء الدّولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ باز پرس نہ کی۔

ابو الحسن کو شکست

ابو غنایم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقامِ جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابو الغنایم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اس پر بنی دبیس مشتعل ہو گئے ابو الغنایم نے اپنے بھائی ابو الحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابو الحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب و مسلّح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابو الحسن کو شکست ہوئی اور ابو الغنائم اس لڑائی میں قتل ہو گیا۔

علویوں کی حکومت

پانچویں صدی کے اوائل میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے تمام صوبجات موصل' انبار' مداین اور کوفہ میں "حاکم باللہ" علوی والئ مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کے پاس قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی پیام کہلا بھیجا۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی سرکوبی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کے لئے دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ عمید الجیوش نے لشکر تیار کر کے موصل کا راستہ لیا۔ قرواش نے یہ خبر سن کر سر اطاعت خم کیا۔ اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ معافی چاہی اور علویوں کا خطبہ موقوف کر دیا۔ یہی بات علویۂ مصری کی نسبت سے محضر لکھے جانے اور اس پر طعن کرنے کا داعی ہوا۔ جس پر امراءِ حکومت میں سے رضی' مرتضیٰ' ابن البطحاوی' ابن ازرق' زکی' ابو البعلی عمر بن محمد اور علماء و قضاۃ میں سے ابن الکفانی' ابن جزری' ابو العباس' ابی داؤد' ابو حامد اسفرائنی' کستلی' قدوری' صیمری' ابو عبداللہ بیضاوی' ابوالفضل نسوی اور ابو عبداللہ نعمان فقیہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ اس کے بعد دوسرا محضر ۴۴۲ھ مقام بغداد میں لکھا گیا اس میں اس قدر مزید اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً" محسوس میں دیصانیہ سے اور یہود میں بنی قداح سے منسوب کر دیئے گئے۔ علویہ' عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک نقل تمام بلادِ امصارِ اسلامیہ میں روانہ کر دی گئی۔

ابو اشوک کی بغاوت

عمید الجیوش ابو علی' ابو جعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کے حاجبوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابو علی صمصام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا صمصام الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں جرائم پیشہ اور بدمعاشوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا اس وقت بہاء الدولہ نے ابو علی کو فسادی آگ ٹھنڈی کرنے کی غرض سے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے مفسدین کا

خاتمہ کیا اور اپنی حکومت کے آٹھ سال چھ ماہ بعد پانچویں صدی کے اوائل میں فوت ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ عراق میں فخر الملک ابو غالب کو متعین کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر انتہائی احسن طریقے سے ملک کا انتظام کیا' بدنظمیاں دور کر دیں' اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابو الفتح محمد بن عنان والیٔ طریق خراسان کا اپنی حکومت کے بیسویں سال مقام حلوان میں انتقال ہو گیا۔ یہ سلطنت و حکومت کا ایک خیر خواہ شخص تھا کثیر مال و زر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو اشوک کرسیٔ حکومت پر فائز ہوا اور بیٹھتے ہی سلطنت و حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ ابو اشوک شکست کھا کر حلوان کی جانب بھاگا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ ابو اشوک نے مجبوراً صلح کا پیام دیا اور سرِ تسلیم اطاعت خم کر دیا۔

فخر الملک کا قتل

فخر الملک ابو غالب بنی بویہ کے مشہور اور معزز وزراء میں سے تھا۔ پانچ سال چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بغداد رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۴۰۶ھ میں گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور اس کی جگہ ابو محمد حسن بن سہلان مقرر ہوا۔ اسے "عمید الجیوش" کا لقب دیا گیا۔ ۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا رُخ کیا اور تن تنہا طراوین و شیر اسدی کے ساتھ مہارش و مضر پسران دشیر کی تلاش میں روانہ ہوا۔ مہارش و مضر زمانۂ وزارتِ فخر الملک سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے' ابن سہلان کا یہ ارادہ ہوا کہ جزیرہ بنی اسد ان سے چھین کر طراد کو دے دیا جائے اور اسی غرض کے لئے وہ براستہ مدار روانہ ہوا۔ حسن بن دبیس بھی یہ خبر سن کر ابن سہلان کے لشکر میں آکر شامل ہو گیا۔ مہارش و مضر کو اس کی خبر نہ تھی۔ غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کیا گیا اور شدید لڑائی ہوئی بالآخر مہارش و مضر نے امان کی درخواست کی۔ امان دی گئی لیکن حکومت و ریاست میں طراد اس کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان نے بغداد کی طرف واپسی کی سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا' ناراضگی اور دھمکی آمیز خط لکھا۔ اس دوران ابن سہلان واسط پہنچا اس وقت اہل واسط میں باہم کشیدگی ہو رہی تھی۔ ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان میں مصالحت کرا دی۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے فوراً کوچ کر دیا۔ بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرا دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کے قوائے حکمرانی کمزور ہو چکے تھے۔ ضعف پیدا ہو گیا تھا مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط کا رُخ کیا۔

سلطان الدّولہ کی کامیابی

بہاء الدّولہ کے بعد اس کے بیٹے سلطان الدّولہ نے سنبھالی اور اپنے بھائی ابو الفوارش کو کرمان کی گورنری پر مقرر کیا جس وقت ابو الفوارش کرمان میں داخل ہوا دیلم نے مجتمع ہو کر ابو الفوارش کو یہ مشورہ دیا کہ آپ سلطنت و حکومت کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجئے' ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابو الفوارش نے ان کی پشت پناہی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی جانب کوچ کیا اور شیراز سے بہ ارادہ جنگِ سلطان الدّولہ لشکر تیار کر کے میدانِ جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ میدان سلطان الدّولہ کے ہاتھ رہا اور ابو الفوارش شکست کھا کر کرمان کی طرف واپس ہوا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابو الفوارش کرمان کو بھی خیرباد کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ فریادی صورت بنائے ہوئے بطلب و امداد محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچا محمود نے اس کی بے حد خاطر و مدارت کی اور ایک لشکر اس کی کمک پر مامور کیا جس کا سردار ابو سعید طائی تھا۔ ابو الفوارش نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور جنگ و جدل ان پر قبضہ حاصل کر لیا۔

سلطان الدّولہ اور ابو الفوارش میں مصالحت

سلطان الدولہ ان واقعات سے آگاہ ہو کر بہ ارادہ جنگ ابو الفوارش لوٹ پڑا دونوں بھائی پھر متصادم ہو گئے۔ آخرکار ابو الفوارش کو شکست ہوئی اور بلاد فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابو الفوارش کے تعاقب میں تھا' کرمان کو بھی ابو الفوارش کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابو الفوارش بے سرو سامانی کے عالم میں شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ' والی ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود سبکتگین کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار ابو سعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی اور بدخلقی کی تھی۔ کچھ مدت بعد شمس الدولہ سے الگ ہو کر مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس جا پہنچا مہذب الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جلال

الدولہ نے ان کے پاس بصرہ سے مال و زر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی درخواست کی۔ ابو الفوارش نے منظور نہ کیا اور اس کے اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت کے سلسلے میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخرکار سلطان الدولہ نے ابو الفوارش کی خطا معاف کر دی اور یہ گورنری کرمان پر واپس کیا گیا اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فانجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے اس کی جگہ ابو غالب حسین بن منصور کو مقرر کیا۔

ترکوں کی سرکوبی

۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس درۂ کوہ سے جو چین و ماوراء النہر کے درمیان ہے خروج کیا جن کے ہمراہ تین سو خیموں سے زائد تھے' یہ خیمے جانوروں کی کھالوں سے بنائے گئے تھے زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے ان کے خروج کا باعث یہ ہوا تھا کہ طغان خاں والیٔ ترکستان ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا تھا ترکوں نے اس کی بیماری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ تیار ہو کر ترکستان پر قبضہ کے ارادہ سے نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان کو شفا ہو گئی اور اطراف و جوانب اسلامی شہروں سے فوجیں اور رضا کار جمع کر کے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ترکوں کے طوفان اور بدتمیزی کو روکنے کے لئے نکل پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر ہو گئی بھاگ کھڑے ہوئے طغان خان تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو بوجہ دوری مسافت ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا لیکن طغان خان نے ترکوں کے نزدیک پہنچ کر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا دو لاکھ ترک مارے گئے۔ ایک لاکھ قید ہوئے۔ مویشیان' باربرداری کے جانور' گھوڑے اور سونے چاندی کے چینی ساختہ برتن ایسے کہ جو اس سے قبل دیکھے نہ گئے ہاتھ آئے۔

لشکریوں کی بغاوت

۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا' اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو اس کی جگہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کو گرفتار کر لینے کا مشورہ دیا لیکن سلطان الدولہ اس مشورے پر عمل نہ کر سکا اور واسط چلے جانے کا ارادہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جایئے چنانچہ سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے اہواز کا راستہ لیا۔ تستر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدۂ وزارت سے نوازا۔ حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدۂ وزارت نہیں دوں گا اس سے مشرف الدولہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اس کے علاوہ سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کے نکالنے پر مقرر کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم لشکر جرار مرتب و مجتمع کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسط کے ترک تھے اور ابو الاعز دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ساتھی تھا مقام واسط میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا۔ ابن سہلان شکست کھا کر واسط میں جا چھپا اور قلعہ بندی کر لی۔ مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ ابن سہلان نے شدت حصار سے تنگ آ کر مصالحت کا پیام دیا اور واسط کو اس کے سپرد کر کے نکل کھڑا ہوا۔

مشرف الدولہ کا واسط پر قبضہ

چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذالحجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا۔ واسط میں جس قدر دیلم تھے انہوں نے بھی حاضر ہو کر سر اطاعت خم کر دیا۔ ابو طاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والیٔ بصرہ یہ خبر سن کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و مشورہ کر کے اس امر پر اتفاق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہو کر مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اس کے بعد ہی ابن سہلان گرفتار کر لیا گیا۔ آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں۔ سلطان الدولہ گھبرا کر ارجان چلا گیا پھر ارجان سے اہواز کی جانب واپس ہوا۔ ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی مزاج کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آ گئے۔ سلطان الدولہ نے لڑنے سے گریز کیا لیکن ترکوں کو کہاں صبر آتا تھا۔ ادھر ادھر پھیل گئے اور رہزنی کرنے لگے۔

وزیر ابو غالب کا قتل

مشرف الدولہ نے ۴۱۲ھ میں بغداد کی طرف واپسی کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ دیلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے

کی درخواست کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور بہ حفاظت تمام خوزستان پہنچا دینے کی غرض سے اپنے وزیر ابو غالب کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ دیلم اہواز پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا اور مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابو غالب کو اس کی وزارت کے ایک سال چھ مہینے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔ ابو غالب کے ساتھ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ دیلم کی مدافعت نہ کر سکا۔ طراد بن دبیس کے پاس جزیرہ چلا گیا سلطان الدولہ کو یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی اسی وقت اپنے بیٹے ابو کالیجار کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بذریعہ ابو بن ابی مکرم و موید الملک رخجی' مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

مشرف الدّولہ کی خلیفہ قادر سے ملاقات

ابو غالب کے قتل کے بعد مشرف الدولہ نے مصالحت ہونے سے قبل ابو الحسین بن حسن رخجی کو عہدۂ وزارت عنایت کر کے مؤید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابو العباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے اس کے بعد ۴۱۴ھ میں جب کہ مؤید الملک کی وزارت کو دو سال گزر چکے تھے اثیر خادم کی چغلی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بجائے مشرف الدولہ کا قلمدانِ وزارت ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے سپرد ہوا اس کا والد سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبین میں سے تھا اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا اور "حاکم باللہ" والئ مصر کی ملازمت کر لی کچھ مدت بعد "حاکم باللہ" نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا بیٹا ابو القاسم شام چلا آیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے "حاکم باللہ" کی اطاعت سے منحرف ہو جانے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کر لینے کی ترغیب دی اور کہہ سن کر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابو الفتوح کو رملہ میں طلب کر کے اس کی حکومت کی بیعت کی اور "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا اس کے بعد ابو الفتوح مکہ لوٹ آیا اور ابو القاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملاقات کی۔ خلیفہ قادر نے ابو القاسم سے مشتبہ ہو کر الگ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو القاسم نے عراق سے نکل کر قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ دربار خلافت سے اس کی بابت فرمان جاری ہوا مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آیا۔ طرح طرح کے حوادث کا تصادم ہوا حتیٰ کہ بعد مؤید الملک رخجی کے قلمدانِ وزارت کا مالک ہوا خبیث مزاج' حیلہ ساز اور انتہائی درجہ کا حاسد تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۴۱۴ھ میں بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ قادر سے ملاقات کی اس سے قبل بنی بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

ترکوں کی چالاکی

اثیر عنبر خادم اور وزیر ابو القاسم مغربی مشرف الدولہ کے عہد حکومت میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا ترکوں کو اس کا غالب ہونا ناگوار گزرا۔ اثیر عنبر اور وزیر ابو القاسم کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ جان کے خوف سے بغداد سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانے کی مشرف الدولہ سے اجازت طلب کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ترکوں سے ناراض ہو کر اثیر عنبر اور وزیر ابو القاسم کے ساتھ بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سندیہ پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ مشرف الدولہ کے اس فعل سے ترکوں کو بے حد دکھ ہوا اور معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی وزیر ابو القاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور اخراجات چھ لاکھ۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ کا تاوان برداشت کر لوں گا اور مشرف الدولہ کو واپس بغداد لاؤں گا ترکوں نے اس پیام کو براہ دغا منظور کر لیا۔ وزیر ابو القاسم تاڑ گیا کہ اس میں کچھ فریب ہے چنانچہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے فرار ہو گیا۔

کوفہ میں قتل و غارت

اس کے بعد علویہ اور عباسیہ کے مابین مقام کوفہ میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابو القاسم اور بعض علویہ کوفہ کے مابین مراسم اتحاد اور نیز سسرالی رشتہ داری تھی۔ اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی بات میں دبایا عباسیوں نے دار الخلافت میں اس کی شکایت پیش کی' خلیفہ قادر نے وزیر کے لحاظ سے کوئی توجہ نہ دی بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی۔ خفاجہ دو گروہ ہو گئے اور دونوں الگ الگ ہو کر دونوں فریق کی مدد کو آئے اور باہم قتل و غارت شروع ہو گئی بالآخر علویہ نے عباسیہ کو شکست دی' عباسیہ بغداد بھاگ آئے' ایک ہنگامہ برپا ہو گیا' جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو

اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی کوفہ کے فساد میں شریک تھا۔ خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابو الحسین علی بن ابی طالب ابن عمر کو نقابت کوفہ سے برطرف کر کے مختار' سردار عباسیہ کو مقرر کرو اور عباسیوں کو سمجھا بجھا کر کوفہ لوٹا دو۔ وزیر ابو القاسم کو یہ خبر ملی یہ اس وقت قرواش کے پاس سرمن رائے میں مقیم تھا۔ خلیفہ قادر کی جانب سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا۔ خلیفہ قادر نے اس سے آگاہ ہو کر قرواش کے نام وزیر ابو القاسم کو نکال دینے کا حکم دیا۔ قرواش نے اس حکم کی تعمیل میں وزیر ابو القاسم کو اپنے پاس سے الگ کر دیا وزیر ابو القاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

مشرف الدولہ کا انتقال

ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ ابو علی بن بہاء الدولہ کا اپنی حکومت کے پانچویں سال انتقال ہوا اور اس کی بجائے عراق میں اس کا بھائی ابو طاہر جلال الدولہ والیٔ بصرہ فائز ہوا۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے بلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسط چلا گیا کچھ مدت قیام کر کے پھر بصرہ کی طرف واپس ہوا۔ اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے بھتیجے ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابو الفوارش والیٔ کرمان سے مصروف جنگ و جدل تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بغداد کی جانب کوچ کیا' اس کے ساتھ اس کا وزیر ابو سعید بن ماکولا بھی تھا بغدادی فوج نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا۔ جلال الدولہ نے کچھ نہ سنا' لڑائی ہوئی۔ آخر کار انتہائی بری طور سے بغداد جانے سے روکا گیا بغدادی فوج نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ مجبوراً بصرہ کی طرف واپسی کی۔ اہل بغداد نے ابو کالیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چونکہ ابو کالیجار اپنے چچا ابو الفوارش کی مہم پر جا رہا تھا' اس لئے بغداد نہ آسکا۔ کرمان میں اس کے چچا کو شکست ہوئی اس نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور اس کا چچا بلند پہاڑوں پر چڑھ گیا مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجے نے اس پر مصالحت کر لی کہ کرمان پر ابو الفوارش حکمرانی کرے اور بلاد فارس پر ابو کالیجار کا قبضہ برقرار رہے۔

نماز پنجگانہ میں طبل

جس وقت ترکوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ ممالک مقبوضہ ویران اور خراب ہوا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ عوام الناس آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور نیز عرب اور اکراد دار الخلافت بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں اور ہر شخص کے لالچی دانت بغداد پر لگے ہوئے ہے اس وقت ان کو اپنے کئے پر ندامت اور جلال الدولہ کے واپس کر دینے پر شرمندگی ہوئی۔ مجتمع ہو کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دیجئے ورنہ حکومت و سلطنت کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ خلیفہ نے قاضی ابو جعفر سمنانی کو اقرار نامہ اور حلف نامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دار الحکومت میں قیام کیا پھر اوقاتِ صلوٰۃ خمسہ (نماز پنجگانہ) میں طبل بجانے کا حکم دیا۔ خلیفہ نے منع کیا جلال الدولہ نے طبل بجوانے کی اجازت دی۔ جلال الدولہ نے بدستور اوقات نماز پنج گانہ میں طبل بجنے کا حکم دے دیا اور مؤید الملک ابو علی رنجی کو اثیر عنبر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور اسے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ وہ ان دنوں قرواش کے ہاں قیام پذیر تھا۔

ترکوں کی شورش

ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے شورش کر دی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابو علی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے جب وزیر ابو علی ادا نہ کر سکا تو اس کے مکانات اور نیز تمام عمال' منشیوں اور مصاحبوں کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ نے نامہ و پیام کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کے درمیان مصالحت کرا دی اور شورش ختم ہو گئی۔

ابو کالیجار کی کامیابی

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ نے یہ خبر سن کر کہ جلال الدولہ بصرہ سے بغداد چلا گیا ہے' لشکر آراستہ کر کے بصرہ کا رخ کیا اور اس پر کامیابی

کے ساتھ قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کیا چنانچہ کرمان پر بھی والی کرمان کے انتقال کے بعد قوام الدّولہ بن ابو الفوارش قابض و متصرّف ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر ان کا تذکرہ الگ بیان کرنے والے ہیں تحریر کریں گے چنانچہ اسی مقام پر ان کی اور نیز تمام بنی بویہ' بنی دشمگیر اور بنی مرزبان وغیرہ دیلمیوں کی حکومت و سلطنت کے تفصیلی حالات بھی تحریر کریں گے۔

ابو کالیجار کی پیش قدمی

نور الدولہ دبیس بن علی بن مزید والی حلہ (حلہ کی اس وقت تک بنا نہیں پڑی تھی) وئیل نے اپنے تمام صوبہ جات میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس وجہ سے کہ ابو حسان مقلد بن الاغر حسن بن مزید نے بوجہ دشمنی نور الدولہ امراء بنی خفاجہ سے ساز باز کر کے بغدادی فوج کو نور الدولہ کے ساتھ جنگ پر ابھارا تھا۔ نور الدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ ابو کالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسط پر فوج کشی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ ان دنوں واسط میں الملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ الملک العزیز نے یہ خبر سن کر واسط چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی جانب کوچ کیا۔ نور الدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے الملک العزیز کے اکثر ساتھی منتشر و جدا ہو گئے اور فوج کا حصۂ کثیر روزانہ کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اس دوران ابو کالیجار نے واسط پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

ابو کالیجار اور جلال الدّولہ میں جنگ

اس کے بعد بطیحہ میں بھی کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا قرواش والئ موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے کحیل کی جانب کوچ کیا اور اس مقام پر پہنچ کر فوت ہو گیا۔ اس کے انتقال سے قرواش کی کمر ٹوٹ گئی اور بیٹھ رہا جلال الدولہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بغدادی فوج کو مجتمع و مرتب کیا۔ ابو الشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامانِ جنگ و سفر درست و مہیا کر کے بہ ارادہ واسط پہنچ کر ایک عرصہ تک بلا جنگ و جدال شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی ہلاک ہو گئے۔ رسد و مال کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ابو کالیجار نے اس سے آگاہ ہو کر بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ اس مدت میں ابو الشوک کا خط آگیا لکھا ہوا تھا چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بہ ارادہ عراق بڑھا آتا ہے لہٰذا تم دونوں آدمی آپس میں مصالحت کر کے اس کی مدافعت پر متفق و متحد ہو جاؤ۔

ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس پر امید کہ جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر لوٹ جائے گا غافل ہو گیا لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا دو لاکھ دینار دار الامارت سے لئے۔ عربوں اور کُردوں نے سارے شہر کو تہس نہس کر دیا۔ ابو کالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد روانہ کیا گیا۔ راستے میں ابو کالیجار کی ماں فوت ہو گئی۔ ابو کالیجار یہ اطلاع سن کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے بڑھا۔ نور الدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا خفاجہ میرے ساتھیوں پر حملہ آور ہوں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا اور الگ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ میں جنگ کا آغاز ہوا۔ تین دن تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے دن ابو کالیجار کو شکست ہوئی اس کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی کام آئے۔

نور الدّولہ پر فوج کشی

نور الدولہ' کالیجار سے الگ ہو کر اپنے شہر چلا آیا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اسی کی قوم کے چند سرکردہ افراد نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک گروہ قائم کر لیا تھا نور الدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو جو سبق بھیج دیا۔ اس کے بعد مقلد بن ابو الاغر اور جلال الدّولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا اس واقعہ میں نور الدّولہ کو شکست ہوئی اور ایک گروہ اس کے ساتھیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ وہ بھاگ کر ابو سنان غریب بن مکین کے پاس پہنچا۔ ابو سنان نے کہہ سن کر جلال الدّولہ سے مصالحت کرا دی اور دس ہزار دینار سالانہ کی شرط پر نور الدّولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر فائز کرا دیا۔ مقلد کو اس کی خبر ہوئی فوراً'' خفاجہ کو مجتمع کر کے نور الدّولہ پر چڑھائی کر دی۔ مطیر آباد' نیل اور سور کو تہ و بالا کیا۔ اکثر حصہ میں آگ لگا دی جو جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس کے بعد دجلہ عبور کر کے ابو الشوک کے پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا حتیٰ کہ جلال الدّولہ سے صلح ہو گئی۔

مدار کی طرف پیش قدمی

ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج کو مدار پر قبضہ کر لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مدار ابو کالیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا اس کے بعد ابو کالیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی گرامی جنگجوؤں کو مامور کیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابو کالیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابو کالیجار کا لشکر اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کی کافی تعداد ماری گئی۔ باقی ماندہ نے واسط میں جا کر جان بچائی اور مدار پر حسب سابق ابو کالیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

ابو علی کا خاتمہ

جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور بطائح کو فتح کرنے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن بختیار بن ابو کالیجار کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابو علی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا سردار ابو عبداللہ شرابی والیٔ بطیحہ تھا۔ ابو علی اور ابو منصور سے لڑائی ہوئی۔ ابتداء ابو منصور شکست کھا کر بھاگا۔ ابو علی نے تعاقب کیا۔ اس کے بعد جس وقت ابو علی کی جنگی کشتیاں ابو منصور کے نزدیک پہنچیں ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابو علی کو شکست کھانی پڑی اسی دوران ابو علی گرفتار ہو گیا ابو منصور نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو علی کالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ چند دنوں بعد ابو علی ہی کے غلاموں نے ابو علی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس وجہ سے کہ وہ ان کی ایک مذموم حرکت سے آگاہ ہو گیا تھا۔ ابو علی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بنا ڈالی تھی اور کئی محصول قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کی کامیابی

جلال الدولہ نے وزیر اعلیٰ کی گرفتاری و شکست کے بعد فوج بصرہ کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ ابو کالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ نے ابو منصور کے اس ایلہ میں جا کر دم لیا اور فتح مند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ابو منصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی شکست دی تب ابو منصور خود لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آیا لیکن اتفاق یہ کہ اس کو بھی شکست ہوئی اور اس کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ اس خداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے اور گورنر بصرہ کو ایلہ پر چڑھائی کرنے کے لئے ابھارا اور مال و اسباب اور رسد و غلہ طلب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس بات سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والیٔ بطیحہ نے معہ اپنی فوج کے اپنے شہر کی طرف واپسی کی۔ باقی ماندہ ترکوں نے ابو الفرج ذی السعادات وزیر ابو کالیجار کے پاس جا کر امان حاصل کر لی۔

ابو القاسم کی سرگرمیاں

ان ترکوں کے مل جانے سے ابو الفرج نے بصرہ کی جانب کوچ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کی بعد ظہیر الدولہ والیٔ بصرہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا داماد ابو القاسم زیر حمایت ابو کالیجار حکومت کر کرسی پر فائز ہوا لیکن چند ہی دنوں بعد ابو القاسم اور ابو کالیجار میں منافرت اور ناراضگی پیدا ہوئی۔ ابو القاسم نے ابو کالیجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسط سے بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے طلب کیا چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے بصرہ پر آیا اور ابو کالیجار کی لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۴۲۵ھ تک ابو القاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا مگر انتظام و سیاست میں ان کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابو القاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دیلم نے الملک العزیز سے ابو القاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے غصہ میں آ کر ابو القاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابو القاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے

ساتھیوں اور خیر خواہوں کو مجتمع کر کے جنگ کا میدان گرم کر دیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدودِ بصرہ سے نکلنا پڑا۔ مجبوری پھر واسط کی راہ لی اور ابو القاسم نے حسبِ سابق ابو کالیجار کے سامنے سرِ تسلیم اطاعت خم کر لیا۔

باب ۲۹

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ

۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

خلیفہ کی بیعت

اپنی حکومت کے اکیس سال چار ماہ کے بعد خلیفہ قادر باللہ نے ۴۲۲ھ میں وفات پائی اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کی رونق دیلمیوں اور ترکوں کے غلبہ کی وجہ سے جاتی رہی تھی۔ صرف نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی مگر اس مرحوم خلیفہ نے گلستانِ خلافت کی تازگی اور شادابی کا اپنی حسنِ تدبیر کی آبپاشی سے پھر اعادہ کر لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رُعب اور اس کی محبت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ کرسیٔ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ سنہ گزشتہ میں بیماری کی حالت میں مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ چنانچہ جب ۴۲۲ھ میں مرحوم خلیفہ فوت ہو گیا تو اراکینِ سلطنت و امراءِ مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ابو جعفر نے کرسی خلافت پر فائز ہو کر "القائم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابو القاسم مرتضیٰ تھا۔

قاضی ابو الحسن کی روانگی

خلیفہ قائم نے تکمیلِ بیعت کے بعد قاضی ابو الحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں خلیفہ کا نام داخل کرنے کی غرض سے ابو کالیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے علمِ خلافت کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ تحائف اور نذرانے بھیجے۔

شیعہ سنی فساد

خلیفہ قائم کی خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہلِ سنت و شیعہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ، قتل اور آتشزدگی کی گرم بازاری ہو گئی بازار اور محلے لوٹ لیے گئے بدمعاشوں اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی۔ ٹیکس اور محصول وصول کر لینے والے مار ڈالے گئے، لشکریوں کو جلال الدولہ سے ناراضگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا اور اس بات کی خلیفہ سے اجازت طلب کی؟ خلیفہ نے منظور نہ کیا۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو مال و دولت دے کر راضی کر لیا۔ جب ان کی بغاوت ختم ہو گئی تو خاموشی کے ساتھ گوشہ نشین ہو گیا ان کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس اور محافظ کے اصطبل سے مطلق العنان کر کے نکال دیا۔ ان کے دو سبب تھے اول یہ کہ چارہ کی کمی تھی۔ دوسرے یہ کہ جلال الدولہ سے ترک گھوڑے طلب کرنے لگے تھے۔ ان گھوڑوں کی تعداد پندرہ تھی۔ جلال الدولہ کے گوشہ نشین ہو جانے سے امن و امان کا دروازہ بند ہو گیا۔ مصاحبانِ خلافت اور اراکینِ سلطنت بھی آنکھیں بچا بچا کر ادھر ادھر چھپ رہے۔ دن بدن فتنہ و فساد بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ مذکورہ اختتام پذیر ہو گیا۔

ترکوں کی بغاوت و اطاعت

۴۲۳ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہو کر بغاوت کر دی اور مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے مکان پر چڑھ آئے اس کے اور نیز جلال الدولہ کے اراکینِ سلطنت کے مکانات کو لوٹ لیا پھر وزیر ابو اسحاق سہیلی کو تلاش کرنے لگے۔ وزیر ابو اسحاق یہ خبر سن کر غریب بن

تکین کے پاس بھاگ گیا اور جلال الدولہ بغاوت سے نکل کر عکبرا چلا آیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت اہواز میں تھا) اور طلبی کا خط روانہ کیا ابو کالیجار نے اپنے بعض مصاحبین کی رائے سے بغداد نہ آنے کی معذرت کی تب ترکوں نے جلال الدّولہ کے پاس جاکر عذر خواہی کی اور تینتالیس یوم کے بعد اس کو بغداد میں لاکر دوبارہ امارت کی کرسی پر فائز کیا۔

عمید الملک کی گرفتاری

جلال الدّولہ نے بغداد میں پہنچ کر ابو القاسم بن ماکولا کو عہدۂ وزارت سے نوازا۔ کچھ مدّت بعد اس کو برطرف کر کے عمید الملک ابو سعید عبدالرحیم کو مامور فرمایا چند دنوں تک اس نے وزارت کی اس کے بعد اس نے جلال الدّولہ کے اشارہ سے ابو معمر بن حسین بساسی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لاکر چھوڑ دیا۔ اس پر ترکوں میں اشتعال پھیل گیا روک ٹوک کی۔ عمید الملک نے کوئی توجّہ نہ دی۔ ترکوں نے حملہ کر دیا عمید الملک کے مکان پر آگئے فتنہ و فساد ختم ہو گیا جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لے کر اسے رہا کر دیا' عمید الملک کی جان بچی وہ کسی کونے میں جاکر چھپ گیا۔

ترکوں کی سرکشی

اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور و غُل مچایا اور علمِ بغاوت و سرکشی بلند کیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ جلال الدولہ نے بغیر علم و اطلاع ترکوں کے ابو القاسم کو دوبارہ عہدۂ وزارت دے دیا اور اس کو ترکوں سے ناراضگی تھی اور ان کے مال و اسباب پر یہ دانت لگائے ہوئے تھا اس وجہ سے ترکوں نے مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بہ یک بینی و دو گوش اس کو مکان کی ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام النّاس کا ایک گروہ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد میں آیا اور رہا کر کے اس کو اس کے مکان پر لے جاکر ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدّولہ مع اپنے اہل و عیال اور وزیر ابو القاسم کے کرخ روانہ ہو گیا۔

جلال الدّولہ کی واپسی

جلال الدولہ کے چلے جانے پر لشکریوں میں امارت کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا۔ بحث و تکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس بھیجا کہ آپ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسط چلے جایئے۔ ابھی نامہ و پیام اس کے بارے میں ہو ہی رہا تھا کہ جلال الدّولہ نے رفتہ رفتہ ترکوں کے حصۂ کثیر کو اپنی ساتھ ملا لیا۔ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اس کو بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی اور دن دہاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدّولہ نے ۴۲۵ھ میں بساسیری کو معہ ایک جماعت کے بغداد کی غربی طرف پر متعیّن کیا۔

افراتفری کا دَور

ان واقعات کے بعد خلافت و سلطنت کے قوائے حکمرانی اس درجہ ضعیف اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علمِ بغاوت بلند کر کے قریۂ یحیٰی کی جانب خرُوج کر دیا وہاں کُردوں سے لڑائی ہو گئی۔ کردوں نے لشکریوں کو شکست دے کر ان کے گھوڑوں اور باربرداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج خلیفہ قائم کے باغ میں واپس آئی اور یہ الزام قائم کر کے عمّالِ خلافت نے کُردوں کی مدافعت نہیں کی اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے آگاہ کیا تھا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ آئی نہ تو وہ کُردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت دُور کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر اس نے قضاۃ' شہود اور فقہاء کو مراتب دینیہ اور فرائض مذہبی کی چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ ادھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل جل کر بظاہر اپنے کو گرفتار کرا لیا اور دیوانِ خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا۔ اوباشوں بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ اطراف و جوانب کے شہروں میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگا۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرّر نہ تھا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دو بھر تھا۔ جامع منصور تک انہیں لوگوں کا عمل و دخل تھا عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابو سعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کر ابو الشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدّولہ نے ابو القاسم کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ بغاوت کا زمانہ تھا۔ آمدنی ندارد' جبکہ خرچ کی بھرمار تھی گھبرا کر بھاگ نکلا۔

...کریون نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ایوانِ وزارت میں ننگے سر ایک پھٹی قمیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے ماہ کا ہے۔ جلال الدّولہ نے اس کو برطرف کر کے ابو سعید عبدالرحیم کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا۔

فوجیوں کی بغاوت

۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی جلال الدّولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین دن کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پتھر اور اینٹ سے حملہ کر دیا۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو آ لگے وہ گھبرا کر مرتضٰی کے مکان پر کرخ چلا گیا اور جب وہاں بھی اس کے بے چین دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین بن مکن کے پاس تکریت میں جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کی گھربار کو لوٹ لیا دروازے توڑ ڈالے کواڑ نکال لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ و پیام بھیج کر باغی فوج کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی۔ جلال الدولہ تکریت سے بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابو سعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ اس کی چھٹی وزارت تھی۔

اسی سنہ میں خلیفہ قائم نے مغربیہ دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرّافوں کو معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ تعامل کرنے کو منع کر دیا۔

چچا بھتیجے میں مصالحت

جلال الدّولہ اور اس کے بھتیجے ابو کالیجار کے مابین مصالحت کے سلسلہ میں ۴۲۸ھ میں نامہ و پیام شروع ہوا' حتیٰ کہ قاضی ابو الحسن ماوردی اور عبداللہ مردوستی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں مصالحت ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح و اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

خطاب کی درخواست

۴۲۹ھ میں جلال الدّولہ نے دربارِ خلافت میں "ملک الملوک" کے خطاب ملنے کی درخواست کی' خلیفہ نے خطاب کا جواز پوچھا۔ قاضی ابو الطیب طبری' قاضی ابو عبداللہ صیمری' قاضی ابنِ بیضاوی اور ابو القاسم کرخی نے تو جواز کا فتویٰ دیا اور قاضی ابو الحسن ماوردی عدمِ جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا بالآخر خلیفہ قائم نے مجوّزین خطاب کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو "ملک الملوک" کا خطاب مرحمت کیا۔

قاضی ابو الحسن کی عزّت افزائی

قاضی ابو الحسن ماوردی کو جلال الدّولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی وہ دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن "ملک الملوک" کے عدم جواز کا فتویٰ دینے سے گوشہ نشین ہو گیا ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عید الاضحیہ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابو الحسن خوفزدہ حالت میں حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابو الحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبّت کے پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بلا حصولِ اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابو الحسن نے اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے قاضی ابو الحسن اور تمام حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرینِ جلسہ محض خاص ابو الحسن کی عزت کے لئے بلائے گئے تھے۔

بصرہ کی طرف پیش قدمی

۴۳۱ھ میں ابو کالیجار نے اپنی فوجیں زیرِ قیادت عادل ابو منصور بن مافنہ کے بصرہ پر بھیجیں اور اس وقت بصرہ ظہیر ابو القاسم کے قبضہ میں تھا جو عزالدولہ کے بعد والیٔ بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابو القاسم نے ابو کالیجار سے بغاوت کی تھی اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی اور ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ مال و دولت کی کثرت ہو گئی۔ ابو القاسم بن مکرم والی عمان کے ملک کو غصباً دبا لیا۔ ابو الحسن نے ابو کالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی درخواست کی۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے اپنی فوجیں زیرِ قیادت عادل ابو منصور بصرہ کی طرف روانہ کیں جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ جس وقت

ابو کالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر اتریں والیٔ عمان کا بھی لشکر ان کی کمک پر آگیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ظہیر ابو القاسم کو گرفتار کر لیا گیا اور مال و اسباب لٹ گیا دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ کامیابی کے بعد ابو کالیجار بصرہ میں آیا کچھ مدت قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ مرحمت کر کے معہ ظہیر ابو القاسم کے اہواز کی طرف واپسی کی' ان کے ساتھ اس کا وزیر ابو الفرج بن فسانجش بھی تھا۔

ترکوں کی سرکشی

۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اٹھایا اور جلال الدولہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آ کر خیمہ زن ہوئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا ارادہ کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش والی موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی دوران مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہو گیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہو گئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا مخالفت کے زمانہ میں ترکوں نے خوب خوب دست درازیاں کی تھیں اس کثرت سے غارت گری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ تمام انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے۔

ترکوں کی آبادی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ معمورۂ عالم کے ربع شرقی شمال میں ترکوں کی قوم مابین چین ترکستان' خوارزم تک اور شاش' فرغانہ' ماوراء النہر' بخارا' سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی' مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا صرف ترکستان' کاشغر' شاش اور فرغانہ ان کی قبضہ میں رہ گیا تھا جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کیا اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت و سلطنت کی بنا پڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

پہاڑی درہ میں ترکی گروہ

بلادِ چین اور ترکستان کے مابین درۂ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا وہ بہت بڑا درہ تھا جو آبادی سے کافی فاصلہ پر واقع تھا ان کی تعداد سوائے رب تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس درّہ کی مسافت ہر جانب سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درہ میں رہتا تھا اتفاق یہ کہ ان کی ضروریاتِ زندگی بھی وہیں مہیا تھیں۔ ان کی عام غذا گوشت جانورانِ صحرائی' پرندے و دودھ تھی اور کبھی کبھی غلہ بھی مل جاتا تھا۔ سواریوں کے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور سے اس درہ میں چراگاہ بھی تھی بھیڑ اور بکریوں کی اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ شامتِ اعمال یا اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس جانب سے گزر ہو جاتا تو اس کو لوٹ لینے میں بھی ان کو دریغ نہ ہوتا' غرض چاروں طرف سے اس درّہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور ان کی گزر اوقات کی یہی صورت تھی اس گروہ میں سے غز' خطا اور تتر (تاتار) بھی ہیں۔ ہم ان سب کا تذکرہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ترکوں کا خروج

چنانچہ جب حکومتِ ترکستان کاشغر حد کمال پر پہنچ کر تنزلی کی طرف مائل ہوئی جیسا کہ ہر حکومت و سلطنت کے لئے یہ امر طبعاً لازم ہے تو ان صحرا نشین ترکوں نے درہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا تھا اس سے ان کی قوت بہت بڑھ گئی۔ طلب منفعت کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے اس وجہ سے کہ لوٹ مار اور رہزنی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لوٹ مار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے صحرا نشینوں کی طرح کسب معاش و رزق کرنے لگے اور بخارا کے نزدیک ایک سو کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک شاہراہ عام پر آ کر قیام پذیر ہوئے اس دوران بنی سامان اور اہلِ ترکستان کی سلطنت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی سامان کے سپہ سالاروں میں سے محمود بن سبکتگین ان سلطنت و حکومت پر غالب و قابض ہوا ایک دن محمود کا بخارا سے اس سمت پر گزر ہوا ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلادِ ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر معہ اپنی فوج کے اس کے گروہ کی جانب گیا اور ان کو پامال کرنا شروع کیا وہ متفرق

منتشر ہو کر اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے تعاقب کیا گھبرا کر اصفہان میں جا کر دم لیا۔ علاء الدّولہ کالویہ والیٔ اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دغابازی کا ارادہ کیا ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ تڑ پڑے لیکن ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شکست کھا کر آذر بائیجان چلے آئے اور والیٔ آذر بائیجان وہشوودان (یہ بنی مرزبان سے ہے) سے بھی لڑے۔

ترکوں کی گوشمالی

جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذر بائیجان کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے ان لوگوں نے گردو نواح کے قصبات' دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر دست درازی شروع کر دی۔ آئے دن قافلوں کو لوٹ لینے لگے۔ والیٔ طوس کو اس کی خبر ملی۔ فوجیں تیار کر کے ان کی سرکوبی کو آیا اور اس اثناء میں محمود بن سبکتگین بھی آپہنچا اور رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرتا گیا۔ بوقت واپسی ترکوں کے اس گروہ نے امان کی درخواست کی۔ محمود بن سبکتگین نے امان دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور یغمر نامی ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنایا اور اس کے بیٹے کو رے میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی پیش قدمی

ان اوقات کے بعد محمود کا انتقال ہو گیا اور مسعود بن محمود اپنے والد کی جگہ کرسیٔ حکومت پر فائز ہوا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے شورش کر دی۔ مسعود نے ایک فوج ان کے ہوش ٹھکانے لانے کی غرض سے روانہ کی۔ ترکوں کے اس باغی گروہ کو یغمر کے نام سے موسوم کرتے تھے اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس' مرقاکول' یغمر اور یاصکی تھے جو تاخت و تاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کر کے بجستان کی طرف بڑھے۔ اس کے بعد مضافاتِ رے کو غارت کیا۔ والیٔ طبرستان اور رے متفق ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آئے اور اس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے لڑے۔ باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر رے کا رخ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔ والی رے بھاگ کر کسی قلعہ میں جا چھپا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدولہ کالویہ والیٔ اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے رے پر قبضہ کر لیا تھا' حکمت عملی سے ابنِ سبکتگین کی مدافعت کرنی چاہی۔ ابتدا ترکوں نے علاء الدّولہ کی اس دعوت کو منظور کر لیا مگر بعد میں بدعہدی کر دی۔

ترکوں کا باہمی اختلاف

ترکوں کا وہ گروہ جنہوں نے آذر بائیجان کی جانب واپسی کی تھی اس کا سردار بوقا' کوکباش' منصور اور دانا تھا۔ وہشوودان والیٔ آذر بائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا مگر اس کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہلِ مراغہ کو ان کی آمد کی کوئی خبر نہ تھی۔ بہت بری طرح سے شکست کھائی اکرادِ ہذبانیہ کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ بوقا کے ہمراہ ان ترکوں کے اس چلا آیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ بہمراہیٔ منصور اور کوکباش ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا۔

ابو کالیجار کی شکست

ان دنوں ہمدان میں ابو کالیجار بن علاء الدین بن کالویہ حکمرانی کر رہا تھا' بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابو کالیجار کا محاصرہ کر لیا۔ مدّتوں لڑائی ہوتی رہی اس محاصرہ اور جنگ میں حتیٰ خسرو بن مجد الدّولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹاتے ہوئے تھا بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر ابو کالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر لوٹ مار کی۔ اس کے بعد کرج کی طرف بڑھا اور اہلِ کرخ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔ پھر قزوین کو جا کر گھیر لیا۔ اہلِ قزوین نے اطاعت قبول کر لی اور سات ہزار دینار نذر کئے۔ فتح قزوین کے بعد انہیں ترکوں میں سے ایک گروہ بلادِ ارمن چلا گیا اور عام خونریزی اور غارت گری کرتا ہوا آرمینیہ کی طرف لوٹا پھر آرمینیہ سے رے کی جانب واپسی کی اور رے سے قلعہ ان کا رخ کیا چونکہ ابو کالیجار ان کا لوہا مان چکا تھا بلا جنگ و جدال قلعہ ہمدان کو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے اس پر قبضہ بھی کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا

ترکوں کی چالاکی

ان تمام واقعات میں متی خسرو مذکور ان کے ساتھ تھا قلعہ ہمدان کے سر ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود ہو گئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ ان غارت گر ترکوں نے استر آباد تک دل کھول کر لوٹ مار کی ابو الفتح بن ابی اشوک والی دینور کو ان کی غارتانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آیا اور ان کو شکستِ فاش دے کر ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے مصالحت کا پیام دیا ابو الفتح نے ان کی استدعا کے مطابق ایدیان ترک کو رہا کر دیا اور باہم صلح ہو گئی اس کے بعد ترکوں نے ابو کالیجار سے تعلقات پیدا کئے اور اس کو یہ چکر دیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے تمہارے ملک کا انتظام کریں گے ابو کالیجار اس چکر میں آگیا کچھ مدت بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔

ترکوں پر حملہ

اس دوران علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی ترکوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا مگر علاء الدولہ کی شمشیر آب دار نے ان کی گرمیٔ مزاج کو فوراً ٹھنڈا کر دیا وہشوذان والی آذر بائیجان نے بھی اس لڑائی کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذر بائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کردوں (یعنی وہشوذان کے ساتھیوں) نے ترکوں کو دبا لیا بہت زبردست خونریزی ہوئی۔ ترکوں کی ساری جماعت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد کل ان ترکوں کا سرگروہ انتقال کر گیا جو رے میں مقیم تھے۔

ترکوں کی سرکوبی

ترکوں کا لشکر جس وقت ماوراء النہر سے خراسان کی جانب نکل کھڑا ہوا تھا ان میں سے چند لوگ اپنے وطن اولیٰ اور مسکنِ قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرل بک بن میکائیل بن سلجوق اس گروہ باقی ماندہ کا امیر تھا اس کی بھائی داؤد بیغو نیال اور جعفری بھی اس کی ساتھ ہیں رہے ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے ان لوگوں نے خراسان کی طرف خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے جرگہ سے باعتبار قوت اور بہ لحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے لحاظ سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ نیال (برادر طغرل بک) ایک مختصر سی فوج لے کر رے کی جانب بڑھا اہل رے نے مقابلہ کیا اور باہم متصادم ہو گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر آذر بائیجان سے جزیرہ ابنِ عمر میں آئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن غز علی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے قید کر دیا جس سے اس کے ساتھی تتر بتر اور پریشان ہو گئے۔ اس کے علاوہ قرواش والیٔ مصر نے بھی اپنی فوجیں ان کی گوشمالی کے لئے بھیج دیں۔

دیارِ بکر میں ترکوں کی آمد

یوں ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی وہ سرگردان و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے چھپتے چھپتے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہلِ دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے' خوب دل کھول کر ان کو لوٹا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا لیکن اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

موصل پر چڑھائی

امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر حملہ کر دیا۔ والیٔ موصل نے بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار شدتِ جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سند چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور دل کھول کر لوٹ مار کی۔ والیٔ موصل نے سند پہنچ کر جلال الدولہ' دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی استدعا کی ادھر ترکوں نے اہلِ موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام رنجش پیدا ہوئی۔ سب نے متفق ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ زمانہ تھا کہ کباش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا بغاوت اور شورش کی خبر سن کر رجب ۴۳۵ھ میں موصل کی طرف پھر واپس ہوا اور بزورِ شمشیر داخل ہو کر قتل و غارت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل

بک کا نام لیتے تھے۔

جلال الدولہ کا احتجاج

ان واقعات سے جلال الدولہ نے طغرل بک کو آگاہ کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی۔ طغرل بک نے جواباً تحریر کیا کہ بے شک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے ہمارے علم حکومت و سرداری کے آگے تسلیم اطاعت خم کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ ہمارے اور محمود سبکتگین کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا۔ جیسا کہ آپ پر رنج ہے چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطرافِ خراسان میں گئے۔ لیکن خراسان پہنچ کر یہ لوگ حدود اطاعت اور قبضۂ اقتدار حکومت سے متجاوز ہو گئے۔ اب میرے اختیار سے یہ باہر ہیں ان کی سرکوبی ایک ضروری کام ہے۔ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی بتاکید ممانعت کر دی۔

ترکوں کو شکست

جلال الدّولہ تو اس خط کو دیکھ کر والئ موصل کی امداد و اعانت سے دست کش ہو گیا۔ دبیس بن مزید اور امراءِ عرب سے بنو عقیل بغرض امداد و کمک قرواش والئ موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے ان ترکوں کو جو دیار بکر میں تھے بلا بھیجا اور مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ عرب کو شکست ہوئی لیکن یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی سے بدل گئی۔ عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا بھرپور اور سخت تھا کہ ترکوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے عرب نے شمشیرِ آب دار نیام سے کھینچ لی اور انتہائی سختی اور مستعدی سے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش والئ موصل شکست خوردہ گروہ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آیا اور شکست خوردہ گروہ دیار بکر اور دیار بکر سے بلاد ارمن اور رُوم چلا گیا اور انہیں مقامات پر ان لوگوں نے سکون کا سانس لیا۔

خوزستان میں جنگ

خوزستان میں پہنچ کر طغرل بک اور اس کے بھائیوں نے لڑائی کا بازار گرم کیا۔ بنی سبکتگین کی فوج سے عرصہ تک لڑتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ سباشی حاجب (سپہ سالار افواج) سلطان مسعود بن محمود بن سبکتگین کو شکست ہوئی وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچا اور جب طغرل بک نے ہرات کا رخ کیا تو سباشی غزنہ بھاگ آیا۔ سلطان مسعود اس سے بہت مشتعل ہوا۔ اس نے فوجیں مرتّب کر کے طغرل بک پر حملہ کر دیا۔ طغرل بک کو اس واقعہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا وہ میدان جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین سال تک اس کی تلاش اور تعاقب کرتا رہا۔ ایک دن طغرل بک موقع پا کر سلطان مسعود کے لشکر پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقتِ عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ سلطان مسعود کے لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ طغرل بک کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود کی کوئی پیش نہ گئی۔ طغرل بک اس اتفاقی کامیابی سے خوش ہو کر نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اور ۴۳۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

سلطانِ اعظم کا لقب

اب اس وقت جنگ کی آگ جو ایک عرصہ سے روشن تھی ٹھنڈی ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری جاتی رہی اطراف و جوانب کے عمال نے سلطانِ اعظم کے لقب سے طغرل بک کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام داخل کیا گیا۔ نیشاپور میں انتظامات میں خلل واقع ہو گیا تھا اس کو دور کیا اور بدمعاشوں اور جرائم پیشہ کو قرار واقعی سزا دی۔ اسی زمانہ سے سلجوقیہ کا اکثر شہروں پر قبضہ و تصرّف شروع ہو گیا۔ جغرنے ہرات کو دبا لیا اور داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا' بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا' اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا' چنانچہ سلجوقیہ کی حکومت تمام شہروں میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس کے بعد طغرل بک نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا طغرل بک نے اپنی جانب سے طبرستان کی حکومت مرحمت کی اور مراد اویج کو جو اسی کے ساتھیوں میں سے تھا

پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان میں تعینات کیا خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی ختم کرنے کی غرض سے قاضی ابو الحسن ماوردی کو طغرل بک کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخرکار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی جس کے قبضہ میں خلافتِ عباسیہ کی باگ ڈور تھی اور اس نے اس کے آگے سر تسلیم اطاعت خم کر لیا۔

قرواش کا محاصرہ

قرواش والیٔ موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب والی تکریت کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا تھا خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت لکھ بھیجی، جلال الدولہ نے قرواش کو ممانعت اور خمیس سے معترض نہ ہونے کا خط تحریر کیا قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرہ پر گیا۔ طرہ اس پر یہ کہ ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی اس سے جلال الدولہ سخت ناراض ہوا۔ اسی وقت ابو الحرث ارسلان بساسیری کو ماہ صفر ۴۳۲ھ میں قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم تھا گرفتار کر لینے کے لئے روانہ کیا راستے میں عربوں سے اتفاقاً لڑائی ہو گئی جس کی وجہ سے ابو الحرث ناکام واپس ہوا اور ان لوگوں نے صرصر بغداد کے درمیان قیام کر کے رہزنی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ دکھ ہوا، لشکر مرتب کر کے انبار کی طرف کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا۔ قرواش کو اس کی اطلاع نہ تھی محاصرہ میں آ گیا اس کے بعد بنو عقیل نے بیچ میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرواش کے درمیان مصالحت کرا دی۔

جلال الدولہ کی وفات

آمدنی میں کمی اور خراج ٹوٹ جانے کے باعث جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور بحکمت یا بجبر اس کو بھی لے لیا۔ یہ خاص خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت و سلطنت کے سترہویں سال فوت ہو گیا۔ اس کے انتقال پر اس کے ارکین حکومت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبد الرحیم اور ارکین حکومت حرم سرائے خلافت میں آئے اور سپہ سالاران افواج شاہی نے مجتمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی اور اس کے بڑے بیٹے الملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسط میں اطاعت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی اور اس کو بلا بھیجا۔ اس نے حسب سابق قدیم حق البیعت طلب کیا۔ تعینِ مقدار یا عدم موجودگیٔ زر کی وجہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہوا۔

ابو کالیجار کا عروج

ابو کالیجار کو ان واقعات کی خبر ہو گئی۔ اس نے سرداران لشکر اور افواج شاہی کے پاس زر کثیر البیعت بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کے لئے ابھارا۔ سرداران لشکر اور لشکریوں نے الملک العزیز کو چھوڑ دیا اور ابو کالیجار کی جانب مائل ہو گئے اس دوران الملک العزیز بھی واسط سے آ گیا وہ جس وقت نعمانیہ میں داخل ہوا لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ مجبوراً پھر واسط کی طرف واپسی کی۔ بغاوت ختم ہو گئی اور جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

الملک العزیز کا انتقال

نعمانیہ سے واسط جاتے ہوئے الملک العزیز نے دبیس بن مزید سے ملاقات کی لیکن کام نکلنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دی۔ تب قرواش بن مقلد والی موصل کے پاس گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابو الشوک کے یہاں جا پہنچا۔ ابو الشوک نے اس سے بے مروتی کی اور دغا بازی کا ارادہ کیا۔ الملک العزیز کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ پریشانی کی حالت میں ینال برادر طغرل بک کے اس چلا گیا اور عرصہ تک اس کے پاس مقیم رہا۔ کچھ مدت بعد چند لوگوں کے ساتھ خفیہ طور پر بغداد آیا۔ ابو کالیجار کے ساتھیوں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ الملک العزیز کے بعض ساتھی مارے گئے لیکن الملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین فرار ہو گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں ملک عدم سدھار گیا۔

ابو کالیجار کی بغداد روانگی

اب ابو کالیجار کے حالات ملاحظہ کریں۔ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ ابو کالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سے مال و اسباب کی تحائف خلیفہ کی خدمت میں پیش کئے۔ لشکریوں اور سردارانِ لشکر کو بے حد انعامات اور صلے دیئے خلیفہ نے "محی الدین" کا لقب مرحمت کیا۔ ابو الشوک' دبیس اور نصیر الدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبجات کے جوامع میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو کالیجار کو ان واقعات کی مسلسل اطلاع ہوتی جاتی تھی۔ جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا مکمل یقین ہو گیا تو سامانِ جلوس مرتب و تیار کر کے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابو الفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجش بھی اس کے ساتھ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ابو کالیجار نے عذر کیا۔ خلیفہ نے اس کے سردارانِ لشکر بساسیری نساوری اور ہمام ابو اللقاء کو خلعتیں عنایت فرمائیں۔

سلطان طغرل بک کا نکاح

بغداد میں داخلے کے بعد ابو کالیجار نے انتظامی طور پر عمید الدولہ ابو سعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ تکریت کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابو منصور[ل] بن علاء الدولہ بن کاکویہ والیٔ اصفہان نے پھر اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بک سے منحرف ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو منصور اور ابو کالیجار میں بعد جنگ و حصار کے مصالحت کی ٹھہر گئی۔ ابو منصور نے یہ خیالِ خوفِ آئندہ خراج دینا منظور کیا تھا اور یہی بات مصالحت کا باعث بنی۔ اس کے بعد ابو کالیجار نے سلطان طغرل بک سے مصالحت کی استدعا کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر کے مصالحت کر لی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ میں پیش آیا۔

بردشیر پر قبضہ

چونکہ بہرام بن لشکرستان (سردارانِ دیلم میں سے تھا) والیٔ کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک بہانہ کرتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے ۴۴۰ھ میں ابو کالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر چڑھائی کی اور خود اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ والیٔ کرمان قلعہ بردشیر میں تھا۔ ابو کالیجار نے بحکمتِ عملی بردشیر پر قبضہ کر لیا۔

ابو کالیجار کی وفات

اس دوران کسی فوجی افسر نے کسی ناراضگی کی وجہ سے بہرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اہل کرمان ابو کالیجار کی طرف مائل ہوتے دکھائی دیئے۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے انتہائی تیزی سے کرمان کا سفر کیا۔ لیکن راستے میں بیمار ہو گیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان) پہنچ کر ۴۴۰ھ میں جبکہ اس کی حکومت کو چار سال تین ماہ گزر چکے تھے فوت ہو گیا۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اس کا بیٹا ابو منصور فلاستون وزیر کے خیمہ میں بھاگ آیا۔ ترکوں نے اس پر بھی دست درازی کا ارادہ کیا۔ دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر روک دیا۔ اس کے بعد ابو منصور نے شیراز کی طرف رہا کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ وزیر کو کسی خاص بات کی وجہ سے ابو منصور سے شکر رنجی پیدا ہوئی۔ الگ ہو کر قلعہ خرمہ میں چلا آیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے قیام پذیر ہو گیا۔

الملک الرّحیم کی بیعت

تھوڑے دنوں کے بعد بغداد میں ابو کالیجار کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا بیٹا الملک الرّحیم ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ سردارانِ لشکر اور ارکینِ حکومت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے خلیفہ سے اپنے نام کا خطبہ

ل یہ بھی کہ ابو منصور نے کی امید پر طغرل بک کی اطاعت قبول کی تھی اور ابو کالیجار سے نقض عہد کیا تھا لیکن جب طغرل بک سے اس کی امید بر نہ آئی اور طغرل بک نے خراسان کی جانب مراجعت کی تو ابو منصور کو ابو کالیجار سے خوف پیدا ہوا۔ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی اور اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ ابو کالیجار نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی۔ بعد ادائے خراج سالانہ باہم مصالحت ہو گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر)

سلطان سنجر اور سلطان محمود

سلطان محمود سلطان سنجر کا پیام پاتے ہی حاضر ہوگیا جس سے دبیس کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہوگئی۔ سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا۔ شاہی فوج نے سلطان محمود کو سلامی دی' سلطان سنجر نے اُسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا عزت و احترام سے پیش آیا۔ ۵۲۲ھ کے آخری دور تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر پھر لوٹ کر خراسان آیا اور دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کرکے یہ ہدایت کی کہ اسے اس کے شہر بعزت و احترام واپس کر دینا۔ چنانچہ سلطان محمود نے دبیس کے ساتھ ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ محرم ۵۲۳ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا۔ خلافت مآب سے اس کی معافی کی سفارش کی خلافت مآب راضی ہوگئے مگر حکومت دینے سے انکار کیا۔ دبیس نے اس غرض کے حصول کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کئے۔ خلافت مآب نے قبول نہ فرمایا۔ سلطان محمود نے نصف سنہ مذکور میں بغداد سے ہمدان کوچ کیا۔

دبیس کا فرار اور گرفتاری

سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کرنے کے وقت اس کا انتقال ہوگیا' دبیس کو چالبازی کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد سلطان بیمار ہوگیا۔ دبیس نے اس کے چھوٹے لڑکے کو لے کر عراق کا راستہ لیا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں' بہروز شحنۂ بغداد اس وقت حلہ میں تھا۔ دبیس کی روانگی کا سن کر حلہ چھوڑ کر بھاگا۔ دبیس نے ماہ رمضان سنہ ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمدیلی کو بلایا۔ یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لا کر تم دونوں حاضر کرو' اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے تم ضامن تھے چنانچہ احمدیلی دبیس کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا اور سلطان عراق کی طرف آیا۔ دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دو لاکھ دینار نقد اور تین سو راس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلیں زریں تھیں۔ جب سلطان بغداد میں داخل ہوگیا تو دبیس نے بصرہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کو لوٹ لیا جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بریہ چلا گیا۔

دبیس نے جس وقت بصرہ کو چھوڑا تھا اسی زمانے میں اس کے بلانے کے لئے ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ والیٔ صرخد ایک خصی تھا' اسی سنہ میں اس نے وفات پائی تھی' ایک عورت بوقتِ وفات چھوڑ گیا تھا' اس کے مرنے پر یہ عورت قلعہ پر قابض ہوگئی' ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظامِ حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحبِ قوت و جنگ ہو' تعلق نہ پیدا کیا جائے' لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے اور یہ نہایت دلیر اور جنگ آور ہے' اس کے رعب و داب سے سارا عراق بید کی طرح تھراتا ہے اس بنا پر اس عورت نے دبیس کی طلبی کا خط لکھا تا کہ اس سے عقد کرے اور قلعہ اور مال و زر پر اسے قابض کر دے۔ دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا فوراً" عراق سے شام کی جانب کوچ کر دیا' ہر چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا۔

تاج الملوک والیٔ دمشق کو جاسوسوں نے اس کی اخبر کر دی' والیٔ دمشق نے اسے گرفتار کر لیا' عماد الدین زنگی جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا' نے تاج الملوک کو پیام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیج دو گے تو میں اس کے عوض تمہارے بیٹے اور ان کے امراء کو قید سے رہا کر دوں گا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلاعذر اس حکم کی تعمیل کی۔ دبیس پابہ زنجیر زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ دبیس کو اپنے قتل کا یقین کامل ہوگیا۔ مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کے خلاف توقع وہ برتاؤ کئے جو اکابر ملوک کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ زنگی نے اسے رہا کر دیا بہت سا مال و اسباب سواریاں' چوپائے اور آلاتِ حرب مرحمت کئے۔ کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع ہوگئی تھی' سدید الدین بن انبار کو تاج الملوک کے پاس دبیس کی طلبی کے لئے بھیجا۔ سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق کی طرف روانہ

ہوا اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ والی دمشق نے اسے زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس وجہ سے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے وفات پائی اس کا بیٹا ملک اد اس کی جگہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس کے چچا مسعود اور سلجوقی حکومت و ریاست حاصل کرنے کے لئے اس سے معرکہ آرا ہوئے۔ آخر کار سلطان مسعود کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا ان دونوں (مسعود و سلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر

سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت نامور ممبر تھا۔ مملوک سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکادیتے تھے۔ اس کو سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار ہوا طغرل کو لئے ہوئے عراق کی طرف کوچ کیا رفتہ رفتہ ہمدان پہنچا۔ عمادالدین زنگی کو طلب کر کے شحنۂ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو چونکہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا، بطور جاگیر حصہ دیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور خلیفہ مسترشد سے میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی۔

خلافت مآب نے بغداد سے خروج کیا مگر یہ سن کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں' بغداد کی جانب واپس ہوا۔ عباسیہ میں زنگی سے مڈ بھیڑ ہوگئی زنگی شکست کھا کر بھاگا اس کے لشکر کا ایک بڑا حصہ کام آگیا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا۔ باقی رہا دبیس وہ حلہ جاکر پناہ گزین ہوا۔ بلادِ حلہ اور ان کے گردونواح کے شہروں پر اقبال خادم خلیفہ کا تصرّف جاری تھا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پاکر کہ دبیس بلاد حلہ کی طرف گیا ہے' لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیجا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ دبیس شکست کھاکر بھاگا۔ انتہائی دقت اور بے حد بے سروسامانی سے اس کی جان بچی۔ بچ بچا کر واسط پہنچا یہاں پر ان کا بقیتہ السیف لشکر بھی آگیا۔ ابن ابی الخیر والی بطیح نے اسے مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے سنہ ۵۲۷ھ میں واسط پر قبضہ کرلیا۔ اقبال خادم اور بر تقش شحنۂ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد دبیس کو شکست ہوئی۔ میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ شکست کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جاکر دم لیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

طغرل کی وفات

اس زمانہ میں دبیس برابر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر رہا یہاں تک کہ اس کے اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناچاقی ہوئی اور اس کا بھائی طغرل وفات پاگیا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے' سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ یہاں ایک جماعت نے جو اس کے نامور امراء اور باأثر اراکین حکومت میں سے تھی' اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس میں دبیس بن صدقہ بھی تھا اور خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوکر امن کے خواہاں ہوئے۔ خلافت مآب نے دبیس کی بد عہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہ کی۔

اعرج کا معرکہ

ان لوگوں نے خوزستان کا راستہ روک لیا اور برسق بن برسق سے سازش کرلی اس کے بعد خلافت مآب کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امراء کو جو دبیس کے ہمراہ اور ہمسفر تھے' امان نامہ لکھ بھیجا جس وقت خلافت مآب نے دبیس کی وجہ سے امراء کو امان دیے بغیر واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دبیس کو گرفتار کرلینے اور خلافت مآب کی خدمت انجام دینے کی رائے قائم کرلی تھی۔ دبیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہوگیا بھاگ کر سلطان محمود کی خدمت میں آگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب سنہ ۵۲۹ھ میں کوچ فرمایا تھا۔ اکثر گورنروں نے بغرض اظہار اطاعت و فرمانبرداری سفارش بھیجی۔ داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے پیام بھیجا کہ "اگر خلافت مآب دینور کی طرف سے قصد فرمائیں تو یہ خانہ زاد بھی موکب ہمایوں کی رکاب میں ہو

سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۴۲ھ میں ترکوں نے شیراز پر فوج کشی کی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابو سعد (الملک الرحیم کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ ترکوں سے لڑائی ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بصرہ کا محاصرہ

۴۴۴ھ میں الملک الرحیم نے اپنی فوجیں زیر قیادت بساسیری بصرہ کی جانب روانہ کیں چنانچہ بساسیری نے بصرہ پہنچ کر اس کے بھائی ابو علی کا محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو علی کو شکست ہوئی اور الملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اور انہار پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الملک الرحیم بھی براستہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ قبائلِ ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امان کی درخواست دی۔ الملک الرحیم نے ان کو امان دے دی اور بصرہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بعد قبضہ بصرہ دیلم کے سفراور خوزستان سے آئے اور انہوں نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا اعلان کیا۔

ابو علی کا فرار

ابو علی شکست کھا کر شطِ عمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ الملک الرحیم نے تعاقب کیا ابو علی یہ اطلاع سن کر عیادان بھاگ گیا الملک الرحیم نے عیادان کا رُخ کیا ابو علی عیادان سے نکل کر ارجان کی جانب روانہ ہوا اور ارجان سے سلطان طغرل بک کے پاس اصفہان چلا گیا سلطان طغرل بک نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا نکاح کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور رہنے کے لئے صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ عنایت کیا۔

تشتر پر کنٹرول

بصرہ پر قبضہ حاصل کر کے الملک الرحیم نے اپنے وزیر بساسیری کو بصرہ کی سند حکومت عنایت کی اور اہواز کا راستہ لیا منصور بن حسین ہزار شب کے پاس ارجان و تشتر کے سپرد کر دینے کا پیام بھیجا ان دونوں نے مصالحت کے ساتھ تشتر کو الملک الرحیم کے سپرد کر دیا۔ ارجان کی عنانِ حکومت فولاد بن خسرو دیلمی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی لیکن ۴۴۵ھ میں الملک الرحیم کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔

سعدی کی سرگرمیاں

رے کے اطراف میں سعدی بن ابی الشوک نے سلطان طغرل بک کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضرِ دربار بھی ہوا تھا اسے سلطان طغرل بک نے ۴۴۴ھ میں ایک لشکرِ جرّار کے ہمراہ عراق روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا۔ بنی عقیل نے سعدی سے خط و کتابت شروع کی۔ قریش بن بدران مہلہل برادر ابی الشوک کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ سعدی نے امداد کا وعدہ کیا' مہلہل کو اطلاع مل گئی تو غصہ میں آ کر بنی عقیل پر مقام حکبرا میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس گئے' یہ اس وقت سامرا میں تھا۔ مہلہل کے ظلم کی شکایت کی۔ سعدی کی رگِ غیرت جوش میں آ گئی کمر ہمت باندھ کر مہلہل کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ آخر کار مہلہل کو شکست ہوئی۔ بھاگ دوڑ کے دوران گرفتار کر لیا گیا۔ سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی طرف روانگی اختیار کی۔

بغداد میں مذہبی فسادات

الملک العظیم کے کان سعدی کی اس کامیابی سے کھڑے ہوئے' حلوان کی طرف لشکر کی روانگی کا سامان کرنے لگا اور دبیس بن مزید کو اس مہم پر جانے کے لئے بلا بھیجا۔ اس اثناء میں ۴۴۵ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں شیعوں اور اہلِ سنت و جماعت کے درمیان پھر جھگڑا شروع ہو گیا' اطراف و جوانب کے اتراک چڑھائی کر کے بغداد میں گھس آئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ غارت گری' رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سپہ سالارانِ لشکر فساد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے پر کمربستہ ہوئے' اتفاق سے ایک علوی نژاد شخص اہل کرخ کا مار ڈالا گیا عورتوں نے شور و غل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی وہ جل کا خاکستر ہو گیا اس کے بعد خلیفہ قائم نے

نامہ و پیام کر کے اس ہنگامہ کو ختم کیا۔

مہلہل کی گرفتاری کے بعد اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بک کے پاس چلا گیا' سلطان طغرل بک کے پاس سعدی کا بیٹا بطور ضامن کے تھا۔ سلطان طغرل بک نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا فدیہ لینا منظور ہو تو تمہارا بیٹا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس روانہ کر دیا ہے۔

سعدی کی سرکوبی

سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا اور اسی بناء پر سلطان طغرل بک سے باغی ہو گیا اور حلوان سے ہمدان کی طرف بڑھا۔ اہلِ ہمدان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روک دیا۔ الملک الرحیم کو موقع مل گیا' اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ابھارا اس اثناء میں سلطان طغرل بک کا لشکر سعدی کی گوشمالی کے لئے آ پہنچا۔ سعدی نے انتہائی دلیری اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ لیکن سلطان طغرل بک کے لشکر نے اس کو شکست دے دی' وہ بھاگ کر اسی مقام پر ایک قلعہ میں جا چھپا بدر بن مہلہل اس کے تعاقب میں شہرزور تک چلا گیا۔

ترکوں اور کردوں کو اس باہمی جھگڑے سے لوٹ مار کا موقع مل گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر رہزنی شروع کر دی۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بساسیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بوازیج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا۔ ایک گروہ سے لڑائی ہو گئی۔ بساسیری نے خاطر خواہ سرکوبی کی اور ان کے قتلِ عام کا حکم دے دیا۔ کافی لوگ زاب کو تیر کر نکل گئے۔ بساسیری کے ساتھیوں نے بھی عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے۔ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی شورش

۴۴۶ھ میں ترکوں نے الملک الرحیم کے وزیر کی مخالفت پر علمِ بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہیں اور روزینے بند تھے دیوان میں حاضر ہو کر ترکوں نے تنخواہ نہ ملنے کی شکایت پیش کی۔ کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آگ بگولا ہو کر واپس آئے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی دار الخلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ کو واقعات متذکرہ بالا کی کوئی خبر نہ تھی پریشان تھے کہ ترکوں نے محلسرائے خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے۔ اتنے میں بساسیری نے شرفِ حضوری حاصل کی اور تمام واقعات من و عن عرض کئے ترکوں نے وزیر کی ہر چند تلاش کی کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر یہ طریقہ اختیار کیا کہ شب میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان لوگوں کے مکانات کو لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے سرکردہ لوگوں نے مجتمع ہو کر اس طوفانِ بدتمیزی کو روکنے کی کوشش شروع کی۔

بغداد میں بدانتظامی

یہ اطلاع خلیفہ تک پہنچی۔ انہوں نے ترکوں کو غارت گری سے باز رہنے کی ممانعت کی۔ لیکن ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مجبوراً بغداد سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزینے دیئے لیکن وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے اور بدستور ہنگامۂ بغاوت گرم رکھا۔ کردوں اور عربوں کی بھی بن آئی۔ اطراف و جوانبِ شہر میں لوٹ مار شروع کر دی۔ شہر' قصبے' گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ باشندے مکانات خالی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی طوفان بے تمیزی میں قریش بن بدران کے ساتھیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن مسیب کے گھر بار کو لوٹ لیا اسی عام لوٹ مار میں بساسیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے لوٹ لئے گئے' حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے جاتا رہا اور انتظامِ سلطنت درہم برہم ہو گیا۔

طغرل بک کی کامیابیاں

۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے صوبہ آذربائیجان کا رخ کیا' والی تبریز ابو منصور وہشوذان بن محمد روادی نے سرِ اطاعت خم کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک نے والیٔ جیرہ امیر ابو

دبیس بھی تھے۔ان لوگوں نے متفق ہو کر ملک شاہ بن سلطان مسعود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی اور اس کی رکاب میں عراق کی طرف روانہ ہوئے ۔خلیفہ مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی'خلافت مآب نے انکار میں جواب دیا اور فوجیں فراہم کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی فرمان بھیجا۔ چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سنجر کی ملاقات کے لئے رے گیا ہوا تھا اس طرف متوجہ نہ ہوسکا۔تقشکنجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی'آپس میں جھگڑے ہونے لگے۔ تقشکنجر نے نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا۔ باقی رہا طرنطائی وہ بھاگ کر نعمانیہ پہنچا۔ اتنے میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ تقشکنجر نے نہروان سے کوچ کر دیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی بن دبیس سلطان مسعود کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا۔ قصور معاف کرنے کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

امارت بنی مزید کا خاتمہ

ان واقعات کے بعد علی بن دبیس والیٔ حلہ بیمار ہو گیا۔ اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے ہرچند علاج کیا مگر صحت یاب نہ ہوسکا' علالت کے تھوڑے ہی دن بعد انتقال کر گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود آخری تاجدار سلجوقیہ نے سفر آخرت اختیار کیا'اس کے بھتیجے ملک شاہ بن محمود کے ہاتھ پر ارا کینِ دولت نے سلطان مسعود کے ولی عہد ہونے کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔ خلیفہ مکتفی نے سلطان مسعود کے مرتے ہی سلجوقیہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

خلیفہ مسعود بلاک

سلطان ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کرد کو حلہ روانہ کیا'اس نے حلہ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلاک شحنۂ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود کی وفات کے وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق و ہمدردی کا اظہار کیا تھا'کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مسعود بلاک نے سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود حلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر اپنے دارالسلطنت عون الدین بن ہبیرا کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ مسعود بلاک بھی اپنا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر حلہ کی طرف لوٹا'اہل حلہ نے اسے حلہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب بلاک نے تکریت کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ اور کوفہ اور واسط کو سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا'اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا لشکر کوفہ پر آ اترا'خلیفہ مکتفی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کی طرف بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھایا غرض یکے بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا۔ ذی قعدہ سنہ ۵۴۷ھ میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہوئی۔

امراء و اراکین سلجوقیہ نے ملک شاہ کو سنہ ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت پر متمکن کیا'خلیفہ مکتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی' خلیفہ مکتفی نے منظور نہ فرمایا'۔ اس بناء پر محمد بن محمود نے سنہ ۵۵۱ھ میں عراق کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں ہلچل پڑ گئی۔ خلیفہ مکتفی نے نہایت حزم و احتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی اور واسط کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد نے سنہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچ کر محاصرہ کر لیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً'' واپس ہوا۔

خلیفہ مکتفی کی وفات

سنہ ۵۵۵ھ میں خلیفہ مکتفی نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کا بیٹا مستنجد تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح امور سلطنت کے نظم و نسق سے واقف تھا۔ اس نے بغداد میں سلجوقیہ کا خطبہ بند کر دیا۔

خلیفہ مستنجد اور بنو اسد

چونکہ بنو اسد نے محاصرہ بغداد میں بہلل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا اس وجہ سے مستنجد کو بنو اسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔ تختِ خلافت پر متمکن ہو کر برون بن قماج کو بنو اسد کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہاڑوں اور دروں میں منتشر تھے، ان تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا۔برون نے ہرچند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا تب خلیفہ مستنجد نے ابن معروف سردار منتفق کو بصرہ سے بنو اسد پر حملہ کرنے کے لئے لکھا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج فراہم کرکے بنو اسد پر چڑھائی کردی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کیا کہ وہ پانی تک کو محتاج ہوگئے۔ خلیفہ مستنجد نے برون کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اس پر اس وجہ سے کہ اس نے بنو اسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی، شیعیت اور بنو اسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

برون اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنو اسد کی لڑائی میں کام لیا اور ان کے پانی لانے کے راستے بند کردیے اور نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کرنے کو بڑھے' چار ہزار بنو اسد مارے گئے باقی ماندہ کے لئے حلہ سے نکل جانے کی منادی کرادی۔ چنانچہ وہ لوگ حلہ سے جلاوطن ہو کر اطراف بلاد میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک متنفس بھی عراق میں نہ رہا۔ ان کے پہاڑی درے اور ان کے مقبوضات پر ابن معروف اور منتفق قابض ہوگئے۔ بنو مزید کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ رئیس الروسا نے سلطان طغرل بک سے مل کر خلیفہ کا پیام زبانی ادا کیا اور اس کی اور الملک الرحیم اور لشکریوں کی جانب سے تعلقات و اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہو کر باب شماسیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ کے تمام ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ قریش بن بدران والیٔ موصل بھی انہیں دنوں سلطان طغرل بک سے ملنے کے لئے بغداد آ گیا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بک کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا تھا۔

الملک الرّحیم کی گرفتاری

جس وقت سلطان طغرل بک بغداد میں داخل ہوا اس کے لشکری سارے شہر میں اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے۔ اتفاقاً ترکوں سے اور ایک بازاری شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ بازاریوں نے مجتمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے۔ شور و غل کی آواز بڑھی اور تمام باشندگان شہر کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ پیدا ہوا کہ الملک الرحیم نے سلطان طغرل بک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چاروں طرف سے تمام اہلِ بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہلِ بغداد کے حملوں سے بچایا اور ان کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بک کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویہ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بلا بھیجا اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بک کی طرف شکریہ ادا کیا۔ سرداران دیلم اور الملک الرحیم کے مصاحبین اس طوفان بے تمیزی کے الزام سے بچنے کے خیال سے محل سرائے خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بک کے سپہ سالارانِ لشکر عوام الناس کی بغاوت ختم کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ ہزارہا زخمی ہوئے۔ رئیس الروسا اور اس کے مصاحبوں کے مکانات' رصافہ' خلفاء کے مقابر اور بہتوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف' مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک ہو کا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بک نے خلیفہ قائم کے پاس عتاب آمیز خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور الملک الرحیم کی ہیں۔ اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جُرم سے بری سمجھے جائیں گے ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکابِ جُرم کا یقین کامل ہو جائے گا۔ سب سے پہلے سلطان طغرل بک کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ وہ جس وقت خیموں کے نزدیک پہنچا۔ ترکوں نے اس کو اور اس کے ترجمان کو لوٹ لیا۔ لیکن جونہی الملک الرحیم کی شکل دکھائی دی۔ فوراً اس کو معہ اس کے ساتھیوں کے گرفتار کر لیا اور بحفاظت تمام قلعہ شیرواں میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے سال میں پیش آیا۔

الملک الرّحیم کی رہائی

اس عام بلوے میں ترکوں نے قریش بن بدران والیٔ موصل اور اس کے عرب ساتھیوں کو بھی لوٹ لیا تھا اس سے پریشانی کی حالت میں صرف جسم کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر قریش کو بلا بھیجا۔ خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ الملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا۔ تم نے میری ذمہ داری کا لحاظ نہیں کیا اور اس کو معہ اس کے ساتھیوں کے قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو' ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی جانب نکل جاؤں گا۔ مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی" سلطان طغرل بک نے الملک الرحیم کے بعض ساتھیوں کو رہا کر دیا لیکن سب کی جاگیریں ضبط کر لیں' اس وجہ سے الملک الرحیم کے اکثر ساتھی بساسیری کے پاس چلے گئے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بک نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کے بھیجنے کا پیام بھیجا۔ دبیس نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری پریشانی کی حالت میں رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والیٔ مصر سے خط و کتابت کا آغاز کیا۔

بغداد میں لوٹ مار

ترکان بغداد نے چونکہ سلطان طغرل بک کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بک نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ان کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ترکانِ سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے اور جانب مغرب میں تکریت سے نیل

تک لوٹ لیا اور جانب شرقی سے نہر وانات کو تہ و بالا کر ڈالا۔ دیہات، قصبات اور شہر کے شہر اجڑ گئے۔ رعایا اور باشندگان شہر پریشان و تباہ حال ہو کر ادھر ادھر جلا وطن ہو گئے۔

الصلوٰۃ خیر من النوم

اس عام غارتگری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کو بہ ادائے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ اہواز اور بصرہ کی سند حکومت عنایت کی۔ ارجان کو اس کی جاگیر میں دے دیا اور یہ اجازت بھی دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابو علی بن ابو کالیجار کو قرمیسین اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں عنایت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا۔ دار المملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال سنہ رواں میں وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

خلیفہ قائم کی شادی

اسی ۴۴۸ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ کا انتقال ہوا اس کے بعد سنہ آئندہ میں سلطان طغرل بک نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ دامادی قائم کیا۔ جلسہ نکاح میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بک، ابو علی بن ابو کالیجار، ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی اور ابن ابی الشوک وغیرہ رؤساء ترک افواج سلطان طغرل بک بھی شریک تھے۔ رئیس الرؤسا نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس نکاح میں ارسلان خاتون کا والی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے بنفسہٖ قبول کیا تھا نقیب النقباء ابو علی، ابی تمام، نقیب علوبن عدنان بن رضی اور قاضی ابو الحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک جلسہ تھے۔

ابو الغنائم کی سرگرمیاں

رئیس الرؤساء ابو الغنائم کو بلا کوشش مسند حکومت واسط مل گئی۔ ابو الغنائم نے واسط پہنچ کر رؤساء امراء واسط سے تعلقات پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی اور ایک لشکر بھی تیار کر لیا۔ اہل بطیحہ سے بھی سفارش کرلی جب ہر طرح سے اپنی مضبوطی کر لی تو واسط کے اردگرد خندقیں کھدوائیں اور شہر پناہ بنوایا اور مستنصر علوی والیٔ مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ چند کشتیاں گرفتار کر لیں جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لئے جا رہی تھیں۔ دار الخلافت میں اس کی اطلاع مل گئی عمید العراق ابو نصر اس کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ واسط کے باہر ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ابو نصر کے ہاتھ رہا۔ ابو الغنائم بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے اس کے ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔ ابو نصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ عوام الناس تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے۔ بالآخر وہ بھی بھاگ نکلے اور شہر کو ابو نصر کے حوالہ کر دیا۔ ابو الغنائم مع اپنے وزیر ابن فسانجس کے واسط کو خیرباد کہہ کر چل کھڑا ہوا۔ لیکن جیسے ہی ابو نصر واسط میں منصور بن حسین کو مقرر کر کے بغداد کی طرف واپس ہوا۔ ابن فسانجس وزیر واسط لوٹ آیا اور جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا اور دوبارہ مستنصر علوی والی مصر کا خطبہ جامع واسط میں پڑھا۔ منصور بن حسین جان بچانے کی غرض سے مدار بھاگ گیا۔ دار الخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی امداد طلب کی ابو نصر اور رئیس الرؤساء نے واسط کے محاصرہ کا حکم دیا۔ منصور نے اس حکم کے مطابق واسط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابن فانجس وزیر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخرکار شدت حصار اور طول جنگ سے تنگ آ کر ابن فساء گھبرا گیا اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امان کی درخواست کی۔ ابن فساء جنگ کا نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا۔ منصور کے لشکریوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے۔ ماہ صفر ۴۴۹ھ میں پابہ زنجیر بغداد لائے اور تشہیر کرا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بساسیری کی کامیابی

آخری شوال ۴۴۸ھ میں قتلمش (یہ سلطان طغرل بک کے چچا کا بیٹا اور بنی قلج ارسلان ملوک بلاد روم کا جد ہے) بہمراہی قریش بن بدران والیٔ موصل بساسیری اور دبیس بن مزید سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ قریب سنجار معرکہ آرائی کی نوبت آئی، اتفاق یہ کہ قتلمش اور قریش کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر ان کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ قریش بن بدران زخمی ہوا اور گرفتار ہو کر دبیس بن مزید کے سامنے پیش کیا گیا[1]

[1] یہ واقعہ ۴۴۸ھ کا ہے۔ (ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۰۱)

حکومت لے لی گئی اور عقبہ بن نافع مامور کیا گیا۔ پھر مصر اور افریقہ کی حکومت۔ مسلمہ بن مخلد انصاری (مسلمہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پولیس افسر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہی کے ذریعہ گورنرں کو غلطی کے باعث طلب فرماتے تھے۔ یہ بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے وقت فتنہ و فساد سے الگ رہے۔) کے ہاتھ میں دی گئی۔ مسلمہ نے اپنے غلام ابوالمہاجر کو متعین کیا۔ ان نے نہایت برے طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ مشہور ہے۔ ان واقعات کے اختتام پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ تب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں عبداللہ (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں' ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے یہی لڑکے پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ اسماء ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ صحابہ میں ان کی شجاعت اور عبادت مشہور تھی۔) بن زبیر رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت و خلافت کی دعوت منتشر ہوگئی۔ انھوں نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمان بن مجدم قرشی کو مقرر کیا۔ یہ عبدالرحمان عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد بن اسد بن جدم کا بیٹا ہے اس کے بعد مروان کی حکومت و امارت کی بیعت لی گئی۔ عبدالرحمان بن زبیر رضی اللہ عنہ کے امور حکومت میں خلل پیدا ہوگیا۔ مروان نے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ عبدالرحمان بن جحدم (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمرو بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر متعین کیا پھر مروان نے اسے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز (عمر بن عبدالعزیزؒ اسی کے لڑکے ہیں) بن مروان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ مرگیا' اسی زمانے میں مروان کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ اس کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مامور ہوا۔ سنہ ۵۹ھ میں ولید نے اسے معزول کیا اس کی جگہ مرۃ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیلی متعین ہو۔ سنہ ۵۹ ھ میں اس نے بھی وفات پائی۔

ولید نے اس کی جگہ عبدالملک بن رفاعہ کو سنہ ۹۹ھ میں متعین کیا ولید نے اسے موت کے وقت حکومت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے اسامتہ بن زید تنوخی مامور کیا گیا تھا۔ الغرض عمر بن عبدالعزیزؒ نے عبدالملک بن رفاعہ کو سنہ ۹۹ ھ میں معزول کرکے ایوب بن حنبل بن اکرم بن ابرہ بن صباح انبجی کو سند حکومت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اسے معزول کردیا اور اس کی جگہ بشر بن صفوان مامور ہوا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے اسے معزول کیا اور ..... (اصل کتاب میں خالی جگہ ہے) ابن رفاء کو اس کی جگہ حکومتِ مصر کی سند دی۔ اس تقرری کے پندرہ روز بعد یہ مرگیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن رفاعہ کو اپنا جانشین بنا گیا۔ ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا۔ سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم سنہ ۱۲۴ ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر ہوا۔ جب مروان بن محمد حکمران ہوا تو حنظلہ نے حکومتِ مصر سے استعفیٰ دے دیا۔ تب اس کی جگہ حسان بن عتاھیہ کو اپنے نائب کے طور پر حکومت مصر پر مامور کیا۔

جب حسان واردِ مصر ہوا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھالیا۔ اس کی جگہ حفص بن ولید اس کی حکومت کے سولہویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا' دو ماہ تک حفص مصر کی گورنری پر رہا اسکے بعد مروان نے حوثرہ بن سہیل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم سنہ ۱۲۸ ھ میں متعین کیا۔ رجب سنہ ۱۳۱ ھ میں حوثرہ کو حکومت سے واپس کرکے مغیرہ بن عبداللہ بن مسعود فزاری کو سندِ حکومتِ مصر عنایت کی۔ ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ ھ میں اس نے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مروان نے منبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا۔ اس وقت دستور تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مروان بن محمد وارد مصر ہوا اور باقی عمر اس نے یہیں گزار دی۔

عہدِ عباسی میں مصر کے گورنر

مروان بن محمد کے بعد دولتِ عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو سنہ ۱۳۷ ھ میں مصر کی حکومت عطا کی' ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کی گورنری میں رہا' اپنی جانب سے لوگوں کو مامور کرتا تھا۔ سب سے پہلے محسن بن قائی کندی کو اپنا نائب بنایا۔ آٹھ مہینے اس نے نیابت کی پھر ابو عون عبدالملک بن یزید (مناۃ کا مولی) آٹھ ماہ حکمران رہا۔ محرم سنہ ۱۳۸ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن

والی بنایا گیا اور اپنی حکومت کے ایک برس بعد محرم سنہ ۱۷۵ھ میں معزول کیا گیا۔ تب مُوسیٰ بن عیسیٰ گورنریٔ مصر پر بھیجا گیا اور ربیع الاوّل سنہ ۱۷۶ھ میں واپس بلا لیا گیا اور اس کے چچا زاد بھائی ابراہیم بن صالح کو حکومتِ مصر عطا ہوئی۔ اپنی حکومت کے تیسرے مہینے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران ہوا۔

رشید نے ماہ رمضان سنہ ۱۷۶ھ میں عبداللہ بن مسیب بن زہیر ضبی کو مامور کیا۔ ایک برس بعد اسے معزول کرکے ہر ثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی۔ اس کی حکومت کے تیسرے مہینے آخر سنہ ۱۷۸ھ میں اسے افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے مولیٰ عبداللہ بن مسیب کو مصر میں اپنا نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد ماہ رمضان سنہ ۱۷۹ھ میں مُوسیٰ بن عیسیٰ دوبارہ حکومتِ مصر پر بھیجا گیا۔ اس نے اپنے بیٹے کو اپنی نیابت پر متعین کیا۔

پھر سنہ ۱۸۰ھ میں مُوسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس بلا لیا گیا اور عبیداللہ بن مہدی کو بھیجا گیا' پھر رمضان سنہ ۱۸۱ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ اور اسماعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف سنہ ۱۸۲ھ میں یہ حکومتِ مصر سے سبکدوش کیا گیا اور اس کی حکومت کے دسویں مہینے پھر حکومت مصر واپس بھیجا گیا پھر مسیب بن فضل جو کہ اسبورد والوں میں سے تھا والیٔ مصر ہوا۔ ساڑھے چار برس حکومت کے بعد معزول کیا گیا۔ اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو سنہ ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی۔ دو برس دو ماہ تک حکمران رہا۔ اس کے بعد عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زینب کو حکومتِ مصر عطا ہوئی اور آخر ماہ شعبان سنہ ۱۹۰ھ میں اپنی گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد سبکدوش کر دیا گیا پھر حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو سندِ حکومت دی گئی وہ شوال سنہ ۱۹۴ھ میں واردِ مصر ہوا اور اپنی حکومت کے ایک برس تین ماہ بعد سنہ ۱۹۵ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان اسی سنہ میں مامور ہوا۔ لشکریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک برس بعد سنہ ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا تب خلیفہ مامون نے مصر کی گورنری پر ابونصر عباد بن محمد بن حیان بلخی (یہ کندر کا غلام تھا) کو مامور کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ برس بعد ماہ صفر سنہ ۱۹۸ھ میں اسے معزول کرکے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو سندِ گورنری عطا کی۔ یہ مکہ سے نصف ربیع الاول سنہ مذکور میں واردِ مصر ہوا۔ پھر شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے میں واپس بلا لیا گیا۔ خلافت مآب نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن مُوسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت مصر کی سند عطا کی۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا۔ امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا۔ یوم النحر سن ۱۲۷ھ میں لشکریوں نے بغاوت کرکے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس کے بعد بنی مطلب بن عبداللہ اور سدی و حکم بن یوسف مولیٰ بنی عنبہ کے درمیان جو کہ اہلِ بلخ قوم زط سے تھا لڑائیاں ہوئیں۔

اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بالاتفاق اہلِ جند ماہ رمضان سنہ ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص کو امیر بنایا گیا۔ اس کی حکومت کے چھٹے مہینے لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اسے معزول کرکے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ بجلی کو ماہ ربیع الاول سنہ ۲۱۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولیٰ) کو اپنا نائب بنایا۔ دس سال اس نے حکمرانی کی۔ اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانۂ خلافت میں معتصم کے لقب سے اپنے آپ کو ملقب کیا تھا سندِ حکومت عطا کی اس نے عیسیٰ جلودی کو اس کے بعد عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر ۲۱۴ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ مار ڈالا گیا۔ تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمران بنایا گیا۔

اس کے بعد عیسیٰ جلودی کو دوبارہ سندِ خلافت عطا ہوئی اس کے بعد ابو اسحاق معتصم واردِ فسطاط ہوا اور شام کی جانب لوٹا اس وقت عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم سنہ ۲۱۵ھ میں بطور اپنے نائب کے مامور کیا۔ ایک برس اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسیٰ بن منصور خراسانی رافعی مولیٰ بن نصر بن معاویہ مامور کیا گیا۔ پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا۔ عیسیٰ بن منصور پر بے ... ہوا اور بانی کا متیان اور ایک دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابو مالک کندر بن عبداللہ ابن نصر صغدی کو مامور کرکے عراق کی

المومنین تم کو تمام شہروں کی حکومت مرحمت فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہٗ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ جس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بظاہر و باطن ڈرتے رہو' امیر المومنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کے پھیلانے' ظلم و جور کے روکنے اور عیوب کی اصلاح کی بجا و دل کوشاں رہو"۔ سلطان طغرل بک نے زمین بوسی کی' خلیفہ قائم نے اشارہ کیا۔ خلعتِ فاخرہ عنایت ہوئی اور "الملک المشرق والمغرب" کا خطاب عطا ہوا۔ سلطان طغرل بک نے بڑھ کر خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور ادب سے سر پر رکھ لیا۔ رئیس الرؤساء نے سندِ حکومت لکھ کر سلطان طغرل بک کے حوالہ کی۔ دربار برخاست ہوا۔ سلطان طغرل بک اپنی قیام گاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام معہ گھوڑی اور سائیسوں اور عمدہ عمدہ پارچہ جات کے بطور نذر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کئے۔

طغرل بک اور ابراہیم میں ناراضگی

ابراہیم نے بلادِ جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا اور رفتہ رفتہ اطراف بلادِ جبل و ہمدان سے حلان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا اس کے بعد ابراہیم سے اور سلطان طغرل بک سے ان بن ہو گئی اس بناء پر کہ سلطان طغرل بک نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعات کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوشِ مردانگی میں آکر انکار کر دیا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے سلطانی فوج سے جا بھڑا لیکن پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی۔ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ سرماج میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سلطان طغرل بک نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ مجبوری ابراہیم نے خطا معاف کرنے کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بک نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔ سلطان طغرل بک قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمہارا دل چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سندِ حکومت تم کو دے دوں تم وہاں چلے جاؤ ابراہیم نے پہلی بات کو پسند کیا۔

قریش کی سرکوبی

ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بک نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ بساسیری نے قریش بن بدران والیٔ موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت پناہی سے بغاوت و سرکشی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان کی گوشمالی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لئے ہوئی آملا۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے موصل کو قریش کے قبضہ سے نکال کر ابراہیم کے سپرد کر دیا۔ اس کے علاوہ سنجار' رحبہ اور تمام صوبہ جات کو جو قریش کے زیرِ حکومت تھے ان کی سندِ حکومت بھی ابراہیم کو عنایت کی اور ۴۴۹ھ میں واپس آیا۔

موصل پر فوج کشی

اس کے بعد ۴۵۰ھ میں یہ خبر موصول ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلادِ جبل کی جانب کوچ کیا ہے۔ اس سے سلطان طغرل بک کو خطرہ پیدا ہوا' واپسی کا خط لکھ بھیجا خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم نے کندری کے ہمراہ بغداد کی جانب واپسی کی۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر سن کر موصل پر حملہ کر دیا اور پہنچتے ہی ایک روز میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر موصل پر چڑھائی کر دی' بساسیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے سلطان طغرل بک ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسی مقام سے اس کا بھائی ابراہیم سے الگ ہو کر ماہِ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ علوی والیٔ مصر اور بساسیری نے اس سے خط و کتابت کر کے اپنی جانب مائل کر لیا اور حکومت و سلطنت کا لالچ دلایا تھا۔ سلطان طغرل بک کو اس خطرہ کا احساس ہوا۔ نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندری کے ہمراہ بغداد واپس روانہ کر دیا۔

قلعہ ہمدان پر چڑھائی

چند یوم کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمدان پر پہنچا۔ اس اثناء میں ترکان بغداد کی فوج بھی آ گئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ینال ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک گروہ کثیر مجتمع ہو گیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بک سے مصالحت نہ کرنے اور ان کو عراق نہ لے جانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہیں دنوں محمود احمد پسران ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غزکی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ چونکہ سلطان طغرل بک کے ساتھ مختصر سی فوج تھی اس لئے محاصرہ سے دست کش ہو کر رے چلا آیا اور اپنے بھتیجا ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) پس ارسلان نے کثیر التعداد لشکر فراہم کر کے ہمدان فوج کشی کر دی۔ یاقوت اور قاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے مقابلہ کیا لیکن بدقسمتی سے شکست کھا کر بھاگا کر بھاگ دوڑ میں ابراہیم مع اپنے بھتیجوں محمود احمد کے گرفتار ہو گیا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد سلطان طغرل بک کے سامنے پیش کیا گیا سلطان طغرل بک نے سب کو قتل کر ڈالا اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی طرف واپسی کی۔

قریش و بساسیری کی بغداد پیش قدمی

آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ سلطان طغرل بک اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا ہے اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا ہے اور بساسیری و قریش بن بدران یہ خبر سن کر سلطان طغرل بک آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں جیسے ہی سلطان طغرل بک نے ہمدان کا رُخ کیا بساسیری و قریش نے موقع پا کر بغداد کا راستہ لیا اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عہدۂ حجابت دینے کے لئے بغداد بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس ایک سو سواروں کی جمعیت سے بغداد آ گیا۔ شرقی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خلیفہ قائم سے کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ساتھ بغداد سے نکل چلئے اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا دشمنان خلافت مآب کی مدافعت کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کی' اتنے میں بساسیری آٹھ ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ آور غلاموں کی جمعیت کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابو الحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ حسین بن بدران ایک سو سواروں کے ساتھ تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے لشکر بغداد اور باشندگان شہر عمید العراق کے پاس مجتمع ہوئے اور مسلح ہو کر بساسیری کے مقابلہ پر آئے لیکن بلا جنگ و جدل واپس لوٹ گئے۔

بساسیری کی کامیابی

بغداد میں داخلے کے بعد بساسیری نے پہلے جامع منصور میں مستنصر علوی والیٔ مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد جامع رصافہ میں اور اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کہنے کا حکم دیا اور مقام زاہر میں معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری کا میلان مذہب شیعہ کی طرف تھا اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھر رہے تھے اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری بانتظار سلطان طغرل بک لڑائی کا آغاز نہیں کرنا چاہتا تھا اور رئیس الرؤساء ہر لحظہ آمادۂ جنگ تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو دخل نہ تھا۔ ایک دن اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الرؤساء مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں شکست کھائی۔ ایک گروہ کثیر اس کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ باب الازج جو محل سرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم الفاس ذخیزاں محلسرائے خلافت کی فصیلوں میں جا چھپے خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت کی مدافعت کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہن کر لڑنے کے لئے نکلا اس وقت دشمن کا گروہ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا اور کندری نے قریش سے امان حاصل کر لی تھی' مجبوراً" خلیفہ قائم محلسرائے خلافت میں واپس آیا اور محل سرائے خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور بذریعہ رئیس الرؤساء امان کی درخواست کی۔ رئیس الرؤساء بھی امان کا خواستگار ہوا۔ قریش نے دونوں کو امان مرحمت کی۔

ابنِ طولون کی نیابتِ مصر پر تقرری

الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر ڈالا۔ معتز کو تختِ خلافت پر متمکن کیا اور ترکوں کو اس پر غلبہ حاصل ہوگیا اس وقت ان ترکوں کا سرغنہ باک باک تھا۔ خلیفہ معتز نے اسے مصر کی سندِ حکومت عطا کی اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اتفاق سے احمد بن طولون کی کارگزاری اور کارکردگی اُس کی آنکھوں میں کھب گئی۔ چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کرکے مصر روانہ کیا۔ احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق احمد بن طولون ہمرکاب تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۲۵۴ ہجری میں داخل مصر ہوا۔ ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولیٰ قابیچہ مامور تھا۔ ابن مدبر نے ابتداء" اس سے بڑے مراسم پیدا کیے۔ ہدایا و تحائف پیش کیے مگر چند روز بعد مخالف ہوگیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سماگئی ہے۔ عنقریب علم بغاوت بلند کیا چاہتا ہے۔ محکمہ ڈاک کے افسرانِ اعلیٰ نے بھی اسی قسم کی تحریر بھیجی۔ اس کے اگلے دن یہ مرگیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز قتل کر ڈالا گیا۔

مہدی تخت آرائے خلافت ہوا۔ باک باک ترکی مارا گیا۔ اس کی جگہ یارجوج مامور کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت اس کے سپرد ہوئی چونکہ یارجوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسمِ اتحاد تھے بلکہ یوں کہیے کہ دونوں میں دانت کاٹی روٹی تھی اس وجہ سے یارجوج نے احمد بن طولون کو نیابت مصر پر قائم رکھا اس کے علاوہ اسکندریہ اور صعید کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کردیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن مدبر کو دوبارہ اس عہدہ سے سرفراز کیا۔ احمد بن مدبر نے اس کے بعد احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ خانی نہ کی اور نہ اس سے مقابلہ اور مخالفت کرنے پر تیار ہوا۔ پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسٰی بن شیبانی کو گرفتار کرلینے کے لئے لکھ بھیجا جو فلسطین اور اردن کی حکومت پر تھا۔ عیسٰی ابن شیخ شیبانی کو دمشق پر غلبہ حاصل ہو ہی چکا تھا۔ مصر کی خود سرحکومت کرنے کی خواہش دامن گیر ہوئی، خراج دینا بند کردیا۔ طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کیں اس نے ان کو بھی دبالیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا اور احمد بن طولون کو اس کے صوبہ کی بھی سند حکومت عطا کی۔ احمد بن طولون نے اپنے عجز کا اظہار کیا تب سنہ ۲۵۷ ہجری میں اناجور نامی ایک ترکی سردار دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

مُوسیٰ بن طولون کی اسیری

اس کے بعد احمد بن طولون اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا اس کے ساتھ اس کا بھائی مُوسیٰ بن طولون بھی تھا۔ یہ اس سے رنجیدہ رہتا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ احمد اس کے حق کو پورے طور پر ادا نہیں کررہا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی آتا ہے۔ باتوں باتوں میں ایک روز اس کا اظہار ہوگیا۔ احمد بن طولون نے اسے گرفتار کرلیا۔ اپنے کاتب (سیکرٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس کے راز کو اس کے بھائی پر ظاہر کردیا ہے قید کردیا۔ چند روز بعد اس کے بھائی نے بقصد حج سفر اختیار کیا۔ اسی مقام سے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کرلیا۔ اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ بھیجی اور اس کی جانب سے یہ بدظنی پیدا کردی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ شام پر قابض نہ ہوجائے۔

خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو لکھ بھیجا کہ تم بغرض انتظام امورِ سلطنت و سیاست سے چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو بطور نائب مقرر کرجاؤ۔

احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی بات ہے، حکمت عملی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو یارجوج اور وزیر سلطنت کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کے لیے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کیے

یارجوج دولت و حکومت پر قابض ہو ہی رہا تھا خلافت مآب سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرادیا اور اس کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہنچا دیا۔ اس سے احمد بن طولون کا رعب داب بڑھ گیا احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہوا اپنے بھائی ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ نرمی اور مہربانی سے اسے مصر کی جانب لوٹادو۔ اس اثناء میں شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق فلسطین اور اردن کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہوا چنانچہ ابن طولون نے ان بلاد کے انتظام میں مصروف و مشغول ہونے کے لیے مصر کا راستہ لیا۔ احمد بن مدبر نے اس کا ساتھ دیا۔ احمد بن طولون سے راضی ہوگیا۔ یہ واقعات سنہ ۲۵۸ ہجری کے ہیں۔

یارجوج کی وفات

ابن طولون اس زمانے سے دربار خلافت میں برابر خراج روانہ کرتا رہا۔ پھر تھوڑے دن بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ جن بلاد کے خراج میں اضافہ کیا گیا تھا معاف کردیا جائے۔ اس پر معتمد نے اپنے خادم نفیس کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیے جاتے ہیں اور جس قدر اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزدی قاضی واسط بطور گواہ کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں یارجوج سنہ ۲۵۹ ہجری میں مرگیا۔ یہ والی مصر تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا۔ ابن طولون اس کی طرف سے مصر پر حکومت کرتا تھا۔ یارجوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے مصر کا حکمران بن گیا۔

مفوّض کی ولی عہدی

جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کرکے اطراف بصرہ پر غلبہ حاصل کرلیا اور شاہی فوج کو شکست دی اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلا بھیجا۔ خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی جانب جلا وطن کردیا تھا معتمد نے اسے مکہ سے طلب کرکے اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو مرحمت فرمائے اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوّض کو دیئے اور مُوسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت پر اور مُوسیٰ عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو عہدہ کتابت پر متعین کیا۔ ان دونوں کی ولی عہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں بطور امانت رکھا گیا۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی

ادھر موفق نے سامان جنگ درست کرکے جنگ زنج کی غرض سے خروج کیا ادھر ممالک شرقیہ کے نظم و نسق میں خلل پیدا ہوگیا۔ اور صوبہ جات نے خراج بھیجنا بند کردیا۔ موفق کو اس سے شکایت پیدا ہوئی احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبجات کا خراج خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا ساختہ پرداختہ تھا۔ موفق نے تحریر (خلیفہ متوکّل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سالانہ خراج طلب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن طولون کو تحریر کے ہمراہیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہوا...... اس بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دی اور بعض کو چشم نمائی کی غرض سے قید کردیا۔ مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں تحریر کے ساتھ موفق کی خدمت میں بھیج دیں۔ موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے تحریر کے ہمراہیوں کے ساتھ کی بھی ناگوار گزری۔ موسیٰ بن بغا کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کو حکومت مصر سے معزول کرکے اناجور والی شام کے مقبوضات سے ملحق کردو۔

موسیٰ بن بغا کی فوج کشی اور واپسی

چنانچہ مُوسیٰ بن بغا نے اناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کے لیے تحریر کیا' اناجور نے اپنی کمزوری کی معذرت کی تب مُوسیٰ بن بغا فوبیں

گرفتار کر لیا۔ سلطان طغرل بک نے فتح یابی کی اطلاع کے ساتھ بساسیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ کے حکم سے پندرہ ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو بساسیری کا سر محلسرائے خلافت کے دروازہ پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا۔ دبیس بھاگ کر بطیحہ پہنچا۔ اس کے ساتھ زعیم الملک ابو الحسن عبدالرحیم بھی تھا۔

بساسیری[1] ترکی النسل بہاالدولہ بن عضدالدولہ کا خادم تھا' اس کا نام ارسلان اور کنیت ابو الحرث تھی۔ بساسیری کے حرف اوّل کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان ہے۔ فساء شہر کی جانب جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے۔ ابو علی فارسی صاحب ایضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بساسیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اس مناسبت سے اس کو بساسیری کہا جانے لگا۔

سلطان طغرل بک کی بغداد سے روانگی

سلطان طغرل بک نے دارالخلافہ بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزارشب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر پا کر سلطان طغرل بک سے ملنے کے لئے واسط میں حاضر ہوا۔ عرض معروض کر کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی خطا معاف کرائی اور تلافی کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کا قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد ابو علی بن فضلان کو واسط پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ سالانہ اور ابو سعد سابور بن مظفر کو بصرہ پر متعین کیا اور بغداد کی طرف واپسی کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ چند دن بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی جانب روان ہوا۔ بوقت روانگی امیر برسق کو بغداد کا کوتوال مقرر کیا۔ ابو الفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا ٹھیکہ چار لاکھ دینار پر تین سالہ کے لئے دیا۔ محمود اخرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے سلطان طغرل بک کے مصاحبوں کو چار ہزار سالانہ کی جاگیریں عنایت ہوئیں۔

تبدیلیاں و تقرّریاں

خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابو تراب اثیری کو امیر البحر مقرر کیا۔ کشتیوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور "حاجب الحجاب" کا لقب عنایت کیا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلیفہ کی حدیثہ کی انجام دی تھی چند دنوں بعد شیخ ابو منصور یوسف نے ابو الفتح بن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور عرض کیا کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابو الفتح بطور نذرانہ کے ایک معتدبہ رقم سالانہ پیش کیا کرے گا۔ خلیفہ نے شیخ ابو منصور کی سفارش منظور فرمائی چنانچہ ۱۵ ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابو الفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا خلیفہ نے خلعت دیا اور قلمدان وزارت عنایت کیا۔ ابو الفتح اس سے قبل ابو کالیجار کی جانب سے تجارت کرتا تھا۔ القصّہ سال ختم ہو گیا اور رقم معیّنہ ادا نہ کر سکا۔ اس پر خلیفہ قائم نے اس کو برطرف کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا اس کے بعد ہی ابو نصر بن جیئر وزیر نصیر الدولہ بن مروان بہ امید وزارت بغداد آیا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست کی اور خلیفہ سے لڑ جھگڑ کر عہدۂ وزارت حاصل کر لیا۔ خلیفہ نے عہدۂ وزارت مرحمت کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب عنایت کیا۔

سلطان طغرل بک کی درخواستِ رشتہ

۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بک نے ابو سعد قاضی رے کے واسطے سے خلیفہ قائم کی بیٹی سے عقد کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اس سے انکار کیا اس کے بعد ابو محمد تمیمی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرل بک امیر المومنین کو اس رشتہ سے معذور سمجھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط سے مع اس کے مضافات کے دست بردار ہو جائیں جس وقت تمیمی نے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کا یہ پیام پہنچایا

[1] حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابو الفدا لکھا ہوا ہے بسا کو عربی زبان میں فسا کہتے ہیں، بفتح باء موحدہ و سین مہملہ بعدہ الف۔ یہ ایک شہر ہے مضافات دارالجرد سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا۔ اہل عرب اس کو طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بساسیری بولتے ہیں عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بساسیری کہنے لگے۔ بساسیری وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا "الحمد للہ خلیفہ نے سلطان کی درخواست منظور فرمالی۔ سلطان کو چاہیے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں اور خلیفہ کو یہ مناسب ہے کہ بعوض رشتہ داری کے مال و زر طلب نہ فرمائیں"۔ تمیمی سے اس کا کوئی جواب نہ بن آیا' خاموش ہو رہا۔ عمید الملک نے اس بات سے سلطان طغرل بک کو آگاہ کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا' اس کے بعد سلطان نے عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ہمراہ مع امرائے رے جس میں فرامرز بن کاکویہ بھی تھا، دس لاکھ دینار' بے شمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلیفہ کی خدمت میں بھیجا۔

خلیفہ کا انکاری جواب

دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر عمید الملک نے خلیفہ کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ ہمراہ لایا تھا پیش کیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا۔ "اگر سلطان طغرل بک اپنے اس خیال سے باز نہ آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا"۔ عمید الملک نے عرض کیا "خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کر دیا ہوتا اور جب منظوری کو مشروط کیا اور وہ شرطیں پوری کر دی گئیں تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں"۔ خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے روز عمید الملک اور اس کے ساتھیوں کو نہروان کی جانب نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منّت کر کے روکا۔ اس کے بعد خلیفہ کی خدمت میں آئے اونچ نیچ سمجھائی۔ بالآخر باتفاق رائے حاضرینِ دربار دیوان سے ایک خط بنام خمار تکین (یہ سلطان طغرل بک کا مصاحب تھا) متضمن شکایت عمید الملک روانہ کیا۔ چند دنوں بعد سلطان طغرل بک کی جانب سے مدارت اور نرمی کا جواب آیا۔ لیکن عمید الملک خلیفہ کو زبردستی اس رشتہ پر برابر تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خلیفہ اس کی کسی بات کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔

خلیفہ کی رضامندی

آخر کار عمید الملک ناامید ہو کر ماہ جمادی الآخر ۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بک کے پاس چلا آیا' تمام واقعات از ابتداء تا انتہا عرض کئے اور یہ بھی کہا کہ خمار تکین اگر خواہ مخواہ کی مداخلت نہ کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا ہوتا سلطان طغرل بک کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ خمار تکین جان کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کے بیٹوں نے سلطان کی اجازت سے خمار تکین کا تعاقب کیا اور اپنے باپ کے عوض میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کے بجائے سار تکین متعین ہوا۔ عمید الملک ، کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بک نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب آلود خط لکھا اور اپنی بھتیجی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو طلب کیا۔ خلیفہ نے یہ خیال کر کے کر معاملہ اب طول کھینچتا جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک کی منگنی اپنی بیٹی سے منظور کر لی۔

سلطان طغرل بک کا نکاح

وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بک کے ساتھ شہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور ابو الغنائم بن محلبان کی معرفت اسلامی شہروں میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز خلیفہ کی بیٹی سے سلطان طغرل بک کا نکاح ہو گیا۔ نکاح ہونے کے بعد سلطان طغرل بک نے خلیفہ کے ولی عہد اور خلیفہ کی بیٹی کے لئے (جس سے نکاح ہوا تھا) مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور جس قدر عراق میں اس کی متوفیہ بیوی کی جاگیریں تھیں تمام خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے آرمینیہ سے بغداد کی طرف واپسی کی۔ امراءِ حکومت سلجوقیہ سے ابو علی بن کالیجار' سرخاب بن بدر' ہزار شب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکویہ وغیرہ اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جہیر خلیفہ مآب کی جانب سے استقبال کے لئے آیا' سلطان طغرل بک نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں مع اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک حلیہ اے خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی بیٹی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلیفہ نے اپنی بیٹی اور نیز سلطان کے اراکین حکومت اور مصاحبوں کے رہنے کے لئے ایک محل الگ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا رونق افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی بہت سا مال اور بے شمار جواہرات پیش کئے۔ چند دن تک اسی دستور

سے سلطان طغرل بک آتا جاتا رہا۔ امراء حکومتِ عباسیہ اور خلیفہ کے مصاحبوں کو انعامات دیئے۔ خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابو سعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جس قدر ٹیکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی سعد ٹھیکہ دار بصرہ گرفتار کر لیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بک کا انتقال

چند دن بغداد میں قیام کرنے کے بعد سلطان طغرل بک نے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی طرف کوچ کیا۔ جس وقت رَے میں داخل ہوا مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ ۸ رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو انتقال کر گیا۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل' دبیس بن مزید' ہزار شب والی اہواز' بنی ورام اور بدر بن مہلل وغیرہ بغداد میں آ گئے ابو سعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصرِ عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کر بغداد سے خروج کر کے اطراف و جوانب بغداد کو تہس نہس کرنے لگا۔ دبیس بن مزید' بنو خفاجہ' بنو ورام اور اکراد اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے۔ مسلم بن قریش کا مزاج درست ہو گیا۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علمِ عباسیہ کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ اس دوران ابو الفتح بن ورام سردار اکرادِ جاوانیہ وفات پا گیا۔ عربوں نے تہ و بالا کرنا شروع کر دیا۔ لوٹنے پر پھر تل گئے بازاریوں اور بدمعاشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور فسادیوں کی کثرت ہو گئی جس سے نظامِ حکومت عرصہ دراز تک درہم برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان مسندِ حکومت پر

سلطان طغرل بک کے انتقال کے بعد ارکینِ حکومت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری بک کو سریرِ حکومت پر رونق افروز کیا۔ داؤد جعفری بک' سلطان طغرل بک کا بھائی تھا۔ اس کی وفات کے بعد سلطان طغرل بک نے اس کی بیوی (یعنی مادرِ سلیمان سے) نکاح کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بک کا ربیب[1] بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنایا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراءِ سلطنت نے مخالفت شروع کر دی۔ باغیسان اور اردوم بغداد سے زوین چلے گئے اور عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا۔ اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔ چند دنوں میں لوگوں کا رجحان اس کی طرف ہو گیا۔

الپ ارسلان کی رَے پر چڑھائی

عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا' اس خیال سے کہ مبادا کسی قسم کا خلل میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے۔ رَے میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اس کی اطلاع ملی۔ لشکر مرتب کر کے خراسان سے رَے پر فوج کشی کر دی۔ اہل رَے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر سن کر ملنے کے لئے آئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کا شرفِ حضوری حاصل کیا اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے مگر اس سے کوئی مقصود حل نہ ہوا اور نہ اس کی جانب سے سلطان الپ ارسلان کی سوء ظنی کم ہوئی۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے فتنہ و فساد کے خوف سے ۴۵۶ھ میں اس کو گرفتار کر کے مرورود کی جیل میں ڈال دیا اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

عمید الملک نیشاپوری

عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح و بلیغ اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔ جس وقت سلطان طغرل بک نیشاپور میں داخل ہوا' ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق پدر ابو سہل نے عمید الملک کو پیش کر دیا۔ چونکہ اس میں خداداد صلاحیت موجود تھی' سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا یہ پیدائشی مخنث تھا۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے نکاح کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو

[1] ربیب اس کو کہتے ہیں جس کی ماں سے اس کے پیدا ہونے کے بعد نکاح کیا جائے ...... مترجم۔

کیا تھا سلطان نے اس پر لشکر کشی کی۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی و فتح یابی کے بعد اس کو مخنث بنا کر بدستور عہدۂ کتابت پر متعین کیا۔ بعض مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کی دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اڑا دی تھی کہ سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے نکاح کر لیا ہے۔ اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو خصّی کر ڈالا تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے۔ یہ شافعیہ' اشعریہ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا۔ سلطان سے منابر خراسان پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ بعد چندے اشعریہ پر بھی لعنت کرنے لگا۔ اس سے ائمہ اہل سنت و جماعت کو بہت دُکھ اور رنج ہوا۔

امام الحرمین اور نظام الملک طوسی

چنانچہ ابو القاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے آئے۔ چار سال تک حجاز میں قیام کیا اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پس جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دورِ حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی ہوا تو امام الحرمین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بنت خلیفہ قائم کو جس کی ساتھ سلطان طغرل بک نے نکاح کیا تھا بغداد واپس کیا اور خدمت گزاری کے لئے امیرا تیکین سلیمانی کو ہمراہ کر دیا تاکہ شہزادی کو دوران سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیرا تیکین کو بغداد کی کوتوالی مرحمت کی۔ اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابو سہل محمد بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن موفق بھی تھا۔ دار الخلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے خلیفہ کی خدمت میں جا رہا تھا۔ راستے میں وفات پا گیا۔ نیشاپور کے مشہور علماءِ شافعیہ میں سے تھا۔ الپ ارسلان نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر اب عمید ابو الفتح مظفر بن حسین کو بھیجا وہ بھی راستہ ہی میں وفات پا گیا۔

نظام الملک طوسی دربارِ خلافت میں

چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔ عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کو آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملاقات کی غرض سے ۷ جمادی الاول ۴۵۶ھ کو دربار عام کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نمائندے نظام الملک سے ہاتھ ملایا۔ اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ رؤساءِ شہر اور ارا کینِ سلطنت کے روبرو خلعتیں اور ضیاء الدولہ کا لقب دیا اور منابر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست "الولد المؤید" کے خطاب سے متعلق منظور کی جاتی ہے گشتی فرامین تمام ممالکِ اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔ بیعتِ خلافت لینے کے لئے نقیب طراد زینبی سلطان الپ ارسلان کی جانب روانہ ہوا۔ مقام نقجوان مضافات آذر بائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی۔ سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ اس کے بعد بیعتِ خلافت کی۔ اس دوران امراء سلجوقیہ سے والئ ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت پر علمِ بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے لشکرِ جرار آراستہ کر کے ہرات پر چڑھائی کر دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح حاصل کی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی سلطنت و حکومت کے ضمن میں ہم الگ تحریر کریں گے۔

قتلمش کی سرکشی

قتلمش' خاندان سلاطین سلجوقیہ کا ایک مشہور ممبر تھا طغرل بک سے نسباً" بہت نزدیک بلکہ اسی کے خاندان سے تھا۔ قونیہ' قیصریہ' اقسرا اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بک نے ابتداء جب کہ بغداد پر ۴۴۹ھ میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بساسیری اور قریش بن بدران والئ موصل سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے لشکر آراستہ کر کے رے کا رخ کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر مل گئی فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی جانب روانہ ہوا۔ لیکن سلطانی فوج کے پہنچنے سے قبل قتلمش رے پہنچ گیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قتلمش کے پاس روانہ کیا کہ قتل و غارت روک دی جائے قتلمش نے کوئی توجہ نہ دی۔ سلطان نے رے کے نزدیک پہنچ کر جنگ کا میدان گرم کر دیا۔ قتلمش کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزارہا قتل اور قید کئے گئے۔

اسی بھاگ دوڑ میں قتلمش بھی مارا گیا۔ قتلمش کے مارے جانے سے لڑائی ختم ہوگئی سلطان کو اس کے مارے جانے سے بہت دکھ اور رنج ہوا۔ نمازِ جنازہ پڑھ کر سپردِ خاک کرا دیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کی کامیابیاں

سلطان نے اس کے بعد رومی شہروں میں جہاد کرنے کا ارادہ کیا۔ آذر بائیجان کی جانب سے گزرا۔ امیر طغر تکین مع اپنے عزیز و اقارب کے ملنے کے لئے آیا۔ امیر طغر تکین کو رومی شہروں سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد اور رہبری کی غرض سے اپنے ساتھ لیا اور نجران پہنچا۔ نہرارس کو عبور کرنے کے لئے کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس قلعاتِ آذر بائیجان کو سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلادِ کرخ کی جانب روانہ ہوا۔ متعدد قلعات کو یکے بعد دیگرے مفتوح کیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض فتح یابی حاصل کرنے کے بعد خوشخبری فتح بغداد روانہ کی اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی' سلطان الپ ارسلان نے اصفہان کی طرف واپسی کی۔ اصفہان میں چند یوم قیام کر کے کرمان کا رخ کیا۔ قاروب بن داؤد جعفری بک (یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کیا۔ اس کے بعد سلطان مرو کی جانب روانہ ہوا' اسی دوران سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے اپنا نکاح کر لیا اور دوسرے بیٹے کا والیٔ غزنہ کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ولی عہد کی بیعت

سلطان الپ ارسلان نے ۴۵۸ھ میں اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ امراءِ مملکت اور اراکینِ سلطنت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت کی حسبِ مدارج تمام کو خلعتیں دیں اور اپنے ممالک مقبوضہ میں ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کی بعد مختلف شہروں میں متعدد اشخاص کو جاگیریں دیں چنانچہ بلخ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو خوارزم ارسلان ارغو کو' مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو' صغانیان و طغارستان اپنے دوسرے بھائی الیاس کو' مازندران امیر اینانج بیغو کو اور بغشور مع اس کے مضافات کے مسعود بن ارتاش کو مرحمت کیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد

وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد رکھی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ ۴۵۹ھ میں بن کر تیار ہوئی شیخ ابو[1] اسحاق شیرازی درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلبا کا درس لینے کے لئے حاضر ہوا چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ غصب کی ہوئی زمین پر بنایا گیا ہے اس وجہ سے وہ درس دینے نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے بعد دوپہر شیخ ابو منصور نے فرمایا "شائقین اور طلباء بغیر درس لئے نہ جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل شیخ کا ہونا ضروریات سے ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ابو نصر[2] بن صباح جو اس وقت حاضرِ جلسہ ہیں درس دیں"۔ حاضرینِ جلسہ کی اتفاقِ رائے سے ابو نصر مسندِ درس پر رونق

---

[1] شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ میں مقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے اور شب یک شنبہ ۲۱ جمادی الآخر ۴۷۶ھ مقام بغداد میں وفات پائی۔ باب ابرز میں مدفون ہوئے، علم زہد اور ورع و تقوٰی میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے اس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہیں کے شاگرد تھے۔ محب الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی تحریر کیا ہے، صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ازاں جملہ مہذب فی المذہب تنبیہ فقہ میں لمع اور اس کی شرح اصول فقہ میں تبصرہ معونۃ اور تلخیص جدل میں ہے۔ (ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴)

[2] عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صباغ فقیہہ شافعی ۴۰۰ھ مقام بغداد میں پیدا ہوئے، آخری عمر میں بصارت جاتی رہی تھی ماہ جمادی الاول ۴۷۷ھ مقام بغداد وفات پائی۔ فقہ میں کتاب الشامل انہی کی تصنیفات میں سے ہے۔ جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے، وقت افتتاح مدرسہ نظامیہ یہی مدرسی پر مامور ہوئے تھے اور بعد انتقال شیخ ابو اسحاق بھی یہی منتخب کئے گئے، تذکرۃ العالم، الطریق السالم اور العدہ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہے۔ (ابن خلکان جلد ا صفحہ ۳۰۲)

افروز ہوئے۔ بیس یوم تک درس دیتے رہے حتیٰ کہ شیخ ابو اسحاق کا شک دور ہو گیا اور پڑھانے کے لئے مدرسہ نظامیہ میں تشریف لائے۔

وزراء کی تقرّریاں

فخر الدولہ بیرٗ خلیفہ قائم کا وزیر اعظم تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ چند دن بعد ۴۶۰ھ میں خلیفہ نے اس کو برطرف کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نکل کر نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس فلوجہ چلا گیا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ ابو علی والد وزیر ابو شجاع کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابو علی ان دنوں ہزار شب بن تنکیر والی اہواز کے ہاں عہدۂ کتابت پر تھا۔ ابو علی خلیفہ کا فرمان پاکر اہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ راستے میں فوت ہو گیا۔ نور الدولہ نے معتز الدولہ کے لئے دربارِ خلافت میں سفارش کی خلیفہ نے منظور فرمالیا اور معتز الدولہ کو طلب فرما کر ماہ صفر ۴۶۱ھ میں دوبارہ قلمدانِ وزارت مرحمت فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان کی خوشامد

۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم والی مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی والیٔ مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ فقرہ "حی علی خیر العمل" کو اذان سے نکال دیا اور اپنے بیٹے کو بطور نمائندہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خوشخبری کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ تیس ہزار دینار اور ایک بیش قیمت خلعت عنایت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ مقرر فرمائے۔

باغیوں کی اطاعت

اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی اور حکومت کے مخالف ہو گئے تھے بات یہ تھی کہ ہزار شب بن تنکیر بن عیاض نے سلطان کو بھڑکا کر ان دونوں کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لئے ابھارا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت میں ہزار شب خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت فوت ہو گیا۔ دبیس اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مع شرف الدولہ بن قریش والی موصل سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی عزت افزائی کی۔ سلطان بھی بہ عزت و احترام پیش آیا ان دونوں نے بھی سرِ اطاعت تسلیم خم کر دیا۔

حلب کا محاصرہ

محمود بن صالح مرداس شہر حلب پر قابض و متصرف ہو گیا تھا اس سے قبل خلیفہ علوی والیٔ مصر کا تصرف و اثر اس شہر میں جاری و ساری تھا۔ محمود ایک چلتا پرزہ آدمی تھا سلطان الپ ارسلان کی شان و شوکت سے متاثر ہو کر ایک دن اہلِ شہر کو جمع کیا اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں کو خلافتِ بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں منابر حلب پر خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اطلاعی عرضداشت دربارِ خلافت میں روانہ کی گئی۔ خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیجی۔ اس کے بعد سلطان الپ ارسلان نے حلب کا رخ کیا۔ موکب ہمایوں کا دیار بکر ہو کر گزر ہوا۔ نصر بن مروان والیٔ دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہارِ اطاعت کے طور پر ایک لاکھ دینار پیش کئے سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچا۔ اہلِ آمد نے سرکشی کی الرہا والے بھی انہی کے قدم بقدم چلے مگر سلطان نے کوئی پروانہ کی سیدھا حلب پر جا اترا۔ محمود والیٔ حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود عدم حاضری کی معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا۔ بات بڑھی۔ محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی۔ بالآخر شدتِ حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر والیٔ حلب مع اپنی ماں منیعہ بنت رباب نمیری دربار سلطانی میں رات کے وقت حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت افزائی کی اور خلعت عنایت فرمایا اور بدستور حکومتِ حلب پر اس کو قائم رکھا اس کے بعد یہ سلطان ہی کا مطیع رہا۔

ارمانوس کے مملکتِ اسلامیہ پر حملے

ارمانوس بادشاہِ روم والیٔ قسطنطنیہ نے ۴۶۷ھ میں ایک لشکرِ عظیم کے ساتھ بلادِ اسلامیہ شامیہ پر چڑھائی کی۔ بنج کو لوٹ لیا۔ اہلِ بنج کو بڑی بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو جمع کر کے بنج کے چھڑانے کے لئے آئے مگر ارمانوس سے شکست کھا گئے اور ارمانوس بنج پر قابض رہا۔ چند یوم کے بعد رسد و غلّہ کی کمی محسوس ہوئی۔ بمجبوری اپنے شہروں کی طرف واپسی کی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنج' رومی' روسی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر دھاوا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملاذ کرد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوئی مضافات آذر بائیجان میں حلب سے واپس آکر مقیم تھا اس خبر کو سن کر سخت آگ بگولا ہوا۔ مگر بوجہ بعد مسافت زیادہ فوج فراہم نہ کر سکا۔ موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اہل و عیال اور مال و اسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور بہ نفسِ نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے طوفانِ بے تمیزی کی روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ قریبِ خلاط سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ زبردست لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کر بھاگی بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے اس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔

سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ ارمانوس نے انکار کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت پریشانی ہوئی مگر پھر اپنے حواس کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکساری سے مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کی۔ ساری رات گریہ و زاری اور دعا میں گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ادھر فوج صف آرائی میں مصروف ہوئی۔ ادھر سلطان سجدہ میں رو رو کر فتح مندی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار فوج نے فوج کے مرتّب ہو جانے کی اطلاع کی۔ سلطان نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر لو لگائے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اس وقت اسلامی فوج کا عجب پر رعب منظر تھا۔ سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ نگاہیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا۔ جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ ذرا سی دیر میں کشتوں کے پشتے لگ گئے جس طرف نگاہ اٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں دکھائی دیتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو گیا اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔

ارمانوس کی سلطان کے سامنے پیشی

جس وقت سلطان کے سامنے پیش ہوا، سلطان نے تین تھپڑ اس کے سر پر رسید کئے اور ارشاد فرمایا۔ کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گرمی ٹھنڈی ہوئی؟ میں نے تجھے مصالحت کا پیام دیا تھا تو نے انکار کیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارمانوس نے شرم سے سر جھکا لیا ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زر فدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جس قدر اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو چھوڑ دے اور آئندہ سے رومی لشکر سلطان کی ریزرو فوج تصوّر کی جاوے جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے طلب فرمائے فوراً" بے تامّل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر پچاس سال کے لئے یہ عہد قرار پایا۔ سلطان نے دس ہزار نقد اور ایک خلعت عنایت فرما کر ارمانوس کو رخصت کر دیا۔

جس وقت رومیوں کو ارمانوس کی شکست و گرفتاری کی خبر پہنچی پریشان ہو گئے۔ میخائل کو موقع مل گیا۔ مملکتِ رومیہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو اس کی اطلاع ہوئی۔ جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا سب یکجا کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ اس کے علاوہ ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوّے ہزار تھی۔ چند دن کے بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتیکین کی عہدۂ کوتوالی سے برطرفی

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانۂ حکومت میں اتیکین سلیمانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کی کوتوالی پر متعین کیا تھا چنانچہ اتیکین ایک عرصہ تک اس عہدہ پر رہا اس کے بعد اتیکین اپنے بیٹے کو بجائے اپنے مامور کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی

خدمت میں گیا۔ اتیکین کے بیٹے نے ظلم و سفاکی اختیار کی خادمان محلرائے خلافت میں سے ایک شخص کو مار ڈالا۔ اہل دیوان نے مقتول کی خون آلود قمیص سلطان کے پاس بھیجی' برطرفی کے لئے زور دیا چونکہ نظام الملک کو اتیکین کی رعایت منظور تھی۔ سفارشی عریضہ لکھ کر ۴۶۴ھ میں اتیکین کو بغداد روانہ کیا۔ اتیکین بغداد پہنچ کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوا' معافی کی درخواست کی' خلیفہ نے کچھ نہ سنا۔ نظام الملک نے اتیکین کو تکریت کی جانب روانہ کر دیا اور وہیں اس کو جاگیر بھی مرحمت کی' دیوانِ خلافت سے والیٔ تکریت کو لکھا گیا کہ اتیکین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ خلیفہ کے اصرار سے سعد الدولہ گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی عطا ہوئی اہل بغداد نے انتہائی جوش اور خوشی سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی میں دربارِ عام منعقد فرمایا۔ سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کی وفات

۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا رخ کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا والی شمس الملک تکین تھا دریائے جیحون کو عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس یوم میں پل تیار ہوا اور سلطان نے اس کو عبور کیا اس وقت سلطان کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا' محافظ معہ یوسف خوارزمی کو حاضر کیا گیا۔ دورانِ گفتگو کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے سخت کلامی کی۔ سلطان نے ارشاد فرمایا "چھوڑ دو میں اس کو نشانۂ اجل بناتا ہوں"۔ خادمان سلطانی نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا۔ نشانہ خطا کر گیا۔ یوسف تختِ سلطنت کی جانب دوڑا۔ سلطان طیش میں آکر اٹھ کھڑا ہوا یوسف نے پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماری۔ سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا اور ترکوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ سلطان زخمی ہو کر شاہی بارگاہ میں لایا گیا اور اسی زخم کے صدمہ سے ۱۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو ساڑھے نو سال حکومت کر کے اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس دفن کر دیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کی سیرت کے چند پہلو

سلطان الپ ارسلان' سخی عادل' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار' رقیق القلب اور بے حد صدقات کا دینے والا تھا۔ اس کا دائرۂ حکومت اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے۔ اس نے بوقتِ وصال حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے انتقال پر ملک شاہ کرسیٔ حکومت پر رونق افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکینِ سلطنت و امراءِ حکومت سے ملک شاہ کی امارت کی بیعت لی اور دار الخلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ خطبوں میں بجائے سلطان الپ ارسلان' ملک شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی خلیفہ نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان کی وصیت

سلطان الپ ارسلان نے بوقتِ انتقال ملک شاہ کو وصیت کی کہ قاروت بک بن داؤد بک کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مقرر کرنا اس کے علاوہ کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی۔ داؤد ان دنوں کرمان ہی میں تھا۔ ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے باپ داؤد کا متروکہ ہے دے دینا۔ یہ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں' اراکینِ حکومت اور امراءِ سلطنت سے یہ وعدہ لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں مزاحم ہو اس سے بے تامل جنگ کرنا۔

سلطان ملک شاہ مسندِ حکومت پر

ملک شاہ کرسیٔ حکومت پر فائز ہو کر بلاد ماوراء النہر رخصت ہوا۔ مرحوم سلطان ارسلان کے تعمیر کردہ پل کو تین یوم میں عبور کیا۔ لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ یہاں قیام کیا۔ یہیں سے اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کی بابت تحریریں بھیجیں' جنہیں لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ رے کی طرف روانہ ہوا۔

نظام الملک طوسی پر عنایات

ملک شاہ نے نظام الملک کو امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا' شہر طُوسی کو جو اس کا مولد و منشا تھا اسے جاگیر میں دیا اور متعدّد خطابات دیئے ان میں "اتابک" تھا اس کے معنی ہیں ۔امیر الوالد" نظام الملک امور سلطنت انتہائی ہوشیاری اور سلامت روی سے انجام دینے لگا۔ عدل و انصاف سے ممالکِ مقبوضہ کو ماموُر کیا ۴۶۶ھ میں گوہر آئین عمدہ کوتوالی سے ممتاز ہو کر دارالخلافت بغداد میں بغرض حصول عہد سلطنت ملک شاہ داخل ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربارِ عام منعقد کیا۔ کرسی خلافت پر خلیفہ جلوہ افروز تھے پیچھے ولی عہدِ خلافت "المقتدی بامراللہ" کھڑا تھا۔ خلیفہ نے سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ اور پرچمِ حکومت عنایت کیا۔

خلیفہ قائم بامراللہ کا انتقال

۱۵ شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قائم نے فصد کرائی اور سو گیا۔ اتفاق یہ کہ رگِ نشتر زدہ سے پھر خون جاری ہو گیا۔ جو کسی طرح بند نہ ہوا اور اسی تکلیف میں خلیفہ فوت ہو گیا۔ جس وقت خلیفہ کو اپنی موت کا یقین ہوا اپنے پوتے ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرہ الدین محمد بن خلیفہ قائم کو طلب فرمایا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر' نقیب النقبا اور قضاۃ بھی بلائے گئے ان کے علاوہ دیگر ارا کینِ سلطنت بھی موجود تھے دستور کے مطابق ابو القاسم عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی' خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا مرحوم کی حسبِ ہدایت اپنی خلافت کی بیعت لی۔ وقتِ بیعتِ خلافت مؤید الملک بن نظام الملک وزیر فخر الدولہ بن جہیر' عمید الدولہ ابو اسحاق شیرازی' ابو نصر صباغ' نقیب النقباء' طراد' نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی وغیرہ علماء و ارا کینِ سلطنت شریک اور موجود تھے۔ بیعت سے فارغ ہو کر تمام نے عصر کی نماز ادا کی۔

باب ۳۰

عبداللہ بن محمد مقتدی بامراللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

خلیفہ مقتدی مسندِ خلافت پر

خلیفہ قائم کی نسل میں اولادِ ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدّین محمد' اپنے باپ خلیفہ قائم کے زمانہ زندگی میں فوت ہو گیا تھا۔ چونکہ خلیفہ قائم کا سوائے ذخیرۃ الدین کے اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ ذخیرۃ الدین کی وفات سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسّرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کے محل میں ارغون نامی کنیزک سے اس حادثۂ جان کاہ کے چھٹے مہینہ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ محمد نام رکھا۔ جس وقت بساسیری کا منحوس عہد شروع ہوا' محمد ابو الغنائم بن محلبان کے ساتھ حران چلا گیا اس وقت اس کی عمر چار سال کی تھی اور پھر جب خلیفہ قائم دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔ محمد بھی حران سے آ گیا۔ پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بعد تکمیلِ بیعت "المقتدی بامراللہ" کا لقب مرحمت کیا۔

خلیفہ قائم کی وصیّت پر عمل

کرسئ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد خلیفہ مقتدی نے اپنے دادا خلیفہ قائم کی وصیّت کے بموجب فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت پر برقرار رکھا اور ابنِ عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعتِ خلافت لینے کے لئے روانہ کیا تحائف اور نذرانے بے شمار بھیجے۔ ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف کوتوال ہو کر دار الخلافت میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ عمید ابو نصر مضافات بغداد کی نگرانی کے لئے آیا۔ ۴۷۰ھ میں موید الملک بن نظام الملک بغرض قیام بغداد میں داخل ہوا اور مدرسہ نظامیہ کے نزدیک ایک مکان میں قیام کیا۔

وزراء کی تبدیلیاں و تقرّریاں

۴۶۹ھ میں ابو نصر بن استاد ابو القاسم قشیری حج کرنے کے لئے گیا تھا' واپسی کے بعد دار الخلافت بغداد میں قیام کیا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں وعظ بیان کیا چونکہ ابو نصر مذہب اشعری کا پابند تھا۔ حنابلہ نے تنقید شروع کی۔ جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث و مباحثہ نے تو تکار اور مجادلہ کی شکل اختیار کر لی۔ پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ مدرسہ نظامیہ کے نزدیک غارت گری شروع ہو گئی' موئد الملک نے عمید اور کوتوال بغداد کو طلب کیا جو فوراً لشکر لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے خیر خواہوں نے اس فتنہ و فساد کو وزیر فخر الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔ نظام الملک کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد رنج ہوا۔ گوہر آئین کو کوتوالی بغداد سے واپس بلا کر خلیفہ مقتدی کی خدمت میں عرضداشت دے کر روانہ کیا جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی' برطرفی کی درخواست کی تھی اور گوہر آئین کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو مع اس کے مشیر اور خیر خواہوں کے گرفتار کر لینا۔ اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والوں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اسی وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی جانب

روانہ ہو گیا۔ اس دوران گوہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ و پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلیفہ نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کے مطابق فخر الدولہ کو برطرف کر کے ابو شجاع کو قلمدانِ وزارت عنایت فرمایا اس کے بعد عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے ابو شجاع کو برطرف کر کے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت مرحمت کیا اور اس کے نائب فخر الدولہ کو حاضریٔ دربار کی اجازت دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۶ھ کا ہے۔

ابنِ آیق کی دمشق پر چڑھائی

اتسز ابن آیق خوارزمی سلطان ملک شاہ کی امراء سے تھا۔ اس نے ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام) پر چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور انتہائی دلیری سے اس کو بزورِ شمشیر حکومت علویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ علاوہ بیت المقدس کے دیگر شہروں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے قابض و متصرف ہو گیا۔ صرف عسقلان اس کے قبضے سے محفوظ رہا۔ اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا۔ کامیابی نہ ہوئی آخر کار محاصرہ سے دست کش ہو کر واپس آیا لیکن ہر سال دمشق پر چڑھائی کرتا رہا۔ ۴۶۷ھ میں بہت بڑی تیاری سے پھر دمشق پر چڑھائی کی' ان دنوں معلی بن حمدرہ' خلیفہ منتصر علوی عبیدی والیٔ مصر کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل حصار و جنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا جنگ کے دوران اہل دمشق بوجہ بد خلقی معلی سے باغی ہو گئے۔ معلی دمشق کو خیرباد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند دن بعد صور سے مصر چلا گیا۔ والیٔ مصر نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

اتسز کی کامیابی

معلی کے فرار ہونے کے بعد اہلِ دمشق نے متفق ہو کر انتصار بن یحییٰ مصمودی کو اپنا امیر بنایا اور "زین الدولہ" کا لقب دیا۔ چونکہ اتسز طول جنگ اور رسد و غلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد اہلِ دمشق میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اتسز کو اس کی اطلاع ہوئی' لوٹ پڑا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہرپناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اتسز نے انتصار کو بجائے دمشق کے قلعہ بانیاس اور شہریافا کی حکومت مرحمت کی۔ اتسز نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعدہ ۴۶۸ھ میں پڑھا اور رفتہ رفتہ اکثر شامی شہروں پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کی جانب قدم بڑھایا اور کمال مردانگی ہوشیاری سے مصر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا' جنگ کے آغاز میں کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسز کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد ہی خدا جانے کیا اتفاق پیش آیا کہ اتسز نے بلا جنگ و جدل محاصرہ اٹھا کر دمشق کی طرف کوچ کیا۔

اتسز کی قدس کی طرف پیش قدمی

اتسز کے زمانہ میں غیر حاضری میں اکثر اہالیٔ بلادِ شامیہ باغی و سرکش ہو گئے تھے اور اس کے مال و اسباب کو لوٹنا چاہتے تھے مگر اہلِ دمشق کی مخالفت سے باز رہے۔ اتسز نے دمشق میں پہنچ کر اہلِ دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسنِ خدمت کے صلہ میں ایک سال کا خراج معاف کر دیا۔ اسی دوران یہ خبر معلوم ہوئی کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتسز کے عمال اور ملازموں پر اچانک ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہوئے ہیں۔ اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کر محاصرہ کر لیا ہے۔ اتسز اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہلِ قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اتسز نے بزورِ شمشیر ان کو مفتوح کیا اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کیا سوائے ان لوگوں کے جو محرا میں چھپے تھے کوئی جانبر نہ ہوا نہ کسی کو پناہ ملی۔

اتسز بن آبق خوارزمی

ملک شاہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو شامی شہروں پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ قرار پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ متصور ہوں گے چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی جانب روانہ ہوا اور حلب پر پہنچ کر انتہائی سختی سے محاصرہ کیا۔ تتش کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والیٔ مصر نے ایک فوج زیر قیادت

اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ' محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اس فوج نے دمشق پر پہنچ کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا تھا اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ اطلاع ملتے ہی دمشق کے محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ اس اثناء میں تتش آپہنچا۔ اتسز ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ تتش نے اتسز کو غفلت و بے پروائی پر لعن طعن کی۔ اتسز عذر کرنے لگا۔ تتش کو غصہ آگیا۔ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر روایت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز نام افسلس تھا مگر صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

عمید العراق کی مخالفت

خلیفہ کی کمزوری طبع کی وجہ سے عمید العراق ابو الفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے' رعایا کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر رہا تھا' صاحبانِ دربار خلافت کے حقوق نظر انداز بلکہ خلیفہ کا پاس و لحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کو روانہ کیا۔ شیخ ابو اسحاق کے ہمراہ علماءِ شافعیہ کا ایک گروہ تھا۔ ان میں ابوبکر شاشی تھے جن جن شہروں سے شیخ کا گزر ہوتا اہل شہر تبرکاً" و "تیمناً" شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑے ہوئے میلوں ساتھ چلتے۔ تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسبِ حال ہوتا بیان کرتے۔ رفتہ رفتہ شیخ مسافت طے کرنے کے بعد سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان اور وزیر السلطنت ادب و احترام سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا جس کو مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ شیخ ابو اسحاق کی واپسی کے بعد لوگ عمید العراق کی اہانت کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کے ظلم و ستم کے ہاتھ تنگ ہو گئے۔

عمید الدّولہ کی برطرفی

ماہ صفر ۴۷۲ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدّولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت سے برطرف کر دیا۔ اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ برطرف کیا گیا' اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط بنی جہیر کی طلبی کے لئے صادر ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ مع اپنے اہل و عیال کے سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ آؤ بھگت کی۔ فخر الدولہ کو بجائے ابن مروان کے دیار بکر کی حکومت مرحمت کی۔ علم و طبل بھی دیا۔ باقاعدہ فوج کو اس کے ہمرکاب روانہ کیا۔ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا گیا اور اسی کے نام کا سکہ کندہ کرنے کی اجازت دی۔ غرض ۴۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزاز سے دیار بکر کی طرف کوچ کیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں ایک دوسری فوج زیر قیادت امیرار تق بن اکسب جو بارودین کے سرگروہ سپہ سالاروں سے تھا۔ فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کی۔ ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گرد و نواح کے امراء سے سازباز کر لی۔ فخر الدولہ اور امیرار تق کے رکاب میں ترکمانوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔

شرف الدّولہ کی شکست

شرف الدّولہ' ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں سے تھا۔ فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی' شرف الدّولہ شکست کھا کر بھاگا۔ ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے آمد کی جانب بڑھے۔ لیکن شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہنچنے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی۔ فخر الدولہ اور امیرار تق نے آمد کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدّولہ نے امیرار تق کے اس ایک معقول رقم بھیج کر یہ پیام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دے دیجئے۔ امیرار تق نے اس رقم کو اپنی قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ ۱۱ ربیع الاول ۴۷۷ھ کو آمد سے نکل کر میافارقین کی طرف روانہ ہو گیا۔ فخر الدولہ نے بھی میافارقین کی طرف واپسی کی۔ بہاء الدّولہ منصور بن مزید والی حلہ و نیل اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ اس کے ہمراہ تھے ابھی میافارقین تک پہنچنے پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی' بہاء الدولہ مع

سیف الدولہ کے عراق کی جانب لوٹ پڑا اور فخر الدولہ نے خلاط کی راہ لی۔

سلطان ملک شاہ کی شرف الدولہ پر نظرِ عنایت

ملک شاہ نے شرف الدولہ کی شکست اور آمد میں محصور ہونے کی اطلاع سن کر عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو خلعت مرحمت فرما کر ایک لشکرِ جرار کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔ امرائے ترکمان کو اس کی اطاعت اور بروقتِ ضرورت امداد کرنے کے لئے فرامین بھیجے۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کا ہمرکاب تھا۔ چند دنوں بعد یہ مہم موصل کے نزدیک پہنچی۔ عمید الدولہ نے اہلِ موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی۔ بغاوت و سرکشی کے خراب نتائج سے ڈرایا۔ اہلِ موصل نے شاہی علم کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ فصیل کے دروازے کھول دیئے۔ عمید الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے یہ خوشخبری سن کر بہ نفسِ نفیس گنتی کے چند سواروں کے ساتھ موصل کی طرف کوچ کیا اور لشکر ظفر پیکر شرف الدّولہ کے مقبوضات کو سر کرنے میں مصروف و مشغول رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ محاصرہ آمد سے نکل آیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی آمد کی اطلاع سن کر مؤید الدولہ بن نظام الملک سے خط و کتابت شروع کی' یہ ان دنوں رحبہ میں مقیم تھا۔ تحائف اور نذرانے بھیجے اور درخواست کی کہ سلطان ملک شاہ سے میری سفارش کریں۔ مؤید الدولہ کو شرف الدّولہ کی حالِ زار پر رحم آ گیا۔ اسے دربارِ سلطانی میں حاضر کیا اور سفارش کی۔ شرف الدّولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی۔ اپنی جسارت کی معافی مانگی۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے سلطان ملک شاہ نے اس کی خطا معاف فرما کر اپنی جانب سے سندِ حکومت عنایت کی اور خراسان کی طرف پیش قدمی کر دی۔

ابو القاسم دیار بکر کی طرف پیش قدمی

فخر الدّولہ بن جہیر اسی زمانہ سے دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا حتیٰ کہ ۴۷۸ھ میں زعیم الرؤساء ابو القاسم کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا زعیم الرؤساء نے دیار بکر پر پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور مدتوں محاصرہ کیے رہا۔ اہلِ شہر کے لئے رسد و غلّہ کی آمد بند کر دی گئی۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے اس دوران دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الرؤساء سے ساز باز کر کے دروازہ فصیل کا کھول دیا اور زعیم الرؤساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اہلِ شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے کیونکہ ان عیسائیوں نے زمانۂ حکمرانی ابنِ مروان میں اہلِ شہر پر حد و بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے اور یہی لوگ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ انہی دنوں فخر الدولہ میافارقین پر محاصرہ ڈالے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک لشکرِ جرّار سلطان ملک شاہ کی جانب سے لئے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا۔ اس خبر کے سننے سے محصوروں کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ مزید آفت یہ آئی کہ فصیل کی دیوار ایک جانب سے ٹوٹ گئی۔ اہلِ شہر نے فخر الدولہ کی طاقت سے خوفزدہ ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر پناہ چاہی۔ آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جوق در جوق شہر میں گھس پڑا اور ابنِ مروان کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا (زعیم الرؤساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ) سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کی شرفِ ملازمت حاصل کر لی۔

جزیرہ کا محاصرہ

مہم میافارقین سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابنِ عمر کو سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ جزیرہ بھی ابنِ مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ کے دوران ایک گروہ اہلِ شہر والئ جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والئ جزیرہ اس ہنگامہ کو ختم نہ کر سکا۔ ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر فصیل کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا شہر میں گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہی واقعات پر ۴۷۸ھ کا اختتام ہو جاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو جاتی ہے فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔

فخر الدّولہ کی وفات

چند دن بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیتا ہے فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۴۸۳ھ میں انتقال کر

جاتا ہے۔ فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا۔ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ پھر تحائف اور نذرانے لے کر بادشاہِ روم کے پاس گیا وہاں سے واپسی پر حلب آیا۔ معزالدولہ ابی شمال بن صالح کے دربار میں قلمدانِ وزارت حاصل کیا۔ چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا۔ ابن مروان اور اس کے باپ کے یہاں بھی عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ چند دنوں وزارت کر کے بغداد کا سفر کیا۔ خلیفہ نے بھی قلمدانِ وزارت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

وزراء کے بارے میں اہم واقعات

خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے برطرف کر دیا ابو الفتح مظفر بن رئیس الرؤساء کو اس عہدہ پر مامور کیا۔ پھر اس کو برطرف کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا جو ۴۸۴ھ تک عہدۂ وزارت پر فائز رہا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سماء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئین کوتوال بغداد کے ساتھ سلطان الملک شاہ کی بازیابی کا شرف حاصل کرنے کے لئے اصفہان چلا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے اس سے آگاہ ہو کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کی بابت جاری کر دیا۔ بعضوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض بھاگ گئے منجملہ ان لوگوں کے جو اسلام لائے ۔ ابو سعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اور اس کے عزیز و اقارب تھے۔

وزیر ابو شجاع کا انتقال

جس وقت ابو سعد اور گوہر آئین سلطان دربار میں حاضر ہوئے وزیر ابو شجاع کی شکایت کی سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ کی خدمت میں ایک عریضہ برطرفی وزیر ابو شجاع سے متعلق روانہ کیا۔ خلیفہ نے وزیر ابو شجاع کو برطرف کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس کے بجائے ابو سعد بن علاء بن حسن کاتب کو عہدۂ وزارت پر فائز کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلیفہ کا فرمان عالیشان ملتے ہی عمید الدولہ کو دارالخلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ نے ۴۸۴ھ میں قلمدانِ وزارت پھر عمید الدولہ کے سپرد کر دیا۔ نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت کی مبارکباد دینے آیا۔ برطرف وزیر ابو شجاع کا ۴۸۸ھ میں انتقال ہو گیا۔

اہلِ حلب کا پیغام

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس والیٔ حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامراللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا[1] اس کے بعد محمود بن صالح نے حکومتِ عباسیہ سے منحرف ہو کر حکومتِ علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی زیادہ زمانہ منقضی نہ ہونے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت ختم ہو گئی۔ جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی[2] رؤساء شہر اور عمائدینِ ملت کے مشورہ سے امورِ سلطنت سرانجام پانے لگے ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل تھا اور ابن حشیشی ان کا سردار ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے بلادِ روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی۔ ۴۷۷ھ میں انطاکیہ پر قبضہ کیا اور پھر اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے ان بن ہو گئی۔ ایک دوسرے سے لڑ پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہلِ حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی۔ اہلِ

---

[1] انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا۔ فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا حد درجہ کا ظالم اور کینہ پرور تھا اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے سلیمان کو اس غرض سے بلا بھیجا۔ سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دریا کو عبور کر کے شہر پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۷ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶)

[2] ان بن ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ فردوس والی انطاکیہ شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا جب قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب دستور قطلمش سے بھی طلب کیا انکار کیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶)

حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کی غرض سے مہلت طلب کی کیونکہ یہ لوگ اسی کے زیر حمایت تھے اور اس کے علمِ حکومت کے گے گردن جھکائے ہوئے تھے چنانچہ اہلِ حلب نے تتش برادر سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ بڑی خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ تتش اس خوشخبری کو سن کر حلب کی جانب روانہ ہوا' اس کے ہمراہ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا۔

حلب پر قبضہ

چونکہ امیر ارتق نے جب کہ سلطان ملک شاہ موصل کی جانب آیا ہوا تھا بوقتِ محاصرہ آمد زرِ نقد لے کر شرف الدولہ کو نکل جانے کی اجازت دے دی تھی' اس وجہ سے امیر ارتق بخوف سلطان ملک شاہ تتش کے پاس چلا آیا تھا اور تتش نے اس کو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی۔ پس جس وقت تتش نے حلب کی طرف قدم بڑھایا اور قلعہ حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا' اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا بیٹا) حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کر لیا مگر تتش کی طلبی سے پہلے ابنِ حتیشی اور اکثر رؤساءِ حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الاخریٰ ۴۷۹ھ میں حلب کی طرف کوچ کیا۔ موصل ہوتا ہوا حران آیا۔ والیٔ حران نے مصالحت کے ساتھ شہر حوالے کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے حران محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر میں دے دیا اس کے بعد الرہا کا رخ کیا۔ یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا محاصرہ اور جنگ کے بعد اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر کی جانب بڑھا' ایک دن اور رات محاصرہ کئے رہا' بالآخر بنی قشیر کو جو والی قلعہ تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ منبج پہنچا اور اس پر بھی بزورِ شمشیر اپنی کامیابی کا سکہ بٹھاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے نزدیک جا اترا۔ تتش نے یہ اطلاع سن کر حلب کو خیرباد کہا اور دمشق کا راستہ لیا' اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ کو پہنچتے ہی سالم بن مالک والیٔ قلعہ حلب نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان ملک شاہ مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور سالم کی درخواست کے مطابق اسے قلعۂ حلب قلعہ جابر کی حکومت مرحمت کی اس زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں برابر رہا حتیٰ کہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد روانگی

حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حاکم مامور کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی والیٔ شیراز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور والیٔ شیراز نے بھی سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی' لاذقیہ کفرطاب اور فامیہ کو مصالحت کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیراز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا اور ہفتہ عشرہ آرام کر کے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ زمانۂ قیام حلب میں اہلِ حلب نے ابنِ حتیشی کی سفارش کی تھی۔ سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں غربت و افلاس کی حالت میں وفات پا گیا۔

سلطان ملک شاہ دربار خلافت میں

سلطان ملک شاہ ذی الحجہ ۴۷۹ھ میں بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے' اگلے روز خلیفہ نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعتِ فاخرہ سے نوازا۔ خلعت دینے کے لئے دربارِ عام منعقد کیا گیا۔ کرسی خلافت پر خلیفہ جلوہ افروز تھے۔ وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا' پہلے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلیفہ کے حضور میں پیش کرتا اور ان کے اسماء و انساب اور مراتب بیان کرتا جاتا' اس کے بعد خلیفہ نے امورِ سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کا اختیار مرحمت کیا۔ سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور دربار سے واپس ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کو دیکھنے کے لئے گیا۔ کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث سنیں اور کچھ حدیثیں لکھیں۔ ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا۔ اس کے بعد ماہ صفر ۴۸۰ھ میں اصفہان کی طرف کوچ کیا پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۴ھ تک بغداد میں داخل ہوا اور دار الحکومت میں قیام کیا۔ تاج الدولہ تتش' قسیم الدولہ اقسنقر والیٔ حلب اور دوسرے حکمرانان ممالک محروسہ

حاضر ہوئے۔ ۴۸۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی شان دار مجلس نہ دیکھی تھی۔ امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لئے مکانات کی تعمیر شروع کر دی لیکن وقت نے مہلت نہ دی۔

بغداد میں مذہبی فسادات

دار الخلافت بغداد کیا بہ لحاظ آبادی اور کیا بہ نظر عمارات اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں تک ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے' ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر نہ پہنچا ہو گا مگر بحکم ہر کمالے راز والے' حکومت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضمحل ہو جانے سے بغداد فتنہ و فساد کا مخزن اور مرکز بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں' چوروں اور بدمعاشوں کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی سے عاجز آ گئے تھے۔ بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کو تیار ہو جاتا اور ناکام واپس آ آتا تھا اور کبھی کبھی باشندگان بغداد کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنت و جماعت اور شیعہ بوجہ اختلاف مذہب و عقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد برپا ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی باری تعالیٰ کی ذات و صفات میں صراحتہ" تشبیہ دیتے تھے' ان کے نزدیک امام احمد بن حنبل کی یہی رائے ہے حالانکہ امام صاحب اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال و قتال تک پہنچ جاتی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ فتنہ سارے شہر پر چھا گیا اب اس کا انسداد ناممکن تھا۔ فسادات بکرات مرات ہوتے رہتے۔ خلفاءِ عباسیہ تو بے کار ہی ہو گئے تھے امراءِ بنو بویہ اور ملوکِ سلجوقیہ بھی اس آگ کے بجھانے پر قادر نہ ہو سکے اس وجہ سے کہ بنی بویہ فارس میں رہتے تھے اور ملوکِ سلجوقیہ اصفہان میں چونکہ دار الخلافت بغداد کی ان دونوں مقامات سے معتدبہ دوری تھی۔ ان کے رعب داب کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی جانب سے دار الخلافت بغداد میں کوتوال عہدۂ کوتوالی پر رہتا تھا' وہ اس ہنگامہ کو ختم نہ کر سکتا تھا۔ وہی فتنہ اس کے روکنے سے رک جاتا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہ پہنچا تھا اور امراءِ بنی بویہ و ملوکیہ سلجوقیہ کو کبھی بذاتہٖ اس ہنگامہ کے خاتم کرنے کی طرف کوئی توجہ خاص اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیشہ ممالکِ مقبوضہ اسلامیہ کی ان امور کے انجام دینے میں مشغول و مصروف رہے جو اس سے زیادہ مہتمم بالشان تھے' انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع قمع نہ ہو سکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہا حتیٰ کہ اس کی خوش منظر عمارتیں مسمار ہو گئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ صرف نقش و نگار صفحۂ قرطاس پر باقی رہ گئے جس کو زمانہ مٹا نہ سکا۔

نظام الملک طوسی کے ابتدائی حالات

نظام الملک ابو علی حسین بن علی بن اسحاق طوسی کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پایا کر سن شعور کو پہنچا' تربیت' فقہ کی تعلیم پائی' احادیث کثیرہ کی سماعت کی۔ ابتداء اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی' کفایت شعار' منتظم اور ہوشیار آدمی تھا' چند ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ جو کچھ سال بھر میں نظام الملک پیدا کرتا سب چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقامت کا پتھر اپنے سینے پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر تابہ کے۔ ملازمت چھوڑ کر جعفری بک داؤد کے پاس بھاگ گیا۔ سابقہ آقا نے طلبی کا خط بھیجا' جعفری بک نے روک لیا۔ ابو علی بن شاذان کی پیشی میں کام کرنے لگا' جو جعفری بک داؤد والد سلطان الپ ارسلان و برادر سلطان طغرل بک کی جانب سے صوبہ بلخ کا والی تھا' چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری' انتظام اور الجھے ہوئے سیاسی معاملات کے سلجھانے کی عام شہرت ہو گئی تھی اور نیز ابو علی نے بوقتِ انتقال سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری' امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس وجہ سے انتقال کے بعد ابو علی سلطان الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا اور تمام امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت پر فائز رہا اور جن مراتب علیہ پر یہ پہنچا اس کو آپ نے ابھی پڑھ لیا ہے' اس کی اولاد بھی اعلیٰ مراتب جلیلہ پر فائز تھی' سلطان کو اس کا اس درجہ پاس و لحاظ تھا کہ اس کے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا والی تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جس کو سلطان نے کوتوالی مرو مامور کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی۔ عثمان جمال نے بوجہ نو عمری جوش میں آ کر امیر کو گرفتار کرا کے سزا دے دی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ سلطان کو سخت رنج ہوا لیکن نظام الملک کے لحاظ سے عثمان

جمال سے کوئی جواب طلب نہ کیا' البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے کو بھیج دیا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک عرصہ تک اس معاملے سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی' چغل خوروں نے چغلیاں بھی کیں۔

نظام الملک طوسی کی شہادت

چند دنوں بعد خود بخود یہ قصہ ختم ہو گیا' اس دوران ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے۔ نظام الملک بعد افطار روزہ شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی جانب آ رہا تھا۔ ایک لڑکا (جو غالباً'' فرقہ باطنیہ سے تھا) سائل کی شکل بنائے ہوئے ملا۔ نظام الملک نے عرضی لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔ لڑکے نے نظام الملک کے نزدیک پہنچ کر پیٹ میں چھری گھونپ دی۔ نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا۔ لڑکا بھاگا' لشکریوں نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی دن نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی شکل دیکھنے سے گونہ اطمینان اور سکون ہوا۔ تیس سال وزارت کی۔ اس وزارت کے علاوہ جو اس نے ملک شاہ کے باپ الپ ارسلان کے زمانۂ امارت خراسان میں کی تھی۔

سلطان ملک شاہ کا انتقال

جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے نظام الملک طوسی کی شہادت کے بعد سلطان ملک شاہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا اور تھوڑا عرصہ سفر کر کے آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی ابدی جدائی پر یہ ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدانِ وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا' اس وجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی جانب سے اچھے ہو گئے تھے۔ نمازِ عید پڑھ کر سلطان نے اپنے محلسرا کی طرف روانگی کی۔ موت کا وقت آ گیا۔ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو فوت ہو گیا۔

سلطان ملک شاہ کا وارث

سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا جو مال و اسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا تمام کا تمام محلسرائے خلافت میں پہنچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی جانب کوچ کر دیا۔ روانگی کے وقت درپردہ امراء و ارا کینِ سلطنت کو بے شمار زرِ نقد دی گئی اور یہ ہدایت کر دی گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و نگین بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد اس ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آئندہ موصل کا حکمراں ہو گا) کو طلب کر کے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے انگوٹھی سلطانی دیکھ کر قلعہ سپرد کر دیا۔ محمود کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی جانب سے درخواست دی گئی کہ ''محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے''۔ خلیفہ نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمائی لیکن اس شرط سے کہ امیر اترا کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے ہے) امورِ سلطنت و حکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد تقرریٔ عمال اور محکمہ خراج رہے' ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ حتیٰ کہ امام ابو حامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً'' جائز اور جاری نہیں ہو سکتے۔ امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تسلی ہو گئی اور خلیفہ کی شرائط کو منظور کر لیا۔ آخری شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ''ناصر الدولہ والدین'' کے لقب سے ملقب ہوا حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

۱۔ خواجہ نظام الملک طوسی ۲۱ ذیقعدہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا۔ ستتر برس کی عمر پائی۔ اصفہان میں دفن کیا گیا۔

برکیاروق کی بیعت

بوقتِ انتقال سلطان ملک شاہ' ترکمان خاتون نے اس کی واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعتِ سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اس کو آپ نے ابھی پڑھ لیا ہے۔ اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے لئے اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ مبادا میرے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ پڑے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' پس جس وقت سلطان ملک شاہ کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ خادمانِ نظامیہ نظام الملک کے جیل خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات جنگ لے کر شہر کو گھیر لیا۔ برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کی ماں زبیدہ بنتِ یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کی بابت ترکمان خاتون مادرِ محمود سے بہت خوفزدہ تھی لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسلی اور خوشی حاصل ہوئی۔

اصفہان کا محاصرہ

تاج الملک اس وقت اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے گیا لیکن بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی۔ ترکمان خاتون نے عذر قبول کر لیا۔ برکیاروق نے مع خادمانِ نظامیہ اصفہان سے رے کا راستہ لیا۔ امیر ارغس (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) مع اپنی رکاب کی فوج کے برکیاروق سے آملا۔ ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے' دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدانِ جنگ میں آئیں۔ ابھی معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ آئے' اس کے بعد معرکۂ کارزار شروع ہوا۔ ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو کر اصفہان کی طرف بھاگی۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر تاج الملک کا انجام

وزیر تاج الملک جنگ ترکمان خاتون اور برکیاروق میں موجود اور ترکمان خاتون کی جانب سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکمان خاتون کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ تاج الملک بھی قلعہ یزد یرد کی طرف بھاگا۔ راستے سے گرفتار ہو کر برکیاروق کی سامنے پیش کیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چونکہ برکیاروق اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اسے عہدۂ وزارت سے نوازنے کا ارادہ کیا اور خدامِ نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دو لاکھ دینار اس کی جانب انہیں دیئے وہ لوگ راضی ہو گئے' عثمان نائب نظام الملک کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ اس نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان غلاموں نے ایک دن تاج الملک کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ میں پیش آیا۔

عز الملک ابو عبداللہ

اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبداللہ حسین بن نظام الملک زمانہ محاصرہ اصفہان میں اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا' یہ اس سے قبل خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کا شرفِ حضوری حاصل کرنے کے لئے اصفہان آیا تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کا باپ شہید ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ کا بھی انتقال ہو گیا اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا حتیٰ کہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آیا' برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا اور قلمدانِ وزارت اس کے سپرد کر کے امورِ سلطنت و حکومت کی سیاہی و سفیدی کا مکمل اختیار مرحمت کیا۔

برکیاروق کی دربارِ خلافت میں حاضری

اس مہم سے فارغ ہو کر برکیاروق ۴۸۶ھ میں بغداد آیا۔ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے۔ خلیفہ نے اجازت دی۔ جامع بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ "رکن الدولہ" کا خطاب مرحمت ہوا۔ وزیر عمید الدولہ جہیر دربارِ خلافت سے خلعت لے کر برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ برکیاروق بغداد میں مقیم ہی تھا کہ خلیفہ مقتدی کا انتقال ہو گیا۔

خلیفہ مقتدی بِامراللہ کا انتقال

یوم شنبہ ۵ محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامراللہ ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامراللہ کا اچانک انتقال ہو گیا۔ ہوا یہ کہ سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی۔ خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا' اس کے بعد دستر خوان چنا گیا کھانا کھایا۔ جونہی ہاتھ دھویا' غشی طاری ہو گئی' مر گیا۔ وزیر عمید الدّولہ نے تجہیز و تکفین کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انیس سال آٹھ مہینے خلافت کی' اگرچہ خلیفہ مقتدی عالی ہمت' رعب و دبدبہ والا اور عظیم الشان تھا لیکن پھر بھی اپنے امراءِ حکومت اور ارا کینِ خلافت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا' اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا۔ عالی شان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ بغداد کی ترقی حکومتِ بنی طغرل بک کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔

باب ۳۱

احمد بن مقتدی مُستظہر باللہ

۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

ابو العبّاس احمد کی مسند نشینی

خلیفہ مقتدی کی وفات کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو دربارِ خلافت میں لا کر کرسیٔ خلافت پر فائز کیا۔ ارا کینِ خلافت اور امراءِ حکومت نے بیعت کی' ابو العباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ اس کے بعد وزیر عمید الدولہ بیعت لینے کی غرض سے برکیاروق کے پاس گیا برکیاروق نے بڑی خوشی سے خلیفہ مستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی' خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے دن مجلسِ عزّا منعقد ہوئی۔ سلطان برکیاروق مع اپنے وزیر عزالملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ اربابِ مناصب سے طراد عباسی' معمر علوی اور علماءِ کبار سے قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی' غزالی اور شاشی وغیرہ بھی ماتم پرسی کے لئے آئے۔ تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس چلے گئے۔

تتش بن الپ ارسلان کی کامیابیاں

پہلے بیان کیا گیا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کر دی تھی اور قبل انتقالِ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس گیا تھا' واپسی کے بعد ملک شاہ کی موت کی خبر سنی' فوراً بیت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کی جانب کوچ کیا اور لشکر مرتّب کر کے حلب پر چڑھائی کر دی۔ قسیم الدولہ آقسنقر والیٔ حلب نے سرِ اطاعت خم کر دیا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ باغیسان والیٔ انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران کو بھی لکھ بھیجا کہ بنظرِ مصلحت وقت' تا درستی احوال اولادِ سلطان ملک شاہ تتش کی اطاعت قبول کر لو۔ باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور اس کے ہمرکاب رحبہ کے محاصرہ کو بڑھے' ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رحبہ مفتوح ہوا تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے منبر پر پڑھا گیا۔ اس کی بعد تتش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور شمشیر اس کو بھی مفتوح اور تہ و بالا کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا اور موصل پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے کوچ کیا۔ راستے میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی۔ یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا۔ تتش نے عزّت افزائی اور عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

معرکۂ موصل

موصل کے نزدیک پہنچ کر ابراہیم بن قریش والیٔ موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اس کو منظور نہ کیا اور انکاری جواب دیا۔ تتش نے اعلانِ جنگ کر کے لڑائی کا آغاز کر دیا دس ہزار فوج تتش کی رکاب میں تھی آقسنقصر میمنہ پر تھا۔ بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والیٔ موصل تیس ہزار کی جمعیت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا۔ ایک شدید لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوئی۔ ابراہیم اور امراءِ عرب کا گروہ گرفتار ہو گیا۔ تتش نے تمام کو انتہائی بے دردی سے قتل کیا اور غلبہ ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت مرحمت کی۔ یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

تتش کی مخالفت

تتش نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد دار الخلافت بغداد میں اپنا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی۔ گوہر آئین کوتوال بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا "لشکرِ اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے" قاصد ناکام تتش کے پاس واپس آیا۔ تتش نے دیار بکر کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کی آذر بائیجان کا رخ کیا۔ ان واقعات کی اطلاع برکیاروق تک پہنچی۔ اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور ہمدان اور رے پر قابض ہو چکا تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا تتش سے مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ آقسنقر نے بوزان سے کہا "ہم نے تتش کی اطاعت محض اس وجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائی نامدار ملک شاہ کے بیٹوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا' ہم دیکھتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ الحمدللہ کہ جس بات کے ہم خواستگار تھے وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہو گیا۔ یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا بیٹا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تتش کی ساتھ نہیں رہ سکتے۔ کہو بوزان تمہارا کیا مشورہ ہے؟ "بوزان نے جواب دیا" میں آپ کی رائے سے متفق ہوں" آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگالیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع اپنے ساتھیوں کے تتش سے الگ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت ٹوٹ گئی۔ شکست کھا کر دمشق کی طرف لوٹ آیا۔ اب برکیاروق کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ گوہر آئین نے حاضر ہو کر تتش کی درخواست کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔ برکیاروق نے اس کی ایک نہ سنی' برطرف کر کے امیر نکیرو کو اس کی جگہ دار الخلافت بغداد کا کوتوال مقرر کیا' اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ خلیفہ مقتدی کا انتقال ہوا اور اس کے بعد کرسئ خلافت پر خلیفہ مستظہر فائز ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

آقسنقر اور بوزان کا خاتمہ

تتش نے آذر بائیجان سے شام کی طرف واپسی کرنے کے بعد فوجیں آراستہ کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے پیش قدمی کی برکیاروق نے امیر کو بوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہو گا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا۔ حلب[1] کے نزدیک دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج کی قدم اکھڑ گئے۔ آقسنقر گرفتار کر لیا گیا اور انتہائی بے رحمی سے مار[2] ڈالا گیا۔ امیر بوزان اور کربوقا بھاگ کر حلب میں جا چھپے اور اس کی حفاظت کا معقول بندوبست کیا۔ تتش نے پہنچ کر حلب کو محاصرہ میں لے لیا' چند دنوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار تتش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کربوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حرّان اور الرہا کی جانب روانہ کیا اس غرض سے کہ اہلِ حران اور الرہا امیر بوزان کی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں۔ لیکن اہلِ حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی' تتش نے جھلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ کر اہلِ حران کے پاس بھیج دیا' اہلِ حرّان خوف سے کانپ اٹھے بحالت ۔ مجبوری سر اطاعت جھکا دیا۔ باقی رہا امیر کربوقا اس کو حمص کے جیل میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ رضوان نے اپنے والد تتش کے مارے جانے کے بعد امیر کربوقا کو قید سے رہا کر دیا۔

تتش کی مزید کامیابیاں

اس مہم سے فارغ ہو کر تتش جزیرہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے دیار بکر' خلاط' آرمینیہ' آذر بائیجان اور ہمدان کو یکے بعد دیگرے' کسی کو بجنگ اور کسی کو بصلح و امان فتح کرتا گیا۔ انہی دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرفِ نیاز حاصل کرنے کے لئے جا رہا تھا' مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا لڑائی ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شبخون مار کر اس کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا' یہاں ایک

---

[1] تتش اور آقسنقر سے مقام نہر سبعین قریب تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب نو کوس کے فاصلے پر ہے۔ جنگ بڑی زبردست اور خونریز ہوئی' تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)

[2] امیر قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب شکست و گرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)

دوسری مصیبت سر پر آپڑی' تتش کو اس کی اطلاع مل گئی' وہ فخرالدولہ کے قتل پر تل گیا۔ امیر باغیسان نے سفارش کی بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی امیر کی سفارش سے عہدۂ وزارت بھی حاصل ہو گیا۔

برکیاروق کی اصفہان کو واپسی

ان مسلسل کامیابیوں سے تتش کے حوصلے بڑھ گئے' خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی پھر طمع پیدا ہوئی چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخرالدولہ کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابق ترکمانی کو ترکمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کوتوال مقرر کر کے بھیجا مگر اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ برکیاروق ان واقعات سے آگاہ ہو کر تتش کے سلسلہ فتوحات کو روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا۔ دجلہ کو بالائی موصل سے عبور کیا اربل ہوتا ہوا سرخاب بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر اپنے چچا تتش کے لشکر گاہ کے نزدیک جا اترا۔ دونوں لشکروں میں صرف نو کوس کا فاصلہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار فوج تھی اور اس کے چچا تتش کے رکاب میں پچاس ہزار جنگ آور تھے۔ تتش نے برکیاروق کی آمد سے آگاہ ہو کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیاروق پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ برکیاروق شکست کھا کر اصفہان پہنچا اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا' اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا محمود کے امراء نے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے اصفہان میں داخل کر لیا' اس کے بعد ہی محمود کا بھی آخری شوال ۴۸۷ھ میں انتقال ہوا۔ پھر برکیاروق اصفہان پر قابض و متصرّف ہو گیا۔ موید الملک بن نظام الملک۔ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر حاضر ہوا۔ برکیاروق نے ماہ ذی الحجہ ۴۸۷ھ میں مؤید الملک کو قلمدانِ وزارت حوالے کر دیا۔ مؤید الملک نے اپنی حکمت عملیوں اور عاقلانہ تدابیر سے امرائِ مملکت کو برکیاروق کی جانب مائل کر لیا' چند ہی دنوں میں اس کی جمعیت میں اضافہ ہو گیا۔

تتش کا انجام

برکیاروق کی شکست کے بعد تتش اور امراءِ مملکت میں ناراضگی بلکہ خاصی مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ تتش ان لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہتا تھا اور وہ لوگ بانتظارِ صحت برکیاروق جو بعارضہ چیچک بیمار ہو گیا تھا۔ بہ لطائف الحیل آج کل کا وعدہ کر رہے تھے اس دوران برکیاروق کو شفا حاصل ہو گئی' اراکینِ حکومت اس سے مل گئے اور تتش کو صاف جواب دے دیا۔ تتش نے جھلا کر ان لوگوں کی گوشمالی کے ارادہ سے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ امراءِ مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آموجود ہوئے' ہر طرف سے فوجیں چلی آرہی تھیں' بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ رے کے نزدیک چچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور تتش) کا مقابلہ ہوا۔ تتش شکست کھا کر بھاگا۔ آقسنقر کے کسی مصاحب نے بھاگ دوڑ میں اس کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔ اس کے مارے جانے سے فخرالملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی کی حکومت مزید مضبوط ہو گئی اور دارالخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔¹

محمد بن ملک شاہ کے حالات

برکیاروق نے خراسان پر اپنے برادر علاتی سنجر کو مقرر کیا تھا' چنانچہ مستقل طور سے اس کی حکومت خراسان میں مضبوط ہو گئی جیسا کہ اس کے حالات میں ہم ملوکِ سلجوقیہ کے حالات میں الگ بیان کریں گے۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اسی قدر ضبط تحریر میں لائیں گے جن کو خلیفہ اور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس وجہ سے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت و حکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے' جنہوں نے خاص طور سے خلافتِ عباسیہ کو دبا لیا تھا۔ سنجر بن ملک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد

¹ ہم نے امیر آقسنقر' سلطان ملک شاہ' برکیاروق اور تتش وغیرہ کے حالات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ حیات سلطان نورالدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے' جس کو زیادہ واقفیت حاصل کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکور کا مطالعہ کرے۔ (مترجم)

نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کے انتقال کے بعد اپنے بھائی محمود اور ماں ترکمان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا۔ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا آیا اور اس کے ساتھ ساتھ ۴۸۶ھ میں بغداد آیا' برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر مرحمت کیا اور انتظام کرنے کی غرض سے قتلغ تکین کو محمد کے ساتھ تعینات کر دیا۔ چند دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے موقع پا کر قتلغ تکین کو مار ڈالا' اس کے بعد مؤید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اسے قبل امیر انزد کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر انزد کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے۔ سمجھا بجھا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت مؤید الملک کو عنایت کیا۔ اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں مجد الملک بلارسانی کو کسی وجہ سے مار ڈالا۔ اس سے اکثر امرائے لشکر ناراض ہو گئے اور برکیاروق سے الگ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق سے کچھ نہ بن پڑی' رے کی راہ لی۔ رے پہنچتے ہی اس کا لشکر پھر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کی کامیابی

عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا' انہی دنوں یہ خبر معلوم ہوئی کہ محمد ایک لشکرِ جرار لئے ہوئے آ رہا ہے۔ برکیاروق نے رے سے اصفہان کی طرف واپسی کی' اہلِ اصفہان نے فصیل کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی طرف روانہ ہوا' اس کی بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پہنچ گیا اور مؤید الملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیاروق کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین کوتوال بغداد کو برکیاروق سے ناراضگی ہو گئی تھی۔ سلطان محمد کی فتح یابی کا حال سن کر مع امیر کربوقا والی موصل چکرمش والئ جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنکورہ کے فتح یابی کی مبارک باد دینے کو آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی' عزت و احترام سے پیش آیا حسبِ مدارج خلعتیں دیں' امیر کربوقا اور چکرمش سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطانِ محمد کا نام خطبہ میں داخل کرایا۔ دربارِ خلافت سے سلطان محمد کو "غیاث الدنیا والدین" کا خطاب عنایت ہوا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد

برکیاروق گزشتہ سنہ میں اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر ینال بن انوش تکین حسانی تھا' اس کے ہمراہ امراءِ لشکر کا بھی ایک گروہ تھا' ان سب نے خوزستان میں پہنچ کر عراق جانے پر اتفاق رائے کیا چنانچہ برکیاروق نے واسط کی طرف کوچ کیا واسط میں صدقہ بن مزید والئ حلہ نے حاضر ہو کر ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ دو چار دن آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا۔ ۱۵ سفر ۴۹۳ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ور رے مرج بھگ گیا۔ اس کے ساتھ امیر ایلغازی بن ارتق بھی تھا۔ سلطان محمد اور اس کے وزیرِ مؤید الملک کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کربوقا والی موصل اور چکرمش والئ جزیرہ کو بغداد روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک کی راہ لی۔

گوہر آئین کی حکمتِ عملی

گوہر آئین نے یہ صورت حال دیکھ کر باتفاق رائے امراءِ لشکر امیر کربوقا والی موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کی جانب گیا' ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا' زمین بوسی کی اور اس کی ساتھ ساتھ بغداد آئے' برکیاروق نے ابو المعالی عبد الجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت عنایت کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب کیا' جو اس کے اور اس کی باپ کی سپردگی اور جارج میں تھا۔ عمید الدولہ کا

حساب صاف نہ تھا ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچائی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعتِ فاخرہ سے برکیاروق کو نوازا اور برکیاروق مضبوطی کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

گوہر آئین کا انجام

برکیاروق نے تھوڑے دنوں بعد (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے بغداد سے شہر زور کی طرف قصد کیا۔ ترکمانوں کا ایک لشکر جرار اس کی رکاب میں تھا۔ والیٔ ہمدان نے زور دیا کہ آپ اس جانب تشریف لائیے اور جس قدر محمد کے امراء کی جاگیریں ہیں ان کو ضبط کر لیجئے' برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑا۔ نہرِ اسپیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے جنگ کا میدان گرم ہوا۔ محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی۔ امیر سرخو کوتوال اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا۔ میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا۔ میسرہ میں مؤید الملک اور فوجِ نظامیہ تھی۔ برکیاروق کے ساتھ قلب میں اس کا وزیر ابو المعالی تھا۔ میمنہ میں گوہر آئین صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر میسرہ میں کربوقا وغیرہ' برکیاروق کی جانب سے حملہ شروع ہوا سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا' محمد کا میسرہ مقابلے کی تاب نہ لا سکا شکست کھا کر بھاگا گوہر آئین کی رکاب کی فوج نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا' اس کے بعد محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر یلغار کیا' امیر کربوقا نے خم ٹھونک ہو کر مقابلہ کیا لیکن محمد کے میمنہ کے بھرپور حملہ کو روک نہ سکا' مجبوراً" پیچھے ہٹا' محمد نے میمنہ کی کمزوری محسوس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیج دی' امیر کربوقا کو شکستِ فاش ہوئی' محمد نے فوراً" دوسری طرف سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا' اتنے میں گوہر آئین اپنے بھاگتے ہوئے لشکر کو اکٹھا کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا' اتفاقِ وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی' گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا' سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ وزیر ابو المعالی گرفتار کر لیا گیا۔ مؤید الملک نے عزت و احترام کا سلوک کیا۔ اپنے خیمہ میں اتارا اور جنگ کے خاتمہ کے بعد اس کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر ۱۵ رجب ۴۹۳ھ کو بہ اجازت خلیفہ مستظہر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کی زندگی کے خاص گوشے

گوہر آئین کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا' خرید و فروخت یا اور جو مختلف ضرورتیں اس عورت کی ہوتی تھیں' وہ سب گوہر آئین انجام دیا کرتا تھا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہر آئین کی ذات سے کافی آرام تھا' وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ گوہر آئین ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اس قدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک عرصہ تک ابو نصر کے ساتھ بغداد میں رہا' یہاں تک کہ سلطان طغرل بک نے ابو نصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا' اس کے ساتھ گوہر آئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا' پس جب ابو نصر کا انتقال ہوا اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسط بطور جاگیر عنایت فرمایا اور بغداد کا کوتوال مقرر کیا' جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا' اس وقت گوہر آئین موجود تھا' اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا' سلطان الپ ارسلان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسے اسی عہدہ پر قائم رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہوا۔ دربارِ خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی' خلعت ملی۔ خطاب الامراء مملکت اور رؤسائے دربار خلافت نے اس کی بے حد اطاعت کی اور جو عزت و احترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ جنگِ مذکور میں مارا گیا۔

سلطان سنجر سے مقابلہ

اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر برکیاروق نے رے میں جا کر دم لیا۔ ہوش و حواس درست ہوئے تو اپنے خیر خواہوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کیے' چند دنوں بعد وہ لوگ ان سے آ ملے اور سب کے سب اسفرائن کی طرف روانہ ہوئے۔ امیر داؤد حبشی بن تونطاق

والیٔ خراسان و طبرستان کو دامغان سے بلا بھیجا۔ امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر روسائِ نیشاپور کو گرفتار کر لیا لیکن چند دن بعد ان تمام کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا امیر داؤد حبشی نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان سنجر نے لشکر بلخ کو لے کر مجھ پر لشکر کشی کی ہے' اس وجہ سے حاضری سے معذور ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد کی جائے' برکیاروق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا' جوش میں آ کر اسی وقت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد حبشی کی کمک کو روانہ ہو گیا' امیر داؤد حبشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی' مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا۔ سنجر کے میمنہ میں امیر برغش' میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا' برکیاروق نے قلبِ لشکر پر حملہ کیا۔ لشکر شکست کھا کر بھاگا بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر نے راہِ فرار اختیار کی۔

برکیاروق کی شکست

برکیاروق کی فوج اس کے لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی' بظاہر اس کو فتح یابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس دوران برغش اور کوکر نے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج غارت گری میں مصروف تھی' اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد برغش کے سامنے پیش کیا گیا برغش نے اس کو قتل کر ڈالا۔ باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جُرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا' دامغان میں بھی حفاظت کا کافی انتظام نہ پایا تو براستہ خشکی اصفہان روانہ ہوا کیونکہ اہلِ اصفہان نے اس کو طلبی کے خطوط بھیجے تھے لیکن اتفاقِ وقت سے محمد اس کے پہنچنے سے قبل اصفہان میں داخل ہو چکا تھا۔ مجبوراً سیمرم کو واپسی اختیار کی۔

وزیر عمید الدّولہ کی برطرفی و گرفتاری

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابو المحاسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد میں ہوئی تھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور مؤید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اس کو رہا کر کے اپنی جانب سے بغداد روانہ کیا تھا چنانچہ ابو المحاسن نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نیز مؤید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدّولہ کی برطرفی پر مجبور کیا' اس واقعہ کی عمید الدولہ تک اطلاع پہنچ گئی۔ عمید الدولہ نے ایک شخص کو قتل پر مامور کیا۔ قریب تھا ابو المحاسن اس شخص سے دوچار ہو گیا جیسے ہی اس شخص نے حملہ کیا ابو المحاسن پیچھے ہٹ گیا' حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابو المحاسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ حملہ آور کو اپنی جلد بازی پر پشیمانی ہوئی۔ بظاہر ابو المحاسن سے اپنی جسارت کی معافی چاہی اور ملنے کی درخواست کی مگر دماغ میں وہی خیال سمایا ہوا تھا کہ موقع ملے اور کب ابو المحاسن کا کام تمام کروں ابو المحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کر لیا جو اس کے ہمراہ بغداد آیا تھا اور اس سے قبل بغداد پہنچ گیا تھا۔ امیر ایلغازی کے آجانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی۔ سارا قصّہ از ابتدا تا انتہا ابو المحاسن کو کہہ سنایا۔ صبح ہوتے ہی تمام کے تمام بغداد آئے۔ ابو المحاسن نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر مؤید الملک کا پیام دوبارہ برطرفی عمید الدّولہ خلیفہ تک پہنچا۔ خلیفہ نے حکم دے دیا چنانچہ ابو المحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پچیس ہزار دینار جرمانہ بھی کیا۔ اس وقت سے یہ برابر برطرفی اور قید خانہ میں ہی رہا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا فرار

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ جنگِ اول میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر اصفہان کی جانب چلا گیا لیکن اہل اصفہان نے اس کو داخل نہ ہونے دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی وا لکی پسران برسق بھی آگئے۔ چند دن قیام کر کے ہمدان

کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان میں پہنچتے ہی امیر ایاز بھی آملا جو محمد کا پرانا خیر خواہ اور اس کے سرکردہ امراء سے تھا اور کسی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس کے رکاب میں پانچ ہزار سوار تھے۔ ایاز نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا۔ برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس دوران سرخاب بن کیخسرو والیٔ آدہ بھی امن حاصل کر کے برکیاروق سے آملا' اس کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ یکم جمادی الاخریٰ ۴۹۴ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ جنگ کا میدان گرم ہوتا تھا کہ محمد کے امراءِ لشکر یکے بعد دیگرے امان طلب کر کے برکیاروق کے پاس چلے آئے مجبور ہو کر محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر موید الملک بار سلانی کو ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کے روبرو پیش کیا۔ برکیاروق نے اس کو لعنت ملامت کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ خاتمۂ جنگ اور قتل موید الملک کے بعد وزیر المحاسن نے ایک شخص کو موید الملک اور اس کے عزیز و اقارب کے مال و اسباب کو ضبط کرنے کے لئے بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہنچ کر بغداد اور دیگر مقامات ممالکِ عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد موید الملک اور اس کے عزیز و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (تقریباً" ۱۵۰ گرام) وزن میں تھا۔

برکیاروق کی رے کو واپسی

اس مہم سے فارغ ہو کر برکیاروق رے کی طرف روانہ ہوا' رے میں امیر کرباقو والی موصل اور نور الدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آملا' رفتہ رفتہ چاروں طرف سے فوجیں آ آ کر جمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سواروں سے جمعیت بڑھ گئی۔ رہائش کی تنگی ہونے لگی' شہر قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔ نور الدولہ اپنے والد کے پاس واپس آیا۔ امیر کربو قاموء' دودبن اسمٰعیل بن یاقوتا سے جنگ کرنے کے لئے آذر بائیجان چلا گیا۔ (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام گزارنے کے لئے ہمدان کی راہ لی۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق پیچھے رہ گیا۔

محمد بن ملک کی پیش قدمی

محمد شکست اٹھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چند دن جرجان میں مقیم رہا۔ سنجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی سنجر نے محمد کو ابتداءً مالی مدد دی۔ اس کے بعد خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو جرجان آپہنچا اور اس کی ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا راستے میں جو شہر' قصبے اور گاؤں پڑتے تھے' ان کو لشکرِ خراسان تاخت و تاراج کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ رے کے نزدیک پہنچا' فوج نظامیہ بھی آملی' جمعیت بڑھ گئی' ساتھ ہی اس کے یہ اطلاع بھی ملی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو ادھر ادھر منتشر کر دیا ہے۔ اس کی رکاب میں اب تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہ ہو گی' محمد اور سنجر یہ سن کر انتہائی تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر پہنچی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایاز سے ملنے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے۔ فوراً" لوٹ کھڑا ہوا اور خوزستان کی راہ لی۔ گو ... قیام کرتا ہوا تشتر پہنچا۔ امراء بنی برلیق کو بلا بھیجا چونکہ ان امراء نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس وجہ سے وہ لوگ نہ آئے جواب بھی نہ دیا۔ برکیاروق گھبرا کر عراق کی جانب روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کا خواہش مند ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا' اس وجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیرباد کہہ کر برکیاروق کا سراغ لگاتا ہوا چل کھڑا ہوا تھا' اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان میں داخل ہوئے اور وہ ایک دن قیام کر کے پھر دونوں بغداد کی طرف روانہ ہوئے' محمد نے ایاز کے بعد ہی ہمدان اور حلوان پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور زر نقد جو کچھ پایا ضبط کر لیا' ایاز کے مال و اسباب میں بعض ایسی چیزیں ملیں جو نوادراتِ زمانہ سے تھیں۔ ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اس وقت موجود تھے جرمانے کئے۔

برکیاروق کی بیماری

برکیاروق ۱۵ ذیقعدہ ۴۹۴ھ کو بغداد پہنچا' خلیفہ مستظہر نے اپنی جانب سے امین الدولہ بن موصلایا کاتب کو مع فوج کے برکیاروق

کے استقبال کو بھیجا' برکیاروق مسلسل سفر سے بیمار ہو گیا' دربارِ خلافت میں حاضر نہ ہو سکا' اتنے میں عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے کے لئے عید گاہ نہ جا سکا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کے مکان پر منبر بھیج دیا۔ شریف ابو الکرم نے اس کی نام کا خطبہ پڑھا۔ برکیاروق کا ہاتھ تنگ ہو رہا تھا۔ پریشان تھا خلیفہ سے مالی مدد طلب کی۔ خلیفہ نے بڑی جرح کے بعد پچاس ہزار دینار صرف کئے لیکن اس مقدار قلیل سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا۔ رعایا کے مال و زر کی جانب ہاتھ بڑھایا' طرح طرح کے جائز اور ناجائز تدبیریں دینار وصول کرنے کی نکالیں۔ اس سے اہلِ بغداد کو برکیاروق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اسی دوران شام سے ابو محمد عبداللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا۔ برکیاروق نے اس کے بھی مال و دولت کو زبردستی چھین لیا۔

ابو محمد عبداللہ کے ابتدائی حالات

ابو محمد عبداللہ معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانۂ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا' جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اس کی زمامِ حکومت ابو الحسن علی بن عمارہ والیٔ طرابلس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال و قائم رکھا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا ابو محمد عبداللہ مذکور اپنے والد کا جانشین ہوا۔ چونکہ اس میں مادۂ شہادت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور بہادروں کا سرگروہ ہو کر انہی لوگوں میں رہنے لگا' ابو الحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' گرفتار کرنے کی تدبیریں کیں۔ ابو محمد نے متاثر ہو کر علمِ بغاوت بلند کر دیا اور بر سر منبر خلفاءِ عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو الحسن ؑ مصری خلافت کا مطیع تھا اور خلفاءِ مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

عیسائیوں کی جبلہ پر چڑھائی

اس واقعہ کے بعد عیسائیوں[1] نے جبلہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ بالآخر ابو محمد نے محاصرہ کی طوالت سے تنگ آ کر طغتکین اتابک والیٔ دمشق کو کہلا بھیجا کہ میں عیسائیوں کے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے عاجز آ گیا ہوں' آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا۔ عیسائی فوجیں یہ خبر سن کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں۔ ابو محمد نے تاج الملوک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ ابو الحسن کو اس کی اطلاع مل گئی۔ طغتکین کو لکھ بھیجا "تم ابو محمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار علاوہ اور اسباب و مال کے دینے کو تیار ہوں" طغتکین نے انکاری جواب دیا اور ابو محمد کو بحفاظت تمام بغداد بھیج دیا۔ ابو محمد نے بغداد میں پہنچ کر وزیر ابو المعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی۔ سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس

---

[1] ابوالحسن نے بغاوت کے بعد ابومحمد، دقاق بن تتش کو زرنقد دے کر محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا چنانچہ دقاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کیا۔ ابو محمد نے یہ خبر اڑا دی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تھوڑے دنوں بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے۔ اس مرتبہ ابومحمد نے یہ مشہور کیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرہ سے چھڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے کو آ رہی ہیں۔ عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر چلی گئیں، جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہو گئی تو پھر سہ بار محاصرہ کو بڑھیں۔ ابومحمد نے ان عیسائیوں کی طرف سے جو اس وقت جبلہ میں سکونت پذیر تھے۔ محاصر عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کی طرف آؤ ہم تم کو شہر پر قبضہ دلا دیں گے، عیسائی افسر اس پیام کو سن کر بےحد محظوظ ہوا فوراً تین سو سواروں کو اس برج کی طرف روانہ کیا۔ راستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا اور ابومحمد ان کو مارتا جاتا تھا تا آنکہ سب کو مار ڈالا۔ صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سروں کو عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیا۔ عیسائی فوجیں اس ماجرے کو دیکھ کر سہم گئیں۔ اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس گئیں۔ چند دنوں کے بعد پھر محاصرہ کا شوق چرایا۔ اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کندا صطبل گرفتار کر لیا گیا۔ عیسائیوں نے کثیر التعداد زرنقد دے کر اسے رہا کرایا مگر پھر بھی محاصرہ کی ہوس دماغ سے نہ گئی۔ ابومحمد نے یہ خیال کر کے عیسائی فوجیں چین سے نہ بیٹھنے دیں گی۔ طغتکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابومحمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد دہم صفحہ ۱۲۹)

ہزار دینار طلب کئے ابو محمد نے عرض کی "میرا مال انبار میں ہے" برکیاروق نے وزیر السلطنت ابو المعالی کو انبار بھیج کر ابو محمد کا تمام مال و اسباب اور زر نقد منگوا لیا اور اس میں سے ایک پیسہ تک ابو محمد کو نہ دیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

صدقہ بن منصور کی سرکشی

اس کے علاوہ برکیاروق نے اور بہت سے ناجائز افعال و حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا' جس کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کے بعد برکیاروق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والئ حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیج دو۔ صدقہ اس رقم کو ادا نہ کر سکا۔ برکیاروق نے دھمکی دی۔ اس پر صدقہ کو بھی جوش آ گیا' علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق نے اس بات سے مطلع ہو کر امیر ایاز کے ذریعہ سے صدقہ کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف صاف جواب دیا کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں' میں تمہارے پاس ہرگز نہ آؤں گا' صدقہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کوفہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیاروق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالکِ مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

محمد بن ملک شاہ کی کامیابی

ہم پہلے تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے اواخر ذوالحجہ ۴۹۴ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا' اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا اور برکیاروق حلوان ہوتا ہوا بغداد چلا آیا تھا اور اس پر قابض و غالب ہو گیا تھا لیکن چند دنوں کے بعد اہلِ بغداد کو اس کے ناجائز حرکات سے ناراضگی اور بیزاری پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ محمد تک اس کی خبر پہنچی۔ دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت مقام حلوان میں پہنچا۔ ایلغازی بن ارتق کوتوال بغداد نے مع اپنی فوج اور خدم اور حشم کے ملاقات کی۔ سلطان محمد کی جمعیت ایلغازی کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق بیماری کی شدت سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور سے اس کی زندگی کی امید نہ تھی' اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی غربی جانب چلے آئے تھے' اس دوران محمد بغداد آ پہنچا' دجلہ کے دونوں کناروں پر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑی تھیں' جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں۔ برکیاروق مع اپنے مصاحبوں اور لشکر کے بغداد کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا واسط چلا گیا اور محمد خوشی خوشی بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت درج تھی اور محمد کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ مجلسِ شوریٰ اور جامع بغداد کے منبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہلِ شہر نے اظہارِ مسرت کی غرض سے روشنی کی۔ آتش بازی چھڑائی۔ صدقہ بن منصور والئ حلب ملنے کے لئے آیا۔ اہل بغداد نے انتہائی خوشی سے استقبال کیا۔ سنجر نے گوہر آئین کے مکان میں سکونت اختیار کی۔ مؤید الملک کے بعد قلمدانِ وزارت خطیر الملک ابو منصور محمد بن حسین کو عنایت کیا گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ میں پیش آیا۔

محمد بن ملک شاہ کا تعاقب

۱۵ محرم ۴۹۵ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کے بھائی سنجر نے بغداد سے اپنے اپنے دارالحکومتوں کی طرف واپسی کی۔ چنانچہ سنجر خراسان کی جانب روانہ ہوا اور محمد نے ہمدان کی راہ لی' جیسے ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا' یہ خبر مشہور ہوئی کہ برکیاروق نے خلیفہ کو نامناسب کلمات سے یاد کیا ہے اور نیز اس کے عرف خاص سے معترض ہوا ہے۔ خلیفہ نے محمد کو برکیاروق کی غرض سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد نے پھر بغداد کی طرف واپسی کی۔ خلیفہ کو برکیاروق کی جانب سے اس قدر رنج و غصہ تھا کہ بنفسِ نفیس میدان جنگ میں چلنے کے لئے تیار ہوا۔ سلطان محمد نے گزارش کی کہ امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' یہ جاں نثار' برکیاروق کی سرکوبی کے لئے کافی ہے' خلیفہ نے یہ سن کر خوشی کا اظہار کیا اور محمد نے ابو المعالی مفضل بن عبد الرزاق کو کوتوال بغداد مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی جانب کوچ کیا۔ برکیاروق جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے' محمد کے آتے ہی بغداد سے واسط چلا آیا تھا۔ جب کسی قدر اس کو مرض میں افاقہ

محسوس ہوا تو شرقی واسط میں آکر قیام پذیر ہوا کیونکہ اہل واسط اس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر بھاگے جا رہے تھے۔ چند یوم کے بعد شرقی واسط سے بلاد بنی برسق کی جانب کوچ کیا۔ ان لوگوں نے برکیاروق کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا اور اس کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے۔ محمد کو روزانہ برکیاروق کی نقل و حرکت کی اطلاع ملتی جاتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا۔ حتیٰ کہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد سے لڑائی ہو گئی۔ دو دن تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی۔ سردی اور برف کی شدت نے فریقین کو جنگ و جدل سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر ایاز اور وزیر ابو المحاسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلذاجی وغیرہ محمد کی جانب سے ایک مقام پر جمع ہوئے۔ باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے جس قدر نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس پر بات چیت ہوئی۔

مصالحت

آخر کار مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت سلطنت دی جائے۔ حیرہ، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل کی عنانِ حکومت، محمد کے قبضۂ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہو گا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کے مخالفین کو اس کے ساتھ ہو کر پامال اور زیر کرے۔ غرض ان شرائط پر فریقین نے مصالحت کی۔ صلح نامہ کو وکلاءِ فریقین نے دستخطوں سے مرتب و مکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا۔ برکیاروق ساوہ کی طرف روانہ ہوا اور محمد نے قزوین کی جانب روانگی اختیار کی۔

سرکردہ افراد کا قتل

محمد کو مصالحت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے خفیہ طور پر برکیاروق سے ساز باز کر لی تھی اور اس وجہ سے وہ میری مخالفت کرتے تھے، اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کر دیا۔ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانے ان امراء کو جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے اپنے مکان پر بلایا۔ محمد کو موقع مل گیا۔ بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ وہ اندھے ہو گئے، اس وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ پھر کھل گیا۔ اسی زمانہ میں امیر ینال بن انوش تکین نے برکیاروق سے جب کہ وہ فرقہ باطنیہ سے لڑائی میں مصروف تھا۔ علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ رہنے کی طرف روانگی اختیار کی۔

برکیاروق کی انتقامی کارروائی

اس واقعہ کی اطلاع رفتہ رفتہ برکیاروق تک پہنچی، غضبناک ہو گیا فوراً لشکر مرتب کر کے آٹھ شب میں مسافت طے کر کے لشکر گاہ کے نزدیک پہنچ گیا، نویں دن فریقین میں صف آرائی کی۔ دونوں فریق کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کی جمعیت تھی۔ برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی آوہ نے امیر ینال بن انوشتکین پر حملہ کیا، جو محمد کے میمنہ کا کمان افسر تھا، امیر ینال مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا، امیر ینال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہوا اور دو چار دستے قزوین پہنچ گئے، ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ خیمے، اسباب، آلاتِ حرب اور غلہ و رسد وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ امیر ایاز اور البکی بن برسق قم تک تعاقب کرتا چلا گیا لیکن محمد کی گرد کو بھی نہ پہنچا، ناکام واپس آیا۔

محمد کی دفاعی حکمتِ عملی

محمد کا ایک نائب اصفہان میں رہتا تھا، امیر ینال وغیرہ بھی شکست اٹھا کر یہیں چلے آئے تھے، محمد نے پہنچتے ہی فصیل کی درستی کا حکم دیا (جس کو علاء الدین بن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرل بک سے جنگ کرنے کو بنوایا تھا) خندق کو اس قدر گہرا کرایا کہ پانی چھوٹ نکلا موقع موقع سے فصیلوں پر منجنیقیں نصب کرائیں، غرض مضبوطی اور استحکام کا انتظام پورا پورا کیا اور ہر طرح سے اپنے کو برکیاروق کا مقابل بنا لیا، برکیاروق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے بھی لشکر مرتب کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں اصفہان پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس

کی رکاب میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے' ایک عرصہ تک حصار کئے رہا۔ آخر کار محصوروں کو رسد و غلّہ کی کمی محسوس ہوئی حتیٰ کہ لشکری بھوکوں مرنے لگے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کیا۔ مجبوری کے باعث محمد نے شہر کو اپنے امراءِ لشکر کے حوالے کیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو لئے ہوئے بروزِ عید الاضحیٰ سنہ مذکور شہر کی ایک طرف نکل کھڑا ہوا' اس کے ہمراہ امیر ینال بھی تھا۔ گھوڑے' دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے' ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا۔ چند کوس چل کر قیام کر دیا۔

برکیاروق کی واپسی

برکیاروق کی اس بات کی اطلاع جاسوسوں نے پہنچا دی۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوجی ہمراہ کیا امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جلد ہی محمد کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا "اے ایاز میں نے کبھی تیری ساتھ برائی نہیں کی۔ تیری گردن میں میرے عہد و پیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذّمہ نہیں ہو سکتا۔ میری ایذا رسانی سے تجھ کو کوئی فائدہ نہ ہو گا"۔ ایاز نے ان دردناک فقروں کو سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ گھوڑے' علم اور کچھ مال و اسباب لے کر برکیاروق کے پاس واپس آیا۔ برکیاروق نے محاصرے میں شدّت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ خندقوں کو مٹی اور پتھروں سے پاٹ دیا۔ سیڑھیاں لگا کر فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا۔ اہل شہر بھی باہم عہد و پیمان کر کے خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے بے جگری سے لڑے اور محاصرہ کرنے والوں کو مار بھگایا۔ برکیاروق کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اہلِ شہر کی دلیری سے اس درجہ متأثر و خوفزدہ ہوا کہ ۸ ذالحجہ سنہ مذکور کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف واپسی کی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو مع ترشک صوابی کے ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے شہر قدیم موسوم بہ شہرستان کے محاصرہ پر چھوڑ دیا۔

وزیر ابو المحاسن کا خاتمہ

زمانۂ محاصرۂ اصفہان میں برکیاروق کا وزیر ابو المحاسن عبد الجلیل بن محمد دہستانی مارا گیا۔ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں جا رہا تھا۔ ایک شخص[1] نے لپک کر برچھے کا وار کیا۔ چکرا کر گرا۔ خدام خیمہ میں اٹھا لائے دم توڑ دیا۔ وزیر ابو المحاسن کریم النفس' وسیع القلب اور خلیق تھا مگر اس کے زمانۂ وزارت میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن فتنہ و فساد کی وجہ سے خراج میں کمی ہو گئی تھی۔ تاجروں سے قرض لے کر کام چلایا جاتا تھا اور پھر وہ بوجہ جنگ و جدل ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ تجارت پیشہ اصحاب' شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے۔ وہ لین دین کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور زبردستی ان سے قرض لیا جاتا۔ آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے قابلِ وصول مطالبات ڈوب گئے' اس کا بھائی عمید مہذّب ابو محمد بوقت مصالحت برکیاروق محمد اس کا نائب ہو کر بغداد گیا ہوا تھا' اسے ایلغازی بن ارتق کوتوال بغداد نے جو محمد کی جانب سے مقرر تھا گرفتار کر لیا۔

ایلغازی کی ملاّحوں کے خلاف کارروائی

ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے زمانہ جنگ اول میں کوتوال بغداد پر تعینات کیا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی تحریر کیا ہے خراسان کی راہ داری پر بھی یہی متعین تھا۔ ایک دن دجلہ عبور کر کے بغداد آ رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک سوار نے ایک ملاّح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا۔ عوام الناس بگڑ گئے' قاتل کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے باب نوبہ پر لائے۔ اتفاقاً" ایلغازی کا لڑکا مع ایک گروہ کے رل گیا۔ اس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ ان لوگوں نے اس پر تیرباری کی۔ وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہنچا۔ ایلغازی کو غصہ آ گیا' سوار ہو کر ملاّحوں کے محلے کی طرف گیا اور کھڑے کھڑے ان کو لٹوا لیا۔ اوباشوں اور بدمعاشوں نے ایلغازی کے ساتھیوں پر دست درازی شروع کی۔ ایلغازی کے ساتھی ان کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگے۔ ایلغازی کے ساتھیوں نے تعاقب کیا جیسے ہی یہ لوگ نصف دریا میں پہنچے۔ ملاّحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا۔ خود تو تیر کر نکل آئے اور وہ تمام ڈوب گئے۔ ایلغازی نے ترکمانوں کو

---

[1] بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعید حداد کا غلام تھا۔ وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گزشتہ سال میں قتل کر ڈالا تھا' اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار ڈالا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

بغداد کے غربی جانب کو لوٹنے کے لئے جمع کیا۔ خلیفہ مستظہر کو اس کی اطلاع ملی تو قاضی القضاۃ اور الکیا الہراسی مدرس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس ممانعت کے لئے بھیجا۔ چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کو روکنے سے اپنے اس ارادہ سے باز آ گیا۔

ایلغازی کا مزار

پس جب سلطان محمد کو بمقابلہ برکیاروق شکست ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر نکل بھاگا اور برکیاروق نے رَے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کمشتکین کی مدافعت کو بلا بھیجا چنانچہ سقمان تکریت ہوتا اور اس کو تہ و بالا کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا۔ اسی دوران کمشتکین بھی ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے نزدیک آ اترا۔ ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کر دو ایک گاؤں کو لوٹا۔ کمشتکین کا ایک حصّہ لشکر تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس آیا' ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے۔ کمشتکین اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ جامع بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کی جانب سے سیف الدّولہ صدقہ والیٔ حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا اور سامانِ سفر درست کر کے جسد صرصر کی طرف کوچ کر دیا۔ بغداد میں خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے صرف خلیفہ کی دعا پر اکتفا کیا گیا۔

ایلغازی اور سقمان کی لوٹ مار

صرصر میں پہنچ کر سیف الدولہ ایلغازی اور سقمان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں ایلغازی اور سقمان یہ سن کر لوٹ پڑے اور سب مِل جل کر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے دیہاتوں کو لوٹنے لگے۔ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا' عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ساتھ تھے طوفان اٹھا دیا۔ خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفانِ بدتمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کے لئے لکھا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ دجیل کے دیہاتوں کو تہ و بالا کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ عوام الناس تو ان سے برہم ہی تھے۔ بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید جدال و قتال پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا' خلیفہ نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی اور تاج الرؤساء بن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کو روکنے کے لئے روانہ کیا۔ سیف الدّولہ وغیرہ نے یہ شرائط پیش کیں کہ (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی جانب سے بغداد کا کوتوال ہے نکال دیا جائے۔ (۲) جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ نے دونوں شرائط کو منظور کر لیا۔

کمشتکین کا تعاقب

چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکل کر واسط کی راہ لی اور سیف الدّولہ نے حلہ کی طرف واپسی کی۔ ادھر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ادھر کمشتکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ سیف الدّولہ اور ایلغازی کو اس کی اطلاع ملی فوراً اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے واسط پر جا اترے کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا۔ سیف الدولہ نے تعاقب کیا بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام امیروں نے اپنے بیٹے کو اپنا نائب بنایا' ایلغازی نے بغداد کی طرف واپسی کی اور سیف الدّولہ نے حلّہ کی جانب چونکہ واقعات و حادثات مذکورہ بالا سے خلیفہ کو سیف الدّولہ سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے سیف الدّولہ نے واسط سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا خلیفہ نے اس کی معذرت قبول فرمالی اور خوشنودیٔ مزاج کا اظہار فرمایا۔

نیال کی سرکوبی

سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ رَے میں پڑھا جاتا تھا' پس جب سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے فرصت ملی تو نیال بن انوشتکین حسامی کو رَے کی طرف اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کرنے کے لئے روانہ کیا' نیال کی ساتھ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا۔ ان لوگوں نے رَے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے۔ سلطان برکیاروق نے برسق کو ایک لشکر جرار کے ساتھ نیال کی

سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ رَے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال مع اپنے بھائی علی کے شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے قزوین کی راہ لی اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ان کے اکثر ساتھی پہاڑ کے کھڈوں میں گر کر مر گئے۔ بڑی مشکل سے سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر بڑی عزت سے پیش آیا۔ دو چار دن بعد جب نیال کے ہوش و حواس درست ہوئے اور سفر کی تھکاوٹ دور ہوئی تو اس نے ایلغازی اور سقمان پسران ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی' ان کے بعد سب کے سب سیف الدولہ کے اس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کی پر تشدد کارروائیاں

بغداد میں پہنچ کر نیال نے ایلغازی کی بہن سے عقد کیا جو تاج الدولہ تتش کی زوجیت میں تھی اور حسب عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ ارکانِ حکومت اور امراءِ لشکر سے جرمانے' تاوان وصول کرنے لگا' اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا جو شخص ان لوگوں سے ذرا بھی مزاحمت کرتا اس کی زندگی دوبھر ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعالِ قبیحہ اور حرکاتِ ظالمانہ کی ممانعت کے لئے بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آئندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہو' ارتکاب نہ کروں گا۔ لیکن عہد پورا نہ کر سکا۔ بدستور اسی وطیرہ پر قائم رہا۔ خلیفہ نے اس قسم کا پیام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا۔ اس نے بھی خلیفہ کے حکم کی اطاعت کا اقرار کیا۔ قسم کھائی مگر اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم و ستم سے نہ رکے' تب خلیفہ نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم و ستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کے لئے بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۶ھ میں بغداد میں داخل ہو کر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال و ایلغازی کو طلب کر کے نصیحت و فضیحت کی اور ان کو عراق سے کوچ کر جانے پر مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی' سیف الدولہ نے اس کو مہلت دی اور حلہ کی طرف واپس ہوا' اس کے بعد کیم ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیال نے اوانا کی جانب کوچ کیا اور اہلِ اوانا کی ساتھ بھی وہی غلط اور ظالمانہ حرکات کیں جو اہلِ بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگا۔ خلیفہ نے سیف الدولہ کو پھر اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی کوتوال بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں کے سامنے سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے آذربائیجان کی جانب چل کھڑا ہوا اور ایلغازی مع اپنی فوج کے بغداد لوٹ پڑا۔

نیال کی رَے کی طرف پیش قدمی

گنجہ اور بلاداران پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر زیرِ قیادت امیر عزؔ علی رہا کرتا تھا۔ سلطان محمد اصفہان میں ایک عرصہ سے محصور تھا۔ امیر عز علی مع اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن مؤید الملک بن نظام الملک بھی تھا۔ ۲۰ ذالحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ رے پہنچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ اس کی بعد سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کی ساتھ نیال اور علی پسران انوشتکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ان لوگوں کو سلطان محمد نے نیال کو مع اس کے بھائی علی رے کی طرف روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی اطلاع پا کر رَے چھوڑ کر بھاگ گیا' نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے اس واقعہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو اطلاع ملی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہلِ رَے کی حمایت کو آگیا ہے' سلطان محمد نے بلد شروان کا رخ کیا۔ رفتہ رفتہ اردبیل پہنچا۔ مودودؔ بن اسمٰعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو مودود فوت ہو گیا۔ پس اس کے تمام لشکریوں اور امراء فوج نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ ان میں سقمان قطبی والیٔ خلاط و آرمینیہ محمد بن باغیسان (ان کا باپ والی انطاکیہ تھا) اور الپ ارسلان بن سبع احمر بھی تھا۔

---

[1] مودود کا باپ اسمٰعیل سلطان برکیاروق کا ماموں تھا۔ شروع زمانہ حکومت برکیاروق میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی' برکیاروق نے اس کو قتل کر دیا' مودود کو اس وجہ سے برکیاروق کے ساتھ مخالفت پیدا ہو گئی علاوہ بریں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا (مترجم)

سلطان محمد کو شکست

ان لوگوں کے اجتماع سے آگاہ ہو کر سلطان برکیاروق نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور انتہائی تیزی سے فوج کو مرتب کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے نزدیک پہنچ گیا۔ آذربائیجان کے باب خوی پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشاء کے وقت تک شدید لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں سلطان برکیاروق کی جانب سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کیا' سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی طرف بھاگا۔ امیر سقمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ امیر علی والیٔ اردن روم نے اس سے ملاقات کی۔ اس کے بعد آنی کی طرف کوچ کیا۔ منوچہر برادر فضلون رووادی اس شہر کا حاکم تھا' پھر آنی سے تبریز چلا آیا۔ محمد بن مؤید الملک بن نظام الملک بھی اس جنگ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ شکست کے بعد سلطان محمد نے دیار بکر میں جا کر دم لیا۔ چند دن دیار بکر میں قیام کر کے بغداد کی جانب روانگی اختیار کی۔

محمد بن مؤید الملک کے ابتدائی حالات

مؤید الملک کی زندگی میں محمد مدرسہ نظامیہ کے نزدیک بغداد میں رہا کرتا تھا' ہمسایوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی' ہمسایوں نے اس کے باپ مؤید الملک سے اس کے ظلم و ستم کا شکوہ کیا' موید الملک نے گوہر آئین کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ محمد کو اطلاع ہو گئی' دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ اس کے بعد ۴۹۲ھ میں مجد الملک بارسلانی کے پاس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا باپ مؤید الملک سلطان محمد کے پاس قبل دعویٔ سلطنت و بادشاہی گنجہ میں تھا۔ مجدُ الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد محمد اپنے باپ مؤید الملک کے پاس جا پہنچا اس وقت موید الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا' جب اس کا باپ موید الملک مارا گیا تب بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ سلطان برکیاروق شکست کے بعد سلطان محمد مابین مراغہ و تبریز ایک پہاڑ پر جا کر مقیم ہوا' ایک سال تک وہاں قیام پذیر رہا۔

وزیر سدید الملک کی برطرفی

خلیفہ مستظہر نے عمید الدّولہ وزیر کی برطرفی کے بعد سدید الملک ابو المعالی بن عبدالرزاق ملقب بہ عضد الدّولہ کو قلمدانِ وزارت عنایت کیا۔ ۴۹۶ھ میں اسے گرفتار کر کے مع اس کے اہل و عیال کے دارالخلافت میں قید کر دیا۔ اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً گئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ اسکی برطرفی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا۔ اس کی تمام عمر بادشاہوں کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اسی قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی و خوگر ہو رہا تھا اور مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

ابو القاسم بن جہیر کی تقرری

مذکورہ وزیر کی گرفتاری کے بعد خلیفہ نے امین الدّولہ ابو سعد بن موصلایا کو مجلس شوریٰ کا ناظر تعینات کیا اور زعیم الرؤساء ابو القاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب کیا۔ ارباب حکومت اور ارکین سلطنت نے استقبال کیا۔ دربار خلافت سے خلعت وزارت عنایت ہوئی۔ قوام الدولہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ زعیم الرؤساء ابو القاسم' امین الدولہ ابو سعد مذکور کا بھانجہ تھا۔ چونکہ ابو المحاسن وزیر سلطان برکیاروق' ابو القاسم کو سلطان محمد کی طرف داری سے متہم کرتا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر آمادہ کر رہا ہے' اس وجہ سے گزشتہ سال میں بخوفِ سلطان برکیاروق بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدّولہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا' باقی رہا اس کا ماموں امین الدّولہ ابو سعد' اس نے بھی مجلسِ شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی اور خانہ نشینی اختیار کر لی۔

ابو القاسم کی برطرفی اور بحالی

زعیم الرؤساء پانچویں صدی کے آخر میں پھر برطرف کیا گیا۔ گرفتاری کے خوف سے سیف الدّولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزین ہوا۔ سیف الدولہ نے اس کو بحفاظت تمام حلّہ بلوا لیا۔ یہ واقعہ زعیم الرؤساء کی وزارت کے تین سال چھ ماہ بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابو الحسن دامغانی چند دن اس کی نیابت کرتا رہا۔ اس کے بعد ابو المعالی بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدہ

وزارت سے سرفراز ہوا پھر ۵۰۲ھ میں باشارۂ سلطان محمد برطرف کیا گیا لیکن اس شرط پر کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا' رعایا کے ساتھ ظلم و جبر سے پیش نہ آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دے پھر عہدۂ وزارت پر باجازت سلطان مذکور بحال ہوا اور جب ۵۰۴ھ میں پھر برطرف کیا گیا۔ اس کے بجائے ابو القاسم بن جہیر عہدۂ وزارت پر مقرر ہوا۔ ۵۰۹ھ تک وزارت کرتا رہا۔ اس کے بعد ربیع ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین وزیر سلطان کو قلمدان وزارت عنایت ہوا۔

مصالحت کی کوشش

کئی برس بیت گئے اور دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جنگ و جدل کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ خونریزی' قتل و غارت کی کثرت ہی ہوتی گئی۔ گاؤں' قصبے اور شہر اجاڑ و برباد ہو گئے۔ امراء اور حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے۔ سلطان برکیاروق کا دارالحکومت رے تھا۔ رے' جبل' طبرستان' خوزستان' فارس' دیار بکر' جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان کو اپنا مستقر حکومت بنا رکھا تھا' آذربائیجان' بلاد ارانیہ' آرمینیہ' اصفہان اور باستثناء تریت تمام عراق میں سلطان محمد کا سکّہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بطائح کے صوبے میں بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرے میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان' اس کی حالت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک' سنجر برادر سلطان محمد کے قبضے میں تھا اور خطبوں میں بعد سلطان محمد کے بجائے سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور اور نیز امراء و حکام کے تحکّم و قلت مال و خرابی ملک کا احساس کر کے مصالحت کی طرف مائل ہوا۔ قاضی ابو المظفر جرجانی حنفی اور ابو الفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قرا تکین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔

سلطان محمد کی مصالحت پر آمادگی

ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیام مصالحت پہنچایا اس کے بعد مصالحت کے فوائد' خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و نصیحت کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی۔

(۱) یہ کہ سلطان برکیاروق' سلطان محمد کے علم و طبل سے معترض و مزاحم نہ ہو۔
(۲) یہ کہ فریقین کے مقبوضہ شہروں میں دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔
(۳) یہ کہ دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسّط سے خط و کتابت کی جائے۔ بغیر توسط وزیر کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھا جائے۔
(۴) یہ کہ کسی فریق کو مجاز نہ ہو گا کہ وہ کسی لشکری کو روک ٹوک کرے۔ جس کا جس سلطان کے پاس دل چاہے جا سکتا ہے۔
(۵) یہ کہ نہر اسپید رود سے باب الابواب' دیار بکر' جزیرہ' موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرّف رہے اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کا ماتحت سمجھا جائے۔
(۶) یہ کہ علاوہ مذکورہ بالا شہروں کے تمام ممالکِ اسلامیہ سلطان برکیاروق کے سپرد کیے جائیں۔

اصفہان کا معاملہ

سلطان محمد مصالحت ہونے کے بعد اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کہلا بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آؤ۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو بخوشی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور حسب ہدایت اصفہان کو سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کی جانب چلے آئے' ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے۔ سلطان برکیاروق نے انتہائی عزت و احترام سے زرکثیر اور بہت سا سامان سفر عنایت فرما کر اپنے بھائی کے اہل و عیال کو رخصت کیا اور حفاظت و خدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

ایلغازی کوتوال بغداد اور سیف الدولہ

اس کے بعد سلطان نے دربارِ خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا' ایلغازی کوتوال بغداد نے دربار میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اجازت دی۔ چنانچہ بغداد اور واسط کے منابر پر جمادی الاوّل ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدق والی حلہ نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ میں ایلغازی کو بغداد سے باہر نکال کرنے کے لئے عنقریب آنے والا ہوں۔ امیر سیف الدولہ' سلطان محمد کا خیر خواہ تھا۔ ایلغازی نے یہ خبر پا کر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عقرقوبا میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ تاج کے حضور میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور غربی بغداد میں جا کر خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی کہ "میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اس وجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ حلوان جو میری جاگیر ہے باعتبار مصالحت سلطان برکیاروق کا مقبوضہ شہر تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں کوتوال ہوں سلطان مذکور ہی کے شہروں میں شامل ہوا ہے" سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلّہ واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیاروق' امیر ایاز اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اس کے سندِ حکومت و سلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا۔ سروں پر رکھا اور خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیاروق کا انتقال

مصالحت کے بعد سلطان برکیاروق نے اصفہان میں اقامت اختیار کی۔ کئی مہینے مقیم رہا۔ اس دوران بیمار ہو گیا' اسی حالت میں بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام یزد جرد پہنچا تھا کہ مرض نے شدّت اختیار کر لی۔ بدرجہ مجبوری قیام کیا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا۔ چالیس دن تک ٹھہرا رہا۔ جب اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا۔ اراکین حکومت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا۔ اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ سال کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ اراکین حکومت سے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لی گئی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بہ ارادہ واپسی اصفہان یزد جرد میں قیام پذیر رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کا انتقال ہو گیا' امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سن کر لوٹ پڑے' تجہیز و تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس قبر میں جو اس کے لئے بنائی گئی تھی دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد میں آمد

تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے' خیمے' جھنڈے' چتر اور وہ تمام اسباب جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتے ہیں ملک شاہ کے لئے مہیّا کئے' امیر ایلغازی کوتوال بغداد' مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی اس کو ابھار کر دار الخلافت بغداد لئے جا رہا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ چنانچہ ۱۵ ربیع الآخر سنہ مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے۔ پندرہ ہزار سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابو القاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی۔ مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی اور امیر طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور وہی خطابات اس کو عنایت کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے۔ خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات سونا اور چاندی نچھاور کئے۔

موصل کا محاصرہ

چونکہ موصل منجملہ ان شہروں کے ساتھ تھا جو سلطان محمد کو بروئے مصالحت ملے تھے۔ اس وجہ سے مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا پختہ ارادہ کیا (موصل اس وقت تک چکرمش کے قبضہ اقتدار میں تھا) لیکن آذربائیجان سے اپنے ساتھیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا۔ جب اس کے ساتھی آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابو المحاسن کو محافظتِ اصفہان کے صلہ

میں قلمدانِ وزارت عنایت فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بہ ارادہ موصل کوچ کیا چکرمش کو خبر ہوئی۔ اس نے قلعہ بندی کا انتظام کیا' شہر کی فصیلوں پر جابجا منجنیقیں نصب کرائیں۔ نئی نہریں کھدوائیں۔ دمس باندھے اور بیرو نجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اس دوران سلطان محمد نے موصل پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آغازِ جنگ سے قبل اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکرمش کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اس کو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلح نامہ بھی دکھلایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے۔ ساتھ ہی یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تم کو تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا۔ چکرمش نے کہلا بھیجا۔ "سلطان برکیاروق کا فرمان میرے پاس آیا ہے جو اس مصالحت اور صلح نامے کے خلاف ہے"۔

سلطان محمد کی چکرمش سے لڑائی

یہ سن کر سلطان محمد آگ بگولا ہو گیا' محاصرہ میں سختی سے کام لینے لگا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ہزاروں جانیں جانبین کی ضائع ہو گئیں۔ ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج سارا دن لڑتی رہی اور اس قدر متواتر حملے کئے کہ شہرپناہ کی دیوار تک پہنچ کر فصیل میں سوراخ کر دیا۔ لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات ہو گئی' محاصر اپنے مورچے میں واپس آئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت فصیل کی دیوار درست کر لی اور قدر اندازوں کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا۔ صبح ہوتے پھر لڑائی کا میدان گرم ہو گیا۔ سپاہیوں نے سرفروشانہ جنگ شروع کر دی ۹ جمادی الاول ۴۹۸ھ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر چکرمش کو پہنچی' اس نے ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ لیا یہ طے ہوا کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ چکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا "آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجئے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں" سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہنچ کر چکرمش کو بارگاہِ سلطانی میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں لے آیا۔ سلطان محمد نے اٹھ کر معانقہ کیا اور پھر بلا تاخیر اسے موصل واپس کر دیا کیونکہ اہل شہر چکرمش کے چلے آنے سے بے حد پریشان اور فکر مند تھے۔ اگلے روز چکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو بیش قیمت تحائف اور نذرانے بھیجے۔

امیر ایاز کا تذبذب

سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی طرف کوچ کیا۔ سقمان قطبیؒ[1] اور چکرمش والیٔ موصل وغیرہ امراءِ حکومت سلجوقیہ اس کے ساتھ تھے' اس سے قبل سیف الدولہ والیٔ حلہ نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے اور اپنے بیٹوں اور وبیس کو سلطان محمد کے پاس اسے بغداد لانے کو بھیجا۔ پس یہ دونوں بھی مرکب سلطان کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی اطلاع ملی۔ لشکر مرتب کر کے نکل کھڑا ہوا اور بغداد کے باہر آ کر خیمے نصب کرائے' امراء اور ارکینِ حکومت کو جمع کر کے مشورہ دیا۔ سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی غلطی اور جنگ کے انجام کو ظاہر کیا اور یہ لالچ دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے تو وہ بڑا دریا دل ہے۔ تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز شش و پنج میں پڑ گیا۔ کبھی مصالحت و اطاعت کی طرف جھکتا اور کسی وقت جنگ و جدال پر تل جاتا تھا اسی طرف۔ اس کو طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور ناکہ بندی بھی کر رہا تھا حتیٰ کہ سلطان محمد آخری جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہنچ گیا۔ غربی بغداد میں مقیم ہوا اور اس طرف کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا' جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دعا پر اکتفا کیا اور اللھم اصلح سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

مصالحت کی کوشش

امیر ایاز نے اپنے ساتھیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا ہی حلف ایفائے عہد و پاسِ وعدہ کے لئے کافی

[1] سقمان قطبی' قطب الدولہ اسمٰعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری بیک کا نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہوئے۔ اسی وقت وزیر السلطنت ابو المحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے کیمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے بھیجا' پہلے ابو المحاسن نے سلطان محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور مقصد کا اظہار کیا۔ محمد بن محمد ابو المحاسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابو المحاسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیاروق میں جو بڑے افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے' امیر ایاز کی جانب سے اس کی معذرت کی۔ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی تمام درخواستیں منظور فرما لیں۔

مخالفین کو امان

اگلے روز قاضی القضاۃ' نقیب اور صفی وزیر' امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے عرض کی "چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا۔ اپنی اور ملک شاہ (جو حضور کا بھتیجا ہے) اور ان امراء کے لئے امان کا خواہش مند ہے جو اس کے ساتھ ہیں" سلطان محمد نے جواب دیا۔ "ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اس کے امراء میں ان کو بھی امان دیتا ہوں مگر اس رعایت سے نیال مستثنیٰ ہے"۔ صفی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ الہراسی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اٹھ کر بموجودگی حاضرین جلسہ سلطان محمد سے ان لوگوں کی امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے روز ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا۔ اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی آ پہنچا۔ سلطان محمد نے خندہ پیشانی سے دونوں امیروں سے ملاقات کی' اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا' سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ دعوت کے بعد تحائف اور نذرانے پیش کئے' ان میں وہ ہیرا بھی تھا جو موید الملک بن نظام الملک کے متروکہ سے اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کا انجام

دعوت کے روز امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے انہیں جنگی لباس پہنایا اور آلات جنگ سے مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً" اس وقت ایک صوفی جبّہ پوش آ گیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور اوپر سے وہی جبہ پہنا دیا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ وہ شخص گھبرا کر بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپا۔ سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا' جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ امیر ایاز کے مکان سے فوراً" اٹھ کر چلا آیا چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اس کے ساتھ چکرمش بھی تھا۔ علاوہ اس کے اور امراء و اراکین سلطنت بھی تھے' سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا "قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے چڑھائی کی ہے۔ تم لوگوں کا کیا مشن ہے' ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو متعین کریں"۔ حاضرین نے امیر ایاز کی جانب اشارہ کیا۔ امیر ایاز نے گزارش کی "میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی مامور کیا جائے"۔ سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے نزدیک بلایا' جونہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی جانب چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اتار لیا اور ایک تھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا۔ ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے' سلطان محمد نے اس کی حفاظت کے لئے اپنی فوج بھیجی' جس سے لشکریان ایاز منتشر ہو گئے' صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر اسے وزیر ابو المحاسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اسی سنہ کے ماہ رمضان میں صفی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ایاز کا وزیر صفی ہمدان کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ وفات کے بعد ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ آدمی دلیر' ذی مروت اور لڑائیوں میں صاحب الرائے تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ٹیکس موقوف کر دیے۔ لشکریوں کو جبر و تشدد سے روک دیا اور ان کو بازاروں میں جانے سے منع کر دیا۔

ترکمانوں کی گوشمالی

۴۹۸ھ میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارت گری کر دی' فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا' سلطان محمد نے بجائے بہرام بن ارتق کے ایلغازی بن ارتق کو توال بغداد کو مذکورہ بالا شہروں پر متعین کیا' پس اس نے مفسد ترکمانوں کو خاطر خواہ سرکوبی کی اور ان کا قلع قمع کر کے قلعہ خانیجار کی جانب بڑھا جو سرخاب بن بدر کے مقبوضات سے تھا' چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح حاصل ہوئی۔ اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسنقر برستی کو عراق کا کوتوال مقرر کیا۔ آقسنقر برستی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ہر موقع پر ہر مہم میں شریک رہا۔

سلطان محمد کی اصفہان کو واپسی

اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو کوفہ بطور جاگیر عنایت فرمایا اور سیف الدولہ والی حلہ کو ہدایت کی قایماز اس کے ساتھیوں کو خفاجہ کے جبر و تشدد سے محفوظ رکھے۔ اسی سنہ کے ماہ رمضان میں سلطان موصوف اصفہان واپس آیا۔ رعایا کی رفاہ کی طرف توجہ فرمائی۔ لشکریوں کے ظلم و ستم اور جابرانہ حرکات کی روک تھام کی اور عدل و انصاف سے ان کو خوشحال کیا۔

مجاہد بن بہروز پر عنایت

۵۰۳ھ[1] میں سلطان محمد نے ابو القاسم حسین بن عبدالواحد داروغہ اسلحہ خانہ شاہی اور ابو الفرج بن رئیس الرؤسا کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر بشرط ادائے ایک معینہ رقم کے رہا کر دیا۔ زر مذکور کے وصول کرنے پر مجاہد بن بہروز کو متعین کیا اور نیز اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوانِ حکومت کی بنیاد رکھی۔ رعایا کے ساتھ انتہائی عمدگی کا سلوک کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد میں آیا تو عمدہ کارگزاریوں کے صلہ میں اس کو تمام عراق کی کوتوالی مرحمت کی اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کا انتقال

ماضی کے سالوں کا دور' واقعاتِ بالا پر ختم ہو جاتا ہے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں اور خلافتِ بغداد کی وہی حالت رہتی ہے جو ایک مدت کے بیمار کی ہوتی ہے۔ سلاطینِ سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی نزاعات سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ تھوڑا عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ اچانک رات اور دن کے الٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد بیمار ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ مرض میں خطرناک حالت پیدا ہو جاتی ہے' اس دوران ماہ ذی الحجہ آجاتا ہے اور ماہِ مذکور کے آخر میں سلطانِ مذکور اپنی آئندہ خواہشات کی حسرت دل میں لئے راہئ ملکِ عدم ہوتا ہے۔

سلطان محمود کی بیعت

سلطان محمد نے اپنی موت سے قبل اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ ماہ بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا' اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولی عہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے (جب کہ اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی) محمود کو مسند حکومت پر رونق افروز ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربارِ عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ کرسئ حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ امراءِ حکومت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدانِ وزارت عنایت کیا' تکمیلِ بیعت کے بعد ہی دربارِ خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور باجازتِ خلیفہ منابر بغداد پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ ۱۵ محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

---

[1] یہ واقعہ ۵۰۱ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۱)

یہ چھپائی کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ۴۵۱ھ میں سلطان محمد کی حکومت کا خیال بھی موجود نہ تھا۔ سلطان طغرلبیک کا دور حکومت تھا۔ یہ واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تحریر کیا ہے ۵۰۱ھ کا ہے۔ (مترجم)

مجاہد بن بہروز کی برطرفی

آقسنقر برسقی سلطان محمد کے انتقال سے قبل مقام رحبہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے سلطان محمد کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے بغداد آرہا تھا۔ بغداد کے نزدیک پہنچ کر سلطان محمد کی موت سے آگاہ ہوا۔ بہروز کوتوال بغداد نے آقسنقر کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً اصفہان کی راہ لی۔ چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں بہروز کوتوالی کی بے حد وقعت تھی اور یہ امراء و اراکین حکومت کی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک رہا تھا' لوگوں نے لگا بجھا کر سلطان محمود کو بہروز کوتوال کی طرف سے برہم کر دیا اور اس کو برطرف کر کے بجائے اس کے آقسنقر برسقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا۔ سلطان محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ فوراً بغداد کی جانب واپسی کر دی' مجاہد بن بہروز کوتوال بغداد' آقسنقر کی آمد کی خبر پا کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر کو برطرف کر کے امیر منکبرس کو کوتوال بغداد مقرر کیا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا۔ پس اس نے اپنی طرف سے امراءِ اتراک سے حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلافت مآب امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں۔ تا آنکہ سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے اس معاملہ کو میں صاف کر لوں۔ خلیفہ نے آقسنقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے سے منع کیا۔ حسین نے کوئی خیال نہ کیا۔ اس بنا پر آقسنقر نے فوجیں آراستہ کیں اور بہ ارادہ جنگ بغداد سے خروج کیا۔ حسین بسر سر مقابلہ آیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر حسین شکست کھا کر بھاگا۔ بھاگ دوڑ میں اس کا بھائی مارا گیا اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ میں پیش آیا۔

خلیفہ مُستظہر بِاللہ کا انتقال

ان واقعات کے بعد ۱۵ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدری بامراللہ ابو القاسم عبداللہ بن قاسم باللہ کا انتقال ہوا۔ چوبیس سال تین ماہ خلافت کے منصب پر فائز رہا۔

باب ۳۲

فضل بن مُستظہر مسترشد باللہ

۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

مستظہر کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ تیس سال ہوئے کہ اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ تختِ خلافت پر رونق افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبداللہ محمد' ابو طالب عباس اور اس کے اعمام (چچاؤں) پسران مقتدی وغیرہ نے بیعت کی۔ اس کے بعد فقہاء قضاۃ ارکینِ حکومت اور امراءِ سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابو الحسن دامغانی مقرر ہوا تھا اور یہی دنوں قلمدانِ وزارت کا بھی مالک تھا' خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ قاضیوں میں سے سوائے قاضی ابو الحسن کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابو داؤد نے واثق کے لئے اور قاضی ابو علی اسمٰعیل بن اسحاق نے معتضد کے لئے بیعت لی تھی اور کوئی قاضی بیعت لینے کا انتظام کرنے والا نہیں ہوا۔

قاضی ابو الحسن دامغانی کی برطرفی

چند دنوں بعد خلیفہ مسترشد نے قاضی ابو الحسن دامغانی کو عہدۂ وزارت سے برطرف کر کے سلطان محمود کے وزیر ابو شجاع محمد بن ربیب ابو منصور کو مقرر کیا۔ ۵۱۶ھ میں اس کو بھی برطرف کر کے جلال الدین عمید الدولہ ابو علی بن صدقہ کو قلمدانِ وزارت عنایت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابو الراضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

امیر ابو الحسن کی طلبی

جس وقت ارکینِ حکومت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے' خلیفہ کا بھائی امیر ابو الحسن تین اشخاص کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلہ جا پہنچا۔ دبیس نے اس کی بڑی عزت افزائی کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے فکر پیدا ہوئی۔ دبیس کے پاس کہلا بھیجا "امیر ابو الحسن کو علی بن طراد زینبی نقیب کے ہمراہ دارالخلافت بغداد بھیج دو"۔ دبیس نے معذرت کی "مجھے تعمیل ارشادِ والا میں کوئی عذر نہ تھا مگر چونکہ امیر ابو الحسن میرے مہمان ہیں' اس وجہ سے میں اس کو کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کر سکتا جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو"۔ نقیب مذکور نے جب یہ دیکھا کہ خلیفہ کے نامہ و پیام سے کام نہیں چلا تو خود امیر ابو الحسن سے ملا اور اس کو خلیفہ کی خدمت میں چلنے کا مشورہ دیا۔ امیر ابو الحسن نے معذرت کی "مجھے دربارِ خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے' مگر بخوفِ جان میں اس سے قاصر ہوں البتہ اگر مجھے امان دی جائے تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا"۔ نقیب مذکور نے دربارِ خلافت میں اس کی رپورٹ کی' خلیفہ نے امیر ابو الحسن کی درخواست منظور فرمائی مگر برسقی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس کی وجہ سے امیر ابو الحسن ۱۲ صفر ۵۱۳ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا' برسقی اور دبیس کے واقعات کا بیان آئندہ کیا جائے گا۔

امیر ابو الحسن کی گرفتاری اور امان

اس کے بعد امیر ابو الحسن بن مستظہر حلہ سے واسط کی جانب گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی دوران خلیفہ مسترشد نے

اپنے ولی عہد ابو جعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا (اس وقت ابو جعفر کی عمر بارہ سال کی تھی) اور تمام مالک اسلامیہ میں گشتی فرامین مشعر مضمون بالا روانہ کیے۔ دبیس کو لکھ بھیجا "چونکہ امیر ابو الحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہٰذا جہاں تک جلد ممکن ہو انہیں میرے پاس بھیج دو"۔ چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابو الحسن کی گرفتاری کے لئے واسط بھیجی۔ امیر ابو الحسن کو اطلاع ہو گئی۔ بھاگ کھڑا ہوا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ صبح ہوتے ہوتے امیر ابو الحسن کو جا کر گھیر لیا۔ سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کرد اور ترک بھاگ گئے۔ امیر ابو الحسن گرفتار کر لیا گیا۔ دبیس کے سامنے پیش ہوا۔ دبیس نے اس کو انتہائی عزت و احترام سے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے بھی اس کی عزت کی۔ امان دی اور اپنے خاص محلسرا میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود کی بغداد کی طرف پیش قدمی

مسعود بن سلطان محمد مع جیوش بک (اتابک) بحکم اپنے پدر بزرگ موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد فوت ہو گیا اور محمود سلطان محمد کے بعد مسند آرائے حکومت ہو گیا' اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ دبیس والی حلہ اس وقت تک مسترشد کا مطیع تھا اور آقسنقر برسقی اس کی جانب سے عراق کا کوتوال تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ آقسنقر برسقی نے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۲ھ میں بہ ارادہ حلّہ خروج کیا۔ دبیس کو اطلاع ملی تو اس نے بھی فوجیں جمع کیں' عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اپنے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے۔ مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے مشورہ دیا کہ موقع اچھا ہے عراق پر چل کر قبضہ کر لیجئے' کوئی مانع نہ ہو گا' ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی۔ فوجیں مرتب کر کے عراق کی راہ لی۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر فخر الملک ابو علی بن عمار والیٔ طرابلس' قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر (الملک العادل سلطان نور الدین محمود کا دادا) والیٔ سنجار ابو الہیجاء والی اربل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی بوازیج تھا۔ سغرو قیام کرتے ہوئے جس وقت یہ لوگ عراق کے نزدیک پہنچے آقسنقر برسقی کو خوف پیدا ہوا۔ کیونکہ جیوش بک ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا لیکن مجبوراً" لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو اس کی اطلاع ہو گئی گھبرا گئے' امیر کربادی کو مصالحت کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کو دبیس کے مقابلے پر آئے ہیں' نہ کہ تم سے جنگ کرنے کے لئے۔ آقسنقر برسقی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہوا۔ ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالمملکت میں قیام کیا اور آقسنقر برسقی' امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

خلیفہ مسترشد کی ناراضگی

امیر منکبرس نے یہ خبر سن کر دجلہ کو عبور کیا اور دبیس بن صدقہ سے ساز باز کر کے آقسنقر برسقی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا' اس کے بعد ملک مسعود نے مع اپنے ساتھیوں کے بہ ارادہ جنگ دبیس و منکبرس مدائن کی طرف کوچ کیا مگر یہ خبر سن کر دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ عظیم لشکر ہے' ملک مسعود' آقسنقر برسقی اور جیوش بک وغیرہ لوٹ کھڑے ہوئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور کم گہرے مقامات کی حفاظت پر فوجیں مامور کیں۔ فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب شہروں میں غارت گری شروع کر دی۔ نہر ملک' نہر صرصر' نہر عیسیٰ اور بعض مقامات دجیل کے تہ و بالا کر ڈالے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسنقر برسقی کے نام ناراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برسقی نے واقعات بالا کا انکار کر کے بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کیا اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک عظیم لشکر زیر قیادت منصور برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک ربیب منکبرس' بغداد کی طرف روانہ کیا ہے۔ آقسنقر برسقی نے اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو بجائے اپنے امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا' عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو ساتھ لیا اور انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور منکبرس و دبیس کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک دیا' اس کے بعد منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت ہو گئی۔

منکبرس کی بطور کوتوال تقرری

یہ اطلاع سن کر آقسنقر برسقی ملک مسعود کے لشکر میں آیا۔ اپنا مال و اسباب لے کر بغداد کی طرف لوٹا اور بغداد میں پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ملک مسعود اور جیوش بک نے بھی بغداد میں داخل ہو کر دوسری طرف اپنے خیمے نصب کرائے۔ اسی

دوران دبیس اور منکبرس بھی پہنچ گئے' انہوں نے ایک قطعہ زمین قیام کے لئے منتخب کیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد میں محبوب تھا' اس وجہ سے جیسے ہی آقسنقر برسقی بغداد میں داخل ہوا' خیر خواہوں اور ساتھیوں کا جمگھٹا ہو گیا' ایک عرصہ تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے' ہر طرف چہل پہل رہی' دلوں کی صفائی ہوئی۔ غبار جاتا رہا۔ چند یوم کے بعد منکبرس کو بغداد کی کوتوالی عنایت ہوئی۔ دبیس نے حلہ کی طرف واپسی کی۔ منکبرس نے ظلم و تشدد کا آغاز کیا۔ اہل بغداد سے بہ سختی پیش آنے لگا۔ اس کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ رعایا میں برہمی پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے منکبرس کو بلا بھیجا۔ پس وہ سلطان محمود کی جانب روانہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات حاصل ہوئی۔

سلطان محمود اور ملک طغرل میں ناراضگی

ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۴ھ میں ساوہ اور زنجان کی حکومت مرحمت فرمائی اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مامور کیا تھا' چند دنوں میں اس نے فرقہ اسمعیلیہ کے بیشتر قلعات مفتوح کر لئے' جس سے ملک طغرل بک کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا پس جب سلطان محمد کی وفات ہوئی تو سلطان محمود نے امیر کنتغری کو ملک طغرل کا اتابک مامور کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح ممکن ہو میرے پاس بھیج دینا' امیر کنتغری نے ملک طغرل کے پاس پہنچ کر سلطان محمود کا پیام ملک طغرل تک پہنچا دیا لیکن درپردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے ملک طغرل نے ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی' امیر شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو تیس ہزار دینار اور گراں بہا تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے پاس چلے آؤ گے تو میں تم کو خاطر خواہ حکومت مرحمت کروں گا۔

امیر شرف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کنتغری نے یہ جواب دے دیا۔ "ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں دل و جاں سے موجود ہیں۔ فوج بھی ہمارے ساتھ ہے جس طرف سلطان کا ارادہ ہو ہم آگے بڑھنے کو تیار ہیں" سلطان محمود اس جواب پر بہ ارادہ زنجان' ہمدان سے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ پرچہ نویسوں نے کنتغری کو سلطان محمود کی روانگی سے آگاہ کیا' پس کنتغری مع ملک طغرل کے قلعہ سرجہان چلا گیا اور سلطان محمود نے زنجان پہنچ کر لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ملک طغرل کے خزانے سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چند یوم قیام کر کے رے کی طرف کوچ کیا اور کنتغری مع ملک طغرل کے سرجہان سے گنجہ چلا آیا۔ یہ خبر سن کر خیر خواہوں اور ساتھیوں نے بھی گنجہ کا رخ کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی اور دونوں بھائیوں کی نفرت اور ناراضگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

ملک سنجر کی ناراضگی

ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی مسند حکومت پر فائز تھا پس جس وقت سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا' کئی دن تک بازار اور شہر بند رکھا۔ خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن و آثار' قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے واقعات کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ سلطان محمد کے بعد اس کا بیٹا محمود کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا ہے اور امراء و اراکین حکومت کا اس پر غلبہ ہے۔ ملک سنجر کو اس خبر کو سننے سے شکر رنجی پیدا ہوئی۔ بلاد جبل اور عراق کا ارادہ کیا جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود کا مصالحت کا پیغام

سلطان محمود نے یہ سن کر کہ میرا چچا سنجر بہ ارادہ عراق اور بلاد جبل آرہا ہے' شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغایرک بن الیزن کو تحائف و نذرانے دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا' آپ مازندران چھوڑ کر چلے جائیے اس کے معاوضہ میں دو لاکھ سالانہ ادا کیا کروں گا۔ سنجر نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور رے کا رخ کیا اور محمود کے سفیر کو یہ جواب دیا۔ "محمود ابھی بچہ ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے"۔ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور سنجر

نے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس کے مقدمتہ الجیش پر انزد تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر سن کر مقابلہ کی تیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اس کا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کو روکنے کے لئے روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔

علی بن عمر کی حکمتِ عملی

جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمتہ الجیش کے نزدیک پہنچا (جس کا سردار امیر انزد تھا) سردار لشکر سے نرمی کے ساتھ کہلا بھیجا "امیر انزد تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہو گی' اس نے یہ سمجھ کر میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اس کی سلطنت کی حفاظت کرے گا۔ ہم نے لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا اور ہم اس وقت تک اس عہد و پیمان پر قائم ہیں لیکن جب اس نے ہماری حکومت و سلطنت کے زوال پر کمر باندھی ہے تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہ کر سکیں گے تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دوچند سہ چند ہے' باعتبار قوت و مردانگی اور تجربہ کاری کے بھی ہماری فوج تمہاری فوج سے کافی زیادہ ہے"۔ امیر انزد اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بغیر لڑائی کئے جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔ سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دور تک ساتھ دیا اس کے بعد علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا' تمام حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

سلطان محمود کی ہمدان کو روانگی

علی بن عمر نے مصلحت کی خاطر سلطان محمود کو رے میں قیام کرنے کا مشورہ دیا۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا' سامانِ سفر درست کر کے جرجان کی راہ لی۔ جرجان میں پہنچتے ہی امیر منکبرس کوتوال بغداد عراق سے دس ہزار سواروں کی جمعیت سے آپہنچا۔ امیر منصور بن صدقہ برادر دبیس اور امراءِ بلخیہ بھی آگئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے آنے کے بعد ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ ان میں اس کا وزیر ربیب مر گیا' اس کی جگہ پر ابو طالب سمیری کو قلمدانِ وزارت عنایت کیا گیا۔

ملک سنجر کی سلطان محمود پر فوج کشی

سلطان محمود کے رَے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجر بیس ہزار سے رَے پر آ اترا۔ علاوہ اور سامانِ جنگ اس کے پاس اٹھارہ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ امراءِ کبار سے ابن امیر ابو الفضل والی سجستان خوارزم شاہ محمد' امیر انزد اور امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ کرساسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد بھی آملا۔ یہ سلطان محمد و سنجر کی بہن کا داماد تھا لیکن سلطان محمد کے ساتھ اس کو اختصاص ذاتی حاصل تھا۔ بعد انتقال سلطان محمد سلطان محمود نے اس کو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی۔ سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالہ کر دیا (جو بعد میں فارس کا حکمران ہوا) اس دوران علاء الدّولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا تمام حال بتلایا۔ اس کے ساتھیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔ چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر چڑھائی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کی رکاب میں تھی۔ امراءِ کبار سے علی بن عمر امیر حاجب' امیر منکبرس' غز علی اتابق' بنی برسق سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ ساتھ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو مسلح جنگ جو تھے۔ مقام ساوہ پر جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا اور بھتیجا) کا مقابلہ ہوا۔ ابتداءً ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کر بھاگا لیکن ملک سنجر مع اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہوا لڑتا رہا۔ ادھر سلطان محمود اپنی فوج کو لئے ہوئے بڑھا آتا تھا۔ جیسے ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا ان کے شکست خوردہ لشکر نے یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی ہے پلٹ کر سلطان محمد کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ غز علی اتابک گرفتار ہو گیا۔ ملک سنجر نے کامیابی کے بعد ہمدان کی طرف واپسی کی۔

مصالحت کی کوشش

اس واقعہ کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی۔ امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ ۲ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمود نے شکست کھا کر اصفہان جا کر دم لیا' اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابو طالب سمیری' امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہ تھے۔ رفتہ

رفتہ رفتہ محمود کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے کمزور جسم میں توانائی اور ہمت پھر عود کر آئی' ملک سنجر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنی کی فوج سے خوفزدہ ہو کر سلطان محمود سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی تحرک ملک سنجر کی والدہ' سلطان محمود کی دادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی کوتوالی بغداد آ پہنچا۔ یہ ملک مسعود کے پاس آذر بائیجان میں اس وقت سے تھا جب وہ بغداد سے واپس آیا تھا۔ اس دوران سلطان محمود کے پاس سے وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر گیا ہوا تھا۔

مصالحت کی شرائط

سلطانؒ محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی طرف واپسی کر جائے تو مصالحت کی جائے گی۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہ کیا سامانِ سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کی جانب کوچ کیا۔ تھوڑی دور گیا ہو گا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیام لے کر آیا کہ مصالحت اس شرط سے کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ فریقین نے آئندہ اتحاد و تعلقات قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی دادی کے مکان پر قیام کیا۔ بیش بہا نذرانے و تحائف پیش کئے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام ممالکِ مقبوضہ خراسان غزنی اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیج دیئے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعا کے ساتھ لیا جائے۔ اسی مضمون کی عرضی دار الخلافت بغداد میں روانہ کی اور تمام شہر جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا' سلطان محمود کو لوٹا دیئے۔ صرف رے پر اس خیال سے کہ مبادا سلطان محمود بھی سرکشی کر لے اپنا قبضہ و اقتدار برقرار رکھا۔

امیر منکبرس کا انجام

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس کوتوال بغداد کو موت کی سزا دی۔ امیر منکبرس سلطان محمود کے ساتھیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی جانب بھاگا تھا مگر دبیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا' مجبوراً' لوٹ کھڑا ہوا۔ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا' امان کی درخواست کی۔ ملک سنجر نے امان دینے سے انکار کیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات اور خود سری سے ناراض تھا اور وہ اس کے خلافِ مرضی بغداد پر چلا گیا تھا' اس وجہ سے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم صادر کیا۔

علی بن عمر کا انجام

ملک سنجر نے ۵۱۳ھ ہی میں مجاہد بن بہروز کو کوتوالیٔ عراق پر مقرر فرمایا' اس سے قبل وبیس بن صدقہ کا نائب اس عہدے پر متعین تھا جو مجاہد بن بہروز کی تقرری سے برطرف کیا گیا۔ سلطان محمود کا حاجب "علی بن عمر" اسی سنہ میں مارا گیا' یہ اپنے کارنمایاں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا' سارا لشکر اس کا مطیع تھا' سرداروں اور امیروں کو یہ ناگوار گذرا' علی بن عمر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بخوفِ جان قلعہ برجین کو بھاگ گیا۔ جویزد جرد اور کرج کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب تھا۔ دو چار دن قیام کر کے خوزستان کی راہ لی۔ خوزستان پر اقبوری بن برسق قابض تھا۔ علی اس سے اپنے امان کا عہد و پیمان لے کر خوزستان کی حدود میں داخل ہوا' جس وقت تستر میں پہنچا اقبوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کو بھیج دی۔ علی نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ اقبوری کی فوج نے علی کو گرفتار کر لیا۔ اقبوری نے سلطان محمود سے علی کے بارے میں استفسار کیا۔ سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ اقبوری نے علی کا سر اتار کر سلطان محمود کے پاس بھیج دیا۔

دبیس بن صدقہ کی سازشیں

جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے مصالحت کر لی تھی۔ اسی زمانہ سے ملک مسعود نے آذر بائیجان اور موصل کو

اپنا مستقر حکومت قرار دیا تھا۔ آقسنقر برسقی کو توالی بغداد سے الگ ہو کر ملک مسعود کے پاس آگیا تھا' ملک مسعود نے اس کو علاوہ رحبہ کے مراغہ جاگیر میں مرحمت کیا تھا لیکن دبیس بن صدقہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی' اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ چھیڑ چل جائے تو اسے عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اس مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوس بک اتابک سے خط و کتابت شروع کی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی جانب منسوب کیا اکثر یہ لکھنے لگا "برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلہ میں بے حد رقم میں تم کو دوں گا"۔ کسی ذریعہ سے برسقی کو اس کی اطلاع ہو گئی تو وہ ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آرہا۔ سلطان محمود نے اس کی اس درجہ عزت فرمائی کہ اسی کے مشورے سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ دبیس کا مقصود جب اس سے حاصل نہ ہوا تو اس نے جیوش بک سے اس امر کی بات چیت شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کرو' میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل تھا' اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و خانہ جنگی سے فائدہ حاصل کروں۔

دبیس اور ابو اسمٰعیل کا علم بغاوت

ابو المعید محمد بن ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرے لکھا کرتا تھا' انہی دنوں اس کا والد ابو اسمٰعیل حسین اصفہان سے بہ تلاش معاش ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا' ملک مسعود نے اپنے وزیر ابو علی بن عمار والیٔ طرابلس کو برطرف کر کے اس کی بجائے ۵۱۳ھ میں ابو اسمٰعیل کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ یہ تقرری سونے پر سہاگہ تھی۔ دبیس جس امر کی تحریک ایک دم سے کر رہا تھا' وہ انتہائی عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ دبیس اور ابو اسمٰعیل نے متفقہ ملک مسعود کی پیٹھ ٹھونکی۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی دبیس اور ابو اسمٰعیل کو دھمکی آمیز خط لکھا۔ اپنے رعب داب سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی اس کی پرواہ نہ کی' علم بغاوت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

دونوں بھائیوں میں مقابلہ

سلطان محمود کا لشکر ان دنوں مختلف شہروں میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو لالچ پیدا ہوا' موقع مناسب تصور کر کے چڑھائی کر دی۔ استر آباد میں ۱۵ ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا افسر برسقی تھا۔ اس معرکے میں برسقی نے بڑے کارِ نمایاں انجام دیئے' کئی بار خطرناک حالتوں میں مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے نجات پائی۔ سارا دن لڑائی ہوتی رہی۔ رات ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا جس میں ملک مسعود کا وزیر استاذ ابو اسمٰعیل طغرائی بھی تھا۔ سلطان محمود نے اس الزام میں کہ اس شخص کا عقیدہ غلط ہے قتل کا حکم دے دیا۔ ایک سال اس نے وزارت کی۔ ادیب' شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ علم الکیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

سلطان محمود کا امان نامہ

شکست کھانے کے بعد ملک مسعود نے ایک پہاڑ پر جا کر پناہ لی جو میدان جنگ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کو دربار شاہی میں حاضر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس دوران اس کے بعض امراء بھی اس سے ملے' ان لوگوں نے یہ رائے دی کہ موصل میں چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر سلطان محمود کے مقابلے میں پھر آیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آجائے گی۔ ملک مسعود نے دور اندیشی سے اس مشورہ کے مطابق موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ اس کے بعد برسقی پہنچا' ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا' سینتالیس کوس سفر طے کر کے مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا اور سمجھا بجھا کر واپس لایا۔ جونہی سلطان محمود کے لشکر کے نزدیک پہنچا سلطان محمود نے مع اپنے لشکر کے استقبال کیا' گلے لگایا' پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش کی معافی کی درخواست

جیوش بک اتابک بھی شریکِ جنگ تھا' بوقت شکست ملک مسعود سے بچھڑ گیا۔ بھاگ کر موصل پہنچا' فوجیں فراہم کیں' اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر معلوم ہوئی۔ موصل سے زاب کی جانب کوچ کیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود بھی میدان میں آاترا۔ جیوش بک اتابک نے امان کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے امان دی اور عزّت و احترام سے پیش آیا۔

بغداد پر چڑھائی

باقی رہا دبیس وہ اس وقت عراق میں تھا جس وقت اس کو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا' قتل و غارت گری شروع کر دی۔ شہر کے شہر اجاڑ دیئے' خلیفہ مسترشد نے منع کیا' دبیس نے کوئی توجہ نہ کی' تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھے۔ سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دبیس اس پر بھی باز نہ آیا بلکہ لشکر تیار کر کے اس بہانے کہ میں اپنے والد کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' بغداد پر چڑھائی کر دی اور دار الخلافت کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصب کرایا۔ خلیفہ کو دھمکی دینا شروع کی' لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر دار الخلافت لوٹ کھڑا ہوا' اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا' دبیس نے براہِ تملّق و چاپلوسی سلطان محمود کو راضی کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بھیر کو تحائف و نذرانے دے کر شاہی دربار میں بھیجا' مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اس کی تنبیہہ کی غرض سے فوجیں آراستہ کر کے ماہ شوال ۵۱۴ھ میں فوج کشی کر دی۔ دریا عبور کرنے کے لئے ایک ہزار کشتیاں اپنے ہمراہ لیں' دبیس کو اس کی خبر ملی' گھبرا گیا' امان کی درخواست کی' معذرت کی عرض داشت بھیجی۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور فرمالی۔ چونکہ دبیس کو وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ بعد حصولِ امن اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بطیحہ بھیج دیا اور بذاتِ خاص ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہوا' ایک ذی روح بھی دکھائی نہ دیا' رات بھر قیام کر کے واپسی کر دی۔

دبیس کی سرکوبی

دبیس نے چند دن بعد اپنے بھائی منظور کو اطراف و جوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعہ سے سلطان محمود سے مصالحت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن اس کی آرزو پوری نہ ہوئی' تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس نے ۵۱۵ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کی جانب کوچ کیا اور بآسانی اس پر قابض و متصرف ہو گیا دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ آئندہ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ جس کو خلیفہ نے منظور فرمایا اور نہ حکومتِ پناہ نے قبولیت کی نظر سے دیکھا بلکہ لشکر تیار کر کے زیرِ قیادت سعد الدولہ بن تتش حلہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جیسے ہی یہ لشکر حلہ کے نزدیک پہنچا۔ دبیس حلہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سعد الدولہ نے حلہ میں داخل ہو کر اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو حلہ میں ٹھہرایا' دوسرے حصہ کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ ناکہ بندی سے دبیس سخت چپقلش میں گرفتار ہو گیا۔ مجبور ہو کر پھر معافی کا خواستگار ہوا' اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا۔ کافی جرح کے بعد اس کا بھائی منصور بطور ضمانت کے شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر نے بغداد کی طرف واپسی اختیار کی۔

آقسنقر برسقی کی قدر افزائی

گزشتہ جنگوں میں چونکہ آقسنقر برسقی سلطان محمود کے ہمرکاب تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بجھا کر نہ صرف شاہی اطاعت پر مائل اور آمادہ کیا تھا بلکہ شاہی دربار میں لا کر حاضر کر دیا' اس وجہ سے سلطان محمود آقسنقر برسقی کی عزّت کی نظر سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش بک (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے محمود کی خدمت میں آگیا اور صوبہ موصل کی امارت خالی ہوئی۔ سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو ۵۱۵ھ میں موصل کو بطور جاگیر عنایت فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک عرصہ دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے' ان کے حالات الگ تحریر کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایلغازی بن ارتق پر عنایت

اس کے بعد امیر ایلغازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی سفارش کے لئے روانہ کیا۔ حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے' دبیس کی جانب سے ایک ہزار دینار یومیہ اور چند راس گھوڑے پیش کرنے کا وعدہ کیا' لیکن اتفاق سے معاملہ طے نہ ہوا۔ بوقت واپسی سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں مرحمت کیا میافارقین' امیر سقمان والیٔ خلاط کے قبضہ میں تھا۔ امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہنے دیا' پس یہ شہر اس وقت سے اس کے اوراس کے بیٹوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل کی مصالحت کی درخواست

پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے سامرہ اور زنجان میں بسازش تحریک اپنے اتابک کنتغری' سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا رخ کیا تو ملک طغرل اور اتابک کنتغری نے زنجان کو چھوڑ کر گنجہ کی راہ لی۔ گنجہ میں اس کے بچھڑے ہوئے ساتھی بھی آملے۔ فوجیں بھی اکٹھی ہو گئیں جس سے ان کے شوق ملک میں پھر اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات کے آغاز کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی جانب کوچ کیا اس دوران اس کا اتابک کنتغری ماہ شوال ۵۱۵ھ میں انتقال کر گیا۔ آقسنقر احمدیلی والی مراغہ کو کنتغری کی قائم مقامی کا لالچ پیدا ہوا۔ سلطان محمود سے اپنے صوبہ مقبوضہ کی جانب جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس جا پہنچا۔ چکمہ دے کر ملک طغرل کو مراغہ کی طرف لے چلا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے اردبیل پہنچے۔ والیٔ اردبیل نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً" تبریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہنچ کر یہ اطلاع ملی کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو آذربائیجان عنایت فرما کر مع ایک لشکر جرار کے روانہ کیا اور جیوش بک مع اپنی رکاب کی فوج کے مراغہ تک پہنچ گیا ہے' یہ سنتے ہی ارادہ تبدیل کر کے قیام کر دیا۔ والیٔ زنجان سے دوبارہ اعانت و امداد و خط و کتابت کی' والیٔ زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ہمراہ ابہر کی طرف روانہ ہوا لیکن ان مواعید اور عہود کی خواب و خیال سے زیادہ حیثیت نہ تھی' جس ارادہ سے یہ سب متفق ہو کر روانہ ہوئے تھے' ایک بھی پورا ہوتا دکھائی نہ دیا۔ مجبوری کے باعث سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی' اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی' چنانچہ اوائل ۵۱۶ھ میں دونوں بھائیوں میں صفائی ہو گئی۔

جیوش بک کا انجام

جیوش بک جو سلطان محمود کی جانب سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا' اس پر یہ گزری کہ اس سے اور اس کے امراء لشکر سے ان بن ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ نفرت و ناراضگی اس حد تک پہنچی کہ امراء لشکر نے سلطان محمود کو اس کی طرف بدظن کر دیا چنانچہ سلطان محمود نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں بہ مقام تبریز اس کی زندگی کا اپنی تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی آغوش میں سلا دیا۔ جیوش بک ترکی النسل سلطان محمد کا غلام تھا۔ عادل' منکسر مزاج' عاقل اور سیاست و آئین ملک داری سے بخوبی واقف تھا جس وقت اس کو موصل و جزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کردوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا' راستہ چلنا دشوار تھا۔ دن دہاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے۔ امن و امان کا کہیں نشان نہ تھا۔ اکثر قلعوں پر انہی کردوں کا قبضہ تھا۔ رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی' جیوش بک نے موصل کی کرسیٔ حکومت پر فائز ہوتے ہی کردوں پر چڑھائی کر دی۔ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا' چند ہی دنوں میں بہت سے قلعے شہر ہکاریہ' شہر زوزان' شہر نسویہ اور شہر نخمسہ کے بزور شمشیر مفتوح کر لئے' کردوں پر اس کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ مسافر بخیر و عافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ مخلوق خدا کا آرام ہو گیا۔

دبیس سے صف آرائی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ لشکر زیر قیادت برسق کرکوئی ۵۱۴ھ میں دبیس کی گوشمالی کی غرض سے بھیجا گیا تھا پھر باہم مصالحت ہو جانے

اور دبیس کا اپنے بھائی منصور کو بطور ضامن برسق کے پاس قید کرا دینے اور برسق کا مع منصور کے ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آنے کی کیفیت بھی بیان کر چکے ہیں۔ خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو اسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا۔ سلطان محمد کو لکھ بھیجا۔ "دبیس سے کسی طرح مصالحت نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کے لئے آقسنقر برسقی موصل سے طلب کر کے بغداد کا کوتوال مقرر کیا جائے"۔ سلطان محمود نے اس تحریک کی بناء پر آقسنقر برسقی کو موصل سے طلب کر کے بغداد کا کوتوال مقرر کیا اور دبیس سے صف آرائی کا بھی حکم دیا' اس مرتبہ سلطان کا قیام بغداد میں بیس مہینے رہا۔ جونہی سلطان محمود بغداد سے روانہ ہوا دبیس اور کھیل کھیلا۔ خلیفہ نے حکم صادر فرمایا کہ آقسنقر برسقی فوراً" فوج لے کر حلہ کی طرف روانہ ہو اور دبیس سرکش کو حلہ سے نکال باہر کرے۔ آقسنقر برسقی کے اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے طلب کر کے حلہ کی جانب روانہ کیا۔ دبیس بھی یہ خبر سن کر مقابلے پر آیا۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے' آخر کار لشکر موصل شکست کھا کر ماہ ربیع الآخر ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آیا۔ اس مہم میں نصر بن مہذب الدولہ احمد بن ابو الخیر والی بطیحہ اور اس کا چچا مظفر بن عماد بن ابو الخیر بھی شریک تھا۔ چونکہ دونوں میں پہلے سے دشمنی تھی اس وجہ سے بھاگتے ہوئے لشکر کے وقت مظفر' نصر کو قتل کر کے بطیحہ جا پہنچا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر دبیس کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔

وزیر جلال الدین کی گرفتاری

دبیس نے اس واقعہ کے بعد خلیفہ کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کی غرض سے عرض داشت روانہ کی اور یہ لکھ بھیجا۔ "خلیفہ کا میں اسی طرح مطیع ہوں جیسا کہ اس سے قبل تھا۔ اگر اس تابعداری میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادہ ہوتا تو آقسنقر برسقی کا لشکر بغداد سے صحیح سلامت واپس نہ جاتا۔ خلیفہ اپنے صرف خاص کے شہروں پر قبضہ کرنے اور ان پر تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں لیکن شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ گرفتار و قید کر لیا جائے۔ خلیفہ مسترشد نے اس شرط مصالحت کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا۔ اس کا بھتیجا جلال الدین ابو الراضی موصل بھاگ گیا۔ اس واقعہ اور شکست کی خبر سلطان محمود تک پہنچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

مظفر کی سازش

انہی دنوں دبیس نے اپنے ساتھیوں کو ان کی جاگیروں کی جانب جانے کا حکم دیا' جو واسط میں تھیں ترکوں نے مزاحمت کی' اس بناء پر ادھر دبیس نے ایک فوج زیر قیادت مہلہل بن العسکر ترکوں کی سرکوبی کو واسط کی طرف روانہ کی اور مظفر بن عماد والی بطیحہ کو مہلہل کی کمک کے لئے لکھ بھیجا۔ ادھر اہلِ واسط کی کمک پر آقسنقر برسقی نے ان کی حسب استدعا ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا۔ مہلہل نے بلا انتظار مظفر اہلِ واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہلِ واسط نے پہلے ہی حملہ میں مہلہل کو شکستِ فاش دے کر گرفتار کر لیا۔ علاوہ اس کے ایک گروہ سرداران لشکر کا گرفتار ہو گیا۔ مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر گئی۔ اس کے بعد بطیحہ سے مظفر قتل و غارت اور تہ و بالا کرتا ہوا واسط کے نزدیک پہنچا۔ مہلہل کی شکست کا حال سن کر الٹے پاؤں لوٹ کھڑا ہوا۔ واسط کو اس کی آمد و واپسی کی اطلاع ملی تو انہوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیج دیا جو مہلہل کے سامان سے برآمد ہوا تھا' دبیس نے بدستخط خاص اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے کو لکھا تھا۔ مظفر کو اس خط کے دیکھنے سے سخت حیرت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی قدر طبیعت کو سکون ملا تو اس نے بھی اہلِ واسط سے ساز باز کر لی اور دبیس سے منحرف و باغی ہو گیا۔

دبیس کی انتقامی کارروائی

جب یہ اطلاع دبیس کو ملی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں جس قدر خلیفہ کے گاؤں اور املاک تھے سب کو لوٹ کر تہ و بالا کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامہ محشر برپا ہو گیا۔ امن و عافیت کا نام باقی نہ رہا۔ اہل واسط نے بھی مہلہل کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی طرف پیش قدمی کی اور فوری طور پر دبیس کے خیر خواہوں کو نعمانیہ سے نکال باہر کیا۔ خلیفہ نے آقسنقر برسقی کو جنگ دبیس پر روانہ ہونے کا حکم دیا' پھر اس نے فوجیں آراستہ کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ دبیس پر روانہ ہوا۔ جیسا کہ آئندہ اس ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمود نے ان واقعات کے بعد آقسنقر برسقی کو موصل کی گورنری کے علاوہ واسط کی گورنری کی سندِ حکومت بھی مرحمت کی۔ برسقی نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اپنی جانب سے واسط بھیج دیا۔

جلال الدّین کی بحالی

ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ دبیس نے اپنی شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدّین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کر لیا تھا۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کو جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے گرفتار کر لیا اس کی جگہ شرف الدین علی بن طراد زینبی وزارت کا کام بطور قائم مقام کرنے لگا۔ جلال الدین ابو الراضی بھتیجا وزیر السلطنت جلال الدین بخوف گرفتاری و قتل موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اس نے نظام الدّولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس کا بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک دربارِ سلطانی میں قلمدانِ وزارت پر فائز تھا۔ خلیفہ نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت کیا' نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا لیکن سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو برطرف کر دیا تھا۔ پس یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین تھا۔ جب اس کو قلمدانِ وزارت مرحمت ہوا تو برطرف وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے کہ اب آئندہ یہ عہدہ مجھے حاصل نہ ہو گا۔ خلیفہ سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیثہ غانہ کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں رہزنوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور قید بھی کر لیا لیکن چند دن بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی مل گئی' اس کے بعد ۵۱۷ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا' خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابو نصر احمد کو اپنی وزارت سے برطرف کر کے سابق وزیر جلال الدّین کو عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا۔

دبیس کی گوشمالی

جنگ برسقی میں دبیس نے عفیف خادمِ خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا' اس کے بعد ۵۱۷ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برسقی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود نے جو اس کے بھائی منصور کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں اس کے انتقام بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ کو اس غیر مہذب تحریر کے دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا۔ اسی وقت آقسنقر برسقی کو دبیس کی گوشمالی پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ آقسنقر برسقی اسی سنہ کے ماہ رمضان میں دبیس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ نے بھی اسبابِ جنگ درست کر کے دارالخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ فرمایا اور اطراف و جوانبِ ممالکِ مقبوضہ سے امدادی فوجیں طلب کیں۔ سلیمان بن مہارش والیٔ حدیثہ مع بنی عقیل کے اور قیرواش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آپہنچے' دبیس نے یہ خبر سن کر نہرملک کو جو خلیفہ کے صرف خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلیفہ اس کے خبر سننے سے بہت ناراض اور برہم ہوئے اور دارالخلافت بغداد میں منادی کرائی "کوئی لشکری بغداد میں ہرگز ٹھہرا نہ رہے' سامانِ سفر و جنگ درست کر کے میدانِ جنگ روانہ ہوئے۔ علاوہ لشکریوں کے رعایا اور عوام الناس جس کا جی چاہے شاہی لشکر میں شریک ہو۔ سامان جنگ اور سفر خرچ خلیفہ عطا فرمائیں گے"۔ اہل بغداد منادی سن کر شاہی کیمپ میں جوق در جوق آنے لگے۔ خلیفہ نے ان لوگوں کو آلاتِ جنگ اور سامانِ سفر دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ تمام اہلِ بغداد شاہی کیمپ میں داخل ہوئے۔

فوجوں کی صف آرائی

۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور کو خلیفہ نے بیرونِ بغداد فوجیں آراستہ کیں اور اس کے چوتھے روز بہ ارادہ جنگ دبیس دجلہ کو عبور کیا۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا' بدن پر سیاہ قبا' کندھوں پر چادر اور ہاتھوں میں چھڑی' کمر بندھی ہوئی تھی' جس پر عمدہ نفیس پٹی لگی ہوئی۔ وزیر السلطنت نظام الدّولہ' نقیب الطالبین' نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسمٰعیل وغیرہ ہمراہ تھے۔ آقسنقر کو اس کی خبر ملی' سنتے ہی خلیفہ کے لشکر میں چلا آیا۔ خلیفہ نے حدیثہ میں پہنچ کر قیام فرمایا۔ اراکین حکومت اور امراء لشکر کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے جنگ دبیس کی بیعت لی۔ اگلے روز کوچ کر کے مبارکہ میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برسقی اپنی فوج کو بہ ارادہ جنگ آراستہ کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے جلوہ افروز تھا۔ دبیس بھی اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ اس کے لشکر کے آگے عورتیں اور مخنث

(بجرے) کا بجا رہے تھے اور خلیفہ کی فوج میں حفاظ اور قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے' شاہی جھنڈوں کے ساتھ امیر کربادی بن خراسان' ساقہ بن سلیمان بن مہارش اور میمنہ میں برستی' ابوبکر بن الیاس اور امراءِ بلخیہ مع اپنی اپنی فوجوں کے موجود تھے۔

خلیفہ مسترشد کی کامیابی

پہلے دبیس کے لشکر سے عنتر بن ابوالعسکر نے میمنہ پر حملہ کیا ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں اکھڑ گئے' اس کا بھتیجا مارا گیا' ابوبکر ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عنتر نے دوسرا حملہ کر دیا' قریب تھا کہ ابوبکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہو تا لیکن عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے یہ محسوس کر کے لشکر واسط کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا۔ عنتر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' ساری فوج جو اس کی رکاب میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ عنتر مع اپنے اسٹاف کے سرداروں کے گرفتار ہو گیا' اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی' صفوں کی ترتیب میں انتشار پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا' خلیفہ کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً" پانچ سو سپاہی تھے' کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا۔ جس وقت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی' با آواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا۔ دبیس کا لشکر تاب مقابلہ نہ لا سکا' بھاگ کھڑا ہوا' فتح مند گروہ نے سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا' خاتمۂ جنگ کے بعد قیدی دربارِ خلافت میں پیش کئے گئے۔ مرد تو خلیفہ کے سامنے قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنا لئے گئے اور یوم عاشورہ ۵۱۷ھ کو خلیفہ مسترشد کامیاب و کامران بغداد واپس لوٹا۔

دبیس کی بصرہ پر چڑھائی

شکست کھانے کے بعد دبیس نے عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ان لوگوں نے بہ خیال ناراضگی مسترشد سلطان محمود اعانت سے انکار کیا تب دبیس نے مشقر (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل مشقر سے امداد کا خواستگار ہوا۔ اہل مشقر دبیس کے جھانسے میں آ گئے امداد کا وعدہ کر لیا۔ دبیس نے اہل مشقر کو جمع کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی۔ امیر بصرہ کو اس کی خبر کوئی نہ تھی۔ تاہم مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' بالآخر امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تہ و بالا ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر ملی۔ آقسنقر برستی کو غفلت پر سخت و سست کہہ کر دبیس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ دبیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا۔ آقسنقر برستی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی و حمایت پر مقرر کیا۔ عماد الدین نے انتہائی مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی۔ اس کے اطراف و جوانب سے سرکش اور باغی عربوں کو تتر بتر کر دیا۔

دبیس کی عیسائیوں سے سازش

جعبر میں پہنچ کر دبیس نے عیسائیوں سے سازباز کر لی اور ان کے ساتھ ہو کر حلب کے محاصرہ پر آیا مگر عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو ۵۱۸ھ میں وہ محاصرۂ حلب سے دل شکستہ ہو کر چلے گئے اور دبیس ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ ماشاء اللہ طبیعت تیز و طرار پائی تھی۔ ملک طغرل کو قبضہ عراق کی طمع و لالچ اور اپنی چرب زبانی سے اس کو اس پر آمادہ کر لیا جیسا کہ آئندہ اس ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

برتقش کا تقرر

واقعات متذکرہ بالا کے بعد اتفاقات سے خلیفہ کو آقسنقر برستی کوتوال بغداد سے نفرت اور ناراضگی پیدا ہو گئی' سلطان محمود کو لکھ بھیجا "آقسنقر برستی حکومتِ عراق سے برطرف کر کے موصل حکومت پر بھیج دیا جائے' خلافت مآب اس کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہیں"۔ سلطان محمود نے اس تحریک و تحریر کے مطابق برستی کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے موصل کی روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کمسن بچہ کو اس کے ہمراہ کر دیا اور بغداد کی کوتوالی پر یرتقش زکوی کو مقرر فرمایا جس وقت یرتقش زکوی کا نائب دارالخلافت بغداد میں آیا۔ برستی نے اس کو چارج دے کر مع شہزادہ کے موصل کا راستہ لیا اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو موصل بلا بھیجا لیکن عماد الدین زنگی بجائے موصل آنے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہنچا۔ سلطان محمود اس سے بڑے تپاک سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر مرحمت فرما کر پھر بصرہ کی طرف واپس فرمایا[1]۔

---

[1] یہ واقعات ۵۱۸ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵۔

ملک طغرل کی عراق کی طرف پیش قدمی

آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ دبیس بن صدقہ محاصرۂ حلب کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ پر ابھارنا چاہا اور جب ملک طغرل پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اٹھا لیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو مرتب کر کے عراق کی جانب بڑھا۔ دقوقا میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مجاہد بن بہروز نے تکریت سے خلیفہ کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور ارادہ سے مطلع کیا۔ خلیفہ نے ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی سرکوبی کی غرض سے سفرِ جنگ کی تیاری کا حکم دیا' یرتقش زکوی کوتوال بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمئ لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ پر مستعد رہنا' اہلِ بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج مزید جمع ہو گئی۔ ۵ صفر ۵۱۹ھ میں خلیفہ نے دار الخلافت بغداد سے نکل کر صحرا شماسیہ میں قیام فرمایا۔

لڑائی کے لئے حکمتِ عملی

یہ سن کر ملک طغرل نے راہِ خراسان کی طرف پیش قدمی کی۔ اس کی لشکریوں نے غارت گری شروع کر دی۔ رباط جلولا میں پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اس کی جانب بڑھایا اور دسکرہ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا مرکبِ ہمایوں بھی آگیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اتر پڑا۔ ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولا سے نکل کر ہارونیہ میں قیام کیا۔ ملک طغرل اور دبیس میں یہ طے پایا کہ پہلے دونوں متفق ہو کر جسر نہوان کو عبور کریں' اس کے بعد دبیس تو کم گہرے مقامات اور گھاٹوں کی محافظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دار الخلافت بغداد کی جانب بڑھائے لیکن اتفاقیہ مواقع ایسے پیش آئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زبردست بارش ہوئی' ملک طغرل شدید بخار میں مبتلا ہوا۔ رسد و غلّہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچی۔ دبیس عبور کرنے کی غرض سے نہوان پر آیا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ مل گئے۔ جس پر کپڑے اور مختلف قسم کے کھانے تھے۔ یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلیفہ کی خدمت میں جا رہے تھے' دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے لشکر گاہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی' لشکری مال و اسباب چھوڑ کر نہوان کی جانب فرار ہو گئے۔

دبیس کی خلیفہ سے مصالحت

خلیفہ نے بھی دسکرہ سے نہوان کی طرف کوچ کیا' نہوان میں پہنچے تو دبیس اور اس کے ساتھیوں کو سوتے ہوئے پایا' شور و غل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلیفہ علم خلافت کے نیچے جلوہ افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا' زمین بوسی کی' خوشامد سے اظہار و عجز و اطاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا' اس نے خلیفہ کی اس رائے کو بدل دیا۔ اس کے بعد خلیفہ کا موکب ہمایوں نہوان کے پل کو عبور کر کے اپنی روانگی کو پچیسویں دن بغداد پہنچا اور دبیس نے ملک طغرل کی طرف واپسی اختیار کی۔

دبیس اور ملک طغرل کی واپسی

اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کی جانب کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر گزرے۔ اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ عمّالِ شاہی سے تاوان اور جرمانے وصول کئے' سلطان محمود نے یہ خبر سن کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خراسان میں ملک سنجر کے پاس جا کر دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور یرتقش کوتوالِ بغداد کے شکایات کے دفتر کھول دیئے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں ناراضگی

۵۲۰ھ میں یرتقش زکوی کوتوال بغداد اور خلیفہ مسترشد کے مابین ناراضگی ہو گئی۔ خلیفہ مسترشد نے یرتقش زکوی کو دھمکی کا خط تحریر کیا۔ یرتقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ ماہ رجب سنہ مذکور میں بغداد کو خیرباد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ

خلیفہ مسترشد نے فوجیں آراستہ کر لی ہیں' سامانِ جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر لیا ہے' مالی قوت بھی ایک گونہ قابل اطمینان ہے' اگر حکومت پناہ دار الخلافت بغداد کے قبضہ سے ذرا بھی تساہل فرمائیں گے' تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گا اور پھر وہ آپ کے قبضۂ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامانِ سفر درست کر کے عراق کی طرف پیش قدمی کر دی۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی کہلا بھیجا۔ "چونکہ وہیں کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے ممالک مقبوضہ میں امن و عافیت میں کمی واقع ہو رہی ہے' اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ۔ جس قدر روپے کی ضرورت ہو خلافت مآب دینے کو تیار ہیں"۔ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی اور وہ خیالات جو یرتقش نے محمود کے ذہن میں جما دیئے تھے' مجسّم ہو کر سامنے آ گئے۔ انتہائی تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

سلطان محمود کی پیش قدمی

خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کر بغداد کے غربی ساحل کو اس اعلان کے ساتھ عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی' اپنی جسارت و دلیری کی معافی کا خواستگار ہوا' بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی' خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ غضبناک ہو کر بغداد کی جانب بڑھا اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھہرا رہا' اپنے غلامِ خاص عفیف نامی کی افسری میں ایک لشکرِ واسط کی طرف سلطان محمود کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اس کے مقام پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ الغرض عفیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی' زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا مارا گیا۔ بڑی مشکل سے عفیف بھاگ کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچا۔ خلیفہ نے کشتیاں جمع کرائیں اور محلرائے خلافت کے تمام دروازے باستثناء باب نوبی بند کرا دیئے' اتنے میں سلطان محمود ۱۰ ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے واپس جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور واپسی سے انکار کیا' اس کے بعد سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پا کر یکم محرم ۵۲۱ھ میں محلرائے خلافت میں گھس پڑا اور تاج کو لوٹ لیا اس سے عوام النّاس میں بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ سب اکٹھے ہو کر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں آ گئے۔

زبردست معرکہ

خلیفہ مسترشد غضہ میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا' وزیر السّلطنت آگے آگے تھا' نقارے بج رہے تھے' بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود خلیفہ باآواز بلند "یالہاشم" پکار رہے تھے۔ کشتیوں کا پل بنائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ بات کی بات میں بن کر تیار ہو گیا' ایک ہی بار میں خلیفہ کے تمام ساتھی عبور کر گئے' اس وقت خلیفہ کے مکان میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ جو رُوپوش تھے' سلطانی لشکر بے خوف و ہراس غارت گری میں مصروف تھا۔ خلیفہ کے ساتھیوں نے پہنچ کر ان کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے مع تیس ہزار جنگ آور اور ان اہل بغداد کے شرقی ساحل کو عبور کیا۔ دمدمے' خندقیں اور مورچوں کے بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ رات بھر میں بغداد کی حفاظت کا انتظام مکمل کر لیا گیا۔ لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ ہر روز کنارۂ دجلہ پر خون کا دریا بہایا جاتا تھا۔

خلیفہ کا صلح کا پیغام

اسی دوران عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آ پہنچا اور دریا اور خشکی کو گھیر لیا' سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے' مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری کی' خلیفہ نے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے صلح کا پیام دیا چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا' اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کا مشورہ دیا' چنانچہ ماہ مذکور کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلیفہ نے نذرانے' تحائف اور انعامات دیئے جس کو سلطان نے بسرو چشم قبول کیا اور کوتوالی عراق پر بغور و فکر عماد الدین زنگی کو مامور کیا۔

وزیر ابو القاسم کی برطرفی

جب سلطان محمود نے بغداد سے روانگی اختیار کی' اپنے وزیر ابو القاسم علی بن انوشیرواں بن خالد کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا۔ شرف الدین بوقتِ گرفتاری وزیر ابو القاسم بغداد میں تھا' سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعتِ وزارت سے نوازا گیا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء و رؤساء نے نذریں گذاریں۔ خلیفہ نے بھی چند تحفے دیئے' چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی۔ اس کے بعد استعفاء دے کر بغداد لوٹ آیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم اس زمانہ سے برابر مقید و محبوس رہا حتیٰ کہ آئندہ سنہ میں سلطان سنجر رے آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوا دی۔

دبیس کی سازش

جس وقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہنچا' ملک طغرل بھی اس کے ساتھ تھا' ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال سنجر کے دماغ میں جاگزین کر دیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کے لئے ابھارا۔ چنانچہ ملک سنجر سامانِ سفر و جنگ دُرست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا' سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا' ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں' بلا بھیجا' سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا چچا سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ جس وقت ملک سنجر کے لشکر گاہ کے نزدیک پہنچا۔ ملک سنجر نے تمام فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی بعزت ملک محمود سے ملا اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک عرصہ تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا۔ اس کے بعد ملک سنجر نے ۱۵ ذی قعدہ کو خراسان کی طرف کوچ کیا۔ روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا۔

دبیس کو معافی کی سفارش

ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے بھی ہمدان کی جانب واپسی کی' دبیس اس کے ساتھ تھا۔ ہمدان میں چند دن قیام کر کے بغداد کی راہ لی۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے خطا معاف کرنے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے اس شرط سے اس کی تقصیر معاف فرمائی کہ اس کو حلہ کی بجائے اور صوبہ کی حکومت دی جائے' چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومتِ موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عماد الدین زنگی کو اس کی خبر ہو گئی۔ تحائف اور نذرانے لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا' ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اس کو پھر حکومت موصل پر واپس کیا اور بہروز کو بغداد کی کوتوالی عنایت کی' حلہ کی نگرانی بھی اسی کے متعلق کی گئی۔

دبیس کی جنگی تیاریاں

اس کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ دبیس کو موقع مل گیا۔ عراق جا پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی تیاری کی۔ دبیس سے در گزر کر کے حلہ کا راستہ لیا۔ بہروز نے یہ سن کر حلہ چھوڑ دیا۔ پس دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کزل اور امیر احمدیل کو حلہ کی جانب روانہ کیا۔ جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اس کی آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ دبیس نے یہ خبر سن کر خلیفہ مسترشد کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کی۔ عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساتھ ہی دبیس اپنی تدبیر اور حکمت عملیوں سے غافل نہ تھا۔ فوجیں' اسبابِ جنگ اور روپیہ فراہم کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ اس فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اسی اثناء میں احمدیلی ماہ شوال میں بغداد پہنچا' دبیس نے نذرانے اور تحائف پیش کر کے خطا معاف کرنے کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے معافی کرنے سے انکار کیا۔ دبیس نے حلہ کو خیرباد کہہ کر بصرہ کی راہ لی اور جس قدر بصرہ میں خلیفہ اور سلطان پناہ کا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود یہ خبر سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج مامور کی۔ دبیس نے یہ خبر سن کر بصرہ چھوڑ دیا جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا چھپا۔

سلطان محمود کا انتقال

ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود کا اپنی حکومت کے تیرہویں برس انتقال ہوا۔ باتفاق رائے وزیر السلطنت ابو القاسم نشابادی اور اتابک آقسنقر احمد یلی' سلطان محمود کا بیٹا داؤد کرسی حکومت پر فائز کیا گیا۔ تمام بلاد جبل اور آذر بائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ نئے سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوئے لیکن اکثر ختم بھی ہو گئے۔ وزیر السلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑے' سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجر کے پاس رے چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی طرف روانگی کی اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست پیش کی۔

تبریز کا محاصرہ

اس دوران یہ اطلاع ملی کہ داؤد کا چچا ملک مسعود جرجان سے تبریز چلا آیا ہے اور اس پر قبضہ کر لیا ہے' اس خبر کا سننا تھا کہ فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور انتہائی تیزی کے ساتھ تبریز پہنچ کر آخرہ ماہ ۵۲۶ھ میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چچا اور بھتیجے میں لڑائی شروع ہوئی' آخر کار دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ داؤد نے تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانگی کی اور ملک مسعود تبریز سے باہر آ کر فراہمیٔ لشکر میں مصروف ہوا۔ چند دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد سے کہلا بھیجا۔ "میرے نام کا خطبہ جامع مسجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے"۔ دربار خلافت سے جواب آیا۔ "بالفعل سلطان سنجر والیٔ خراسان کی نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا" اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب ہے اور حق ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہنچتا ہے اس یادداشت سے ایک خاصا موقع ہاتھ آ گیا' اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والیٔ موصل سے مدد طلب کی۔ عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا وعدہ کیا اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ معشوق تک پہنچا۔

عماد الدین زنگی کی شکست

اس اثناء میں قراجا ساقی والیٔ فارس و خوزستان بہمراہی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پہنچ گیا اور دارالخلافت میں اتر پڑا۔ خلیفہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ سن کر مقابلہ کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر ملی۔ قراجا ساقی نے زنگی کی روک تھام کرنے کو ساحل غربی کو عبور کیا۔ زنگی اور قراجا ساقی میں لڑائی چھڑ گئی۔ ایک زبردست جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی جانب بھاگا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا' اس نے زنگی کو عبور کرنے کو کشتیاں فراہم کر دیں۔ پل بند ہوا دیا۔ زنگی نے جیسے تیسے دریا عبور کیا اور اطمینان کے ساتھ اپنی راہ لی۔

ملک مسعود کی دھمکی

اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ کو آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے تھے لیکن یہ سن کر زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے' بلا جنگ و جدل لوٹ کھڑا ہوا اور خلیفہ کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر بہ ارادہ قبضہ عراق رے آ گیا ہے۔ اگر خلافت مآب اور سلجوق شاہ و قراجا ساقی مجھ سے مصالحت کر لیں اور میرے ہم آہنگ ہو جائیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہ کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلیفہ کا قبضہ و تصرف جاری و نافذ رہے گا' خلیفہ کے عمال و نواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں لیکن زمام حکومت میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج و تخت ہو گا۔ خلیفہ اور سلجوق شاہ نے اس چکر میں آ کر شرائط مصالحت منظور کر لیں۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۶ھ میں پھر بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور مصالحت ہو گئی۔

سلطان مسعود کا تعاقب

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ سلطان مسعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا داؤد کرسئ حکومت پر فائز ہوا تھا۔ یہ امر اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گزرا۔ فوجیں آراستہ کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کو بلاد جبل کی طرف کوچ کیا' اس کے ہمراہ اس کا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل[1] بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہنچا۔ دو چار دن قیام کر کے ہمدان کی راہ لی۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے مع اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ملک سنجر کی روک تھام کے لئے بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی حسب وعدہ اس مہم میں شریک ہونے کے لئے سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہو۔

ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دبیس کو حلہ مرحمت فرما کر بغداد کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا' دبیس نے اپنی طرف سے کوتوالئ بغداد پر عماد الدین زنگی کو مقرر کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روانگی کے بعد آپ بھی روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر سن کر زنگی اور دبیس بغداد کی جانب بڑھ رہے ہیں' ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دار الخلافت کی طرف واپسی فرمائی اور سلطان مسعود مع اپنے امراء اور لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استر آباد میں ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بلا جنگ و جدل چار منزل پیچھے ہٹ آیا۔ جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی اطلاع کر دی۔ اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تعاقب میں روانہ ہو گیا۔

ملک سنجر کی کامیابی

۸ رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریفوں کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر کزل تھا۔ میسرہ پر یرنقش بازدار اور یوسف جاروش۔ پہلا حملہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ حملہ آور گروہ جوش مردانگی میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراجا ساقی کو دونوں جانب سے گھیر لیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ قراجا ساقی زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ سارا لشکر منتشر ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ساتھی اس غیر متوقع شکست سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ باگ دوڑ کے دوران بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے' مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ قیدیان جنگ کی بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر نے ان لوگوں کو لعنت ملامت کی اور پھر قتل کا حکم صادر کر دیا۔

سلطان مسعود اور ملک سنجر میں صلح

اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا' ملک سنجر عزت و احترام سے پیش آیا' سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمے میں ٹھہرایا' نشیب و فراز سمجھائے۔ خود رائی' مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت مرحمت فرما کر گنجہ کی طرف روانہ کیا۔ باقی رہا دوسرا بھتیجا' ملک طغرل۔ اس کو کرسئ حکومت پر فائز کر کے وزارت کا قلمدان ابو القاسم نشابادی کو عنایت کیا جو اس سے قبل سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان کی طرف لوٹا۔ ۲۰ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

خلیفہ کا دبیس سے معرکہ

خلیفہ نے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں دبیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کی جانب واپسی کی تھی' بغداد پہنچ کر یہ اطلاع ملی کہ سلطان محمود کو بمقابلہ ملک سنجر شکست ہو گئی۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کر کے عباسیہ کی جانب روانہ ہوئے' ۲۷ رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ برامکہ پر زنگی اور دبیس سے لڑائی ہوئی۔ خلیفہ کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مطر نے یہ دیکھ کر حملہ آور گروہ پر عقب سے حملہ کیا۔ خلیفہ بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے حملہ آور ہوئے' دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ زنگی نے ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے

---

[1] ملک طغرل' دبیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس' قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اس وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔ (مترجم)

کی کوشش کی مگر فوج میں بھگدڑ مچ جانے سے ایک لحہ بھی خلیفہ کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدانِ جنگ اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے راہ فرار اختیار کی۔

دبیس کی حلہ پر چڑھائی

دبیس نے شکست اٹھا کر حلہ میں جا کر دم ڈالا' حلہ اور اس کے تمام مضافات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا' اقبال نے یہ خبر سن کر دارالخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے دبیس کے سر پر پہنچا۔ دبیس مقابلہ پر آیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں' آخر کار میدانِ جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دبیس نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی بھاگ کر واسط پہنچا' چند دنوں میں اس کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ انہی واقعات پر ۵۲۷ھ تمام ہو جاتا ہے۔ یرتقش بازدار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے دبیس کی سرکوبی کو آ جاتے ہیں اور دریا اور خشکی کی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہلِ واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں مگر شکستِ فاش اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

ملک داؤد کی شکست اور فرار

ملک طغرل کے کرسئ حکومت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ملک سنجر نے بوجہ بغاوت و سرکشی احمد خان والئ ماوراء النہر' خراسان کی طرف واپسی کی' ان دنوں ملک داؤد بلاد آذر بائیجان اور گنجہ میں تھا' اس واقعہ سے آگاہ ہو کر فوجیں فراہم کیں اور جیش مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی جانب بڑھا' ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی میمنہ پر ابن برسق تھا۔ میسرہ پر کزل' مقدمتہ الجیش پر آقسنقر اور ملک داؤد کے میمنہ پر یرتقش زکوی۔ ماہ رمضان ۵۲۹ھ میں ہمدان کے نزدیک ایک قریہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یرتقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی۔ ترکوں کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا' جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا' اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا' تمام لشکر میں ہلڑ مچ گیا' اس کا اتابک آقسنقر احمد یلی بخوف جان بھاگ گیا' تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی' حریف نے اس بات کا احساس کر کے حملہ کر دیا' یرتقش زکوی گرفتار کر لیا گیا' ملک داؤد موقع پا کر نکل بھاگا' ایک عرصہ تک ادھر ادھر مارا مارا پھرا' اس کے بعد مع اپنے آقا آقسنقر کے بغداد میں داخل ہوا۔ خلیفہ نے شاہی محلرا میں عزّت و احترام سے ٹھہرایا۔

آقسنقر کا قتل

یہ سن کر سلطان مسعود نے کہ ملک داؤد کو بمقابلہ ملک طغرل شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے نزدیک پہنچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا' ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوانِ شاہی میں قیام کیا۔ دارالخلافت بغداد کے منبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اور ملک داؤد دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے باتفاقِ رائے خلافت مآب یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذر بائیجان پر چڑھائی کریں۔ دربارِ خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذر بائیجان کی جانب روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی تمام صوبہ پر قابض و متصرّف ہو گئے۔ مقام اردبیل میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کو بھی ان لوگوں نے جا گھیرا۔ بعض ان میں سے چھپ کر بھاگ گئے اور بعض قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے بعد ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کی راہ لی۔ ملک طغرل فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا۔ سلطان مسعود نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی دوران آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ قتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

ملک طغرل کا تعاقب

شکست کھانے کے بعد ملک طغرل نے رے کا رُخ کیا۔ رفتہ رفتہ قم پہنچا' یہاں بھی اس کو امن کی شکل دکھائی نہ دی تو اصفہان کی طرف واپسی کی۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجۂ غضب سے بچائے۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر سن کر اصفہان کے

محاصرے کے لئے بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہلِ اصفہان کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا اس وجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر بلادِ فارس کی راہ لی۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے درگزر کر کے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امراءِ لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امان حاصل کر لی جو باقی رہ گئے ان میں سے ملک طغرل مشکوک ہو گیا۔ ان لوگوں سے پیچھا چھڑا کر ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں رے پہنچا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا۔ وہ بھی سراغ لگاتا ہوا رے آپہنچا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ملک طغرل کو شکست ہوئی' ایک گروہ اس کے سردارانِ لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے کامیابی کے ساتھ ہمدان کی طرف واپسی کی۔

وزیر ابو القاسم کا قتل

جس وقت ملک طغرل فارس سے رے آرہا تھا راستے میں اس کا وزیر ابو القاسم نشابادی میں قتل کر دیا گیا۔ یہ ماہ شوال ۵۲۷ھ تھا۔

دربارِ خلافت سے سفیر کی روانگی

عماد الدین زنگی کو جب بمقابلہ خلیفہ مسترشد شکست ہوئی۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے تو عماد الدّین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور سلاطین سلجوقیہ ہمدان میں بوجہِ مخالفتِ باہمی اور خانہ جنگی باہم مصروف لڑائی ہو گئے' اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے۔ ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مسترشد کے مضمحل و کمزور قوائے حکمرانی میں توانائی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اس وقت سرکردہ افراد سے تھے۔ عماد الدین زنگی کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر افہام وتفہیم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بلکہ کہنے سننے میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا۔ زنگی نے اس کی بے عزّتی کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا ارادہ کیا۔

موصل کا محاصرہ

سلطان مسعود کو بھی اس کے لئے اُبھارا' چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ جس وقت موصل کے نزدیک پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ کر اس کا نائب نصیر الدین چقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجر کے پاس جا کر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہر ناکہ بندی کر لی خلیفہ مسترشد کی امداد و رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے خلیفہ کو بہت سے کاموں میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر پھر بھی تین ماہ کامل موصل کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو محاصرہ اٹھا کر دار الخلافت بغداد کی طرف واپسی کی کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یومِ عرفہ کو بغداد میں پہنچ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کے لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ اطلاع کر دی تھی کہ سلطان مذکور عراق کا رخ کر رہا ہے' اس وجہ سے خلیفہ نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دار الخلافت کی طرف واپسی فرمائی تھی۔

سلطان مسعود کو شکست

سلطان مسعود نے جس وقت طغرل کی شکست کے بعد ہمدان کی جانب واپسی کی' تو اسے اطلاع ملی کہ ملک داؤد بن محمود نے (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذر بائیجان میں بغاوت کر دی ہے۔ فوراً لشکر کو از سرِ نو مرتب کر کے روانہ ہو گیا اور آذر بائیجان کے ایک قلعے پر پہنچ کر اسے اپنے محاصرے میں لے لیا ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی جانب پیش قدمی کی۔ رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہو گئیں۔ بلاد جبل کے بیشتر شہروں کو مفتوح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہنچا' سلطان مسعود بھی یہ خبر سن کر ملک طغرل کی گوشمالی کے لئے آیا۔ چونکہ مقابلہ ہونے سے پیشتر ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اس وجہ سے بوقت مقابلہ' سلطان مسعود کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی' اس کے نتیجے میں سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں اپنے بھتیجے سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سلطان مسعود کی بغداد میں آمد

میدانِ جنگ سے شکست کھا کر سلطان مسعود نے بغداد کی راہ لی اور خلیفہ سے دار الخلافت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان

دلوں اس کا نائب، بقش سلامی مع اس کے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا۔ اس غیر متوقع شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے۔ سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔ خلیفہ نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے۔ اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ راستے میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے ساتھیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں۔ کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادے۔ خیمے بھی نہ تھے مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے جسم پر مکمل لباس نہ تھا۔ خلیفہ نے نئے خیمے عنایت کئے۔ مال و اسباب اور روپیہ دیا اور عزّت و احترام سے ٹھہرایا۔

خلیفہ کی سلطان مسعود کو تسلّی

سلطان مسعود نے ۱۵ شوال ۵۲۸ھ کو بغداد میں داخل ہو کر دارالحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔ دارالخلافت بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش و حواس درست ہوئے دربارِ خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کے لئے حاضر ہوا، خلیفہ نے تسلّی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا "تم ناگہانی شکست سے دل برداشتہ نہ ہو، کمرِ ہمت باندھ کر پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کے لئے اٹھو، خلافت مآب اس مہم میں بہ نفسِ نفیس تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں"۔ سلطان مسعود نے خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور دربارِ خلافت سے اٹھ کر خوش خوش اپنے دارالحکومت میں لوٹا۔

ملک طغرل کا انتقال

امراءِ سلجوقیہ کا ایک گروہ جو بخوفِ فتنہ اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلیفہ کی خدمت میں آگیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ و خیر خواہ ہو گیا۔ ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ سب کو ملا لیا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروہ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا، خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سب کی جانب سے شک پیدا ہو گیا۔ لیکن صرف اسی شخص کو جس کے نام خط آیا تھا گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لٹوا لیا۔ جو باقی رہے اور امراءِ سلجوقیہ وہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے، خلیفہ مسترشد نے ان کو بلا بھیجا۔ سلطان مسعود نے ممانعت و مزاحمت کی۔ اس سے باہم کسی قدر ناراضگی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے، ملک طغرل سے جنگ کے لئے چلنے کی درخواست کی، ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی، سلطان مسعود یہ سنتے ہی ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا۔ فوجوں نے سرِاطاعت خم کر دیا۔ رؤساءِ ملک و ملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری و اطاعت کے عہد کئے۔ غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ حاصل کر لیا اور قلمدانِ وزارت شرف الدین انوشیروان خالد کو عنایت کیا۔ یہ مع اپنے اہل و عیال کی سلطان مسعود کے ساتھ گیا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں ناراضگی

سلطان مسعود کے ہمدان پر قابض ہونے پر امراءِ سلجوقیہ کے چند سرکردہ اشخاص کو سلطان مسعود سے نفرت و ناراضگی پیدا ہوئی۔ ان میں یرتقش، کزل، سنقر والی ہمدان اور عبدالرحمٰن بن طغرل بک وغیرہ تھے۔ انہی لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا۔ ان تمام نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلیفہ سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر برسق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت و فرمانبرداری کا باہم معاہدہ کیا چونکہ خلیفہ مسترشد کی طرف سے بدظنی تھی، اس لئے خلیفہ نے سدید الدّولہ بن انباری کو دبیس اور تمام امراء کا امان نامہ عنایت کر کے ان لوگوں کے پاس روانہ کیا، چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آیا اور امراء نے بغداد کی راہ لی، خلیفہ نے ان لوگوں سے بعزّت و احترام ملاقات کی، اس سب سے مابین خلیفہ اور سلطان مسعود نفرت و ناراضگی میں اضافہ ہو گیا۔

خلیفہ کا جنگ کے لئے نکلنا

رفتہ رفتہ یہ اس حد تک بڑھی کہ خلیفہ نے بہ ارادہ جنگ سلطان مسعود ۲۰ رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفیع میں پہنچ کر پڑاؤ کیا، والی بصرہ سے امداد طلب کی اس نے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے سے انکار کیا لیکن اور امراء سلجوقیہ جو خلیفہ کے ہمرکاب تھے، وہ خلیفہ کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو ابھارتے اور امداد کا وعدہ کر رہے تھے، خلیفہ کا مقدمۃ الجیش کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچا۔ اس

کے بعد ماہ شعبان سنہ مذکور میں خود خلیفہ نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے چھوڑ کر روانگی کی۔ اس دوران برسق بن برسق بھی آملا جس کی وجہ سے اس کی فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ امراءِ اعراب' خلیفہ کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ان لوگوں کی تسلی و تشفی کی اور اپنا ساتھی بنالیا اور ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

دینور کی طرف پیش قدمی

خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگ جو سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آگئے۔ حتیٰ کہ خلیفہ کی رکاب میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ ملک داؤد بن محمود نے آذر بائیجان سے یہ کہلا بھیجا "آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے دینور کا رُخ فرمایئے" چنانچہ خلیفہ نے بہ ارادہ جنگ سلطان مسعود' دینور کی طرف روانگی کی۔ یرتفش باردار' کورالدولہ سنقر' کزل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھا۔ جاولی برسقی' شراب سالار اور اعلبک میسرہ میں۔ اعلبک وہ شخص ہے جس کو خلیفہ مسترشد نے امراءِ سلجوقیہ سے سلطان مسعود کے ساتھ سازش کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔

خلیفہ مسترشد کی شکست اور گرفتاری

۱۰ رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریفوں کی لڑائی ہوئی' جنگ کے دوران خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑا' سلطان مسعود نے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور متواتر حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ سلطان مسعود تاڑ گیا' فوراً" قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلیفہ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی' خلیفہ مسترشد مع مصاحبین کے گرفتار کر لئے گئے' جس میں وزیر شرف الدّین علی بن طراد زینبی' قاضی القضاۃ' خطیب' فقہاء اور شہود تھے' خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اتارا گیا۔ باقی قلعہ سرخاب میں قید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے میدانِ جنگ سے ہمدان کی طرف واپسی کی۔

خلیفہ کی گرفتاری پر ردِّ عمل

سلطان مسعود نے اس کامیابی کے بعد امیر بک آئے محمدی کو کوتوال مقرر کر کے بغداد کی طرف روانہ کیا' اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو بغداد میں داخل ہوا۔ خلیفہ مسترشد کی جس قدر املاک تھی سب کو ضبط کر لیا۔ محلرائے خلافت کو لوٹ لیا' اس سے اہل بغداد کو سخت دکھ ہوا۔ وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے' عورتوں نے واویلا کیا۔ عوام النّاس منبر کی جانب دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا۔ بازاروں میں کہرام مچ گیا۔ لوگ سروں پر خاک اڑاتے شور و غُل مچاتے' کوتوال بغداد کی فوج سے جا بھڑے۔ کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے۔ والی اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے' جس طرف نگاہ اٹھتی تھی سوائے فتنہ و فساد کے امن و عافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ اسی اثناء میں ماہ شوال سنہ مذکور میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ ملک داؤد ابن سلطان محمود نے مراغہ میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں آراستہ کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور مقید خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہیں سے باہم مصالحت کے نامہ و پیام کا آغاز ہوا۔

سخت شرائط پر باہمی صلح

ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کی طرف روانہ ہو گیا اور خلیفہ مسترشد کو ایک علیحدہ خیمہ میں نظربند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج مامور ہے' روانگی مراغہ کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر باہم صلح ہوئی۔

۱۔ خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

۲۔ خلیفہ مسترشد کو بخیال جنگ اور فتنہ فوج رکھنے کا اختیار نہ ہو گا۔

۳۔ کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نکلے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد فریقین کے وُکلاء نے صلح نامہ کو اپنے

دستخطوں سے مکمل کیا۔

خلیفہ کا انجام

خلیفہ مسترشد بغداد واپسی کے ارادہ سے سامانِ سفر درست کرنے لگا۔ عبائے خلافت سامنے لائی گئی' اتنے میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے۔ اس وجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کے لئے سوار ہو گیا' خلیفہ مسترشد کا خیمہ' شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب ہوا۔ تقریباً" بیس آدمی یا اس سے کچھ زیادہ باطنی اچانک خلیفہ کے خیمہ میں گھس پڑے اور اس کو قتل کر دیا۔ سر کاٹ کر صلیب پر چڑھایا۔ یہ واقعہ ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۹ھ میں پیش آیا۔ ساڑھے سترہ برس خلافت کی' قاتلوں کو گرفتار کر لیا گیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

باب ۳۳

منصور مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

محمد بن مستظہر الامر للہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵

نئے خلیفہ کی بیعت

اس کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر بہ ولی عہدی اپنی والد کے کرسئ خلافت پر جلوہ افروز ہوا' بغداد میں بحاضری اراکین ملک و ملت بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو ساحل غربی کو عبور کر کے تکریت کی راہ لی اور مجاہد بن بیروز کے پاس جا کر قیام کیا۔

دبیس کا خاتمہ

خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سرادقہ دروازہ پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر متعین کیا تھا چنانچہ اس نے راستہ چلتے اس کا سر اتار لیا۔ دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر' اس کے خدام' اس کے باپ صدقہ کے پاس حلہ میں جا کر جمع ہوئے۔ قطلغ تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیر یک کوتوال بغداد کو حلہ پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ امیر یک نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو صلہ کی طرف روانہ کیا۔ صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی۔ حتیٰ کہ ۵۳۱ھ میں سلطان بغداد میں داخل ہوا۔ اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اسی کے ساتھ رہا۔

یر تقش سے جنگ

کرسئ خلافت پر خلیفہ راشد کے جلوہ افروز ہونے کے بعد یر تقش زکوی سلطان مسعود کے پاس سے' راشد سے زر نقد وصول کرنے کے لئے بغداد آیا۔ جس کا اقرار اس کے والد خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جو چار لاکھ کی رقم تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا "پدر بزرگوار ایک حبہ خزانہ میں نہیں چھوڑ گئے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد تھا وہ سب کا سب لٹ گیا"۔ یر تقش یہ سن کر خاموش رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ کہہ دیا کہ "یر تقش محلرائے خلافت پر اچانک قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور رقم مہیا کر رہا ہے"۔ خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں۔ فصیل کی مرمت کرائی۔ موقع موقع سے دمدمے اور دمدمے بند ہوائے اس کے بعد یر تقش مع امرائِ بلخیہ کے سوار ہو کر محلرائے خلافت کے لوٹنے کے لئے نکلا۔ عوام الناس اور خلیفہ کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلیفہ کے لشکر نے یر تقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ یر تقش نے دار الخلافت سے نکل کر خراسان کی راہ لی۔

خلیفہ راشد اور سلطان مسعود کی ناراضگی

امیر یک کوتوال بغداد بھی خراسان کی طرف فرار ہو گیا یر تقش نے پریشانی حالت میں بند نیجین میں جا کر دم لیا عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوانِ خاص و عام کو خاطر خواہ لوٹا' اس واقعہ سے مابین سلطنت پناہ اور خلیفہ کی نفرت و ناراضگی بڑھ گئی۔ اراکین سلطنت اور امرائِ مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ خلیفہ کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ ملک داؤد بن سلطان مع لشکر آذربائیجان سے بغداد

کی طرف روانہ ہوا ماہ صفر ۵۳۰ھ میں بغداد میں داخل ہو کر محلسرائے سلطانی میں قیام پذیر ہوا۔

جمال الدین اقبال کی گرفتاری اور رہائی

عماد الدین زنگی موصل سے' یرتقش بازدار والی قزوین' قزوین سے' بقش کبیر والی اصفہان' اصفہان سے صدقہ بن دبیس والی حلہ' حلہ سے اور ابن برسق اور احمد یلی وغیرہ بھی آپہنچے ملک داؤد نے یرتقش بازدار کو بغداد کی کوتوالی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابو عبداللہ حسن بن جہیر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا۔ زنگی کی سفارش سے اقبال رہا کر دیا گیا' رہائی کے بعد وہ زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضا بن صدقہ' زنگی سے ملنے کے لئے آیا اور چند دن اس کے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اس کی سفارش کر دی' خلیفہ نے پھر اس کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی دوران سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا اور امیر بک آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ زنگی یہ سن کر واسط جا پہنچا اور دونوں میں مصالحت اور صلح کرا کر بغداد واپس لوٹا۔

بغداد کا محاصرہ

ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے بہ ارادہ جنگ سلطان مسعود طریق خراسان کی جانب روانگی کی' زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا' خلیفہ راشد بھی اپنی فوج مرتب کر کے یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی طرف روانہ ہوا لیکن تیسرے ہی دن لوٹ آیا اور ملک داؤد اور تمام امراء کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ملک داؤد اور تمام امراء و اراکین سلطنت واپس آئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ فصیل کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے' اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا "میں دل و جان سے خلیفہ کی اطاعت پر آمادہ ہوں مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے"۔ خلیفہ نے اس خط کو اراکین سلطنت کے سامنے پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کیا۔ مجبوراً خلیفہ نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا' سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پا کر بغداد کا رخ کیا اور مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا' بدمعاشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی۔ تقریباً پچاس روز تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کی کامیابی

اس اثناء میں طرنطائی والیٔ واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آ پہنچا۔ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی طرف واپسی کی۔ بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا لیکن سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا۔ دجلہ کو ساحل غربی سے عبور کیا' اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ سب نے بوریا بستر سنبھال اپنے اپنے ملکوں کا راستہ لیا۔ زنگی اس وقت ساحل غربی پر سلطان مسعود کی فوج سے لڑائی میں مصروف تھا۔ خلیفہ راشد نے اس کے پاس جا کر تمام حالات بتلائے۔ زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف کے حوالہ کر کے خلیفہ کے ساتھ موصل کی راہ لی۔

خلیفہ راشد کی برطرفی

۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود کامیابی کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ امن و امان کی منادی کرا دی قضاۃ' فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا جس میں بخط خاص لکھا تھا "جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا ارادہ کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جنگ ہوں تو اس وقت میں برطرف سمجھا جاؤں گا میں خود اپنے آپ کو بار خلافت سے سبکدوش کر لوں گا"۔ قضاۃ اور فقہائے خلیفہ نے راشد کی خلع خلافت اور برطرفی پر فتویٰ دیا۔ اراکین حکومت اور امرائے مملکت نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور خلیفہ کے معایب بیان کرنے پر تمام کے تمام متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی برطرفی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے ناظم کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ میں بغداد اور تمام اسلامی شہروں میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ خلیفہ راشد نے ایک سال خلافت کی۔

متقی لامراللہ کا انتخاب

خلیفہ راشد کی برطرفی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے اراکین حکومت اور مشیرانِ سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا' ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی برطرفی کا محضر لکھوایا۔ محضر میں ظلم غصب اور تمام ان افعال کو تحریر کرایا جو منافی شان امامت اور خلافت تھے۔ اخیر محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسی صفات ہوں وہ امامت و خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا' قاضی ابو طاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی برطرفی کا حکم صادر فرمایا اور قاضیوں نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ ان دنوں دارالخلافت میں موجود نہ تھا' زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور صاحب مخزن بن عسقلانی ہمراہ تھے۔

نئے خلیفہ کی بیعت

ابو عبداللہ بن مستظہر کو محلرائے شاہی سے طلب کر کے کرسی خلافت پر فائز کیا سلطان مسعود اور نئے خلیفہ نے اتحاد و تعلقات قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسبِ دستور بیعت کی۔ اس کے بعد اراکینِ سلطنت ارباب مناصب' فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی' ۱۲ ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو یہ رسم انجام پائی۔ خلیفہ "المتقی لامراللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدانِ وزارت عنایت ہوا۔ برطرف خلیفہ کی برطرفی اور خلع خلافت کا گشتی فرمان تمام اسلامی شہروں میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابو القاسم علی بن حسین کو موصل سے طلب کر کے بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر بحال رکھا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ صاحب مخزن کو بھی اس کے سابق عہدہ پر بحال رکھا گیا۔

ملک داؤد کی سرکوبی

خلیفہ مقتفی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں ملک داؤد سے لڑائی ہوئی۔ دوچار ہاتھ لڑ کر ملک داؤد بھاگ کھڑا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ چند دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا' جس کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی۔ ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تستر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا۔ اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی۔ سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی مدد سے تستر بچانے کے لئے روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے انتہائی جرأت اور دلیری سے مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سلطان مسعود کا نکاح

ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا برطرف خلیفہ راشد موصل سے عراق کا رُخ نہ کر بیٹھے' بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانۂ قیام میں سلطان مسعود نے زنگی کو مقتضی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب ۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کر کے نئے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل کو چھوڑ کر چل کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر اپنے امراء لشکر کو ان کے شہروں کی جانب واپسی کرنے کا حکم دیا۔ صدقہ بن دبیس والی حلہ نے اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے عقد کر کے حلہ کی طرف واپسی کی۔

بقش سلامی کی عہدۂ کوتوال پر تقرری

اس دوران ایک گروہ ان امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا' جن میں بقش سلامی' برسق والی تستر اور سنقر خمار تکین شحنہ ہمدان تھا۔ سلطان مسعود ان لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودیِ مزاج کا اظہار فرمایا اور بقش سلامی کو دارالخلافت بغداد کی کوتوالی عنایت کی اور انجام کار اس نے رعایا کو اپنے ظلم و ستم سے پریشان کر کے رکھ دیا۔

راشد کی سرگرمیاں

خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا۔ چونکہ بوازیہ والیٔ خوزستان امیر عبدالرحمن طغرل بک والیٔ خلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے ناراض اور اس کے مخالف تھے' اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر منکبرس والیٔ فارس کے پاس جمع ہو کر متفق و متحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد و پیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کرنا چاہیے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا۔ خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد ان تک نہ پہنچ سکا اور اس کی خبر سلطان مسعود کو ہو گئی۔

امیر منکبرس کا قتل

سلطان مسعود نے لشکر مرتب کر کے بغداد سے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں ان لوگوں کی طرف روانگی کی۔ خوزستان کے نزدیک مقابلہ ہوا۔ ایک زبردست جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی۔ امیر منکبرس والیٔ فارس گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے اس کو اپنے سامنے قتل کرا دیا۔ سارا لشکر اس کا منتشر ہو گیا' لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزابہ اور عبدالرحمن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی محسوس کر کے دوبارہ لڑائی کی ٹھان لی۔ جنگ کا میدان پھر گرم ہو گیا۔ سلطان مسعود کے امراءِ لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا' ان میں صدقہ دبیس' ابنِ قر اسنقر اتابک والیٔ آذربائیجان اور عنتر بن ابو العسکر بھی شامل تھا۔

قیدیوں کا قتلِ عام

اس جنگ میں میدانِ جنگ' بوازبہ اور عبدالرحمن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جس وقت بوازبہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے' اسی وقت اس نے ان تمام قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف کے قید کئے گئے تھے قتل کر دیا۔ اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ دونوں فریق کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدانِ جنگ سے ہٹ گئیں۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا رخ کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی طرف پیش قدمی کی اتنے میں خلیفہ راشد آ پہنچا۔ بوازبہ نے جو اس گروہ کا سردار تھا فارس پر قبضہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرۂ حکومت کو خوزستان تک وسیع کر لیا۔

بغداد میں لوٹ مار

انہی واقعات کے دوران سلجوق شاہ بن سلطان محمود کو بغداد کے قبضہ کا لالچ پیدا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے دارالخلافت بغداد کی طرف بڑھا۔ بقش کوتوال بغداد اور مظفر خادم امیر حجاج اس کی مدافعت کی طرف متوجّہ و مصروف ہوئے۔ بازاریوں اور بدمعاشوں کی بن آئی۔ بغداد میں قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہو گئی۔ شرفاء اور رؤساء شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حتیٰ کہ سلجوق شاہ نے ناکام واپسی کی۔ بقش سلاری نے بغداد میں واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل و قید کرنا شروع کیا اور لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو متعیّن کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل برادر عنتر بن ابو العسکر کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔

خلیفہ راشد کا خاتمہ

خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے عراق کا رخ کیا۔ خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھا جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے نزدیک پہنچے۔ سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لئے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا' یہ لوگ اس کو دیکھ کر متفرق و منتشر ہو گئے' ملک داؤد فارس چلا گیا' خوارزم شاہ اپنے مستقر حکومت کی طرف لوٹا۔ خلیفہ راشد تنہا رہ گیا۔ مجبوراً'' اصفہان کی راہ لی۔ راستے میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمرکاب تھے ۱۵ رمضان ۵۳۲ھ میں (جس وقت کہ راشد کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا)

اچانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر سپرد خاک کر دیا گیا۔

بغداد کے حالات

انہیں واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور ختم ہو جاتا ہے اور اسی بدانتظامی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کی صورت حال خراب دکھائی دیتی ہے۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غلاف خانہ کعبہ جو منجانب سلاطین' دارالخلافت بغداد سے جایا کرتا تھا اس سنہ میں نہیں جاتا ہے' ایک سوداگر فارسی النسل جس کی آمد و رفت بہ سلسلہ تجارت تجارت ہند میں رہا کرتی تھی' وہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے اور اوباشوں کی لوٹ مار اسی سنہ میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے' یہاں تک کہ یہ لوگ جمع ہو کر دارالخلافت بغداد کو آگھیرتے ہیں اور اس کا سردار اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیتا ہے' کوتوال بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کی قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور گروہ کے سردار کو قتل کر دیا جاتا ہے' عوام الناس اور رعایا ان بدمعاشوں کے ظلم و ستم اور تمام بیجا کاروائیوں کو .بقش کوتوال بغداد کی جانب منسوب کر دیتی ہے' اس عداوت نے کہ اس نے پہلے بھی ان لوگوں کو ستایا تھا۔

کوتوال بغداد کا قتل

پس سلطان مسعود .بقش کوتوال بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیتا ہے اور چند دن مجاہد بن بہروز والئی تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیتا ہے اور مجاہد بن .بقش کو قتل کر ڈالتا ہے اس دوران میں ۵۳۳ھ کا دور آجاتا ہے۔ سلطان مسعود ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوتا ہے۔ سلطان مسعود موسم سرما ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پر چلا جایا کرتا تھا' اس مرتبہ جب دارالخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس معاف کر دیئے اور معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرا دیا۔ عوام الناس اور رعایا سے لشکر کا بھی ٹیکس معاف کر دیا۔ اس سے لوگوں نے اس کو دعا اور ثناء سے یاد کرنا شروع کر دیا۔

وزراء کی تبدیلیاں

۵۳۴ھ میں مابین خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی کی ان بن ہو گئی' اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت خلیفہ کے کاموں پر اکثر اعتراض کرتا رہتا تھا۔ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت پر خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا' سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی' لیکن خلیفہ نے اس کو عہدۂ وزارت پر بحال نہ فرمایا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور بجائے اس کے قاضی القضاۃ زینبی جو وزیر کا بھتیجا تھا' مقرر کر دیا چند دن بعد اس کو برطرف کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ مرحمت کیا' اس کے بعد ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں آیا۔ برطرف وزیر کو اپنے دارالحکومت میں موجود پایا' اپنے وزیر کو خلیفہ کی خدمت میں وزیر السلطنت کی غلطی معاف کرانے اور اس کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا' چنانچہ خلیفہ نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔

مجاہد بن بہروز کا تقرر

۵۳۶ھ میں مجاہد بن بہروز کوتوال بغداد برطرف کیا گیا' سلطان محمود کے خدام میں سے امیر کزل جو حکومت بصرہ پر تھا' اس عہدہ پر تعینات ہوا۔ اس تبدیلی سے بدمعاشوں نے بہت فائدہ اٹھایا' مگر جب سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو اس نے اس نقصان کا خیال کر کے مجاہد بن بہروز کو پھر کوتوالی بغداد پر مامور کیا لیکن اس مرتبہ مجاہد بہروز کی کوتوالی لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا' اس وجہ سے کہ بدمعاشوں نے ابن وزیر اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا ساز باز کر لی تھی' جو مال غارتگری سے ہاتھ آتا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہد بن بہروز کوتوال بغداد کے نائب کو بدمعاشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد نہ کرنے پر سخت تنبیہ کی۔ نائب نے عرض کی "حضور ہم خانہ زادوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے بدمعاشوں سے ساز باز کر لی ہے اس وجہ سے اس کا انسداد نہیں ہو سکتا۔" سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ تحقیق و تفتیش کے بعد صحت الزام میں ان دونوں کو صلیب پر چڑھاؤں گا' چنانچہ اپنے سالے ابن قاروت کو گرفتار کر کے صلیب دے دی۔ ابن وزیر ہاتھ نہ آیا۔ بھاگ گیا' اکثر بدمعاش گرفتار کر لیے گئے

اور کچھ بھاگ گئے۔ رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم و ستم سے خلاصی حاصل ہوئی۔

امراء کی سرکشی

۵۴۰ھ میں بوزابہ والیٔ فارس خوزستان مع اپنی فوج کے قاشان کی طرف روانہ ہوا' ملک محمد بن سلطان محمود بھی اس کے ساتھ تھا' ملک سلیمان شاہ بن سلیمان شاہ بن سلیمان محمد ان لوگوں سے آملا۔ بوزابہ نے امیر عباس والیٔ رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمرِ ہمت باندھی اور سلطان مسعود کے مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بغداد سے روانہ ہوا۔ امیر مہلل اور مطر خادم مع ایک گروہ غلامانِ بہروز کے آپہنچا۔ اس مہم میں امیر عبدالرحمٰن طغرل بک حاجب بھی شریک تھا۔ یہ شخص انتہائی چالاک اور صاحبِ اقتدار تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا زبردستی کرا لیتا تھا' اس کے باوجود عبدالرحمٰن کا میلان طبع ان دونوں بادشاہوں کی جانب تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے' سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنے حریف کے لشکر کے نزدیک پہنچ کر مورچہ قائم کیا' نامہ و پیام شروع ہوا۔ سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمٰن دونوں فریق کی تنبیہ و تادیب کر رہا تھا۔ آخرکار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ امیر عبدالرحمٰن کو علاوہ ان شہروں کے جو اس کے زیرِ حکومت تھے' آذر بائیجان اور آرمینیہ کی سندِ حکومت بھی مرحمت ہوئی ابو الفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت عنایت ہوئی۔ یہ بوزابہ کا وزیر تھا۔

امیر عبدالرحمٰن کا خاتمہ

ان لوگوں نے سلطان کو بہ حکمت عملی ایسا دبا لیا کہ وہ اپنے تفرقات اور احکام جاری و نافذ نہ کر سکتا۔ بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے لیکن حقیقت میں اس سے الگ تھے بک ارسلان بن بلنکری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا۔ اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصا فائدہ اٹھایا۔ سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ خواہ مخواہ دخل اندازی کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم نہ مارتا تھا۔ غرض جب عبدالرحمٰن والی خلخال اور بعض امرائے آذر بائیجان کا تحکم وتسلّط اس درجہ بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت عبدالرحمٰن کے قبضہ اقتدار میں آگئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرما کر اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمٰن کو مار ڈالنے کا اشارہ کیا' خاصبک نے اگرچہ ان امراء سے ساز باز کر لی تھی جو صورتاً سلطان مسعود کے خیر خواہ تھے اور معناً مخالف۔ لیکن سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بک کا دل بھر آیا۔ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو عبدالرحمٰن کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمٰن کے سر پر جب کہ وہ اپنی فوج میں تھا ایک گرز رسید کیا۔ عبدالرحمٰن چکرا کر زمین پر گرا اور تڑپ کر فوراً" ملک عدم سدھار گیا۔

امیر عباس کا قتل

یہ اطلاع سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والیٔ رے اس کے ساتھ تھا' والی کا لشکر سلطانی لشکر سے کہیں زیادہ تھا۔ اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سلطان مسعود نے اس کو محسوس کیا اور عباس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا۔ ایک دن موقع پا کر عباس کو اپنے محلسرا میں بلا بھیجا۔ جس وقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر مسندِ سلطانی کی جانب بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے لپک کر سر اتار لیا۔ عباس سلطان محمود کا غلام تھا۔ خلیق' عادل' رعایا پرور' امورِ سیاست سے واقف اور فرقۂ باطنیہ کا جانی دشمن تھا' اس فرقہ پر عباد ہمیشہ جہاد کرتا تھا۔ اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ میں اس کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

بوزابہ کا انجام

عبدالرحمٰن اور عباس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظربند کر دیا۔ رفتہ رفتہ ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزابہ والیٔ فارس تک پہنچی۔ اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتّب کر کے اصفہان پر فوج کشی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کیا' چند دن بعد اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مقام مرج قراتکین میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر بے جگری سے لڑے۔ جنگ کے دوران بوزابہ مارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آلگا تھا۔ جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر

کر مر گیا۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا۔ سلطان مسعود نے اس کو قتل کرایا۔ الغرض بوزابہ کے قتل ہوتے ہی ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ کوئی ہمدان کی جانب فرار ہوا اور کسی نے خراسان کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

امیر خاص بک پر سلطان مسعود کی نظرِ عنایت

سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بک کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا چونکہ امیر خاص بک میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چند دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا تمام ممالکِ مقبوضہ میں اسی کے احکام جاری و ساری ہونے لگے۔

امراء میں خوف و ہراس

ارا کینِ سلطنت کو یہ ناگوار گزرا۔ امیر خاص بک کو حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے لیکن چارۂ کار کچھ نہ تھا' خاموش رہے پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو عباس' عبدالرحمٰن اور بوزابہ کے ساتھ کیا گیا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود کی ترکِ رفاقت کر کے عراق کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ ایلدکز مسعودی والیٔ گنجہ دارانیہ و قیصر' بقش کون والیٔ صوبجات جبل' حاجب یعنی مسعودی' طرطائی محمودی' کوتوال واسط اور ابن طغایرک وغیرہ نامی امیر بخوفِ جان نکل بھاگے' کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے۔ اہلِ بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ مکتفی شہر پناہ کی مرمت کرنے لگا اور ان لوگوں سے کہلا بھیجا۔ "آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں نہ آئیے"۔ ان لوگوں نے ان کا کوئی جواب نہ دیا۔ چلتے چلتے ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچے۔ ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ بغداد کے مشرقی جانب یہ لوگ مقیم ہوئے۔ مسعود جلال کوتوالی بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں میں مزید بدحواسی پھیل گئی۔

بغداد پر حملہ

اسی دوران علی بن دبیس والی حلہ آگیا اور جانبِ غربی بغداد میں قیام کیا۔ خلیفہ متقی نے شہر کی محافظت کی غرض سے متعدد فوجیں آراستہ کیں۔ بغداد کے عوام الناس اور امیروں میں لڑائی چھڑ گئی۔ کئی بار لڑائی ہوئی۔ کبھی امراء عوام النّاس کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ عوام النّاس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے' اس کے بعد وہ اچانک لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام النّاس کو انتہائی بے رحمی سے قتل اور تباہ کرتے۔ اس قسم کے واقعات وقوع میں آئے' غارت گری اور قتل کے ہنگامہ برپا رہے۔ چند دنوں بعد تمام امراء مجتمع ہو کر تاج کے مقابل گئے۔ زمین بوسی کی جسارت اور دلیری کا عذر کیا۔ خلیفہ اور ان لوگوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کار ان لوگوں نے بغداد کو چھوڑ کر نہروان کی راہ لی۔ مسعود جلال کوتوالی بغداد تکریت سے بغداد واپس آیا۔ دیہاتوں' قصبات اور شہروں کو تہ و بالا کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی تتر بتر ہو گئے۔

سلطان مسعود کی معذرت

اس کے باوجود کہ تمام ملک میں ہلچل مچی ہوئی تھی لیکن سلطان مسعود بلاد جبل میں مقیم رہا' اس سے اور اس کے چچا ملک سنجر سے برابر ملاقات ہوتی رہی اور یہ اس کو خاص بک کے بڑھانے اور ارا کینِ سلطنت کی علیحدگی پر نصیحت و فضیحت کر رہا تھا۔ اتنے میں ۵۴۴ھ کا دور آگیا۔ ملک سنجر نے رے کی طرف روانگی کی۔ سلطان مسعود یہ خبر سن کر اپنے چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے' ملک سنجر نے قبول کر لیے۔

علی بن دبیس کی گرفتاری اور رہائی

اس کے بعد رجب ۵۴۴ھ میں ارا کینِ سلطنت کا ایک گروہ جس میں بقش کون' طرطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے عراق کی طرف واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط و کتابت کی لیکن خلیفہ نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کر کے دارالخلافت کی قلعہ بندی کر لی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا مگر اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آسکا' رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ اطلاع ملی کہ خلیفہ نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا

تھا تو اس نے دل کھول کر لوٹ لیا۔ علی بن دبیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طرنطائی نعمانیہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد نصف ماہ شوال ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دبیس کو رہا کر دیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کی تقرری

۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدانِ وزارت عنایت فرمایا چونکہ زمانہ محاصرۂ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور انتہائی کفایت شعاری سے کام لیا تھا اس وجہ سے اس کے صلہ میں خلیفہ نے عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

سلطان مسعود کا انتقال

یکم ماہ رجب ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود کا اپنی حکومت کے اکیسویں برس اور اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑے کے بیسویں سال مقام ہمدان میں انتقال ہوا۔ امیر خاص بک بن بلنکری نے جو اس کے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے بھتیجے ملک شاہ بن سلطان محمود کو کرسیٔ خلافت پر بٹھایا۔ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے روز جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی۔ اس کے انتقال سے خاندانِ سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی مفقود ہو گئی' اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ اُبھرا جس کی طرف نظر کی جاتی۔ خلیق، خوش مزاج' عادل اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔

مسعود جلال کی سرکوبی

سلطان ملک شاہ نے مسند نشینی کے بعد ایک فوج زیر قیادت امیر سالار کرد' حلہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود جلال کوتوال بغداد یہ خبر سن کر حلہ چلا آیا۔ امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر حوصلہ افزائی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ دو ہی چار دن بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا ڈلوا دیا اور خود حلہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ کو اس کی خبر ملی ایک لشکر آراستہ کر کے زیر قیادت وزیر السلطنت عون الدولہ بن ہبیرہ' مسعود جلال کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمایا۔ مسعود جلال نے بھی لشکر مرتب کر کے دریائے فرات کو عبور کیا اور انتہائی جرأت سے خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہلِ حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور کسی باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہ دیا۔ مجبوراً تکریت کی جانب لوٹا اور وزیر السلطنت کامیاب و کامران حلہ میں داخل ہوا۔

وزیر السلطنت کی کوفہ اور واسط کی طرف پیش قدمی

اس کے بعد وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی جانب اور ایک دستہ فوج واسط کی طرف روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا' اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط کی جانب آئی۔ خلیفہ کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ خلیفہ یہ سن کر بہ نفسِ نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پر آپہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ دو چار دن قیام کر کے حلہ کی جانب روانگی کی اس کے بعد ۱۰ ذیقعدہ ۵۴۷ھ کو دارالخلافت بغداد واپس لوٹے۔

امیر خاص بک کا خاتمہ

ان واقعات کے بعد امیر خاص بک جو سلطان ملک شاہ کو بحکمتِ عملی دبائے ہوئے تھا اس لالچ میں کہ خود مستقل حکمران ہو جائے۔ سلطان ملک شاہ سے ناراض اور متنفر ہو گیا۔ ملک بن محمد سلطان کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلا بھیجا اور یکم صفر سنہ مذکور میں اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کو عمدہ تحائف' قیمتی قیمتی نذرانے پیش کئے لیکن دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لینا چاہئے' بیعت و تخت نشینی کے دوسرے دن امیر خاص بک ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اتار لی۔ ابو خدی ترکمانی عرب شملہ نے جو امیر خاص بک کے مصاحبوں سے تھا خاص بک کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا مگر خاص بک نے اس پر کوئی توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر خوزستان میں جا کر دم لیا۔ امیر بک ایک ترکمان کا بیٹا تھا۔ تیز ذہن اور ہوشیار تھا۔ سلطان مسعود کی ملازمت کی'

آہستہ آہستہ اس کو اس قدر عروج ہوا کہ تمام اراکینِ سلطنت اس سے دب گئے۔

خلیفہ کی ناکامی

۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتفی نے ایک فوج زیر قیادت پسرِ وزیر عون الدّولہ اور امیر ترشک خلیفہ کا خاص مصاحب تھا' تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمائی' اتفاقِ وقت سے مابین پسرِ وزیر اور ترشک ان بن ہو گئی۔ امیر ترشک نے اس خوف سے کہ مبادا پسرِ وزیر مجھے گرفتار کر لے۔ مسعود جلال کوتوال والیٔ تکریت سے مل کر پسرِ وزیر برادران امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے' گرفتار کر کے والیٔ تکریت کے حوالہ کر دیا' والی تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا' اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کا حصہ کثیر دریا میں ڈوب گیا' ترشک اور کوتوال نے طریق خراسان کا رُخ کیا۔ راستے میں جس قدر آبادیاں پڑیں' ان کو تہ و بالا کرتے گئے۔ خلیفہ نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا۔ یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے' خلیفہ نے تکریت پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا چند دن محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد دار الخلافت کی طرف واپسی کی۔ اس کے بعد ۵۴۹ھ میں خلیفہ نے پسرِ وزیر وغیرہ قیدیوں کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا' اہلِ تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کر لیا۔ تب خلیفہ نے ان کی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی' اہلِ تکریت نے مقابلہ کیا۔ خلیفہ کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی۔ خلیفہ کو اس کی خبر ملی۔ لشکر آراستہ کر کے ماہ صفر سنہ مذکور میں بذاتہ اس مہم پر تشریف لے گئے۔ شہر تکریت پر تو پہنچتے ہی قبضہ کر لیا' رہ گیا قلعہ تکریت' وہ فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کر لیا' چند دن محاصرہ کر کے آخری ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو ناکام بغداد کی جانب واپس ہوا۔

قلعہ تکریت کی ناکہ بندی

بغداد پہنچ کر وزیر السّلطنت کو ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ محاصرہ تکریت پر روانہ کیا' قلعہ شکن منجنیقیں آلاتِ حصار اور بے حد سامانِ جنگ عنایت فرمایا۔ ۷ ربیع الثانی کو وزیر السلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ مسعود جلال کوتوال اور ترشک ایک لشکرِ جرّار لئے ہوئے تکریت میں آ گئے ہیں۔ انہی لوگوں کے ساتھ بقش کون بھی ہے۔ انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر ابھارا تھا۔ اگرچہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا لیکن یہ لشکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا علاوہ اس کے ترکمانوں کا ایک گروہِ کثیر اس لشکر میں آملا ہے۔

زبردست معرکہ

خلیفہ مقتفی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر تیار کر کے مقابلہ کی غرض سے کُوچ کر دیا۔ مسعود جلال کوتوال ایک چلتا پرزہ تھا۔ یہ سمجھ کر میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکوں گا۔ ملک ارسلان بن سلطان طغرل بک سلطان محمد کو جو ایک عرصہ سے تکریت میں قید تھا' خلیفہ کے مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور نیز لشکر کو یہ چکر دیا کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے' اس کے ساتھ ہو کر مدعیٔ خلافت سے لڑو جو درحقیقت سزاوارِ خلافت نہیں ہے۔ مقام عقرِ بابل میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخرکار آخری رجب کو خلیفہ کا میمنہ شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا۔ فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی' کشتوں کے پشتے لگ گئے خلیفہ کے لشکر کا حصہ کثیر اگرچہ بھاگ گیا تھا لیکن خلیفہ انتہائی ثابت قدمی اور دلیری سے مقابلہ کرتے اور اپنی بقیہ فوج کو لڑاتے رہے۔

اس استقلال اور ثابت قدمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عجمی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ خلیفہ کو فتح حاصل ہوئی۔ ترکمانوں کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں' لونڈی' لڑکے غلام بنائے گئے۔ بقش کون مع ارسلان بن طغرل کے قلعہ ماکین بھاگ گیا اور خلیفہ نے کم شعبان سنہ مذکور کو دار الخلافت بغداد کی طرف واپسی کی۔

ابنِ ہبیرہ کی کامیابی

اس واقعہ کے بعد مسعود جلال کوتوال اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور یہ ارادہ غار تگری واسط کی جانب بڑھے خلیفہ نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلال کی گوشمالی پر مامور کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور کامیاب و کامران بہت سا مالِ غنیمت لے کر دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ خلیفہ نے خوش ہو کر "سلطان العراق" کا لقب مرحمت

کیا۔

دقوقا پر چڑھائی

ارسلان بن طغرل جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے .بقش کون کے ہمراہ قلعہ مہاکین چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے یہ اطلاع سن کر .بقش کو ارسلان کے حاضر کرنے کے لئے لکھ بھیجا' اتفاق یہ کہ .بقش کون کا اسی سنہ کے رمضان میں انتقال ہو گیا اور ارسلان .بقش کے بیٹے اور حسن خازن دار کے قبضہ میں رہ گیا۔ یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے' پھر وہاں سے ابو البھلوان شوہر مادرِ سلطان محمد کے پاس جا پہنچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا' وہ ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتفی نے ۵۵۰ھ میں دقوقا پر چڑھائی کی۔ چند دنوں تک اس پر محاصرہ کئے رہا' اس کے بعد یہ خبر سن کر کہ لشکرِ موصل اس کی مدافعت کے لئے آرہا ہے۔ دار الخلافت بغداد واپس لوٹا۔

شملہ کی کامیابی

ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایذعدی تھا اور امیر خاص بک ترکمانی کے خاص مصاحبوں سے تھا' جس دن سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بک کو قتل کیا' اسی روز بخوفِ جان خوزستان کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا' خلیفہ مقتفی نے یہ خبر سن کر شملہ خوزستان کی طرف جا رہا ہے' ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی۔ شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور انتہائی جرأت سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا۔ مگر چند ہی دنوں بعد ان کو رہا کر کے خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ خلیفہ نے اس کا عذر منظور فرما لیا۔ شملہ خوزستان کی جانب بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمد کے قبضہ سے نکال کر خود حاکم بن بیٹھا۔

سلطان سنجر کو شکست

سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا صلبی بیٹا تھا' جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں تفصیل تحریر کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مقرر کیا اور محمد بن انوشتکین کو امیر داؤد حبشی بن بوساق کی طرف سے خوارزم پر مامور کیا۔ پھر جب سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑا پڑا اور یہ فساد ایک عرصہ تک مسلسل جاری رہا اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عنایت کی کیونکہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا آرہا تھا حتیٰ کہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف پیدا ہوا۔ اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور معتمد علیہ تھا' ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دار الخلافت بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو "سلطان العراق" کے لقب سے یاد کرتا۔ اس کے بعد ترکوں میں سے خطا کا گروہ درہ ہائے کوہستان چین سے نکلا اور اس نے ماوراء النہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ ملوک ترکستان سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا۔ سلطان سنجر نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی۔ ترکان خطا نے شکست دے کر اس کے لشکر کے حصۂ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس سے اس کی طاقت میں کمزوری واقع ہو گئی۔

سلطان سنجر کا انتقال

خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع ہاتھ آگیا' ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ بلادِ ترکستان پر قابض ہوتے تو غز کو جو وہاں پر یادگار بقیہ سلجوقیہ تھے تنگ کر کے خراسان کی جانب نکال دیتے تھے۔ سلجوقیہ نے اپنے آغاز حکومت میں خراسان کو اپنا مستقرِ حکومت بنا لیا تھا اور اس پر قابض و متصرف ہوئے تھے اور ان کے بقیہ خلاف جو غز کے نام سے موسوم تھے' اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے' وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آرہے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جمایا پھلے پھولے اور بڑھے۔ اس کے بعد جب ان کا شور و شر بڑھا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان پر چڑھائی کی۔ ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی' اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا۔ تمام بلادِ خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے' امراء و ارکان سلطنت منتشر و متفرق ہو گئے جو جس شہر پر پہنچا اس کو وہ دبا بیٹھا۔ ترکان خطا کو بھی

سلاطین خانیہ افراسیاب ترک کی نسل تھے اور مسلمان تھے ان کا مورث اعلیٰ شبین قرا خاقان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۰)

تہ و بالا کرنے لگے۔ سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے تمام ممالک کو لوٹتے پھرتے تھے۔ یہی ذریعہ ان کے لئے لوٹ لینے اور تہ و بالا کرنے کا تھا۔ رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے' حتیٰ کہ سنجر حراست سے ۵۵۱ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی خواہش لئے ہوئے انتقال کر گیا۔ اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا' اس کے بعد بنی خوارزم شاہ نے ان تمام شہروں پر اور نیز اصفہان' رے اور صوبجات غزنہ پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کر لیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے یہاں تک کہ چنگیز خان بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں ان کی سلطنت و حکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ ان لوگوں کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

سلیمان شاہ کا فرار

کئی سالوں سے سلیمان شاہ بن محمد اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا' ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا پس جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ اس کے بعد ترکان غز سے مغلوب ہوا۔ بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا مگر چند دنوں بعد کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کی راہ لی کوتوال اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا۔ تب سلیمان شاہ نے قاشان کی جانب روانگی کی۔ سلطان محمد نے یہ خبر سن کر ایک فوج بھیج دی۔ جس نے غریب سلیمان کو قاشان میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ مجبوراً" خوزستان کا رُخ کیا' وہاں ملک شاہ نے روکا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی اور تلوار و نیزوں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان شاہ پر خلیفہ کی عنایات

خلیفہ سے بغداد داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہوں گا' اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ ماہ محرم ۵۵۱ھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ' اراکین سلطنت اور خاندان عباسیہ کے نامی گرامی افراد موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے رواج کے مطابق اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس بات کا عہد کیا کہ آئندہ عراق سے معترض نہ ہو گا خلیفہ نے خوش ہو کر خلعت عنایت کی۔ جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب مرحمت فرمائے جو اس کے والد کے تھے اور لشکر بغداد سے تین سو سوار عنایت فرمائے امیر قویدان والیٔ حلہ کو طلب فرما کر اس کا امیر حاجب مامور کیا۔

سلیمان شاہ کی گرفتاری

سلیمان شاہ نے اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں بلاد جبل کی طرف کوچ کیا اور خلیفہ کا مرکب ہمایوں حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود برادر سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلیفہ نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس بات کا اقرار کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ وارث تخت و تاج ہو گا۔ اس کے بعد خلیفہ نے دونوں کو مال و اسباب' زر نقد اور آلات جنگ سے مدد دی۔ تمام کے تمام جمع ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے۔ ایلد کز والی بلاداران بھی انہی لوگوں میں آملا جس سے ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر لگی۔ گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی والیٔ موصل اور اس کے نائب زین الدین کو خط لکھا اور امداد طلب کی۔ ان لوگوں نے انتہائی خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے مع ان لوگوں کے سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے خروج کیا۔ ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں فریقین نے صف آرائی کی۔ کئی دن مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی' سارا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ ایلد کز اپنے شہر بھاگ گیا۔ سلیمان شاہ نے بغداد کی راہ اختیار کی شہر زور ہو کر گزرا۔ زین الدین کوچک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی' امیر برزان نے جو زین الدین کی جانب سے شہر زور پر حکمرانی کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے حملہ کر دیا سلیمان شاہ سے کچھ بن نہ آئی گرفتار ہو گیا۔ زین الدین نے موصل میں لا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک عرضداشت کے ذریعہ سے سلطان محمد کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا۔

بغداد پر چڑھائی

دربار خلافت میں سلطان محمد نے یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے' خلیفہ نے اس سے انکار کیا تھا طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے سلطان محمد کو یہ امر ناگوار گزرا۔ لشکر مرتّب کر کے ہمدان سے عراق کی طرف روانہ ہوا' ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں عراق پہنچا۔ قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی جانب سے لشکرِ موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا۔ بغداد میں اس سے بے حد بے چینی پیدا ہو گئی۔ خواص اور عوام کے ہوش و حواس جاتے رہے' خلیفہ نے بھی فراہمی فوج کی طرف توجہ دی۔ خطلوبرس والیٔ واسط ایک لشکر لے کر آپہنچا۔ مہلہل حلہ پر قابض ہو گیا' وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی میں مصروف ہوا جگہ بہ جگہ دمس بند ھوائے' نہریں کھدوائیں' مورچے بنوائے' پلوں کو تڑوایا اور تمام کشتیاں حکومت کے لئے جمع کر لیں۔ اہلِ بغداد غربی جانب سے وسط بغداد میں آ رہے۔ مال و اسباب محلرائے خلافت میں رکھوا دیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتفی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامانِ حرب سے آراستہ کر کے محاصرین کی مدافعت کو نکلا۔ ایک عرصہ تک سلسلۂ جنگ جاری رہی۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل شرقی پر ایک پل بند ھوا کر عبور کیا اور اس طرف بھی جنگ کا میدان گرم کر دیا۔

سلطان محمد کی واپسی

بغداد میں اب دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ محصوروں پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا تھا۔ رسد و غلّہ کی کمی محسوس ہو چلی تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ محاصروں نے ناکہ بندی کر لی تھی' باہر کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ لشکرِ موصل آنے کو تو میدانِ جنگ میں آگیا تھا مگر چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا' زین الدین کو خلیفہ سے جنگ کرنے پر ملامت آمیز خط لکھ کر بھیجا تھا' جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا' جنگ کے دوران یہ خبر ملی کہ ملک شاہ اور ایلدکز والیٔ بلاد اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا ہے۔ سلطان محمد یہ سنتے ہی محاصرہ سے دست کش ہو کر آخری ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا اور زین الدّین نے موصل کی طرف واپسی کی۔

ملک شاہ اور ایلدکز کی شکست

جس وقت سلطان محمد نے ہمدان کا رُخ کیا تھا' ملک شاہ اور ایلدکز مع اپنے رفقاء اور ساتھیوں کے رے چلے آئے تھے۔ اینانج کو توال رے نے مزاحمت کی' لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی۔ سلطان محمد نے یہ خبر سن کر امیر سقمان بن قایماز کی زیرِ قیادت ایک فوج اینانج کی کمک پر روانہ کی۔ امیر سقمان ابھی رے نہ پہنچنے پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکز رے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصدِ محاصرہ بغداد جا رہے تھے۔ راستے میں امیر سقمان سے لڑائی ہوئی' ایک زبردست جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہوئی' سلطان محمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ملک شاہ اور ایلدکز کے تعاقب میں خوزستان کی طرف کوچ کیا' حلوان میں پہنچ کر یہ اطلاع ملی کہ ایلدکز تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اینانج نے بعد روانگی و واپسی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس خبر کے سننے سے سلطان محمد کے تنِ مردہ میں جان سی پڑ گئی' اسی وقت ہمدان کی طرف واپسی کا حکم دے دیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز' ان کے رفقاء متفرق اور منتشر ہو گئے۔ شملہ والیٔ خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے۔ مجبوراً اپنے اپنے شہروں کی طرف راہِ فرار اختیار کی۔

سنقر ہمدانی کی سرکوبی

والیٔ طرف سنقر ہمدانی نے ان جھگڑوں اور تنازعات میں سواد بغداد کو تہ و بالا کیا تھا اور ایک خاصا لشکر بھی آراستہ اور تیار کر لیا تھا۔ خلیفہ مقتفی کو جب ایک طرح سے فرصت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کی گوشمالی کی طرف توجّہ کی۔ ماہ جمادی الاول ۵۵۱ھ میں لشکر مرتب کر کے سنقر کی جانب بڑھا۔ طف کے نزدیک پہنچ کر امیر خطلوبرس نے عرض کی "خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں' یہ غلام اس مہم کو سر کر لے گا"۔ خلیفہ مقتفی نے اس مشورے کو پسند فرما کر امیر خطلوبرس کو روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر خطلوبرس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا

اور اس کو علم خلافت کا مطیع بنا کر خلیفہ کی خدمت میں واپس آیا اور تمام حالات عرض کئے' خلیفہ نے خوش ہو کر امیر خطلوبرس اور امیر ارغش کو بلاد طف میں جاگیریں مرحمت فرما کر دارالخلافت کی طرف واپسی اختیار کی۔

سنقر سے مقابلہ

خلیفہ اور امیر ارغش نے واپسی کے بعد بلاد طف کا رُخ کیا' سنقر امیر ارغش کو بلاد طف سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا' امیر خطلوبرس یہ خبر سن کر دارالخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سنقر مقابلہ پر آیا' شدید لڑائی ہوئی' میدان امیر خطلوبرس کی ہاتھ رہا' سنقر کو شکست ہوئی۔ چار سو سواروں کی جمعیت سے قلعہ ماہکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قایماز عمیدی کے قبضہ و تصرف میں تھا' اس کے بعد ۵۵۴ھ میں اپنی فوج کو مرتب کر کے پھر بلاد طف کا رخ کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا' لڑائیاں ہوئیں' آخر کار امیر ارغش کو شکست ہوئی' بے سرو سامانی کے عالم میں بغداد کی طرف واپسی کی۔ خلیفہ نے یہ خبر سن کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور انتہائی تیزی سے اپنی فوج کو مرتب کر کے نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا اور بطور مقدمتہ الجیش ایک فوج زیر قیادت ترشک' سنقر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ سنقر نے یہ سن کر پہاڑوں کی راہ لی۔ ترشک نے اس کے پس ماندہ مال و اسباب کو لوٹ کر قلعہ ماہکی پر محاصرہ کر لیا۔ چند دن محاصرہ کر کے بندیجین کی جانب واپسی کی اور ایک عرضداشت اطلاعی دارالخلافت بغداد میں روانہ کر دی۔

سنقر کا فرار

پریشانی کے عالم میں سنقر ملک شاہ کے پاس پہنچا' ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی۔ سنقر نے پھر اپنے قلعہ اور شہر کا رخ کیا۔ ترشک نے بھی یہ سن کر خلیفہ سے امداد طلب کی۔ خلیفہ نے ایک فوج امدادی بھیج دی۔ سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا' ترشک نے اس سفیر کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر تباہ ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ سنقر نے زخمی ہو کر بلاد عجم میں جا کر دم لیا۔ ایک عرصہ تک ٹھہرا رہا' اس کے بعد اسی ۵۵۴ھ کے اخیر میں خفیہ طور پر بغداد آیا اور تاج کے سامنے اپنے کو ڈال دیا۔ خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

قایماز کو شکست

البتہ ۵۵۳ھ میں شملہ اور قایماز کو اس جنگ میں شکست ہوئی' بھاگ دوڑ میں مارا گیا' خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ایک فوج شملہ کے سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ شملہ یہ خبر سن کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلطان محمدؒ کا انتقال

بغداد کے محاصرہ سے واپسی کے بعد سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ سل کے مرض میں مبتلا ہوا۔ مرض نے اس قدر طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات سال چھ ماہ بعد انتقال کر گیا۔ انتقال کے وقت آقسنقر احمدیلی کو طلب کر کے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ میرے بعد میرے ارا کین سلطنت اس لڑکے کی اطاعت نہ کریں گے۔ تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ۔ چنانچہ بعد انتقال سلطان محمد' آقسنقر اس کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

سلیمان شاہ کی بیعت

وفات کے بعد سلطان محمد کے ارا کین حکومت میں اختلاف پڑا' ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کیا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنانے کا ارادہ رکھتا تھا اور کچھ لوگ ارسلان بن سلطان طغرل کی جانب مائل تھے جو ایلدکز کے ساتھ بلاداران میں مقیم تھا۔ ارا کین سلطنت اسی سوچ بچار میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ مع شملہ ترکمانی اور دکلائے والی فارس کے خوزستان سے اصفہان آ پہنچا' ابن خجندی نے سر اطاعت جھکا دیا۔ رسد و غلہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکاری جواب دیا' اس کے بعد ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود بن زنگی والیٔ موصل کے پاس اوائل ۵۵۵ھ میں یہ پیام

بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ دل و جان سے اس کی حکومت و سلطنت کے خواہاں ہیں' چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کی ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت و تاج کا مالک سلیمان شاہ ہو' اس کی اتالیقی قلب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے' عہدۂ وزارت عنایت ہو۔ جیسے ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا چاروں طرف سے فوجیں جوق در جوق آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ لاحق ہوا۔ بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کی طرف واپسی کر دی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا۔ جس ارادہ سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہلِ ہمدان نے اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی۔ دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کا انجام

اس دوران ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دار الخلافت بغداد میں کہلا بھیجا۔ "سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانینِ عراق' پہلے تھے وہی پھر جاری کیے جائیں ورنہ میں پھر چڑھائی کر دوں گا' وزیر عون الدّین بن ہبیرہ نے حکمتِ عملی سے کام لیا۔ ایک لونڈی ملک شاہ کے پاس بھیج دی' جس نے زہر دے کر اس کو ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ میں پیش آیا۔

سلیمان شاہ کی نااہلی

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے تمام امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا شہد نے خوزستان کی طرف واپسی کی اور ان تمام شہروں پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرّف اور قابض تھا۔ غرض اس طرح سلیمان شاہ کی حکومت کا سکّہ ان شہروں میں چلنے لگا' چند دنوں بعد عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ گانے میں اپنے اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور اراکین سلطنت کی جانب توجہ نہ کرتا تھا۔ مسخروں' گویوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا' امورِ سلطنت شرف الدین کردباز جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا۔ یہ شخص انتہائی دین دار' صاحب عقل اور باتدبیر تھا۔ امراء اور اراکین سلطنت اس سے اکثر سلیمان شاہ کی شکایت کیا کرتے تھے۔ ایک دن یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحتاً' کچھ عرض و معروض کرنے لگا۔ سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا۔ مسخروں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے شرف الدّین کو ستانا شروع کر دیا۔ شرف الدین ناراض ہو کر اٹھ کر چلا آیا۔

سلیمان شاہ کا انجام

جب سلیمان شاہ کو ہوش آیا تو شرف الدین سے معذرت کی۔ شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا لیکن آنا جانا ایک قلم بند کر دیا' سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا' ایناج والیٔ رے کو اپنی کمک پر بلا بھیجا' ایناج ان دنوں بیمار تھا۔ معذرت کی کہ صحت کے بعد میں مع اپنی فوج کے حاضر ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ اس کی اطلاع شرف الدین تک پہنچ گئی' اس سے سخت ناراضگی اور بے حد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک دن دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو مع اس مصاحبوں کے اپنے مکان پر مدعو کیا' اراکین سلطنت تو اس سے تنگ آہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو مع اس کے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی کے ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چند دن قید میں رکھا۔ ان کے بعد ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے گلا گھونٹ کر سلیمان شاہ کو قتل کر دیا۔

ہمدان کا محاصرہ

والیٔ رے ایناج کو جب یہ اطلاع ملی تو وہ فوجیں آراستہ کر کے غارت گری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدگز کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کی بیعت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' چنانچہ ایلدگز بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان آ پہنچا۔ ایناج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا۔ ایلدگز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا' اس

کی حکومت و سلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلد کز اس کا اتابک مامور کیا گیا اور بہلوان بن ایلد کز اس کا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے اور جیسا کہ سلطان مسعود کے عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا' ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلیفہ نے سفیر کو جواب نہ دیا اور دربار خلافت سے بڑی بے عزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا ایناج والیٔ رے اس نے ایلد کز سے سازباز کر لی اور اپنی بیٹی کا نکاح بہلوان بن ایلد کز سے کر کے ہمدان چلا آیا۔ ایلد کز سلطان مسعود کے خادمین سے تھا۔ اس کو اران اور بعض مقاماتِ آذر بائیجان کی حکومت دی گئی تھی۔ وہ سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ اس نے مادرِ ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے ملک طغرل کی وفات کے بعد نکاح کر لیا تھا جس سے بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

آقسنقر کی کامیابی

ایلد کز اور ایناج میں مصالحت ہو جانے کے بعد ایلد کز نے آقسنقر احمد یلی والیٔ مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسنقر نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ایک لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ لڑکا اس کے پاس موجود تھا یعنی محمد بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نو عمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کے لئے ابھارا تھا۔ اسی بنا پر ایلد کز نے ایک فوج زیر قیادت اپنے بیٹے بہلوان کے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کی طرف بڑھی آقسنقر نے یہ خبر سن کر شاہرمز والیٔ خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ شاہرمز نے ایک فوج بن آقسنقر کی کمک پر بھیج دی' ابن آقسنقر اور بہلوان کا نہر اسبلیرود پر مقابلہ ہوا۔ بہلوان نے شکست کھا کر ہمدان کی جانب واپسی کی اور آقسنقر کامیاب و کامران مراغہ واپس لوٹا۔

ابنِ ہبیرہ کی سازش پر ردعمل

ملک شاہ بن محمود کا جب اصفہان میں زہر سے انتقال ہوا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروہ مع اس کے بیٹے محمود کے بلاد فارس کی جانب چلا گیا۔ زنگی بن وکلا سلغری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کر قلعہ اصطخر میں لے جا کر نظر بند کر دیا پس جب ایلد کز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابو المظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور والیان ملک سے سازباز شروع کر دی۔ زنگی بن وکلا کو یہ کہلا بھیجا "ایلد کز پر میں لشکر کشی کرنے والا ہوں' اگر اس کے مقابلہ میں مجھے فتح یابی حاصل ہو گئی تو بہتر ہو گا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ممالکِ مقبوضہ میں پڑھنا" چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پنج و قتہ اس کے دروازہ پر نوبت بجنے لگی۔ ایناج والیٔ رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی۔ ایناج نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کی دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کی جانب روانہ ہو گیا۔

ایناج کی شکست

آقسنقر احمد یلی نے بھی یہ سن کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے۔ رفتہ رفتہ ایلد کز کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی ایک لشکرِ جرار تیار اور مجتمع کر کے بہ ارادہ بلاد فارس اصفہان کی طرف روانہ ہوا اور زنگی بن وکلا' والیٔ فارس کے ابن ارسلان کی اطاعت و فرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا' زنگی نے روکھا سا جواب دے دیا اور یہ کہلا بھیجا "مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے' میں اس وقت اپنی جاگیر پر جا رہا ہوں جو حال میں دربارِ خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے"۔ خفیہ طور سے خلیفہ اور وزارت پناہ سے امداد بھی طلب کی' خلیفہ اور وزارت پناہ نے امداد و کمک کا وعدہ کیا اور ان امراء کو عتاب آمیز خطوط بھی تحریر کئے' جو ایلد کز کے ساتھی اور اس کے مطیع تھے۔ ایلد کز نے پہلے ایناج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اتنے میں یہ خبر موصول ہوئی کہ زنگی نے سیرم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے۔ فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی سے مزاحمت اور مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی' تب ایلد کز نے آذر بائیجان کی فوج کو طلب کیا۔ چند دنوں بعد اس کا بیٹا قزل ارسلان آذر بائیجانی لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ زنگی نے بھی یہ سن کر ایناج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں' لیکن بذات خود

اس خوف سے کہ مبادا بلاد شملہ والی خوزستان معرض زوال میں نہ آجائے' اس مہم میں شریک نہ ہو سکا۔ ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلدکز اور اینانج نے صف آرائی کی۔ متعدد معرکے ہوئے' آخر کار اینانج شکست کھا کر بھاگا' اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا' ایلدکز نے تعاقب کر کے اینانج کا محاصرہ کر لیا' اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد ایلدکز نے ہمدان کی طرف واپسی اختیار کی۔

خلیفہ مستنجد

خلفاء بنی عباس میں خلیفہ مستنجد پہلا خلیفہ ہے جس نے مضبوطی اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی جس وقت کہ شیرازۂ حکومت و خلافت مابین موصل' واسط' بصرہ اور حلوان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پُرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

خلیفہ مقتفی کا انتقال

خلیفہ مقتفی لامراللہ ابو عبداللہ محمد بن مستظہر کا ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس سال چار ماہ بعد انتقال ہوا۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا' تن تنہا حکمرانی کی۔ لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا' جس قدر شہر' گورنران ان صوبجات کے دست بردار اور غلبے سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی' جس وقت اس کی بیماری میں شدت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک طرح کی مایوسی محسوس ہوئی' اسی وقت سے اس کے حرموں کو اپنے اپنے بیٹوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہو گئی۔ مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی' اس کے بھائی علی کی والدہ اپنے بیٹے کو تختِ خلافت پر فائز کرانے کی فکر میں تھی بلکہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے مستنجد کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا۔

قتل کا منصوبہ اور مستنجد کی حکمتِ عملی

چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کو دیکھنے کے بہانہ سے مستنجد کو بلا بھیجا اور خفیہ طور پر یہ تدبیر کر رکھی کہ محلسرائے خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دے دیں اور خود اس کا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جیسے ہی محلسرائے خلافت میں قدم رکھے' چاروں طرف سے حملہ کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سرا کو طلب کر کے اس واقعہ سے اس کو مطلع کیا اور اپنے ساتھیوں اور خواستگاروں کو مسلح کر کے محلسرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا۔ مستنجد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا' دوسری لونڈیاں یہ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ لونڈیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ مقتفی کا انتقال ہو گیا۔

باب ۳۴

یوسف بن مقتضی بِاللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

الحسن مُستنجد باللہ مستفی بِامراللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

مستنجد کی تخت نشینی

بیعتِ خلافت لینے کی غرض سے مستنجد نے دربار عام منعقد کیا اولاً خاندانِ خلافت کے افراد نے بیعت کی سب سے پہلے اس کے چچا ابو طالب نے بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا' اس کے بعد وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ اس کے بعد اراکین سلطنت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش کیے گئے۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عون الدین کو بدستور سابق عہدۂ وزارت مرحمت ہوا' گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبہ پر بحال رکھے گئے۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کیا گیا۔ رئیس الرؤساء اور استاد دار کو خلعتیں مرحمت ہوئیں' قاضی القضاۃ ابو الحسن علی بن احمد وامغانی برطرف ہو کر ابو جعفر عبدالواحد ثقفی عہدۂ قضا پر تعینات کیا گیا۔

امیر ترشک کا انجام

۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے اطراف بند بنجین میں سر اٹھایا' جن کی سرکوبی کو مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد لحف سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کے لئے بند بنجین جانے کو تیار ہے' شاہی لشکر سے میری مدد کی جائے خلیفہ کو ترشک کا یہ عذر ناگوار گزرا۔ کچھ فوجیں چند امراء کی افسری میں ترشک کی گوشمالی کو روانہ کیں۔ پس ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافت بغداد میں روانہ کر دیا۔

قلعہ ماہکی کا حصول

۵۵۷ھ میں خلیفہ نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے ملوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ سنقر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا' اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ سنقر کے جانے کے بعد قرب و جوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے۔ سنقر کا مملوک ان کی مدافعت نہ کر سکا' خلیفہ کو اس کی خبر ہوئی' پندرہ ہزار دینار دے کر قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا۔ سنقر کا مملوک بغداد میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ یہ قلعہ مقتدر کے زمانۂ خلافت میں ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکشی

۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں جمع ہوا اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا۔ ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر کوتوال (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) معترض ہوئے۔ خفاجہ نے اس بناء پر غارت گری شروع کر دی۔ ارغش اور قیصر نے فوجیں مرتب کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے' خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی۔ ارغش اور قیصر نے انکار کیا

جواب دیا‘ تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گیا‘ گھمسان کی لڑائی ہوئی‘ انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا‘ قیصر بھاگ دوڑ کے دوران مارا گیا۔ ارغش نے رحبہ میں جا کر پناہ لی۔ کوتوال رحبہ نے اس کو امان دی اور بہ حفاظت دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت پیاس سے میدانوں میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کر بغداد پہنچے۔ وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر غصہ آ گیا‘ لشکر مرتب کر کے خفاجہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا‘ خفاجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے‘ وزیر السلطنت نے بغداد کی طرف واپسی کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچے اور معذرت نامہ لکھ کر دربارِ خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی‘ خلیفہ نے منظور فرمالی۔

بنی اسد کی سرکوبی اور جلاوطنی

بنی اسد ساکنان حلہ نے چونکہ اس سے قبل بے حد شورش مچا رکھی تھی‘ اس کے علاوہ زمانۂ محاصرۂ بغداد میں ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا۔ یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کی جانب سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔ چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلاوطنی اور سرکوبی پر تعینات کیا‘ یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے‘ امیر یزدان فوجیں مرتب کر کے دارالخلافت بغداد سے حلہ کی جانب روانہ ہوا اور ابنِ معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابنِ معروف براستہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے مع ایک لشکرِ جرار کے آ پہنچا۔ ایک عرصہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا‘ خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گزرا۔ بذریعہ عتاب آمیز خط کے امیر یزدان کو شیعیت سے متہم کیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت ذرا بھی ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے‘ امیر یزدان اس عتاب آمیز خط کو پڑھ کر چونک پڑا۔ ابنِ معروف کو بلا کر خلیفہ کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاقِ رائے لشکر آراستہ کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا‘ پانی رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے‘ چار ہزار بنی اسد مارے گئے‘ باقی ماندگان کی نسبتؒ یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلیہ دکھائی دے گا‘ وہ بغیر کسی بات کی تحقیق کے قتل کر ڈالا جائے گا‘ چوبیس گھنٹہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے‘ چنانچہ بقیۃ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک متنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہا۔ حلہ اور تمام شہر بنی اسد ابنِ معروف کے سپرد کر دیئے گئے۔

واسط میں شورش

بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا‘ جو خلیفہ مستنجد کا آزاد غلام تھا‘ ۵۵۹ھ میں خلیفہ نے اس کو قتل کر کے اس کی جگہ کمشتکین کو مقرر کیا‘ ابنِ سنکا بھتیجا شملہ والیٔ خوزستان نے ان کو مغتنمات سے شمار کر کے بصرہ پر لشکر کشی کر کے دیاس کے اطراف و جوانب کی دیہاتوں اور قصبوں کو تہ و بالا کرنے لگا۔ دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابنِ سنکا کے طوفانِ بد تمیزی کو روک سکا‘ اس سے ابنِ سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے‘ وہ واسط کی جانب بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر خطلوبرس اس صوبہ کا جاگیردار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کر کے ابن سنکا سے مزاحمت کی‘ جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ جنگ کے دوران ابنِ سنکا نے ان امراء کو ملا لیا جو امیر خطلوبرس کے ساتھ تھے‘ پس یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلوبرس کو حریف کے مقابل لا کر خود دائیں بائیں ہو گئے‘ امیر خطلوبرس کو ابن سنکا کے ساتھیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابنِ سنکا نے امیر ذکور کو ۵۶۱ھ میں قتل کرا دیا۔ اس کے بعد ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا ارادہ کیا اور اس کے شرقی حصہ کو لوٹ لیا۔ کمشتکین نے ابنِ سنکا کی روک تھام کرنے کے لئے خروج کیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی‘ بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی طرف کوچ کیا‘ اہلِ واسط اپنی عزت و جاہ کے خوف سے اٹھے مگر ان کی خوش قسمتی ابنِ سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی سرکشی

۵۶۲ھ میں شملہ والیٔ خوزستان نے بہ ارادہ عراق کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہنچا‘ خلیفہ سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا۔ خلیفہ نے اس کے طوفانِ بے تمیزی کو روک تھام کے لئے ایک فوج بھیج دی اور بغاوت و سرکشی کے انجام کار سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ”ایلدکز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان شہروں کی حکومت مجھے

عنایت کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہیں اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ' واسط اور حلہ کا مالک و حکمران تھا مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے' میں انہی تین شہروں کی حکومت پر اکتفا کرتا ہوں' ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں خلیفہ کو شملہ کی یہ جسارت ناگوار گزری۔ حکم صادر فرمایا "شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے' علانیہ منبروں پر اس پر لعن کی جائے اور اسی وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم و مرتب کر کے اس سرکش و باغی کی سرکوبی کریں۔

شملہ کی واپسی

شملہ نے اسی زمانہ میں اپنے بھتیجا ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا' اتفاق سے ارغش کو اس کی اطلاع مل گئی۔ حملہ کر کے ملیح کو اور نیز اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکاری جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا' اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے آغاز سفر کے چوتھے مہینہ اپنے شہر کی طرف واپسی کی۔

شرف الدّین کی تقرّری

جمادی الاول ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد مظفر بن ہبیرہ کا انتقال ہو گیا' خلیفہ مستنجد نے اس کے پس ماندگانِ خاندان کو گرفتار کر لیا' چند دن وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا۔ اس کے بعد خلیفہ نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید معروف ابن بلدی ناظر واسط کو قلمدان وزارت عنایت کیا' چونکہ عضد الدین ابو الفرج بن دبیس رئیس الروساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا' اس وجہ سے خلیفہ نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ہمراہیوں کو معمولی معمولی بے پرواہیوں پر معقول تنبیہ کی جائے اور عضد الدین کے تمام اختیارات سلب کر لئے جائیں' چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے شہر الملک کا حساب عہدِ خلافتِ مقتفی سے اس وقت تک کا طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمّال کے ساتھ بھی جو عضد الدین کے حمایتی اور خیر خواہ تھے۔ ارا کین سلطنت کے کان کھڑے ہو گئے' ہوشیاری اور دیانت داری سے کام ہونے لگا۔ بد نظمی اور خود سری کا خاتمہ ہو گیا۔

خلیفہ اور عضد الدّین میں ناراضگی

خلیفہ مستنجد کے عہدِ خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن دبیس رئیس الروساء جو دار الخلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا' امورِ سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمامِ حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ قطب الدین قایماز مظفری اس معاملہ میں اس کا ہم سفیر اور ہم آہنگ تھا' جس وقت خلیفہ نے عہدۂ وزارت شرف الدین جعفر کو نوازا اور وزیر السلطنت کو عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا اشارہ کیا' اسی وقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین عداوت اور مخالفت کی بنیاد پڑی' بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اس کے عمّال سے الجھتا تھا۔ خلیفہ بھی عضد الدین اور اس کے ہم سفیر قطب الدین کو بری نظروں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت کو متہم کیا کرتے اور خلیفہ کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا انجام

خلیفہ ۵۶۶ھ میں بیمار ہو گیا' بیماری طول پکڑ گئی' عضد الدین اور قطب الدین خلیفہ کی بیدار مغزی سے تنگ آ ہی رہے تھے شاہی طبیب سے سازباز کر لی' اس نے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلیفہ کو حمّام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا۔ خلیفہ کا دم گھٹ گیا' تھوڑی دیر میں فوت ہو گیا۔ بعض مؤرخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ نے وزیر السلطنت شرف الدّین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی۔ اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ لگ گئی۔ عضد الدین نے قطب الدین یزدان اور اس کے بھائی تتامش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ کو کسی

بہانہ سے مار ڈالنا چاہئے' چنانچہ یہ لوگ محلرائے خلافت میں آئے اور جبراً" خلیفہ کو حمام میں لے جا کر باہر سے دروازہ بند کر لیا' خلیفہ چلّا رہے تھے لیکن کوئی سنتا نہ تھا۔ یہ واقعہ ۹ ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے' دس سال خلافت کی' ماہ ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا۔ چھپن سال کی عمر پائی۔

خلیفہ مستفی بامر اللہ کی تخت نشینی

جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ابھی اس نے دم توڑا نہ تھا کہ وزیر السلطنت امراءِ لشکر اور تمام فوجیں مسلح ہو کر محلرائے خلافت کے دروازہ پر آگئیں۔ عوام الناس کا بھی جم غفیران کے ساتھ تھا' رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلیفہ کی موت کا یقین کر کے میرا خاتمہ کر دے' بلند آواز سے پکارا "امیر المومنین کو غش آگیا تھا' اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے نجات مل گئی ہے" وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکری محلرائے خلافت میں گھس پڑیں۔ دار الوزارت کی طرف واپسی کی' امراءِ لشکر اور نیز عوام الناس منتشر و متفرق ہو گئے۔ عضد الدین اور قطب الدین نے فوراً" محلرائے خلافت کے دروازے بند کر لئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے فوراً" خلافت کی بیعت کر لی۔ "المستفی بامر اللہ" کا لقب دیا۔ ابو محمد کو کرسیٔ خلافت پر فائز کرنے کے وقت اس سے یہ عہد لے لیا کہ قلمدانِ وزارت عضد الدین کو عنایت کیا جائے' اس کا بیٹا کمال الدین استاد اور مقرر ہوا' اس کی فوج کی سرداری قطب الدین قایماز کو دی جائے۔ نئے خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان تمام درخواستوں کو منظور فرما لیا۔ اس کے بعد خاندانِ خلافت سے بیعتِ خاصہ لی گئی۔ اس کے بعد خلیفہ مستنجد کا انتقال ہو گیا۔ اگلے روز دربارِ عام میں بیعتِ عامہ کی تقریب ہوئی۔

وزیر شرف الدین کا انجام

خلیفہ مستفی کرسیٔ خلافت پر فائز ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا' لوگوں کو انعامات دیئے' جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دیئے' وزیر السلطنت کو نئے خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر لگی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' ہوش و حواس جاتے رہے' اپنی غفلت اور واپسی پر شرمندہ ہوا لیکن اب یہ سب لاحاصل تھا' بیعت کرنے کے لئے بلایا گیا۔ جس وقت حاضر ہوا' غلاموں نے عضد الدین کے اشارے سے سر قلم کر دیا' اسی زمانہ میں خلیفہ مستفی نے قاضی ابن مزاحم کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا' یہ شخص بڑا ظالم' خود سر اور غاصب تھا۔ خلیفہ مستفی نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے تھے' ان کو ان کے حقوق دے دیئے' ابوبکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ تعینات کیا اور ظہیر الدین کا لقب عنایت کیا۔

مصر پر چڑھائی

خلیفہ مستفی کے شروع زمانۂ خلافت میں حکومتِ علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں بجھ گیا' خلفاءِ بنی عباس سے خلیفہ مستفی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں قبل یوم عاشورہ جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا۔ ان دنوں مصر میں خلفاءِ عبیدین کا سب سے پچھلا اور آٹھواں تاجدار عضد الدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ الدین اللہ عبد المجید علوی کے اعقاب و نسل سے تھا' اس پر اس کا وزیر اس درجہ غالب و اثر انداز ہو گیا تھا کہ یہ برائے نام خلیفہ تھا' زمام حکومت اس کے وزیر کے قبضہ اقتدار میں تھی' اس وقت کرسیٔ وزارت پر شاور متمکن تھا' جو چاہتا کر گزرتا' اراکین سلطنت' امراءِ مملکت اور سرداران لشکر اس کے مطیع تھے' خلیفہ عضد اس کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ اتفاقِ وقت سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل حکومت اسکندریہ سے مصر پر چڑھ آیا۔ شاور نے اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے ہاں جا کر پناہ حاصل کی۔

ابن سوار کا خاتمہ

الملک العادل نور الدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے ممالک اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور ستون تھے۔ صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شاذی مع اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیرکوہ کے الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر تعینات تھا' پس جس وقت شاور نے دربارِ نوریہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی۔ الملک العادل نور الدین نے ایک فوج

زیر قیادت امراءِ ایوبیہ مصر روانہ فرمائی' جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیر کوہ تھا' چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزات چھین لئے تھے' قتل کر کے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر فائز کیا' مگر اس بدعہد احسان فراموش نے اس وعدہ کا ایفا نہ کیا' جو شام سے بوقتِ روانگیٔ مصر دربار نوریہ میں کیا تھا۔

شاور کی سازش

یہ دور تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے سواحل مصر و شام پر قبضہ کر لیا اور اس کے قرب و جوار کے صوبہ جات کو بھی دبا لیا تھا' مصر اور قاہرہ کو رفتہ رفتہ دباتے چلے آتے تھے' بلبیس اور ایلہ متصل عقبہ پر انہی کا سکہ جما ہوا تھا' بعض بعض محاصل اور ٹیکس بھی حکومتِ علویہ سے وصول کر لیتے تھے' غرض حکومتِ علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے جھلملا رہا تھا۔ ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور ان کے ارادوں کا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا' اس خیال سے کہ مبادا اسد الدین شیر کوہ جس سے بدعہدی کی ہے عہدۂ وزارت پر غالب و قابض ہو جائے۔

شاور کا انجام

عاضد کو شاور کی ان حرکات کا پتہ چل گیا' بظاہر عیسائیوں کی زیادتی کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ میں امداد طلب کرنے کے لئے شیر کوہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ مگر حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کی غرض سے شیر کوہ کو بلا بھیجا' چنانچہ شیر کوہ دربارِ نوریہ سے رخصت ہو کر مصر آیا۔ خلیفہ عاضد نے اس کو خلعتِ وزارت سے نوازا اور سوائے درِ دولت کے تمام کاموں کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا۔ اس کے رد و بدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا۔ شیر کوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی تمام بیماریوں کا مناسب علاج کر دیا' مگر افسوس ہے کہ شیر کوہ کا اپنی وزارت کے ایک ہی سال بعد انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

صلاح الدین یوسف کی تقرّری

بہرحال شیر کوہ کے انتقال کے بعد خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مقرر فرمایا۔ صلاح الدین نے عہدۂ وزارت پر رونق افروز ہو کر اصلاح حالِ رعایا اور انتظام امورِ سلطنت کی جانب توجہ کی یہ اور اس کا چچا اسد الدین شیر کوہ اپنے کو الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اس کو اور نیز اس کے چچا کو مصر بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی پس جب صلاح الدین کا قدم مضبوطی کے ساتھ مصر میں جم گیا' مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے' تمام امور کے سیاہ و سفید کا اس کو مکمل اختیار حاصل ہو گیا اس کا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محلسرائے خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

دولتِ علویہ کا خاتمہ

اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیغام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے حکومتِ عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہالیٔ مصر کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے ڈرتے کی' خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جانا تھا کہ حکومت علویہ کے آثار ختم ہو گئے اور خلافت عباسیہ کا جھنڈا کامیابی کی فضا میں اڑنے لگا' اسی زمانہ سے مصر میں حکومت ایوبیہ کی بنا پڑتی ہے' اس کے بعد تاجدارانِ بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی۔

بغداد میں چراغاں

جس وقت مصر میں خلافتِ عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافت بغداد میں خوشخبری کا خط روانہ کیا خلیفہ نے شادمانی کی نوبت بجوائی' پورے بغداد میں چراغاں کیا گیا' نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں۔ عماد الدین صندل خلیفہ مقتفی کا خادمِ خاص اور خلیفہ مستضی کے محلسرائے خلافت کا داروغہ تھا۔ دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور

الدین نے بھی بہت بڑی خوشی ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں۔ سیاہ جھنڈے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ جاتا ہے جو ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے۔

سفیر کی عزت افزائی

نور الدین محمود نے ان واقعات کے بعد دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابو الفضل محمد بن عبداللہ شہرزوری کو روانہ کیا' (جو ممالک مقبوضہ نوریہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبجات مصر' شام' جزیرہ' موصل' نور الدین کے قبضہ اقتدار میں تھے اور دیار بکر' خلاط' بلاد روم لج ارسلان جو اس کے مطیع تھے' ان کی سندِ حکومت کی درخواست کی اور درب ہارون بلاد سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اس کے والد کو ملا ہوا تھا' خلیفہ نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی عزت افزائی کی۔ عزت و احترام سے ملا اور خوشی سے نور الدین محمود کی تمام درخواستیں منظور فرما لیں۔

بنو حزن پر چڑھائی

امیر یزدن کو خلیفہ مستفی نے حلہ کی حکومت مرحمت فرمائی تھی اور خفاجہ کو اس کی محافظت و حمایت کا ذمہ دار کیا تھا۔ بنو حزن اور بنو کعب خفاجہ کے دو نامی گروہ حلہ میں رہتے تھے۔ امیر یزدن نے حلہ پر قابض ہونے کے بعد بنو کعب کو حلہ کی حکومت عنایت کی' اس پر بنو حزن بگڑ کھڑے ہوئے اور سوادِ عراق میں غارتگری شروع کر دی' امیر یزدن نے اپنی فوج مرتب کر کے بنو حزن پر لشکر کشی کی۔ غضبان سردار بنو کعب مع بنو کعب کے امیر یزدن کا ہم رکاب تھا' ایک دن رات کے وقت سفر کر رہے تھے۔ کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے باعث غضبان مر گیا۔ غضبان کے مرتے ہی لشکرِ بغداد کی طرف لوٹ کھڑا ہوا اور محافظت سواد بدستور سابق بنی حزن کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد یزدن ۵۶۸ھ میں وفات پائی۔ واسط اس کی جاگیر میں تھا' خلیفہ نے اس کے بیٹے انبامش کو عنایت فرمایا اور "علاء الدین" کا لقب مرحمت کیا۔

سنکا بن احمد کا خاتمہ

ہم پہلے عہدِ خلافت مستنجد میں سنکا بن احمد اور اس کے چچا شملہ والیٔ خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات بیان کر آئے ہیں اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی کی جانب آیا اور اس کے مقابلہ میں ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب و جوار کے شہروں پر متصرف و قابض ہو جائے' اسی اثناء میں خلیفہ مستفی کی خلافت کا عہد آگیا' خلیفہ نے یہ خبر سن کر دار الخلافت بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمائی' سنکا نے بے جگری سے مقابلہ کیا' لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر سنکا کو شکست ہوئی بھاگ دوڑ میں سنکا مارا گیا' اس کا سر اتار کا بغداد بھیج دیا گیا' جو ایک عرصہ تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا منہدم کر دیا گیا۔

عضد الدین کی برطرفی

قطب الدین قایماز کا حال آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستفی کی بیعت کی تھی' خلیفہ مستفی نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنایا تھا اور عضد الدین ابو الفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدۂ وزارت سے نوازا چند دن بعد جب قایماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور تمام امور کے سیاہ و سفید کا اختیار اسے مکمل حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستفی کو عضد الدین ابو الفرج وزیر السلطنت کی برطرفی پر ابھارنا شروع کیا۔ خلیفہ سے کچھ بن نہ پڑا' آخر کار ۵۶۷ھ میں وزیر السلطنت کو برطرف کر دیا۔ ۵۶۹ھ میں پھر خلیفہ نے اس کی بحالی کا ارادہ کیا' قایماز نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کے خلاف کارروائی کرنے کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو گیا۔ خلیفہ نے محلسرائے خلافت کے دروازے جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروا لئے اور قایماز کے پاس بہ نرمی و ملاطفت کہلا بھیجا "تم واپس جاؤ فتنہ و فساد سے باز آؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضد الدین کو بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا"۔ خلیفہ نے بمجبوری عضد الدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دیا' عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبدالرحیم بن اسمٰعیل سے امن کی درخواست کی' شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قطب الدین قایماز کی سرکشی

اس کے بعد قایماز اپنی سرکشیوں سے سلطنتِ عباسیہ پر غاصب و قابض ہو گیا۔ علاء الدین تیامش کی بہن سے نکاح کر لیا۔ تیامش اور قایماز نے متفق ہو کر سلطنت و حکومت کی رہی سہی قوت بھی سلب کر لی' چند دنوں بعد قایماز نے ظہیر الدین عطار وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاکستر کر دیا (ظہیر الدین خلیفہ کا خاص حمایتی تھا) قایماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ظہیر الدین یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ تب قایماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ مستضی سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس بات کا ان لوگوں سے عہد لیا کہ محلسرائے خلافت پر حملہ کر کے ظہیر الدین کو نکال لائیں گے۔ خلیفہ مستضی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی' محلسرائے خلافت کی چھت پر تشریف فرما ہوا۔ خدام سلطنت واویلا و مصیبتا کا شور کر رہے تھے' خلیفہ نے باآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "قطب الدین کا مال و اسباب تمہارا ہے اور اس کا خون ہمارا ہے' دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھر بار لوٹ لو' اس کو میرے پاس گرفتار کر لاؤ"۔

قایماز کا انجام

یہ سنتے ہی عوام الناس قطب الدین کے گھر کی جانب دوڑ پڑے' قطب الدین مکان کے عقب سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اس کا گھر بار اور مال و اسباب لوٹ لیا' اس غارتگری عام میں کچھ کشت و خون بھی ہوا' قایماز بھاگ کر حلہ پہنچا' اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے' خلیفہ مستضی نے اس خیال کے ماتحت کہ مبادا قایماز پھر بغداد کا رخ کرے اور اہلِ بغداد لحاظ و پاس سے اس کا ساتھ دے دیں' شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلہ اس غرض سے روانہ کیا کہ قایماز کو بحکمتِ عملی حلہ سے موصل روانہ کر دیا جائے' چنانچہ شیخ الشیوخ کی عاقلانہ تدبیر سے قایماز موصل چلا گیا۔ راستے میں اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پیاس کی کافی تکلیف اٹھانا پڑی۔ قایماز اور قایماز کے بیشتر ساتھی شدتِ پیاس سے مر گئے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ میں پیش آیا۔

علاء الدین تیامش کی موت

باقی رہا علاء الدین تیامش۔ عرصۂ دراز تک موصل میں قیام پذیر رہا' حتیٰ کہ خلیفہ نے اس کو دار الخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور وہیں تنگ دستی کی حالت میں مر گیا۔ اسی نے قایماز کو ان حرکات پر آمادہ و برانگیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئیں ورنہ قایماز ایسا نہ تھا' خلیفہ نے اپنے محلسرائے خلافت کا داروغہ سنجر مقتفوی کو متعین کیا' پھر ۵۷۱ھ میں اس کو برطرف کر کے اس کی جگہ ابو الفضل ہبتہ اللہ بن علی بن صاحب کو مامور کیا۔

والئ خوزستان کی بغاوت

ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والئ خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم نے کر دیا ہے جو آئے دن خلفاء کے دور میں مختلف اوقات میں کرتا آیا تھا' اس کے بعد شملہ ۵۷۰ھ میں وفات پا گیا' اس کی جگہ اس کا بیٹا فائز ہوا۔ اتنے میں ملک شاہ بن محمود بھی وفات پا گیا۔ ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا رہا۔ ۵۷۲ھ میں عراق کی طرف آیا۔ بندنیجین پر شب خون مارا' غارت گری کے دروازے کھل گئے' وزیر عضد الدین ابو الفرج شاہی لشکر کے مقابلہ پر آیا۔ حلہ اور واسط کی فوجیں بھی تاشکین امیر حجاج اور عز علی کے ہمراہ آ پہنچیں۔ اگرچہ ابنِ ملک شاہ کے ہمراہ ترکمان کا بہت بڑا گروہ تھا لیکن لشکر بغداد کی آمد کی خبر سن کر انہوں نے اپنا لشکر گاہ چھوڑ دیا' لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا۔ ابنِ ملک شاہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا' اپنے ساتھیوں کو سمجھا بجھا کر پھر اسی مقام واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا' ایک عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی' انجام کار بغیر آخری فیصلہ کے ابنِ ملک شاہ اپنے مستقرِ حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی طرف واپس روانہ ہو گئیں۔

وزیر عضد الدین کا انجام

اس سے قبل ہم وزیر السلطنت عضد الدین ابو الفرج محمد بن عبداللہ بن ہبتہ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤساء ابو القاسم بن مسلمہ کے

حالات تحریر کر آئے ہیں اس کا والد عبداللہ خلیفہ مقتفی کے محلرائے خلافت کا داروغہ تھا' جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بجائے اس کا بیٹا محمد مامور کیا گیا اور جب خلیفہ مقتفی کا انتقال ہوا اور خلیفہ مستنجد تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا تو اس نے محمد کو اس کے عہدے پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ عزت افزائی کی' پس جب مستفی کا عہدِ خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا اتفاق یہ کہ اس سے اور قایماز سے ان بن ہو گئی' جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ برطرف کیا گیا لیکن چند دن بعد خلیفہ نے پھر اس کو عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا' ۵۷۳ھ میں خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے حج کو روانہ ہوا' دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں اربابِ مناصب بکثرت تھے' سرزمین حجاج کی جانب روانہ ہوا' راستے میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے "فریاد" "فریاد" چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا' جونہی وزیر السلطنت نے اس کی جانب توجہ کی اس شخص نے چھری گھونپ دی' وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ ابن معوذ دربان شور و غل کی آواز سن کر فوراً" حالات دریافت کرنے کے لئے پہنچا' قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑا۔ دونوں اپنے مکان پر اٹھا لائے گئے اور اسی صدمہ سے انتقال کر گئے۔

ظہیر الدین بن عطار کی تقرری

وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بہ ابنِ عطار قلمدانِ وزارت پر متمکن ہوا۔ پس اس نے اراکین سلطنت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستفی کا انتقال

ماہ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستفی بامراللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد کی جب کہ خلافت کو نو سال چھ ماہ گزر چکے تھے وفات ہو گئی۔

باب ۳۵

احمد بن مستفی النّاصر الدّین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

ابو العبّاس احمد کی تخت نشینی

اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو ظہیر الدین عطار نے تختِ خلافت پر فائز کیا اور "الناصر الدین" کا لقب دیا' نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی' ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دس دن بعد ۱۸ ذیقعدہ کو وہ جیل خانے سے نکالا گیا تو وہ مردہ تھا۔ لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کر جیل سے باہر لائے۔ عوام الناس ٹوٹ پڑے۔ ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور انتہائی بے عزتی سے دجلہ میں لے جا کر بہا دیا' اس کے بعد مجد الدین ابو الفضل بن صاحب استادار حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ کی بیعت

خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا' ممالکِ مقبوضہ اسلامیہ میں نئے خلیفہ کی بیعت لینے کے لئے قاصد روانہ کئے گئے' چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان والی ہمدان' اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا۔ بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا' صدر الدین کے ساتھ درشت کلامی سے پیش آیا۔ صدر الدین نے اس کے ساتھیوں کو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے علانیہ کہہ دیا "اگر تم خلیفہ کی بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے" بہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ مجبوراً" بیعت کی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبید اللہ بن یونس کی تقرری

۵۸۳ھ میں خلیفہ نے استادار مجد الدین ابو الفضل بن صاحب کو اس وجہ سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ اس کی موجودگی میں خلیفہ کی کچھ نہ چلتی تھی' اس کے علاوہ اس کی دولت اور مالداری اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ خلیفہ کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں کوئی بھی وقعت نہ تھی۔ یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی' جو مجد الدین کے مصاحبوں سے تھا۔ خلیفہ نے بعد قتل مجد الدین عبید اللہ بن یونس کو عہدۂ وزارت مرحمت فرمایا اور "جلال الدین" کا لقب دیا' اس کی کنیت ابو المظفر تھی' اس کا جاہ و جلال اس حد تک بڑھا کہ تمام اراکینِ سلطنت یہاں تک کہ قاضی القضاۃ بھی اس کی تابعداری کرتا تھا۔

طغرل کی فوجی قوّت

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں ہم نے ملک ارسلان شاہ بن طغرل ربیب ایلد کز کے غالب ہونے اور اینانج والی رے کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلد کز کے واقعات کسی قدر تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد ۵۶۴ھ میں ایلد کز والی رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا' چند دنوں بعد ایلد کز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں وفات پا گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد بہلوان جانشین ہوا' اس کا بھائی سلطان ارسلان بھی طغرل بدستور اس کی کفالت میں رہا۔ ۵۷۳ھ میں جب یہ مر گیا تو بہلوان نے اس کے بجائے اس کے بیٹے طغرل کو جانشین کیا۔

اس کے بعد ۵۸۳ھ میں بہلوان کا بھی انتقال ہو گیا' ہمدان' رے' اصفہان' آذر بائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسی کی کفالت اور نگرانی میں تھا' بہلوان کے انتقال پر اس کا بھائی کزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادۂ حکمرانی وسیاست قدرتی طور سے کم تھا' طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آیا۔ امراء و اراکین حکومت اور لشکریوں کو ملا کر ایک خاصہ گروہ بنا لیا اور رفتہ رفتہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اسی بناء پر اس سے اور کزل سے متعدد لڑائیاں ہوئیں' انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت دن بدن بڑھتی گئی۔ کزل نے دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی۔ جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ کے خطرات سے خلیفہ کو ڈرایا تھا' اس کے مقابلہ پر دربارِ خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حسبِ مرضی خلافت مآب وعدہ کیا تھا۔

سلطنت وزیر کی گرفتاری

یہ خبر سن کر طغرل نے بھی ایک سفیر دربارِ خلافت میں روانہ کیا اور دارالسلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے قبل سلاطینِ سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا لیکن عہدِ خلافت مقتفی سے یہ تعلق جاتا رہا تھا۔ دارالسلطنت بے مرمت ہو گیا تھا' خلیفہ نے کزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی' امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلاجواب واپس کر دیا ان قاصدوں کی واپسی کے بعد خلیفہ نے سلاطینِ سلجوقیہ کے دارالسلطنت کو مسمار کرنے کا حکم صادر فرمایا جس پر بڑی تیزی سے عمل درآمد کیا گیا' اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابو المظفر عبیداللہ بن یونس کی زیر قیادت ایک لشکر عظیم کے کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا' مقام ہمدان میں کزل کے اجتماع سے قبل طغرل سے مقابلہ ہوا۔ ۸ ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبیداللہ سے سخت و خونریز جنگ ہوئی' میدانِ جنگ طغرل کے ہاتھ میں رہا' لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔

طغرل کا انجام

اس کے بعد کزل کو طغرل پر فتح حاصل ہوئی' کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں بند کر دیا اور شان و شوکت کے ساتھ تمام صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا' اپنے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھوایا۔ دروازہ پر پنج و تنہ نوبت بجوائی۔ چند دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل اپنی خواب گاہ میں قتل کر ڈالا۔ یہ نہ پتہ چل سکا کس نے اس کو قتل کیا۔ اس کی قتل سے حکومتِ سلجوقیہ کا چراغ بجھ گیا۔

عانہ اور تکریت کا محاصرہ

۵۸۵ھ میں امیر عیسیٰ والئ تکریت کو اس کے بھائیوں نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا' خلیفہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو ایک فوج تکریت پر قبضہ کے لئے روانہ فرمائی' چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا' متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا' امیر عیسیٰ کے بھائی گرفتار کر کے بغداد بھیجے گئے' ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی' خلیفہ نے ان لوگوں کو جاگیریں عطا کیں۔ اس کے بعد ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ ایک عرصہ تک محاصرہ اور جنگ جاری و قائم رہی بالآخر محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصرہ کرنے والوں کے حوالہ کر دیا۔ خلیفہ نے بھی حسبِ شرائط ان لوگوں کو جاگیریں مرحمت کیں۔

بصرہ کی تباہی

بصرہ کی زمامِ حکومت طغرل مملوک خلیفہ ناصر کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔ بصرہ اس کی جاگیر میں تھا' طغرل کی طرف سے محمد بن اسمٰعیل بطور قائم مقام حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ بسر گروہی عمیرہ جمع ہو کر غارتگری کے ارادے سے بصرہ کی جانب روانہ ہوئے' محمد بن اسمٰعیل نے ان کی مدافعت کی غرض سے ماہ صفر سنہ مذکور میں خروج کیا' سارا دن لڑائی ہوتی رہی اگلے روز رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں شگاف کر دیا اور شہر میں گھس کر غارت گری شروع کر دی' محلے کے محلے اجڑ گئے۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ خفاجہ اور منتفق بہت بڑی جمعیت کے ساتھ بصرہ کے نزدیک پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور منتفق سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے' فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' طرفین کی ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ آخر خفاجہ اور منتفق کو شکست ہوئی' بنی عامر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور کامیاب ہو کر بصرے کی طرف لوٹے' اس اثناء میں امیر بصرہ نے اہلِ سواد کو مجتمع کر لیا تھا۔ لیکن عرب

کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے‘ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے‘ عربوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹ لیا اور واپس آ گئے۔

مؤید الدین ابنِ قصاب کی تقرری

خلیفہ ناصر نے گرفتاری کے بعد ابن یونس‘ قلمدانِ وزارت مؤید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی معروف بہ ابنِ قصاب کو مرحمت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عنایت کی تھی‘ جس وقت شملہ والی خوزستان کا انتقال ہوا اور اس کے بیٹوں میں تنازعہ پیدا ہوا۔

وزیر مؤید الدین کی کامیابی

خوزستان پر جنگ کرنے کی غرض سے وزیر السلطنت نے فوج کشی کی اجازت طلب کی‘ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں مرتب کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی جانب کوچ کیا‘ اہل خوزستان مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں‘ آخر کار وزیر السلطنت نے شہر تشتر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا‘ اس کے بعد تمام قلعات اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا‘ اور ملوکِ بنی شملہ کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا‘ خلیفہ نے انتظاماً ”طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر متعین کیا۔ وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالہ کر کے سنہ مذکور میں رے کا رخ کیا‘ اس وقت رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا‘ اس نے اس واقعہ سے پیشتر زنجان کے نزدیک قتلغ بن بہلوان کو شکست دے کر رے پر قبضہ کر لیا تھا۔

ابنِ خوارزم شاہ کا تعاقب

وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر قتلغ نے تمام حالات بیان کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب گیا‘ جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر سن کر وہ رے کی جانب روانہ ہو گیا‘ وزیر السلطنت نے بلا مزاحمت ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابنِ خوارزم شاہ کا تعاقب کیا‘ جن جن شہروں کی جانب ہو کر گزرا‘ فتح کرتا گیا حتیٰ کہ رے کے نزدیک پہنچا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور دامغان کو خیرباد کہہ کر بسطام کی راہ لی اور جب بسطام میں بھی خیریت کی صورت دکھائی نہ دی تو جرجان میں جا کر دم لیا‘ وزیر السلطنت نے ابنِ خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رے کی طرف واپسی کی اور رے میں پہنچ کر چند دن قیام پذیر رہا۔

قطلغ کی سرکوبی

اسی دوران قتلغ کو حکومت و سلطنت کے لالچ نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کیا رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا‘ وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا‘ قتلغ نے مجبوراً ”رے سے نکل کر شہر آوہ کی راہ لی‘ کوتوال آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف سے مقرر تھا۔ قتلغ کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع کر دی۔ وزیر السلطنت نے قتلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی طرف کوچ کیا۔ اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ قتلغ نے شہر کرج کا رخ کیا ہے۔ فوراً ”کرج پر پہنچ کر قتلغ سے بھڑ گیا۔ ایک زبردست جنگ کے بعد قتلغ کو شکست دے کر ہمدان واپس آیا۔

خوارزم شاہ کی کامیابی

واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تتش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا‘ ان شہروں پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ وزیر السلطنت نے انکاری جواب دیا‘ اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر چڑھائی کی‘ انہی واقعات کے دوران وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا لیکن اس کی رکاب کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئی اور خوب بے جگری سے لڑی لیکن میدانِ جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا‘ بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

اہلِ اصفہان کی درخواست

ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھہرایا جونکہ اہل اصفہان

خوارزمیوں سے خوش نہ تھے' اس وجہ سے صدر الدین نجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں' ہم لوگ خوشی سے شہر حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلیفہ نے ایک لشکر زیر قیادت سیف الدین طغرل جاگیردار شہر لحف اصفہان کی طرف روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

کوکجہ پر عنایات

اس واقعہ سے پہلے خراسان کی طرف خوارزم شاہ کی واپسی کرنے کے بعد بہلوان کے خادموں نے مجتمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا کوکجہ یہ خبر سن کر اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے' مع اپنے لشکر کے اصفہان کی جانب بڑھا آرہا تھا' قریب اصفہان پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلیفہ کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے یہ سن کر ٹھہر گیا' دار الخلافت بغداد میں عرضداشت مشعر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی اور یہ درخواست کی کہ رے' ساوہ' قم اور قاشان کی حکومت اس تابعدار کو عنایت ہو اور اصفہان' ہمدان' زنجان اور قزوین پر خلیفہ کا قبضہ و دخل ہے' خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرما لی جس سے کوکجہ کے قوائے حکمرانی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و اقتدار کو استحکام مضبوطی حاصل ہو گئی۔

ابوالہیجاء کی برطرفی اور انتقال

۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالہیجاء سمیں کو جو امراء بنی ایوب کا ایک مشہور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا' برطرف کر دیا اور امیر ابوالہیجاء ملک شام کو خیرباد کہہ کر دار الخلافت بغداد میں حاضر ہوا' خلیفہ ناصر نے اس کی قدر افزائی کی اور ایک لشکر عنایت فرما کر ہمدان کی روانگی کا حکم دیا' امیر ابوالہیجاء نے ہمدان میں پہنچ کر ازبک بن بہلوان' امیر علم اور سلطمش سے ملاقات کی ان لوگوں نے دربارِ خلافت کی۔ مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی' مگر امیر ابوالہیجاء نے امیر کے ورغلانے سے ازبک اور ابن سلطمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے امیر ابوالہیجاء پر ڈانٹ آئی اور ازبک و ابن سلطمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی رہائی پانے والوں کی خوشنودی کے لئے خلعتیں بھی آئیں' مگر اس سے ان لوگوں کے دل نہ بدلے اور انہوں نے امیر ابوالہیجاء کی رفاقت ترک کر دی۔ ابوالہیجاء کو خلیفہ کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا' ہمدان چھوڑ کر اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور اس سے قبل کہ اربل تک پہنچا راستے میں انتقال کر گیا۔

کوکجہ کا انجام

کوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام اختیار کیا' اس کا ساتھی اید غمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا' چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں اید غمش نے اپنے خاص خادموں کی ایک معقول جمعیت تیار کر لی اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے بغاوت کر دی' کوکجہ نے اس کی سرکوبی کی طرف توجہ کی' لیکن کامیاب نہ ہوا جنگ کے دوران مارا گیا۔ اید غمش نے اس کے تمام مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر اصل خود حکمرانی کرنے لگا۔

ترکستان پر فوج کشی

۶۱۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان کا انتقال ہو گیا' خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ پر اس کے داماد سنجر کو مامور فرمایا' ۶۰۳ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا رخ کیا' یہ عظیم الشان پہاڑ' فارس' عمان' اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں یہاں کا والی ابو طاہر نامی ایک شخص تھا اس نے خلیفہ کے خادم قشمر کو پناہ دے دی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ قشمر وزیر السلطنت کی دھمکی سے و تنبیہ سے دل برداشتہ ہو کر جبال ترکستان چلا آیا تھا' چند دنوں بعد ابو طاہر مر گیا' اس وقت اہل ترکستان نے قشمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا' آہستہ آہستہ اس کی اطلاع دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ نے سنجر والی خوزستان کو قشمر پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا' چنانچہ سنجر نے لشکر مرتب کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا۔ قشمر نے یہ خبر سن کر کہلا بھیجا "علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں" سنجر نے کوئی توجہ نہ کی۔ قشمر نے مجبوراً اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی' اتفاق یہ کہ میدان قشمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کر

بھاگا' اس سے تشمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلا والیٔ فارس اور اید غمش والی اصفہان' رے وغیرہ سے خط و کتابت کر کے ان کو اپنا ساتھی بنالیا۔ چنانچہ ابنِ وکلا اور اید غمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں تشمیر کے حامی و مددگار بن گئے۔ اس سے تشمیر کی حالت کچھ بہتر ہو گئی۔

وزیر نصیر الدین کی برطرفی

نصیر الدین ناصر مہدی علوی' رَے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامی گرامی ممبر تھا' جس وقت وزیر السلطنت مؤید الدین ابنِ قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا' اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا' خلیفہ نے براہِ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی قائم مقامی عنایت فرمائی۔ چند دن بعد اس کو وزارت مرحمت کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔ نصیر الدین نے عہدۂ وزارت پا کر بحکمتِ عملی تمام ارا کین حکومت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کے خدّام کے ساتھ بد خلقی کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السبع امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے کے لئے جا رہا تھا' مقام مرخوم میں پہنچ کر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلا بھیجا "چونکہ وزیر السلطنت بحکمتِ عملی خدامِ خلافت کو دربارِ خلافت سے الگ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے خفیہ طور پر خلافت و حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے' اس وجہ سے یہ خادم تعمیلِ ارشاد سے معذور ہے"۔ اس بناء پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو برطرف کر کے خانہ نشین رہنے کا حکم دیا اور تمام مال و اسباب وزیر کا اس کے پاس بھیج دیا' وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے اجازت دے دی اور یہ تحریر فرمایا "میں تم کو بڑی خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے تم کو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے برطرف نہیں کیا بلکہ تمہارے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے سب کچھ ہوا تم اپنی جان بچانے کو جہاں چاہو جا کر قیام کرو" چنانچہ وزیر السلطنت نے خلیفہ کے سایۂ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کیا۔

فخر الدین ابو البدر کی برطرفی

وزیر السلطنت کی برطرفی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حجاج اور تشمیر وغیرہ واپس آئے فخر الدین ابو البدر محمد بن احمد بن اسیمنا واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا۔ مگر اس کو کسی قسم کا تحکم و غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی زمانہ میں ابو فراس نصر بن ناصر بن مکی مدائنی وزیر خزانہ کا بغداد میں انتقال ہوا' اس کی جگہ ابو الفتوح مبارک بن عضد الدین ابو الفرج بن رئیس الرؤساء ماہ محرم ۶۰۵ھ میں مامور کیا گیا اور چند دنوں اس کی بڑی قدر و منزلت رہی' مگر آخری سنہ مذکور میں بوجہ نالائقی برطرف کیا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فخر الدین ابو البدر نیابت وزارت سے برطرف ہو کر خانہ نشین ہوا' پھر اس کی جگہ مکین الدین محمد بن محمد بن بدر القمر کاتبِ انشاء نائب وزیر متعین کیا گیا اور مؤید الدین کا لقب مرحمت ہوا۔

سنجر کی سرکوبی

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ سنجر خادم خلیفہ ناصر کو تاش تکین امیر الحاج کے بعد خوزستان کی حکومت دی تھی' ۶۰۶ھ میں اس کی جانب سے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہوئی' طلبی کا فرمان بھیجا' سنجر نے حاضری سے انکار کیا' خلیفہ نے برہم ہو کر ایک لشکر زیر قیادت مؤید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن حجاج شرابی خواص خلیفہ سنجر کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمایا' جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے نزدیک پہنچا' سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن دکلاء والی فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور حمایت و امداد پر آمادہ و مستعد ہو گیا۔ اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہنچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا' سنجر نے انکاری جواب دیا' تب شاہی لشکر بہ ارادہ اتابک سعد والی شیراز ارجان کی جانب بڑھا' خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا' والی شیراز سنجر کی سپردگی اور واپسی کرنے سے انکار کر رہا تھا' ماہ شوال سنہ مذکور میں مرکب ہمایوں نے شیراز کی طرف کوچ کیا۔ اتابک سعد نے مؤید الدین اور عز الدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خط روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی مؤید الدین اور عز الدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد سنجر کو مع اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال کے مؤید الدین اور عز الدین سنجر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماہ محرم ۶۰۸ھ میں دار الخلافت بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ چند دنوں کے بعد سنجر کو زنجیروں میں جکڑ کر دربار خلافت میں لا کر حاضر کیا۔ خلیفہ نے اپنے دوسرے خادم یاقوت نامی کو خوزستان پر مقرر فرمایا۔ اس کے بعد ماہ صفر سنہ مذکور میں سنجر کو قید سے رہا کر کے خلعت سے نوازا۔

اید غمش اور منکلی میں لڑائی

امراءِ بہلوانیہ سے اید غمش کی دست درازی اور بلادِ جبل ہمدان' اصفہان اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ نے ابھی پڑھ لیا ہے۔ ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے اید غمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی' آذر بائیجان اور ارانیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ اس کے ساتھی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کو محاصرے میں لے لیا۔ اسی دوران امراءِ بہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی ۶۰۸ھ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے اید غمش سے لڑ پڑا۔ افواج بہلوانیہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطاعت کی گردنیں خم کر دیں جس سے منکلی نے ان تمام صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ شمس الدین اید غمش منکلی کا مقابلہ نہ کر سکا' دار الخلافت بغداد بھاگ گیا' خلیفہ ناصر نے اراکینِ سلطنت کو اید غمش کے استقبال کا حکم دیا یہ دن بڑی چہل پہل کا تھا۔

اید غمش کا انجام

منکلی کو اید غمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا' اپنے بیٹے محمد کو چند امراءِ لشکر کے ساتھ بطور وفد دار الخلافت بغداد روانہ کیا' اس وفد کے پہنچنے سے قبل خلیفہ ناصر نے اید غمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا' چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج مرحمت کی اید غمش دربارِ خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ آہستہ آہستہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچا' خلیفہ نے سلیمان کو کسی وجہ سے اس کی قوم کی سرداری سے برطرف کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مقرر کیا' سلیمان نے منکلی کو اید غمش کے آنے کی اطلاع کر دی۔ منکلی نے ایک فوج اید غمش کی گرفتاری کے لئے مامور کی۔ اس فوج نے اید غمش کو گرفتار کر کے سر اتار لیا' سارا لشکر منتشر و متفرق ہو گیا۔ خلیفہ کو اس کی خبر ملی۔ ازبک بن بہلوان والی آذر بائیجان و ارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کو لکھا حالانکہ اس سے خلیفہ کو بے حد ناراضگی تھی' جلال الدین والیٔ قلعات اسمٰعیلہ (بلاد عجم) کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو باہم تقسیم کر لینا۔ اس انتظام پر بھی جب اس کو تسلی نہ ہوئی تو موصل' جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر فراہم کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا اور مظفر الدین کو کبری بن زین الدین کوچک والیٔ صوبہ اربل اور شہر زور کو مع ان کے لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو لکھ بھیجا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ تمام فوجیں فراہم ہو جائیں تو اس کی کمان تم اپنے ہاتھ میں لے لینا۔

منکلی کا خاتمہ

چنانچہ جب یہ لشکر ہمدان کے نزدیک پہنچا' منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا' جو کرج سے ملا ہوا تھا' شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا' عرصہ تک محاصرے کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک دن منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا' اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہوئی' میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ گیا' دوسرے روز منکلی کو فتح یابی کا لالچ پیدا ہوا' فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر دھاوا کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے چاروں طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگا' سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا جلال الدین والیٔ قلعات اسمٰعیلہ نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کا حصہ بخرہ کر لیا جو باقی رہا اس پر ازبک بن بہلوان قابض و متصرف ہوا' فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا ساوہ پہنچا۔ کوتوال ساوہ نے گرفتار کر کے سر اتار لیا۔ ازبک نے اس سر کو فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ دار الخلافت بغداد بھیج دیا' یہ واقعہ ماہ جماد الثانی ۶۱۲ھ میں پیش آیا۔

ابو الحسن کا انتقال

خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا بیٹا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی' خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور بیٹوں کے محبت زیادہ تھی' اسی وجہ سے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہدی سے برطرف کر کے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا' مگر قضاء الٰہی سے ۲۰ ذیقعدہ ۶۱۲ھ میں فوت ہو گیا۔ خلیفہ کو اس کے انتقال سے اس درجہ صدمہ و رنج ہوا کہ جس کی مثال نہیں' عام اور خواص سبھی اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے' مرحوم نے وقت وفات دو بیٹے یادگار چھوڑے تھے ایک کا لقب مؤید تھا اور دوسرے کا موفق۔ خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم

۶۱۳ھ میں ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ تستر (متعلقات خوزستان) کی جانب سندِ امارت عطا کر کے بھیجا اور مؤید الدین نائب وزیر اور عز الدین کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک عرصہ تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے' اس کے بعد موقع مع نائب وزیر اور شر کے ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد واپس لوٹا اور مؤید تستر ہی میں قیام پذیر رہا۔

اتابک کی شکست

اس سے پہلے اغلمش نے بزور شمشیر و حکمتِ عملی بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور اس کی دانشمندانہ چالوں سے اس کے قدم مضبوطی کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر جم گئے تھے' اس کے بعد ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر ڈالا۔ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش جانشین سلاطینِ سلجوقیہ کو جو صوبہ خراسان و ماوراء النہر پر غالب ہو رہا تھا' ان شہروں پر قبضہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے اس نے چڑھائی کر دی' اُدھر اتابک سعد بن وکلا والیٔ فارس کو بھی اغلمش کے قتل ہو جانے پر یہی لالچ پیدا ہوا' فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ دوڑا۔ اہلِ اصفہان نے اطاعت قبول کر لی' اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا' اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی مقام رے میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا' ایک زبردست جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہوئی' خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا' اس کے بعد ساوہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قزوین' زنجان اور ادسر پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اہلِ ہمدان نے سرِ اطاعت خم کر دیا۔

خوارزم شاہ کی فوج کی ہلاکت

اس کے بعد اصفہان کا رُخ کیا اور اس پر بھی بغیر جنگ و جدل غالب و قابض ہو کے قُم اور قاشان پر بھی قبضہ کر لیا۔ والی آذربائیجان اور ارانیہ نے بغیر کسی حیل و حجت کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا نامہ و پیام کر رہا تھا لیکن دربارِ خلافت سے برابر انکاری جواب آ رہا تھا' خوارزم شاہ آگ بگولا ہو گیا' دارالخلافت پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ ایک امیر کو حلوان کی سندِ امارت مرحمت کر کے پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا اور اس کے بعد ایک دوسرے امیر کو بھی روانہ کیا۔ جیسے ہی یہ لوگ ہمدان سے چلے' اس قدر برفباری ہوئی کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہو گئی' جو باقی بچے ان کو بنو برحم (ترکی) اور بنو سکار (کردوں) نے لوٹ مار کر کے قتل کر دیا۔ گنتی کے چند جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طالیسون کو مقرر کر کے ان تمام شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی' عماد الملک ساوی کو اس کی سلطنت و حکومت کا ناظم متولی بنایا اور اپنے ممالکِ مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کو خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی جانب واپسی اختیار کر لی۔

بنی معروف کی سرکوبی

بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے' ان کا سردار معلّی نامی ایک شخص تھا' جنگلی جھاڑیوں کے نزدیک غربی فرات میں یہ لوگ رہتے تھے' جب ان کا ظلم' فساد اور دن دہاڑے لوٹ مار سے تجاوز ہو گئی اور قافلہ کے قافلہ تباہ ہونے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربارِ خلافت میں شکایت کی' دربارِ خلافت سے شریف سعد والیٔ واسط کے نام ان لوگوں کی گوشمالی اور جلا وطن کرنے کا حکم دیا' چنانچہ شریف سعد نے تکریت' ہیت' حدیثہ' انبار' حلہ' کوفہ' واسط اور بصرہ سے فوجیں فراہم کر کے بنی معروف پر فوج کشی کر دی اور ان کو انتہائی تیزی سے شکست دے کر تباہ کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ دریا میں غرق کر دیئے گئے جو اس عالمگیر پامالی سے بچے وہ جلا وطن کر دیئے گئے اور مقتولوں کے سر ماہ ذیقعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد روانہ کر دیئے گئے۔

تاتاریوں کا خروج

تاتاری' ترکوں میں سے ہیں ۶۱۹ھ میں اس گروہ نے اسلامی شہروں کی طرف خروج کیا' سرزمین چین میں تمغاج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا' جو بلادِ ترکستان سے چھ ماہ کی مسافت پر واقع ہے' اس کے بادشاہ کا نام چنگیز خان تھا' جو ترکوں کے قبیلہ تمرجی سے تھا' اس نے بلاد

ترکستان اور ماوراء النہر پر لشکر کشی کی اور اس کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ سے جا لڑا حتیٰ کہ اس کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان بلادِ جبل پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد ارانیہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے شروان' لان اور لکز کے شہروں کی طرف رخ کیا اور مختلف گروہوں پر غالب ہو کر شہر قبچاق کو بھی لے لیا۔ انہی تاتاریوں کا ایک گروہ غزنی اور ان شہروں کی جانب نکل گیا' جو ہندوستان' بجستان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے یا کچھ زیادہ میں تاتاری دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن بیٹھے۔ خونریزی' لوٹ اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی' وہ ظلم و ستم ان کے ہاتھوں سے ہوئے کہ جن سے دنیا کے کان' اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے تھے۔

خوارزم شاہ کا انتقال

ان تاتاریوں سے شکست کھا کر خوارزم شاہ نے طبرستان کے ایک جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۷ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں سال فوت ہوا۔ خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدّین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی۔ چنگیز خاں دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بڑی مشکل سے ان کے پنجۂ غضب سے بچ گیا' ایک عرصہ تک ہندوستان میں ٹھہرا رہا' اس کے بعد ۶۲۲ھ میں خراسان اور عراق کی طرف واپسی کی آذربائیجان اور آرمینیہ پر قابض ہو گیا حتیٰ کہ اس کو مظفر نے قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم ان کے واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں میں مکرّر بیان کریں گے۔

خلیفہ ناصر کی عادات و اطوار

خلیفہ ابو العباس احمد الناصر الدین اللہ بن خلیفہ مستفی کا اپنی خلافت کے پینتالیس سال آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں انتقال ہوا وفات سے تین سال قبل ہلنے جلنے سے مجبور ہو گیا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ دوسری آنکھ کی بینائی کمزور ہو گئی تھی۔ کاروبار اور لہو و لعب میں اس کی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحبِ فنون مختلفہ تھا۔ متعدّد فنون میں اس کی تالیفات ہیں کہا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو قبضہ عراق پر آمادہ کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس سے اور خوارزم شاہ سے ان بن ہو گئی تھی اور آئے دن تکرار ہو رہی تھی۔ خلیفہ ناصر اکثر عیش و عشرت میں مصروف رہتا' کسی وقت غلہ لگایا کرتا اور کبھی کبوتر بازی میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جیسے بغداد کے غنڈے پہنا کرتے تھے اور اس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی لیکن یہ کہ اجازت خلیفہ سے حاصل کی جاتی' یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ سلطنت و حکومت' عالی دماغ' بلند حوصلہ' صاحب تدبیر اور ذی عقل آدمیوں سے خالی تھی اور یہی امر حکومت و سلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

خلیفہ ناصر کا انتقال

خلیفہ ناصر کے انتقال پر اس کے بیٹے ابو نصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور ''الظاہر بامر اللہ'' کا لقب دیا گیا پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا' پھر ولی عہدی سے اس کو برطرف کر کے بوجہ میلان طبیعت اس کے چھوٹے بھائی ابو الحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ اتفاق یہ کہ ۶۱۲ھ میں یہ فوت ہو گیا' تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابو نصر کو پھر اپنا ولی عہد بنا لیا۔

خلیفہ ظاہر کی بیعت

تکمیل بیعت کے بعد خلیفہ ظاہر نے عدل و انصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر کرسیٔ خلافت پر فائز ہوا تھا اس سال کی شب عید میں ایک لاکھ دینار علماء کو مرحمت کئے۔

خلیفہ ظاہر کا انتقال

ان چہل پہل کے نو ماہ پندرہ دن بعد خلیفہ ظاہر ابو نصر محمد کا ۱۵ رجب ۶۲۳ھ کو انتقال ہوا' اس کا رویّہ انتہائی سیدھا سادا تھا۔ اس کی عدل و انصاف اور اس کی نوازشات کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کی زبان پر جاری ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے انتقال سے پہلے

بخطِ خاص ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو اراکینِ سلطنت کے سامنے پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کو پڑھنے اور اراکینِ سلطنت کو سنانے کی غرض سے ایک جلسہ کیا' خلیفہ کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا "امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کی جائے کہ دربارِ خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یا یہ حکم صادر ہوا ہے اور بعد میں اس کا کوئی اثر کہیں محسوس نہ ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل در آمد کرو" قاصد یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد یہ تحریر تھا۔

خلیفہ کا فرمان

خبردار ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر فضول اور بے کار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت کی وجہ سے ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو جانچتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص اچھا کارگزار ہے' اس سے پیشتر ملک کی بربادی عوام الناس کی بربادیٔ دین میں تخریبی کاروائیاں جو تم سے ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور نیز مکر و فریب کے ذریعہ جو جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کیا کرتے اور بیخ کنی و ہلاکتِ رعایا کو حق رسی و داد رسی سے تعبیر کرتے تھے' ہم نے ان سب تمہارے بُرے کاموں اور غلط حرکات سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو مالِ غنیمت سے شمار کر کے خوفناک اور بھیانک شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے خلق اللہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں کہا کرتے ہو' حالانکہ تم علمِ خلافت کے رکھوالے اور خادم ہو۔ تم لوگ اپنی خواہشات کی جانب خلیفہ کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو گڈمڈ کر دیتے ہو' اس سے ۔ بمجبوری تمہاری رائے سے موافقت کی جاتی ہے' بظاہر مطیع اور فرمانبرداری ہو مگر حقیقت میں تم حد درجہ کے نافرمان سرکش ہو۔ مشکل سے موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہو اور حقیقتاً" پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمدللہ کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے خوف کو امن سے' محتاج کو غنا سے اور باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عطا کیا ہے جو تمہارے عذرات کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر بضد ہو گا اور اپنی حرکات نامعقول سے باز نہ آتا ہو گا۔ امیر المومنین تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان کا یہی مقصد ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم و بے جا کارروائیوں سے بچتے رہو۔ امیر المومنین کو ظلم و ستم بے حد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے امیر المومنین خوفزدہ و ترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے' اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب و توفیق دے گا پس اگر تم نے وہ راستہ اختیار کیا جو ملکِ خدا میں اس کے ناجوں اور امینوں کا ہے تو نُورٌ علیٰ نور' ورنہ یاد رکھو کہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے' والسلام"۔

باب ۳۶

منصور بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ
عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

خلیفہ مستنصر کی بیعت

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی' اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کی روش اختیار کی لیکن اس کے عہد خلافت میں شیرازہ درہم برہم ہو گیا' خراج کم ہو کر تقریباً ختم ہو گیا تھا۔ صوبجات کے حصے بخرے ہو گئے تھے' ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیئے جاتے تھے۔ مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور کم کر دیا گیا' جس سے بے حد تبدیلیاں وقوع میں آئیں' اسی کے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے اندلس میں آخری زمانۂ حکومتِ موحدین میں حکومتِ عباسیہ کا اعادہ کیا تھا یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا' اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے بلادِ روم کو غیاث الدین کیخسرو آخری بادشاہ بنی قلج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا' اس کے بعد بلاد آرمینیہ تہ و بالا کرنے کے لئے بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا' اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امان طلب کی' انہوں نے اپنی جانب سے بلادِ روم پر اس کو مامور کیا' چنانچہ یہ ان کی ماتحتی و اطاعت میں بلادِ روم پر حکومت کرنے لگا۔

خلیفہ مستنصر کا انتقال

خلیفہ مستنصر دار الخلافت بغداد میں انہی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا جو گورنرانِ صوبجات اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کی دست برد اور قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے' جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے چند دن بعد اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا' تاتاریوں نے تمام اسلامی شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا اور گورنران صوبجات اسلامیہ اور اطراف و جوانب کے والیانِ ملک کو زیر کر کے ان کی سلطنت اور حکومتوں کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا کر دار الخلافت بغداد کو تہ و بالا کرنے کی غرض سے بڑھے۔ اتنے میں خلیفہ مستنصر ۶۴۰ھ میں اپنی خلافت کے سولہ سال پورا کر کے وفات پا گیا۔

مستعصم باللہ کی تخت نشینی

اس کا بیٹا عبداللہ کرسیٔ خلافت پر جلوہ افروز ہوا" مستعصم باللہ" کا لقب اختیار کیا فقیہ اور محدّث تھا' مؤید الدین ابنِ علقمی رافضی اس کا وزیر تھا' اس کی نااہلی سے دار الخلافت بغداد میں شیعہ' اہل سنت و جماعت' حنابلہ اور تمام اہل مذہب میں آئے دن فساد ہوتے رہتے تھے' بدمعاشوں' جرائم پیشوں اور فسادیوں میں آئے دن ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا۔ کوئی فتنہ و فساد مابین ملوک اور ارکین حکومت ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں' حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل ختم ہو گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے گزر ہو رہی تھی' افسران فوج کو کم کر دیا تھا۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں یوں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کا محصول وصول کرنے کے لئے کہہ دیا۔ غرض امراءِ لشکر اور خلیفہ کی گزر بسر بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ اتفاق سے

انہی دنوں دار الخلافت میں فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ شیعہ سنّی فساد ہو گیا۔

غدّار وزیر

بغداد کے غربی جانب مقام کرخ میں شیعوں کا مسکن تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممتاز رکن تھا' ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و جبر کئے' خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابو بکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا' اس معاملہ میں خلیفہ نے وزیر ابن علقمی کا ذرا لحاظ اور پاس نہ کیا' ابن علقمی کو یہ امر ناگوار گزرا۔ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ بحکمت عملی لشکر کے بہت بڑے حصہ کو ختم کر دیا اور خلیفہ پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیجی گئی ہیں اور اس کے علاوہ دار الخلافت بغداد میں رہنے سے ادائیگی تنخواہ میں بھی وقت ہوتی ہے۔ ۶۵۳ھ میں ہلاکو چنگیزی تاتاری نے عراق پر چڑھائی کی' رَے' اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعاتِ اسمعیلیہ پر حملہ کیا۔ ۶۵۵ھ میں قلعہ موت پر لشکر کشی کی' راستے میں ابن ملایا والیٔ اربل کا خط ملا جس میں ابنِ علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی موجود تھا' ابنِ علقمی نے ہلاکو کو دار الخلافت بغداد پر حملہ کرنے کے لئے اُبھارا تھا۔

تاتاریوں کی بغداد پر چڑھائی

چنانچہ ہلاکو نے بلادِ اسمعیلیہ سے واپسی کر کے بغداد کا رخ کیا اور امراءِ تاتار کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' وہ لوگ بھی بطور مقدمتہ الجیش کے بلاد روم کی جانب سے آنے لگے۔ جس وقت بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' ایبک دوادار مقابلہ پر آیا' پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو شکست ہوئی' تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا' اس حملہ میں میدانِ جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا' اسلامی فوجوں نے بغداد کی طرف واپسی کی' لیکن ان کے آنے سے قبل تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا' یا یہ کہ دجلہ کا بند ٹوٹ جانے کے اردگرد پانی پھیل گیا تھا' جس سے لشکرِ اسلام بغداد میں داخل نہ ہو سکا' تاتاریوں نے تعاقب کر کے اسلامی فوج کی دل کھول کر لوٹا۔ دوادار مارا گیا اور امراء جو اس کے ہمرکاب تھے قیدی بنا لئے گئے۔

خلیفہ مستعصم کا انجام

ہلاکو نے بغداد میں ڈیرے ڈال دیئے' وزیر ابن علقمی شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا' اپنی ذاتِ خاص کے لئے امان حاصل کی اور واپس جاکر خلیفہ سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امان حاصل کر لی ہے' آپ ہلاکو کے پاس چلئے' وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت پر قائم رکھے گا جیسا کہ بلادِ روم میں بادشاہِ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم مع فقہاء و قضاۃ اور ارا کین سلطنت کے ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دیا' اس کے بعد خلیفہ مستعصم کو بورے میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا اور مستعصم گھسٹتا ہوا ہلاک ہو گیا۔ ابنِ علقمی نے خلیفہ کی نعش کو پاؤں سے کچلا' اس زعم سے کہ میں اہلِ بیتِ رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ میں پیش آیا۔

ہلاکو کی خونریزی

بعد ازاں ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا۔ عام قتل و غارت کا حکم دے دیا' ایک عرصہ تک خونریزی اور قتل عام کا بازار گرم رہا' عورتیں اور لڑکے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا و امصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے نکلے' جن کو تاتاریوں نے دیکھتے ہی دیکھتے صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا' کہتے ہیں کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا' ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے۔ تاتاریوں نے قصور (محلراہائے) خلافت اور خزانوں پر قبضہ کر لیا' اس قدر مال و اسباب لوٹا گیا کہ جس کا کوئی شمار نہیں۔

کتب خانوں کی تباہی

شاہی کتب خانے میں جو علمی ذخائر تھے' دجلہ میں پھینک دیئے گئے' یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتی' اگرچہ دیگر اقوام کا یہ زعم ہے کہ یہ اس کی بعینہٖ نظیر ہے جو مسلمانوں نے شروع زمانہ فتوحات میں اہلِ فارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض ان

عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی محلسراؤں میں آگ لگا دینے کا ارادہ کیا مگر اس کے ارا کینِ حکومت نے اس کی مخالفت کی۔

ہلاکو کی فتوحات

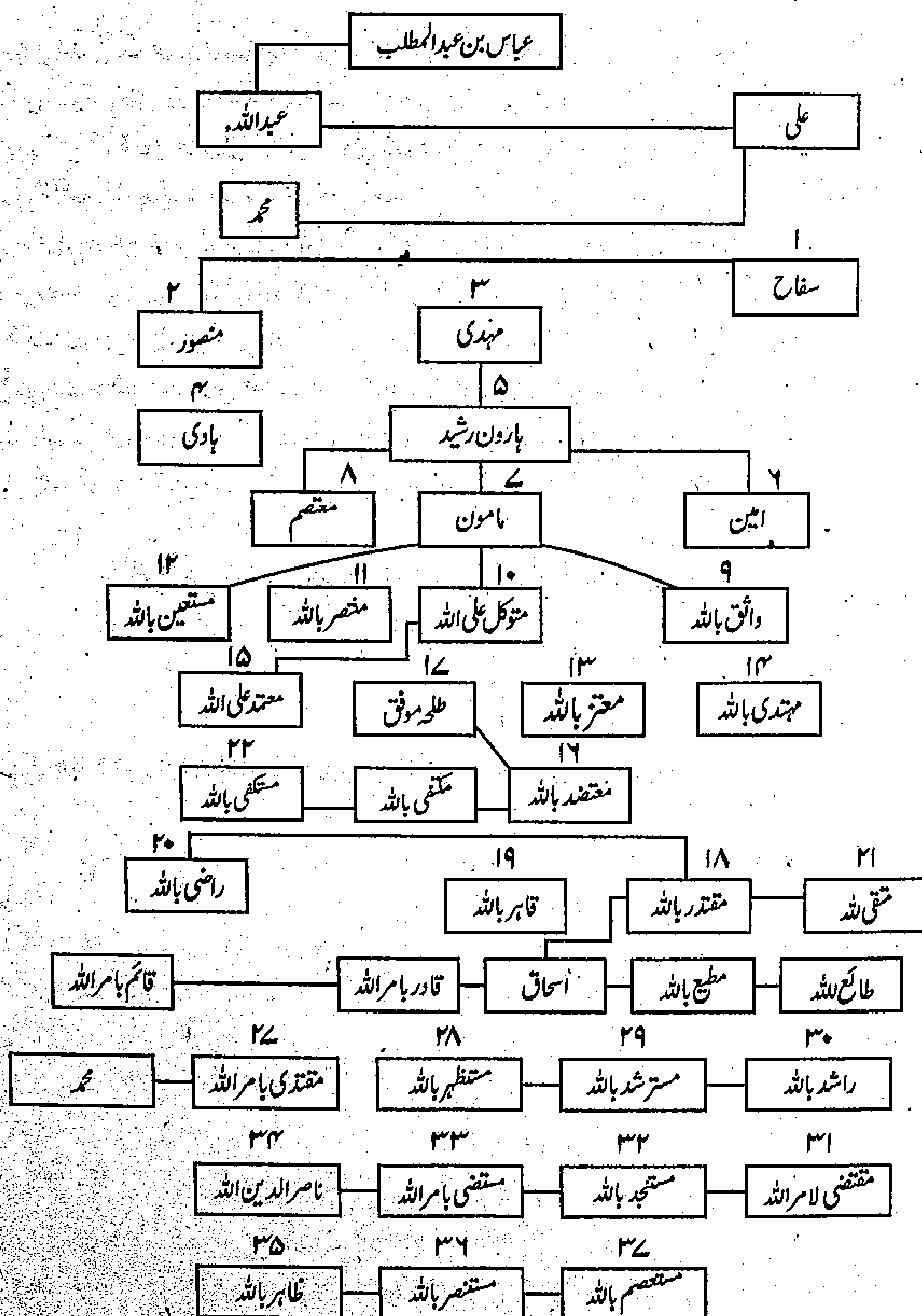
بغداد کی بربادی اور فتح کے بعد ہلاکو نے میافارقین کے محاصرے کے لئے فوجیں روانہ کیں' جو دو سال کے محاصرے کے بعد بزورِ شمشیر مفتوح ہوا۔ اس کے تمام حامی اور مددگار مار ڈالے گئے' ان دنوں بنی ایوب میں سے ملک ناصر الدین محمد بن شہاب الدین غازی بن الملک العادل ابوبکر بن ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ والیٔ موصل اس خوفناک غارتگری کو دیکھ کر ڈر گیا۔ نذرانے اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے' اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا' چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ مہم میافارقین کے سر ہونے پر اربل کی جانب ہلاکو نے لشکر روانہ کیا' اہلِ اربل نے قلعہ بندی کر لی چند دن محاصرے کر کے تاتاری لشکر ناکام واپس آیا۔ اس کے بعد والیٔ اربل ابن صلایہ ہلاکو سے ملنے آیا۔ ہلاکو اس کو قتل کر کے جزیرہ' دیار بکر اور دیار ربیعہ پر غالب اور قابض ہو گیا' اسی طرح رفتہ رفتہ چند دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور ہلاکو نے موقع پا کر چاروں طرف سے اس پر چڑھائی کر دی۔

ہلاکو کی فتح یابی سے خلافتِ اسلامیہ کی حکومت جو دارالخلافت بغداد میں بنی عباس کے قبضۂ اقتدار میں تھی نیست و نابود ہو گئی' پھر اس رسمِ قدیم کو ملوکِ ترک نے ان خلفاء کے ذریعہ سے جن کو انہوں نے پہلے خلفاء کے القاب سے قائم اور فائز کیا تھا، دوسرے مقام پر قائم کیا اور ان کی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طور سے جاری رہی جیسا کہ ہم اگلے صفحات میں تحریر کریں گے۔

شجرۂ نسب و اسماءِ خلفاءِ عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی

واضح رہے کہ بلحاظِ ترتیبِ خلافت خلفاء کے ناموں پر نمبر لگایا گیا ہے جن ناموں پر نمبر نہیں ہے ان کے حصہ میں خلافت کی دولت نہیں آئی۔

شجرہ نسب واسماء خلفاء عباسیہ جنھوں نے بغداد میں خلافت کی



نوٹ:۔ بلحاظ ترتیب خلفاء کے ناموں پر نمبر لگایا گیا ہے۔ جن کو خلافت نصیب نہیں ہوئی، ان کے ناموں پر نمبر درج نہیں ہے۔

احمد بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

مصر میں عباسی خلافت

خلیفہ مستعصم جب تاتاریوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گیا اور تاتاریوں نے ممالکِ اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا' اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی' شیرازۂ خلافت درہم برہم ہو گیا۔ خاندانِ خلافت کے ارکان محلسرائے خلافت سے نکل کر ادھر ادھر فرار ہو گئے' ان میں جو سب سے بڑا تھا' اس نے مصر میں جا کر دم لیا وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ ظاہر' شہید خلیفہ مستعصم کا چچا' مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی' اس وقت مصر کی زمامِ حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر و قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر سن کر کہ خاندانِ خلافت کا ایک مشہور رکن احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے۔ جوش و خروش سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ نیاز مندی سے ملا۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر میں چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ میں پیش آیا۔

خلافت کی بیعت

احمد کے مصر میں جلوہ افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ بیرس میں دربارِ عام کیا' اراکینِ حکومت رؤساء ملک و ملت حسب مراتب حاضر ہوئے' قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ اس نے ان عربوں کی گواہی سے جو احمد کے ساتھ آئے تھے۔ احمد کا خاندانِ خلافت سے ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا' تاہم ضابطہ کا تکملہ کیا گیا' پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی۔ اس کے بعد حاضرینِ دربار یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے' انتہائی خوشی و مسرت سے احمد کو خلافتِ اسلامیہ کے فرائضِ منصبی ادا کرنے کا موقع دیا گیا اور '' المستنصر باللہ '' کا مبارک لقب حاصل ہوا۔ منبروں پر احمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ کندا ہوا اور گشتی شاہی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کو بھیجا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے زمامِ حکومت الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا۔ اراکینِ حکومت مشیرانِ سلطنت اور رؤساءِ ملک و ملت حاضر ہوئے' الملک الظاہر نے خلیفہ کے فرمان کو پڑھا' لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے' سلطان الملک الظاہر نے خوشی سے اس نئے خلیفہ کے لئے اربابِ مناصب' اتابک' استادوار' شہرداز' حاجب اور کاتب وغیرہ مقرر فرمائے' ہر طبقہ کے آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں' خیمے فروش اور ہر طرح کے اسباب و سامانِ آرائش فراہم کئے کہا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ خرچ کئے تھے۔

خلیفہ کی شہادت

سلطان الملک الظاہر نے چند دن بعد ممالکِ اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلادِ عراق پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مستنصر نے خود اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اسی اثناء میں صالح بن لولو والئ موصل آ پہنچا۔ اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا۔ الملک الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس کرا دینے کا اقرار کر لیا تھا۔ چنانچہ نیا خلیفہ مع صالح کے ایک لشکرِ جرار آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ الملک الظاہر بھی ہمراہی کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور آخرکار الظاہر بھی ان دونوں کے ساتھ دمشق پہنچا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے اپنے امیروں میں سے دو امیر بغرض امداد ان کے ساتھ روانہ کئے اور یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ فرات تک جانا تاتاریوں کو ان کی خبر ہو گئی۔ فوجیں تیار کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے۔ دونوں گروہوں کی ایک مقام پر لڑائی ہوئی۔ تاتاریوں نے اپنے بھرپور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو ایسا کمزور کر دیا کہ لڑنے کا کیا ذکر ہے' بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی' تمام کے تمام میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے' خلیفہ احمد بھی انہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔ تاتاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کر موصل

کی طرف بڑھا۔ سات ماہ تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا۔ آخری کار بزورِ شمشیر فتح کر لیا اور قتل و غارتگری کرتا ہوا موصل میں پڑا صالح غریب نے بھی ان کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

احمد بن ابو علی حسن حاکم بِامراللہ ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

الملک الظاہر کو خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد مصر میں خاندانِ خلافت کے ایک دوسرے فرد کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائضِ منصبی ادا کرنے کا اہل ہو۔ ہر ایک سے استفسار کر رہا تھا کہ اجازت بغداد سے ایک شخص مصر میں داخل ہوا جو اپنے کو نسباً" راشدین مسترشد کی جانب منسوب کرتا تھا۔ صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں نسابۂ مصر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ سلیمانیہ اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابو بکر کا۔ ابو بکر بیٹا ہے علی کا' علی بیٹا ہے احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ انتہیٰ کلام صاحب حماۃ

احمد کے آباء میں مابین کے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے کوئی اور شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافتِ اسلامیہ کی بیعت کی اور "الحاکم بامراللہ" کا لقب دیا' اس نے اپنی جانب سے ہر خاص و عام امور کے سفید و سیاہ کا اختیار الملک الظاہر کو مرحمت کیا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکہ پر اس کا نام کندا کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت سے بیبرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا۔ اس کے بعد صالح قلادن اور اس کے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال سے بیبرس میں قیام پذیر رہا۔ پھر الملک الناصر محمد بن قلادن کا دور دورہ ہوا۔ اسی کے حکمرانی کے عہد میں خلیفہ حاکم کا ۷۰۱ھ میں انتقال ہوا۔

سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ ۷۰۱ھ تا ۷۴۰

حاکم کا جانشین اس کا بیٹا ابو الربیع سلیمان ہوا اور "المستکفی باللہ" کا لقب اختیار کیا' حسب سابق اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ کندہ ہوا۔ ۷۰۲ھ میں خلیفہ سلیمان' الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبار تاتاریوں سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ۷۳۶ میں سلطان الملک الناصر کو خلیفہ مستکفی سے بدظنی پیدا ہوئی' گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا' ایک سال تک کسی سے ملنے جلنے نہ دیا' اس کے بعد مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دی۔ چند دن بعد ناراضگی میں پھر اضافہ ہوا۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو ۷۳۸ھ میں قوص کے جانب جلاء وطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو سال بعد ۷۴۰ھ میں قبل انتقال الملک الناصر' مستکفی فوت ہو گیا۔

ابراہیم بن واثق باللہ ۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ

خلافت سے قبل مستکفی نے اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولی عہد مامور کیا تھا' پس انتقال کے بعد مستکفی' احمد کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ احمد نے بیعتِ خلافت لینے کے بعد "الحاکم بامراللہ" کا لقب اختیار کیا لیکن سلطان الملک الناصر نے اس ولی عہدی اور بیعتِ خلافت کو تسلیم نہ کیا' برطرف کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور "الواثق باللہ" کا لقب مرحمت کیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامراللہ ثانی ۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ

اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد الملک الناصر وفات پا گیا اور لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غلط خیال کر کے واثق کو خلافت سے برطرف کیا اور احمد کی خلافت کی پھر بیعت کی اور "الحاکم بامراللہ" کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۷۴۱ھ کا

ہے پھر ۷۵۳ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۵۳ھ تا ۷۶۳ھ

پھر اس کا بھائی ابو بکر خلیفہ بنایا گیا اور "المعتضد باللہ" کے لقب سے نوازا گیا' دس سال خلافت کر کے ۷۶۳ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر فائز کیا گیا اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا گیا' ۷۷۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے کے لئے روانہ ہوا' ترکوں نے بدعہدی کی۔ بدامنی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوراً سلطان اشرف مصر واپس آیا' امرائِ ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور نیز خلافت کے بیعت کرنے کے لئے طلب کیا۔ خلیفہ متوکل نے انکاری جواب دیا اس بناء پر ایک مشہور ایک شخص نے جو امرائِ ترک سے تھا' ان دنوں قاہرہ میں حکومت و سلطنت پر غالب ہو رہا تھا۔ ۷۷۹ھ میں اس رنجش کے تحت جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی' خلیفہ متوکل برطرف کر دیا اور اس کے برادر عم زاد زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر فائز کیا۔ زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اراکین حکومت نے زکریا کو برطرف کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر فائز کیا۔ حتیٰ کہ قرط ترکمانی کا واقعہ بغاوت پیش آیا۔ قرطمہ ترکمانی' مصری لشکر کا ایک سردار تھا' فسادیوں کی سازش سے قرط ۷۸۵ھ میں الملک الظاہر ابو سعید برقوق کے مقابلہ پر آ گیا' غمازوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ کہہ دیا کہ قرط نے خلیفہ متوکل کی ساز باز سے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے غیر مطمئن ہو کر غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

محمد بن ابراہیم واثق باللہ ۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ و زکریا بن ابراہیم ۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

اس کے بجائے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر متمکن کیا' "الواثق باللہ" کا لقب مرحمت کیا' تقریباً تین سال زندہ رہ کر آخری ۷۸۸ھ میں واثق کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو کرسیٔ خلافت پر فائز کیا' جس کو ایک ترکی نے کرسیٔ خلافت پر بٹھایا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۹۱ھ تا ۸۰۸

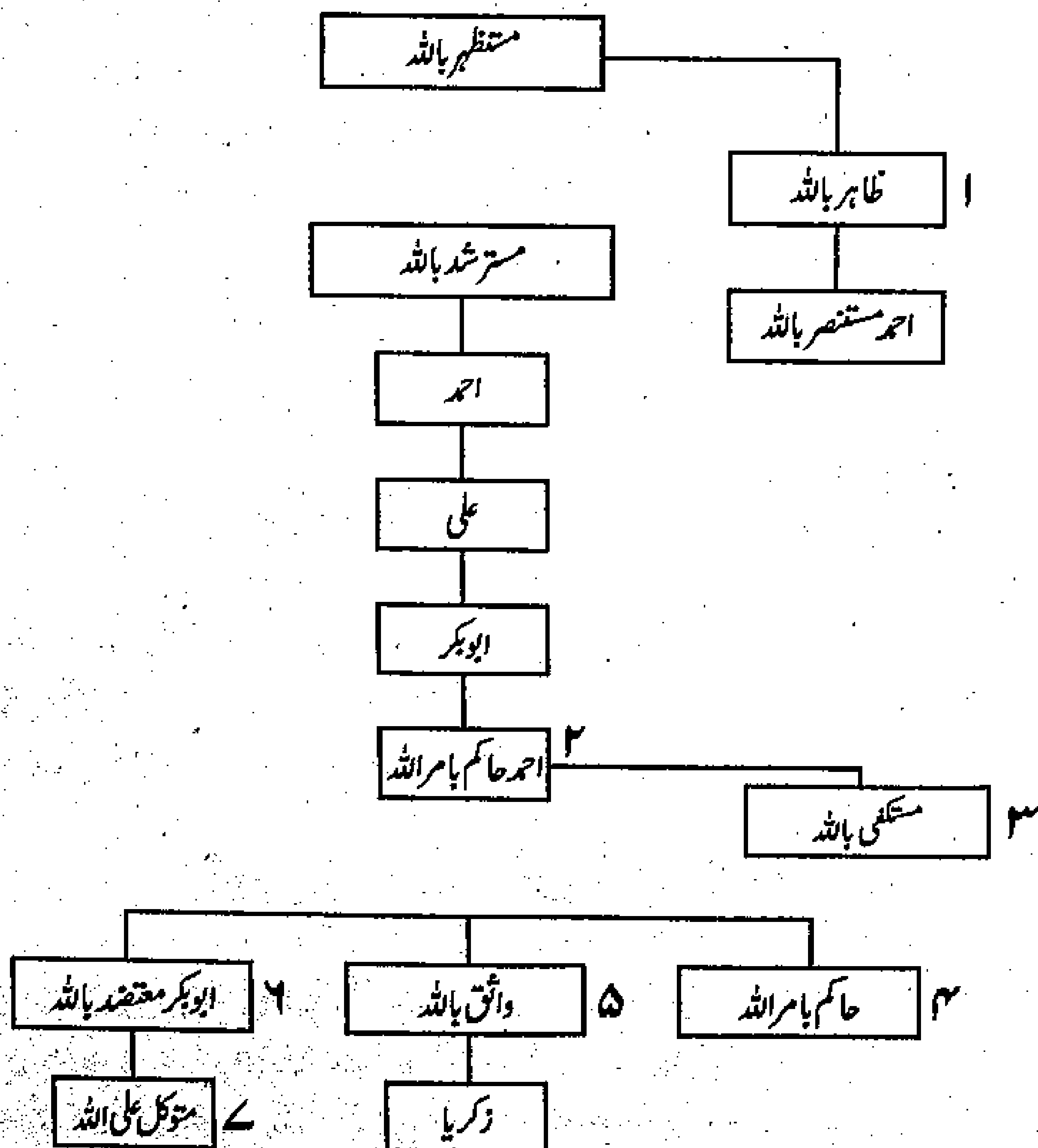
اس کے بعد ۷۹۱ھ میں بلبغا ناصری والیٔ حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور انتہائی تیزی سے چڑھائی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے حسب سابق منصب خلافت پر فائز کیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے سلسلے میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کو ہم مکمل طور پر ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کے قائم کرنے والے تھے۔ بے شک اس مقام پر صرف انہی حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اور ان اخبار کو جو حکومت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے نظر انداز کر دیا ہے۔

خلفاء کی ذمہ داریاں

یہ خلفاء منصب خلافت پر رسم خلافت کو پورا کرنے' مذہبی فرائض کی بہ طریق شریعت ادائی و ارکانِ خاندان وغیرہ کو خطابات دینے کے لئے ہوتے تھے اور بوجہ کمال ایمان اور فرطِ محبت۔ بغرض ایفاء شروط امامت یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ سلاطین ہند کیا' جس قدر شہر مختلفہ میں اسلامی سلاطین تھے' وہ برابر انہی خلفاء سے اور نیز ان سے جو قبل گزر چکے تھے' خطابات اور سنداتِ حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات' ملوک بنی قلاون وغیرہ کے ذریعہ و توسط سے جو مصر میں تھے پیشوا ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلیفہ کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے تھے۔ خلعت سند حکومت اور خطابات وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ ان لوگوں کو جو منصب خلافت کو قائم رکھنے

والے تھے' امداد و تائید کیا کرتے۔ **بمن اللہ وفضلہ**

شجرہ انساب خلفاء عباسیہ جنھوں نے خلافت بغداد کے بعد مصر میں خلافت کی



تاریخ ابن خلدون کا الفیصل ایڈیشن

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون نے بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا اور مختلف علوم وفنون کے متعلق ان کی چھوٹی چھوٹی کتب طویل مدت تک مقبول رہیں لیکن ان کی شہرت ان کے شاہکار یعنی تاریخ عالم اور خصوصاً اس کے پہلے حصہ پر مبنی ہے جس کو عام طور پر مقدمہ ابن خلدون کہا جاتا ہے

ان کی تاریخ کا پورا نام ''کِتَابُ العِبَرِو دیوانُ المُبتَدَ اوَالخَبَرِ فِی اَیَامِ العَرَبِ وَالعجَمِ وَالبَر بَرِوَمَن عَاصَرَھُم مِن ذَوِی السُّلطَانِ الاَکبَرِ'' ہے جسے عام طور پر تاریخ ابن خلدون کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس تاریخ کو انہوں نے درجہ ذیل حصوں میں منقسم کیا ہے۔

''مقدمہ'' تاریخ، عمرانیات، سیاسیات، معاشیات اور دوسرے معاشرتی علوم کے مسائل اور مباحث پر ایک کلاسیکی تحریر ہے جس کے تراجم ترکی، فرانسیسی، انگریزی، پرتگالی اور اردو کے علاوہ دنیا کی دوسری بڑی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ ''تاریخ ابن خلدون'' اُردو ترجمے کے تیرہ حصے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

تاریخ الانبیاء (قبل از اسلام) جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک کے حالات درج ہیں، حصہ اول میں رسول ﷺ اور خلفائے رسول ﷺ تک کے حالات، حصہ دوم میں خلافت معاویہؓ و آل مروان تک کے حالات، حصہ سوم چہارم میں خلافت بنوعباس تک کے حالات، حصہ پنجم میں امیران اندلس اور خلفائے مصر کے حالات، حصہ ششم میں غزنوی اور غوری سلاطین کے حالات، حصہ ہفتم میں سلجوقی وخوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار کے حالات، حصہ ہشتم میں زنگی اور خاندان صلاح الدین ایوبی کے سلاطین اور تاتاریوں کے زوال کے حالات، حصہ نہم میں سلاطین ممالک بحریہ مصر کی مفصل تاریخ، حصہ دہم میں مصر وشام میں ممالیک کی سلطنت کے خاتمہ سے لیکر ترقی میں آل عثمان کی سلطنت کے آغاز تک کے حالات، حصہ یازدہم میں شمالی فریقہ میں بربر قبائل اور انکے حکمرانوں کے حالات، حصہ دوازدہم میں **350**ھ سے **800**ھ ہجری کے درمیان عرب میں پائے جانے والے قبائل اور انکی حکومتوں کے حالات۔

مندرجہ بالا تیرہ حصوں کے مضامین وموضوعات کا ایک جامع ومفصل ''اشاریہ'' آخری جلد میں شامل کیا گیا ہے:

Title Cover Design by Zhaeer-ul-Islam

ISBN 969-503-323-7





ناشران وتاجرانِ کتب